شرحِ انتخابِ احادیث

صحیح مُسلم شریف

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز

اردو بازار ○ لاہور

شرح

انتخابِ احادیث

مکمل 5 جلدیں

جلد نمبر 1 صحیح بخاری شریف

جلد نمبر 2 صحیح مسلم شریف

جلد نمبر 3 سُنن النسائی، سُنن ابن ماجۃ

جلد نمبر 4 سنن ابی داؤد، شرح معانی الآثار

جلد نمبر 5 جامع ترمذی شریف

۔ مترجم ۔
ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

۔ شارح ۔
علامہ محمد لیاقت علی رضوی
دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز ® زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز اردو بازار ○ لاہور

شرحِ انتخابِ احادیث

صحیح مُسلم شریف

2

ترجمہ

ابوالعلاءِ محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز®
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ہو القادر

نام کتاب	شرح انتخاب احادیث (جلد ۲)
مترجم	ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
کمپوزنگ	ورڈز میکر
باہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	مارچ 2016ء
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور
طباعت	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ	-/900 روپے

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکرگزار ہوگا۔

ترتیب

کِتَابُ الْاِیْمَانِ

یہ کتاب ایمان کے بیان میں ہے

کتاب الحج

یہ کتاب حج کے بیان میں ہے

کِتَابُ الرِّضَاعِ

کِتَابُ اللِّعَانِ

امیر المسلمین فی الحدیث

مسلم بن حجاج بن مسلم، ابوالحسین القشیری نیشاپوری

از

ابوبکر احمد بن علی الخطیب بغدادی (متوفی 463)

علم حدیث کے حفاظ آئمہ میں سے ایک ہیں "مسند صحیح" کے مصنف ہیں آپ نے (علم حدیث کی طلب میں) عراق، حجاز، شام اور مصر کا سفر اختیار کیا، آپ کے اساتذہ میں

یحییٰ بن یحییٰ النیسابوری، قتیبۃ بن سعید، اسحٰق بن راہویہ، محمد بن عمرو زنیجا، محمد بن مہران الجمال، ابراہیم بن موسیٰ الفراء، علی بن الجعد، احمد بن حنبل، عبیداللہ القواریری، خلف بن ہشام، سریج بن یونس، عبداللہ بن مسلمۃ القعنبی، ابوالربیع الزہرانی، عبیداللہ بن معاذ بن معاذ، عمر بن حفص بن غیاث، عمرو بن طلحۃ القناد، مالک بن اسمٰعیل النہدی، احمد بن یونس، احمد بن جواس، اسمٰعیل بن ابی اویس، ابراہیم بن المنذر، ابومصعب الزہری، سعید بن منصور، محمد بن رمح، حرملۃ بن یحییٰ اور عمرو بن سواد۔

وغیرہ شامل ہیں آپ کئی مرتبہ بغداد شریف لائے اور یہاں علم حدیث کا درس دیا آپ 259 ہجری میں آخری مرتبہ بغداد شریف لائے۔

امام عبدالواحد نے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، پوری سند کے ہمراہ، حضرت عباد بن تمیم کے چچا کے یہ بیان نقل کیا ہے:

"میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چت لیٹے ہوئے دیکھا ہے آپ نے اپنی دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ دوسری پر رکھی

[1] ابوبکر احمد بن علی جو "خطیب بغدادی" کے نام سے مشہور ہیں پانچویں صدی ہجری کے سربرآوردہ اہل علم میں سے ایک ہیں آپ نے مختلف موضوعات پر بیسیوں کتب مرتب کی ہیں جن میں "تاریخ بغداد" کو لازوال شہرت نصیب ہوئی ہم نے اسی "تاریخ بغداد" میں سے "امام مسلم بن حجاج القشیری" کے احوال پر مشتمل حصہ اردو میں منتقل کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا۔

امام مسلم کے حالات کا سیریل نمبر 7090 ہے اور کتاب کے محقق نے حاشیے میں امام مسلم کے مزید حالات کے لئے درج ذیل ماخذ کی نشاندہی کی ہے۔

تاریخ دمشق (7417/85/58) تہذیب الکمال (6514/68/18) تقریب التہذیب (6894/150/8) الکاشف (5482/121/3) وغایۃ السول (6896/2763/8) (محمد محی الدین عفی عنہ)

ہوئی تھی''۔

امام احمد بن سلمہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ رازی اور امام ابوحاتم رازی کو دیکھا ہے وہ صحیح احادیث کی معرفت میں امام مسلم بن حجاج کو اپنے زمانے کے دیگر مشائخ پر ترجیح دیتے تھے۔

حسین بن محمد ماسرجسی بیان کرتے ہیں میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے (وہ فرماتے ہیں) میں نے امام مسلم بن حجاج کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے تین لاکھ احادیث کے ذخیرہ میں سے اس ''مسند صحیح'' کو تصنیف کیا ہے۔

امام ابوعلی حسین بن علی نیشاپوری فرماتے ہیں: اس آسمان کے نیچے علم حدیث میں امام مسلم بن حجاج کی کتاب سے زیادہ کوئی کتاب مستند نہیں ہے۔

(مشہور) بزرگ عمر بن احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے ایک ثقہ ساتھی (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے وہ ابوسعید بن یعقوب تھے' کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے خواب میں شیخ ابوعلی ظہوری کو ''شارع الحیرۃ'' پر چلتے ہوئے دیکھا ان کے ہاتھ میں امام مسلم کی کتاب کا ایک جز تھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا: اس کی وجہ سے مجھے نجات مل گئی' انہوں نے (امام مسلم کی کتاب کے) اس جز کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا۔

اسحٰق بن ابراہیم حنظلی نے امام مسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: ''مراد کا بن بوذ'' منکدری اس کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں ''وہ کیسے عظیم آدمی تھے''؟ محمد بن یعقوب اخرم کہتے ہیں بہت کم مستند احادیث ایسی ہوں گی جو امام بخاری اور مسلم نے نقل نہ کی ہوں۔

محمد بن احمد بن ہمدان الحیری بیان کرتے ہیں میں نے ابوالعباس بن سعید بن عقدہ سے امام بخاری اور امام مسلم کے بارے میں دریافت کیا: ان دونوں میں کون زیادہ علم رکھتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: امام بخاری بھی عالم تھے اور امام مسلم بھی عالم تھے میں نے اپنا سوال کئی مرتبہ دہرایا' تو وہ یہی جواب دیتے رہے اور پھر مجھ سے فرمایا: اے ابوعمرو! اہل شام کے بارے میں امام بخاری سے کچھ غلطیاں ہوئی ہیں کیونکہ امام بخاری نے ان کی کتابیں حاصل کر کے ان کا مطالعہ کیا تھا تو وہ بعض اوقات کسی ایک راوی کے حوالے سے اس کی کنیت کے ہمراہ کوئی روایت نقل کرتے ہیں اور کسی دوسری جگہ اسی راوی کا نام ذکر کرتے ہیں اور اس غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ شاید وہ دو لوگ ہیں امام مسلم نے اس حوالے سے بہت کم غلطیاں کی ہیں۔

امام مسلم نے امام بخاری کا طریقہ کار اختیار کیا ہے۔ انہوں نے امام بخاری کے علم سے استفادہ کیا اور ان کے طریقے پر گامزن ہوئے جب امام بخاری نیشاپور تشریف لائے تو امام مسلم ان کے ساتھ رہے اور ان کی خدمت میں بار بار جاتے رہے۔

امام ابوالحسن دارقطنی فرماتے ہیں اگر امام بخاری نہ ہوتے تو امام مسلم یہ کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتے تھے۔

ابوحامد احمد بن حمدون بیان کرتے ہیں امام مسلم' امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان

(یعنی پیشانی پر) بوسہ دے کر عرض کی اے استادوں کے استاد! اے محدثین کے سردار! اے علم حدیث کے ماہر! مجھے اپنی قدم بوسی کا موقع دیں۔

پھر امام مسلم نے امام بخاری سے کہا: آپ نے اپنی سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مجلس کے کفارے کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے' اس کی سند میں کیا خامی ہے؟ تو امام بخاری نے جواب دیا: یہ روایت ملیح سے منقول ہے اس بارے میں اس حدیث کے علاوہ' دنیا میں کسی اور روایت کی موجودگی کا مجھے علم نہیں ہے' لیکن اس کی سند میں ایک خامی ہے چونکہ موسیٰ بن عقبہ (راوی) نے اس روایت کو سہیل (نامی راوی) سے روایت کیا ہے۔ جبکہ عقبہ کا سہیل سے سماع ثابت نہیں ہے۔

امام مسلم' امام بخاری کی حمایت بھی کرتے رہے یہاں تک کہ اسی وجہ سے ان کے اور امام محمد بن یحییٰ ذہلی کے درمیان ناچاقی ہوگئی۔

ابو عبداللہ محمد بن یعقوب کہتے ہیں' جب امام بخاری نے نیشاپور میں سکونت اختیار کی تو امام مسلم ان کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتے رہے جب امام بخاری اور امام ذہلی کے درمیان (قرآن مجید کے) الفاظ کے بارے میں اختلاف ہوا اور امام ذہلی نے امام بخاری کے خلاف اعلان کروایا اور لوگوں کو ان کے پاس جانے سے روک دیا جس کی وجہ سے امام بخاری نیشاپور چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تو اس دوران امام مسلم کے علاوہ سب لوگوں نے امام بخاری کے پاس جانا چھوڑ دیا لیکن امام مسلم بدستور ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور انہوں نے امام محمد بن یحییٰ کو یہ پیغام بھجوایا کہ مسلم بن حجاج ہر حال میں امام بخاری کے مؤقف کے قائل رہیں گے اس وجہ سے امام مسلم کو عراق اور حجاز میں ناگوار صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن انہوں نے اپنے مؤقف سے رجوع نہیں کیا۔

جب امام محمد بن یحییٰ ذہلی نے یہ اعلان کیا' جو شخص (قرآن کے) الفاظ کے بارے میں (امام بخاری کے مؤقف کا) قائل ہو وہ ہماری مجلس میں نہیں آ سکتا' تو امام مسلم نے سب لوگوں کی موجودگی نے اپنی چادر' اپنے عمامے کے اوپر رکھی اور ان کی محفل سے اُٹھ کر چلے گئے بعد میں انہوں نے امام محمد بن یحییٰ سے منقول' تحریر شدہ تمام روایات کا پلندہ ایک مزدور کو اُٹھوا کر محمد بن یحییٰ کے دروازے پر بھجوادیا' اس وجہ سے دونوں حضرات کے درمیان ناچاقی مزید پختہ ہوگئی اور امام مسلم نے امام ذہلی سے لاتعلقی اختیار کر لی۔

احمد بن سلمہ بیان کرتے ہیں امام مسلم نے (علم حدیث کے بارے میں) مذاکرے کی ایک مجلس منعقد کی ان کے سامنے ایک حدیث کا تذکرہ کیا گیا جس سے وہ واقف نہیں تھے جب وہ اپنے گھر واپس گئے تو چراغ جلا کر گھر والوں کو یہ ہدایت کی' کوئی شخص میرے کمرے میں نہ آئے انہیں بتایا گیا ہمارے ہاں کھجوروں کا ایک ٹوکرا تحفے کے طور پر آیا ہے امام مسلم نے ہدایت کی' اسے میرے پاس رکھ دو گھر والوں نے ان کے پاس رکھ دیا امام مسلم (رات بھر) وہ حدیث تلاش کرتے رہے اور (بے خیالی میں) وہ

کھجوریں کھاتے رہے صبح ہونے تک وہ کھجوریں ختم ہو چکی تھیں اور انہیں وہ حدیث مل چکی تھی۔

محمد بن عبداللہ بیان کرتے ہیں مجھے ایک مستند شخص نے بتایا ہے اسی وجہ (یعنی بے خیالی میں بکثرت کھجوریں کھانے کی وجہ) سے اُن کا انتقال ہو گیا۔

علم حدیث کے ماہر امام ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بیان کرتے ہیں اتوار کی شام امام مسلم کا انتقال ہوا اور پیر کے دن انہیں دفن کر دیا گیا یہ واقعہ 25 رجب 26 ہجری میں پیش آیا۔

ا البغدادی احمد بن علی" تاریخ بغداد" 64/11

مقدمہ رضویہ

متن حدیث ایک تعارف اجمالی

متن عربی میں پشت کو کہتے ہیں متون اس کی جمع ہے، پشت پر بدن کا جملہ وزن آتا ہے اور یہی حصہ اس کا پوری طرح متحمل ہوتا ہے، حدیث کے جملہ اُصول وفروع اور قواعد وکلیات بھی متن حدیث کے گرد ہی گھومتے ہیں، راویوں کی سند متن تک پہنچتی ہے، شروح اسی متن کو کھولتی ہیں اور ترجمہ اسی کو دوسری زبان کا لباس پہناتے ہیں۔

جو کتابیں متونِ حدیث کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہیں اُن کا تعارف اس مقالہ میں پیش کیا جائیگا، ان میں وہ کتابیں بھی ہوں گی جو متن کو سند کے ساتھ پیش کرتی ہیں، جیسے صحیح البخاری اور صحیح مسلم اور وہ بھی ہوں گی جو متن لاکر اس کی تخریج کر دیتی ہیں، جیسے مشکوٰۃ وغیرہ، ضرورت کے پیشِ نظر چند اُن کتابوں کا ذکر بھی ہوگا جو راویوں کے حالات بتائیں اور آخر میں چندان کتابوں کا ذکر بھی کیا جائے گا جو مستقلاً بے سند اور موضوع روایات پر لکھی گئیں۔ جہاں تک اصل کتابوں کا تعلق ہے ان میں بھی اس سے بحث نہیں ہوگی کہ یہ کب لکھی گئیں۔

اور اس فن کی تدوین کیسے ہوئی؟ یہ مباحث کچھ تاریخ حدیث میں اور کچھ تدوینِ حدیث سے متعلق ہیں؛ یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ ان دنوں متونِ حدیث کی کون کون سی کتابیں علماء عوام میں مستند طریقہ سے چلی آرہی ہیں اور یہ کتابیں چھپی ہیں اور مل سکتی ہیں۔ اس فن کی جملہ مطبوعہ کتابوں کا احاطہ کرنا مقصود نہیں، اس بات کے متلاشی حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب بُستان المحد ثین یا جرمن مستشرق بروکلمن کی کتاب کی مراجعت فرمائیں۔

صحیفہ حضرت ہمام بن منبہ

حدیث کی قدیم ترین کتاب جو اس وقت ہماری رسائی میں ہے صحیفہ ہمام بن منبہ ہے، ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ حافظ الامت سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے، صحیفہ ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۰ھ) میں حدیثیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھی ہیں۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ حضرت ہمام رحمۃ اللہ علیہ کو کل راحادیث ہی یاد تھیں۔ نہیں آپ نے اور اساتذہ سے بھی بہت سی روایات سنیں ان دوسرے اساتذہ سے سنی روایات اس میں شامل نہیں نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنی کل روایات کا اس میں احاطہ ہے، حضرت ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ صحیفہ مرتب کیا، ان دنوں فنِ تدوین اپنی بالکل ابتدائی منزل میں تھی، یہ مجموعے محض یادداشت کے طور پر لکھے گئے تھے، صحیفہ ابن ہمام ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے تحقیقی کام کے ساتھ حیدرآباد دکن سے سنہ ۱۹۵۵ھ میں شائع ہوا ہے۔

تیرہ صدیوں تک یہ کتاب مخطوطات میں ہی رہی؛ اس سے بہت پہلے مسند امام احمد مصر میں چھپ چکی تھی، اس میں مرویاتِ ابی

ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مستقل مسند ہے، مسند امام احمد کی جلد دوم میں صحیفہ ہمام بن منبہ کی کل احادیث مرویات ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ قدماء حدیث کس احتیاط سے جمع کی کہ تیرہ صدیوں بعد آنے والا مجموعہ صدیوں بعد شائع ہونے والے کتابوں سے ہو بہو اور حرف بحرف مطابق نکلا، اس وقت متن حدیث کی قدیم ترین کتاب جسے ہم دیکھ سکتے ہیں یہی ہے۔

حدیث کی دس پہلی کتابیں

پہلے ان دس کتابوں سے تعارف کیجئے جو صحاحِ ستہ کے وجود میں آنے سے پہلے لکھی جا چکی تھیں اور علماء متقدمین ومتاخرین ان کے حوالوں سے رداً یا قبولاً بحث کرتے آئے ہیں اور ان کی اصلیت کسی دور میں مخدوش نہیں سمجھی گئی۔

(۱) مسند امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موضوع زیادہ تر فقہ تھا حدیث نہیں؛ تاہم آپ ضمناً احادیث بھی روایت کرتے جاتے تھے، جنھیں آپ کے شاگرد آپ سے روایت کر دیتے تھے، مختلف علماء نے آپ سے روایت شدہ احادیث کو جمع کیا ہے، علامہ خوارزمی (۶۶۵ھ) نے ان کے پندرہ جمع شدہ مجموعے مسانید ابی حنیفہ کے نام سے مرتب کیئے ہیں، ان مجموعوں کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے براہِ راست نقل کرنے والے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حماد رحمۃ اللہ علیہ اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان میں سب سے بہتر مجموعہ محدث جلیل موسیٰ بن زکریا حنفی کا ہے، اسے ہی مسند ابی حنیفہ کہا جاتا ہے، یہ کتاب مصر، ہندوستان اور پاکستان میں بارہا چھپ چکی ہے۔

محدثِ کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الانام فی شرح الامام کے نام سے اس کی شرح لکھی جو سنہ ۱۸۸۹ء میں مطبع محمدی لاہور نے شائع کی تھی۔

(۲) مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

مؤطا لفظ توطیہ سے ہے، توطیہ کے معنی روندنے، تیار کرنے اور آسان کرنے کے ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مرتب کر کے ستر فقہاء کے سامنے پیش کیا، سب نے اس سے اتفاق کیا، اسی وجہ سے اس اتفاق شدہ مجموعہ کو مؤطا کہا گیا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فقہاء کے سامنے کیوں پیش کیا؟ محدثین کے سامنے کیوں نہیں؟ ملحوظ رہے کہ ان دنوں فقہاء ہی حدیث کے اصل امین سمجھے جاتے تھے اور یہی لوگ مراداتِ حدیث کو زیادہ جاننے والے مانے جاتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موضوع چونکہ زیادہ تر فقہ تھا، اس لیے آپ نے اس میں سند کے اتصال کی بجائے تعامل امت کو زیادہ اہمیت دی ہے، آپ اس میں اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ بھی لے آئے ہیں، آپ کے ہاں سنت وہی ہے جس پر اُمت میں تسلسل سے عمل ہوتا آیا ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "مزج باقوال الصحابة وفتاوىٰ التابعين ومن بعدهم"۔

(مقدمہ فتح الباری)

آپ نے صحابہ کے اقوال اور تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں کے فتاوے اس میں شامل کیئے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسے فقہ کی کتاب شمار کرتے ہیں (مسوی عربی شرح موطا) جہاں تک اس کی اسانید کا تعلق ہے اس کے بارے میں لکھتے ہیں: "**لیس فیہ مرسل ولا منقطع الا وقد اتصل السند بہ من طرق اخری**"۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

اس میں کوئی مرسل اور منقطع روایت ایسی نہیں جو دوسرے طرق سے متصل نہ ہو چکی ہو۔

مؤطا امام مالک میں ۶۰۰ روایات مرفوع ہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں ان میں سے بھی ۲۲۲ مرسل ہیں، جو تابعین رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہیں، انہیں محدثین کی اصطلاح میں مرسل کہتے ہیں، اس دور میں مرسل احادیث لائق قبول سمجھی جاتی تھیں، جب تک جھوٹ اور فتنوں کا دور شروع نہیں ہوا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر مرسل روایات کو بلا تردد قبول کرتے رہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مؤطا کے سولہ نسخے آگے چلے، جن میں صحیح ترین نسخہ امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی کا ہے، مؤطا مالک ان دنوں اسے ہی کہتے ہیں، بڑے بڑے متبحر علماء نے اس کی شروح اور حواشی لکھے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: "ماعلی ظھر الارض کتاب بعد کتاب اللہ اصح من کتاب مالک"۔ (تزئین الممالک)

تختۂ زمین پر کوئی کتاب قرآن کریم کے بعد مؤطا سے زیادہ صحیح نہیں۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم وجود میں نہ آئی تھیں اور صحتِ سند کے لحاظ سے مؤطا مالک اپنی مثال آپ تھی، اس کی کوئی روایت جرح راوی کی وجہ سے ضعیف نہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ہزار کے قریب علماء نے مؤطا لکھی۔ (بستان المحدثین، مطبع: کراچی)

(۳) کتاب الآثار امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

گو آپ حدیث کے امام تھے، مگر آپ کا موضوع بھی فقہ تھا، آپ نے احادیث بھی بہت روایت کی ہیں، زیادہ روایات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لیتے ہیں، کتاب الآثار فقہی طرز میں آپ کی روایات کا ایک مجموعہ ہے، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"**کان ابو یوسف القاضی یمیل الی اصحاب الحدیث و کتبت عنہ**"۔

(کتاب التاریخ یحییٰ بن معین طبع، مکۃ المکرمۃ)

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ محدثین کی طرف زیادہ مائل تھے اور آپ کی روایات لکھی جاتی تھیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کو مطبع احیاء المعارف النعمانیہ نے شائع کیا ہے۔

(۴) کتاب الآثار امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

مصر اور ہندوستان میں بارہا چھپ چکی ہے، اس کی متعدد شرحیں بھی لکھی گئیں۔

(۵) مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مؤطا سنی اور پھر آپ نے خود ایک مؤطا ترتیب دی، جس میں زیادہ روایات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لی ہیں، مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی درسی کتاب ہے، ہندوستان، پاکستان، ترکی اور افغانستان کے مدارس حدیث میں پڑھائی جاتی ہے، اس کا اُردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے، اس میں مرویات آپ کی ہیں؛ مگر تبویب آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے کی ہے "ھکذا سمعت من بعض الثقات"۔

(۶) مسند امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا زیادہ تر موضوع فقہ تھا؛ مگر آپ اس کے ضمن میں احادیث بھی روایت کرتے تھے، آپ کے دور میں فتنے بہت اُبھر آئے تھے اور جھوٹ عام ہو چکا تھا، اس لیے آپ نے راویوں کی جانچ پڑتال پر بہت زور دیا اور تعامل امت کی نسبت صحت سند کو اپنا مآخذ بنایا، آپ نے یہ مسند خود ترتیب نہیں دی، اس کے مرتب ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم ہیں، یہ مسند امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کی ہے، اس کی بھی کئی شروح لکھی گئیں جن میں مجدالدین ابن اثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شرحیں زیادہ معروف ہیں۔

(۷) المصنف لعبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، المصنف گیارہ جلدوں میں بیروت سے شائع ہوئی ہے، پہلے دور کی کتابوں کی طرح اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ بھی بہت ہیں اور مؤلف متصل ومرسل ہر طرح کی روایات لے آئے ہیں، ان دنوں محدثین تعاملِ امت پر فکری نظر رکھتے تھے۔

(۸) مسند ابی داؤد الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ

دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن نے اسے شائع کیا ہے، مسند کی ترتیب پر ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں، اب ابواب فقہ کی ترتیب سے بھی چھپ گئی ہے، اس میں بعض ایسی احادیث ہیں جو اور کتابوں میں نہیں ملتیں، اس پہلو سے یہ کتاب بہت اہمیت کی حامل ہے۔

(۹) المصنف لابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ

پورا نام الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار ہے، مؤلف امام حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ ہیں۔

(۱۰) مسند امام احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

مسند احمد کی موجودہ ترتیب آپ کے صاحبزادے عبداللہ کی ہے، قاضی شوکانی لکھتے ہیں: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جس روایت پر سکوت اختیار کیا ہے اور اس پر جرح نہیں کی وہ لائق احتجاج ہے (نیل الاوطا) اس سے اس مسند کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا

ہے،ابنِ تیمیہ لکھتے ہیں کہ مسنداحمد کی شرط روایت ابوداؤد کی ان شرائط سے قوی ہے جوانھوں نے اپنی سنن میں اختیار کی ہیں،امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ومالم اذکر فیه شیئا فهو صالح وبعضها اصح من بعض" ۔ (مقدمہ سنن ابی داؤد)

ترجمہ:اور جس راوی کے بارے میں میں نے کچھ نہیں لکھا وہ اس لائق ہے کہ اس سے حجت پکڑی جائے۔

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد کی ۹روایات کو موضوع قرار دیا ہے، حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں ۹روایات کا پورا دفاع کیا ہے اور اس پر ایک مستقل کتاب ("القول المسدد فی الذب عن مسند احمد" اس کا نام ہے) لکھی ہے، جو حیدرآباد دکن سے شائع ہوچکی ہے، چودہ روایات کا جواب حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الذیل الممہد" میں دیا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہولی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند امام احمد کو طبقۂ ثانیہ کی کتابوں میں جگہ دی ہے، حافظ سراج الدین عمر بن علی ابن الملقن نے مسند احمد کا ایک اختصار بھی کیا ہے اور علامہ ابوالحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد کی ایک شرح بھی لکھی ہے، شیخ احمد بن عبدالرحمٰن البناء نے اسے فقہی ابواب پر مرتب کیا اور شیخ احمد شاکر نے اس پر تحقیقی کام کیا ہے، اس کا نام الفتح الربانی من مسند احمد بن حنبل شیبانی ہے یہ ۲۲جلدوں میں ہے۔پہلی جلد شائع ہوئی جبکہ آخری جلد مطبع غوریہ مصر سے شائع ہوئی۔

پہلے دور کے یہ دس نمونے مختلف قسموں پر جمع ہوئے ہیں، اس دور کی اور بھی بہت کتابیں تھیں، جو اس وقت ہماری رسائی میں نہیں؛ لیکن ان کے حوالے شروح حدیث میں عام ملتے ہیں اور ان کے مخطوطات بھی کہیں کہیں موجود ہیں، ان کے تعارف کا عملاً کوئی فائدہ نہیں، صرف چند نام پڑھ لیجئے۔

سنن مکحول الدمشقی، سنن ابن جریج المکی، جامع معمر بن راشد، جامع سفیان الثوری، مسند احمد بن عمرو البزار، مسند وکیع بن الجراح، مسند ابن الجارود الطیالسی، مسند الفریابی، مسند ابی عبید قاسم بن سلام مسند ابن المدینی، مسند اسحٰق بن راہویہ، خدا کرے یہ مجموعے بھی شائع ہوجائیں ان سے باب حدیث میں نئی تحقیقات کا اضافہ ہوگا؛ بحمد اللہ یہ کتابیں شائع ہوچکی ہیں اور نٹ پر بھی دستیاب ہیں، ڈیجیٹل لائبریری سے فائدہ اٹھانے والے تو اس سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اس دور کے آخر میں تالیف حدیث اپنے فنی کمال کو پہنچ گئی اور محدثین نے وہ گراں قدر مجموعے مرتب کیئے کہ خود فن ان پر ناز کرنے لگا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم اسی دورِ آخر کی تالیفات ہیں۔

صحاحِ ستہ کا دورِ تدوین وتالیف

مسلمانوں میں حدیث کی چھ کتابیں انتہائی معتمد سمجھی گئی ہیں، انہیں صحاحِ ستہ کہتے ہیں ان میں پہلی دو کتابیں تو کل کی کل صحیحین ہیں اور دوسری چار کتابیں سنن کہلاتی ہیں، یہ سنن اربعہ بیشتر صحیح روایات پر مشتمل ہیں، فن حدیث میں یہ چھ کتابیں انتہائی لائقِ اعتماد سمجھی جاتی ہیں، مشہور مستشرق نکلسن انہیں اسلام کی BooksCanonical لکھتا ہے، یہ کتابیں تدوین حدیث کے دوسرے دور سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۱) صحیح بخاری

امام محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کا پورا نام "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ وسننہ وایامہ" ہے اس نام میں مسند اپنے اصطلاحی معنوں میں نہیں، اسے الجامع الصحیح بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ فن حدیث کے آٹھوں ابواب (کتاب) اس میں جمع ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحتِ سند، فقہ حدیث اور تحریر تراجم میں حدیث کا وہ عدیم النظیر مجموعہ تیار کیا ہے کہ اسے بجا طور پر اسلام کا اعجاز سمجھنا چاہیے، اہلِ فن اسے اصح الکتاب بعد کتاب اللہ قرار دیتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تقطیع حدیث (حدیث کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے اس کے اجزاء کو علیحدہ علیحدہ روایت کرنا) کے قائل تھے، وہ حدیث کے مختلف اجزاء کو مختلف ابواب میں لاتے ہیں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۃ الباب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی نظریہ ہوتا ہے، جو ان کے خیال میں اس حدیث میں لپٹا ہوتا ہے، جملہ فقہ بخاری فی تراجمہ علمائے حدیث میں بہت معروف ہے، ان فقہی تراجم کے باعث امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بعض روایات بار بار بھی روایت کرنی پڑی ہیں، صحیح بخاری کی کل مرویات رہیں، مکررات کو حذف کر کے چار ہزار کے قریب رہ جاتی ہیں؛ پھر ساری روایات مرفوع (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہوں) نہیں ہیں، موقوف روایات (صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات) اور تابعین کبار کے بہت سے اقوال بھی اس میں ملتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ رسول کے بعد اپنے آپ کو آزاد نہیں سمجھتے؛ بلکہ ان کی فکر انہیں اسلاف کی طرف متوجہ کرتی ہے، وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ سے مستغنی رہ کر نہ چلتے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی رجوع کرتے ہیں۔ سید محمد مرتضیٰ الحسینی زبیدی نے صحیح بخاری کی اسانید اور مکررات حذف کر کے تجرید بخاری مرتب کی، یہ تجرید بھی اپنی جگہ بہت متداول ہے۔

(۲) صحیح مسلم

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فنِ حدیث میں صحتِ سند، حسن صناعت اور مسلکِ محدثین کے التزام سے ایسی کتاب ترتیب دی ہے کہ کتبِ حدیث میں اس کی نظیر نہیں، اس پہلو سے یہ صحیح بخاری سے بھی فائق ہے، ابواب امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے نہیں؛ یہی وجہ ہے کہ آپ حدیث پوری روایت کرتے ہیں، جس میں کئی کئی مضامین ہوتے ہیں، آپ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تقطیع حدیث (حدیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے متعلقہ موضوعات میں لانا) نہیں کرتے، صحیح مسلم کی احادیث مکررات حذف کرنے کے بعد چار ہزار رہ جاتی ہیں، حافظ ابو عوانہ الاسفرائنی نے صحیح مسلم پر استخراج کر کے مسند ابی عوانہ مرتب کی ہے، جو صحیح مسلم کی شرطوں پر مزید احادیث ہیں، حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے تجرید الصحیح کے نام سے اس کی تجرید کی ہے، محمد بن احمد بن محمد الغرناطی نے تہذیب الصحیح کے نام سے اس کا ایک اختصار کیا ہے، علمائے حدیث نے صحیح مسلم کی کئی شرحیں لکھی ہیں۔

اس دور میں جس کے پیشرو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہوئے اور بھی کئی بلند پایہ اہلِ فن اُٹھے جنھوں نے اپنے گراں قدر مجموعہائے حدیث سے اس فن کو تکمیل بخشی، ان میں یہ تین کتابیں چوٹی کی کتابیں ہیں اور بعض فنی اعتبارات سے ان کی بھی نظیر نہیں ملتی۔ سنن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ۔ (جامع ترمذی۔ سنن نسائی)۔

(۳) سنن ابی داؤد

فقہی اعتبار سے بہت بلند پایہ کتاب ہے، ایک مجتہد تہذیب شریعت اور تدوین فقہ میں جن احادیث کا محتاج ہوسکتا ہے وہ سب اس سنن میں موجود ہیں اسے ادق الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے، صحیح بخاری اصح ہونے میں اس سے اوّل ہے؛ مگر ادق ہونے میں اس کا نام آگے ہے، حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بھی تلخیص کی ہے، کتب حدیث میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے جس کی شرح سب سے پہلے لکھی گئی، حافظ احمد بن محمد امام ابوسلیمان الخطابی نے معالم السنن کے نام سے اس کی شرح لکھی جو بارہا چھپ چکی ہے۔

امام ابوداؤد کی کتاب مراسیل ابی داؤد مرسلات پر پہلا مرتب مجموعہ ہے، بعض اہل مطابع نے اسے سنن کے آخر میں شامل کردیا ہے، امام ابوداؤد حنبلی المسلک تھے، امام احمد کی طرح احادیث صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت اہمیت دیتے تھے اور مرفوع احادیث کے اختلاف میں عملِ صحابہ کو حجت سمجھتے تھے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی امام تسلیم کرتے تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قال ابو داؤد رحمه الله ان اباحنيفة كان اماماً"۔ (تذکرۃ الحفاظ)

ترجمہ: ابوداؤد نے کہا، بے شک ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام تھے۔ سنن ابی داؤد کی مرویات ساڑھے چار ہزار کے قریب ہیں۔

(۴) جامع ترمذی

اِس کتاب کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ امام ترمذی ہر حدیث کے آخر میں اس کی سند کے بارے میں صحیح، حسن یا ضعیف ہونے کا حکم لگاتے ہیں اور طلبہ حدیث کو مدارجِ حدیث معلوم کرنے میں اس سے بہت مدد ملتی ہے؛ پھر آپ آخر ابواب میں مذاہب فقہاء بھی بیان کرتے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان دنوں فہم حدیث میں مذاہب فقہاء کو کس درجہ اہمیت حاصل تھی اور محدثین بیان حدیث میں فقہاء کی آراء بیان کرنے میں کوئی عار نہ سمجھتے تھے۔

آپ اس کتاب میں ہر مسلک کی روایات کو لاتے ہیں، اس سے شریعت کی وسعتِ نظر اور سنن کی وسعتِ عمل کا پورا نقشہ پوری حکمت سے کھچا نظر آتا ہے، آپ نے اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جمیع ابوابِ حدیث کو روایت کیا ہے، اس لیے سنن ترمذی کو جامع ترمذی کہا جاتا ہے؛ ورنہ اپنی نوع میں یہ سنن کی طرز پر مرتب ہے، امام نجم الدین سلیمان بن عبد القوی الطوفی نے مختصر جامع ترمذی کے نام سے اس کا ایک اختصار کیا ہے، جامع ترمذی کی کئی شروح لکھی گئی ہیں، جو علماء میں متداول ہیں۔

(۵) سنن نسائی

صحتِ سند میں صحیحین کے بعد اسی کا درجہ ہے، سند حدیث کی علل پر امام نسائی کی نظر امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی گہری ہے، آپ اِس باب میں امام ابوزرعہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے طبقہ کے معلوم ہوتے ہیں۔ سنن نسائی جو مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اس کا اصل نام "المجتبیٰ من سنن النسائی" ہے، امام نسائی نے سنن نسائی کا یہ خود اختصار کیا ہے، امام نسائی کی سنن کبریٰ مخطوطات کی شکل میں کئی کتب خانوں میں موجود ہے۔

امام نسائی نے المجتبیٰ میں احادیث کی تبویب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرز پر کی ہے اور کوشش کی ہے کہ تراجم ابواب میں

مضمونِ حدیث کی طرف پورا اشارہ ہو جائے۔

مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر دورِ اوّل کی دس کتابوں میں ہو چکا ہے، سنن دارمی ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی سمرقندی کی تالیف ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں، آپ سے امام مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایات لی ہیں، سنن دارمی پہلے ہندوستان میں مطبع نظامی کان پور میں چھپی، اب مصر میں بھی بارہا چھپ چکی ہے، دو جلدوں میں ہے اور اس کا اُردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

(۶) سنن ابن ماجہ

سنن ابنِ ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی کی تالیف ہے، آپ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے کئی شاگردوں سے حدیث سنی، سنن ابنِ ماجہ اپنی وسعت اور جامعیت سے اس لائق ہے کہ اسے صحاح ستہ کی چھٹی کتاب سمجھا جائے، علمائے حدیث نے اس پر بھی بہت کام کیا ہے اور اس کے بسیط حواشی لکھے ہیں۔

صحاحِ ستہ کے بعد کے متداول مجموعے

صحاحِ ستہ کے بعد جن کتابوں کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی اور وہ علماء کو دستیاب ہیں، یہ ہیں۔

(۱) شرح معانی الآثار امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے طرز کی نہایت عجیب کتاب ہے، کتبِ حدیث میں اس کی مثل نہیں۔

(۲) مشکل الآثار امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں مشکل اور ظاہراً متعارض احادیث پر بہت فاضلانہ بحث کی ہے، افسوس کہ یہ پوری شائع نہیں ہوئی، حیدرآباد دکن سے اس کی چار جلدیں شائع ہوئی ہیں اور یہ پوری کتاب کا تقریباً نصف ہیں، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک اختصار بھی کیا ہے، جسے قاضی جمال الدین یوسف بن موسیٰ نے "المعتصر من المختصر من مشکل الآثار" کے نام سے مرتب کیا ہے یہ المعتصر حیدرآباد دکن سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی ہے؛ پھر یہ مصر سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی نے حدیث کے تین مجموعے قلمبند کیئے، ان میں سے سب سے بڑا مجموعہ یہ ہے، المعجم الصغیر للطبرانی مطبع انصاری دہلی میں چھپی تھی، المعجم الکبیر کا ایک مخطوطہ کسی زمانہ میں جامع عباسیہ بہاولپور کی لائبریری میں موجود تھا۔

(۴) سنن دارِقطنی

ابوالحسن علی بن عمر دارِقطنی بغداد کے محلّہ دارِقطن کے رہنے والے تھے، عللِ احادیث میں اپنے وقت کے امام اور منتہیٰ تھے، اسماء الرجال میں کہیں کہیں تعصب کی رو میں بہہ نکلے ہیں، بہت سے علماء نے اس کتاب پر قابلِ قدر حواشی لکھے ہیں، کتاب میں بہت سی

منکر شاذ ضعیف اور موضوع روایات موجود ہیں؛ تاہم کئی پہلوؤں سے کتاب مفید ہے۔

(۵) مستدرک حاکم

چار ضخیم جلدوں میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے، ساتھ ساتھ حافظ شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تلخیص المستدرک بھی ہے، حافظ ذہبی اسانید پر ساتھ ساتھ کلام کرتے جاتے ہیں، حاکم نے اپنے زعم میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر اسی کتاب میں استدراک کیا ہے؛ اسی لیے اسے مستدرک علی الصحیحین کہتے ہیں۔

(۶) سنن کبریٰ للبیہقی

ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی کی کتاب سنن کبریٰ دس ضخیم جلدوں میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے، ساتھ ساتھ علامہ علاؤ الدین المارذینی الترکمانی الحنفی کی کتاب الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی بھی ہے، اس میں علامہ ترکمانی حنفیہ کی طرف سے امام بیہقی کو ساتھ ساتھ جواب دیتے جاتے ہیں، امام بلند پایہ شافعی المذہب فقیہہ تھے۔

(۷) معرفۃ السنن والآثار للبیہقی

دو جلدوں میں مصر سے شائع ہوئی ہے، اپنے طرز کی نادر کتاب ہے، امام بیہقی نے اس میں کہیں کہیں امام طحاوی کے طرز پر چلنے کی کوشش کی ہے؛ لیکن اس میں وہ کامیاب نہیں ہوسکے، ویسے یہ ایک بلند پایہ کتاب ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی شعب الایمان جس سے صاحب مشکوٰۃ نے روایات لی ہیں، اس کے علاوہ ہے۔

(۸) کتاب التمہید لابن عبدالبر المالکی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں اور الاستیعاب میں اپنی سند سے بہت روایات کی ہیں؛ لیکن "کتاب التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید" اپنے موضوع میں نہایت فاضلانہ مجموعہ حدیث ہے، مراکش کے محکمہ شؤون اسلامی نے اسے تحقیقی کام کے ساتھ بیس جلدوں میں شائع کیا ہے، امام ابنِ عبدالبر نے "تجرید التمہید ی" کے نام سے اس کی ایک تلخیص کی ہے، جو دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

(۹) نوادر الاصول فی معرفۃ اقوال الرسول

یہ ابوعبداللہ محمد الحکیم الترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، جو خاشیہ مرقات الوصول کے ساتھ بیروت سے شائع ہوئی ہے، حکیم ترمذی اپنے وقت کے قطب تھے۔

(۱۰) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصفہانی

خطیب تبریزی اکمال میں لکھتے ہیں: "ھومن مشائخ الحدیث الثقات المعول بحدیثھم المرجوع إلی قولھم کبیر القدر۔

ترجمہ: ثقہ مشائخ حدیث میں سے ہیں، جن کی روایت اور ان کے قول کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ اس دور کی کچھ اور کتابیں بھی ہیں جن کا شمار معتبر کتابوں میں ہوتا ہے، یہ چونکہ زیادہ متداول نہیں، اس

لیے ان کی روایات بدوں تحقیق اسناد نہ لینی چاہئیں، اِن میں یہ کتابیں زیادہ معروف ہیں۔
مسند ابی یعلی، صحیح ابن خزیمہ ج، صحیح ابنِ حبان، عمل الیوم واللیلۃ حافظ ابوبکر احمد بن اسحاق المعروف بابن السنی، تہذیب الآثار لابن جریر الطبری، مسند ابی بکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدی، مسند ابن بزار، منتقی ابن الجارود، المحلی لابن حزم۔

بیان کتب حدیث

کتبِ حدیث مختلف وضع وترتیب سے لکھی گئی ہیں، اس لیے یہ مختلف الانواع ہیں، جو ترتیب سب سے زیادہ عمل میں آئی وہ سنن کی ترتیب ہے، اس کے بعد جس ترتیب نے راہ پائی وہ مسند ہے جو جاذبیت اور مقبولیت لفظ صحیح میں ہے، اس پہلو سے یہ سب سے مقدم ہے۔

(۱) مؤطا

جس کتاب کو مؤلف نے دوسرے علماء کے سامنے پیش کیا ہو اور انہوں نے اس پر اتفاق فرمایا ہو، اسے مؤطا کہتے ہیں، جیسے مؤطا ابنِ ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ، مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

(۲) الصحیح

یہ وہ کتابیں ہیں جن میں اُن کے مؤلفین نے اپنے خیال میں صرف صحیح احادیث لانے کا التزام کیا ہو، جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابنِ خزیمہ، صحیح ابنِ حبان وغیرہ۔

(۳) المصنف

جن میں روایات محض جمع کرنے کے ارادے سے لکھی گئی ہوں، جیسے المصنف لعبدالرزاق، المصنف لابنِ ابی شیبۃ یہ دونوں مصنف چھپ چکے ہیں۔

(۴) الجامع

جامع وہ کتاب ہے جس میں تفسیر، عقائد، آداب، احکام، مناقب، سیر، فتن، علاماتِ قیامت وغیرہ ہر قسم کے مسائل کی احادیث مندرج ہوں، جیسے صحیح البخاری، کتبِ سنن میں صرف سنن ترمذی ہے، جو اِن تمام ابواب پر مشتمل ہے اور اسے جامع ترمذی کہا جاتا ہے۔

(۵) السنن

یہ وہ کتابیں ہیں جو فقہی ابواب یا احکام کی ترتیب سے لکھی گئیں، جیسے سنن دارمی، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابنِ ماجہ، سنن دارِقطنی، سنن بیہقی وغیرہ۔

(۶) المسند

یہ وہ کتابیں ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات کی ترتیب سے لکھی گئیں، جیسے مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، مسند امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مسند امام احمد، مسند حمیدی اور مسند ابی یعلیٰ۔

(۷) المعجم

یہ وہ کتابیں ہیں، جنھیں مؤلفین نے اپنے شیوخ کی ترتیب سے تالیف کیا، جیسے معجم طبرانی، معجم الحافظ ابی بکر احمد بن ابراہیم الجرجانی وغیرہ۔

(۸) المستدرک

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح احادیث کے لیے جو شرطیں لگائی تھیں، شیخین کے بعد ان شرطوں پر کچھ اور حدیثیں بھی ملیں، اس پہلو سے اِن رہ گئی حدیثوں کی تلاش پچھلے کام پر ایک استدراک ہے، مستدرک حاکم، مستدرک الحافظ ابی ذر اسی اُصول پر مرتب ہوئیں۔

(۹) المستخرج

دوسرے محدثین کے جمع کردہ مجموعہ حدیث کو اپنی سندوں سے دریافت کرنا اور اس کے مطابق انہیں روایت کرنا تالیف حدیث کی ایک نئی محنت ہے، یہ عمل استخراج کہلاتا ہے، حافظ ابوعوانہ نے صحیح مسلم پر مستخرج لکھی، اسی کا نام مسند ابی عوانہ ہے، جو حیدرآباد سے چھپ چکی ہے؛ اِسی طرح اس عنوان اور طرز پر مستخرج ابنِ رجاء الاسفرائنی؛ مستخرج ابن حمدان لکھی گئی، المنتقی لابن الجارود صحیح ابنِ خزیمہ پر استخراج کی گئی ہے۔

(۱۰) جو کتابیں اپنے موضوع سے موسوم ہوئیں

ابنِ سلام کی کتاب الاموال امام احمد کی کتاب الزہد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جزء القرأۃ اور جزء رفع الیدین امام ابوداؤد کی مراسیل ابنِ قتیبہ کی کتاب تاویل مختلف الحدیث امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی شمائل امام نسائی کی مناقب علی، کتاب السنہ لابی بکر الخلال البغدادی مشکل الآثار امام طحاوی عمل الیوم واللیلۃ للحافظ ابی بکر احمد بن اسحاق المعروف بابن السنی کتاب الیقین للحافظ ابن ابی الدنیا، کتاب السنہ لابن حبان، کتاب الاخیاء للدارقطنی، کتاب السنہ لابن مندہ العبدی، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاسماء والصفات اور شعب الایمان اس نوع کی اہم کتابیں ہیں۔

ملحوظ رہے کہ کئی محدثین نے مختلف اصناف پر حدیثیں جمع کی ہیں، اس لیے ان کے نام اگر مختلف انواع کتب کے تحت بار بار آئیں تو تعجب نہ ہونا چاہیے؛ پھر ایسا بھی ہے کہ ایک کتاب مختلف اعتبارات سے مختلف ناموں سے موسوم ہو، جیسے صحیح بخاری اس نام سے بھی معروف ہے اور اسے جامع بخاری بھی کہا جاتا ہے، جامع ترمذی سنن ترمذی کے نام سے بھی معروف ہے، ہم نے ان انواعِ کتب میں چند معروف کتابوں کا ذکر کر کے ان مختلف اقسامِ تالیف کا ایک مختصر اور اجمالی تعارف کرا دیا ہے۔

یہ صحیح نہیں کہ یہ کتابیں ان اقسام کے اصولی ناموں کے خلاف اب دوسرے ناموں سے موسوم کی جانے لگی ہیں، جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے ناموں سے مثال لے کر کوئی نادان سنن دارِقطنی، سنن بیہقی کو صحیح دارِقطنی اور صحیح بیہقی کہنے لگے ہیں یا کوئی شخص سنن نسائی اور سنن ابنِ ماجہ کو مسند نسائی اور معجم ابنِ ماجہ کہنے لگے، اس فن کو جاننے والے کبھی ایسی بات نہیں کرتے۔

کتبِ حدیث کی مختلف قسموں کا ذکر یہاں ضمناً آیا ہے، ان مختلف ناموں کی تفصیل اس لیے ضروری تھی کہ مختلف محدثین کے ناموں کے ساتھ ان کے جمع کردہ ذخیرہ حدیث کا اُصولی نام سامنے آجائے، یہ تفصیل اسی لیے کی گئی ہے، اصل موضوع کلام متونِ حدیث کا تعارف ہے، اب تک ہم پچپن کتبِ حدیث کا ذکر کر چکے ہیں، دس کتابیں پہلے دور کی اور پندرہ اس سنہری دور کی جس میں فن تالیف حدیث اپنے کمال کو پہنچ چکا تھا، اس دور کا آغاز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ جیسے ائمہ فن سے ہوتا ہے، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد صحتِ اسناد کی محنت پھر کمزور پڑ گئی تھی، صحاحِ ستہ کا نام چھ کتابوں تک محدود ہو کر رہ گیا؛ تاہم اس سے انکار نہیں کہ بعد کے آنے والے ائمہ حدیث نے بھی وہ گرانقدر ضخیم مجموع ہائے حدیث مرتب کئے کہ ان کے اعتبارات ومتابعات اور شواہد وزوائد فن کی تحقیق وتنقیح میں مزید نکھار کا موجب ہوئے ہیں اور ان میں کئی ایسی صحاح (صحیح حدیثیں) بھی آگئیں جو پہلے مجموعوں میں نہ تھیں، ان کتابوں کی تالیف سے سلسلۂ تالیفِ حدیث مکمل ہوا، آئندہ کے لیے صرف یہ محنت باقی رہی کہ ان کتابوں کی مدد سے استخراج اور انتخاب کا سلسلہ آگے چلے۔

کتبِ حدیث کی تقسیم اس طرح کی ہے کہ حدیث کی کتابیں وضع وترتیب مسائل کے اعتبار سے نو قسم پر ہیں۔

(۱) جامع۔ (۲) سنن۔ (۳) مسند۔ (۴) معجم۔ (۵) جزء۔ (۶) مفرد۔ (۷) غریب۔ (۸) متخرج۔ (۹) مستدرک۔

(۱) جامع

وہ کتاب ہے جس میں تفسیر، عقائد، آداب، احکام، مناقب، سیر، فتن، علاماتِ قیامت وغیرہا ہر قسم کے مسائل کی احادیث مندرج ہوں، کما قیل

سیر آداب وتفسیر وعقائد فتن احکام واشراط ومناقب جیسے بخاری وترمذی۔

(۲) سُنن

وہ کتاب ہے جس میں احکام کی احادیث، ابواب فقہ کی ترتیب کے موافق بیان ہوں، جیسے سنن ابی داؤد وسنن نسائی، وسنن ابنِ ماجہ۔

(۳) مسند

وہ کتاب ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب رتبی یا ترتیب حروف ہجا یا تقدم وتأخر اسلامی کے لحاظ سے احادیث مذکور ہوں، جیسے مسند احمد ومسند دارمی۔

(۴) معجم

وہ کتاب ہے جس کے اندر وضع احادیث میں ترتیب اساتذہ کا لحاظ رکھا گیا ہو، جیسے معجم طبرانی۔

(۵) جزء

وہ کتاب ہے جس میں صرف ایک مسئلہ کی احادیث یک جا جمع ہوں، جیسے جزء القرأۃ وجزء رفع الیدین للبخاری وجزء القرأۃ

للبیہقی۔

(۶) مفرد

وہ کتاب ہے جس میں صرف ایک شخص کی کل مرویات ذکر ہوں۔

(۷) غریب

وہ کتاب ہے جس میں ایک محدث کے مفردات جو کسی شیخ سے ہوں وہ ذکر ہوں۔

(۸) مستخرج

وہ کتاب ہے جس میں دوسری کتاب کی حدیثوں کی زائد سندوں کا استخراج کیا گیا ہو، جیسے مستخرج ابی عوانہ۔

(۹) مستدرک

وہ کتاب ہے جس میں دوسری کتاب کی شرط کے موافق اس کی رہی ہوئی حدیثوں کو پورا کر دیا گیا ہو، جیسے مستدرک حاکم۔

دوسری تقسیم

کتبِ حدیث مقبول وغیر مقبول ہونے کے اعتبار سے پانچ قسم پر ہیں۔

پہلی قسم وہ کتابیں ہیں جن میں سب حدیثیں صحیح ہیں، جیسے مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری صحیح مسلم صحیح ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ صحیح حاکم مختارہ ضیاء مقدسی صحیح ابنِ خزیمہ صحیح ابی عوانہ صحیح ابنِ سکن، منتقی ابن جارود۔

دوسری قسم وہ کتابیں ہیں جن میں احادیث صحیح وحسن وضعیف ہر طرح کی ہیں مگر سب قابلِ احتجاج ہیں؛ کیونکہ ان میں جو حدیثیں ضعیف ہیں وہ بھی حسن کے قریب ہیں جیسے سنن ابوداؤد جامع ترمذی سنن نسائی مسندِ احمد۔

تیسری قسم وہ کتابیں ہیں جن میں حسن، صالح، منکر ہر نوع کی حدیثیں ہیں، جیسے سنن ابنِ ماجہ مسند طیالسی زیادات امام احمد بن حنبل مسند عبدالرزاق مسند سعید بن منصور مسند ابی بکر بن ابی شیبہ مسند ابی یعلیٰ موصلی مسند بزار مسند ابن جریر، تہذیب ابن جریر تفسیر ابن جریر تاریخ ابن مردویہ تفسیر ابن مردویہ طبرانی کے معجم کبیر معجم صغیر معجم اوسط سنن دارِقطنی غرائب دارِقطنی حلیہ ابی نعیم سنن بیہقی شعب الایمان بیہقی۔

چوتھی قسم وہ کتابیں ہیں جن میں سب حدیثیں ضعیف ہیں، الا ماشاء اللہ، جیسے نوادر الاصول حکیم ترمذی تاریخ الخلفاء تاریخ ابنِ نجار مسند الفردوس دیلمی کتاب الضعفاء عقیلی کامل ابن عدی تاریخ خطیب بغدادی تاریخ ابنِ عساکر۔

پانچویں قسم وہ کتابیں ہیں جن سے موضوع حدیثیں معلوم ہوتی ہیں، جیسے موضوعات ابنِ جوزی، موضوعات شیخ محمد طاہر نہروانی وغیرہ ("رسالہ فیما یجب حفظہ للناظر" مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

تالیف کتبِ حدیث ایک اور عنوان سے

سند کے ساتھ حدیثیں جمع کرنا صرف اسی دور تک تھا کہ حدیث کے یہ مسانید (سند والے مجموعے) مرتب نہ ہوئے تھے یا کچھ

مرتب ہوگئے تھے مگر کچھ احادیث رہ گئی تھیں، جو سند سے روایت ہوتی تھیں؛ مگر ان مجموعوں میں نہ آئی تھیں، پانچویں صدی ہجری تک یہ سلسلہ چلتا رہا، اس کے بعد اپنی سند سے روایت کرنے کا سلسلہ بند ہوگیا اور آئندہ انہی مجموع ہائے حدیث کی سند چلنے لگی، اب اس نئے دور میں تخریج اور انتخاب ہی وہ دو موضوع تھے، جن پر مزید جمع وتدوین کا کام ہوسکتا تھا یا سلسلہ شروح تھا جن پر محدثین قلم اُٹھا سکتے تھے، تاہم یہ صحیح ہے کہ اب تالیفِ حدیث کی محنت آئندہ ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔

حدیث کی تخریج پر مبنی کتابیں

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جامع ترمذی نے محدثین کو پہلی دفعہ فن تخریج سے آشنا کیا، یہ کتاب ایسے نفیس طرز پر جمع کی گئی کہ اس سے ایک نیا فن وجود میں آیا، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وفی الباب عن کہ اس موضوع پر فلاں فلاں صحابی سے بھی روایت موجود ہے، وہ روایات کہاں کہاں ہیں؟ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی نشاندہی نہیں کی، ان روایات کو دوسری سند والی کتابوں سے ڈھونڈ نکالنا ان روایات کی تخریج کہلاتا ہے، امام بخاری نے بھی الصحیح میں کئی روایات تعلیقاً بیان کی ہیں، انہیں پوری سند سے معلوم کرنا اور موصولاً لانا یہ بھی ایک قسم کی تخریج ہے، جو محدثین شارحین نے کی ہے، صحیح بخاری کی نسبت جامع ترمذی کا موضوع، وفی الباب ایک وسیع میدان تحقیق ہے اور اس تخریج پر مستقل کتابیں لکھی گئیں ہیں، جیسے "لب الباب فیما یقول الترمذی وفی الباب"۔

کتب حدیث کے علاوہ دیگر فنون کی کتابوں میں بھی حدیثیں کچھ اس طرح مروی ملتی ہیں کہ ان کی سند یا ان کے مخرج (روایت کرنے والے محدث) کا نام وہاں مذکور نہیں، ان کتابوں کی اہمیت اور ان کے وسیع حلقہ اشاعت کے پیشِ نظر محدثین ان روایات کی تخریج کے بھی درپے ہوئے اور اس سلسلہ تخریج میں بعض ایسی نفیس کتابیں مرتب ہوئیں کہ فن ان پر خود بھی ناز کرنے لگا۔

پانچویں چھٹی صدی کی جن کتابوں پر تخریج کی یہ محنت ہوئی، حسبِ موضوع ان میں سے بعض کے نام سنیئے:

فن فقہ میں

علامہ برہان الدین المرغینانی کی کتاب ہدایہ فقہ حنفی کی مرکزی کتاب ہے، اس میں بہت سی حدیثیں بھی مذکور ہوئیں، مصنف نے انہیں محدثین کے طریق پر نہیں اپنے انداز میں ذکر کیا ہے، کہیں اشارہ ہے، کہیں اختصار ہے، کہیں روایت بالمعنی ہے؛ تاہم یہ صحیح ہے کہ کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر ان احادیث کی تخریج ضروری تھی۔

حافظ جمال الدین الزیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ" کے نام سے چار جلدوں میں ایک نہایت گرانقدر حدیثی تالیف پیش کی ہے، علمائے دیوبند نے اس پر "حاشیہ بغیۃ الالمعی فی تخریج الزیلعی" کے نام سے لکھا ہے، یہ کتاب مصر سے بڑی آب وتاب سے شائع ہوئی ہے، پہلے مطبع علوی لکھنؤ سے ھ میں شائع ہوئی تھی، کتاب کی عظمت شان کے لیے یہی کافی ہے کہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر محدث نے نصب الرایہ کی تلخیص الدرایہ کے نام سے کی ہے اور وہ بھی چھپ چکی ہے۔

امام ابوالقاسم الرافعی کی کتاب الوجیز کی تخریج حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی

الکبیر" کے نام سے کی ہے، یہ چار جلدوں میں قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔

فن تفسیر میں

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کشاف میں جو حدیثیں لکھی ہیں، ان کی بھی محدثین نے تخریج کی ہے، قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ احادیث کی بھی تخریج کی گئی ہے۔

فن اخلاق میں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء علوم الدین میں ہزاروں روایات ہیں، سند یا حوالہ امام غزالی ذکر نہیں فرماتے، حافظ زین الدین العراقی نے اس کتاب پر تحقیقی کام کیا ہے اور ان روایات کی تخریج کی ہے، اس کا نام "المغنی من الاسفار فی تخریج مافی الاحیاء من الاخبار" ہے، احیاء العلوم کے حاشیہ پر چھپ چکی ہے۔

انتخاب پر مبنی (بلا سند) حدیث کی کتابیں

محدثین نے سند والی کتابوں کے حوالہ سے انتخاب پر مبنی حدیث کے کچھ نئے مجموعے بھی تیار کیے، ان مجموعوں میں سند نہیں دی گئی، حدیث کے آخر میں تخریج کر دی گئی ہے؛ تاکہ بوقت اختلاف اس مسند (سند والی) کتاب کی طرف رجوع کیا جا سکے، اس صنف میں مندرجہ ذیل کتابیں زیادہ معروف ہوں۔

شرح السنّہ للبغوی

ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی خراسان کے قریب ایک موضع "بغ" کے رہنے والے تھے، معالم التنزیل آپ کی ہی تفسیر ہے، آپ نے محدثین کے المصنف کے طرز پر احادیث جمع کی ہیں، آپ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے عناوین ابواب سے بہت اقتباس لیتے ہیں، آٹھ ضخیم جلدوں میں چھپی ہے۔

مشارق الانوار قاضی عیاض

مطبع مولویہ فلس نے دو جلدوں میں شائع کی ہے، اس کی علامہ عبداللطیف بن عبدالعزیز جو ابن الملک کے نام سے معروف ہیں، "مبارق الازہار" کے نام سے ایک شرح لکھی ہے، جسے مطبع خیریہ مصر نے شائع کیا ہے۔

جامع الاصول من احادیث الرسول

لابی السعادات مبارک بن محمد ابن اثیر الجزری کی یہ کتاب بیروت سے کئی ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

مشارق الانوار للشیخ حسن الصغانی

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی احادیث کا ایک گرانقدر مجموعہ ہے، مؤلف نے موضوع روایات کی نشاندہی کے لیے بھی ایک مجموعہ "موضوعات حسن صغانی" نام سے بھی لکھا ہے، نقد احادیث میں آپ بہت سخت تھے، موضوعات ابن جوزی آپ کے سامنے تھی، ملا علی قاری نے بھی موضوعات صغانی کے بہت حوالے دیئے ہیں۔

الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف

للحافظ ابی محمد زکی الدین عبد العظیم المنذری بیروت میں چھپی ہے، پہلے از ہر مصر سے بھی شائع ہو چکی ہے، ترغیب وترہیب کی احادیث کو مؤلف نے بڑی محنت سے جمع کیا ہے۔

ریاض الصالحین للنووی

ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی شارح صحیح مسلم، دمشق کے قریہ نوی کے رہنے والے تھے، شافعی المسلک تھے، آپ نے فقہ شافعی پر بھی کئی کتابیں لکھی ہیں، ریاض الصالحین اصلاح معاشرہ اور تہذیب اخلاق کے لیے نہایت بلند پایہ کتاب ہے، بارہا چھپ چکی ہے۔

اربعین نووی

آپ نے اربعین کے نام سے بھی ایک مجموعہ حدیث لکھا ہے جس کی نامور علماء حدیث نے شروح لکھی ہیں، ابن دقیق العید کی شرح مطبع منیریہ مصر نے ابن حجر ہیثمی کی شرح مطبع بولاق نے بڑی آب وتاب سے شائع کی ہے۔

احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام

للحافظ تقی الدین المعروف بابن دقیق العید چار ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی۔

مشکوٰۃ للخطیب التبریزی

یہ امام بغوی کی کتاب مصابیح السنہ کے اصول پر ایک عجیب اور بہت مفید گلدستۂ احادیث ہے، نامور علماء نے اس کی شروح لکھیں جیسے علامہ طیبی الشافعی، علامہ تورپشتی الحنفی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی (لمعات التنقیح آٹھ جلدوں میں ہے) ملا علی قاری (مرقات المفاتیح، یہ دس ضخیم جلدوں میں ہے)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اشعۃ اللمعات" کے نام سے اس کی ایک فارسی شرح بھی لکھی ہے۔

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

للحافظ علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی مطبع انصار دہلی نے اور مطبع قدسی مصر نے دس ضخیم جلدوں میں شائع کی ہے۔

بلوغ المرام

للحافظ ابن حجر العسقلانی فقہ شافعی کی تائید میں احادیث احکام اس میں جمع کی گئی ہیں، بلوغ المرام کی آگے کئی شرحیں لکھیں گئی ہیں، جن میں "سبل السلام" سب سے زیادہ مشہور ہے، حنفیہ کی آثار السنن اسی انداز پر فقہ حنفی کی تائید میں مرتب کی گئی ہے۔

الجامع الصغیر

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اسے حروف تہجی سے حدیث کے ابتدائی الفاظ پر مرتب کیا گیا ہے، حدیث تلاش کرنے میں بہت مفید کتاب ہے، یہ کنز الحقائق کے حاشیہ پر بھی شائع ہوئی ہے، علامہ علی بن شیخ احمد العزیزی نے "السراج المنیر" کے نام

سے اس کی ایک مبسوط شرح لکھی ہے۔ ایک شرح "فیض القدیر" علامہ عبدالرؤف المناوی نے بھی لکھی ہے، جو مصر سے شائع ہوئی، یہ شروح ذخیرۂ حدیث کی بہت مفید کلیدی کتابیں ہیں۔

تیسیر الوصول الی جامع الاصول من حدیث الرسول

مشہور محدث عبدالرحمٰن بن علی الشیبانی جو ابن الربیع کے نام سے معروف ہیں یہ ان کی تالیف ہے، مطبع جمالیہ مصر نے میں اسے طبع کیا ہے۔

کنز العمال من سنن الاقوال والافعال

للشیخ علی المتقی آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ حیدر آباد دکن سے طبع ہوئی۔

جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد

للامام محمد بن محمد بن سلیمان الرودانی المغربی دو ضخیم جلدوں میں ہے، مطبع خیریہ میرٹھ نے اسے شائع کیا؛ پھر مصر میں بھی طبع ہوئی ہے۔

عقود الجواہر المنیفہ

محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی اسے مطبع وطنیہ بثغر الاسکندریہ نے دو جلدوں میں شائع کیا۔

آثار السنن مع التعلیق الحسن

للمحدث محمد بن علی النیموی آپ مولانا عبدالحیی کے شاگرد تھے، عظیم آباد کے مطبع احسن المطابع نے اسے شائع کیا ہے۔

التاج الجامع للاصول من احادیث الرسول

ازہر کے ممتاز محدث شیخ منصور علی ناصف کی پانچ ضخیم جلدوں میں نہایت بلند پایہ تالیف ہے، مطبع عیسیٰ البابی (مصر) نے اسے شائع کیا ہے۔

زجاجۃ المصابیح

مولانا السید مظفر حسین حیدر آبادی نے چار جلدوں میں تالیف کی، تاج پریس حیدر آباد سے شائع ہوئی، جلد اوّل باب الاعتکاف تک، جلد دوم باب النذور تک، جلد سوم کتاب الرؤیا تک، جلد چہارم آخر کتاب تک یہ کتاب اس لائق ہے کہ مشکوٰۃ کا بدل ہو سکے۔

موضوع احادیث کی نشاندہی پر مستند کتابیں

علمائے اسلام نے اس باب میں بھی کافی محنت کی ہے اور نقل وضبط اور نقد وتبصرہ سے بہت سی وضعی روایات کی نشاندہی کی ہے، علامہ ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد المقدسی کی تذکرۃ الموضوعات، علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی کی موضوعات....

علامہ حسن الصغانی کی موضوعات حسن الصغانی، شیخ سراج الدین عمر بن علی القزوینی کی موضوعات، المصابیح .... علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اللالی المصنوعہ .... علامہ محمد طاہر پٹنی کی تذکرۃ الموضوعات اور قانون الموضوعات ملا علی قاری کی موضوعاتِ کبیر اور اللالی المصنوع۔

آپ کو احیاء العلوم کی حافظ زین الدین عراقی کی تخریج جیسی کتابوں سے بھی اس سلسلہ میں بہت مواد ملے گا۔

اقسام حدیث

حدیث میں کوئی تقسیم قرن اوّل میں نہ تھی
ہر فن میں اُس کے ماہرین پر اعتماد
تقسیم حدیث کے مختلف اعتبارات
تقسیم حدیث
عقائد کے باب میں حدیث سے تمسک
حدیثِ متواتر
تواتر کی مختلف قسمیں
حدیث لا نبی بعدی
حدیث نزول عیسیٰ بن مریم
قطعی الثبوت کی دلالت
فروع میں ظنیت آ جائے تو حرج نہیں
تواتر کی ایک قسم تواتر سکوتی
حدیثِ مشہور
حدیثِ عزیز
حدیثِ غریب
حدیث غریب کی قسمیں
حدیث کا غریب ہونا اس کی صحت کے منافی نہیں
خبرِ واحد کے مختلف مراتب
خبرِ واحد پر عمل نہ کرنے کی چند صورتیں
حدیث کی تقسیم باعتبار روات
حدیث صحیح

حدیث میں کوئی تقسیم قرن اوّل میں نہ تھی

حدیث وہ آسمانی روشنی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے ودیعت کی گئی، اس کا مصدر ذات الٰہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے الفاظ اپنے عمل یا اپنی تائید سے آگے پھیلایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے حدیث کی کسی طرح تقسیم نہیں کی؛ نہ آپ کے صحابہ نے آپ کی تعلیم کو کسی تقسیم میں اُتارا؛ تاہم اس پہلے دور میں یہ بات مسلمانوں میں مسلم تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ تعلیمات خواہ وہ کسی قسم کے تحت آتی ہوں، سب الٰہی ہدایت ہیں اور سب ضیاءِ رسالت سے مستنیر اور جملہ عالم کے لیے جلوہ فگن اور فیض رساں ہیں۔

تعلیماتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرِ ذخار میں جس سے کوئی پیاسا آج تک واپس نہیں لوٹا، علماء اُصول اُترے اور سہولت فہم کے لیے انہوں نے ان کے انواع واقسام پر غور کیا؛ پھر اسناد کے کچھ حالات بھی ان کے سامنے آئے تو انہوں نے مختلف جہات سے اس الٰہی ہدایت کا استقراء فرمایا اور علماء کے لیے مختلف اقسام حدیث تعیین کر دیں، یہ اقسام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقسیم سے نہیں ائمہ فن کی تقسیم اور تفصیل سے طے ہوئیں ہیں۔

ہر فن میں اُس کے ماہرین پر اعتماد

کوئی شخص کسی فن میں جب تک مجتہد نہ ہو، اسے اس فن کے ماہرین کی پیروی کرنی پڑتی ہے، شرائط اجتہاد پورا کیئے بغیر خود مجتہد بن جانا چشمۂ تحقیق کو گدلا کرنا ہے، حدیث کے متن اور اسناد کے مختلف پہلوؤں پر علماء حدیث جب گفتگو کرتے ہیں تو ائمہ فن کی پیروی کرتے ہوئے بات کرتے ہیں، اس فن میں ائمہ اور مجتہدین وہی حضرات ہیں؛ جنھوں نے اس فن پر اُصولی گفتگو کی، ان اصولوں کو قرآن وحدیث سے استنباط کیا، ان پر علمی بحثیں کیں، اختلافات پیدا کیئے اور حل کیئے اور علماء امت نے اس باب میں انہیں امام اور مقتداء تسلیم کیا؛ ہر اصطلاح، قسم حدیث اور اس کے حکم کے بارے میں ہر شخص درست اور نادرست کی بحث شروع کردے تو ہر عنوان اور پھر ہر قسم خود مستقل موضوع بن جائیں گے اور اصل بات ان ضمنی مباحث میں کھو جائے گی؛ سوضروری ہے کہ قواعد حدیث بطورِ اصول مسلمہ قبول کر لیئے جائیں، زندگی کے ہر باب میں اہلِ فن کی تقلید ہوتی چلی آئی ہے، کسی امام فن کی بات کو اس اعتماد پر قبول کر لینا کہ وہ اصول کے مطابق بتلا رہا ہے اور اسکی دلیل کی بحث میں نہ پڑنا غیر مجتہد کی اساس عمل ہے، جس پر وہ ہر دائرہ زندگی میں عمل کرتا ہے، علمائے حدیث جب کسی حدیث پر گفتگو کرتے ہیں تو ان قواعد پر اعتماد کر کے چلتے ہیں جو محدثین نے فنِ حدیث میں مجتہدانہ کاوشوں سے قائم کیئے ہوئے ہیں اور ان پر فنی بحث اپنے وقت میں کافی ووافی ہو چکی ہے، اس تجربہ اور معرفت کے نتیجہ میں احادیث مختلف قسموں میں تقسیم ہوئی ہیں، حدیث کا تعلق چونکہ زیادہ تر اعمال، ان کے مسائل اور پھر فضائل سے ہے، اس لیے حدیثیں ہر باب کی مناسبت اور ضرورت کے مطابق مختلف پیمانوں میں قبول ہوتی رہی ہیں، صرف عقائد ایسا موضوع تھا جس میں قطعی دلائل کی ضرورت تھی؛ سو یہ مختلف وجوہ اقسام حدیث کے زیادہ پھیلاؤ کا موجب ہوئے اور مختلف جہات سے حدیث کی مختلف قسمیں سامنے آئیں۔

تقسیم حدیث کے مختلف اعتبارات

متن کے لحاظ سے علماء اسے باعتبارِ متکلم، باعتبارِ علم، باعتبارِ نوع، باعتبارِ مضمون مختلف قسموں میں تقسیم کرتے ہیں اور سند ورواۃ کے لحاظ سے وہ حدیث کی اور قسمیں بتلاتے ہیں؛ پھر حدیث کے لائق قبول نہ ہونے کے اعتبار سے بھی اس کی کچھ اقسام ہیں اور اس سلسلے میں ہر باب کی کچھ تفصیل ہے، ابتدائی تعارف کے لیے ہم ان مختلف اقسام کو ان عنوانوں کے ذیل میں بیان کرتے ہیں، مضمون خشک صحیح لیکن توجہ کا مستحق ضرور ہے اور غور کیا جائے تو اس کے تحت بھی علوم کی بہت نہریں بہتی ملیں گی۔

تقسیم حدیث

(۱) باعتبارِ علم — خبر متواتر، خبر مشہور، خبر عزیز، خبر واحد۔

(۲) باعتبارِ رواۃ صحیح، حسن، ضعیف۔

(۳) باعتبارِ نوع قولی، فعلی، تقریری۔

(۴) باعتبارِ متن حدیثِ قدسی، حدیثِ مرفوع، حدیثِ موقوف۔

(۵) باعتبارِ سند متصل، مرسل، منقطع، معلق۔

(۶) باعتبارِ علت منکر، شاذ اور معلول۔

(۷) باعتبارِ موضوع حدیث شرعی اور حدیث دنیوی۔

پیشتر اس کے کہ ہم ان مختلف اقسام پر بحث کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ایک اصولی مسئلے پر گفتگو ہو جائے، یہ ایک نہایت اہم بحث ہے۔

تقسیم حدیث باعتبارِ علم کا عنوان آپ کے سامنے آ چکا ہے، کسی خبر سے آپ کو کس درجے کا علم حاصل ہو رہا ہے یہ اس کا موضوع ہے؛ اگر آپ کو اس خبر سے علم یقین حاصل ہو رہا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ اس کے خلاف ظاہر ہو تو یہ درجہ علم اور ہوگا اور اگر اس خبر کے باوجود کسی درجے میں ظنیت رہی تو ظاہر ہے کہ اس سے علم یقین حاصل نہ ہوا اور یہ خبر مفید علم یقین نہ رہی؛ پھر اس میں بھی تفصیل ہوگی کہ ظنیت کس درجے میں ہے؟ پھر اس میں سے بھی ہر ایک کے احکام مختلف ہوں گے۔

عقائد کے باب میں حدیث سے تمسک

اسلام میں سب سے زیادہ اہم بات عقائد کی ہے، عقائد کے گرد ہی شریعت کا پورا دائرہ کھنچتا ہے، عقائد صحیح ہوں تو اعمالِ صالحہ بھی قبولیت پائیں گے؛ ورنہ ہو سکتا ہے کہ کسی عمل کا کوئی وزن نہ ٹھہرے۔

جس قدر موضوع اہم ہو اس کے مناسب اس کے لیے مضبوط ترین دلائل کی ضرورت ہوگی، عقائد کے باب میں حدیث سے تمسک صرف اسی صورت میں ہو سکے گا کہ وہ کم از کم خبر عزیز کے درجہ میں ہو، خبر واحد سے اگر کوئی عقیدہ بنے گا تو اسی درجہ کا کہ اس کا منکر کافر نہ ٹھہرے، عقائد قطعیہ کے لیے دلائل بھی قطعی درکار ہوتے ہیں، اسلام کے بنیادی عقائد وہی ہو سکتے ہیں جو یا قرآن کریم سے قطعی الدلالت طریق سے ثابت ہوں یا کوئی حدیث متواتر انہیں ایسی دلالت اور وضاحت سے پیش کرے جس میں کسی دوسرے معنی کو دخل نہ ہو؛ گو یہ تواتر لفظی نہ ہو، معنوی ہو، اس تواتر کے انکار کی بھی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں، محدثِ کبیر ملا علی القاری لکھتے ہیں:

"ولایخفی ان المعتبر فی العقائد ھو الادلۃ الیقینیۃ والاحادیث الاحاد لو ثبتت انما تکون ظنیۃ اللّٰھم الا اذا تعددت طرقہ بحیث صار متواتراً معنویا فحینئذ قد یکون قطعیا"۔ (شرح فقہ اکبر مجتبائی)

ترجمہ: اور مخفی نہ رہے کہ عقائد کے لیے اعتبار دلائل یقینیہ کا ہی ہوتا ہے اور احادیث احاد اگر صحیح ثابت بھی ہو جائیں تو ظنی ہی رہیں گی، ہاں اگر ایک مضمون متعدد احادیث (یا کثرتِ طرق) سے ثابت ہو کہ متواتر معنوی ہو جائے تو اس صورت میں یہ دلیل بھی قطعی ٹھہرے گی۔

اب حدیث کی مختلف قسموں کا بیان لیجئے

یہ بات پہلے آ چکی ہے کہ علم دلائل یقینیہ سے پیدا ہوتا ہے، اس کے لیے ظنی امور کافی نہیں ہو سکتے، اس بات کے لیے کہ کوئی خبر علم ویقین تک پہنچے اور اس کا انکار ممکن نہ رہے دلیل متواتر کی ضرورت ہوتی ہے، سوسب سے پہلے حدیث متواتر کا درجہ ہے اور یہاں پہلے اسی کی تعریف کی جاتی ہے۔

حدیثِ متواتر

متواتر وہ حدیث ہے جس کو ابتداء سند سے لے کر آخر سند تک ہر زمانہ میں اتنے لوگوں نے بیان کیا ہو کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا عادۃً محال نظر آئے اور سند کی انتہا ایسی چیز پر ہو جس کا تعلق محسوسات سے ہو، نظر وفکر سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا ہے یہ حدیث متواتر سے حاصل ہوتا ہے، قرآن پاک بھی تواتر سے امت تک پہنچا ہے اور علم یقین کا درجہ رکھتا ہے۔

قرآن پاک کی ایک ایک آیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے، یہ بات کہ موجودہ قرآن وہی کتاب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی قطع ویقین سے ثابت ہے جو موجودہ قرآن کا منکر ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ہی منکر ہے، یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص موجودہ قرآن میں تو شک کرے اور کسی اور قرآن کا منتظر رہے اور پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سچا پیغمبر مانتا ہو جو یہ کہے کہ قرآن کریم میں معاذ اللہ عام انسانی ہاتھوں نے کمی کر ڈالی ہے اور قرآن کریم میں کمی بیشی کر دی گئی ہے وہ کیسے مسلمان ہوسکتا ہے؟ قرآن کریم متواتر طبقاتی ہے، ہر طبقہ امت نے اسے اپنے سے پہلے طبقے سے اسی طرح قبول کیا ہے، اب اس میں کسی شک وتردد کی گنجائش نہیں ہے، جو اس میں شک کرتا ہے وہ اسلام میں ہی شک کرتا ہے، اس کتاب کے "وہ کتاب" ہونے میں کوئی شک نہیں، جو آخری زمانہ کے لیے دستاویز ہدایت تھی، خود قرآن پاک میں ہی ہے "ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ" (البقرۃ) وہ کتاب نہیں کوئی شک اس میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیثیں تواتر کے ساتھ منقول ہیں، ان کی تکذیب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے، سو حدیث متواتر سے ثابت ہونے والے جملہ امور پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی کا انکار کفر ہے، اُن میں سے کسی ایک کا انکار بھی کر دیا جائے تو انسان مسلمان نہیں رہتا، ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی جملہ تعلیمات میں سچا ماننے کا نام ہے، ایمان کے لیے آپ کی سب تعلیمات کو ماننے کی قید ہے، کفر کے لیے کسی ایک کا انکار بھی کافی ہے۔

تواتر کی مختلف قسمیں

تواتر کی دو قسمیں ہیں: (۱) تواتر لفظی (۲) تواتر معنوی۔

تواتر لفظی بہت کم احادیث میں ہے، ہاں اگر حدیثوں کے الفاظ مختلف ہوں؛ لیکن ان سب میں بات ایک ہی کہی گئی ہو تو اس قدر مشترک کا تواتر بھی بہر حال قائم اور ثابت ہوگا، یہ تواتر معنوی ہے، کافی حدیثی مواد تواتر معنوی کے درجے کو پہنچتا ہے:

"حدیث متواتر کے بکثرت موجود ہونے کی روشن دلیل یہ ہے کہ کتب احادیث جو علماء مصر میں متداول ہیں ان کا انتساب جن مصنفین کی طرف کیا جاتا ہے یہ نسبت ایک یقینی امر ہے پس اگر یہ مصنفین انہی کتابوں میں متفق ہو کر ایک حدیث کو اتنے رواۃ سے

روایت کریں جن کا جھوٹ پر اتفاق عادۃ ناممکن ہو تو بلاشک یہ حدیث متواتر ہوگی اور قائل کی طرف اس کا انتساب مفید علم یقینی ہوگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس قسم کی حدیثیں کتب مشاہیر میں بکثرت موجود ہیں"۔ (شرح اردو قال ابوداؤد)

حدیث لانبی بعدی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر نبوت کے ذکر میں بھی (مسلم، صحیح بخاری، مسند احمد، جامع ترمذی) انبیاء بنی اسرائیل کے ذکر میں بھی (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد) تیس دجالوں کی پیشگوئی میں بھی (جامع ترمذی) دیگر انبیاء کرام پر اپنے خصائص بیان کرتے ہوئے بھی (صحیح مسلم، صحیح بخاری) مبشرات خواب کے جاری رہنے کے ذکر میں بھی (صحیح بخاری، فتح الباری) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہارونِ امت کہتے ہوئے بھی عیسیٰ بن مریم کی دوبارہ تشریف آوری کی خبر دیتے ہوئے بھی اور دیگر کئی مواقع پر بھی یہ بات کہی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا "لانبی بعدی" اب اس حدیث کا انکار کفر نہیں تو اور کیا ہوگا؟ یہ حدیث ان پہلوؤں سے یقیناً درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ "لانبی بعدی" کے کلمات لفظاً بھی متواتر ہیں۔

حدیث نزول عیسیٰ بن مریم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول کی خبر دی تھی، یہ صرف کسی ایک موقع پر کہی گئی بات کا حاصل نہیں؛ بلکہ متعدد روایات کی قدر مشترک ہے، سو یہ حدیث بھی متواتر معنوی ہے، علامہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القیامۃ اماماً عادلاً وحکماً مقسطا" ۔ (ابن کثیر)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث تواتر کے ساتھ منقول ہیں، آپ نے خبر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نازل ہوں گے امام عادل کی حیثیت سے اور انصاف کرنیوالے حکم کے طور پر۔

"والاجماع علی انہ حی فی السماء وینزل یقتل الدجال ویوید الدین" ۔ (الوجیز)

اور اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور دین کو مؤید کریں گے۔

علامہ عبدالعزیز فرہاروی شرح عقائد کی شرح میں لکھتے ہیں "والاحادیث فی ذلک کثیرۃ متواترۃ المعنیٰ" ۔

(نبراس، مطبوعہ: ملتان)

اور اس باب میں متواترہ المعنیٰ احادیث بکثرت ہیں۔ اور ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"ان حیاۃ عیسیٰ ثابت بالاحادیث المتواترۃ" ۔ (نبراس، مطبوعہ: ملتان)

ترجمہ: بیشک حیاتِ مسیح احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی اس پر ائمہ حدیث وتفسیر کا اتفاق نقل کیا ہے: "واما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انہ رفع ببدنہ حیا"۔ (تلخیص الحبیر) اس سے پہلے بھی یہ لفظ لکھے ہیں: "ورفع عیسیٰ علیہ السلام

الی السماء ورفع ببدنه حیا" سے "رفع الی السماء" ہی مراد ہے، جو بدن سے ہوا) ترجمہ: اصحاب حدیث وتفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنے جسم سمیت زندہ اُٹھائے گئے تھے۔

صحیح مسلم کی شرح "اکمال المعلم" میں بھی حدیث نزول عیسیٰ کو متواتر مانا گیا ہے۔ "اذلا بدّ من نزوله لتواتر الاحادیث بذلك ۔ (اکمال المعلم)

محدثِ جلیل علامہ طاہر پٹنی لفظ حکم کے تحت لکھتے ہیں: "ویجئی آخر الزمان لتواتر خبر النزول ۔ (مجمع البحار)

قطعی الثبوت کی دلالت

جو اُمور شریعت میں قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہیں اگر ان کی اپنے مدعا پر دلالت بھی قطعی ہے تو وہ امور قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہوں گے اور ان کا منکر یقیناً کافر ہوگا؛ لیکن قطعی الثبوت امور کی اپنے مدعا پر دلالت اگر ظنی ہو اور اس میں کسی اور معنی کی بھی گنجائش ہو تو اس صورت میں یہ دلیل قطعی بھی مفید ظن رہے گی، یہ معاملہ صرف حدیث متواتر تک محدود نہیں، قرآن کریم کے احکام میں بھی باعتبار معنی اگر کہیں اختلاف کی گنجائش ہو تو اس میں بھی صحیح بات کا منکر صرف گمراہ کہا جائے گا اسے کافر نہ کہہ سکیں گے؛ کیونکہ اس قطعی الثبوت بات کی دلالت میں ظنیت آ گئی ہے، جس سے حکم بدل گیا ہے۔

دلالت میں قطعیت تواتر معنی سے بھی آ جاتی ہے اور کبھی امت کا اجماع بھی اس کے معنی کو قطعی کر دیتا ہے، علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک نہایت نفیس بحث کی ہے، لکھتے ہیں:

"وإنما الأدلة المعتبرة هنا المستقرأة من جملة أدلة ظنية تضافرت على معنى واحد حتى أفادت فيه القطع فإن للإجتماع من القوة ماليس للإفتراق ولأجله أفاد التواتر القطع وهذا نوع منه فإذا حصل من استقراء أدلة المسألة مجموع يفيد العلم فهو الدليل المطلوب وهو شبيه بالتواتر المعنوی" ۔ (الموافقات)

ترجمہ: جن دلائل کا یہاں اعتبار ہے وہ اس طرح کے ہیں کہ کچھ ادلہ ظنیہ کے استقراء سے ایک معنی واحد پر آ جمع ہوئے ہیں: یہاں تک کہ ان میں قطعیت آ گئی ہے، دلائل کے ایک موضوع پر مل جانے سے ان میں وہ قوت آ جاتی ہے جو ان کے علیحدہ علیحدہ ہونے میں نہ تھی اور اسی لیے تواتر بھی قطعیت کا فائدہ بخشتا ہے اور یہ بھی اسی کی ایک قسم ہے، جب کسی مسئلہ کے دلائل کا استقراء کرتے ہوئے ایسا مجموع حاصل ہو جائے جو یقین کا فائدہ دے تو وہ دلیل اس باب میں مطلوب ہے اور یہ تواتر معنوی کی ہی طرح ہے۔

دلائل اپنے اپنے مقام پر گو اخبار احاد ہوں؛ لیکن ان کا مجموعی مفاد ضرور یقین کا فائدہ بخشتا ہے، مثلاً:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے، یہ بات اپنی جگہ واضح تھی عیسیٰ بن مریم کے تشخص میں امت میں کبھی کوئی اختلاف پیدا نہ ہوا تھا؛ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضاحت بھی فرما دی تھی کہ وہی عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے جو مجھ سے پہلے آئے تھے اور میرے اور اُن کے مابین کوئی نبی نہیں گزرا، حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَیْسَ بَیْنِی وَبَیْنَهُ نَبِیٌّ یَعْنِی عِیسَی وَإِنَّهُ نَازِلٌ" ۔(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، موقع الاسلام)

"وأجمعت الأمة علی ماتضمنه الحدیث المتواتر من: أن عیسیٰ فی السماء حی، وأنه ینزل فی آخر الزمان" ۔(البحرالمحیط)

اس سے پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے آنے کی خبر جس طرح تواترِ معنوی سے یقینی درجہ رکھتی ہے، اس کی دلالت بھی اپنے مدعا پر اسی طرح واضح اور قطعی ہے؛ جہاں تک حدیث لانبی بعدی کی دلالت کا تعلق ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا بیان اس باب میں بہت واضح ہے: "لأنه أخبر النبی صلی الله علیه وسلم أنه خاتم النبیین لانبی بعده و أخبر عن الله تعالی أنه خاتم النبیین وأنه أرسل کافة للناس وأجمعت الأمة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وأن مفهومه المراد منه دون تأویل ولاتخصیص فلاشك فی کفر هؤلاء الطوائف کلها قطعا إجماعا وسمعا" ۔(الشفاء)

ترجمہ: امت نے اس لفظ خاتم النبیین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال وقرائن سے یہی سمجھایا ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول، اس مسئلہ ختم نبوت میں نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے اور نہ کسی قسم کی تخصیص ہے۔

یہ گمان نہ کیا جائے کہ اس طرح کا تواتر اور یقین تو چند امور کو ہی حاصل ہوگا، ان کے ماسوا جو امور ہیں وہ تو سب ظنی ہوں گے؛ پھر اُن کا اعتبار کیسے کیا جائے؛ جواباً عرض ہے کہ اصول دین تو واقعی سب قطعی ہونے چاہئیں اور یہ صحیح ہے کہ اسلام کے سب اصول دلائلِ قطعیہ یقینیہ سے ثابت ہیں؛ لیکن فروع میں اگر کہیں باعتبار ثبوت یا باعتبار دلالت ظنیت آجائے تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہے۔

فروع میں ظنیت آجائے تو حرج نہیں

مولانا بدرِعالم میرٹھی لکھتے ہیں: "فروع میں اگر ظنیت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس کی مثال بالکل قانونی دفعات کی سمجھیے، قانون کے الفاظ اپنے اجمال کے ساتھ قطعی ہوتے ہیں اور اس کی ضمنی دفعات وتشریحات بسا اوقات ظنی ہوتے ہیں، اس لیے ان میں ہر عدالت کو اختلاف کرنے کی گنجائش مل جاتی ہے، امام شاطبی نے مقدمات کتاب کے پہلے مقدمہ میں اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے؛ پس فروعی مسائل کے ظنی ہونے میں کوئی اشکال نہیں، نہ ان مسائل کے تسلیم کرنے سے دین کی بنیاد کا ظنی ہونا ثابت ہوتا ہے"۔(ترجمان السنۃ)

حدیث کے ظنی الثبوت ہونے پر تشویش کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ قرآن کا ایک ایک حرف اگرچہ متواتر ہے؛ لیکن اس کے باوجود جو مسائل اس سے مستنبط ہوتے ہیں ان میں سے ایک ایک کے قطعی اور یقینی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا، بہت سے مسائل ایسے ہوں گے جو گو قرآن سے مستنبط ہوں؛ لیکن ان کی دلالت اپنے مدلول پر ظنی ہو تو اگر احتمال ظنی سے حدیث چھوڑی جاسکے گی تو کیا اسی راہ سے قرآن کے بہت سے مسائل بھی پادر ہوا نہ ہو جائیں گے، فرق رہ جائے گا تو صرف یہی کہ حدیث میں ظن

ثبوت سے آ رہا ہے اور ان قرآنی احکام میں دلالت کی راہ سے، باقی رہا نتیجہ سو وہ صاف ہے۔

علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کسی متواتر کا قطعیت کو مفید ہونا، اس پر موقوف ہے کہ اس کے جمیع مقدمات بھی متواتر ہوں؛ لیکن اگر اس کے مقدمات ظنی ہیں تو وہ پھر ظن ہی کو مفید ہوگا، مثلاً ہر کلام کا سمجھنا لغت اور نحویوں کی رائے پر بھی موقوف ہے؛ پس اگر کسی مسئلہ نحوی میں نحویوں کی رائے مختلف ہے یا کسی لغت میں اہل لغت کا اختلاف ہے تو اس اختلاف کا اثر اس متواتر کلام کے مفہوم پر بھی ضرور پڑتا؛ کیونکہ جن امور پر اس کلام کے مفہوم کا سمجھنا موقوف ہے جب وہی ظنی ہیں تو پھر اس کلام کو مفید قطع کیسے سمجھا جاسکتا ہے"۔ (الموافقات)

ہاں جہاں ثبوت اور دلالت دونوں قطعی ہو جائیں تو ان متواترات دین کا انکار کہیں نہیں کیا جاسکتا، نہ تواتر اسناد کا نہ تواتر معنی کا، نہ تواتر طبقہ کا، نہ عمل طبقہ کا، نہ توارث وتعامل کا، نہ تواتر قدر مشترک کا، کسی تواتر سے ثابت ہونے والے کسی دینی مسئلے کا انکار جائز نہیں، ہاں تواتر قدر مشترک سے ثابت ہونے والے مسئلے میں ضرور کچھ تفصیل کی گنجائش ہے کہ اگر مسئلہ نظری ہو تو ہوسکتا ہے کہ اس کا انکار کفر نہ ہو؛ لیکن اگر مسئلہ بدیہی ہے تو وہ اپنے مفہوم میں عام فہم ہے سو اس کا منکر کافر ٹھہرے گا۔

"والتواتر عندی أیضاً علی أربعة أقسام: أحدها: تواتر الإسناد وهذا التواتر تواتر المحدثین، والثانی: تواتر الطبقة وهذا تواتر الفقهاء، تواتر التعامل وهذا التواتر قریب من التواتر الثانی، ومثال هذا التواتر العمل برفع الیدین عند الرکوع وترکه فإنه عمل به غیر واحد فی القرون الثلاثة والرابع: تواتر القدر المشترك وحکم الثلاثة الأول تکفیر جاحده وأماالرابع: فإن کان ضروریاً فکذلك، وإن کان نظریاً فلا" ۔(ترجمان السنۃ)

ترجمہ: اور میرے نزدیک تواتر کی بھی چار قسمیں ہیں تواتر اسناد اسے تواتر محدثین بھی کہتے ہیں، تواتر طبقہ اسے تواتر فقہا کہتے ہیں تواتر تعامل اور تواتر قدر مشترک پہلے تین تواتر ایسے ہیں کہ انکا منکر کافر ٹھہرتا ہے، چوتھے تواتر کا موضوع اگر ضروریات کے درجہ میں ہے تو وہ بھی اسی حکم میں ہے اور اگر نظری درجے کا ہے تو اس کے منکر کو کافر نہ کہا جائیگا۔

تواتر کی ایک قسم تواتر سکوتی

مقدمہ مظاہر حق میں تواتر کی بحث میں ایک قسم تواتر سکوتی بھی بتلائی گئی ہے کہ ایک شخص نے ایک بات نقل کی اور دیگر حضرات نے اس پر سکوت کیا اور پھر وہ بات اتنی مشہور ہوئی کہ تواتر کے درجے میں آ گئی، احقر کے نزدیک اس میں یہ احتمال باقی رہے گا کہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اس پر اس لیے سکوت کیا ہو کہ وہ خبر واحد کو لائق قبول سمجھتے تھے اور خبر واحد کے طور پر ہی اسے آگے مشہور کر دیا ہو، پہلے مرحلے میں وہ خبر واحد ہی رہے گی، اس صورت میں اس میں تواتر کا دعویٰ نہ کیا جاسکے گا۔

الحاصل حدیث باعتبار علم دو قسموں پر منقسم ہے

اوّل حدیث متواتر، دوم اخبار احاد اور اخبار احاد پھر آگے ان تین قسموں میں منقسم ہو جائیں گی۔

(۱) حدیث مشہور (۲) حدیث عزیز (۳) حدیث غریب۔

حدیث متواتر کے مقابل حدیث احاد ہے، اسے خبر واحد بھی کہتے ہیں، جس کی اعلی ترین قسم حدیث مشہور ہے، حدیث متواتر پر گفتگو گزر چکی ہے، اب حدیث مشہور، حدیث عزیز اور حدیث غریب کی کچھ تفصیل لیجئے۔

حدیثِ مشہور

حدیثِ مشہور وہ حدیث ہے جس کے راوی ابتداء سند سے لے کر آخر سند تک دو سے زیادہ ہوں؛ لیکن تواتر کو نہ پہنچتے ہوں اور اس حدیث کی محدثین میں شہرت ہوئی ہو، اس سے ایسا علم پیدا ہوتا ہے جس سے حدیث کی سچائی پر اطمینانِ قلبی حاصل ہو جاتا ہے؛ لیکن اسے قطع ویقین کا وہ درجہ حاصل نہیں ہوتا کہ اس کے منکر کو کافر کہا جا سکے، قطع ویقین صرف حدیث متواتر میں ہوتا ہے، محدثین بعض اوقات اس حدیث کو بھی مشہور کہہ دیتے ہیں جو صرف آخر سند کے لحاظ سے متواتر ہو؛ تاہم وہ بھی خبرِ واحد ہی ہوتی ہے، جیسے حدیث "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے صرف حضرت محمد بن ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صرف یحیٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے؛ لیکن اس کے بعد اسے راویوں کی کثیر تعداد نے ہر دور میں متواتر بنا دیا؛ سو یہ ایک ایسی حدیث ہے جو آخر سند کے لحاظ سے مشہور کہی گئی ہے، علماء اصول کے ہاں حدیث مشہور خبر واحد نہیں، وہ اسے متواتر اور خبر واحد کے درمیان کی ایک منزل قرار دیتے ہیں (علماء کے نزدیک حدیث مشہور وہ ہے جس کے راوی پہلے طبقہ (یعنی طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم) میں حدِ تواتر کو نہ پہنچے ہوں؛ لیکن دوسرے اور تیسرے طبقے (تابعین اور تبع تابعین) میں اسے اتنے راویوں نے روایت کیا ہو کہ ان کا جھوٹ پر اکٹھا ہونا عادتاً محال ہو، یہ تین طبقے (قرون ثلاثہ) مشہود لہا بالخیر ہیں، جن کے خیر ہونے کی حدیث میں شہادت دی گئی ہے، اِن طبقوں میں ت.. کے ہاں اسے تواتر کی سی شہرت حاصل ہوگئی؛ سو حدیثِ مشہور ان حضرات کے ہاں خبرِ واحد سے کچھ اوپر ہے اسے یہ خبرِ واحد نہیں کہتے، علماء اصول خبرِ واحد سے قرآن کریم کے کسی عام حکم کو خاص نہیں کرتے؛ لیکن حدیث مشہور سے ان کے ہاں عام کی تخصیص جائز ہے، محدثین کے ہاں حدیث مشہور بھی خبر واحد کی ہی ایک قسم ہے) اور یہ ان کی اپنی اصطلاح ہے "و لا مشاحة فی الاصطلاح"۔

حدیثِ عزیز

حدیثِ عزیز وہ حدیث جس کے راوی ابتداء سند سے لے کر آخر تک دو سے کم نہ ہوں (کسی جگہ دو سے زائد ہو جائیں تو بھی حدیث عزیز ہی رہے گی) جیسے حدیث:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"۔

(مسلم، كِتَاب الْإِيمَانِ، بَاب وُجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ، حدیث نمبر، شاملہ، موقع الاسلام)

اس حدیث کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو صحابیوں نے ان میں سے ہر ایک سے دو تابعیوں نے اور پھر ان سے دو تبع تابعیوں نے روایت کیا ہے، اس تعدد رواۃ سے روایت بڑی قوی ہو جاتی ہے؛ لیکن اس سند سے بھی ایسا قطع ویقین حاصل نہیں ہوتا کہ اس کے منکر کو کافر کہا جا سکے، حنفیہ کے ہاں حدیث وتر اسی درجہ میں ہے کہ اس پر عمل تو فرض کے درجہ میں ہے؛ لیکن اس کا منکر کافر نہیں۔

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"واعلم أن الفرض نوعان: فرض عملا وعلما، وفرض عملا فقط، فالأول كالصلوات الخمس فإنها فرض من جهة العمل لايحل تركها وفرض من جهة العلم والاعتقاد؛ بمعنى أنه يفترض عليه اعتقادها حتى يكفر بإنكارها والثاني كالوتر لأنه فرض عملا كماذكرناه وليس بفرض علما: أي لايفترض اعتقاده، حتى إنه لايكفر منكره لظنية دليله وشبهة الاختلاف فيه، ولذا يسمى واجبا". (ردالمحتار)

ترجمہ: یہ جانو کہ فرض کی دوقسمیں ہیں، ایک جوعلماً اور عملاً ہردو پہلوؤں سے فرض ٹھہرے اور دوسرا وہ جوصرف عملاً فرض ہواعتقاداً فرض نہ ہو. پہلے فرض کی مثال نمازِ پنجگانہ ہے وہ عمل کی طرف سے بھی فرض ہے کہ اسے چھوڑنا حلال نہیں اور علم کی روسے بھی فرض ہے کہ اس کی فرضیت کا اعتقاد رکھنا بھی فرض ہے؛ یہاں تک کہ اس کا انکار کفر ہے اور دوسری قسم کی مثال میں وتر کو لیجئے، وہ عملاً فرض ہے علماً فرض نہیں، اس کا اعتقاد فرض نہیں ٹھہرتا؛ یہاں تک کہ اس کے منکر کی تکفیر نہ کی جاسکے گی؛ کیونکہ اس کا ثبوت دلیل ظنی سے ہے اور اس میں شبہ اختلاف بھی ہے اور اس لیے اسے فرض نہیں کہتے، واجب کہتے ہیں۔

حدیث عزیز"لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ"الحدیث اس طرح مروی ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا؛ پھر حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے حضرت قتادہ (تابعی رحمۃ اللہ علیہ) اور عبدالعزیز صہیب (تابعی رحمۃ اللہ علیہ) نے روایت کیا؛ پھر حضرت قتادہ (تابعی رحمۃ اللہ علیہ) سے شعبہ اور سعید نے روایت کیا اور عبدالعزیز صہیب (تابعی رحمۃ اللہ علیہ) سے اسماعیل بن علیہ اور عبدالوارث نے روایت کیا؛ پھر اوپر سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اعرج نے روایت کی اور اعرج سے ابوالزناد نے روایت کیا۔

حدیثِ غریب

وہ خبر واحد ہے جس کی سند کسی مقام پر صرف ایک ہی راوی سے چلی ہو، مثلاً کسی صحابی سے ایک ہی تابعی نے روایت کیا ہو؛ گواس کے بعد پھر تفرد نہ رہا ہو، جیسے بخاری کی یہ روایت ہے:

"اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ أَفْضَلُهَا لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ".

اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صرف ابوصالح تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور ابوصالح سے حضرت عبداللہ بن دینار نے اس طرح کی حدیث غریب کوفرد بھی کہتے ہیں۔

حدیث غریب کی قسمیں

حدیث غریب کوفرد بھی کہتے ہیں پھر فرد کی دوقسمیں ہیں، فردِ مطلق، فردِ نسبی، مذکورہ بالا مثال فردِ مطلق کی ہے، فردِ نسبی یہ ہے کہ صحابی سے تو متعدد تابعی روایت کریں؛ لیکن اس کے بعد راوی کہیں ایک ہی رہ جائے؛ پھر فرد نسبی کی آخر بہت سی قسمیں ہیں؛ کبھی تفرد کسی ایک علاقے کے محدثین کے لحاظ سے ہوتا ہے، جیسے اہلِ مدینہ، اہلِ مکہ، اہلِ بصرہ، اہلِ کوفہ وغیرہ کے رواۃ کرام کہ ایک

علاقے کا ایک ہی راوی اسے روایت کرے۔

فرد اور غریب دونوں ہم معنی لفظ ہیں؛ مگر محدثین عام طور پر فرد مطلق کو فرد اور فرد نسبی کو غریب کہتے ہیں، ان کے ہاں یہ بات عجیب ہے کہ زمانہ تابعین میں تو اس حدیث کو زیادہ راوی روایت کریں اور آگے کسی دور میں اس کا راوی ایک رہ جائے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی حدیث غریب ہونے کے باوجود صحیح ہی رہتی ہے، بشرطیکہ سند کا اتصال قائم ہو اور رواۃ کمزور نہ ہوں؛ سو کسی حدیث کا غریب ہونا اس کی صحت کے منافی نہیں ہے۔

حدیث کا غریب ہونا اس کی صحت کے منافی نہیں

یادرکھیئے حدیث کا غریب ہونا اس کی صحت کے منافی نہیں، حدیث غریب حدیث صحیح کی ہی ایک قسم ہے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ مشکوۃ میں لکھتے ہیں:

"الحديث الصحيح إن كان راويه واحدا يسمى غريبا وإن كان اثنين يسمى عزيزا وإن كانوا أكثر يسمى مشهورا ومستفيضا وإن بلغت رواته في الكثرة إلى أن يستحيل في العادة تواطؤهم على الكذب يسمى متواترا ويسمى الغريب فردا أيضا وعلم مماذكر أن الغرابة لاتنافي الصحة ويجوز أن يكون الحديث صحيحا غريبا بأن يكون كل واحد من رجاله ثقة".

(مقدمہ مشکوۃ، دہلی، وقد یقع بمعنی الشاذ)

حدیث صحیح کا راوی اگر ایک ہی ہو تو اسے غریب کہیں گے، دو ہوں تو بھی اسے عزیز کہیں گے اور اگر راوی دو سے زیادہ ہوں تو اسے مشہور اور مستفیض کہیں گے اور اگر اسکے راوی کثرت میں اس درجے تک پہنچیں کہ عادۃ ان کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال ٹھہرے تو اسے متواتر کہیں گے، حدیث غریب کو فرد بھی کہتے ہیں (اکیلی) اور اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی حدیث کا غریب ہونا اس کے صحیح ہونے کے منافی نہیں اور ہوسکتا ہے کہ ایک حدیث صحیح بھی ہو اور غریب بھی کہ راوی تو اس کے ایک ایک ہی ہوں لیکن سب ثقہ ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلل میں حدیث غریب پر بحث کی ہے، جن وجوہ غرابت کا آپ نے ذکر کیا ہے (کتاب العلل) وہ حدیث صحیح میں بھی ہوسکتے ہیں، حدیث کی یہ مختلف قسمیں مختلف درجوں کا علم بخشتی ہیں، حدیث متواتر سے اس یقینی درجے کا علم حاصل ہوتا ہے کہ اس کا منکر بے شک کافر ٹھہرتا ہے، حدیث احاد مشہور کے درجہ تک پہنچے تو اس کا منکر سخت گمراہ قرار پائے گا، سند کی قلت و کثرت کے باعث ان روایات سے جس درجے کا ثبوت ملے گا اس سے علم کے مختلف درجات قائم ہوں گے، اخبار احاد کتنی ہی کیوں نہ ہوں ان سے حاصل شدہ علم علم ظنی ہی شمار ہوگا؛ لیکن یہ ظن اس درجے میں نہیں کہ اسے یونہی ٹھکرا دیا جائے، اس سے جو علم حاصل ہوتا ہے اپنی جگہ عمل کے لیے کافی ہے اور خبر واحد اگر صحیح ہو تو سوائے گمراہ کے اس کا کوئی منکر نہ ہوگا۔

خبر واحد کے مختلف مراتب

یہاں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ وہ حدیث جس پر سب کا اتفاق ہو اور وہ جو کسی خاص مسئلہ کے متعلق صرف ایک راوی

سے روایت کی گئی ہو اور اس میں مختلف تاویلوں کی گنجائش بھی ہو، دونوں برابر نہیں ہوسکتیں، پہلی حدیث کا تسلیم کرنا بلاشبہ قطعی ہے؛ اگر کوئی اس کا منکر ہو تو اس سے توبہ کرائی جائے؛ لیکن دوسری قسم کی حدیث اس درجہ میں قوی نہیں کہ اگر اس حدیث میں کوئی شک کرے تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے؛ تاہم عمل کرنا اس پر بھی لازم ہوگا؛ گو اس میں کسی وجہ ترجیح کو اختیار کیا جائے، جب تک کہ اسباب ترک میں سے کوئی سبب پایا نہ جائے اسے چھوڑنا درست نہ ہوگا؛ جیسا کہ شاہدوں کے بیان پر فیصلہ کردیا جاتا ہے؛ حالانکہ یہاں بھی غلطی اور شکوک کا احتمال رہتا ہے؛ لیکن پھر بھی جب تک کہ تحقیق نہ ہو ان کے ظاہر حال پر ہی عمل کیا جاتا ہے۔

خبرِ واحد پر عمل نہ کرنے کی چند صورتیں

ہاں یہ ممکن ہے کہ اگر کسی کے پاس خبرِ واحد پہنچی ہو تو اس نے اس پر اس لیے عمل نہ کیا ہو کہ اس کے نزدیک وہ خبرِ واحد صحت کو نہ پہنچی ہو یا وہ حدیث دو معنوں کو محتمل ہو اور اس نے دوسرے معنی پر عمل کرلیا ہو یا اس کے معارض اس سے زیادہ صحیح حدیث اس کے پاس موجود نہ ہو؛ ہرگز کسی کے لیے خبرِ واحد کا ترک کرنا جائز نہیں۔ (ترجمان السنۃ)

خبرِ واحد کے حجت ہونے پر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں بہت ٹھوس دلائل دیئے ہیں حضرت مولانا بدر عالم مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمان السنۃ جلد اوّل میں اس پر گراں قدر بحث کی ہے خبرِ متواتر اور خبرِ واحد کی یہ بحث یا حدیث مشہور، حدیث عزیز اور حدیث غریب کا تقابل یہ سب ثبوت روایت کی مختلف شئوون ہیں، حدیث کی یہ اقسام باعتبار علم ہیں کہ راویوں کی تعداد کے لحاظ سے کس طرح علم کے مختلف درجے قائم ہوئے، اس میں راویوں کی ذات سے بحث نہ تھی، صرف ان کی تعداد پیش نظر تھی؛ اگر ان راویوں کی ذات سے بحث کی جائے اور ان کی صفات صدق وضبط وغیرہ کو دیکھا جائے تو حدیث کی اور اقسام پیدا ہوں گی، ہم انہیں ایک دوسرے عنوان سے ذکر کرتے ہیں۔

حدیث کی تقسیم باعتبار روات

حدیث صحیح، حدیث حسن اور حدیث ضعیف میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں، پہلے ان کے نام سمجھ لیجئے؛ پھر ہر ایک کی تعریف عرض خدمت ہوگی:

حدیث کی تین قسمیں ہیں: صحیح حسن ضعیف؛ پھر صحیح کی دو قسمیں ہیں صحیح لذاتہ صحیح لغیرہ؛

پھر حسن کی دو قسمیں ہیں حسن لذاتہ حسن لغیرہ؛ پھر ضعیف کی دو قسمیں ہیں قوی بتعدد طرق ضعیف متروک۔

حدیث صحیح

ان میں سے پہلی پانچ قسم کی حدیثیں مقبول ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ حدیث صحیح لذاتہ ہے، یہ وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل (جھوٹ اور منہیاتِ شرعیہ سے بچے ہوئے) اور تام الضبط (قوی یادداشت والے) (یہ ضبط صرف زبانی یادداشت سے بھی ہوتا ہے اور کبھی کتاب کی مدد سے بھی ہوتا ہے، پہلے ضبط کو ضبطِ صدر اور دوسرے کو ضبطِ کتاب کہتے ہیں) ہوں اور سند میں اتصال ہو کہ ہر راوی دوسرے راوی سے ملا ہو اور اس حدیث کے خلاف کسی لفظ میں کوئی اور راوی مخالفت کرنے والا نہ ہو۔

حدیث صحیح لغیرہ

یہ وہ حدیث ہے جس میں سب شرطیں صحیح لذاتہ کی پائی جاتی ہوں، علاوہ اس کے کہ کسی راوی کا حافظہ اتنا پختہ نہ ہو جتنا کہ صحیح لذاتہ کے راوی کا ہوتا ہے؛ مگر اس کمی کو تعدد طرق نے پورا کر دیا ہو، دوسرے لفظوں میں اس کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ صحیح لغیرہ وہ حدیث ہے جس کو راوی عادل خفیف الضبط (جس کے ضبط اور یادداشت میں کچھ کمزوری ہو) نے بسند متصل روایت کیا ہو اور وہ حدیث نہ معلل ہو نہ شاذ اور اس کی سندیں بھی متعدد ہوں، راوی کے تام الضبط نہ ہونے کی وجہ سے یہ صحیح لذاتہ نہیں؛ لیکن اس کمی کو چونکہ تعدد طرق نے پورا کر دیا ہے، اس لیے وہ حدیث صحیح لغیرہ ٹھہرے گی۔

حسن لذاتہ

یہ وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل وضابط تو ہوں؛ لیکن کوئی راوی خفیف الضبط ہو اور سند میں کسی جگہ سے کوئی راوی چھوٹا نہ ہو اور حدیث معلل اور شاذ نہ ہو حدیث صحیح لغیرہ اور حسن لذاتہ کی تعریفوں سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اگر حدیث حسن لذاتہ میں ضبط کی کمی دیگر سندوں کی تائید سے پوری کر دی جائے تو وہی حدیث جو حسن لذاتہ تھی صحیح لغیرہ ہو جائے گی، بعض حدیثوں کی کتابوں میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ایک ہی حدیث کو حسن صحیح لکھا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ یہ حدیث اگرچہ حسن لذاتہ ہے؛ لیکن دوسری سندوں کی تائید سے یہ صحیح لغیرہ کے درجہ کو پہنچ گئی ہے، حدیث حسن کی اصطلاح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بہت ملتی ہے؛ سو اسے مستقل طور پر جاننا چاہیے کہ ان کے ہاں اس کا کیا مطلب ہے، آپ لکھتے ہیں:

"وَمَاذَكَرْنَا فِي هَذَا الْكِتَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ فَإِنَّمَا أَرَدْنَا بِهِ حُسْنَ إِسْنَادِهِ عِنْدَنَا كُلُّ حَدِيثٍ يُرْوَى لَايَكُونُ فِي إِسْنَادِهِ مَنْ يُتَّهَمُ بِالْكَذِبِ وَلَايَكُونُ الْحَدِيثُ شَاذًّا وَيُرْوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ نَحْوَ ذَاكَ فَهُوَ عِنْدَنَا حَدِيثٌ حَسَنٌ" ۔ (ترمذی، كِتَابُ الْعِلَلِ)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں جہاں کسی حدیث کو حسن کہا ہے تو اس سے ہماری مراد اس کا سند کے اعتبار سے حسن ہونا ہے.... اور ہر حدیث جو مروی ہو اور اس کی سند میں کوئی راوی ایسا نہ ہو جو متہم بالکذب ہے (جس پر جھوٹ کا الزام نہ ہو) اور نہ وہ حدیث شاذ ہو کہ (دوسرے راوی اس شیخ سے اسے روایت نہ کرتے ہوں) اور وہ صرف ایک طریق سے مروی نہ ہو (کئی طریقوں سے اس کی روایت ہوئی ہو) تو ہمارے ہاں اسے حسن کہیں گے۔

حسن غریب

دیکھئے اس کے تمام راوی عادل اور ضابط ہیں؛ لیکن تعدد طرق سے مروی ہو یہ اس میں شرط نہیں ہے؛ پس اس اعتبار سے حسن اور غریب کہ جس میں راوی کا تفرد بھی ہو کوئی منافات نہیں ہے، اس لیے امام ترمذی نے روایت کے حسن ہونے اور غریب ہونے کو کئی سندوں میں جمع بھی کر دیا ہے، جن کے تمام راوی عادل وضابط تو ہیں؛ لیکن کسی مقام پر ان کے نزدیک تفرد آ گیا ہے؛ سو ایسی حدیث ان کے ہاں حدیث صحیح غریب یا حسن غریب ہوگی۔

حسن لغیرہ

یہ وہ حدیث ہے جس کی قبولیت میں تردد ہو، جیسے کوئی راوی مستور اور مجہول الحال ہو؛ لیکن دوسری سندوں سے اس کو تقویت

حاصل ہوگئی، یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہوتی ہے؛ لیکن دوسری سندوں کی تائید سے قابلِ عمل اور لائق استدلال ہو جاتی ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں اور سیدنا ملا علی قاری نے اس سے استدلال کرنے کی تائید فرمائی ہے، جیسے حدیث "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ" کی بعض روایتوں میں "وَمُسْلِمَةٍ" کا اضافہ ہے، اس حدیث کے بیان کرنے والے امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں اور حضراتِ صحابہ میں اس کے روایت کرنے والے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حذیفہ رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہم ہیں اور پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے بیس تابعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں؛ لیکن نہایت تعجب کی بات ہے کہ محدثین اس پر متفق ہیں کہ اس کی تمام سندیں ضعیف ہیں، بایں ہمہ دیکھئے کہ اس حدیث کے تعددِ طرق کو دیکھ کر حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو احادیثِ متواترہ میں شمار کیا ہے؛ یوں سمجھئے کہ یہ تواتر کی ایک اور قسم سامنے آگئی؛ گو باعتبارِ علم ہم اسے متواتر نہیں کہہ سکتے؛ لیکن یہ بھی نہیں کہ عمل کے لیے یہ محض ضعیف ہی ہے۔

حدیثِ ضعیف (قوی بتعدد طرق)

وہ حدیث ضعیف ہے جس کی سند موجود ہو (یعنی موضوع اور من گھڑت نہ ہو) لیکن اس کے راوی باعتبار یادداشت یا عدالت کے کمزور ہوں؛ لیکن اگر اسے دوسری سندوں سے تائید حاصل ہو تو یہ قبول کی جاسکتی ہے؛ یہی نہیں کہ صرف فضائل اعمال میں انہیں لے لیا جائے گا بلکہ ان سے بعض حالات میں استخراج مسائل بھی کیا جاسکتا ہے، قیاس استنباطِ مسائل کے لیے ہی ہوتا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح دیتے تھے، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے، ظاہر ہے کہ یہ بات احکام میں ہی چل سکتی ہے فضائل میں نہیں؛ سو اس بات سے چارہ نہیں کہ حدیث ضعیف کا بھی اپنا ایک وزن ہے، یہ من گھڑت نہیں ہوتی۔

حدیثِ ضعیف کی ترجیح محض قیاس پر

حافظ ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "**جميع اصحاب ابی حنيفة مجمعون على ان مذهب ابی حنيفة ان ضعيف الحديث اولى عندنا من القياس والراوی**"۔ (ابطال الرائی والقیاس والاستحسان)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام شاگرد اس پر متفق ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہی تھا کہ آپ ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح دیتے تھے۔

حافظ ابنِ قیم لکھتے ہیں: "**واصحاب ابی حنيفة مجمعون على ان مذهب ابی حنيفة ان ضعيف الحديث عنده اولىٰ من القياس والرای وعلى ذلك بنى مذهبه. فتقديم الحديث الضعيف وآثار الصحابة على القياس والرای قوله وقول الامام احمد**"۔ (اعلام الموقعین)

امام ابوحنیفہ کے سب شاگرد اس پر اتفاق کرتے ہیں کہ آپ کے ہاں حدیث ضعیف قیاس اور رای پر مقدم تھی اور آپ نے اسی پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے.... سو حدیث ضعیف اور آثار صحابہ کو قیاس پر مقدم کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ

اللہ علیہ دونوں کا فیصلہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ غلط فہمی پھیلائی جاتی ہے کہ وہ حدیث کے بجائے قیاس سے زیادہ کام لیتے تھے یہ درست نہیں، جب وہ حدیثِ ضعیف کو بھی قیاس پر مقدم کرتے ہیں تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ صحیح حدیث کو چھوڑ کر قیاس کو مقدم کرتے ہوں

ضعیف حدیث حسن لغیرہ تک

ضعیف حدیث کی سندیں گو وہ اپنی جگہ ضعیف ہوں؛ لیکن اس کے راویوں کا اگر ان پہلے راویوں سے مل کر روایت کرنے کا مظنہ نہ ہو تو اس تعدد طرق سے حدیث ضعیف قوی ہو کر حسن لغیرہ تک پہنچ جائے گی؛ لیکن اس کا فیصلہ حاذق محدثین ہی کر سکتے ہیں، نہ کہ ہر ایک کو اس کا حق دیا جائے نہ ہر ایک اس کا اہل ہے قال اللہ تعالیٰ:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا" ۔ (النساء)

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل لوگوں کے سپرد کرو۔

حدیث "اصحابی کالنجوم" محدثین کے ہاں اسی طریق سے لائقِ قبول سمجھی گئی ہے، وہب بن جریر اپنے والد سے وہ اعمش سے وہ حضرت ابوصالح سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کرتے ہیں:

"أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ من اقْتَدَى بِشَيْءٍ مِنْهَا اهْتَدَى" ۔

(مشکوٰۃ پر بھی یہ مختلف الفاظ سے موجود ہے، فرماتے ہیں کہ یہ حسن لغیرہ تک پہنچ جاتی ہے)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جو ان میں سے کسی کی پیروی کر گیا ہدایت پالی۔

علم کی آفتوں میں سے بڑی آفت

ضعیف حدیث سے عقائد کا ثابت کرنا علم کے لیے ایک بہت بڑی آفت ہے علم سے ناآشنا لوگ ضعیف روایات سے عقائد کا اثبات کرتے ہیں، چند مثالیں لیجئے:

بعض لوگ اس حدیث سے آپ کا علم محیط یا آپ کا ہر چیز کو ناظر ہونا اس سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"كأني أنظر إلى كفي هذه" ۔ (یارسول اللہ' شاملہ، القسم: الأخلاق و الآداب و الرقائق)

ترجمہ: میں پوری دنیا کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس قسم کی ضعیف احادیث پر عقائد کی بنیاد رکھنا قابلِ رحم، علمی بے بسی ہے۔

حدیثِ ضعیف (متروک)

ضروری نہیں کہ ضعیف حدیث کثرتِ طرق سے ہمیشہ قوی ہو جائے، بعض اوقات روایت کثرت طرق سے اور زیادہ ضعیف ہوتی جاتی ہے طالبِ حق سوچتا ہے کہ اسے باوجود اپنے مضمون کے اہم ہونے اور کثرتِ طرق سے مروی ہونے کے صحیح سند آخر کیوں میسر نہ آئی؟ اتنے طرق سے منقول ہوئی؛ مگر ہر طریق سند کمزور ہی رہا، سو یہ روایت محض اتفاقی ضعیف نہیں ہوگی؛ بلکہ

حقیقۃً ہی کمزور ہوگی، اس صورت میں جوں جوں طرق بڑھتے جائیں گے ضعف اور نمایاں ہوتا جائے گا اور یہ بات ماہر محدثین اور حاذق اساتذہ ہی جان سکتے ہیں۔

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"وَكَمْ مِنْ حَدِيثٍ كَثُرَتْ رُوَاتُهُ وَتَعَدَّدَتْ طُرُقُهُ، وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ؟ كَحَدِيثِ: الطَّيْرِ، وَحَدِيثِ الْحَاجِمِ وَالْمَحْجُومِ وَحَدِيثِ: مَنْ كُنتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، بَلْ قَدْ لَا يُزِيدُ الْحَدِيثَ كَثْرَةُ الطُّرُقِ إِلَّا ضَعْفًا". (نصب الرایہ)

کتنی ہی حدیثیں ہیں جن کے راوی بہت ہیں اور ان کے طریق سند بھی متعدد ہیں پھر بھی وہ حدیث ضعیف رہی ہے جسے حدیث طیر، حدیثِ حاجم (کہ پچھنہ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے) اور حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" بلکہ بعض اوقات کثرتِ طرق سے ضعف اور بڑھتا جاتا ہے۔

ابنِ صلاح رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی ضعیف حدیث کو بیان کرنے کا ارادہ کرے تو اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب الفاظ جازمہ (قطع ویقین کے سے الفاظ) سے نہ کرے یوں نہ کہے "قَالَ رَسُوْلُ اللهِ كَذَا وَمَا أَشْبَهُ ذَلِكَ " (مقدمہ ابن صلاح) بلکہ یوں کہے "رُوِیَ عَنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا" یا یوں کہے "بَلَغَنَا عَنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا وَمِثَالُ ذَلِكَ" اور یہی حکم ان حدیثوں کے بارے میں ہے جن کی صحت وضعف میں شک ہو۔

علماء نے صرف پند ونصیحت، بیان قصص اور فضائل اعمال کے مواقع پر احادیث ضعیف کے بیان کرنے کو بلا اس کے ضعف بیان کیئے جائز رکھا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ کتبِ سیر میں آپ کو احادیثِ ضعیفہ بغیر تصریح کے بہت ملیں گی بخلاف احادیثِ موضوعہ کے کہ ان کا بیان کرنا حرام ہے، انہیں بیان کرنا کسی موقع پر درست نہیں؛ سوا اس کے کہ ان کے موضوع ہونے کو بیان کرے؛ سو موضوع حدیث کا بیان کرنا اور اسے لوگوں میں رائج کرنا بالکل حرام ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء اور بہتان ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ".

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الأول، حدیث نمبر، شاملہ، الناشر: المکتب الاسلامی، بیروت۔ بخاری، حدیث نمبر، شاملہ، موقع الاسلام)

جس نے جان بوجھ کر مجھ پر بہتان باندھا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

موضوع حدیث

وہ روایت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر خود وضع کی گئی ہو یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام پر گھڑی گئی ہو موضوع روایت کہلاتی ہے، اس کی بالکل سند نہیں ہوتی؛ اگر اس کی کوئی سند بھی وضع کرلے تو بھی اس کا موضوع ہونا کسی دوسرے پہلو سے کھل جائے گا، سند ہو بھی تو اس میں وضاع اور کذاب قسم کے راویوں سے اس کا من گھڑت ہونا معلوم ہوجاتا ہے۔

موضوع احادیث کے بارے میں اہم کتابیں

علماءِ اسلام نے جہاں حدیث کی مختلف پہلوؤں سے خدمت کی ہے، وہاں انہوں نے موضوع روایات کی نشاندہی بھی پوری محنت سے کی ہے، یہ صحیح ہے کہ تمام بڑے بڑے محدثین نے علم پیغمبر کے گرد حفاظت کے پہرے دیئے ہیں اور ایسے حضرات بھی سامنے آئے ہیں؛ جنہوں نے موضوع روایات کی نشاندہی میں مستقل کتب تصنیف فرمائی ہیں۔

تذکرۃ الموضوعات

"لابی الفضل محمد بن طاهر بن علی بن احمد المقدسی المعروف بابن القیسرانی" ۔

ان کے بعد اس باب میں اولیت کا شرف علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے آپ سے اگر کہیں تشدد اور سختی بھی ہوگئی ہے کہ بعض حدیثوں کو بھی موضوعات میں رکھ دیا تو اس کی اصلاح کے لیے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تعقبات علی الموضوعات تحریر فرمائی ہے، جو لائقِ مطالعہ ہے۔

موضوعات ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

بے شک اس کتاب کو اولیت کا شرف حاصل ہے؛ مگر چونکہ یہ اس فن کی پہلی محنت ہے؛ اس لیے آپ سے اس میں کئی فروگذاشتیں ہوئی ہیں؛ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ آپ نے اس باب میں ایک بڑا علمی مواد فراہم کیا ہے۔

حافظ ابنِ صلاح رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کو موضوع قرار دینے میں بہت جلد باز ثابت ہوئے ہیں، آپ نے اس میں بہت سی ضعیف حدیثوں کو بھی موضوع کہہ دیا ہے؛ حالانکہ ایسا نہ ہونا چاہیے تھا؛ یہی نہیں؛ بلکہ کچھ حسن اور صحیح حدیثیں بھی آپ نے موضوعات میں شمار کر ڈالیں اور محدثین نے ان پر پھر تعقبات لکھے ہیں۔

موضوعات حضرت شیخ حسن الصنعانی

حضرت علامہ حسن صنعانی (لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) صاحب مشارق الانوار نقد حدیث میں بہت سخت تھے، ان کے سامنے ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موضوعات نشان راہ تھی، آپ نے اپنی طرف سے بھی اس باب میں گرانقدر معلومات مہیا کیئے ہیں، بعد کے آنے والے مؤلفین نے اس باب میں آپ کی کتاب سے بہت استفادہ کیا ہے۔

موضوعات المصابیح

حضرت شیخ سراج الدین عمر بن علی القروینی کی تصنیف ہے اور بہت نایاب ہے۔

اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ

یہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، آپ نے اس کے علاوہ کتاب الذیل اور کتاب الوجیز بھی اس باب میں تحریر فرمائی ہیں، جو قابل مطالعہ ہیں۔

تذکرۃ الموضوعات اور قانون الموضوعات

تذکرۃ الموضوعات اور قانون الموضوعات کے مصنف حضرت علامہ محمد طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار لغت حدیث کے جلیل القدر امام تھے، آپ کی کتابیں تذکرۃ الموضوعات اور قانون الموضوعات پر مشتمل ہیں، اس باب کی بہت مفید کتابیں ہیں۔

موضوعات کبیر اور اللالی المصنوع فی الحدیث الموضوع

موضوعات کبیر محدثِ جلیل حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، یہ اس باب میں بہت جامع اور مرکزی کتاب ہے، اللالی المصنوع اس کے بعد کے درجے میں ہے۔

ان تمام کوششوں کے باوجود اہلِ باطل موضوع حدیثوں کی روایت سے رُکے نہیں وہ اس کی برابر اشاعت کرتے رہتے ہیں، اپنے عقائدِ فاسدہ کو استناد مہیا کرنے کے لیے وہ اپنے حلقوں میں ان کا برابر چرچا کرتے ہیں، قرآنِ کریم میں اہلِ باطل کا یہ عمل بھی مذکور ہے: "فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ". (آل عمران)

ترجمہ: اب جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں اور ان آیتوں کی تاویلات تلاش کریں۔

متشابہات کے الفاظ تو پھر بھی صحیح ہوتے ہیں صرف مرادات میں تشابہ ہوتا ہے اور موضوع روایات کا تو وجود ہی باطل ہے، جب متشابہات سے استدلال جائز نہیں ہے تو موضوع روایات سے اپنے مسلک کی گاڑی چلانا یہ کون سا جائز فعل ہوگا، ہم یہاں فائدہ عام کے لیے چند روایات بھی ذکر کرتے ہیں، جن کی کوئی سند نہیں، نہ صحیح، نہ حسن، نہ ضعیف، ان سے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ حدیث کے باب میں کس قدر بے احتیاطی ہماری صفوں میں گھس آئی ہے۔

"اذا جاء كم الحديث فاعرضوه على كتاب الله"

جب تمہارے پاس کوئی حدیث آئے تو اسے قرآن کریم پر پیش کرو، اس کے موافق ہو تو لے لو؛ ورنہ رد کردو۔

علامہ خطابی فرماتے ہیں "لا اصل لہ" اس کی کوئی اصل نہیں، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "وضعته الزنادقة" (معالم السنن للخطابی' لاحاجة بالحديث ان يعرض على كتاب فانه مهما ثبت عن رسول الله كان حجة بنفسه) اسے زندیقوں نے وضع کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی بات ثابت ہو جائے وہ خود سند ہے اور حجت ہے اسے قرآنِ کریم پر پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کے خلاف کوئی بات صادر ہو یہ ناممکن ہے۔

"علماء امتی كانبياء بنی اسرائيل"

ترجمہ: میری امت کے علماء ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء۔

بنو اسرائیل میں جو نبی بھی آئے وہ سب غیر تشریعی نبی تھے اور ان کی شریعت تورات تھی (المائدہ) اس روایت میں علماء امت کو ان سے تشبیہ دی گئی ہے یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ اس آیت کے علماء میں کوئی غیر تشریعی نبی بھی نہ ہو؛ کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں تغایر ضروری ہے، اس حدیث کے مضمون میں کلام نہیں؛ لیکن من حیث الثبوت یہ بے اصل ہے، دسویں صدی کے مجدد ملا علی قاری رحمۃ

اللہ علیہ لکھتے ہیں:"اما حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فقد صرح الحفاظ کالزرکشی والعسقلانی والدمیری والسیوطی انہ لااصل لہ"۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ طبع قدیم مصر)

بہرحال حدیث: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، جس کے متعلق حفاظ نے صراحت کی ہے جیسے زرکشی، عسقلانی، دمیری اور سیوطی نے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

ملاعلی قاری نے پہلے اس پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا سکوت نقل کیا تھا (موضوعاتِ کبیر مطبوع: دہلی) اس پر بہت سے صوفی مزاج علماء اسے نقل کرتے رہے پھر ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی انکار مل گیا؛ سواب اسے کسی عقیدہ کے ثبوت میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔

"من تکلم بکلام الدنیا فی المسجد احبط اللہ اعمالہ اربعین سنۃ" جس نے مسجد میں دنیا کی کوئی بات کی اللہ اس کے چالیس سال کے اعمال ضائع کردیتا ہے، علامہ صنعانی فرماتے ہیں کہ یہ موضوع ہے ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وھو کذالک لانہ باطل منبی ومعنی"۔ (موضوعات کبیر مطبوع: دہلی)

"حدیث لانبی بعدی" کتنی مشہور متواتر اور واضح المعنی ہے مگر محمد بن سعید شامی نے اسے حضرت انس بن مالک کی روایت بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر یہ حدیث وضع کردی "انا خاتم النبیین لانبی بعدی الا ان یشاء اللہ" میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں؛ مگر یہ کہ جو اللہ چاہے۔

سبائی کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا: "ھذا وصیی واخی الخلیفۃ من بعدی فاسمعوا لہ واطیعوہ" ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہاس کے بارے میں صرف اس پر اکتفا کرتے ہیں "فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ" (البقرۃ) (موضوعات کبیر)

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" (الشعراء) کے تحت لکھتے ہیں: (تفسیر ابن کثیر، وکذلک صرح الدراسی فی کشف الاحوال، میزان الاعتدال) یہ روایت کہ اس آیت کے نازل ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا یہ میرا بھائی ہے اس کی سنو اور اس کی اطاعت کرو، اس میں عبدالغفار بن قاسم کذاب تنہا ہے علی بن المدینی نے اسے وضع حدیث سے متہم قرار دیا ہے: "متروک کذاب شیعی اتھمہ علی بن المدینی وغیرہ بوضع الحدیث"۔

"موتوا قبل ان تموتوا" کتنی مشہور روایت ہے ملاعلی قاری حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث کہیں ثابت نہیں۔ (موضوعات)

اگر کوئی شخص کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کھانے کے دوران "بِسْمِ اللهِ فِيْ أَوَّلِهٖ و آخرہ" پڑھ لے ان صاحب نے یہاں بھی لفظ فی کو علی سے بدل دیا؛ حالانکہ حدیث میں یہ الفاظ نہ تھے؛ انہوں نے اُسے یوں بنا دیا "بسم اللہ علیہ اولہ وآخرہ (ملفوظات) استغفر اللہ۔

وضع حدیث کا کام صدیوں سے رکا ہوا تھا مرزا غلام احمد نے پھر سے اسے زندہ کیا اور لکھا، احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ مسیح موعود

صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا (ضمیمہ براہین احمد) اس شخص سے منحرف مت جاؤ جس کا آنا اس صدی پر صدی کے مناسب حال ضروری تھا اور جس کی ابتداء سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ (دافع الوساوس)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر چودھویں صدی کا لفظ اپنی زبان پر نہیں لائے نہ کبھی کہا کہ قیامت چودھویں صدی کے ختم پر آئے گی، مرزا غلام احمد نے خود ہی یہ بات تجویز کی اور خود ہی اس کی علامات پورا کرنے کے لیے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا اور چودھویں صدی کی روایات گھڑی اور اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگا دیا اور پھر یہ روایات بھی گھڑی کہ مسیح موعود تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا: "بل هو امامکم منکم"۔ (ازالہ اوہام)

"بَلْ هُوَ" کے الفاظ کتبِ احادیث میں کہیں نہیں ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ خود گھڑے ہیں، معلوم ہوا اہلِ باطل وضع احادیث کا سلسلہ اب تک جاری رکھے ہوئے ہیں، حدیث کے اصل الفاظ یہ تھے: "كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ"۔

(مسلم، كِتَاب الْإِيمَانِ، بَاب نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حدیث نمبر شاملہ، موقع الاسلام)

ترجمہ: تمہارا کیا حال ہوگا جب ابنِ مریم تم میں اتریں گے اور اس وقت تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حدیثیں وضع کرنے والے اعتراض کے تحت حدیثیں گھڑتے تھے اور باطل فرقوں کا یہ عام طریقہ رہا ہے۔

بات کی قبولیت کے فطری اصول

حدیث قبول کیسے کی گئی؟ وہ کون سے اصول تھے جن پر حدیث قبول کی جاتی رہی؟ جو کچھ کسی نے کہہ دیا بس لے لیا جاتا رہا یا روایت قبول کرنے کے لیے واقعی کچھ اصول کارفرما ہے؟ اور کہاں کہاں ان قواعد میں نرمی اختیار کرنے کی گنجائش رہی؟ اس نرمی کا تدارک پھر کس طرح قرائن سے کیا جاتا رہا؟ پھر ایسے بھی کئی مواقع تھے کہ روایت اپنی تمام کمزوریوں کے باوجود لکھ لی گئی؛ کیونکہ ہوسکتا تھا کہ آئندہ اس کے بارے میں کوئی اور بات کھلے اور یہ کمزور روایت اس بات کے قرائن میں شمار ہو جائے یا کہیں اس سے اعتبار کا کام لیا جائے؛ گو احتجاج نہ کیا جائے؛ بہرحال یہ ایک نہایت عمیق موضوع ہے، جس کی گہرائی میں وہی لوگ جاسکتے ہیں جنہوں نے حدیث پڑھنے پڑھانے میں زندگیاں صرف کی ہوں، ان حاذقین کا ذوق بولتا ہے کہ بات کہاں قابل اعتماد ہے اور کہاں اس کے اعتماد میں جھول ہے اور ہے تو وہ کتنا ہے، قواعد کا سرسری مطالعہ یا اصولِ حدیث کی چند کتابوں کا پیشِ نظر ہونا اس فن کی پیراکی کے لیے کافی نہیں۔

اس وقت ہمیں اس فن کی گہرائی میں اُترنا نہیں، صرف اس موضوع کا کچھ تعارف کرانا ہے، اس میں اس فن کا کچھ تاریخی تجزیہ بھی ہو جائے گا اور یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ فنِ روایت وہ نیا بابِ علم ہے جس سے دنیا قبل از اسلام ناآشنا تھی، فنِ تاریخ اور فنِ روایت کو مسلمانوں نے جو تازگی اور پختگی بخشی، اس کی مثال اقوامِ عالم اور مللِ سابقہ میں کہیں نہ ملے گی، محدث نے حدیث کو یونہی جمع نہیں کرلیا کہ جو کچھ کسی نے کہہ دیا اُنہوں نے سن لیا قبول کرلیا اور لکھ لیا، ان کے سامنے روایت قبول کرنے اور اسے

آگے نقل کرنے کے کچھ قواعد تھے اور ان قواعد کے ساتھ روایات پر رداً یا قبولاً بحث ہوتی تھی، جتنا کوئی باب نکھرتا جاتا اس کے بارے میں پختگی اور وثوق بڑھتا جاتا اور سند کے مراتب بدلتے جاتے؛ یہاں تک کہ بعض روایات متواتر ہو جاتیں، قوت سند کے انہی مراتب سے احادیث کی مختلف قسمیں ہوتی گئیں اور اس دور میں جو کمزور روایتیں قبول کی گئیں وہ بدستور ان کمزوریوں کی حامل رہیں، انہی اسانید کے ساتھ پیش کیا جاتا رہا اور انہیں بالکل نظرانداز اس لیے نہ کیا گیا کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی آنے والا محقق اس باب میں کوئی اور انکشاف کرے اور یہ روایت کسی دوسری روایت یا تعامل کی تائید بن جائے، ایک رائے یا چند آراء کے ساتھ علم کے کسی گوشے کو کلیۃً دفن کردینا قرین مصلحت نہ تھا۔

اسلام دینِ فطرت ہے اس کے اُصول فطرت کے پیمانوں میں ڈھلتے اور اُبھرتے ہیں، حدیث قبول کرنے میں بنیادی اصول تقریباً وہی ہیں، جو فطری تقاضوں کے مطابق کسی بات کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے ہوسکتے ہیں؛ لیکن ان کا تعین ہر شخص کی اپنی فطرت پر موقوف نہیں؛ اہلِ فن کے تجربات اور فیصلوں سے ہی ہوتا آیا ہے۔

بات کے لائق قبول ہونے کے عقلی تقاضے

کسی بات کے لائق قبول ہونے کے لیے بہت سی باتوں کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے لیکن ان سب وجوہ کا اجمال دو باتوں میں لپٹا ہوا ہے، اوّل یہ کہ بیان کرنے والے کی یادداشت اچھی ہو وہ قوی حفظ رکھتا ہو، دوم یہ کہ دیانت دار ہو، مخلصانہ سچائی پر رہتا ہو، یہ قوی حفظ اور مخلصانہ سچائی ہی وہ بنیادی اُصول ہیں جن پر فن حدیث میں تعدیل کی چکی گھومتی ہے، آگے جو کچھ ہے وہ انہی اُصولوں کی تفصیل ہے، مثلاً یہ کہ راوی کمزور نہ ہو جانا پہچانا اور معروف ہو، مجہول نہ ہو اس کی روایت کا کہیں انکار نہ کیا گیا ہو منکر نہ ہو دیانت اور نیکی سے آراستہ ہو، جھوٹ بولنے والا نہ ہو ہر کس و ناکس کو اعتماد میں نہ لے، علم ذمہ دار لوگوں کے سپرد کرے اور انہی میں رہے؛ وغیر ذلک؛ اب ہم انہیں یہاں ذرا تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔

راوی کمزور نہ ہو

اس سے مراد یہ ہے کہ اس میں بات سننے کی، یاد رکھنے کی، اور آگے نقل کرنے کی قوت موجود ہو، اتنا قوی نہ ہوگا تو کمزور شمار ہوگا، سمجھنے میں پوری گہرائی مطلوب نہیں، اصولی درجے میں سمجھنے کی اہلیت کافی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کئی روایت کرنے والے ایسے ہوتے ہیں جو خود بات کی تہہ تک نہیں پہنچتے؛ لیکن جن کے پاس روایت کرتے ہیں وہ ان سے زیادہ اس بات کو پالیتے ہیں؛ سو راوی کمزور نہ ہونے سے مراد سننے، یاد رکھنے اور روایت کرنے میں کمزور نہ ہونا ہے، سمجھنے میں فقیہ ہونا ضروری نہیں۔

راوی جانا پہچانا ہو

جن سے روایت لے رہا ہے اور جن کو روایت دے رہا ہے ان ۔۔۔ ۔ پہچانا ہو اور راویوں میں قابلِ اعتماد سمجھا جائے، اس کی روایت اس شخص کی روایت سے کہیں زیادہ لائقِ اعتماد ہوگی، جس نے ان سے روایت سنی اور اسے اپنے شیخ کے ہاں کبھی اُٹھنے بیٹھنے کا اور موقع نہ ملا؛ گو یہ راوی اپنی جگہ سچا ہو؛ مگر اس سے وہ راوی جو سچا بھی ہو اور اپنے شیخ کی مجلس میں اچھی جگہ پائے ہوئے ہو زیادہ قابلِ اعتماد سمجھا جائے گا۔

اس کی روایت کا کہیں انکار نہ کیا گیا ہو

اور لوگ جنہوں نے وہ بات سنی تھی ان کا اس سے اتفاق رہا ہو؛ کسی نے اس کی بات سے انکار نہ کیا ہو، ایک شخص سے چار آدمی ایک بات سن کر گئے ان میں سے ایک اس بات کو اسی طرح روایت کرتا ہے کہ باقی تین اس سے اتفاق نہیں کرتے تو وہ شخص شاذ کا راوی یا منکر الروایۃ سمجھا جائے گا کہ اس کی روایت کا انکار ثابت ہو چکا، قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ اس کی بات پر کہیں انکار نہ کیا گیا ہو، وہ ہمیشہ کے لیے اپنی بات میں مطاع اور قابلِ قبول رہے۔

راوی دیانت دار اور راستباز ہو فاسق نہ ہو

غلط کار نہ ہو، امین ہو فسق سے مراد فسق فی العمل ہے، فاسق کی روایت کمزور ہوگی اور مزید تبیین کی محتاج ہوگی، رہا فسق فی القول تو ایسا کذاب راوی لائقِ تذکرہ ہی نہیں، نہ اس کی روایت کسی درجہ میں لائقِ قبول ہوگی۔

عام مجلسی نہ ہو

ہر کس و ناکس سے بات کہنے والا نہ ہو، ایسا کرنے والا بسا اوقات خود بھی اس زمرے میں آ جاتا ہے، صحیح پختہ راوی وہ ہے جو انہی سے روایت کرے جو حفظ وضبط میں پختہ ہو اور امانت و دیانت کے اہل ہوں اور اُنہی کو روایت کرے جو اس کی بات میں کمی بیشی کرنے والے نہ ہوں، ایسا شخص اگر کبھی غیر معروف کسی شخص سے بھی روایت لے لے تو اس کی اس عام عادت کے سبب اس غیر معروف راوی کی بھی جہالۃ العین اٹھ جائے گی۔

نقل و روایت ان فطری اُصولوں سے آگے چلے تو بات نہایت پختہ اور لائقِ قبول ہو جاتی ہے اور جہاں یہ سب باتیں جمع ہو جائیں تو دل اس روایت کی صداقت کی گواہی دینے لگتا ہے اور اس میں کوئی تردد باقی نہیں رہتا، قبول روایت کے یہی فطری طریقے ہیں اور دین فطرت بے شک انہی اُصولوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

بات کے لائق اعتماد ہونے کا قرآنی نظریہ

قرآن کریم میں براہِ راست تو اس پر بحث نہیں ملتی کہ نقل و روایت کن اصولوں سے لائق اعتماد بنتی ہے؛ لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی باتیں آگے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک نقل کیں، تو قرآن کریم نے اس باب میں حضرت جبرئیل کی چند صفات کا خصوصی ذکر فرمایا، یہ صفات ایک راوی کی حیثیت سے ہمارے لیے رہنمائے اُصول ہیں، جبرئیل امین بے شک معصوم ہیں، ان سے نقل روایت میں کسی غلطی کا احتمال نہیں؛ لیکن امت کو نقل روایت کے رہنمائے اُصول دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی ان صفات کا بھی ذکر فرما دیا:

"عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ" ۔ (النجم)

ترجمہ: سکھایا اسے سخت قوتوں والے نے، زور آور طاقت ور نے؛ پھر سامنے سیدھا بیٹھا اور وہ آسمان کے اُونچے کنارے پر تھا۔

پھر سورۂ تکویر میں اللہ رب العزت نے جبرئیل امین کی صفات کے ساتھ اگلے راوی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا

بھی آپ سے اتصال بیان فرمایا، آپ کی قوی ذہنی قوت بیان کی اور دونوں کے مابین اتصال اور ملاقات کا اثبات فرمایا؛ یوں کہیے قرآن کریم نے ان صفات میں روایت کے تقریباً تمام رہنما اصول بیان کر دیئے۔

"إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ٥ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ٥ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ٥ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ٥ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ" ٥ ۔ (التکویر)

ترجمہ: بے شک یہ بات ہے ایک معزز بھیجے ہوئے کی (یعنی جبرئیل امین کی) جو قوت والا، عرش کے مالک کے پاس مجلس پانے والا ہے، سب کا مانا ہوا ہے اور پھر وہاں اعتماد یافتہ ہے اور اس نے دیکھا ہے اسے (اس فرشتہ کو) آسمان کے کھلے کنارے کے پاس۔

قرآن کریم کی ان آیات میں نقل وروایت اور اس کے اعتماد وثقاہت کے جملہ اصول ملتے ہیں، قرآن کریم نے جس انداز میں انہیں بیان کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب اُصول فطرت ہیں جن سے کسی بات کی نقل وروایت میں اعتماد پیدا ہوتا ہے، بات کے لائق اعتماد ہونے کے تمام عقلی تقاضے ان قرآنی آیات میں لپٹے ہوئے ہیں؛ تاہم یہ صحیح ہے کہ اصولی درجے میں عدالت اور ضبط ہی وہ صفات ہیں جن کی تفصیلات آگے اُصول روایت بن کر پھیلیں اور مختلف پیرایوں میں راویوں اور ان کے باہمی تعلق سے آگے چلتی رہیں۔

پس اوصاف رواۃ کے لحاظ سے حدیث کی چار اساسی قسمیں نکل آئیں:

(۱) صحیح لذاتہ (۲) صحیح لغیرہ (۳) حسن لذاتہ (۴) حسن لغیرہ اور ان میں بھی بنیادی قسم صرف صحیح لذاتہ ہے جو اپنے دائرہ میں سب سے اُونچی قسم ہے"۔

بہر حال وہ قواعد جن پر حدیث قبول کی گئی ہے کچھ یونہی مرتب نہیں ہو گئے؛ بلکہ ان میں قرآن کریم اور اُصولِ فطرت پوری ثقاہت سے کارفرما رہے ہیں، یہی قواعد محدثین کی اساس تھے اور انہیں پر علم حدیث کا ذخیرہ ترتیب پاتا رہا اور اہلِ فن میں قبول بھی ہوتا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس پر زور دیا کہ راوی کے بارے میں دیکھا جائے کہ اس کا ضبط اپنے اوپر کتنا ہے اور اسکی دیانت وامانت کیسی ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کر رہے تھے کہ آخری زمانہ میں شر پھیل جائیگا، آپ سے پوچھا گیا کہ اس دور میں ہم حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کریں؟ آپ نے فرمایا:

"ما اخذتموه عمن تأمنونه على نفسه ودينه فاعقلوه وعليكم بالقرآن فتعلموه وعلّموه ابناء كم فانكم عنه تسئلون وبه تجزون وكفى به واعظاً لمن عقل" ۔ (المحرر الوجیز للقاضی عبدالحق الاندلسی)

ترجمہ: جو حدیث تم اس راوی سے لو جسے تم اپنے میں سنبھلے پاؤ اور اسے دیانتدار سمجھو تو اس کا اعتبار کرلو اور قرآن کو لازم پکڑو، اسے سیکھو اور اپنے بچوں کو سکھاؤ اور اس کے بارے میں تم قیامت کے دن پوچھے جاؤ گے اور اسی پر تمہیں جزا ملے گی اور سمجھدار کے لیے اسی میں کافی مصلحت ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ قبول روایت میں اصل الاصول یہی ہے کہ راوی کی ذات اور دیانت دونوں قابلِ بھروسہ ہوں، نہ اتنا کمزور

ہو کہ یاد نہ رکھ سکے نہ اتنا عام کہ اس کی دیانت مشتبہ ہو، روایت کے لائق اعتماد نہ ہونے پر بحث کرتے ہوئے علامہ محمد بن جریر طبری نے بھی صفاتِ جبرئیل کا ذکر کیا ہے:

جبرئیل اللہ تعالیٰ کے ہاں، اس کے پیغام میں اس کی روایت کرنے میں اور ان تمام کاموں میں جو ان کے سپرد کیے گئے لائقِ اعتماد ہیں۔

چھٹی صدی کے مشہور مفسر الطبرسی نے بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے صاحب قوت ہونے پر بحث کرتے ہوئے اصول روایت میں جبرئیلی صفات سے استدلال کیا ہے۔ (تفسیر ابن جریر، مجمع البیان)

یہ صفات راوی کا اصولی بیان ہے؛ چونکہ ان تمام مواقع میں حضرت جبرئیل امین اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی راویت لینے اور دینے کا تذکرہ ہے، اس لیے ان تمام مواقع پر خدائی حفاظت اور شانِ عصمت بھی کارفرما ہے اور ان کی روایت اپنی ہر ادا میں غلطی اور بھول سے پاک ہے؛ لیکن جہاں تک دوسرے ثقہ راویوں کا تعلق ہے ان سے بعض اوقات غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں جن کا جبر دوسرے راویوں کی روایت سے کرلیا جاتا ہے اور یہ بات اہلِ فن کے نزدیک ان کی ثقاہت کمزور نہیں کرتی۔

اور جس نے یہ گمان کیا کہ ثقہ راوی غلطیوں سے کلیۃً مبرا ہیں، وہ صحیح رستے پر نہیں چلا، معصوم وہی ہے جسے ابدی عصمت حاصل ہو، جاہل لوگ راویوں کی غلطیوں اور انبیاء کرام کی خبروں میں فرق نہیں کرتے، راویوں کے وہم اور اغلاط پیغمبروں کے ذمہ لگا دیتے ہیں، کتنی بڑی گمراہی اور کتنی بڑی جہالت ہے۔

صفاتِ جبرئیلی کے ذکر میں صرف اُصول اعتماد مذکور ہیں، اللہ رب العزت سے ایک ہی خبر لانے والا اور اس سے ایک ہی خبر لینے والا تھا؛ سو یہاں خبرِ واحد کی بحث نہ تھی، جبرئیل امین اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم دونوں معصوم تھے، جہاں تثبت اور عصمت پوری قوت اور تحدّی سے کارفرما ہوں، وہاں خبرِ واحد اور خبرِ متواتر دونوں برابر ہیں، ایک معصوم کی بات بھی یقین کا فائدہ دیتی ہے، دو معصوموں کی بات بھی اسی یقین کو قائم کرتی ہے اور دو سے زیادہ معصوموں کی بات بھی اسی یقین تک پہنچاتی ہے؛ سو الٰہی حفاظت کے ساتھ خبرِ واحد اور خبرِ متواتر دونوں میں کوئی فرق نہیں رہتا، ہاں! جہاں خدائی حفاظت کا وعدہ نہ ہو، وہاں کثرۃِ رواۃ سے روایت بے شک پختہ ہو جاتی ہے، قرآنِ کریم نے خبرِ واحد کی قبولیت کا ایک دوسری جگہ ذکر فرمایا ہے اور شرط لگائی ہے کہ راوی فسق سے مجروح نہ ہو اور اگر ایسی جرح موجود ہو پھر بھی روایت کلیۃً رد کرنے کے لائق نہیں؛ بلکہ اور ذرائع اور قرائن سے اس کی تحقیق کرلی جائے۔

فسق راوی اور مظنہ جہالت

قرآن کریم میں ہے: یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوٓا إِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَیَّنُوٓا أَنْ تُصِیبُوا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِینَ"۔ (الحجرات)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ کسی قوم پر نادانی سے جا پڑا اور کل اپنے کیئے پر پچھتانے لگو۔

قرآن کریم کی اس آیت سے تین اہم باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) ایک یہ کہ فاسق کی روایت از خود حجت نہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ فاسق کی روایت کلیۃً واجب الرد بھی نہیں؛ بلکہ مزید لائق تحقیق ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ خبرِ واحد قابلِ قبول ہے؛ بشرطیکہ اسے نقل کرنے والا فاسق نہ ہو، یہ تب اگر مفہوم مخالف کا اعتبار کیا جائے؛ اگر خبرِ واحد معتبر نہ ہوتی تو وجہ تبین صرف فسق نہ ہوتا، راوی کا ایک ہونا بھی مزید تائید کا محتاج ہوتا۔

اس آیت کی رُو سے کسی خبر کے بارے میں دو باتیں موجب جرح ہیں: راوی کا فسق صورتِ واقعہ سے بے خبری، جہاں راوی کی دیانت اور اصل بات کی یاد (حفظ وثبت) قائم ہو وہاں خبر جرح سے محفوظ اور قابلِ قبول سمجھی جائے گی، محدثین کرام کے نزدیک روایت کی تحقیق اور پڑتال کے انداز بہت ہیں؛ لیکن ان سب کا اجمال یہ ہے کہ حدیث روایت کرنے والا راوی مخلصانہ دیانت اور اچھی یادداشت رکھتا ہو، جہاں حافظہ کمزور ہوگا یا یادداشت مشتبہ ہوگی، روایت کمزور پڑتی جائے گی۔

آیتِ مذکورہ بالا اگرچہ ایک خاص واقعہ سے متعلق ہے؛ لیکن اس کا حکم عام ہے اور حدیث قبول کرنے کے بارے میں محدثین نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ فاسق کی روایت قابلِ قبول نہیں؛ مزید تحقیق سے اسے قبول کرلیا جائے تو یہ امر دیگر ہے، حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہا پنے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

"أَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ عَرَفَ التَّمْيِيزَ بَيْنَ صَحِيحِ الرِّوَايَاتِ وَسَقِيمِهَا، أَنْ يَتَّقِيَ مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ أَهْلِ التُّهَمِ وَالْمُعَانِدِينَ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الَّذِي قُلْنَا مِنْ هَذَا هُوَ اللَّازِمُ دُونَ مَا خَالَفَهُ قَوْلُ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ (يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا) أَنَّ خَبَرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَيْرُ مَقْبُولٍ"۔ (مقدمہ صحیح مسلم)

ہر ایک کے ذمہ واجب ہے جو صحیح اور کمزور روایات میں فرق جان سکے کہ اور جو بات اہلِ تہمت اور معاند اہلِ بدعت سے مروی ہو اس سے بچے اور جس چیز کو ہم نے اوروں کے موقف کے خلاف لازم ٹھہرایا ہے اس پر دلیل اللہ تبارک وتعالی کا یہ ارشاد ہے: اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق ایک روایت لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو بے شک فاسق کی خبر از خود ساقط اور غیر مقبول ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "باب ماجاء فی اجازۃ الخبر الواحد الصدوق" میں لکھتے ہیں: "وقولہ تعالیٰ ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا وکیف بعث النبی امراہ واحدًا بعد واحد"۔ (صحیح بخاری)

اور قول خداوندی ہے؛ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق ایک خبر لے کر آئے تو اسے تحقیق کرلیا کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امیر کس طرح ایک کے بعد ایک بھیجے۔

نوٹ: ایک شخص کی روایت اگر لائقِ قبول نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک ایک شخص کو اپنے احکام دے کر کہیں نہ بھیجتے اور نہ ایک فاسق کی خبر پر مزید تحقیق کی ضرورت سمجھی جاتی، شیعہ محدثین نے بھی حدیث کے بارے میں اس آیت سے استدلال کیا

ہے، ملاتقی مجلسی "من لایحضرہ الفقیہ" کی شرح "لوامع صاحبقرانی المسمّٰی بہ شرح الفقیہ" میں لکھتے ہیں۔

اس سے واضح ہے کہ شخص واحد کی خبر اس کے فاسق ہونے کے باوجود بھی معتبر اور حجت ہونے کی شان رکھتی ہے؛ بشرطیکہ تحقیق میں آ جائے اور حجت بھی ایسے اہم معاملات میں جن کے بگڑ جانے کی صورت میں ندامت اُٹھانی پڑے جو کسی اہم اور بڑے ہی معاملہ کی شان ہوتی ہے، حاصل یہ نکلا کہ شخص واحد کی خبر بھی قرآنی اُصول پر قابلِ رد یا غیر معتبر نہیں؛ بلکہ تبیین و تحقیق کے بعد معتبر اور بڑے بڑے معاملات میں حجت ہوتی ہے، جس پر دیانتًا معاملہ کا فیصلہ ہو جاتا ہے، روکا اگر گیا ہے تو قبل از تحقیق اس پر عمل کرنے سے نہ کہ مطلقًا؛ ورنہ یوں کہا جاتا کہ فاسق اگر کوئی خبر لائے تو ہرگز اس کی بات کا اعتبار مت کرو؛ ورنہ یہ کہ تحقیق کے بعد اسے مان لو اور معتبر سمجھو؛ پس تحقیق کی شرط اس لیے لگائی کہ خبر دہندہ اور روایت کنندہ کے فسق و فجور سے اس کی خبر میں جو بے اعتباری کی گنجائش پیدا ہو گئی تھی وہ ختم ہو جائے اور خبر قابلِ اعتبار ہو جائے؛ مگر خبر بہر حال وہ ایک ہی کی رہے گی، اس لیے صاف ثابت ہوا کہ ایک کی روایت معتبر اور معاملات میں حجت ہے، اب اگر خبر دینے والا فرد فاسق بھی نہ ہو؛ بلکہ غیر مجروح ہو جیسے رَجُل یَسْعٰی کی خبر تو وہ بلا تبیین بھی اس اُصول سے قابلِ قبول بن سکتی ہے اور اگر راوی غیر مجروح ہونے کے ساتھ عادل و متقی متدین اور امین ہو، جیسے ملائکہ و انبیاء اور صلحاء تو اس اُصول پر اس کی بلا واسطہ خبر کو معتبر ماننے کے لیے قطعًا تبیین و تحقیق کی ضرورت نہیں رہنی چاہیے؛ لیکن اگر وسائط کی وجہ سے اس پر بھی تحقیق و تبیین کر لی جائے تو پھر تو یہ خبر بطریق اولیٰ واجب الاعتبار بن جائے گی؛ مگر بہر صورت رہے گی خبر فرد ہی؛ اس لیے خبر فرد جسے خبر غریب بھی کہتے ہیں قرآن کی رو سے معتبر اور حجت ثابت ہوگئی؛ گو اس کی حجیت درجۂ ظن ہی کی حد تک ہو کر ظنیات بھی شرعًا حجت اور معاملات میں قانونًا مؤثر ہوتے ہیں؛ کیونکہ ظنیات کے معنی وہمیات کے نہیں؛ بلکہ صرف اس کے ہیں کہ خبر پر وثوق و اعتماد کے ساتھ جانب مخالف کا احتمال بھی باقی رہے نہ یہ کہ اصل خبر بے اعتبار اور قابلِ رد ہو جائے؛ البتہ اس کے ساتھ اس راوی واحد کی جو ثقہ اور عادل ہے تحقیق بھی کر لی جائے، یعنی اس خبر کے متابعات، مؤیدات اور شواہد و قرائن بھی فراہم ہو جائیں تو پھر اس خبر فرد سے ظن اس حد تک بھی ہو سکتا ہے کہ وہ یقین کی سرحد سے جا ملے اور ایسی خبر اگر قطعیت کے ساتھ درجۂ یقین تک نہ پہنچے گی تو شبہ یقین تک ضرور پہنچ جائے گی، جس کا نام اصطلاح میں غلبۂ ظن ہے؛ سو ایسی خبر اصول و آئین کی رو سے نہ رد کی جا سکتی ہے نہ غیر معتبر ٹھہرائی جا سکتی؛ بلکہ بعد تبیین اُسے معتبر قرار دیتا ہے تو ایک ثقہ اور عال کی خبر کو اس قرآنی اصول کی روشنی میں کیسے رد کیا جا سکتا ہے؟ اس لیے خبر فرد اور اس کی حجیت کا ثبوت آیاتِ بالا سے بہت کافی وضاحت کے ساتھ ہو جاتا ہے"۔ (مقدمہ فضل الباری)

خبر واحد کے لائق قبول ہونے میں قرآنی موقف

قرآن کریم کی یہ آیت کہ فاسق کی روایت بغیر مزید تحقیق کے قابلِ قبول نہیں، بتلاتی ہے کہ اگر وہ راوی فاسق نہ ہوتا تو اس کی روایت لائق قبول تھی، اسلام میں اگر خبر واحد کا اعتبار نہ ہوتا تو قرآن کریم فاسق کی روایت کو صرف فسق کی بناء پر رد نہ کرتا، خبر واحد کی بناء پر بھی رد کرتا، خبر واحد کے لائق قبول ہونے پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے اس آیت کو بھی پیش کیا ہے، آپ لکھتے ہیں۔

"بَاب مَاجَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ) وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ تَعَالَى (وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا) فَلَوْ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِي مَعْنَى الْآيَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى (إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا) وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أُمَرَاءَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِنْهُمْ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ" .

(صحیح بخاری، کتاب أخبار الآحاد، باب ما جاء فی إجازۃ خبر الواحد)

ایک سچے راوی کی خبر اذان، نماز، روزہ اور فرائض واحکام کے بارے میں جائز ہونے کے باب میں جو کچھ آیا ہے اللہ تعالی کا فرمان کہ ہر فرقہ سے کیوں نہ ایک طائفہ نکلا کہ وہ دین میں تفقہ حاصل کرتے اور واپس لوٹ کر اپنی قوم کو ڈراتے؛ تاکہ وہ بچ جاتے، ایک آدمی کو بھی طائفہ کہہ دیتے ہیں خدا تعالی کا فرمانا ہے اگر مومنوں کے دو طائفے آپس میں لڑیں تو اگر دو شخص بھی آپس میں لڑیں گے تو وہ اس آیت کے تحت آئیں گے اور اللہ تعالی کا فرمان ہے؛ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے اپنے امراء ایک ایک کر کے بھیجے، ان میں سے اگر کوئی بھول جائے تو بات سنت کی طرف لوٹائی جائے گی۔

خبرِ واحد کے لائق قبول ہونے پر نبوی موقف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسلامی معاشرہ ترتیب دیا اس میں خبر واحد کی بناء پر بہت احکام چلتے تھے، دینی اطلاعات میں فرائض تک کا اعلان خبرِ واحد سے کافی سمجھا جاتا اور اس پر اس پہلو سے کہیں نکیر نہ سنی گئی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ" .(بخاری، كِتَاب أَخْبَارِ الْآحَادِ، بَاب مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ)

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ لوگ صبح کی نماز کے لیے مسجد قباء میں تھے کہ اُن کیپاس ایک آنے والا آیا اس نے کہا کہ آج رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم قرآنی اُترا ہے کہ آپ نماز میں کعبہ کی طرف رُخ کیا کریں؛ سوتم کعبہ کو ہی قبلہ بناؤ ان لوگوں کے رُخ شام کی طرف تھے؛ سو سب کعبہ کی طرف گھوم گئے۔

نماز دین کا ستون ہے، صحابہ کرام اگر اس میں ایک خبر لانے والے پر اعتماد کر کے اپنا قبلہ بدل سکتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس معاشرہ میں خبرِ واحد بشرطیکہ خبر لانے والا ثقہ عادل اور قابلِ اعتماد ہو تو کتنا قانونی اور اخلاقی وزن ہوگا، اس پر آپ خود ہی غور فرمالیں۔

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَهْلِ نَجْرَانَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ" .

(بخاری، كِتَاب أَخْبَارِ الْآحَادِ، بَاب مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجران کو فرمایا میں تمہاری طرف ایک

پورے امین شخص کو بھیجوں گا، سب صحابہ سر اُٹھا کر دیکھنے لگے (کہ آپ کس کو بھیجتے ہیں اور کون ایسا امین ہے جو حق امانت کا پورا حامل ہو) سو آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

اہلِ نجران کے سامنے اگر ایک شخص اسلام کی آواز لگا سکتا تھا اور وہ ساری قوم اس کی مکلف ہوسکتی ہے کہ اس ایک کی بتائی ہوئی دینی رہنمائی کو اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سمجھے تو خبر واحد کے لائق قبول ہونے میں کسی کو کیا شک ہوسکتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجران کو اس راوی کی صفات بیان کرتے ہوئے جوان کے ہاں دین کو روایت کرے گا، خبر دی کہ وہ راوی امین ہوگا، اس سے پتہ چلتا ہیکہ امین راوی کی بنیادی صفت ہے، حافظے کے پہلو سے بھی وہ امین ہو، اس سے کوئی بات رہ نہ جائے اور دیانت کے پہلو سے بھی وہ امین ہو کوئی غلط بات نہ کہہ سکے۔

"عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَاغَابَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَاغِبْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَهُ أَتَانِي بِمَايَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ۔

(بخاری، كِتَابُ أَخْبَارِ الْآحَادِ، بَاب مَاجَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکتے تو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں میں بتادیا کرتا تھا اور جب کبھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب ہوتا اور وہ انصاری حاضر ہوتے تو وہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں بتادیا کرتے تھے۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی جب ایک دوسرے کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تعلیمات نقل کرتے جو اُس ایک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوتیں تو اسے سن کر اسے پوری طرح قبول کر لیتے، کیا یہ اس اَمر کی کھلی شہادت نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسلامی معاشرہ قائم کیا تھا اس میں خبرِ واحد بلاتر دد لائقِ قبول سمجھی جاتی تھی، صرف یہی دیکھا جاتا تھا کہ خبرِ واحد لانے والا وہ شخص کس درجہ کا ثقہ اور امین ہے۔

قواعدِ حدیث کے اصولِ اعتماد جس طرح قرآنی آیات میں دلالت اور اشارت سے لپٹے ہوئے ملے تھے، انہیں ہم نے نبوی موقف میں بھی نہایت واضح طور پر موجود پایا، خبر دینے والا ثقہ اور امین ہو تو خبر واحد بلاتر دد قبول کی جائے گی، اب صرف ایک بات لائقِ غور رہ جاتی ہے کہ نقل روایت میں الفاظ کی پابندی ضروری ہے یا روایت بالمعنی بھی کفایت کرسکتی ہے۔

روایت بالمعنی کے لائق قبول ہونے میں قرآنی موقف

تاریخ مذاہب کا مشہور واقعہ ہے کہ جب حضرت آدم وحوا علیہما السلام نے شجرِ ممنوعہ کا پھل چکھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا کہ دونوں نیچے اُتر جاؤ، یہ واقعہ قرآن کریم میں کئی طرح سے منقول ہے:

"قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَايَضِلُّ وَلَايَشْقَى" ۔(طٰہٰ)

خدانے کہاتم دونوں اکٹھے اس سے نیچے اترو کہ ایک کا دشمن ایک ہوگا؛ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو اس کا اتباع کرے گا تو وہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں شقی ہوگا۔

"قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ" ۔(الاعراف)

خدانے کہاتم سب نیچے اُترو ایک دوسرے کے تم دشمن ہوگئے اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانہ اور رہنا ہے ایک وقت تک۔

"قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ" ۔ (البقرة)

ہم نے کہا اُتر جاؤ جنت سے سب کے سب سو پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے پیغام ہدایت تو جس نے میری پیروی کی اُن پر کوئی خوف نہ ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

یہ ایک ہی واقعہ کی تین مختلف تعبیریں ہیں، رب العزت نے جب یہ بات کہی ہوگی تو ظاہر ہے کہ ایک بات کہی ہوگی اور باقی تعبیرات اس بات کی روایت بالمعنی ہوں گی، روایت بالمعنی اگر جائز نہ ہوتی تو قرآن کریم ایک بات کو مختلف تعبیرات میں پیش نہ کرتا، رب العزت نے جب فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو تو یا تو کہا ہوگا "اسْجُدُوا لِآدَمَ" (البقرة) یا کہا ہوگا "فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ" (الحجر) ظاہر ہے کہ ان دو میں ایک تعبیر ضرور روایت بالمعنی بنے گی، علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان آیات سے روایت بالمعنی کا اشارہ کیا ہے۔ (روح المعانی)

قبولیتِ روایت میں اصل الاصول اعتماد ہے

قرآن کریم کی رُو سے فاسق کی خبر بھی مطلقاً رد نہیں؛ بلکہ اس کی مزید تحقیق کی جائے گی، دوسرے ذرائع اور قرائن سے اس کی تحقیق ہوجائے تو اسے بھی قبول کیا جائے گا، بات کے لائقِ اعتماد ہونے میں نبوی موقف بھی آپ کے سامنے آچکا؛ اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ قبولیتِ روایت میں اصل الاصول اعتماد اور وثوق ہے، جب یہ حاصل ہوجائے تو یہی مدارِ عمل ہے، نہ خبر کا ایک راوی سے ہونا اس میں رُکاوٹ بن سکتا ہے نہ روایت کا بالمعنی مروی ہونا اس میں سبب قدح ہوسکتا ہے؛ یہاں تک کہ بعض صورتوں میں سند کا متصل ہونا بھی ضروری نہیں، نچلا راوی اگر کوئی مسلّم علمی شخصیت ہو اور روایت استدلال میں پیش کی جارہی ہو تو یہ مرسل روایت بھی اعتماد و وثوق پر قبول کی جاسکتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات پہنچتی تو گو اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست نقل کرنے والا نہ بھی ملتا وہ اُس کی تحقیق میں برابر لگ جاتے اگر اتصالِ روایت نہ ملتا اور ایسے قرائن میسر آجاتے (مثلاً مختلف تابعین کرام جو مختلف شہروں میں رہتے ہوں اور آپس میں ملاقات نہ ہوئی ہو دین کے کسی موضوع میں ایک ہی بات کہیں تو ظاہر ہے کہ وہ بات انہوں نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی ہوگی اور اگر اس میں اجتہاد کا پہلو نہ ہو تو اسے بحالات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہی سمجھا جائے گا) جن سے پتہ چل جاتا کہ یہ روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے تو وہ اس کو قابلِ قبول سمجھتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے اور روایت کا متصل نہ ہونا اس کی راہ میں رکاوٹ نہ بنتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد ہے کہ حجاز میں دودین جمع نہیں ہوسکتے، بیان کرنے والا صحابی تھا یا تابعی، بصورتِ اولیٰ صحابی نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی تھی یا کسی اور نے اس کے سامنے یہ روایت نقل کی تھی، ان تمام امور میں یہ خبر مجہول تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر مزید تحقیق اور تفحص فرمایا؛ یہاں تک کہ آپ کو اس پر وثوق واعتماد حاصل ہوگیا اور آپ نے اس پر عمل فرمایا، محدث شہیر عبدالرزاق الصنعانی کہتے ہیں:

"اخبران النبی صلی اللہ علیه وسلم قال فی وجعه الذی مات فیه لایجتمع بارض الحجاز دینان ففحص عن ذلك حتی وجد علیه التثبت ۔(المصنف لعبدالرزاق)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس میں وفات پائی تھی کہا تھا کہ اس زمین حجاز میں دودین جمع نہ ہونے پائیں (یہ مرکزِ اسلام ہے جہاں صرف اسلام ہی رہے گا) آپ نے اس کی تحقیق فرمائی اور اس پر تثبت پالیا (کہ یہ واقعی صحیح خبر تھی)۔

وہ صحابی کون تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی تھی ان کا نام نہیں ملا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں اسے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا، صحابی کا نام درمیان میں نہیں ملتا؛ مگر چونکہ اور ذرائع سے اس کی تحقیق ہوگئی اور وہ تحقیق بھی خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی فرمائی تھی، اس لیے اس روایت کو محض اس لیے قبول کرلیا گیا کہ اس پر دوسرے ذرائع سے تثبت ووثوق حاصل ہوچکا ہے، معلوم ہوا کہ ان دنوں اصل "سند کا اتصال" نہیں تھا، قبولیت روایت میں اصل الاصول اعتماد تھا، جب یہ حاصل ہوجائے تو روایت قابلِ عمل ہوجاتی تھی اور اسی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کا خیبر سے اخراج کیا تھا (مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس طرح نقل کرتے ہیں:

"بلغنا عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه لایبقیٰ دینان فی جزیرة العرب فاخرج عمر من لم یکن مسلماً من جزیرة العرب لهٰذا الحدیث ۔(موطا امام محمد)

ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پہنچی ہے آپ نے فرمایا کہ جزیرۃ العرب میں دودین باقی نہ رہ سکیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی وجہ سے ہر اس شخص کو جو مسلمان نہ تھا جزیرۂ عرب میں نہ رہنے دیا۔

یہاں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سند کا اتصال نہیں دیکھا؛ بلکہ قرائن وذرائع سے اس کی تحقیق فرمائی جب ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے تو آپ نے اس پر عملی قدم اُٹھایا اور یہودیوں کا اخراج فرمایا، پتہ چلا کہ کبھی قرائن بھی ایسے باوثوق ہوتے تھے کہ انکار کی گنجائش نہیں ہوتی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس طریق کار پر کسی صحابی نے جرح نہیں کی، نہ آپ پر کسی نے کوئی اُنگلی اُٹھائی؛ بلکہ آپ کی اس تحقیق کے بعد سارے صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر متفق ہوگئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہی ہے۔

کل صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین عادل اور لائقِ اعتماد

قبولیتِ روایت میں اعتماد یہاں تک دخیل رہا کہ نقل وروایت میں " کل صحابہ عادل اور لائق اعتماد" مانے گئے "الصحابة کلهم

عدول" آپ نے سنا ہوگا، سب صحابہ ایک دوسرے کے نزدیک ثقہ اور دیانت دار تھے، کوئی کسی کے ہاں جھوٹا نہ تھا، صحابہ کرام سب کے سب عادل تھے؛ آپس میں ان کے کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں، مسائل میں بھی کتنے ہی اختلاف واقع ہو چکے ہوں، فقہی موقف بھی جدا جدا ہو چکے ہوں؛ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نقل کرنے میں سب کے سب ثقہ اور قابلِ اعتماد سمجھے جاتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی صحابی جھوٹ کہے اس کا اُن کے ہاں تصور بھی نہ ہو سکتا تھا، حافظ ابن عبدالبر مالکی حضرت امام مزنی سے حدیث اصحابی کالنجوم نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وھذا یبین لك ان قول النبی صلی اللہ علیه وسلم اصحابی کالنجوم ھو علی مافسرہ المزنی وغیرہ من اھل النظران ذلك فی النقل لان جمیعھم ثقات مامونون عدل رضی فواجب قبول مانقل کل واحد منھم وشھدبه علی نبیه صلی اللہ علیه وسلم" ۔ (التمھید)

یہ بات تمہیں بتلاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جیسا کہ اہلِ نظر میں سے امام مزنی نے اس کی تشریح کی ہے یہ ہے کہ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرنے میں ہے کیونکہ سب کے سب صحابہ رضی اللہ عنہم ثقہ امین اور عادل ہیں، سو ہر ایک سے جو نقل پہنچی اور جس نے جو شہادت بھی اپنے نبی کے بارے میں دی اس کا قبول کرنا واجب ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایک دوسرے پر جھوٹ کی چوٹ کر جاتے تھے، یہ صحیح نہیں، عربی میں لفظ کذب صرف جھوٹ کے معنی میں نہیں، بعض دفعہ خلافِ واقع بات کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے؛ مگر اُردو میں یہ لفظ صرف جھوٹ کے معنوں میں آتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کی بات کو اگر کبھی خلافِ واقع کہتے تھے بھی تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ فلاں صحابی کی بات صحیح نہیں (انہیں غلطی واقع ہو رہی ہے) یہ نہیں کہ وہ صحابی (معاذ اللہ) جھوٹ بول رہے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس قسم کی بات عادۃ ہرگز ممکن نہ تھی۔

مشہور محدث علامہ خطابی ایک جگہ لکھتے ہیں: "قوله کذب ابو محمد یرید اخطأ ولم یرد به تعمد الکذب الذی ھو عند الصدق"۔ (معالم السنن للخطابی)

اسکا کہنا کہ ابو محمد نے کذب (غلط) کہا، اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے غلطی کی کہنے والے کی مراد یہ نہیں کہ اس نے جھوٹ بولا جو سچ کی ضد ہوتی ہے۔

پھر ایک صحابی کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ھو رجل من الانصار له صحبة والکذب علیه فی الاخبار غیر جائز والعرب تضع الکذب موضع الخطأ فی کلامھا فنقول کذب سمعی و کذب بصری ای زل ولم یدرك مارأی وماسمع"۔ (معالم السنن للخطابی)

وہ انصاری صحابی ہیں ان پر خبر میں جھوٹ بولنے کا الزام جائز نہیں، عرب بات میں غلطی کرنے پر بھی کذب کا لفظ بولتے ہیں،

مثلاً کہتے ہیں میرے کان نے (کذب) غلطی کی، میری آنکھ نے (کذب) غلطی کی یعنی وہ پھسل گئی اور جو دیکھا اور سنا اسے نہ سمجھ سکا۔

اس محاورے کی تائید ایک واقعہ سے بھی ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف ہوا کہ وہ گھڑی جس میں دُعا لازماً قبول ہوتی ہے سال میں ایک دفعہ آتی ہے یا ہفتہ وار؟ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کررہے تھے کہ وہ گھڑی ہر جمعہ آتی ہے، حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ نہیں سال میں ایک دفعہ آتی ہے، امام نسائی روایت کرتے ہیں کہ:

"قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ يَوْمٌ فِي كُلِّ سَنَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ قُلْتُ ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ فَقَالَ صَدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" .

(سنن النسائي، كِتَاب الْجُمُعَةِ، بَابُ ذِكْرُ السَّاعَةِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ)

کعب نے کہا وہ گھڑی سال میں ایک دفعہ آتی ہے، عبداللہ بن سلام کہنے لگے کعب کی زبان سے جھوٹ نکل گیا؛ پھر کعب نے تورات پڑھی اور کہا کہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام کا کذب کعب رضی اللہ عنہ کہنا ان پر جھوٹ کی چوٹ کرنا نہیں تھا؛ نہ یہ مطلب تھا کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں، ان کی مراد صرف یہ تھی کہ کعب رضی اللہ عنہ غلط کہہ رہے ہیں؛ چنانچہ کعب رضی اللہ عنہ نے جب تورات مطالعہ کی تو اپنی غلطی تسلیم کرلی اور کہا "صَدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔

عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی نرالی شان

صحابہ عام ثقہ رواۃ کی طرح نہیں؛ دیگر راوی گو کتنے ہی ثقہ ہوں کثرتِ رواۃ سے اُن کی روایت میں قوت ضرور آتی ہے؛ لیکن صحابی ایک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردے تو اب مناسب نہیں کہ اس کی تائید میں اور صحابہ سے بھی مزید تحقیق کی جائے اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ اس تحقیق کرنے والے نے صحابی کو ناقل ہی سمجھا خود سند نہ سمجھا؛ ورنہ اس کے بعد وہ ایک صحابی سے سن کر دوسرے کسی اور راوی کی تلاش نہ کرتا، صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کی تائید لینا اگر روایت میں قوت پیدا کرتا تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے بعد اس کی مزید تحقیق سے نہ روکتے، علم جس قدر پختہ ہو اس میں کیا حرج تھا، معلوم ہوا صحابی رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات کو نقل کردینا علم کا وہ نقطۂ عروج ہے کہ اب اس کے بعد کوئی خلجان باقی نہ رہنا چاہئے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "إِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ"۔ (بخاری، کتاب الوُضوء، باب الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ) جب سعد تمہارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات نقل کریں تو اس کے بارے میں کسی اور سے نہ پوچھنا۔

مرسلاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر اعتماد

ائمہ اربعہ میں گو اختلاف ہے کہ روایتِ مرسل جس میں تابعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست روایت کرے قبول کی

جائے یا نہ؟ امام اعظم ابوحنیفہ النعمان رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تابعی کی مرسل کو قبول کرتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما سے قبول نہیں کرتے؛ لیکن اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ صحابہ کی مرسل سب کی سب قبول ہیں۔

صحابہ کی مرسلات سے وہ روایات مراد ہیں جن میں صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دور کی روایت نقل کرے جب وہ اس دور میں مسلمان نہ ہوا تھا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں موجود نہ تھا، ظاہر ہے کہ اس نے وہ بات کسی اور صحابی سے جو وہاں موقع پر موجود ہوگا سنی ہوگی اور اب وہ اس کا نام ذکر نہیں کررہا ہے یا اس نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا اور اب وہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے روایت نہیں کررہا اس دور کی بات کو اپنی طرف سے روایت کررہا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ مرسلات بالاتفاق مقبول ہیں، درمیانے راوی کی تلاش اس وقت ہوتی ہے جب اس کی ثقاہت معلوم کرنی ضروری ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ کلہم ثقہ اور عادل ہیں اس لیے ان میں سے کسی کا معلوم نہ ہونا قبولیتِ روایت میں قادح نہیں ہوسکتا، مثلاً صحیح بخاری کی دوسری روایت اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ اس میں یہ بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز کیسے ہوا؟ ظاہر ہے کہ اس وقت تک حضرت عائشہ کی پیدائش بھی نہ ہوئی تھی اور وہ دور آپ رضی اللہ عنہ کا دیکھا ہوا نہ تھا آپ رضی اللہ عنہا نے یہ حالات وواقعات کسی اور صحابی سے یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہوں گے؛ مگر آپ اس واسطۂ روایت کو ذکر نہیں کررہی ہیں، یہ مرسل روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ثقاہت اور جلالتِ شان کے پیشِ نظر کسی طرح بھی رد نہ کی جائے گی، صحابہ کی مرسلات تو ان ائمہ کے نزدیک بھی معتبر اور لائقِ اعتماد ہیں جو اوروں کی مرسل روایات کو قبول نہیں کرتے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں: واما مرسل الصحابی وهو رواية مالم يدركه اويحضره كقول عائشة رضی الله عنها اول مابدی به رسول الله صلی الله عليه وسلم من الوحی الرؤيا الصالحة فمذهب الشافعی والجماهير انه يحتج به وقال الاستاذ الامام ابواسحاق الاسفراينیُ الشافعی انه لايحتج به الاان يقول انه لايروی الاعن صحابی والصواب الاول۔

(مقدمہ صحیح مسلم للنووی، طبع ہند)

اور رہا معاملہ مرسلاتِ صحابہ کا اور وہ ایسی روایات ہیں جن کا زمانہ اس راوی نے نہ پایا ہو یا زمانہ پایا ہو مگر اس مجلس میں اس نے حاضری نہ پائی ہو تو امام شافعی اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ صحابہ کی مرسل روایات سے حجت پکڑی جاسکتی ہے؛ البتہ امام ابواسحاق اسفرائنی کہتے ہیں اس قسم کی روایات سے استناد صحیح نہیں، ہاں اگر وہ کہے کہ وہ صحابی، صحابی کے علاوہ کسی اور سے روایت نہیں لیتا تو پھر اسے اُن کے ہاں بھی قبول کیا جاسکے گا اور صحیح بات پہلی ہے (کہ مرسلاتِ صحابہ مطلقاً لائقِ قبول ہیں)۔

آپ ایک دوسرے مقام پر ایک حدیث کی بحث میں لکھتے ہیں: "هذا الحديث من مراسيل الصحابة وهو حجة عندالجماهير"۔ (شرح مسلم للنووی)

یہ حدیث صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرسل روایات میں سے ہے اور وہ جمہور علماءِ اسلام کے نزدیک حجت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ایک بحث میں لکھتے ہیں: "ويستفاد من الحكم بصحة ما كان ذلك سبيله صحة

الاحتجاج بمراسيل الصحابة"۔(فتح الباری، باب قول المحدث حدثنا وأخبرنا وأنبأنا شاملہ، الناشر دار المعرفۃ، بیروت،)

اس طرح کی باتوں پر صحیح کا حکم لگانے سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ صحابہ کی مرسل روایات سے حجت پکڑنا قانونی طور پر صحیح ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات اور واضح ہو جاتی ہے کہ پہلے دور میں قبولیت روایت کا مدار اعتماد اور وثوق پر ہی رہا ہے، روایت کا متصل ہونا ضروری نہ تھا، صحابہ کرام کا عادل اور ثقہ ہونا یقینی اور قطعی دلائل سے معلوم تھا تو اب ان کی مرسلات بھی حجت سمجھی گئیں، اللہ تعالیٰ نے جب اُن کی عدالت پر مہر کردی تو اب اس کی کیا ضرورت ہے کہ ائمہ حدیث میں سے کوئی ان کی تعدیل کرے، خطیب بغدادی ایک جگہ لکھتے ہیں:

"ان عدالة الصحابة ثابتة معلومة بتعديل الله لهم .... فلايحتاج احدمنهم مع تعديل الله لهم المطلع على بواطنهم الى تعديل احد من الخلق له" ۔(الکفایہ فی علوم الروایہ)

صحابہ کی عدالت اللہ کی تعدیل سے معلوم اور ثابت ہے؛ سو صحابہ میں سے کوئی بھی کیوں نہ ہو وہ کسی کی تعدیل کا محتاج نہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی تعدیل حاصل ہے جو ان کے بواطن امور پر پوری طرح مطلع ہے اور انہیں عادل قرار دے رہا ہے۔

صحابہ کے اسی عمومی اعتماد کا اثر دوسرے صحابہ میں بھی تھا، علمی حلقوں میں اعتماد عام تھا، علمی حلقے سب اعتماد پر چلتے تھے، اس دور میں اسناد پر زیادہ زور نہ تھا، خیر اور صدق عام تھی، اسنادی مباحث، ہر دو راویوں کے مابین فاصلے اور رابطے اور روایت میں اتصال وارسال کی بحثیں اس وقت چلیں جب امت میں فتنے پیدا ہوئے، جھوٹ عام ہونے لگا؛ سو ضروری ہوا کہ اس وقت کے ائمہ حدیث اس سلسلہ میں کوئی قدم اُٹھائیں اور حق یہ ہے کہ اس وقت دینی سرمائے کے تحفظ کے لیے ایسے اقدامات ضروری تھے،

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ" ۔(مسلم، مُقَدِّمَة)

امام سیرین سے روایت ہے کہ پہلے دور میں لوگ سند کے بارے میں اتنے فکرمند نہ ہوتے تھے؛ لیکن جب فتنے اُٹھے تو علماء کہنے لگے اپنی روایت کے راوی سامنے لاؤ تاکہ اہلِ سنت اور اہلِ بدعت کی پرکھ ہو، اہلِ سنت کی حدیثیں لے لی جائیں اور اہلِ بدعت کی روایات سے پرہیز کی جائے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس نئے دور کے مجدد سمجھے جاتے ہیں؛ جنھوں نے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھا اور آئندہ کے لیے تحقیق حدیث کی اساس صحت سند کو قرار دیا اور راویوں کی جرح وتعدیل اور اتصال رواۃ اس نئے دور کا بڑا موضوع قرار پایا۔ اس درجہ کی پڑتال کی ضرورت دورِ اوّل میں کبھی محسوس نہ ہوئی تھی۔

قبول مرسل میں ائمہ اربعہ کا اختلاف

اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ قبولِ مرسل میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف دراصل اصول کا اختلاف نہ تھا، حالات کا اختلاف تھا، قبولِ روایت میں اعتماد کو سب ائمہ کے ہاں اصولی درجہ حاصل رہا ہے، جب تک امت میں صداقت اور دیانت غالب تھے؛ گو فتنے پیدا ہو چکے تھے روایات اعتماد پر بھی قبول کی جاتی تھیں، جب وہ حالات نہ رہے، فتنوں کا تخم حنظل درخت بن گیا تو بعد کے ائمہ رحمۃ اللہ علیہ صحت اسناد اور اتصال رواۃ پر توجہ تیز کردی، اس حد فاصل پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مجددانہ کردار ادا کیا، **فجزاہ اللہ جزاءً حسناً**۔

اس سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ پہلے دور کی کتبِ حدیث جیسے مؤطا امام مالک، موطا امام محمد، مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں اسانید اس پیرایہ بیان اور اہمیتِ شان سے نہیں ملتیں جس انداز میں ہم انہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں پاتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے دور میں اعتماد غالب تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرسلات جس اصول پر قبول ہوتی تھیں وہ اصول اعتماد اگر کہیں بعد میں بھی کسی بزرگ پر راہ پا گیا تو اس کی مرسلات بھی قابلِ قبول سمجھی گئیں، مرسلات حسن، مرسلات ابراہیم، مرسلات زہری وغیرہ پر محدثین نے مستقل آراء قائم کی ہیں، تاہم یہ صحیح ہے کہ جونہی اعتماد میں کمی آنے لگی، محدثین کرام صحت سند اور اتصال رواۃ پر زیادہ زور دینے لگے، حضرت امام شافعی ان دونوں طریقوں کی حد فاصل سمجھے جاتے ہیں اور بعد کے دور کے محدثین پھر تقریباً سب اسی راہ پر چلے، **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**۔

آپ نے قبولیت روایت میں اس وقت کے حالات کے مناسب صحت اسناد اور اتصال رواۃ پر بہت زور دیا، اختلاف الحدیث کے نام سے آپ نے اس موضوع پر ایک کتاب قلمبند فرمائی اور حق یہ ہے کہ آپ نے فن حدیث کا رُخ اسناد کی طرف موڑ دیا، یہ اسلام کا اعجاز ہے کہ اس میں ہر وقت کی ضرورت کے مطابق اصحاب کردار پیدا ہوئے، جنہوں نے وقت کی ضرورتوں کے تحت تحقیقات کے دہانے کا رُخ صحیح سمت کی طرف کردیا۔

اس سے یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ پہلے دور میں اسانید قائم نہ تھیں اور حدیث پوری سند سے روایت نہ ہوتی تھی، احادیث کا سلسلہ پوری اسنادی شان سے قائم تھا اور محدثین صحیح وضعیف میں برابر فرق کرتے تھے، احادیث کو اسانید بعد میں فراہم نہیں کی گئیں، جب سے احادیث چلی آرہی ہیں؛ اسی وقت سے سلسلہ اسانید بھی چلا آرہا ہے، ہمارے کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ پہلے دور میں روایت کی قبولیت میں سند کا اتصال زیادہ ضروری نہیں سمجھا گیا عمومی اعتماد بہت حد تک کار فرما رہا ہے تاہم یہ صحیح ہے کہ سند کی ضرورت اور اہمیت اپنی جگہ موجود تھی۔

عمل راوی کے اختلاف سے اعتماد روایت میں کمی

قبولیت روایت میں اعتماد کو اتنی اُصولی حیثیت حاصل رہی ہے کہ اگر کوئی حدیث ثقہ راویوں سے بھی منقول ہو تمام راویوں میں اتصال بھی پایا جاتا ہو، صیغہ تحدیث بھی ہر جگہ موجود ہو عن کا مظنہ کہیں نہ ہو، روایت اصولی طور پر بالکل صحیح ہو مگر اس صحابی کا اپنا عمل اس روایت کے خلاف ہو تو فوراً شبہ اُٹھے گا کہ شاید یہ حدیث منسوخ العمل ہو یا اس زمانے سے تعلق رکھتی ہو، جب شریعت تکمیل کے تدریجی مراحل طے کر رہی تھی بعض احکام منسوخ ہو جاتے تھے اور اُن کی جگہ نئے آجاتے تھے۔

پہلے دور کی کوئی بات ثقہ راویوں سے منقول ہو وہ صحیح تو ہوگی؛ لیکن بعد کے احکام کی روشنی میں حجت اور لائقِ عمل نہ سمجھی جائے

گی؛اسی طرح اگر کسی صحابی کا اپنا عمل اس کی اپنی روایت کے خلاف ہو تو ظاہر ہے کہ صحت اسناد کے باوجود اعتماد روایت میں کچھ کمی ضرور آئے گی اس وقت اس اصول پر بحث کرنا مقصود نہیں، یہاں بتلانا صرف یہ ہے کہ قبولیت روایت میں اصل الاصول ہمیشہ اعتماد رہا ہے اور اسے کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ لکھتے ہیں:"راوی الحدیث اعرف بالمراد به من غيره ولاسيما الصحابي المجتهد .(فتح الباری)

حدیث کا راوی اس کی مراد کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے، خصوصاً جب کہ وہ صحابی مجتہد ہو۔

کوئی بات نقل میں رہ جائے تو موجبِ قدح نہیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی حدیث نقل کرتے تو بعض اوقات یوں بھی ہوتا کہ بعض مضامین حدیث روایت کر دیتے اور کچھ باتیں رہ بھی جاتیں جو دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں یا انہی صحابہ کی کے کسی دوسری روایت میں مل جاتیں، یہ بعض مضامین کا رہ جانا اس پہلو سے کبھی نہ ہوا تھا کہ وہ بعض اجزاء باقی حدیث کے معنی پر اثر انداز ہوں؛ بلکہ ہر حصہ مضمون اپنی جگہ مستقل حیثیت سے روایت ہوتا تھا؛ سوائمہ حدیث اس پر متفق رہے ہیں کہ روایت حدیث میں کسی بات کا نقل سے رہ جانا باقی روایت میں موجب قدح نہیں ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ حدیث افک کے واحد راوی ہیں، جو مختلف تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"كلهم حدثني طائفة من حديثها "۔(صحیح مسلم) کہ ان راویوں نے حدیث افک کے کسی حصہ کو میرے سامنے بیان کیا ہے۔

امام زہری تصریح نہیں کرتے کہ کون سا حصہ کن راویوں نے بیان کیا ہے لیکن یہ راوی چونکہ سب کے سب ثقہ ہیں، اس لیے یہ جانے بغیر کہ کس کس راوی نے کیا کیا کہا ہے، پوری حدیث بالاتفاق قبول کر لی گئی ہے اور ساری حدیث صحیح تسلیم کر لی گئی ہے۔

امام نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: یہ طریقہ جوزہری نے جمع حدیث میں اختیار کیا ہے جائز ہے ممنوع نہیں اور اس میں کوئی ناپسندیدگی نہیں یہ بیان ہو چکا ہے کہ حدیث کا کچھ حصہ ان میں سے کسی سے ہے اور کچھ حصہ دوسروں سے ہے اور یہ چاروں تابعین حفاظ حدیث اور اپنے فن کے امام ہیں؛ اگر اس میں کچھ تردد رہا ہے کہ یہ لفظ اس راوی کی روایت سے ہے یا اس راوی کی روایت سے، تو اس میں کوئی حرج نہیں اس سے احتجاج جائز ہے؛ کیونکہ وہ دونوں ثقہ ہیں اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر ایک شخص کہے مجھے یہ حدیث زید نے بتائی یا عمرو نے اور وہ دونوں ثقہ ہیں، مخاطب کے ہاں معروف ہیں تو اس سے حجت پکڑنا اور احتجاج کرنا جائز ہے۔(شرح مسلم للنووی)

افقہ راویوں کی روایت کو ترجیح

محدثین میں اس پر بھی کلام رہا ہے کہ روایت کی ترجیح راویوں کی قوتِ حفظ پر ہونی چاہئے یا اس میں ان کی فقاہت بھی ترجیح

ہوسکتی ہے، ایک شخص حفظ و یادداشت میں زیادہ معروف ہے اور دوسرا علم و دانش میں گہرائی رکھتا ہے تو کس کی روایت اُن میں سے زیادہ لائقِ ترجیح ہوگی؟ محدثین میں روایت بالمعنی کا رواج نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ ترجیح قوتِ حفظ کی بناء پر ہوتی؛ لیکن روایت بالمعنی کا شیوع اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ راوی جتنا گہرا عالم اور فقیہہ ہوگا اتنا ہی بات کے مغز کو زیادہ پائے گا اور یہ نہ ہوگا کہ وہ روایت بالمعنی کی صورت میں بات اور کچھ کہہ جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَاسَمِعَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ" ۔

(ترمذی، کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز کرے جس نے ہماری کوئی حدیث سنی اور اسے اسی طرح آگے پہنچادیا جیسا کہ اس نے سنا تھا؛ کیونکہ آگے سننے والے کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جو اسے اس سننے والے سے زیادہ محفوظ رکھ سکیں۔

اوعیٰ (زیادہ حفاظت کرنے والا) سے مراد اسے زیادہ سمجھنے والا ہے، جتنا راوی فقیہہ ہوگا اتنا ہی وہ اس مضمون کو زیادہ سنبھالنے والا ہوگا اور اس کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہی ایک دوسری روایت سے ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ" ۔

(ترمذی، کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع)

ایسے کئی حامل فقہ ہیں جو اس بات کو اس شخص تک لے جائیں جو ان سے زیادہ اس بات کو سمجھتے ہوں۔ معلوم ہوا کہ جتنا کوئی راوی زیادہ فقیہہ ہوگا اتنا ہی مقصدِ حدیث کو زیادہ پانے والا ہوگا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی فقہ کو اس کے حفظ سے زیادہ اہم سمجھتے تھے۔

امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ بھی فقہ حدیث کو ہی سب سے اشرف علم شمار کرتے تھے، قال احمد بن حنبل معرفۃ الحدیث والفقہ فیہ احب الی من حفظہ وقال علی بن المدینی اشرف العلم الفقہ فی متون الاحادیث ومعرفۃ احوال الرواۃ"۔ (منہاج السنۃ)

ترجمہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حدیث اور فقہ کی معرفت مجھے اس کے حفظ سے بھی زیادہ عزیز ہے، امام علی بن المدینی کہتے ہیں سب سے اشرف علم متون حدیث اور احوال رواۃ کی معرفت میں فقہ کو کارفرما کرنا ہے۔

غور کیجئے ان ائمہ فن نے فقہ اور حدیث کے معنی و مضمون کو کس قدر اہمیت دی ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے پر جوش حامی تھے کہ مدارِ ترجیح راویوں کی فقاہت ہونی چاہئے، جتنا کوئی راوی زیادہ افقہ ہوگا اتنی ہی اس کی روایت کو ترجیح ہوگی، امام اہل شام امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رفع الیدین عند الرکوع کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی، تو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پڑھی: "حدثنی الزہری عن سالم عن ابیہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَمَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وعند الرکوع وعند الرفع منہ"۔

زہری نے مجھے سالم سے انہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نماز شروع کرتے وقت اپنے کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور رکوع کے وقت بھی اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی۔

اس پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پڑھ دی:

"حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَعُودُ لِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ ". (فتح القدير لكمال بن الهمام، كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الْمَوَاقِيتِ، بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ)

حماد نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے حضرت علقمہ اور اسود سے اور ان دونوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے کسی دوسرے مقام پر رفع یدین نہ کرتے تھے۔

اس پر امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "أُحَدِّثُكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَتَقُولُ حَدَّثَنِي حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ؟"۔

ترجمہ: میں تمہیں زہری سے وہ سالم سے وہ عبداللہ بن عمر سے حدیث سنا رہا ہوں اور تم مجھے حماد سے اور وہ ابراہیم سے حدیث سنا رہے ہو؟

اس کے جواب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: "كَانَ حَمَّادٌ أَفْقَهَ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ أَفْقَهَ مِنْ سَالِمٍ، وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُونٍ مِنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ، وَإِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ صُحْبَةٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ"۔

(فتح القدير لكمال بن الهمام، كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الْمَوَاقِيتِ، بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ، مطبع مجیدی لاہور)

حضرت حماد امام زہری سے زیادہ فقیہ تھے، حضرت ابراہیم نخعی حضرت سالم سے زیادہ فقیہ تھے اور علقمہ فقہ میں حضرت ابن عمر سے کم نہیں؛ اگرچہ حضرت ابن عمر کو صحابیت کا جو شرف حاصل ہے وہ علقمہ کو نہیں، باقی رہے حضرت عبداللہ بن مسعود تو وہ عبداللہ بن مسعود ہیں۔

ثقہ راوی ضعف عمر کے باعث اگر یاد نہ رکھ سکے

قبول روایت میں جب اصل الاصول اعتماد ہے تو پیرانہ سالی میں جب حافظہ قوی نہ رہے تو ثقہ راویوں کی اس دور کی روایت پھر سے زیر بحث آ جائے گی، محدثین فن حدیث میں اس درجہ محتاط رہے ہیں کہ انہوں نے ثقہ راویوں کی روایات میں بھی اوّل دور اور آخری دور کو ملحوظ رکھا ہے اور تو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس عمر میں روایت نقل کرنے سے جہاں تک ہو سکے احترام کرتے تھے۔

حضرت زید بن ارقم اپنے اس دور کا یوں ذکر کرتے ہیں۔

"وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَقَدُمَ عَهْدِي وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ"۔

(مسلم، كِتَاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ، بَاب مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)

اے بھتیجے میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں اور میرا وقت آ پہنچا ہے اور بعض باتیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے یاد تھیں بھول چکا ہوں؛ سو میں جو خود بیان کروں وہ تو لے لیا کرو اور از خود مجھ سے نہ پوچھا کرو، مجھے روایت کرنے کی تکلیف نہ دو۔

تصحیح روایت میں محدثین پر اعتماد

محدثین میں حدیث کی تصحیح کے دونوں طریقے رائج رہے ہیں۔

(۱) راویوں کی ثقاہت ان کے باہمی اتصال اور شذوذ و نکارت سے سلامتی معلوم کر کے بھی کسی حدیث کو صحیح کہہ سکتے ہیں۔

(۲) کبھی ان تفصیلات میں جائے بغیر اکابر علمائے فن کی تصحیح پر اعتماد کر کے بھی کسی حدیث کو صحیح کہا جا سکتا ہے۔

قبولیت روایت میں اصل الاصول اعتماد ٹھہرا تو جس طرح سے بھی یہ اعتماد حاصل ہو سکے روایت قابلِ قبول ہو جاتی ہے۔

ہر فن میں اکابرِ فن کی تقلید کی جاتی ہے، اس سے انسان اسی وقت نکلتا ہے جب خود براہِ راست راویوں کی جانچ پڑتال کر سکے اور اس کی جملہ طرق پر نظر ہو سکے، اس کے بغیر اعتماد سے چارہ نہیں، اس اعتماد کو بھی علم کی ہی ایک شان سمجھنا چاہیے، تقلید سے مراد دوسرے کے علم پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی دلیل مانگے بغیر اس کی بات کو قبول کرنا ہے، جس بات میں خود مضبوط علم حاصل نہ ہو تقلید سے چارہ نہیں، ہاں جب کسی بات کی براہِ راست تحقیق ہو جائے اور اس میں کوئی شک اور دغدغہ نہ رہے تو پھر تقلید درست نہیں؛ لیکن جب تک راویوں کا پورا علم خود حاصل نہ ہو محدثین کرام جو ائمہ فن ہیں ان کی تصحیح اور ان کی تضعیف سے بھی علماءِ حدیث کسی روایت کو صحیح یا ضعیف کہہ سکتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی جرح و تعدیل کے جلیل القدر امام ہیں، آپ اس اعتماد کے یہاں تک قائل تھے کہ اسے الہام کا درجہ دیتے تھے، جس طرح الہام کی خارج میں کوئی دلیل نہیں ہوتی، ایک وجدان ہے جو اندر ہی اندر بولتا رہتا ہے؛ اسی طرح محدثین کرام کو فن کے کمال سے جو ذوق و وجدان ملتا ہے اس پر وہ بعض حدیثوں کو راویوں کی ثقاہت اور سند کے اتصال کے باوجود قبول نہیں کرتے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں: **"ومعرفة الحديث الهام فلو قلت للعالم لعلل الحديث من اين قلت هذا؟ لم يكن له حجة"**۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم)

حدیث کی معرفت ایک الہامی چیز ہے جو دل میں اُترتی ہے؛ اگر میں علل حدیث کے کسی عالم سے کہوں کہ تم یہ بات کہاں سے کہہ رہے ہو تو اس کے پاس اس کا جواب نہ ہوگا۔

حافظ شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **"اذا العمدةُ في زمانِنا ليسَ على الرواةِ بل على المحدِّثينَ والمقيِّدينَ والذين عُرِفَتْ عدالتُهم وصدقُهم في ضَبْطِ أسماءِ السَّامِعِينَ**۔ (میزان الاعتدال)

ہمارے پاس اس دور میں (تحقیق حدیث میں) اعتماد راویوں پر نہیں کیا جا سکتا؛ بلکہ محدثین اور اساتذہ پر ہے اور ان لوگوں پر جن کی عدالت اور سچائی راویانِ حدیث کے ناموں کو یاد رکھنے میں جانی پہچانی جا چکی ہے۔

جب تک راویانِ حدیث اپنی سند سے حدیثیں روایت کرتے رہے تحقیق حدیث کا طریق راویوں کی جانچ پڑتال ہی رہا؛

لیکن جب سند والی کتابیں مدون ہو چکیں اور اس جمع شدہ ذخیرے سے ہی حدیث آگے چلی تو اس دور میں علیحدہ علیحدہ راویوں کی جانچ پڑتال کے ساتھ حاذق محدثین کی تحقیق اور اکابر اساتذہ فن کا ذوق بھی ساتھ چلنے لگے تو اب راویوں کی بجائے اساتذہ فن کے فیصلوں پر اعتماد کے بغیر آگے نہیں چل سکتے؛ یہاں اہلِ فن کی تقلید سے چارہ نہیں، ہر شخص کا ذوق اس درجے میں پختہ نہیں ہوتا کہ محض راویوں کے حالات جان کر پوری سند اور پوری حدیث پر وہ کوئی حکم لگا سکے۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ان الجرح انما جرز فی الصدر الاول حیث کان الحدیث یوخذ من صدور الاحبار لامن بطون الاسفار فاحتیج الیہ ضرورۃ للذب من الاثار ومعرفۃ القبول والمردود من الحدیث والاخبار واما الآن فالعمدۃ علی الکتب المدونۃ"۔

(الکادی فی تاریخ السخاوی کمافی الرفع والتکمیل)

راویوں پر جرح کرنا پہلے دور میں اس لیے جائز رہا کہ حدیث علماء کے سینوں سے لی جاتی تھی نہ کہ کتابوں کے اوراق سے؛ سو اس کی ضرورت رہی تاکہ آثار کی حفاظت کی جاسکے اور احادیث واخبار میں مقبول ومردود کو پہچانا جاسکے؛ لیکن اب اعتماد کتب مدونہ پر ہونا چاہیے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کتاب العلل" و"معرفۃ الحدیث، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب العلل" اور ابن ابی حاتم کی "کتاب الجرح والتعدیل" اس سلسلہ کی بہت مفید کتابیں ہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب انقرہ سے اور ابن ابی حاتم کی یہ کتاب حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی ہے، ایک موضوع پر دو حدیثیں مروی ہوں راوی ہر دو کے ثقہ ہوں اور اتصالِ رواۃ بھی اپنی جگہ قائم ہو اور سند صحیح ہے تو ایسے موقعوں پر محدثین علل روایت میں چلے جاتے ہیں، علت کا پالینا ایک بڑی علمی مرتبہ ہے، عبدالرحمن بن مہدی اس کو الہام الٰہی سے تعبیر کرتے تھے؛ پھر بھی کوئی حل نہ ملے تو ترجیح وتطبیق کی راہ لینے سے چارہ نہیں۔

ترجیح وتطبیق میں ائمہ کے مختلف اسلوب

شریعت تدریجاً تکمیل کو پہنچی ہے؛ کئی امور جو پہلے جائز یا ناجائز تھے بعد میں ناجائز اور جائز قرار پائے سو اگر کسی موضوع پر متضاد روایات ملیں تو پہلے جو بات ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک حکم پہلے دَور کا ہوگا جو اب منسوخ ہو چکا، یہ اس صورت میں ہے کہ دونوں کی تاریخ معلوم ہو سکے اور اگر عقلاً دونوں میں سے کسی کو آگے پیچھے کیا جائے تو یہ نسخ اجتہادی ترجیح کے بعد لائقِ غور ہوگا۔

نسخ کی بات نہ کھلے تو پھر راجح کو دیکھا جائے وجوہ ترجیح سامنے آنے سے ایک بات خود بخود کمزور دکھائی دینے لگے گی ترجیح نہ دے سکیں تو نسخ اجتہادی سے کام لیں اس کے بعد تطبیق کی راہ ہے کہ ہر ایک کو جدا محمل پر محمول کیا جائے پھر بھی بات نہ بنے تو دونوں کو رہنے دیا جائے اور تساقط پر فیصلہ کرلیا جائے حنفیہ کے ہاں پہلے نسخ پھر ترجیح پھر تطبیق اور پھر تساقط کی ترتیب ہے، شافعیہ کے ہاں پہلے تطبیق پھر ترجیح پھر نسخ اور پھر تساقط کا عمل ہوگا۔

"واذا تعارض الحدیثان ففی کتب الشافعیہ یعمل بالتطبیق ثم بالترجیح ثم بالنسخ ثم بالتساقط

وفی کتبنا یوخذا ولا بالنسخ ثم بالترجیح ثم بالتطبیق ثم بالتساقط" ۔(مقدمہ فیض الباری)

متون واسانید

حدیث کی سب بڑی بڑی کتابیں صحاحِ ستہ ہوں یا مسند احمد، المصنف لعبدالرزاق، المصنف لابن ابی شیبہ، شرح معانی آثار ومشکل الآثار للطحاوی، مستدرک حاکم، سنن کبریٰ بیہقی، وغیرہ اور دیگر کئی سنن ومسانید اور معاجم وغیرہ صرف احادیث پر مشتمل نہیں، ان کی اسانید کو بھی ساتھ لیے ہوئے ہیں، صاحب کتاب اپنے سے لے کر اُوپر تک راویوں کا ایک سلسلہ بیان کرتا ہے اور کہتا ہے ان رواۃ کے ذریعہ یہ حدیث مجھ تک پہنچی ہے، اس سند سے گزرنے کے بعد ہی اصل حدیث تک رسائی پاتے ہیں؛ اگر یہ نقل کرنے والے ثقہ اور معتمد علیہ ہوں تو حدیث لائقِ اعتماد ہو جاتی ہے اور یہ کمزور ہوں تو روایت کمزور ٹھہرتی ہے۔

راویوں کا نام دینے میں ایک یہ حکمت بھی تھی کہ جن لوگوں پر ان راویوں کے حالات زیادہ کھلے ہوں اُن کے لیے ان راویوں کی مزید جانچ پڑتال کا دروازہ کھلا رہے ہو سکتا ہے کہ کسی راوی حدیث کے حالات خود صاحبِ کتاب پر نہ کھلے ہوں یا کھلے ہوں مگر کچھ پہلو مخفی رہ گئے ہوں اور وہ کسی اور شخص پر کھل جائیں جسے اس سے کسی جہت سے بھی واسطہ پڑا ہو۔

جرح وتعدیل

رواۃِ حدیث کے حالات کو جاننا اور انہیں جان کر ان کی روایات کو قبول کرنا یا نہ کرنا ضروری ہے؛ چونکہ ان کی روایت سے دین میں ایک چیز ثابت ہوگئی، اس لیے ضروری ہے کہ وہ خود قابلِ اعتماد ہوں؛ ورنہ شریعت میں اپنی طرف سے اضافہ کرنا ایک بڑا خطرناک اقدام ہوگا اس اہم شرعی ضرورت کے لیے راوی کے عیب معلوم کرنا اور انہیں آگے بیان کرنا اس غیبت میں شمار نہ ہوگا جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے، راویوں کے نقائص بیان کرنا جرح کہلاتا ہے اور ان کی صفائی پیش کرنے کو تعدیل کہتے ہیں؛ کسی راوی پر جرح کرنے والے کون کون ہیں اور ان کے پاس وجوہِ جرح کیا کیا ہیں؟ اور تعدیل کرنے والے کون کون سے ہیں؟ وہ کس مرتبے کے لوگ ہیں؟ یہ وہ اُمور ہیں جن سے جرح وتعدیل میں بحث ہوتی ہے۔

معلوم رہے کہ جس طرح پہلے دور میں ایک ایک راوی کی پڑتال کی جاتی تھی اس دور میں اب اس درجے کی محنت ضروری نہیں رہی؛ اب ہم ائمہ فن پر اعتماد کرتے ہوئے بھی کسی حدیث کا صحیح حکم معلوم کر سکتے ہیں۔

ائمۂ جرح وتعدیل

وہ محدثین کرام جنھوں نے راویوں کے حالات جاننے اور ان کے مراتب پہچاننے میں وقت لگایا اور تحقیق حدیث میں تحقیق رواۃ ان کا خاص فن ٹھہرا، انہیں ائمہ جرح وتعدیل کہا جاتا ہے، راویوں کے حالات میں زیادہ تر جن اماموں کے نام آتے ہیں ان میں یہ حضرات زیادہ معروف ہیں، امام شعبہ، امام وکیع، عبدالرحمٰن بن مہدی، سفیان، یحییٰ بن سعید القطان، یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، امام نسائی۔

الفاظ الجرح والتعدیل

محدثین میں راویوں کی جرح وتعدیل کے لیے مختلف الفاظ رائج تھے اور ان الفاظ سے ہی ہر ایک کے جرح کا وزن معلوم ہوتا

تھا، جس درجے میں کوئی راوی کمزور ہو اس کے مطابق ہی اس کے لیے جرح کے الفاظ آتے ہیں، پہلے ہم الفاظ تعدیل ایک تدریج سے نقل کرتے ہیں؛ پھر الفاظ جرح ایک تدریج سے پیش کریں گے، جرح وتعدیل میں ائمہ کے اختلافات بھی ہیں؛ سوان سے استفادہ اس فن کو جاننے سے ہی ہو سکتا ہے۔

تعدیل کے مختلف درجات

ثبت حجۃ، ثبت حافظ، ثبت متقن، ثقۃ ثقۃ۔ ثقۃ، ثبت۔ صدوق، لاباٴس بہ۔ محلہ الصدق، جید الحدیث، صالح الحدیث۔

جرح کے مختلف درجات

دجال، کذاب، وضاع، یضع الحدیث۔ متہم بالکذب۔ متروک، لیس بالثقۃ، سکتوا عنہ، ذاہب الحدیث، فیہ نظر۔

ضعیف جداً، ضعفوہ، واہٍ۔ لیس بالقوی، ضعیف، لیس بحجة، لیس بذاك، لین، سی الحفظ، لایحتج به۔

ان درجات میں پہلے اعلیٰ درجے کی تعدیل اور سخت درجے کی جرح ہے؛ پھر آہستہ آہستہ ان میں تدریجی کمزوری آتی گئی ہے، جس راوی کے بارے میں دونوں طرف سے (تعدیل اور جرح دونوں کے) الفاظ وارد ہوں تو جرح وتعدیل دونوں کو سامنے لانا چاہئے۔

حافظ ابنِ کثیر فرماتے ہیں۔"ظلم لاخيك ان تذكر اسوأ ماتعلم وتكتم خيره"۔(البدایہ والنہایہ)

تیرے بھائی پر یہ تیرا ظلم ہوگا کہ اس کی کوئی بری بات جسے تو جانتا ہو اُسے تو ذکر کرے اور اس کی اچھی بات جو تجھے معلوم ہو اسے تو چھپا لے۔

لم یصح میں وضع نہیں

اگر کسی حدیث کے بارے میں لم يصح کے الفاظ وارد ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حدیث ضعیف یا موضوع ہے ہو سکتا ہے حسن ہو یا ضعیف ہو، من گھڑت (موضوع) نہ ہو۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:"لايلزم من كون الحديث لم يصح ان يكون موضوعاً"۔

(القول المسدد فی الذب عن مسند احمد)

کسی حدیث کے بارے میں لم یصح (یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی) کہنے سے لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث موضوع ہو۔

"ان قول السخاوی لایصح لاینافی الضعف والحسن"۔(تذکرۃ الموضوعات)

سخاوی کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں، اس حدیث کے ضعیف یا حسن ہونے کے منافی نہیں۔

ہاں ایسی کتاب جس میں موضوع روایات کا بیان ہو اس میں لم یصح کے الفاظ واقعی اس کے حسن اور ضعیف ہونے کی بھی نفی کر دیتے ہیں، لم یصح کے بعد اگر اس کا کسی درجے میں اثبات نہ ہو تو اس کا مطلب واقعی یہ ہوتا ہے کہ وہ روایت موضوع ہو۔

جرح وہی لائقِ قبول ہے جس کا سبب معلوم ہو

کسی کے بارے میں نیک گمان کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں؛ لیکن بدگمانی کے لیے دلیل ہونا لازمی ہے، بغیر دلیل

کے کسی مسلمان کو برا سمجھنا یا نا قابلِ شہادت سمجھنا گناہ ہے، جس راوی پر جرح کی گئی ہو اور اس جرح کا سبب بھی معلوم ہو اور وہ راوی واقعی اس سبب کا مورد ہو تو وہ جرح معتبر ہوگی اور ایسے راوی کی روایت مسترد کی جاسکے گی۔

ملا علی قاری علیہ رحمۃ لکھتے ہیں: **التجریح لایقبل مالم یبین وجهه بخلاف التعدیل فانه یکفی فیه ان یقول عدل اوثقة مثلاً**"۔ وہ جرح جس کی وجہ واضح نہ ہو لائق قبول نہیں، بخلاف تعدیل کے کہ اس میں راوی کو عادل یا ثقہ جیسے الفاظ سے ذکر کردینا ہی کافی ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے کتنے راوی ہیں جن پر جرح کی گئی ہے، جیسے عکرمہ مولیٰ بن عباس، اسماعیل بن ابی اویس، عاصم بن علی، عمرو بن مرزوق، سوید بن سعید وغیرہم؟ مگر چونکہ وہ جرح مفسر اور مبین السبب نہ تھی، اس لیے شیخین نے اسے قبول نہیں کیا،

حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں۔"**وهكذا فعل ابو داؤد السجستانی و ذلك دال علی انهم ذهبوا الی ان الجرح لایثبت الا اذا فسر سببه**"۔ (فتح الملہم)

ابوداؤد السجستانی نے بھی ایسا ہی کیا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ محدثین اسی طرف گئے ہیں کہ جب تک سبب جرح کی تفصیل نہ کی جائے جرح ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "**لایقبل الجرح الامفسراً مبین السبب**"۔ (تقریب نووی مع التدریب) جرح لائق قبول نہیں جب تک کہ اس کی تشریح واضح نہ ہو اور سبب جرح واضح نہ ہو۔

حافظ ابن ہمام الاسکندری جن کے بارے میں فقہاء لکھتے ہیں کہ وہ اجتہاد کے درجہ پر پہنچے ہوئے تھے، لکھتے ہیں: **اکثر الفقهاء ومنهم الحنفية. والمحدثين علی انه لایقبل الجرح الامبین ا لاالتعدیل**"۔ (ردالمختار)

ترجمہ: اکثر فقہاء اور ان میں حنفیہ بھی ہیں اور محدثین سب اسی کے قائل ہیں کہ جرح جب تک واضح نہ ہو لائقِ قبول نہیں، تعدیل کے بارے میں یہ قید نہیں ہے۔

یہ صحیح ہے کہ تعدیل کے لیے سبب کی ضرورت نہیں؛ لیکن یہ ضروری ہے کہ تعدیل کرنے والا کوئی عام آدمی نہ ہو، اس باب میں عالم معرفت رکھنے والا منصف اور ناصح قسم کا آدمی ہونا چاہیے،، بحر العلوم مسلم الثبوت کی شرح میں رقم طراز ہیں۔

"**لابد للمزكی أن يكون عدلا عارفا بأسباب الجرح والتعدیل وأن يكون منصفا ناصحا**"۔

(فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت)

تزکیہ اور تعدیل کے مدعی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ عادل ہو اسباب جرح وتعدیل کو جاننے والا ہو اور انصاف پسند اور خیر خواہ قسم کا آدمی ہو۔

حافظ بدرالدین العینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں: "**الجرح المبهم غیر مقبول عند الحذاق من الاصولیین**"۔

(البنایہ)

جرح مبہم سمجھ دار علمائے اصول کے ہاں مقبول نہیں۔ یاد رہے کہ جرح کی وجوہ وہیں تلاش کی جائیں گی جہاں اس کے

مقابلے میں کوئی تعدیل موجود ہو لیکن جس راوی کے بارے میں کوئی تعدیل نہ ملے تو اس کے بارے میں جرح مبہم بھی قبول کرلی جائے گی اور جارح سے سبب کا مطالبہ نہ کیا جائے گا،

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **"اذا اختلف العلماء فی جرح رجل وتعدیله فالصواب التفصیل فان کان الجرح والحالة هذه مفسرا قبل والاعمل بالتعدیل فاما من جهل ولم یعلم فیه سوی قول امام من ائمة الحدیث انه ضعیف اومتروك ونحو ذلك فان القول قوله ولانطالبه بتفسیر ذلك"**۔

(الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل شاملہ، المؤلف: ابوالحسنات محمد عبدالحی اللکنوی الہندی، الناشر: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب)

علماء جب کسی شخص کی جرح وتعدیل کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہوں تو صحیح راہ یہ ہوگی کہ اس کی تفصیل کی جائے؛ اگر جرح کی وجہ معلوم ہو تو اسے قبول کیا جائے گا بصورتِ دیگر تعدیل پر عمل ہوگا، ہاں جو راوی مجہول ہو اور اس کے بارے میں کسی امام حدیث کے اس قول کے سوا کہ وہ ضعیف ہے یا متروک ہے یا اسی قسم کا اور کوئی لفظ ہو کوئی اور بات معلوم نہ ہو تو اس امام حدیث کی بات لائق تسلیم ہوگی اور ہم اس سے وجہ جرح کا مطالبہ نہ کریں گے۔

حافظ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ ابوعبداللہ المروزی سے نقل کرتے ہیں: ہر شخص جس کی عدالت اہل علم کے اس سے روایت لینے سے ثابت ہو اور وہ اس سے حدیث روایت کرتے ہوں تو اس کے بارے میں کسی کی جرح قبول نہ کی جائے گی جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس کی وجہ جرح مخفی رہی تھی، صرف یہ کہنا کہ فلاں شخص کذاب ہے تو اس سے جرح ثابت نہیں ہوتی، جب تک کہ دعویٰ جرح واضح نہ ہو۔ (التمہید)

جرح تعدیل پر مقدم ہے

تعدیل کے لیے بے شک نیک گمان کافی ہے؛ لیکن جرح کے لیے سبب اور دلیل کا ساتھ ہونا ضروری ہے، ظاہر ہے کہ اس صورت میں جارح (جرح کرنے والے) کے پاس معلومات زیادہ ہوں گے؛ اگر وہ معلومات صحیح ہیں تو جرح تعدیل پر مقدم ہوگی، جرح کے وجوہ اگر معقول ہیں تو اسے ہر صورت میں تعدیل پر مقدم کیا جائے گا؛ گو معدلین کی تعداد زیادہ ہی کیوں نہ ہو؛ اکثریت کی تعدیل سے وجوہ جرح غلط نہیں ہو جاتے؛ گو ان کا مدعی ایک ہی ہو، بشرطیکہ اس کے پاس اس کی دلیل یا سبب موجود ہو۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن صلاح، علامہ آمدی اور علامہ ابن حاجب کی یہی رائے ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے؛ لیکن اگر جرح اس امام یا محدث سے منقول ہو جو علماء فن کے ہاں جرح کرنے میں متشدد اور متعنت سمجھے جاتے ہوں تو فقط ان کی جرح سے ہم کسی راوی کو مجروح نہ کرسکیں گے؛ ضروری ہوگا کہ کوئی اور جارح بھی اس کا ہمنوا ہو اور ان جارحین کے پاس اس کا کوئی واقعی سبب موجود ہو؛ کبھی جرح مفسر پر بھی تعدیل مقدم ہو جاتی ہے، مثلاً یہ کہ جارح خود اس بات میں مجروح ہو یا اس وجہ سے کہ وہ جرح دوسرے وجوہ سے رد ہو چکی ہے، اس صورت میں تعدیل مقدم سمجھی جائے گی۔

متشدد کی جرح اکیلے کافی نہیں

جن ائمہ کا جرح کرنے میں تشدد، تعنت ہو ان کی تعدیل وتوثیق بہت وزن رکھتی ہے؛ لیکن ان کی جرح زیادہ وزن نہیں رکھتی

ہے؛ سو کسی راوی پر محض ان کی جرح سے فیصلہ ضعف نہ کرلیا جائے، متشدد کی جرح اکیلے کافی نہیں ہوتی، جس راوی پر کسی متشدد کی جرح ہو اس کی جرح کا حال دوسرے ائمہ سے معلوم کرنا چاہیے۔

ناقدین کے پہلے طبقے میں شعبہ اور سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ کو لیجئے، شعبہ گو امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں؛ مگر جرح میں ذرا سخت ہیں؛ پھر یحییٰ بن سعید القطان اور عبدالرحمٰن بن مہدی کو لیجئے، یحییٰ میں سختی اور تشدد ملے گا؛ پھر یحییٰ بن معین اور امام احمد کو لیجئے جو سختی یحییٰ بن معین کرتے ہیں امام احمد نہیں کرتے؛ پھر امام نسائی اور ابن حبان کو دیکھئے، امام نسائی ذرا سخت معلوم ہوں گے ابو حاتم رازی اور امام بخاری میں ابو حاتم متشدد دکھائی دیں گے، ائمہ فن اسماء الرجال کی بحث میں راویوں کا حال لکھتے ہیں تو کہیں کہیں متشددین کی سختی کا ذکر بھی کر جاتے ہیں، اس لیے صرف کسی راوی پر جرح کا نام سن کر اسے نا قابل اعتماد نہ سمجھنے لگ جائیں جب تک تحقیق نہ کرلیں کہ جارحین کون کون ہیں اور کتنے ہیں، اسبابِ جرح واضح ہیں یا نہیں اور یہ کہ کہیں کوئی متشدد جارح تو نہیں، ائمہ رجال کتب رجال میں کئی جگہ اس تشدد کا ذکر کر جاتے ہیں۔

امام نسائی نے حارث اعور سے استناد کیا، جسے بعض ائمہ ضعیف کہہ چکے تھے تو امام نسائی کے اس احتجاج کو محض اس لیے اہمیت دی گئی کہ آپ جرح میں سخت واقع ہوئے تھے؛ سو اس روش کے محدثین جس سے روایت لیں اس کا کسی درجے میں اعتبار ضرور ہونا چاہیے،

حافظ ابنِ حجر عسقلانی حارث اعور کے بارے میں لکھتے ہیں: **والنسائی مع تعنته فی الرجال فقد احتج به** ۔ (تہذیب التہذیب) امام نسائی نے رجال میں اپنی سختی کے باوجود اس راوی سے احتجاج کیا ہے، اس کی روایت قبول کی ہے۔

حافظ عسقلانی اپنے رسالہ بذل الماعون فی فضل الطاعون میں بھی ایک راوی کے بارے میں جسے امام نسائی اور ابو حاتم نے ثقہ کہا تھا اور کئی دوسروں نے ضعیف کہا، لکھتے ہیں: "توثیق النسائی وابی حاتم مع تشددھما"۔ امام نسائی اور ابو حاتم کی توثیق ان دونوں کے متشدد ہونے کی وجہ سے

ابو حاتم کے متشدد ہونے کا آپ نے مقدمہ فتح الباری میں بھی ذکر کیا ہے۔ (مقدمہ فتح الباری)

ابو حاتم نے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر بھی جرح کردی ہے۔ ابنِ حبان کے تشدد فی الرجال کا ذکر بھی سنیئے، حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ راویوں پر بھی جرح کر جاتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ کیا کہہ رہے ہیں؛ سو اگر جرح کا لفظ دیکھتے ہی راوی سے جان چھڑالی جائے تو پھر آخر کون بچے گا؟

حافظ عسقلانی لکھتے ہیں۔ ابن حبان **ربما جرح الثقة حتی کانه لایدری مایخرج من رأسه** ۔

(القول المسدد فی الذب عن مسند احمد:۔ افرط ابن حبان، مقدمہ فتح الباری)

ابنِ حبان کئی دفعہ ثقہ راویوں پر بھی جرح کر جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ان کا ذہن کدھر جا رہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بھی ابنِ حبان کے بارے میں کہتے ہیں "ماأسرف واجترأ" (میزان الاعتدال) ابن حبان نے بہت زیادتی کی ہے اور بڑی جسارت کی ہے کہ ثقہ راویوں کو بھی ضعیف کہہ دیا، ایک اور جگہ پر کہتے ہیں" تقعقع کعادته "

(میزان الاعتدال)۔

شعبہ امیر المؤمنین فی الحدیث مانے جاتے ہیں؛ لیکن قبولِ روایت میں اُن کی سختی دیکھئے، آپ سے پوچھا گیا کہ تم فلاں راوی کی روایت کیوں نہیں لیتے؟ آپ نے کہا "رایته یر کض علی بر ذون" میں نے اسے ترکی گھوڑے دوڑاتے ہوئے دیکھا تھا۔
آپ منہال بن عمرو کے ہاں گئے، وہاں سے کوئی ساز کی آواز سنی، وہیں سے واپس آ گئے اور صورتِ واقعہ کی کوئی تفصیل نہ پوچھی۔

حکم بن عتیبہ سے پوچھا گیا کہ تم زاذان سے روایت کیوں نہیں لیتے؟ تو انہوں نے کہا "کان کثیر الکلام" وہ باتیں بہت کرتے تھے۔

حافظ جریر بن عبدالحمید الضبی الکوفی نے سماک بن حرب کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو اس سے روایت چھوڑ دی۔ (الکفایہ فی علوم الروایہ، للخطیب البغدادی)

اب سوچئے اور غور کیجئے کیا یہ وجوہ جرح ہیں؟ جن کے باعث اتنے بڑے بڑے اماموں نے ان راویوں کو چھوڑ دیا؛ اگر اس قسم کی جروح سے راوی چھوڑے جا سکتے ہیں؛ تو پھر آخر بچے گا کون؟ یہ سختی سب کے ہاں نہ تھی، اس لیے محض جرح دیکھ کر ہی نہ اچھل پڑیں، سمجھنے کی کوشش کریں کہ جرح کی وجہ کوئی شرعی پہلو ہے یا صرف شدت احتیاط ہے اور پھر یاد رکھیں کہ متشدد کی جرح اکیلے کافی نہیں ہے۔

یہ مختصر قواعدِ حدیث ہر وقت ذہن میں رہنے چاہئیں، انسانی بساط اور عام بشری سوچ کے تحت جو احتیاطی تدابیر ہو سکتی تھیں وہ محدثین کرام نے طے کیں اور یہ اصول بھی تقریباً استقرائی ہیں جو ائمہ فن نے قواعدِ شریعت کی روشنی میں طے کیئے ہیں، ان میں کئی پہلو اختلافی بھی ہیں، جن میں ائمہ کی رائے مختلف رہی ہے؛ لیکن یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ تنقید کے بنیادی اصولوں میں سب ائمہ فن متفق رہے ہیں؛ بلکہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے تحقیق روایات اور تنقیح اسناد میں دنیا کو ایک نئے علم سے آشنا کیا اور وہ اصول بتائے جن کی روشنی میں پچھلے پہلوؤں کی باتوں کے جائز طور پر وارث ہو سکیں اور اُن کی صحت پر پوری طرح سے اعتماد کیا جا سکے۔

کِتَابُ الْاِیْمَانِ

یہ کتاب ایمان کے بیان میں ہے

ایمان کے معنی و مفہوم کا بیان

ایمان عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا مادہ ا۔م۔ن (امن) سے مشتق ہے۔ لغت کی رو سے کسی خوف سے محفوظ ہو جانے، دل کے مطمئن ہو جانے اور انسان کے خیر و عافیت سے ہمکنار ہونے کو امن کہتے ہیں۔ ایمان کا لفظ بطور فعل لازم استعمال ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے امن پانا، اور جب یہ فعل متعدی کے طور پر آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے امن دینا۔

(1. ابن منظور، لسان العرب، 23:13، 2. زبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، 18:23، 24)

کسی پر ایمان لانے سے مراد اس کی تصدیق کرنا اور اس پر یقین رکھنا ہے۔ گویا لفظ ایمان اپنے اصل معنی اور مفہوم کے اعتبار سے امن، امانت اور بھروسے پر دلالت کرتا ہے۔

ایمان کی حقیقت کا بیان

ایمان قلب و باطن کی یقینی حالت کا نام ہے جس میں قلب و باطن دنیا کی محبت سے خالی اور اللہ کی محبت سے معمور ہوں۔ اس کی وضاحت درج ذیل حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔

حضرت حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا: اے حارث! (سناؤ) تم نے صبح کیسے کی؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ایمان کی حقیقت پاتے ہوئے صبح کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حارث! غور کر کے بتاؤ تم کیا کہہ رہے ہو؟ بے شک ہر شے کی ایک حقیقت ہوتی ہے، تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اپنے نفس کو دنیا کی محبت سے جدا کر لیا ہے اور راتوں کو جاگ کر عبادت کرتا ہوں اور دن کو (روزے کے سبب) پیاسا رہتا ہوں گویا میں اپنے رب کے عرش کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں اور مجھے ایسے لگتا ہے جیسے جنتی ایک دوسرے کی زیارت کرتے جا رہے ہیں اور دوزخیوں کو (اس حالت میں) دیکھتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے پر گر رہے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حارث تم عارف ہو گئے، پس اس (کیفیت و حال) کو تھامے رکھو اور یہ (جملہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔

(ابن ابی شیبہ، المصنف، 6:170، رقم: 30325)

ایمان اور عقیدہ میں فرق کا بیان

عقیدہ سے مراد کسی چیز کو حق اور سچ جان کر دل میں مضبوط اور راسخ کر لینا ہے جبکہ ایمان دین اسلام کی سب سے پہلی تعلیم ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے اور انہیں سچا جان کر ان پر یقین کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ مسلمان کا دینِ اسلام کی تعلیمات کو سچا جاننا اور دل سے ان کی تصدیق کرنا ایمان ہے اور یہی اگر راسخ ہو جائے تو اس کا عقیدہ ہے کیونکہ ایمان نمو پاتا ہے تو عقیدہ بنتا ہے۔

قَالَ اَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ نَبْتَدِئُ وَإِيَّاهُ نَسْتَكْفِي وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهُ

✧✧ امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اب ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کے سہارے (اپنی کتاب کا باقاعدہ) آغاز کرتے ہیں، وہی ہمارے لئے کافی ہے اور ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق حاصل ہے۔

1- حَدَّثَنَا اَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ كَهْمَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَهٰذَا حَدِيْثُهُ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ كَانَ اَوَّلَ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ اَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِيْنَا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ عَمَّا يَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلَ الْمَسْجِدِ فَاكْتَنَفْتُهُ اَنَا وَصَاحِبِيْ اَحَدُنَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهِ فَظَنَنْتُ اَنَّ صَاحِبِيْ سَيَكِلُ الْكَلَامَ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَاْنِهِمْ وَاَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنْ لَا قَدَرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ اُنُفٌ فَقَالَ فَاِذَا لَقِيْتَ اُولٰئِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْهُمْ وَاَنَّهُمْ بُرَءَآءُ مِنِّيْ وَالَّذِيْ يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ اَنَّ لِاَحَدِهِمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْاَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا

حدیث 1: نسائی (4990) ابن ماجہ (63) احمد (367) ابن خزیمہ (2504) بیہقی (8393)

عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ

✧✧ یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں' بصرہ میں رہنے والے معبد جہنی نامی شخص نے سب سے پہلے تقدیر کا انکار کیا۔ ایک مرتبہ میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری' حج (یا شاید) عمرہ کرنے کے لیے (مکہ مکرمہ) روانہ ہوئے تو ہم نے یہ طے کیا کہ اگر ہماری کسی صحابی رسول سے ملاقات ہوئی' تو ہم ان سے تقدیر کے منکرین کے بارے میں دریافت کریں گے۔ اتفاقیہ طور پر ہماری ملاقات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہوئی' آپ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے' ہم دونوں آپ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف بیٹھ گیا۔ مجھے اندازہ تھا کہ میرے ساتھی کی یہ خواہش ہوگی کہ گفتگو کا آغاز میں کروں اس لیے میں نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) ہمارے ہاں ایک ایسا فرقہ پیدا ہوا ہے جس کے افراد قرآن پڑھتے ہیں' علمی مباحث پر گفتگو کرتے ہیں۔ (یحییٰ کہتے ہیں) میں نے ان لوگوں کی تھوڑی سی تعریف کی اور پھر انہیں بتایا' وہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے' دنیا کا نظام خود بخود چل رہا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تم ان لوگوں سے ملو' تو انہیں بتا دینا میرا ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ مجھ سے کوئی تعلق رکھتے ہیں' اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قسم اُٹھا کر ارشاد فرمایا: اگر ان لوگوں میں سے کسی ایک کے پاس ''اُحد'' پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے (اللہ کی راہ میں) خرچ کر دے تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک وہ شخص تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ مجھے میرے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی ہے:

''ایک مرتبہ ہم بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے' اسی دوران ایک شخص وہاں آیا اس نے انتہائی سفید کپڑے پہن رکھے تھے اس کے بال انتہائی سیاہ تھے یعنی اس کے وجود پر سفر سے آنے کا کوئی نشان موجود نہیں تھا۔ (نیز وہ مدینہ منورہ کا رہنے والا بھی نہیں تھا) کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی اس سے واقف نہیں تھا۔ وہ شخص آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اس نے اپنے دونوں گھٹنوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملایا اور عرض کی' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں؟''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' تم نماز ادا کرو' زکوٰۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت ہو' تو حج کرلو۔ وہ شخص بولا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: (ایمان یہ ہے) کہ تم اللہ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ اور تم تقدیر پر ایمان لاؤ خواہ وہ اچھی ہو یا بُری۔ وہ شخص بولا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے احسان کے بارے میں بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (احسان یہ ہے کہ) تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو بہر حال وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ وہ شخص بولا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قیامت کے (وقت) کے بارے میں بتا دیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بارے میں مسؤل کا علم سائل سے زیادہ نہیں ہے' وہ شخص بولا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قیامت کی علامات کے بارے میں بتا دیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کی چند علامات یہ ہیں) کنیز اپنے آقا کو پیدا کرے گی اور برہنہ پاؤں' برہنہ تن' غریب' بکریوں کے چرواہے ایک دوسرے کے مقابلے میں بلند عمارات قائم کرنے لگیں گے۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: پھر وہ شخص چلا گیا' کچھ دیر بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا' عمر رضی اللہ عنہ! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کی' اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔

تقدیر پر ایمان لانے کا بیان

تقدیر پر ایمان لانا فرض اور لازم ہے یعنی وجودِ ایمان کے لئے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ بندوں کے تمام اعمال خواہ وہ نیک ہوں یا بد، ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لوحِ محفوظ میں لکھ دیئے گئے ہیں، بندہ سے جو عمل بھی سرزد ہوتا ہے وہ اللہ کے علم و اندازہ کے مطابق ہوتا ہے، لیکن اللہ نے انسان کو عقل و دانش کی دولت سے نواز کر اس کے سامنے نیکی اور بدی دونوں راستے واضح کر دیئے ہیں اور ان پر چلنے کا اختیار دے دیا اور بتا دیا کہ اگر نیکی کے (راستہ کو) اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوگا جس پر جزاء و انعام سے نوازے جاؤ گے اور اگر بدی کے راستہ کو اختیار کرو گے تو یہ اللہ کے غضب اور اس کی ناراضگی کا باعث ہوگا جس کی وجہ سے سزا اور عذاب کے مستحق گردانے جاؤ گے۔ اب اس واضح اور صاف ہدایت کے بعد جو آدمی نیکی و بھلائی کے راستہ کو اختیار کرتا ہے تو وہ از راہ فضل و کرم اللہ کی رحمت سے نوازا جائے گا اور اس پر اللہ کی جانب سے فلاح و سعادت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

اور اگر کوئی عقل کا اندھا اپنے کسب و اختیار سے برائی کے راستہ کو اختیار کرتا ہے تو وہ از راہ عدل سزا کا مستوجب ہوگا اور اسے عذاب و تباہی کے غار دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ تقدیر کا مسئلہ عقل و فکر کی رسائی سے باہر ہے کیونکہ یہ اللہ کا ایسا ایک راز ہے جس کا انسانی عقل میں آنا تو در کنار اسے نہ تو کسی مقرب فرشتہ پر ظاہر کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کا بھید کسی پیغمبر اور رسول کو معلوم ہے۔ اس لئے اس مسئلہ میں زیادہ غور و فکر کرنا اور اس میدان میں عقل کے گھوڑے دوڑانا جائز نہیں ہے بلکہ تحقیق و جستجو کے تمام راستوں سے ہٹ کر صرف یہ اعتقاد رکھنا ہی فلاح و سعادت کا ضامن ہے کہ اللہ نے یہ مخلوق پیدا کر کے ان کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے، ایک گروہ وہ ہے جو اچھے اعمال اور نیک کام کرنے کی بنا پر اللہ کی جنت اور اس کی نعمتوں کا مستحق ہوگا جو محض اس کا فضل و کرم ہوگا۔ اور دوسرا گروہ وہ ہے جو برے اعمال کرنے کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا جائے گا جو عین عدل ہوگا۔

منقول ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے قضا و قدر کے بارہ میں سوال کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہ ایک بڑا راستہ ہے اس پر نہ چلو" اس آدمی نے "پھر یہی سوال کیا" "انہوں نے فرمایا "یہ ایک گہرا دریا ہے، اس میں نہ اترو وہ آدمی نہ مانا اور اس نے پھر سوال کیا۔ آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ کا ایک راز ہے جو تم سے پوشیدہ ہے اس لئے اس کی تفتیش و تحقیق میں مت پڑو"۔ لہٰذا اخروی سعادت اسی میں ہے کہ اس مسئلہ کے بارہ میں اللہ اور اللہ کے رسول نے جو کچھ بتایا ہے اور جن اعتقادات کو ماننے کے لئے کہا ہے اس پر عمل پیرا ہو جائے، ورنہ اپنی عقل کے تیر چلانا در حقیقت گمراہی کا راستہ اختیار کرنا اور تباہی و بربادی کی راہ پر لگنا ہے۔

2- حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ الْعَنْبَرِیُّ وَاَبُوْ کَامِلِ الْجَحْدَرِیُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ

عَنْ مَّطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهٖ فِيْ شَاْنِ الْقَدَرِ اَنْكَرْنَا ذٰلِكَ قَالَ فَحَجَجْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَّسَاقُوا الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ كَهْمَسٍ وَّاِسْنَادِهٖ وَفِيْهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانُ اَحْرُفٍ

✧✧ ایک روایت کے آغاز میں یہ الفاظ ہیں (یحییٰ بن یعمر کہتے ہیں)

جب معبد جہنی نے تقدیر کے بارے میں اپنے نظریات کا پرچار شروع کیا تو ہم نے ان کا انکار کیا پھر میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری حج کے لیے روانہ ہوئے۔ (مسلم کہتے ہیں) اس کے بعد وہی سابقہ حدیث ہے' تاہم اس کے بعض الفاظ میں اختلاف ہے۔

3- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ يَعْمَرَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا لَقِيْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرْنَا الْقَدَرَ وَمَا يَقُوْلُوْنَ فِيْهِ فَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ كَنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ زِيَادَةٍ وَّقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَيْئًا

✧✧ ایک اور روایت کے مطابق یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن دونوں بیان کرتے ہیں' جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہماری ملاقات ہوئی' تو ہم نے انہیں تقدیر کے منکرین کے نظریات کے بارے میں بتایا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں (حدیث جبریل) سنائی۔ (مسلم کہتے ہیں) اس روایت کے بعض الفاظ میں بھی کمی وبیشی موجود ہے۔

4- وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

5- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِّلنَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَا تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُؤُسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ قَالَ ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا

حدیث5: بخاری (50)' (4499) ابن ماجہ (64)' (4044) احمد (191)' (2926)' (9497) ابن حبان (159) ابن خزیمہ (2244) ابو یعلیٰ (242)

عَلَى الرَّجُلَ فَاَخَذُوا لِيَرُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَآءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِيْنَهُمْ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ ایک شخص وہاں آیا اور عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایمان کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کی بارگاہ میں حاضری' اس کے رسولوں (قیامت کے دن) دوبارہ زندہ کیے جانے پر ایمان لاؤ۔ اس شخص نے عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اسلام یہ ہے کہ) تم اللہ کی عبادت کرو' کسی کو اس کا شریک نہ سمجھو' فرض نمازیں پڑھو' فرض زکوٰۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو۔ اس نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (احسان یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے' تو وہ بہر حال تمہیں دیکھ رہا ہے اس نے اگلا سوال یہ کیا' قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس بارے میں جواب دینے والے کا علم سائل سے زیادہ نہیں ہے' تاہم میں تمہیں اس کی چند نشانیاں بتا دیتا ہوں' جب کنیز اپنے آقا کو جنم دے تو یہ قربِ قیامت کی نشانی ہوگی جب برہنہ بدن' ننگے پاؤں پھرنے والے لوگ حکمران بن جائیں تو یہ قربِ قیامت کی نشانی ہوگی جب چرواہے بلند عمارتیں قائم کرنے لگیں تو یہ قربِ قیامت کی نشانی ہوگی۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا) پانچ امور کے بارے میں صرف اللہ جانتا ہے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی (جس کا ترجمہ یہ ہے)

''بے شک قیامت (کے وقوع کے معین وقت) کا علم صرف اللہ کو ہے' وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ جو بھی ارحام (ماؤں کے پیٹ) میں ہے' کوئی نہیں جانتا کل اس کے ساتھ کیا ہوگا؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ فوت ہوگا؟ بے شک اللہ تعالیٰ ہی ''علیم وخبیر'' ہے۔''

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر وہ شخص چلا گیا (کچھ دیر بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو واپس میرے پاس لاؤ۔ بعض حضرات اسے بُلانے کے لیے گئے مگر انہیں وہ شخص کہیں نظر نہ آیا (جب انہوں نے واپس آ کے بتایا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے۔

6- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ فِيْ رِوَايَتِهِ اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ بَعْلَهَا يَعْنِي السَّرَارِيَّ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں ایک مقام پر یہ الفاظ (پہلے والی روایت سے) مختلف ہیں۔ ''جب کنیز اپنے شوہر کو جنم دے گی۔''

7- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ وَهُوَ ابْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوْنِيْ فَهَابُوْهُ اَنْ يَسْاَلُوْهُ قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ

اَللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ لَا تُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِى الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَخْشَى اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَا تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا رَاَيْتَ الْمَرْاَةَ تَلِدُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَيْتَ رِعَاءَ الْبُهْمِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِى الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِىْ خَمْسٍ مِّنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَاَ الْاٰيَةَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوْهُ عَلَىَّ فَالْتُمِسَ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِيْلُ اَرَادَ اَنْ تَعَلَّمُوْا اِذْ لَمْ تَسْاَلُوْا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ سے کوئی سوال کرو! حاضرین نے جھجک کے باعث کوئی سوال نہیں کیا اس دوران ایک شخص وہاں آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے قریب ہو کے بیٹھ گیا پھر اس نے سوال کیا' اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: (اسلام یہ ہے کہ) تم کسی بھی چیز کو اللہ کا شریک نہ سمجھو' نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو۔ وہ شخص بولا' آپ نے سچ فرمایا ہے' پھر اس نے سوال کیا' ایمان کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کی بارگاہ میں حاضری اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تم (قیامت کے دن) دوبارہ زندہ کیے جانے پر ایمان لاؤ اور تقدیر پر مکمل طور پر ایمان لاؤ۔ وہ شخص بولا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ارشاد فرمایا ہے' پھر اس نے سوال کیا' احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا (احسان یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اور (اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو یہ یاد رکھو) کہ وہ بہرحال تمہیں دیکھ رہا ہے۔ وہ شخص بولا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جواب دینے والا اس بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں رکھتا تاہم میں تمہیں (اس کے قرب کی) چند نشانیاں بتا دیتا ہوں جب تم دیکھو کہ عورتیں اپنے آقاؤں کو پیدا کرنے لگی ہیں' تو یہ قربِ قیامت کی نشانی ہوگی جب تم دیکھو کہ ننگے پاؤں' برہنہ بدن' گونگے بہرے لوگ حکمران بن گئے ہیں' تو یہ قربِ قیامت کی نشانی ہوگی اور جب تم دیکھو کہ چرواہے ایک دوسرے کے مقابلے میں بلند عمارات تعمیر کروانے لگ گئے ہیں تو یہ بھی قربِ قیامت کی نشانی ہوگی۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا) غیب سے متعلق پانچ امور ایسے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی علم نہیں رکھتا (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی (جس کا ترجمہ یہ ہے)

''بے شک قیامت (کے وقوع کے معین وقت) کا علم صرف اللہ کو ہے' وہی بارش نازل کرتا ہے (بیٹا یا بیٹی) ''ارحام'' میں جو بھی ہے' وہی جانتا ہے' کوئی نہیں جانتا کہ کل اس کے ساتھ کیا ہوگا؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں فوت ہوگا؟

(اس کے بعد سورۃ کے آخر تک مزید الفاظ ہیں)"

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر وہ شخص چلا گیا (کچھ دیر بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے میرے پاس واپس لاؤ! اس شخص کو تلاش کیا گیا مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسے ڈھونڈ نہیں سکے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ جبرائیل علیہ السلام تھے (اور ان کی آمد کا) مقصد یہ تھا کہ تم ان امور سے واقف ہو جاؤ جن کی بابت تم نے سوال نہیں کیا تھا۔"

ایمان کے معنی ومفہوم کابیان

ایمان کا مطلب "ایمان" کے معنی ہیں، یقین کرنا، تصدیق کرنا، مان لینا۔ اصطلاح شریعت میں "ایمان" کا مطلب ہوتا ہے، اس حقیقت کو تسلیم کرنا اور ماننا کہ اللہ ایک ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود اور پروردگار نہیں، اس کے تمام ذاتی وصفاتی کمالات برحق ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے آخری رسول اور نبی ہیں، ان کی ذات صادق ومصدوق ہے اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب وسنت کی صورت میں اللہ کا جو آخری دین وشریعت لے کر اس دنیا میں آئے اس کی حقانیت وصداقت شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ تکمیل ایمان: محدثین کے نزدیک "ایمان" کے تین اجزاء ہیں: "تصدیق بالقلب" یعنی اللہ کی وحدانیت، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دین کی حقانیت پر دل سے یقین رکھنا اور اس یقین واعتماد پر دل ودماغ کا مطمئن رہنا۔

اقرار باللسان" یعنی اس دلی یقین واعتقاد کا زبان سے اظہار، اعتراف اور اقرار کرنا۔ "اعمال بالجوارح" یعنی دین وشریعت کے احکام وہدایات کی جسمانی بجاآوری کے ذریعہ اس دلی یقین واعتقاد کا عملی مظاہرہ کرنا۔ ان تینوں اجزاء سے مل کر "ایمان" کی تکمیل ہوتی ہے اور جو آدمی اس ایمان کا حامل ہوتا ہے اس کو "مومن ومسلمان" کہا جاتا ہے۔ ایمان اور اسلام: کیا ایمان اور اسلام میں کوئی فرق ہے یا یہ دونوں لفظ ایک ہی مفہوم کو ادا کرتے ہیں؟ اس سوال کا تفصیلی جواب، تفصیلی بحث کا متقاضی ہے جس کا یہاں موقع نہیں ہے۔ خلاصہ کے طور پر اتنا بتا دینا کافی ہے کہ ظاہری مفہوم ومصداق کے اعتبار سے تو یہ دونوں لفظ تقریباً ایک ہی مفہوم کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن اس اعتبار سے ان دونوں کے درمیان فرق ہے کہ "ایمان" سے عام طور پر تصدیق قلبی اور احوال باطنی مراد ہوتے ہیں جب کہ اسلام" سے اکثر وبیشتر ظاہری اطاعت وفرمانبرداری مراد لی جاتی ہے اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ " وحدانیت، رسالت اور شریعت کو ماننے اور تسلیم کرنے" کا جو باطنی تعلق دل ودماغ سے قائم ہوتا ہے اس کو "ایمان" سے تعبیر کرتے ہیں اور اس باطنی تعلق کا جو اظہار عمل جوارح کے ذریعہ ظاہری احوال سے ہوتا ہے اس کو "اسلام" سے تعبیر کرتے ہیں، ایک محقق کا قول ہے تصدیق قلبی جب پھوٹ کر جوارح "اعضاء" پر نمودار ہو جائے تو اس کا نام "اسلام" ہے اور اسلام جب دل میں اتر جائے تو" ایمان" کے نام موسوم ہو جاتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ حقیقت ایک ہے مواطن کے اعتبار سے اس کو کبھی "ایمان" کہا جاتا ہے اور کبھی "اسلام" اسی لئے ایمان اور اسلام ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہیں، نہ تو ایمان کے بغیر اسلام معتبر ہوگا اور نہ اسلام کے بغیر ایمان کی تکمیل ہوگی۔ مثلاً کوئی آدمی پانچوں وقت کی نماز بھی پڑھے، ہر سال زکوۃ بھی ادا کرے، استطاعت ہو تو حج بھی کر ڈالے اور اسی طرح دوسرے نیک کام کر

کے اپنی ظاہری زندگی کو "اسلام" کا مظہر بنائے ہوئے ہو مگر اس کا باطن "قلبی تصدیق وانقیاد" سے بالکل خالی ہو اور کفر وانکار سے بھرا ہوا ہو تو اس کے یہ سارے اعمال بیکار محض قرار پائیں گے اسی طرح اگر کوئی آدمی ایمان یعنی قلبی تصدیق وانقیاد تو رکھتا ہے مگر عملی زندگی میں اسلام کا مظہر ہونے کے بجائے سرکشی ونافرمانی کا پیکر اور کافرانہ ومشرکانہ اعمال کا مجسمہ بنا ہوا ہے تو اس کا ایمان فائدہ مند نہیں ہوگا۔ بعض اہل نظر نے "ایمان اور اسلام" کی مثال شہادتین" سے دی ہے یعنی جیسے کلمہ شہادت میں دیکھا جائے تو شہادت وحدانیت الگ ہے اور شہادت رسالت الگ ہے۔ لیکن ان دونوں کا ارتباط واتحاد اس درجہ کا ہے کہ شہادت رسالت کے بغیر شہادت وحدانیت کار آمد نہیں اور شہادت وحدانیت کے بغیر شہادت رسالت کا اعتبار نہیں۔ ٹھیک اسی طرح "ایمان" اور "اسلام" کے درمیان دیکھا جائے تو بعض اعتبار سے فرق محسوس ہوتا ہے لیکن ان دونوں کا ارتباط واتحاد اس درجہ کا ہے کہ اعتقاد باطنی (یعنی ایمان) کے بغیر صرف اعمال ظاہرہ (اسلام) کھلا ہوا نفاق ہیں اور اعمال ظاہرہ کے بغیر اعتقاد باطن کفر کی ایک صورت ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ایمان اور اسلام دونوں کے مجموعہ کا نام "دین" ہے۔ ایمان کا مدار "جاننے" پر نہیں "ماننے" پر ہے: ایمان کے بارے میں اس اہم حقیقت کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ تصدیق یعنی ماننے کا نام ایمان ہے نہ کہ محض علم یا معرفت یعنی جاننے کا۔

مطلب یہ کہ ایک آدمی جانتا ہے کہ "اللہ" ہے اور اکیلا ہے وہی پروردگار اور معبود ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دین وشریعت اور تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، وہ مبنی برحقیقت وصداقت ہے۔ مگر وہ آدمی دل سے ان باتوں کو نہیں مانتا، ان پر اعتقاد نہیں رکھتا، اس کا قلب ان باتوں کے اذعان وقبول سے خالی ہے تو اس آدمی میں "ایمان" کا وجود نہیں مانا جائے گا اس کو مومن نہیں کہا جائے گا۔ مومن تو وہی آدمی ہو سکتا ہے جو ان باتوں کو سچ اور حق بھی جانے اور دل سے مانے اور تسلیم بھی کرے۔

جب داعی حق صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت پیش کی تو تمام اہل عرب بالخصوص اہل کتاب (یہود ونصاری) الوہیت کے بھی قائل تھے اور یہ بات بھی خوب جانتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے اور آخری رسول ہیں اور جو دین وشریعت پیش کر رہے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔ مگر ان میں سے جو لوگ حسد وعناد رکھنے کے سبب ان حقائق کو مانتے اور تسلیم نہیں کرتے تھے ان کے دل ودماغ میں ایمان کا نور داخل نہیں ہو سکا اور وہ کافر کے کافر ہی رہے، ان حقائق کا "جاننا" ان کے کسی کام نہ آیا۔ بعض صورتوں میں "اقرار باللسان" کی قید ضروری ہے: جن حقائق کو ایمان سے تعبیر کیا جاتا ہے ان کا زبان سے اقرار کرنا گو وجود ایمان کے لئے ضروری ہے لیکن بعض حالتوں میں یہ زبانی اقرار (اقرار باللسان) ضروری نہیں رہتا۔ مثلاً اگر کوئی آدمی گونگا ہے اور اس کے قلب میں تصدیق تو موجود ہے لیکن زبان سے کوئی لفظ ادا کرنے پر قادر نہیں ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اس کا ایمان زبانی اقرار کے بغیر بھی معتبر مانا جائے گا، اسی طرح کوئی آدمی جانی خوف یا کسی واقعی مجبوری کی بنا پر زبان سے اپنے ایمان کا اقرار نہیں کر سکتا تو اس کا ایمان بھی زبانی اقرار کے بغیر معتبر ہوگا۔

اعمال کی حیثیت: وجود ایمان کی تکمیل کے لئے "اعمال" بھی لازمی شرط ہیں کیونکہ تصدیق قلب اور زبانی اقرار کی واقعیت وصداقت کا ثبوت "اعمال" ہی ہیں۔ یہی عملی ثبوت ظاہری زندگی میں اس فیصلہ کی بنیاد بنتا ہے کہ اس کو مومن ومسلمان کہا جائے اسی بنا

پر یہ حکم ہے کہ اگر کوئی آدمی دعوائے ایمان واسلام کے باوجود ایسے اعمال کرتا ہے جو خالصتاً کفر کی علامت اور ایمان واسلام کے منافی ہیں، یا جن کو اختیار کرنے والے پر کافر ہونے کا یقین ہوتا ہے تو وہ آدمی کافر ہی شمار ہوگا اس کے اور ایمان واسلام کا دعوی غیر معتبر مانا جائے گا۔

بَابُ 1: بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِيْ هِيَ اَحَدُ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ

''نماز کا بیان'' جو اسلامی تعلیمات کا بنیادی رُکن ہے

8- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جَمِيْلِ بْنِ طَرِيْفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ

✧✧ حضرت طلحہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ بکھرے ہوئے بالوں کا مالک نجد کا رہنے والا ایک شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا' ہمیں اس کی آواز آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی مگر الفاظ سمجھ نہیں آ رہے تھے جب وہ شخص نبی اکرم ﷺ کے قریب ہوا (تو ہمیں پتہ چلا) کہ وہ آپ ﷺ سے اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بتایا (اسلام کی بنیادی تعلیم) روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرنا ہے اس نے دریافت کیا: ان کے علاوہ کوئی اور (نماز) بھی مجھ پر فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! تاہم تم نفلی نمازیں پڑھ سکتے ہو۔ نیز رمضان میں روزے رکھنا فرض ہے اس نے دریافت کیا ان کے علاوہ (کوئی اور روزے بھی) فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! تاہم تم نفلی روزے رکھ سکتے ہو۔ (حضرت طلحہ بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کے سامنے زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر کیا تو اس نے یہی سوال کیا' زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور (مالی ادائیگی) بھی مجھ پر فرض ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! تاہم تم نفلی طور پر (صدقہ وخیرات) کر سکتے ہو' تو وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس چل دیا۔ اللہ کی قسم! میں ان امور میں کوئی کمی یا اضافہ نہیں کروں گا۔ (یہ سُن کر) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر یہ سچ کہہ رہا ہے' تو پھر یہ کامیاب ہوگا۔

9- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے منقول ہے' تاہم اس کے آخر میں نبی اکرم ﷺ کے

حدیث 8: بخاری (46)' (1792)' (6556) ابو داؤد (391)' (392) نسائی (458)' (2090)' (5028) امام مالک (423) دارمی (1578) ابن حبان (1724)' (3262) ابن خزیمہ (306) بیہقی (1572)' (4235)' (4237)

الفاظ اس طرح منقول ہے: ''اس کے باپ کی قسم! اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو یہ کامیاب ہو گیا (یا یہ الفاظ فرمائے) اس کے باپ کی قسم! اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو یہ جنت میں داخل ہو گا۔''

بَابُ 2: السُّؤَالِ عَنْ اَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

ارکانِ اسلام سے متعلق سوال کرنا

10- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِينَا اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْاَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَآءَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَآءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ آللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِي اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ ثُمَّ وَلّٰى قَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ

✧✧ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: ہمیں نبی اکرم ﷺ سے سوالات پوچھنے سے منع کر دیا گیا تو ہماری خواہش ہوتی تھی کہ کوئی سمجھدار دیہاتی آ کر نبی اکرم ﷺ سے کوئی سوال کرے اور ہم (آپ ﷺ کے جواب سے) فیض یاب ہوں۔ ایک مرتبہ ایک دیہاتی آیا اور بولا: اے محمد ﷺ! آپ کا مبلغ ہمارے ہاں آیا تھا اور اس نے بتایا کہ آپ ﷺ اس بات کے دعوے دار ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: اس نے درست بتایا ہے۔ دیہاتی نے پوچھا: آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ دیہاتی نے پوچھا: زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے۔ دیہاتی نے پوچھا: پہاڑوں کو کس نے نصب کیا ہے؟ اور زمین پر موجود دیگر اشیاء کو کس نے پیدا کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے' تو وہ دیہاتی بولا جس ذات نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے' ان پہاڑوں کو نصب کیا ہے' میں آپ ﷺ کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: ہاں! وہ دیہاتی بولا' ہمیں آپ ﷺ کے مبلغ نے یہ بھی بتایا تھا کہ ہمیں روزانہ پانچ نمازیں ادا کرنا ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ بتایا ہے۔ دیہاتی بولا' میں آپ ﷺ کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا

حدیث 10: بخاری (59) نسائی (2091) احمد (8714)' (12032)' (12479) ابن حبان (104)' (155) بیہقی (8394)' (20150) ابو یعلی (3333)

ہے' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! وہ دیہاتی بولا' آپ ﷺ کے مبلغ نے ہمیں یہ بھی بتایا تھا کہ ہمیں اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ دیہاتی بولا' میں آپ ﷺ کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ ﷺ کو معبوث کیا ہے' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! دیہاتی بولا' آپ ﷺ کے قاصد نے یہ بھی بتایا تھا کہ ہمیں ہر سال رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے سچ بتایا ہے۔ دیہاتی بولا جس ذات نے آپ ﷺ کو معبوث کیا ہے' میں آپ ﷺ کو اسی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات کا بھی حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! وہ بولا' آپ ﷺ کے مبلغ نے ہمیں یہ بھی بتایا تھا کہ جو شخص صاحبِ استطاعت ہو' اسے حج کرنا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ بتایا ہے' تو وہ دیہاتی یہ کہتے ہوئے واپس مڑ گیا جس ذات نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ معبوث کیا ہے اس کی قسم میں ان تمام احکام میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں کروں گا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ سچ کہہ رہا ہے' تو یہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

11- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُهِيْنَا فِي الْقُرْاٰنِ اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ

✧✧ (امام مسلم فرماتے ہیں) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس کے آغاز میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں' قرآن میں ہمیں نبی اکرم ﷺ سے سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا۔

بَابُ 3: بَيَانِ الْاِيْمَانِ الَّذِيْ يُدْخَلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَاَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ

ایمان وہ چیز ہے جس کی بدولت انسان جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص شرعی احکام پر عمل کرے گا' وہ جنت میں داخل ہوگا

12- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اَيُّوْبَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَاَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهٖ اَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وُفِّقَ اَوْ لَقَدْ هُدِيَ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَاَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ

✧✧ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ سفر کے دوران ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کے سامنے آیا اور آپ ﷺ کی اونٹنی کی لگام پکڑ کر کہنے لگا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتائیں جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور جہنم سے دُور کر دے۔ نبی اکرم ﷺ وہیں رُک گئے اور پھر اپنے اصحاب کی طرف دیکھتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کو توفیق ملی ہے (یا شاید یہ فرمایا) اس شخص کو یہ ہدایت ملی ہے (کہ وہ یہ اہم سوال کرے) پھر آپ ﷺ نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' تم نے کیا پوچھا تھا؟ اس نے اپنا سوال دہرایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ کی عبادت کرو' کسی کو اس

حدیث 12: بخاری (1332)' (1333) ترمذی (388) ابن ماجہ (1422)' (1423) احمد (23596)' (8496)' (8722) ابن حبان (3246)' (214)' (437) ابن خزیمہ (316) حاکم (53)' (2484) بیہقی (7029)' (4343) معجم کبیر (3925)' (936)' (61)

کا شریک نہ سمجھو نماز ادا کرو زکوۃ ادا کرو صلہ رحمی کرو (یہ اعمال تمہیں جنت کے قریب اور جہنم سے دُور کردیں گے اب) اونٹنی (کی لگام) چھوڑ دو۔

13- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَّاَبُوْهُ عُثْمَانُ اَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

14- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ مُّوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ اَعْمَلُهُ يُدْنِيْنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ اَبِي شَيْبَةَ اِنْ تَمَسَّكَ بِهِ

✧✧ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی کریں کہ اگر میں اسے انجام دوں تو وہ عمل مجھے جنت کے قریب کردے اور جہنم سے دُور کردے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: تم اللہ کی عبادت کرو' کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ' نماز ادا کرو' زکوۃ ادا کرو' رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو' جب وہ شخص چلا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے ان احکام پر عمل کیا تو جنت میں داخل ہوگا۔

15- وَحَدَّثَنِي اَبُوْبَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا اَبَدًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کسی ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی کریں جسے اختیار کرنے کے بعد میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم فرض نمازیں ادا کرو' فرض زکوۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو۔ وہ شخص بولا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' میں کبھی بھی ان احکام میں کوئی کمی یا اضافہ نہیں کروں گا جب وہ شخص چلا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہتا ہو' تو اسے دیکھ لے۔

16- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاللَّفْظُ لِاَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ

حدیث 16: (14434)'(14789) حاکم (6496) بیہقی (19489) ابویعلیٰ (1940)'(2295)

اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ اَاَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' حضرت نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں فرض نمازیں ادا کرتا رہوں اور حرام کاموں سے بچتا رہوں' حلال امور اختیار کرتا رہوں' تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں!

17- وَحَدَّثَنِىْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَالْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ وَّاَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ وَزَادَا فِيْهِ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس کے آخر میں حضرت نعمان کے یہ الفاظ منقول ہیں' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان احکام میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کروں گا۔

18- وَحَدَّثَنِىْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَّهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا اَاَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اگر میں فرض نمازیں ادا کرتا رہوں' رمضان میں روزے رکھوں' جائز کام کروں' حرام کاموں سے بچتا رہوں اور ان احکام میں کسی چیز کا اضافہ نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ہاں! اس پر وہ بولا' اللہ کی قسم! میں ان احکام میں کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔

بَابُ 4: بَيَانِ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامِ

اسلام کی بنیادی تعلیمات اور ارکان کا بیان

19- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِىُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ يَّعْنِىْ سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ الْاَحْمَرَ عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِىِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِىَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسَةٍ عَلٰى اَنْ يُّوَحَّدَ اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ فَقَالَ رَجُلٌ الْحَجِّ وَصِيَامِ رَمَضَانَ قَالَ لَا صِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ هٰكَذَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اسلام کے بنیادی احکام پانچ ہیں' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنا' نماز پڑھنا' زکوٰۃ ادا کرنا' رمضان میں روزے رکھنا اور حج کرنا۔

حدیث 19: بخاری (8) ترمذی (2609) نسائی (5001) احمد (4798)' (6015)' (6301) ابن حبان (158)' (1446) ابن خزیمہ (308)' (309)' (1880) بیہقی (1561)' (7013)' (7680) ابویعلی (7502)' (7507) معجم کبیر (2363)' (2364)' (2368)

ایک شخص نے دریافت کیا (نبی اکرم ﷺ کے الفاظ میں ترتیب کیا ہے؟) حج اور رمضان کے روزے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں (ترتیب یہ ہے) "رمضان کے روزے اور حج" میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

20- وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَسْكَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ السُّلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ عَلٰى اَنْ يُّعْبَدَ اللّٰهُ وَيُكْفَرَ بِمَا دُوْنَهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: اسلام کے بنیادی احکام پانچ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور ہر جھوٹے معبود کا انکار کرنا، نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان میں روزے رکھنا۔

21- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَّهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

✧✧ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اسلام کے بنیادی احکام پانچ ہیں اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان میں روزے رکھنا۔

22- وَحَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ يُحَدِّثُ طَاوُسًا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَلَا تَغْزُو فَقَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْإِسْلَامَ بُنِيَ عَلٰى خَمْسَةٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ

✧✧ طاؤس کہتے ہیں، ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، آپ جہاد میں کیوں شریک نہیں ہوتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اسلام کے بنیادی احکام پانچ ہیں اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے، نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان میں روزے رکھنا اور حج کرنا۔

بَابُ 5: اَلْاَمْرِ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَائِعِ الدِّيْنِ وَالدُّعَاءِ اِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهٖ وَتَبْلِيْغِهٖ مَنْ لَّمْ يَبْلُغْهُ

اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور شرعی تعلیمات پر ایمان لانے کا حکم دینا، ان کی طرف دعوت دینا، ان کے بارے میں دریافت کرنا، انہیں یاد کرنا اور دوسروں تک اس کی تبلیغ کرنے کا بیان

23- حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنَا

حدیث 23: بخاری (500)، (2928) ابوداؤد (3692) ترمذی (2611) نسائی (5031) ابن حبان (157) ابن خزیمہ (1879)، (2445)، (2246) بیہقی (12528) ابویعلی (6873) معجم کبیر (10688)، (12950)، (12953)

یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا هٰذَا الْحَیَّ مِنْ رَّبِیْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَا نَخْلُصُ اِلَیْكَ اِلَّا فِیْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَعْمَلُ بِهٖ وَنَدْعُوْ اِلَیْهِ مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءُ الزَّكَاةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُقَیَّرِ زَادَ خَلَفٌ فِیْ رِوَایَتِهٖ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً

✧✧ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا' انہوں نے عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا تعلق ربیعہ قبیلے سے ہے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر قبیلے سے تعلق رکھنے والے کفار رکاوٹ ہیں اس لیے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں' آپ ہمیں ان امور کا حکم دیں جن پر ہم خود بھی عمل کر سکیں اور اپنے پیچھے موجود لوگوں کو ان کی تعلیم دے سکیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں چار کاموں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے روکتا ہوں۔ اللہ پر ایمان لانے (کا حکم دیتا ہوں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' نماز پڑھنا' زکوۃ ادا کرنا' مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔ میں تمہیں دباء' حنتم' نقیر اور مقیر سے منع کرتا ہوں۔

(اس روایت کے ایک راوی) خلف نے اپنی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت کا ذکر کیا تو انگلی سے اشارہ بھی کیا۔

24- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ و قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّبَیْنَ النَّاسِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ تَسْاَلُهٗ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْوَفْدُ اَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِیْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا النَّدَامٰی قَالَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَاْتِیْكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیْدَةٍ وَّاِنَّ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ هٰذَا الْحَیَّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَاْتِیَكَ اِلَّا فِیْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ قَالَ اَمَرَهُمْ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسًا مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِیْرِ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَیَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْا بِهٖ مِنْ وَّرَآءَكُمْ و قَالَ اَبُوْبَكْرٍ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِیْ رِوَایَتِهٖ مَنْ وَّرَآءَكُمْ وَلَیْسَ فِیْ رِوَایَتِهِ الْمُقَیَّرِ

✧✧ ابو جمرہ بیان کرتے ہیں: جن دنوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ترجمان کے فرائض سرانجام دے رہا تھا' ان دنوں ایک عورت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے گھڑے میں بنائی گئی نبیذ کا حکم دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: جب عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کہاں کا وفد ہے (یا شاید یہ فرمایا تھا) یہ کون سی قوم ہے؟ انہوں نے عرض کی' ربیعہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کو خوش آمدید' انہیں کوئی شرمندگی یا ندامت نہیں ہوگی۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہم بہت دُور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں' ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان ''مضر'' قبیلے سے تعلق رکھنے والے کفار رکاوٹ ہیں اس لیے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں ہی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں' آپ ہمیں ایسے بنیادی احکام کے بارے میں بتائیں جو ہمارے پیچھے موجود (قبیلے والوں) کے لیے بھی ہوں اور ان پر (عمل یا اعتقاد) کی بدولت ہم جنت میں داخل ہو جائیں تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں صرف اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور پوچھا' کیا تم جانتے ہو صرف اللہ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی' اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (اس کا مطلب یہ ہے کہ) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا' رمضان میں روزے رکھنا (اور ہاں) مالِ غنیمت میں پانچواں حصہ ادا کرنا پھر نبی اکرم ﷺ نے انہیں دباء' حنتم اور مزفت سے منع کیا۔

(اس روایت کو نقل کرتے ہوئے چوتھی چیز کے طور پر) شعبہ کبھی ''نقیر'' لفظ نقل کرتے ہیں اور کبھی ''مقیر'' لفظ نقل کرتے ہیں۔

(پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) ان احکام کو یاد کرلو اور اپنے پیچھے موجود لوگوں کو ان کی تبلیغ کر دینا۔

(امام مسلم فرماتے ہیں) ابن ابی شیبہ اپنی روایت میں 'مِن'' کی بجائے 'مَن'' کا لفظ نقل کرتے ہیں۔ نیز ان کی روایت میں لفظ ''مقیر'' کا ذکر نہیں ہے۔

25- وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَقَالَ اَنْهَاكُمْ عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَشَجِّ اَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ اِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ لفظ مختلف ہیں:

''میں تمہیں ان تمام مشروبات سے منع کرتا ہوں جنہیں دباء' حنتم' نقیر اور مزفت میں تیار کیا جاتا ہے۔''

ابن معاذ کی روایت میں نبی اکرم ﷺ کے ان الفاظ کا بھی ذکر ہے۔ آپ نے وفد کے سربراہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''تمہارے اندر دو خصوصیات ہیں اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو پسند کرتا ہے' ایک بردباری اور دوسری سمجھ بوجھ۔''

26- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ لَقِيَ

حدیث 26: بخاری (74)' (78)' (87) احمد (21147)' (21169)' (11871) ابن حبان (102) ابن خزیمہ (2245) معجم کبیر (12953)'(12954)

الْوَفْدَ الَّذِيْنَ قَدِمُوا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ سَعِيْدٌ وَّذَكَرَ قَتَادَةُ اَبَا نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهٖ هٰذَا اَنَّ اُنَاسًا مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا حَيٌّ مِّنْ رَّبِيْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَقْدِرُ عَلَيْكَ اِلَّا فِيْ اَشْهُرِ الْحُرُمِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَاْمُرُ بِهٖ مَنْ وَّرَآئَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ اِذَا نَحْنُ اَخَذْنَا بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَاَعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا عِلْمُكَ بِالنَّقِيْرِ قَالَ بَلٰى جِذْعٌ تَنْقُرُوْنَهٗ فَتَقْذِفُوْنَ فِيْهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ قَالَ سَعِيْدٌ اَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ تَصُبُّوْنَ فِيْهِ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى اِذَا سَكَنَ غَلَيَانُهٗ شَرِبْتُمُوْهُ حَتّٰى اِنَّ اَحَدَكُمْ اَوْ اِنَّ اَحَدَهُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهٖ بِالسَّيْفِ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ اَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ وَكُنْتُ اَخْبَؤُهَا حَيَاءً مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَفِيْمَ نَشْرَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فِيْ اَسْقِيَةِ الْاَدَمِ الَّتِيْ يُلَاثُ عَلٰى اَفْوَاهِهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَرْضَنَا كَثِيْرَةُ الْجُرْذَانِ وَلَا تَبْقٰى بِهَا اَسْقِيَةُ الْاَدَمِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ اَكَلَتْهَا الْجُرْذَانُ وَاِنْ اَكَلَتْهَا الْجُرْذَانُ وَاِنْ اَكَلَتْهَا الْجُرْذَانُ قَالَ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ

✧✧ قتادہ کہتے ہیں' وفد عبدالقیس سے ملاقات کرنے والے ایک صحابی نے یہ حدیث مجھے سنائی ہے جب کہ ایک اور سند کے مطابق قتادہ یہ روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

عبدالقیس قبیلے سے تعلق رکھنے والے بعض لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا' اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! ہم ''ربیعہ'' قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں' ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان ''مضر'' قبیلے سے تعلق رکھنے والے کفار حائل ہیں اس لیے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں لہٰذا آپ ﷺ ہمیں وہ احکام بتائیں جنہیں ہم اپنے قبیلے والوں تک پہنچا سکیں اور ان احکام پر عمل کی بدولت ہم جنت میں داخل ہو سکیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ سمجھو' نماز پڑھو' زکوٰۃ ادا کرو' رمضان میں روزے رکھو' مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔ دباء' حنتم' مزفت اور نقیر' ان چار چیزوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ! کیا آپ نقیر کے بارے میں جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ہاں! تم لکڑی کو کھوکھلا کر کے اس میں چھوہارے' (راوی) سعید کو شک ہے کہ شاید آپ ﷺ نے فرمایا تھا' کھجوریں بھگو دیتے ہو پھر جب کچھ پانی کو جوش آ جائے اور پھر وہ ٹھہر جائے تو تم اسے پینا شروع کر دیتے ہو (جس کے نتیجے میں بعض اوقات) کوئی شخص اپنے چچازاد پر بھی تلوار سے حملہ کر دیتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) وفد کے ارکان میں موجود ایک شخص اسی طرح کی صورتِ حال کا شکار ہو کر زخمی ہوا تھا' وہ صاحب کہتے ہیں' میں نے شرمندگی کی وجہ سے اس زخم کو نبی اکرم ﷺ سے چھپایا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! ہم کس طرح کے برتن استعمال کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم چمڑے کے ان مشکیزوں کو استعمال کرو جن کے منہ کو بند کیا جاتا ہے۔ بعض حضرات نے عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ! ہمارے علاقے

میں چوہے بہت زیادہ ہوتے ہیں اس لیے چمڑے کے مشکیزے زیادہ دیر تک قابلِ استعمال نہیں رہ سکتے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (شراب کے برتنوں کی بجائے چمڑے کے مشکیزے ہی استعمال کرو) اگرچہ چوہے انہیں خراب کر دیں، اگرچہ چوہے انہیں خراب کر دیں، اگرچہ چوہے انہیں خراب کر دیں، پھر نبی اکرم ﷺ نے وفد کے سربراہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، تمہارے اندر دو ایسی خوبیاں موجود ہیں جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، بُردباری اور سمجھ بوجھ۔

شرح

اسلام کی آواز جب مکہ اور مدینہ کے اطراف سے نکل کر دوسرے علاقوں میں پہنچی تو مختلف مقامات کے قبیلوں اور قوموں کے افراد وفد کی شکل میں اسلامی تعلیمات کی حقیقت اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی صداقت کو جاننے اور سمجھنے کے لئے دربار رسالت میں حاضر ہونے لگے۔ یہ وفود دینی تعلیمات اور اسلامی فرائض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتے۔ احادیث میں ایسے بہت سے وفود کا ذکر آتا ہے جو اس سلسلہ میں دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام کی آواز کو دور دراز کے علاقوں اور قبیلوں تک پہنچانے کا ذریعہ بنے، ایسا ہی ایک وفد عبدالقیس ہے جس کا تذکرہ اس حدیث میں کیا جا رہا ہے۔

عبدالقیس دراصل سربراہ وفد کا نام تھا انہی کی نسبت سے یہ وفد مشہور ہوا۔ یہ لوگ بحرین کے باشندے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو مرتبہ حاضر ہوئے پہلی مرتبہ فتح مکہ سے پہلے ۵ ھ میں، اس وقت ان کی تعداد ۱۳ یا ۱۴ تھی، دوسری مرتبہ ۸ یا ۹ ھ میں جب ان کی تعداد چالیس تھی یہی وہ وفد ہے جس کے قبیلہ کی مسجد میں اسلام میں مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جمعہ قائم ہوا ہے چنانچہ صحیح البخاری کی روایت ہے: (حدیث اول جمعۃ بعد جمعۃ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد عبدالقیس بجواثی من البحرین)۔ "مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ بحرین کے مقام جواثی میں عبدالقیس کی مسجد میں ادا کیا گیا۔ اس وفد کی آمد کے سلسلہ میں یہ منقول ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس ابھی ایک ایسا قافلہ آنے والا ہے جو اہل مشرق میں سب سے بہتر ہے۔ سیدنا عمر ان کو دیکھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو انہیں تیرہ آدمیوں کا قافلہ آتا ہوا نظر آیا جب قافلہ قریب آیا حضرت عمر فاروق نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری سنائی اور قافلہ کے ساتھ ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوئے، اہل قافلہ کی نظر جوں ہی روئے انور صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی سب کے سب بے تابانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ پڑے اور فرط اشتیاق سے اپنا سامان اسی طرح چھوڑ کر دیوانہ وار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک چومنے لگے، حضرت عبدالقیس جو امیر قافلہ تھے اگرچہ نوعمر تھے لیکن سب سے پیچھے رہ گئے تھے، انہوں نے پہلے سب کے اونٹ باندھے پھر اپنا بکس کھولا، سفر کے کپڑے اتارے اور دوسرا لباس تبدیل کیا پھر سکون و وقار کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا آدمی بدشکل تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر اٹھائی تو انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آدمی کی محبت صرف اس ڈھانچہ سے نہیں ہوتی بلکہ اس کی قدر و قیمت اس کے دو چھوٹے اعضاء بتاتے ہیں اور وہ "زبان و دل" ہیں، "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تم میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ و رسول پسند کرتے ہیں یعنی دانائی اور بردباری۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ

خصلتیں مجھ میں پیدائشی ہیں یا کسبی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پیدائشی"۔ اس قبیلہ کے افراد کو اپنے وطن سے مدینہ آنے کے لئے " کفار مضر" قبیلے کے پاس سے گزرنا پڑتا تھا اس قبیلہ کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ بہت زیادہ جنگ جو تھا۔ ان کی آبادی کے قریب سے جو بھی گزرتا تھا ان سے جنگ ہونی ضرور تھی اس لئے اس وفد نے کہا چونکہ ہمارے لئے عام دنوں میں آنا بہت مشکل ہے، اس لئے بار بار نہیں آسکتے، صرف ان ہی مہینوں میں آسکتے ہیں جو عرب میں اشہر حرام سمجھے جاتے ہیں۔

اہل وفد کو جن چیزوں کو تعلیم دی گئی وہ چار ہیں: (۱) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ (۲) نماز۔ (۳) روزہ۔ (۴) حج کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن بعض محدثین نے اس حدیث میں "حج البیت" کے الفاظ ذکر کئے ہیں جس کو حافظ ابن حجر نے شاذ قرار دیا ہے۔

ان لوگوں کو ایک حکم بعد میں جو بطور خاص دیا گیا وہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ ادا کرنے کا تھا اور ان کو یہ حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ یہ لوگ اکثر جہاد کیا کرتے تھے اور کفار سے مقابلہ آرائی کے نتیجہ میں مال غنیمت حاصل کرتے تھے۔

جن چار چیزوں سے ان لوگوں کو منع کیا گیا وہ چار برتن تھے جن کے استعمال کی ان دنوں ممانعت تھی اصل میں یہ مخصوص قسم کے برتن ہوتے تھے جو اہل عرب کے ہاں شراب بنانے اور شراب رکھنے کے کام میں آتے تھے۔ چونکہ شراب حرام ہو چکی تھی اس لئے ان برتنوں کے استعمال سے بھی منع فرما دیا گیا تاکہ اس سے شراب کی موجودگی یا شراب کے استعمال کا شبہ نہ ہو سکے مگر جب بعد میں شراب کی حرمت مسلمانوں کے دلوں میں پختگی کے ساتھ بیٹھ گئی اور برتنوں کے بارہ میں یہ احتمال نہ رہا کہ یہ برتن خاص طور پر شراب ہی کے لئے بنائے جاتے ہیں تو ان کا استعمال مباح قرار دیا گیا، لہٰذا اب یہ حکم منسوخ مانا جائے گا۔

27- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ غَیْرُ وَاحِدٍ لَقِیَ ذٰلِكَ الْوَفْدَ وَذَكَرَ اَبَا نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّةَ غَیْرَ اَنَّ فِیْهِ وَتَذِیْفُوْنَ فِیْهِ مِنَ الْقُطَیْعَاءِ وَالتَّمْرِ وَالْمَاءِ وَلَمْ یَقُلْ قَالَ سَعِیْدٌ اَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں ایک بات مختلف ہے اور اس میں راوی سعید کا مشکوک بیان موجود نہیں ہے۔

28- حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ قَزَعَةَ اَنَّ اَبَا نَضْرَةَ اَخْبَرَهٗ وَحَسَنًا اَخْبَرَهُمَا اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوْا نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ جَعَلَنَا اللّٰهُ فِدَائَكَ مَاذَا یَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْاَشْرِبَةِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِی النَّقِیْرِ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ جَعَلَنَا اللّٰهُ فِدَائَكَ اَوَ تَدْرِیْ مَا النَّقِیْرُ قَالَ نَعَمِ الْجِذْعُ یُنْقَرُ وَسَطُهٗ وَلَا فِی الدُّبَّاءِ وَلَا فِی الْحَنْتَمَةِ وَعَلَیْكُمْ بِالْمُوْكَا

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر فدا ہونے کا موقع نصیب کرے' پینے کے لیے ہم کس طرح کے برتن استعمال کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نقیر استعمال نہ کرو۔ انہوں نے عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ ہمیں

آپ پر فدا ہونے کا موقع نصیب کرے' کیا آپ ﷺ نقیر کے بارے میں جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! لکڑی کو درمیان میں سے کاٹ کر اس برتن کو بنایا جاتا ہے اور ہاں دباء حنتمہ کو بھی استعمال نہ کرو صرف چمڑے کے منہ بند مشکیزے استعمال کیا کرو۔

بَابُ 6: الدُّعَآءِ اِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ

کلمہ شہادت اور شرعی تعلیمات (قبول کرنے) کی دعوت دینا

29- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ وَكِيْعٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِیٍّ عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رُبَّمَا قَالَ وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكَ تَاْتِیْ قَوْمًا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِیْ فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے مجھے (کسی علاقے کا گورنر اور قاضی بنا کر) بھیجا اور فرمایا' تم ایسے علاقے میں جا رہے ہو جہاں اہلِ کتاب بھی بستے ہیں' سب سے پہلے انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان لے آئیں اگر وہ اس دعوت کو قبول کر لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اس حکم کو بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جسے امیر لوگوں سے وصول کر کے غریب لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے گا جب وہ اس حکم کو بھی تسلیم کر لیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کرتے ہوئے عمدہ اور بہترین چیزیں لینے کی کوشش نہ کرنا اور کسی بھی مظلوم کی بددعا سے بچنے کی کوشش کرنا کیونکہ اس بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب موجود نہیں ہوتا۔

30- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِیِّ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اِسْحٰقَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِیٍّ عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اِنَّكَ سَتَاْتِیْ قَوْمًا بِمِثْلِ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان منقول ہے' نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا۔

31- حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِیُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَّهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ

حدیث 29: بخاری (1331)' (1389)' (1425) ابو داؤد (1584) ترمذی (625) نسائی (2435)' (2522) ابن ماجہ (1783) دارمی (1614) احمد (2071)' (22105)' (22171) ابن حبان (156)' (647)' (2419) ابن خزیمہ (2275)' (2346) بیہقی (7068)' (7095) معجم کبیر (12207)' (688)' (242)' (362) دارقطنی (4)

عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ قَالَ اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ اَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَاِذَا فَعَلُوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِذَا اَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر مقرر کیا تو انہیں ہدایت کی: اہلِ کتاب سے تمہارا واسطہ پڑے گا اس لیے سب سے پہلے تم انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا جب وہ اللہ کی معرفت حاصل کر لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ نمازوں کی ادائیگی فرض کی ہے جب وہ اس پر عمل کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو انہیں یہ بھی بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کی ادائیگی بھی فرض کی ہے جسے وصول کر کے انہی میں شامل غریب لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے گا جب وہ اس حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوں' تو ان سے زکوٰۃ وصول کر لینا (زکوٰۃ میں صرف) عمدہ اور قیمتی مال ہی وصول نہ کرنا۔

بَابُ 7: اَلْاَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(کافر) لوگ جب تک کلمہ نہ پڑھیں' ان سے جنگ کرنے کا حکم

32- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِیْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَّاَيْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ ظاہری ہوا اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا' تو اس دوران کچھ عرب قبائل نے (زکوٰۃ کی ادائیگی سے) انکار کیا (تو خلیفۃ المسلمین نے ان کے خلاف جنگ کرنے کا عزم ظاہر کیا اس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا' آپ ان لوگوں کے خلاف کیسے جنگ کر

حدیث 32: بخاری (25)' (385)' (1335) ابوداؤد (1556)' (1557)' (2640) ترمذی (2606)' (2607)' (2608) نسائی (2443)' (3090)' (3091)' (3092) ابن ماجہ (71)' (72)' (3927) داری (2411) احمد (67)' (117)' (239) ابن حبان (174)' (175)' (216) ابن خزیمہ (2248) حاکم (1428)' (3926)' (8091) بیہقی (2031)' (4919)' (4920) ابویعلیٰ (68)' (2282)' (6134) معجم کبیر (593)' (1746)

سکتے ہیں؟ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ایسے لوگوں سے صرف اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہیں کر لیتے اور جب وہ اس کا اقرار کرلیں تو ان کے مال اور جان میری طرف سے محفوظ ہوں گے۔ ماسوائے کسی حق کے (یعنی جرم کے ارتکاب پر کوئی جانی یا مالی سزا دی جاسکتی ہے) اور ایسے شخص کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا''۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! جو بھی شخص نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرنے کی کوشش کرے گا' میں اس کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا چونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جس کی ادائیگی فرض ہے) اللہ کی قسم! اگر وہ لوگ کوئی ایسی رسی بطورِ زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کریں جسے وہ عہد رسالت میں ادا کیا کرتے تھے تو ان کے اس انکار پر بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے پتہ چل گیا کہ جنگ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اس لیے مجھے یقین ہو گیا کہ ان کی رائے درست ہے۔

شرح

یہ دنیا اللہ کی حقیقی ملکیت ہے وہی اس زمین کا شہنشاہ اور تمام کائنات کا حاکم مطلق ہے اس کی زمین پر رہنے کا حق اسی کو حاصل ہے جو اس کی حاکمیت کو تسلیم کرکے اس کے قوانین کی پیروی کرتا ہے اس کے احکام کی تابعداری کرتا ہے، اس کے اتارے ہوئے نظام وشریعت کے تحت زندگی گزارتا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول اور پیغمبر کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے۔

اس دنیا میں پیغمبروں کی بعثت کا اصل مقصد روئے زمین پر حقیقی شہنشاہ اور حاکم مطلق (اللہ تعالیٰ) کی حاکمیت کا نفاذ کرنا ہوتا ہے، پیغمبر کا فریضہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دین وشریعت کی صورت میں حاکمیت الٰہ کا جو مشن لے کر آیا ہے اس کو ہر ممکن جدوجہد کے ذریعہ پھیلائے لوگوں کو اپنے دین کے دائرہ میں لانے کی پوری پوری کوشش کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کی جدوجہد اور سعی کے نتیجہ میں جو معاشرہ بن گیا ہے اس پر دنیا کے کسی غیر دینی روایت وقانون اور کسی آدمی وگروہی بالادستی کی حکمرانی قائم نہ ہونے پائے بلکہ صرف خدائی حکمرانی یعنی دین وشریعت کی حکومت قائم ہو اور پھر کسی کو اس بات کی اجازت نہ ہو کہ وہ دین وشریعت کا دشمن و مخالف اور باغی بن کر اس معاشرہ (اسلامی ریاست) میں رہ سکے جو لوگ بغاوت وسرکشی اختیار کریں اور خدائی حکمرانوں کے تحت آنے سے منکر ہوں ان کے خلاف وہی کاروائی کی جائے جو کسی بھی معاشرہ میں آئین وحکومت کے باغیوں کے خلاف ہوتی ہے، اسی حقیقت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں خدائی حکمرانی باغیوں اور دین وشریعت کے دشمنوں کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک وہ اپنی سرکشی اور دشمنی کو ترک کرکے ہماری معاشرہ یعنی (اسلامی ریاست) میں رہنے کے حقوق حاصل نہ کرلیں اور انہیں یہ حقوق ملنے کی ایک تو یہی صورت ہے کہ وہ کفر وسرکشی کے بجائے ایمان واسلام اختیار کرلیں یعنی صدق دل سے اس بات کا اقرار اور زبان سے اظہار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، پھر اپنے عمل سے ثابت کریں کہ ان کا یہ اقرار اور زبان سے اظہار مخلصانہ ہے (یعنی اللہ اور اس کے رسول کے تمام احکام کی پیروی کریں) خصوصاً پابندی سے نماز پڑھیں، زکوٰۃ ادا کریں اور دوسرے فرائض پر

عمل کریں۔

دوسری صورت (جس کا اس حدیث میں تو ذکر نہیں ہے۔لیکن دوسری جگہوں پر ثابت ہے) یہ ہے کہ اگر وہ لوگ ایمان واسلام کے دائرے میں نہیں آنا چاہتے مگر اسلامی ریاست میں اپنی وطنیت اور بودوباش کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دینی و مذہبی طور پر نہ سہی مگر سماجی و معاشرتی طور پر اسلامی ریاست کے تابع اور من پسند باشندے بن کر رہنے کا اقرار کریں جس کی علامت اس ٹیکس کی پابندی سے ادائیگی ہے جس کو اصطلاح میں "جزیہ" کہا جاتا ہے اس ٹیکس کی ادائیگی اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کے تمام انسانی، سماجی اور شہری حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہے۔

اگر کوئی آدمی جزیہ نہ دینا چاہے تو اس کا متبادل یہ ہے کہ وہ اپنی محکومیت و مغلوبیت کا اقرار کر کے کسی خاص معاہدہ کے تحت سربراہ ریاست (رسول) سے صلح کرلے اور پناہ لے کر اسلامی ریاست میں رہے، اسلامی قانون اپنے مخصوص رحم وکرم کی بناء پر اس کے جان و مال اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری لے لے گا۔ بہر حال حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی ایمان واسلام کے دائرہ میں داخل ہو جائے یا جزیہ ادا کر کے اور پناہ لے کر اسلامی ریاست کا باشندہ ہو اس کے جان و مال اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری ریاست کے اوپر ہوگی۔ اور ریاست اپنے اسلامی قانون کے تحت اس کے تمام انسانی، سماجی اور شہری حقوق کی نگہداشت کرے گی لیکن جہاں تک قانونی جرائم، سماجی بے اعتدالیوں اور بشری خطاؤں کا تعلق ہے ان کے بارے ہر حال میں مواخذہ ہوگا خواہ ان کا مرتکب کوئی مسلمان ہو یا ذمی کافر، اس معاملہ میں کسی کے ساتھ رعایت وچشم پوشی نہیں ہوگی، مثلاً اگر کوئی مسلمان یا ذمی کسی کو ناحق قتل کر دیتا ہے تو اس کو قصاص (سزا) میں قتل کر دیا جائے گا یا ایسے ہی کوئی زنا کرے گا تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔

اور اس کو پوری سزا دی جائے گی یا کسی نے کسی کا مال زبردستی ہڑپ کرلیا تو اس سے اس کا مال مالک کو واپس دلایا جائے گا، گویا قانون کی عملداری ہر حال میں قائم کی جائے گی جو آدمی بھی خلاف ورزی کرے گا اس کو ضرور سزا دی جائے گی اسلامی حقوق اور قوانین کے نفاذ کے معاملہ میں کسی تخصیص اور رعایت کا سوال پیدا نہیں ہوگا۔ حدیث کے آخر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے کہ شریعت اپنے قانون کے نفاذ میں ظاہری حیثیت پر حکم لگاتی ہے اور باطنی حالت کو اللہ کے سپرد کر دیتی ہے یعنی اگر کوئی آدمی جان و مال کی حفاظت یا کسی غرض کے تحت بظاہر مسلمان بن جاتا ہے اور دل میں کفر ونفاق ہے تو اسلامی قانون اس کو مسلمان ہی تسلیم کرے گا، دل کا معاملہ اللہ کے سپرد رہے گا، اگر واقعی اس کے دل میں کھوٹ ہوگا تو آخرت میں اس کو نفاق کی سزا یقیناً ملے گی، وہاں مواخذہ اللہ وندی سے نہ بچ سکے گا۔

یہ حدیث اس مسئلہ کی بھی دلیل ہے کہ ملحدوں اور زندیقوں کی توبہ قبول کی جاسکتی ہے یعنی اگر کوئی ملحد و زندیق آکر یہ کہے کہ میں الحاد و زندقہ سے توبہ کرتا ہوں تو اس کی توبہ قبول کر کے اس کی جان لینے سے اجتناب کیا جائے گا۔ ویسے اس مسئلہ میں متعدد اقوال ہیں، ان میں سے ظاہر تر قول یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے بے دینی کا اظہار کیا اور اپنی زبان سے ایسے الفاظ نکالے جن سے اس کا منکر اللہ اور منکر دین ہونا معلوم ہوتا ہو پھر جلد ہی اس نے الحاد و زندیقی سے برأت کی اور برضا ورغبت توبہ کرلی تو اس کی توبہ قبول ہوگی اور اگر اس کی توبہ محض جان بچانے کے لئے اور اسلامی قانون کی سزا سے بچنے کے لئے ہو تو پھر اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

33- وَحَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا ابْنُ

وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَی اللّٰهِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ایسے لوگوں سے صرف اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہیں کر لیتے اور جب کوئی شخص اس بات کا اقرار کر لے تو اس کی جان اور مال میری طرف سے محفوظ ہیں ماسوائے کسی حق (یعنی سزا) کے (اس صورت میں) اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا۔''

34- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ یَعْنِی الدَّرَاوَرْدِیَّ عَنِ الْعَلَاءِ ح وَحَدَّثَنَا اُمَیَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَعْقُوْبَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیُؤْمِنُوْا بِیْ وَبِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں (یعنی کفار) کے ساتھ صرف اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے نیز جب تک یہ مجھ پر اور میرے لائے ہوئے احکام پر ایمان نہ لے آئیں جب یہ ایسا کرلیں گے تو ان کی جانیں اور مال میری طرف سے محفوظ ہو جائیں گے ماسوائے کسی حق کے' اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا۔''

35- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ وَّعَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

36- وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یَعْنِی ابْنَ مَهْدِیٍّ قَالَا جَمِیْعًا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُسَیْطِرٍ (الغاشیۃ:۲۱'۲۲)

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ان (کفار) لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ اس بات کا اعتراف نہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے' پھر جب وہ اس بات کا اعتراف کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

اور کوئی معبود نہیں ہے' تو ان کی جانیں اور مال میری طرف سے محفوظ ہو جائیں گے تاہم ان کے حق (یعنی سزا) کا معاملہ مختلف ہے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے (راوی کہتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ترجمہ: ''بے شک تم نصیحت کرنے والے ہو' تم ان کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔''

37- حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ان (کفار) لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے اور بے شک حضرت محمد ﷺ' اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نیز جب تک وہ نماز قائم نہ کریں اور زکوٰۃ ادا نہ کریں جب وہ ایسا کرلیں گے تو وہ اپنی جان و مال کو میری طرف سے محفوظ کرلیں گے تاہم ان کے حق (یعنی کسی سزا) کا معاملہ مختلف ہے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا۔''

38- وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ مَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ

✧✧ حضرت ابو مالک اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اس بات کا اعتراف کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے اور پھر وہ تمام جھوٹے خداؤں کا انکار کرے تو اس کا مال اور اس کی جان محترم ہو جائیں گے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا۔''

39- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ وَحَّدَ اللّٰهَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں الفاظ ذرا سے مختلف ہیں۔

بَابُ 8: الدَّلِيْلِ عَلٰى صِحَّةِ اِسْلَامِ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ مَا لَمْ يَشْرَعْ فِي النَّزْعِ وَهُوَ الْغَرْغَرَةُ وَنَسْخِ جَوَازِ الِاسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِيْنَ وَالدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ مِنْ اَصْحَابِ الْجَحِيْمِ وَلَا يُنْقِذُهٗ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ مِّنَ الْوَسَائِلِ

اس بات کی دلیل' نزع کا عالم طاری ہونے سے پہلے قریب المرگ شخص کے اسلام قبول کرنے کا درست ہونا'

مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کا جواز منسوخ ہونا اور اس بات کی دلیل شرک کی حالت میں مرنے والے جہنمی ہیں اسے کوئی چیز اس (جہنم) سے نہیں بچا سکے گی

40- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ) وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ)

✧✧ سعید بن میب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب جناب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو نبی اکرم ﷺ ان کے پاس آئے اس وقت ان کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابوامیہ بھی موجود تھے نبی اکرم ﷺ نے جناب ابوطالب سے کہا' چچا جان! آپ لا الہ الا اللہ پڑھ لیں' میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کے حق میں گواہی دوں گا اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابوامیہ بولے اے ابوطالب! کیا آپ جناب عبدالمطلب کے دین سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہیں؟ پس نبی اکرم ﷺ انہیں کلمہ پڑھنے کی تلقین کرتے رہے' لیکن مرتے دم ابوطالب نے یہ کہا' وہ عبدالمطلب کے دین پر قائم ہیں اور انہوں نے لا الہ الا اللہ پڑھنے سے انکار کر دیا اس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک آپ کے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے۔ (راوی کہتے ہیں) اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''نبی اور اہلِ ایمان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے' وہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں اگرچہ وہ ان کے قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہو چکی ہے' وہ جہنمی ہیں۔''

(راوی کہتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی جناب ابوطالب کے بارے میں نازل کی:

''(اے نبی!) تم جسے پسند کرتے ہو' اسے تم ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دے دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کے بارے میں زیادہ بہتر جانتا ہے۔''

41- وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ كِلَاهُمَا عَنِ

حدیث 40: بخاری (1294)' (3671)' (4398) ترمذی (3232) نسائی (2035) احمد (2008)' (23724) ابن حبان (982)' (6686) حاکم (3291)' (3617) بیہقی (1428) ابویعلی (2583)' (6178) معجم کبیر (820)

الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ حَدِيْثَ صَالِحٍ انْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْآيَتَيْنِ وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ وَفِيْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ مَكَانَ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ فَلَمْ يَزَالَا بِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں آیات کے نزول کا ذکر نہیں ہے۔

42- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَّابْنُ أَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيْدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَبٰى قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ ......الْآيَةَ)

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) کی وفات کے وقت ان سے کہا تھا' آپ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں' میں قیامت کے دن آپ کے حق میں (قبولیت اسلام کی) گواہی دوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے انکار کر دیا (اس موقع پر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''بے شک جسے تم پسند کرتے ہو اس کو ہدایت نہیں دے سکتے۔''

43- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ يَقُوْلُوْنَ إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَيْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ)

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) سے کہا تھا' آپ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں' میں قیامت کے دن آپ کے حق میں اس کے اعتراف کی گواہی دوں گا تو ابوطالب نے جواب دیا: اگر مجھے قریش کے طعنوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یہ اعتراف کر کے تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی تمہاری خوشی) کا سامان کر دیتا مگر قریش کہیں گے' میں موت کے ڈر سے مسلمان ہو گیا تھا۔ (راوی کہتے ہیں اس موقع پر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''(اے نبی!) تم جسے پسند کرتے ہو' اسے تم ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔''

بَابُ 9: اَلدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى التَّوْحِيْدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا

اس بات کی دلیل کہ توحید پر خاتمہ پانے والا ضرور جنت میں داخل ہوگا

44- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حُمْرَانَ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

✧✧ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص مرتے وقت اس بات کا یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے وہ شخص جنت میں داخل

حدیث 42: ترمذی (3188) احمد (9685)' (9608) ابن حبان (6270) ابویعلی (6178)

حدیث 44: احمد (22056)' (489)' (464) ابن حبان (201) ابویعلی (3228)' (4202)

ہوگا۔"

45- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنِ الْوَلِیْدِ اَبِیْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ سَوَاءً

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

کھانے پر برکت کی دعا کرنے کا بیان

46- حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ اَبِی النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِیُّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسِیْرٍ قَالَ فَنَفِدَتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ قَالَ حَتّٰی هَمَّ بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَائِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ جَمَعْتَ مَا بَقِیَ مِنْ اَزْوَادِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَلَیْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهٖ وَذُو التَّمْرِ بِتَمْرِهٖ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَّذُو النَّوَاةِ بِنَوَاتِهٖ قُلْتُ وَمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ بِالنَّوٰی قَالَ کَانُوْا یَمُصُّوْنَهٗ وَیَشْرَبُوْنَ عَلَیْهِ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا عَلَیْهَا حَتّٰی مَلَاَ الْقَوْمُ اَزْوِدَتَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا یَلْقَی اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَیْرَ شَاكٍّ فِیْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک طویل سفر کر رہے تھے' راستے میں کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا یہاں تک کہ بعض حضرات سواری کے اونٹوں کو قربان کرنے کے بارے میں سوچنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر باقی ماندہ کھانے پینے کے سامان کو اکٹھا کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر دعا فرما دیں (تو مناسب ہوگا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا جس کے پاس گندم تھی' وہ گندم لے آیا جس کے پاس کھجوریں تھیں' وہ کھجوریں لے آیا (اس روایت کے ایک راوی) مجاہد نے تو یہاں تک نقل کیا ہے کہ جس کے پاس گٹھلیاں تھیں' وہ گٹھلیاں لے آیا (مجاہد کے شاگرد کہتے ہیں) میں نے پوچھا: وہ لوگ گٹھلیوں کا کیا کرتے تھے؟ تو مجاہد نے بتایا' وہ انہیں چوس لیا کرتے تھے یا پانی میں بھگو کر وہ پانی پی لیا کرتے تھے۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کی ان تمام اشیاء پر دعا کی اور وہ کھانا اتنا زیادہ ہوگیا کہ سب لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں' جو شخص اس حالت میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ اسے ان دونوں امور سے متعلق کوئی شک نہ ہو' تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

47- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ قَالَ اَبُوْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَوْ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ شَكَّ الْاَعْمَشُ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَکَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ افْعَلُوْا قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلٰکِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ

حدیث46: بخاری(2352)'(2820)

اللّٰہُمَّ عَلَیْہَا بِالْبَرَکَۃِ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یَجْعَلَ فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَہُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِہِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْءُ بِکَفِّ ذُرَۃٍ قَالَ وَجَعَلَ یَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکَسْرَۃٍ حَتّٰی اجْتَمَعَ عَلَی النِّطَعِ مِنْ ذٰلِکَ شَیْءٌ یَسِیْرٌ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَکَۃِ ثُمَّ قَالَ لَہُمْ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ قَالَ فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِہِمْ حَتّٰی مَا تَرَکُوْا فِی الْعَسْکَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُوْہُ قَالَ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَۃٌ فَقَالَ لَہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا یَلْقَی اللّٰہَ بِہِمَا عَبْدٌ غَیْرُ شَاکٍّ فَیُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّۃِ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (اعمش کو شک ہے یا شاید) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غزوہ تبوک کے موقع پر ایک مرتبہ لوگ شدید بھوک کا شکار ہو گئے تو لوگوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ اجازت دیں تو ہم پانی لانے کے لیے مخصوص اونٹوں کو ذبح کر کے کھانے اور تیل حاصل کرنے میں استعمال کر لیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ نے ایسا کیا تو سواریاں مزید کم ہو جائیں گی اس لیے یہ مناسب ہوگا کہ آپ لوگوں کا بچا ہوا کھانے کا سامان منگوائیں اور پھر اس پر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اس میں ان لوگوں کے لیے برکت ہو۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! یہ ٹھیک ہے پس آپ نے دسترخوان منگوایا اور پھر لوگوں کا بچا ہوا کھانے کا سامان منگوایا' کوئی شخص ہاتھ میں جوار' کوئی ہاتھ میں کھجور' کوئی روٹی کا ٹکڑا لیے ہوئے آ رہا تھا. یہاں تک کہ یہ سب چیزیں دسترخوان پر اکٹھی ہو گئیں تاہم ان کی مقدار بہت کم تھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی اور لوگوں کو حکم دیا (دسترخوان سے یہ چیزیں اُٹھا کر) اپنے برتن بھرنا شروع کر دو۔ چنانچہ سب لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے یہاں تک کہ لشکر میں موجود ہر برتن بھر گیا۔ لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ صرف اللہ عبادت کے لائق ہے اور بے شک میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں جو شخص ان دونوں امور (پر ایمان کے) ہمراہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا حالانکہ اسے ان دونوں کے بارے میں کوئی شک نہ ہو' تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

48- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رَشِیْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ یَعْنِی ابْنَ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَیْرُ بْنُ ہَانِیٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ جُنَادَۃُ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّۃَ حَدَّثَنَا عُبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَابْنُ اَمَتِہِ وَکَلِمَتُہُ اَلْقَاہَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ وَاَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَّاَنَّ النَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ الثَّمَانِیَۃِ شَاءَ

✧✧ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اس بات کا اعتراف کرے کہ صرف اللہ معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے' اس کی ایک کنیز کے بیٹے' اس کا ایک ایسا کلمہ ہیں جسے اس نے بی بی مریم رضی اللہ عنہا کی طرف

حدیث 48: ترمذی (3473)

القاء کیا اور وہ اللہ کی (مقبول) روح ہیں۔ بے شک جنت حق ہے' بے شک جہنم بھی حق ہے۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اس طرح جنت میں داخل کرے گا یوں کہ وہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے' داخل ہو جائے۔

49- وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَآءَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس کے آخر میں جنت کے آٹھ دروازوں کی بجائے یہ بات موجود ہے کہ اس کے اعمال جیسے بھی ہوں (اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا)

50- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِيْ مَهْلًا لِمَ تَبْكِيْ فَوَاللّٰهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُّ لَاَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَاَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَاَنْفَعَنَّكَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِيْثٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيْهِ خَيْرٌ اِلَّا حَدَّثْتُكُمُوْهُ اِلَّا حَدِيْثًا وَّاحِدًا وَّسَوْفَ اُحَدِّثُكُمُوْهُ الْيَوْمَ وَقَدْ اُحِيْطَ بِنَفْسِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ

✧✧ صنابحی بیان کرتے ہیں' جس وقت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا آخری وقت قریب تھا' میں اس وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں رونے لگا۔ وہ مجھ سے کہنے لگے' ٹھہرو! کیوں رو رہے ہو؟ اللہ کی قسم! اگر مجھ سے گواہی مانگی گئی تو میں ضرور تمہارے حق میں گواہی دوں گا' اگر مجھے شفیع بنایا گیا تو میں ضرور تمہاری شفاعت کروں گا جہاں تک میرے لیے ممکن ہوگا' میں تمہیں ضرور نفع پہنچاؤں گا۔ نبی اکرم ﷺ سے میں نے جتنی بھی احادیث سُنی ہیں' ایک کے سوا وہ تمام احادیث تمہیں سنا چکا ہوں اور وہ ایک حدیث اب تمہارے سامنے بیان کروں گا کیونکہ اب میرا آخری وقت قریب ہے' میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو شخص اس بات کا اعتراف کرے کہ صرف اللہ معبود ہے اور بے شک حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دیتا ہے۔''

51- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْاَزْدِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ

حدیث 50: ترمذی (2638) احمد (22763) ابن حبان (202)

حدیث 51: بخاری (128)' (5622)' (5912) ابوداؤد: (2559) احمد (13768)' (22046)' (22062) حاکم (6303) بیہقی (20858) ابو یعلیٰ (3899)' (3937)' (4239) معجم کبیر (10357)

قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک دن میں سواری پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا تھا' میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف کجاوے کا پچھلا حصہ حائل تھا۔ آپ نے پکارا' اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کی' میں حاضر ہوں اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کچھ آگے جا کر آپ نے دوبارہ آواز دی' اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں' کچھ مزید آگے جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کی' اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے' وہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ سمجھیں (معاذ کہتے ہیں) کچھ مزید آگے جا کر آپ نے دوبارہ آواز دی' اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جب بندے ایسا کر لیں تو ان کا اللہ پر کیا حق ہوگا؟ کیا تم جانتے ہو؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: (ان بندوں کا یہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ) انہیں عذاب میں مبتلا نہ کرے۔

52- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهٗ عُفَيْرٌ قَالَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ اَتَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا

✧✧ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ "عفیر" نامی گدھے پر سوار تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کی' اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے' وہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ سمجھیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا یہ حق ہے کہ جب وہ کسی کو اس کا شریک نہ سمجھیں تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا نہ کرے (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں لوگوں کو یہ خوش خبری سنا دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں یہ خوش خبری نہ سناؤ ورنہ وہ اسی بات پر تکیہ کر لیں گے۔

شرح

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو بار بار اس لئے مخاطب فرمایا تا کہ ان کے دل و دماغ میں مضمون کی اہمیت و عظمت بیٹھ جائے اور وہ جان لیں کہ جو بات کہی جانے والی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ سرسری طور پر سن لی جائے بلکہ اس کی عظمت کا تقاضا ہے کہ اس کو پوری توجہ سے سنا جائے اور دل و دماغ کی گہرائیوں تک اس کو پہنچایا جائے۔ فرمایا گیا کہ جس نے اللہ کی وحدانیت اور رسول

کی رسالت کا اقرار صدق دل سے کرلیا اور اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی لیکن محض یہ تصدیق واقرار ہی حرمت نار کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ اس شہادت وتصدیق کے ساتھ ساتھ اس کے جو تقاضے ہیں ان کو بھی پورا کیا جائے یعنی دین و شریعت کی پوری پیروی کی جائے اور احکام الٰہی وفرمان رسول کی فرمانبرداری کی جائے اور یہ شہادت وتصدیق جن فرائض کو عائد کرتی ہیں ان پر عمل کیا جائے، اس طرح اللہ کا فضل وکرم اسے دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔

اسی لئے جب حضرت معاذ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خوشخبری کو عام لوگوں تک پہنچانے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ لوگ اس خوشخبری کو سن کر اسی پر بھروسہ کرلیں گے اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے جس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے یا پھر وہی تاویل کی جائے گی جو پہلے کی گئی ہے کہ دوزخ کے ابدی عذاب سے نجات کا ضامن ہے، یعنی جس طرح کفار ومشرکین دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ جلائے جائیں گے۔ اس طرح عقیدہ توحید ورسالت پر ایمان رکھنے والوں کو دوزخ کی آگ میں ہمیشہ کے لئے نہیں ڈالا جائے گا، ان میں سے جس آدمی نے شریعت پر عمل نہیں کیا ہوگا اور فرائض وواجبات کو پورا نہیں کیا ہوگا اس کو اس عرصہ کے لئے جو اللہ چاہے گا دوزخ میں ڈالا جائے گا اور جب وہ اپنی سزا پوری کرلے گا تو پھر اس کو ہمیشہ کے لئے جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

53- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ حَصِيْنٍ وَّالْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا الْاَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ اَتَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ يُّعْبَدَ اللّٰهُ وَلَا يُشْرَكَ بِهٖ شَىْءٌ قَالَ اَتَدْرِىْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ

✧✧ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے) عرض کی' اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ حق یہ ہے کہ بندے) اللہ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ سمجھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ جب بندے ایسا کرلیں تو ان کا اللہ پر کیا حق ہوگا؟ میں نے عرض کی' اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: (ایسے بندوں کا حق یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا نہ کرے۔

54- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِىْ حُصَيْنٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُوْلُ دَعَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجَبْتُهٗ فَقَالَ هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِم

✧✧ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ (اس کے بعد سابقہ روایت کے سے الفاظ ہیں)

55- حَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ الْحَنَفِىُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَنَا اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فِىْ نَفَرٍ

حدیث 55: ابن حبان (4543)

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِى النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِيْعٌ يَّدْخُلُ فِيْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَّالرَّبِيْعُ الْجَدْوَلُ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا شَانُكَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَآئِىْ فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَعْطَانِىْ نَعْلَيْهِ قَالَ اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيْتَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ لَقِيْتُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِىْ بِهِمَا مَنْ لَقِيْتُ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُطْمَئِنًّا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاسْتِىْ فَقَالَ ارْجِعْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْهَشْتُ بُكَاءً وَّرَكِبَنِىْ عُمَرُ فَاِذَا هُوَ عَلٰى اَثَرِىْ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِىْ بَعَثْتَنِىْ بِهٖ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاسْتِىْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اَبَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِىَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرَهٗ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّىْ اَخْشٰى اَنْ يَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُوْنَ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلِّهِمْ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے' حاضرین میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' اچانک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور ہمارے درمیان سے تشریف لے گئے' کافی دیر تک جب آپ واپس تشریف نہ لائے تو ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی تکلیف کا شکار ہو گئے ہیں اسی اندیشے کے پیش نظر ہم سب وہاں سے اُٹھے' میں سب سے پہلے گھبراہٹ کا شکار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا اور بنونجار سے تعلق رکھنے والے ایک انصاری کے باغ تک آ پہنچا' میں نے پورے باغ کے گرد چکر لگایا لیکن مجھے داخلے کا دروازہ نظر نہیں آیا اچانک میری نظر ایک نالے پر پڑی جو باغ کے باہر موجود ایک کنویں سے نکل کر باغ میں جا رہا تھا' میں لومڑی کی طرح خود کو گھسیٹ کر (اس نالے کے ذریعے) اندر داخل ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خود کو پایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کی جی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور پھر تشریف لے گئے جب خاصی دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف نہ لائے تو ہمیں یہ اندیشہ ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی تکلیف کا شکار ہو گئے ہیں یہی سوچ کر میں وہاں سے اُٹھا اور اس باغ تک آ پہنچا اور پھر لومڑی کی طرح خود کو گھسیٹ کر میں اس کے اندر پہنچا ہوں دیگر حضرات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مصروف ہیں۔ آپ نے اپنے نعلین شریفین مجھے دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میرے یہ نعلین لے جاؤ اور اس باغ سے باہر تمہیں جو بھی ایسا شخص ملے جو پورے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل ہو اسے جنت کی خوش خبری دے دو۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں وہاں سے نکلا) سب سے پہلے میرا سامنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ انہوں نے پوچھا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ نعلین کس کے ہیں؟ میں نے انہیں بتایا' یہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین ہیں۔ آپ نے (بطورِ ثبوت) مجھے عطا کیے ہیں (اور یہ ہدایت کی ہے) کہ مجھے جو بھی ایسا شخص ملے جو پورے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل ہو' میں اسے جنت کی بشارت دے دوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میں پیٹھ کے بل زمین پر گر پڑا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! واپس چلو' میں روتے ہوئے واپس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میرے پیچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا ہوا؟ میں نے عرض کی' میرا سامنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا' آپ نے جو خوش خبری مجھے سنائی تھی' وہ میں نے انہیں سنائی تو انہوں نے (اس زور سے) میرے سینے پر ہاتھ مارا کہ میں پیٹھ کے بل نیچے گر پڑا' پھر یہ بولے' واپس چلو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کی' میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں' کیا آپ ہی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی نعلین کے ہمراہ یہ ہدایت کر کے بھیجا تھا؟ کہ اللہ کی وحدانیت کا یقین رکھنے والا جو بھی شخص تمہیں ملے تم اسے جنت کی خوش خبری سنا دو۔ آپ نے فرمایا: ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی' آپ ایسا نہ کریں' کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ صرف اسی پر تکیہ کر لیں گے' انہیں عمل کرنے دیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ٹھیک ہے) انہیں چھوڑ دو (یعنی وہ حسبِ توفیق عمل کرتے رہیں)

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی جو خوشخبری حضرت ابو ہریرہ کے ذریعہ لوگوں تک پہنچانا چاہی تھی اس کا تعلق عقیدہ توحید اور ایمان باللہ میں اخلاص اور پختگی کے ساتھ تھا، مطلب یہ کہ جس آدمی نے اس کیفیت کے ساتھ اللہ کو ایک اور اپنا معبود پروردگار مان لیا اور اسی عقیدہ پر آخر تک قائم رہا کہ نہ تو وہ اپنے دل و دماغ میں کسی قسم کی کوئی گرانی، تنگی اور دباؤ محسوس کرتا ہے اور نہ اس عقیدہ کے تئیں کسی شک وشبہ کا شکار ہوتا ہے بلکہ اس کے قلب و ذہن اور احساس وفکر کی دنیا اعتماد اور اطمینان ومسرت سے سرشار رہتی ہے، کسی دنیاوی غرض ومفاد وریاء، ونمائش اور نفاق کی بجائے خلوص وللّٰہیت اور رضائے الٰہی کا جذبہ اور تقاضا ہی اس کے ایمان اور عقیدہ کی بنیاد ہے تو ایسا آدمی یقیناً جنت کی ابدی سعادتوں کا حقدار ہوگا رہا سوال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رویہ کا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس خوشخبری کی اشاعت سے کیوں روک دیا اور یہ کہ ان کا رویہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں رکاوٹ ڈالنے اور ذات رسالت پناہ کی عظمت وحرمت کے منافی طرز عمل اختیار کرنے کے مترادف تھا یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس خوشخبری کا تعلق دین وشریعت کے کسی حکم ومسئلہ کے نفاذ واشاعت سے تھا یا کسی خاص جذبہ واحساس کے ظہار سے۔ ظاہر ہے وہ کسی مسئلہ کی مشروعیت کی بات نہیں تھی کسی حلال یا حرام کا حکم بیان کرنا نہیں تھا، کسی فرض یا واجب کو نافذ کرنا نہیں تھا بلکہ وہ تو محض رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت شفقت ومحبت کا ایک جذبہ تھا جو اہل ایمان کے تئیں بے اختیار امنڈ آیا تھا اور اس (خوشخبری) کی صورت میں ایک ایک صاحب ایمان تک پہنچ جانا چاہتا تھا۔

چنانچہ یہ خوشخبری جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور انہوں نے فوری طور پر محسوس کیا کہ گو یہ خوشخبری اپنی جگہ ایک اہم حقیقت ہے لیکن مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس ابتدائی مرحلہ میں اس کو عام مسلمانوں تک نہ پہنچے دیا جائے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اس مصلحت وحکمت تقاضا یہ ہے کہ اس ابتدائی مرحلہ میں اس کو عام مسلمانوں تک نہ پہنچے دیا جائے اور بارگاہ رسالت حاضر ہو کر اس مصلحت وحکمت کا اظہار کر دیا جائے جس پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت محبت وشفقت کا شدید جذبہ غالب آ گیا ہے، لہٰذا انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا اور پھر فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، صورت حال کی تحقیق کے بعد جب یہ اطمینان ہو گیا کہ ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مامور تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے یہ خوشخبری عطا فرمائی تھی تو انہوں نے اپنے محسن اور رسول کے مشن کی کامیابی اور مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک مخلص اور بیدار مغز خادم کی حیثیت سے اپنا مشورہ بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ پھر یہ ہوا کہ جوں ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مشورے میں اس مصلحت کی طرف توجہ دلائی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہن بھی ادھر منتقل ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی فرما ہی چکے تھے کہ اگر اس طرح کی خوشخبری عام مسلمانوں تک پہنچ گئی تو وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صائب الرائے مشیر اور مخلص خادم کے مشورے کی قدر دانی فرمائی اور اس خوشخبری کی اشاعت کا حکم واپس لے لیا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر اس خوشخبری کی جگہ کسی شرعی حکم کی اشاعت کا معاملہ ہوتا یا کسی فرض و واجب چیز کے نفاذ کی بات ہوتی تو خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس میں رکاوٹ ڈالنے کی نہ جرات ہوتی۔ اور نہ وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو واپس کر کے اس اشاعت کو روک دیتے بلکہ ایک سچے مخلص مومن اور فرمانبردار خادم کی حیثیت سے سب سے پہلے اس کو قبول کرتے اور اس فرمان رسالت کی اشاعت میں خود لگ جاتے اور بفرض محال حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگر ایسے معاملہ میں بھی وہی رویہ اختیار کرتے تو پھر بارگاہ رسالت میں نہ ان کے اس رویہ سے چشم پوشی ہوتی اور نہ ان کے کسی مشورے اور رائے کو اہمیت اور قبولیت کا درجہ ملتا۔ کیونکہ دینی احکام اور شرعی ہدایات میں نہ کسی مشورے اور رائے کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ کسی کی رائے اور مشورہ کو کوئی اہمیت دی جاتی ہے۔ پس یہ بات کہ بارگارہ رسالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو اہمیت دی گئی اور ان کا مشورہ قبول ہوا، خود اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے مذکورہ رویہ سے نہ ان کی شان صحابیت پر کوئی فرق پڑا اور نہ رسول اللہ کی حکم عدولی ہوئی لہٰذا اس حدیث سے اگر کوئی آدمی اس طرح کی بات ثابت کرتا ہے تو اس کی اپنی نادانی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس حدیث سے اگر ایک طرف اللہ کی بے پایاں رحمت اور امت کے تئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی محبت وشفقت کا اظہار ہوتا ہے تو دوسری طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اصابت رائے، فہم وفراست، بصیرت ودانائی اور امر حق میں ان کی صاف گوئی اور اظہار خیال کی جرات پر بھی روشنی پڑتی ہے جو ان کا خصوصی وصف کمال ہے۔

56- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيفُهٗ عَلَی الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

حدیث56: بخاری (128)' (5622)' (5912) ابو داؤد (2559) احمد (13768)' (22046)' (22062) ابن حبان (362) حاکم (6303) بیہقی (20858) ابویعلی (3899)' (39237) معجم کبیر (10357)' (10531)' (75)

وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سواری پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکارا' اے معاذ! انہوں نے عرض کی' میں حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے دوبارہ انہیں آواز دی' اے معاذ! انہوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انہیں آواز دی' اے معاذ! تو انہوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی بندہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں' تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم پر حرام کر دے گا۔ حضرت معاذ نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں لوگوں کو یہ بتا دوں؟ تاکہ انہیں یہ خوش خبری نصیب ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس صورت میں وہ اسی پر تکیہ کر لیں گے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' حدیث چھپانے کے) گناہ سے بچنے کے لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے قریب یہ حدیث بیان کی تھی۔

57- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكَ قَالَ اَصَابَنِيْ فِيْ بَصَرِيْ بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اُحِبُّ اَنْ تَاْتِيَنِيْ فَتُصَلِّيَ فِيْ مَنْزِلِيْ فَاَتَّخِذَهٗ مُصَلًّى قَالَ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ مَنْزِلِيْ وَاَصْحَابُهٗ يَتَحَدَّثُوْنَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اَسْنَدُوْا عُظْمَ ذٰلِكَ وَكِبْرَهٗ اِلٰى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالَ وَدُّوْا اَنَّهٗ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوْا اَنَّهٗ اَصَابَهٗ شَيْءٌ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا اِنَّهٗ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ فِيْ قَلْبِهٖ قَالَ لَا يَشْهَدُ اَحَدٌ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ اَوْ تَطْعَمُهٗ قَالَ اَنَسٌ فَاَعْجَبَنِيْ هٰذَا الْحَدِيْثُ فَقُلْتُ لِابْنِيْ اُكْتُبْهُ فَكَتَبَهٗ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' محمود بن ربیع نے مجھے بتایا کہ جب میں مدینہ منورہ آیا تو میری ملاقات حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہوئی' میں نے انہیں بتایا کہ آپ کے حوالے سے ایک حدیث مجھ تک پہنچی ہے (وہ میں آپ سے سننا چاہتا ہوں) حضرت عتبان نے مجھے (واقعہ کا پس منظر بتاتے ہوئے فرمایا) میری بینائی رخصت ہو گئی' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا' میری یہ خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لا کر نماز ادا کریں تاکہ میں اسی مقام کو اپنے نماز پڑھنے کے لیے مخصوص کر لوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے ہمراہ تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں نوافل ادا کرنا شروع کیے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں بات چیت میں مصروف ہو گئے' گفتگو کے دوران مالک بن دخشم کا ذکر آیا تو بعض حضرات نے اسے مغرور اور متکبر قرار دیتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا کہ

حدیث 57: احمد (23822) حاکم (6497) ابویعلی (1505) معجم کبیر (43)' (44)' (45)

نبی اکرم ﷺ اسے دعائے ضرر دیں تا کہ وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے اور بعض نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ خود ہی کسی آفت کا شکار ہو کر مرجائے جب نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی' وہ زبانی طور پر تو یہ کہتا ہے' لیکن اس پر یقین نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھی شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول (ﷺ) ہوں' تو ایسا شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ (یا شاید آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا) جہنم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' مجھے یہ حدیث بہت پسند آئی' میں نے اپنے بیٹے کو ہدایت کی کہ اسے تحریر کرلو تو اس نے اسے تحریر کرلیا۔

58- حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِیُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ عَمِیَ فَاَرْسَلَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَخُطَّ لِیْ مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهُ فَتَغَیَّبَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ یُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ ثُمَّ ذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ جب وہ نابینا ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ پیغام بھجوایا کہ آپ تشریف لا کر میرے نماز پڑھنے کی جگہ مخصوص کر دیں۔ نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے وہاں مالک بن دخشم نامی ایک صاحب کا ذکر چل نکلا (اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں)

بَابُ 10: الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّاِنْ ارْتَکَبَ الْمَعَاصِیَ الْکَبَائِرَ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو' وہ مومن شمار ہوگا' اگرچہ وہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا رہے

59- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ عُمَرَ الْمَکِّیُّ وَبِشْرُ بْنُ الْحَکَمِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا

✧✧ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے' حضرت محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی ہو اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

حدیث 59: ترمذی (2623) احمد (1778)' (1779) ابن حبان (1694)' (6692)

شرح

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اس کی ذات وصفات پر ایمان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت پر یقین واعتقاد، دین و شریعت کی حقانیت وصداقت پر کامل اعتماد اور اسلامی تعلیمات واحکام کی پیروی، اس کیفیت کے ساتھ ہونے چاہیے کہ دل ودماغ کے کسی گوشہ میں کوئی دباؤ، کوئی گھٹن، کوئی تکدر اور کوئی ناگواری ذرہ برابر محسوس نہ ہوتی ہو۔ رضا ورغبت، اطمینان خاطر اور دماغی و ذہنی سکون کی وہ لہر پورے داخلی وخارجی وجود میں سرایت کئے ہوئے ہو، جو کسی انمول چیز کے حاصل ہو جانے پر دل ودماغ اور جسم کے پورے وجود کو مسرت وشادمانی اور احساس سرفرازی سے سرشار کر دیتی ہے۔ یہ بہت اہم بات ہے اس کو ہر حالت میں مدنظر رکھنا چاہیے۔ اس ایمان ویقین اور عمل آوری میں اگر کسی طرح کا کوئی انقباض اور تکدر پیدا ہوا تو سمجھو کہ ایمان کی روح رخصت ہوئی۔ ایسے آدمی پر اگرچہ ظاہری طور سے ایمان واسلام کے احکام نافذ ہوں گے مگر "اخلاص" سے خالی ہونے کے سبب نہ اس کا ایمان کامل سمجھا جائے گا اور نہ اس کو "حسن اسلام" نصیب ہوگا اور نہ ایمان ویقین کی حقیقی لذت سے وہ لطف اندوز ہو سکے گا۔

بَابُ 11: بَيَانِ عَدَدِ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَاَفْضَلِهَا وَاَدْنَاهَا وَفَضِيْلَةِ الْحَيَاءِ وَكَوْنِهِ مِنَ الْاِيْمَانِ

ایمان کی مختلف شاخوں کی تعداد اس کے افضل اور کم تر درجے کا بیان، حیا کی فضیلت اور حیا ایمان کا حصہ ہونے کا بیان

60- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ایمان کی ستر (۷۰) سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے''۔

ایمان کی شاخوں کا بیان

اس حدیث میں ایمان کے شعبوں اور شاخوں کی تعداد بتائی گئی ہے یعنی وہ چیزیں مل کر کسی کو ایمان واسلام کا مکمل پیکر اور خوشنما مظہر بناتی ہیں۔ یہاں تو صرف ان شعبوں اور شاخوں کی تعداد بتلائی گئی ہے لیکن بعض احادیث میں ان کی تفصیل بھی منقول ہے اور وہ اس طرح ہے: پہلی چیز تو بنیادی ہے یعنی اس حقیقت کا دل ودماغ میں اعتقاد ویقین اور زبان سے اقرار واظہار کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کی ذات وصفات برحق ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، بقاء اور دوام صرف اسی کی ذات کے لئے ہے جب کہ کائنات کی تمام چیزیں فنا ہو جانے والی ہیں، ایسے ہی اللہ کے رسولوں، اس کی کتابوں اور فرشتوں کے بارے میں اچھا اعتقاد اور حسن یقین رکھنا اور ان کو برحق جاننا، آخرت کا عقیدہ رکھنا کہ مرنے کے بعد قبر میں برے اور گنہگار لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اچھے نیک بندوں پر اس کا انعام واکرام ہوتا ہے۔ قیامت آئے گی اور اس کے بعد حساب وکتاب کا مرحلہ ضرور آئے گا، اس وقت

حدیث 60: بخاری (9) ابوداؤد (4676) ترمذی (2614)، (2027) نسائی (5004)، (5005)، (5006) ابن ماجہ (57)، (58) دارمی (509) احمد (8913)، (9350)، (9708) ابن حبان (166)، (167)، (181) حاکم (17)، (170) ابویعلی (3473) معجم کبیر (7481)

ہر ایک کے اعمال ترازو میں تولے جائیں گے جن کے زیادہ اعمال اچھے اور نیک ہوں گے ان کو پروانہ جنت دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، جن کے زیادہ اعمال برے ہوں گے، ان کی فرد جرم ان کے بائیں ہاتھ میں تھمادی جائے گی۔ تمام لوگ پل صراط پر سے گزریں گے۔ مومنین صالحین ذات باری تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

نیک اور اچھے لوگ بہشت میں پہنچائے جائیں گے اور گنہگاروں کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔ جس طرح جنتی (مومن) بندے جنت میں ہمیشہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام اور اس کی خوشنودی سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے اسی طرح دوزخی لوگ (کفار) ہمیشہ ہمیشہ اللہ کے مسلط کئے ہوئے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ ایمان کے شعبوں اور شاخوں میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ سے ہر وقت لو لگائے رہے اور اس سے محبت رکھے اگر کسی غیر اللہ سے محبت کرے تو اللہ کے لئے کرے یا کسی سے دشمنی رکھے تو اللہ کے لئے رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و برتری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو رواں دینا اور پھیلانا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی دلیل ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت اس طرح رچ بس جائے کہ اس محبت کے مقابلہ میں دنیا کی کسی بھی چیز اور کسی بھی رشتہ کی محبت کوئی اہمیت نہ رکھے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت اتباع شریعت ہے۔ اگر کوئی آدمی اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کی تعمیل کرتا ہے اور شریعت کے احکام پر عمل کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے لیکن جو آدمی اللہ اور رسول کے احکام و فرمان کی تابعداری نہ کرتا ہو تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ نعوذ باللہ اس کا دل اللہ و رسول کی پاک محبت سے بالکل خالی ہے۔ یہ بھی ایمان کی ایک شاخ ہے کہ جو عمل کیا جائے خواہ وہ بدنی ہو یا مالی، قولی ہو یا فعلی اور یا اخلاقی وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہو، نام و نمود یا کسی دنیاوی غرض سے نہ ہو پس جہاں تک ہو سکے اعمال میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ نفاق اور ریا کا اثر عمل کے حسن و کمال اور تاثیر کو ختم کردے گا۔ مومن کا دل ہمہ وقت خوف اللہ اور خشیت الٰہی سے بھرا ہوا اور اس کے فضل و کرم اور رحمت کی امیدوں سے معمور رہنا چاہیے، اگر بتقاضائے بشریت کوئی بری بات یا گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر فوراً خلوص دل سے توبہ کے بعد آئندہ کے لئے گناہوں سے اجتناب کا عہد کرے اور اللہ کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اپنے اچھے عمل اور نیک کام میں اللہ کی رحمت اور اس کے انعام واکرام کی آس لگائے رہے۔

درحقیقت یہ ایمان کا ایک بڑا تقاضہ ہے کہ جب بھی کوئی گناہ جان بوجھ کر یا نادانستہ سرزد ہو جائے تو فوراً احساس ندامت و شرمندگی کے ساتھ اللہ کے حضور اپنے گناہ سے توبہ کرے اور معافی و بخشش کا طلبگار ہو، اس لئے کہ ارتکاب گناہ کے بعد توبہ کرنا شرعاً ضروری اور لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے اگر اس نے اولاد عنایت فرمائی ہو تو فوراً عقیقہ کرے، اگر نکاح کیا ہو تو ولیمہ کرے، اگر قرآن مجید حفظ یا ناظرہ ختم کیا ہو تو خوشی و مسرت کا اظہار کرے، اللہ نے اگر مال دیا ہے تو زکوۃ ادا کرے۔ عید الفطر کی تقریب میں صدقۃ الفطر دے اور بقر عید میں قربانی کرے۔ یہ بھی ایمان کا تقاضہ ہے کہ وعدہ کرے تو اسے پورا کرے، مصیبت پر صبر کرے، اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ہر مشقت برداشت کرے، گناہوں سے بچتا رہے۔ تقدیر اور اللہ کی مرضی پر راضی رہے، اللہ پر توکل کرے، بڑوں اور بزرگوں کی تعظیم و احترام، چھوٹوں اور بچوں سے شفقت و محبت کا معاملہ کرے اور کبر و غرور،

نخوت وتکبر کو چھوڑ کر کسر نفسی وتواضع اور حلم وبردباری اختیار کرے۔

حسن اسلام" اور" تکمیل ایمان" کے مدارج میں سے یہ بھی ہے کہ برابر کلمہ توحید وشہادت کا ورد رکھے۔ قرآن شریف پڑھے اگر جاہل ہوتو عالم سے علم کی دولت حاصل کرے اگر عالم ہوتو جاہلوں کو تعلیم دے اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے اللہ سے مدد کا طلب گار ہو اور دعا مانگے اور اس کا ذکر کرتا رہے اپنے گناہوں سے استغفار کرے اور فحش باتوں سے بچتا رہے، ہروقت ظاہری و باطنی گندگیوں سے پاک رہے۔ نمازوں کا پڑھنا خواہ فرض ہوں یا نفل اور وقت پر ادا کرنا، روزہ رکھنا، چاہے نفل ہو یا فرض، ستر کا چھپانا، صدقہ دینا خواہ نفلی ہو یا لازمی، غلاموں کو آزاد کرنا، سخاوت وضیافت کرنا، اعتکاف میں بیٹھنا، شب قدر اور شب برأت میں عبادت کرنا، حج وعمرہ کرنا، طواف کرنا۔ دارالحرب یا ایسے ملک سے جہاں فسق وفجور، فحش وبے حیائی اور منکرات وبدعات کا زور ہو، دارالاسلام کی طرف ہجرت کر جانا، بدعتوں سے بچنا اپنے دین کو بری باتوں سے محفوظ رکھنا، نذروں کا پورا کرنا، کفاروں کا ادا کرنا، حرام کاری سے بچنے کے لئے نکاح کرنا۔ اہل وعیال کے حقوق پورے طور پر ادا کرنا، والدین کی خدمت کرنا اور ہر طرح ان کی مدد کرنا اور خبر گیری رکھنا، اپنی اولاد کی شریعت کے مطابق تربیت کرنا اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک کرنا اپنے حاکموں، افسروں اور مسلمان سرداروں کی تابعداری کرنا بشرطیکہ وہ خلاف شرع چیزوں کا حکم نہ دیں۔ غلام اور باندی سے نرمی اور بھلائی سے پیش آنا، اگر صاحب اقتدار اور حاکم وجج ہوتو انصاف کرنا، لوگوں میں باہم صلح صفائی کرانا، اسلام سے بغاوت کرنے والوں اور دین سے پھرنے والوں سے قتل وقتال کرنا، اچھی باتوں کی تبلیغ کرنا، بری باتوں سے لوگوں کو روکنا، اللہ کی جانب سے مقرر کی ہوئی سزاؤں کا جاری کرنا، دین واسلام میں غلط باتیں پیدا کرنے والوں اور اللہ ورسول کا انکار کرنے والوں سے حسب قوت واستطاعت خواہ ہتھیار سے خواہ قلم وزبان سے جہاد کرنا، اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت کرنا، امانت کا ادا کرنا، مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرنا، وعدے کے مطابق قرض پورا کرنا، پڑوسی کی دیکھ بھال کرنا اور اس کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آنا، لوگوں کے ساتھ بہترین معاملہ کرنا، حلال طریقہ سے مال کمانا اور اس کی حفاظت کرنا، مال ودولت کو بہترین مصرف اور اچھی جگہ خرچ کرنا۔ فضول خرچی نہ کرنا، سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا، جب کسی کو چھینک آئے تو "یرحمک اللہ" کہنا، خلاف تہذیب کھیل کود اور برے تماشوں سے اجتناب کرنا، لوگوں کو تکلیف نہ پہنچانا اور راستوں سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹا دینا تاکہ راہ گیروں کو تکلیف ونقصان نہ پہنچے، یہ سب ایمان کے شعبے اور اس کی شاخیں ہیں۔ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کے ہٹانے کا یہ مطلب ہے کہ اگر راستے میں پتھر یا کانٹے پڑے ہوں جس سے راہ گیر کو تکلیف پہنچ سکتی ہو یا نجاست وغلاظت پڑی ہو یا ایسی کوئی بھی چیز پڑی ہو جس سے راستے پر چلنے والوں کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو مومن کا یہ فرض ہے کہ انسانی واخلاقی ہمدردی کے ناطے اس کو ہٹا دے اور راستہ صاف کر دے۔

اور اسی طرح خود بھی ایسی کوئی چیز راستے میں نہ ڈالے جو راستہ چلنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث ہو اور عارفین کی رمز شناس نگاہوں نے تو اس سے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ انسان اپنے نفس کو ایسی تمام چیزوں سے صاف کرلے جو تو جہ الی اللہ اور معرفت کے راستہ کی رکاوٹ ثابت ہوتی ہیں اور اپنے قلب سے برائی ومعصیت کے خیال تک کو کھرچ کر پھینک دے۔ بہرحال یہ تمام باتیں ایمان کے شعبے ہیں جن پر مومن کا عمل کرنا نہایت ضروری ہے اس لئے کہ ایمان کی تکمیل اور اسلام کا حسن ان ہی چیزوں سے پیدا ہوتا ہے اگر کوئی آدمی ان باتوں سے خالی ہے اور اس کی زندگی ان کی شعاعوں سے منور نہیں ہے تو سمجھنا چاہیے کہ اس کے ایمان کی

تکمیل نہیں ہوئی اس کو چاہیے کہ اللہ کی مدد اور اس کی توفیق چاہ کر ان اہم باتوں کو اختیار کرے۔

61 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ اَبِی صَالِحٍ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایمان کی ستر (۷۰) (اور ایک روایت کے مطابق) ساٹھ (۶۰) سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں جن میں سب سے افضل اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا ہے اور سب سے کمتر راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔ اور حیاء بھی ایمان کا حصہ ہے۔

62 - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِی شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَعِظُ اَخَاهُ فِی الْحَيَاءِ فَقَالَ الْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ

✧✧ سالم اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے بھائی کو حیا کرنے سے باز رہنے کی تلقین کر رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

63 - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ مَرَّ بِرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَعِظُ اَخَاهُ

✧✧ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک انصاری کے پاس سے ہوا جو اپنے بھائی کو حیا سے متعلق نصیحت کر رہا تھا۔

64 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا السَّوَّارِ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَمِعَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ الْحَيَاءُ لَا يَاْتِی اِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ اِنَّهُ مَكْتُوْبٌ فِی الْحِكْمَةِ اَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَّمِنْهُ سَكِيْنَةً فَقَالَ عِمْرَانُ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِیْ عَنْ صُحُفِكَ

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا' حیا کا نتیجہ سب سے بہتر ہوتا ہے' تو عمران کے شاگرد بشیر بن کعب بولے' داناؤں کے اقوال میں یہ بات شامل ہے کہ حیا سے وقار اور سکون حاصل ہوتا ہے' تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور تم اپنی کتابوں کے اقوال سنا رہے ہو۔

65 - حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اِسْحٰقَ وَهُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ حَدَّثَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِیْ رَهْطٍ مِّنَّا وَفِيْنَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ قَالَ اَوْ قَالَ الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ اِنَّا لَنَجِدُ فِی بَعْضِ الْكُتُبِ اَوْ

حدیث 62: بخاری (24)' (5767) ابوداؤد (4795) ترمذی (2615) نسائی (5033) ابن ماجہ (58) امام مالک (1611) احمد (4554)' (5183)' (6341) ابویعلی (5424)' (5487)' (5536) معجم کبیر (10506)

حدیث 64: بخاری (5766) ابوداؤد (4796) احمد (19830)' (19843)' (19928) معجم کبیر (238)' (493)' (503)

الْحِكْمَةِ اَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَّوَقَارًا لِلّٰهِ وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتّٰى احْمَرَّتَا عَيْنَاهُ وَقَالَ اَلَا اَرَانِي اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُ فِيْهِ قَالَ فَاَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيْثَ قَالَ فَمَا زِلْنَا نَقُوْلُ فِيْهِ اِنَّهُ مِنَّا يَا اَبَا نُجَيْدٍ اِنَّهُ لَا بَاْسَ بِهٖ

✧✧ قتادہ کہتے ہیں' ایک مرتبہ ہم چند لوگ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے' ہمارے درمیان بشیر بن کعب بھی موجود تھے' حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا ''حیا مکمل طور پر بھلائی ہے'' اس پر بشیر بن کعب بولے میں نے ایک کتاب میں یا شاید داناؤں کے اقوال میں یہ پڑھا تھا کہ حیا سے سکون اور وقار حاصل ہوتا ہے اور اس سے (انسان کی طبیعت میں) کمزوری بھی پیدا ہو جاتی ہے (قتادہ کہتے ہیں) یہ سُن کر حضرت عمران رضی اللہ عنہ اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تم اس کے مقابلے میں یہ اقوال بیان کر رہے ہو پھر حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث دوبارہ بیان کی۔ (قتادہ کہتے ہیں) ہم نے عرض کی' اے ابونجید! (حضرت عمران کی کنیت ہے) یہ بشیر ہمارے ہی ساتھی ہیں' ان کا عقیدہ خراب نہیں ہے۔

66- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَعَامَةَ الْعَدَوِيُّ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْرَ بْنَ الرَّبِيْعِ الْعَدَوِيَّ يَقُوْلُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابُ 12: جَامِعِ اَوْصَافِ الْاِسْلَامِ

جامع اسلامی تعلیم کا بیان

67- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْ لِيْ فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ غَيْرَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ

✧✧ حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتا دیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (اور ایک روایت کے مطابق) آپ کے علاوہ مجھے کسی سے اس بارے میں کچھ پوچھنا نہ پڑے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم یہ اعتراف کرو کہ میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور پھر اس پر استقامت اختیار کرو۔''

بَابُ 13: بَيَانِ تَفَاضُلِ الْاِسْلَامِ وَاَيِّ اُمُوْرِهٖ اَفْضَلُ

اسلامی احکام کی باہمی فضیلت اور سب سے افضل حکم کا بیان

68- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ

حدیث 67: احمد (15454)' (15455)' ابن حبان (942) معجم کبیر (6398)

حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: سب سے بہترین اسلام (یعنی اسلامی عمل) کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: کھانا کھلانا اور ہر واقف اور ناواقف شخص کو سلام کرنا۔

69- وَحَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ الْمِصْرِیُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا: سب سے بہتر مسلمان کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

70- حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِیُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ عَاصِمٍ قَالَ عَبْدٌ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا الزُّبَیْرِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرًا یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''(حقیقی) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

71- وَحَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ الْاُمَوِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ

✧✧ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! کونسا اسلام (یعنی مسلمان) افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

72- وَحَدَّثَنِیْهِ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعِیْدٍ الْجَوْهَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں' نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کون سا مسلمان افضل ہے؟

حدیث 68: بخاری (12)' (28)' (5882) ابوداؤد (5194) ترمذی (1854)' (1855) نسائی (5000) ابن ماجہ (3253)' (3694)' (3252) دارمی (2081) احمد (6450)' (6581)' (6587) ابن حبان (491)' (505)' (507) معجم کبیر (467)' (468)' (469)

حدیث 69: بخاری (10)' (11)' (6119) ترمذی (2504)' (2627)' (2628) نسائی (4165)' (4995)' (4996) ابن ماجہ (3934) دارمی (2712) احمد (1390)' (6515)' (6753) ابن حبان (196)' (197)' (230) حاکم (23)' (24)' (25) بیہقی (20544)' (20545) ابویعلی (2273)' (4166)' (4187) معجم کبیر (1137)' (8021)' (796)

بَابُ 14 : بَيَانِ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ

ان خصوصیات کا بیان جن کی موجودگی میں ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے

73- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِى الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِى النَّارِ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص میں یہ تین خوبیاں موجود ہوں گی' وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت حاصل کرے گا اس شخص کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں' وہ شخص ہر کسی سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے اور جب اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے نجات عطا کر دی ہے' تو وہ کفر کی طرف لوٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

74- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا اَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَّرْجِعَ فِى الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص میں یہ تین خوبیاں موجود ہوں گی' وہ ایمان کا مزا حاصل کرلے گا۔ وہ شخص ہر ایک سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھے' اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں اور جب اللہ تعالیٰ نے اسے (گمراہی سے) بچالیا ہے' تو وہ کفر کی طرف لوٹنے کی بجائے آگ میں ڈالے جانے کو زیادہ پسند کرے۔

75- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ اَنْ يَّرْجِعَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس کے آخر میں یہ الفاظ مختلف ہیں' وہ دوبارہ یہودی یا نصرانی بننے کو آگ میں ڈالے جانے سے زیادہ ناپسند کرے۔

بَابُ 15 : وُجُوْبِ مَحَبَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَكْثَرَ مِنَ الْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ وَاِطْلَاقِ عَدَمِ الْاِيْمَانِ عَلٰى مَنْ لَّمْ يُحِبَّهٗ هٰذِهِ الْمَحَبَّةَ

حدیث 73: بخاری (16)' (21)' (5694) ترمذی (2624) نسائی (4987)' (4988)' (4989) ابن ماجہ (4033) احمد (7954)' (10749)' (12021) ابن حبان (237)' (238) حاکم (3)' (7312) بیہقی (20852) ابویعلی (2813)' (3000)' (3001) معجم کبیر (724)' (8019)' (8860)

اہلِ خانہ اولاد والدین بلکہ سب لوگوں سے زیادہ نبی اکرم ﷺ سے محبت کرنے کے وجوب کا بیان نیز جو آپ سے ایسی محبت نہ رکھے اسے (کامل) مومن قرار نہیں دیا جائے گا

76- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ كِلاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يُؤْمِنُ عَبْدٌ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہلِ خانہ مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

77- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالاَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک' اس کی اولاد والدین (بلکہ) تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

بَابُ 16 : اَلدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مِنْ خِصَالِ الْاِيْمَانِ اَنْ يُّحِبَّ لِاَخِيهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مِنَ الْخَيْرِ

صاحبِ ایمان کی خصوصیت یہ ہے' وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند کرتا ہے' جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے

78- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالاَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لاَ يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيهِ اَوْ قَالَ لِجَارِهٖ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی بھی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی (اور ایک روایت کے مطابق) اپنے پڑوسی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

79- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لاَ يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِجَارِهٖ اَوْ قَالَ لِاَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' کوئی بھی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے پڑوسی (اور ایک روایت کے مطابق) اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

حدیث 76: بخاری (14)' (15) نسائی (5013)' (5014)' (5015) ابن ماجہ (67) دارمی (2741) احمد (12837)' (13939) ابن حبان (179) ابویعلیٰ (3049)' (3258)' (3895) معجم کبیر (6416)

بَابُ 17: بَیَانِ تَحْرِیْمِ اِیذَآءِ الْجَارِ

پڑوسی کواذیت دینا حرام ہے

80- حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ وَقُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَّعَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِیْعًا عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ اَیُّوْبَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ اَخْبَرَنِی الْعَلَاءُ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کی ایذاءرسانی سے محفوظ نہ ہو۔

بَابُ 18: اَلْحَثِّ عَلٰی اِكْرَامِ الْجَارِ وَالضَّیْفِ وَلُزُوْمِ الصَّمْتِ اِلَّا عَنِ الْخَیْرِ وَكَوْنِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ مِنَ الْاِیْمَانِ

پڑوسی اور مہمان کی عزت افزائی' بھلائی کی بات کے سوا خاموشی اختیار کرنے کی ترغیب اوران تینوں کا مومن کی خصوصیت ہونے کا بیان

81- حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کرے یا پھر خاموش رہے' جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کا احترام کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

82- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ حُصَیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِیْ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَسْكُتْ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا احترام کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

حدیث 80: بخاری (5670)' (5672)' (5673) ابوداؤد (3748)' (5154) ترمذی (1967)' (2500) ابن ماجہ (3672)' (3675)' (3971) امام مالک (1660) دارمی (2035)' (2036) احمد (7865)' (8413)' (8842) ابن حبان (5287) حاکم (21)' (7899)' (7300) بیہقی (8960) ابویعلی (3909)' (4252)' (6490) معجم کبیر (8250)' (487)' (5187)

83- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِىْ حَصِيْنٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

84- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُخْبِرُ عَنْ اَبِىْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ

✧✧ حضرت ابوشریح خزاعی' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ عمدہ سلوک کرے جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا احترام کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔

بَابُ 19: بَيَانِ كَوْنِ النَّهْىِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَاَنَّ الْاِيْمَانَ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ

بُرائی سے روکنا ایمان کا حصہ ہے۔ نیز ایمان میں کمی وبیشی ہوتی ہے

85- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَّهٰذَا حَدِيْثُ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَ اَوَّلُ مَنْ بَدَاَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيْدِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَرْوَانُ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلٰوةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ

✧✧ طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں' سب سے پہلے مروان نے عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دیا تو ایک شخص نے اسے ٹوکا' خطبے سے پہلے نماز عید پڑھی جاتی ہے' تو مروان بولا' یہ پرانی بات ہے' تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اس ٹوکنے والے شخص نے اپنا فرض سرانجام دے دیا ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کوئی خلافِ شریعت کام دیکھے تو اپنے ہاتھوں کے ذریعے اسے ختم کر دے اور اگر ایسا نہ کر سکتا ہو' تو اپنی زبان کے ذریعے

حدیث85: بخاری (915)' (918)' (919) ابوداؤد (1141)' (1142)' (2416) ترمذی (532)' (537)' (2172) نسائی (1562)' (1569)' (1575) ابن ماجہ (1274)' (1275)' (4013) امام مالک (427)' (429)' (430) داری (1602)' (603)' (1604) احمد (225)' (282)' (1902) ابن حبان (306)' (2819)' (307) ابن خزیمہ (1434)' (1444)' (1458) حاکم (1101) بیہقی (5962)' (5993)' (5994) ابویعلی (1009) معجم کبیر (1981)' (10983)' (11340)

(اسے روکنے کی کوشش کرے) اور اگر ایسا بھی نہ کر سکتا ہو تو اپنے دل میں (اسے بُرا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

86- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ رَجَآءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فِيْ قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

87- حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّةٍ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحَابٌ يَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَّقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ فَحَدَّثْتُ بِهٖ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاَنْكَرَهٗ عَلَيَّ فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَنَزَلَ بِقَنَاةَ فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَعُوْدُهٗ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَاَلْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْهِ كَمَا حَدَّثْتُهُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ وَّقَدْ تُحُدِّثَ بِنَحْوِ ذٰلِكَ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی کو جس اُمت میں بھیجا تو اس کی اُمت میں اس کے کچھ "حواری" ہوتے تھے اور چند ایسے ساتھی ہوتے جو اس نبی کی سنت پر عمل کرتے اس کے حکم کی پیروی کرتے پھر ان کے بعد ایسے لوگ آ جاتے جن کا بیان ان کے عمل کے خلاف ہوتا اور جن کا عمل (شرعی) احکام کے خلاف ہوتا لہٰذا جس شخص نے ان کے خلاف اپنے ہاتھوں کے ذریعے جہاد کیا' وہ مومن تھا اور جس شخص نے ذہنی طور پر ان کے خلاف جہاد کیا' وہ بھی مومن تھا اور اس سے کم رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

ابورافع بتاتے ہیں' میں نے یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنائی تو انہوں نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور "قنات" کے مقام پر ٹھہرے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کی مزاج پُرسی کے لیے وہاں گئے تو میں بھی آپ کے ہمراہ چل دیا جب ہم وہاں بیٹھ گئے تو میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ہم دونوں کو وہی حدیث سنائی جو میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا چکا تھا۔

88- وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَارِثُ بْنُ الْفُضَيْلِ الْخَطْمِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ كَانَ لَهٗ حَوَارِيُّوْنَ يَهْتَدُوْنَ بِهَدْيِهٖ وَيَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِهٖ مِثْلَ حَدِيْثِ صَالِحٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ قُدُوْمَ ابْنِ

حدیث 87: احمد (4402)' (4379) ابن حبان (6137) بیہقی (19965) معجم کبیر (9754)

مَسْعُوْدٍ وَّاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا: ہر نبی کے کچھ ''حواری'' ہوتے ہیں جو اس کی ہدایت کی پیروی کرتے ہیں اور اس کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہیں (اس کے بعد) سابقہ روایت کے الفاظ میں تاہم اس روایت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی تشریف آوری اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی ملاقات کا ذکر نہیں ہے۔

بَابُ 20: تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِيْهِ وَرُجْحَانِ اَهْلِ الْيَمَنِ فِيْهِ

اہلِ ایمان کی باہمی فضیلت اور ایمان میں اہل یمن کی برتری

89- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِىُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا يَّرْوِىْ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِيْمَانَ هٰهُنَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِى الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطٰنِ فِىْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ

✧✧ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کے ذریعے یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا' غور سے سُن لو! ایمان یہاں ہے اور جہاں سے شیطان کے دوسینگ طلوع ہوتے ہیں یعنی ربیعہ اور مضر جو اونٹوں کو ان کی دُم کی طرف سے ہانک کر لے جاتے ہیں' ان میں شدت پسندی اور سختی پائی جاتی ہے۔

90- حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِىُّ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً الْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْفِقْهُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہلِ یمن آئے ہیں' ان کے دل سب سے زیادہ نرم ہیں' ایمان ''یمنی'' ہے (دین کی) سمجھ بوجھ ''یمنی'' ہے اور حکمت ''یمنی'' ہے۔

91- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِىٍّ ح وَحَدَّثَنِىْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

92- وَحَدَّثَنِىْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِىُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَةً الْفِقْهُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس اہلِ یمن آئے ہیں جن کے

حدیث:89: بخاری (3126)' (3307)' (4126)' ابوداؤد (5213)' ترمذی (3935)' مالک (1743)' احمد (7201)' (7496)' (7616)' ابن حبان (5919)' (7300)' بیہقی (16581)

دل سب سے زیادہ نرم اور کمزور ہیں۔ فقہ (دینی احکام کی سمجھ بوجھ) یمنی ہے اور حکمت (دانائی) یمنی ہے۔

93- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کفر کا مرکز (مدینہ منورہ کے) مشرقی سمت میں ہے' گھوڑے اور اونٹ پالنے والوں میں فخر اور تکبر کے جذبات پائے جاتے ہیں جبکہ بکریوں کے چرواہے منکسر المزاج ہوتے ہیں۔

94- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْكُفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبَرِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان یمنی ہے اور کفر (مدینہ منورہ کے) مشرقی سمت میں ہے۔ بکریاں چرانے والوں میں انکسار اور گھوڑوں اور اونٹوں کے مالکان میں غرور پایا جاتا ہے۔

95- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اونٹ اور گھوڑوں کے مالکان میں فخر اور تکبر کے جذبات پائے جاتے ہیں جبکہ بھیڑ بکریوں کے چرواہوں میں انکسار پایا جاتا ہے۔

96- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔

97- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَضْعَفُ قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ السَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْيَمَنِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ قِبَلَ مَطْلِعِ الشَّمْسِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اہلِ یمن آئے ہیں' ان کے دل بہت کمزور اور نرم ہیں' ایمان یمنی ہے' حکمت یمنی ہے۔ بکریوں کے چرواہوں میں انکساری پائی جاتی ہے اور (مدینہ

منورہ کی) مشرقی سمت میں بسنے والے اونٹوں کے مالکان میں فخر اور غرور پایا جاتا ہے۔

98- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَلْيَنُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَّاْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اہلِ یمن تمہارے پاس آئے ہیں' ان کے دل بہت نرم اور رقیق ہیں' ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے' کفر کا مرکز (مدینہ منورہ کے) مشرق میں ہے۔

99- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ رَاْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ بات مختلف ہے کہ اس میں کفر کے مرکز کے مشرق کی سمت میں ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

100- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِىْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَّعْنِى ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَّزَادَ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِىْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِىْ اَصْحَابِ الشَّآءِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ بات مختلف ہے کہ اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں' اونٹوں کے مالکان میں فخر اور غرور پایا جاتا ہے جبکہ بکریوں کے مالکان میں انکسار اور وقار پایا جاتا ہے۔

101- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُوْمِىُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِى الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِىْ اَهْلِ الْحِجَازِ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سخت دِلی اور زیادتی (مدینہ منورہ کے) مشرق (یعنی نجد) میں ہے جبکہ ایمان اہلِ حجاز میں ہے۔

بَاب 21: بَيَانِ اَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَنَّ مَحَبَّةَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الْاِيْمَانِ وَاَنَّ اِفْشَاءَ السَّلَامِ سَبَبًا لِحُصُوْلِهَا

صرف اہلِ ایمان جنت میں داخل ہوں گے' اہلِ ایمان سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور سلام کو عام کرنا اس محبت کے حصول کا سبب ہے

102- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

حدیث 101: احمد (14598)' (14635)' (14757) ابن حبان (7296) ابویعلی (2309)

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَىْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک (کامل) مومن نہ بن جاؤ اور اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسے عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ کہ جب تم اسے کرلو گے تو تمہارے اندر محبت زیادہ ہوگی' اپنے درمیان سلام کو عام کردو۔

103- وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٍ

✧✧ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ' اپنی سند کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک (کامل) مومن نہ بن جاؤ (اس کے بعد) سابقہ روایت کے الفاظ ہیں۔

بَاب22: بَيَانِ اَنَّ الدِّيْنَ النَّصِيْحَةُ

دین خیر خواہی کا نام ہے

104- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْمَكِّىُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِسُهَيْلٍ اِنَّ عَمْرًا حَدَّثَنَا عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْكَ قَالَ وَرَجَوْتُ اَنْ يُّسْقِطَ عَنِّىْ رَجُلًا قَالَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنَ الَّذِىْ سَمِعَهُ مِنْهُ اَبِىْ كَانَ صَدِيْقًا لَهٗ بِالشَّامِ ثُمَّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِىِّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ

✧✧ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دین خیر خواہی (کا نام) ہے' ہم نے عرض کی' کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ' اس کی کتاب' اس کے رسول' مسلمان حکمرانوں اور عام مسلمانوں کے لیے۔

105- حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِىٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِىِّ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِىِّ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

106- وَحَدَّثَنِىْ اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ يَعْنِىْ ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ سَمِعَهٗ وَهُوَ يُحَدِّثُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِىِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

حدیث 102- ابوداؤد (5193) ابن ماجہ (3694) احمد (9073)' (18668)' (10658) حاکم (7310)

حدیث 104- ابوداؤد (4944) ترمذی (1926) نسائی (4197)' (4199) دارمی (2754) احمد (3281)' (7941)' (16982) ابن حبان (4574) بیہقی (16434)

107- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

✧✧ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نماز پڑھنے' زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی (کے جذبات) رکھنے کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کے دستِ اقدس پر) بیعت کی تھی۔

108- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ سَمِعَ عن جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَايَعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

✧✧ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (دستِ اقدس پر) ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی (کے جذبات) رکھنے کا عہد کیا تھا۔

109- حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ وَيَعْقُوْبُ الدَّوْرَقِىُّ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِىْ فِيْمَا اسْتَطَعْتَ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

✧✧ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (دستِ اقدس پر) سمع وطاعت (ہر اسلامی حکم پر عمل پیرا ہونے) کی بیعت کی' تو آپ نے مجھے تلقین کی (یہ بھی کہو) اپنی استطاعت کے مطابق (ایسا کروں گا۔ نیز میں نے) ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی (کے جذبات رکھنے کا بھی عہد کیا)

بَابُ 23: بَيَانِ نُقْصَانِ الْاِيْمَانِ بِالْمَعَاصِىْ وَنَفْيِهٖ عَنِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمَعْصِيَةِ عَلٰى اِرَادَةِ نَفْىِ كَمَالِهٖ

گناہوں کی بدولت ایمان کم ہو جاتا ہے۔ نیز گناہ کے ارتکاب کے وقت گناہ گار سے ایمان کی نفی کی گئی ہے اور اس سے مراد کامل ایمان کی نفی ہے

گناہ کے سبب ایمان کے کم ہونے کا بیان

110- حَدَّثَنِىْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيْبِىُّ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلَانِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِى الزَّانِىْ حِيْنَ يَزْنِىْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا

حدیث 107: بخاری (57)' (501)' (1336) ابوداؤد (4945) ترمذی (1925) نسائی (4156)' (4157)' (4175) دارمی (2540) احمد (4565)' (19176)' (19184) ابن حبان (4545)' (4546)' (4548) ابن خزیمہ (2259) بیہقی (13633)' (10231)' (16332) ابویعلی (7503) معجم کبیر (2244)' (2245)' (2246)

حدیث 110- بخاری (2343)' (5256)' (6390) ابوداؤد (4689)' (4690) ترمذی (2635) نسائی (4869)' (4870)' (4871) ابن ماجہ (3936) دارمی (1206) احمد (7316)' (8187)' (8882) ابن حبان (186)' (4412)' (4454) حاکم (56) بیہقی (20542) معجم کبیر (11679)' (11799)' (13304)

يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُمْ هٰؤُلَاءِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ وَكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی زانی' زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا ہے' کوئی چور' چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا' کوئی شرابی' شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا۔ (ایک اور سند میں ان الفاظ کا اضافہ ہے) کوئی بھی ڈاکو کسی قیمتی چیز پر سرعام ڈاکہ ڈالتے وقت مومن نہیں رہتا۔

شرح

اور عبداللہ ابن عباس کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ قتل کرنے والا جب ناحق قتل کرتا ہے تو اس وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا۔ عکرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (یہ حدیث سن کر) پوچھا کہ اس سے ایمان علیحدہ کس طرح کرلیا جاتا ہے، تو انہوں نے کہا اس طرح (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں داخل کیں اور پھر ان انگلیوں کو ایک دوسری سے علیحدہ کرلیا اس کے بعد انہوں نے فرمایا اگر وہ توبہ کرلیتا ہے تو ایمان اس طرح واپس آجاتا ہے اور یہ (کہہ کر) انہوں نے انگلیوں کو پھر ایک دوسری میں داخل کرلیا۔ نیز ابوعبداللہ (یعنی عبداللہ بن اسماعیل بخاری) نے کہا ہے کہ (اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ) وہ آدمی ارتکاب معصیت کے وقت مومن کامل نہیں رہتا اور اس میں سے ایمان کا نور نکل جاتا ہے" (بخاری)

جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا، مومن کا قلب ایک ایسے حساس اور پاکیزہ ظرف کی مانند ہے جس میں صرف ایمان کا نور ٹھہر سکتا ہے، ایمان کے منافی کوئی بھی چیز دراندازہونے کی کوشش کرتی ہے تو نہ قلب مومن اس کا روادار ہوتا ہے اور نہ نور ایمان اس کو برداشت کرتا ہے، چنانچہ وہ بدترین اور سنگین گناہ جس کا حدیث بالا میں ذکر ہوا، ایسی منافی ایمان باتیں ہیں جن کا تحمل نور ایمان کسی حالت میں نہیں کرسکتا، ادھر انسان ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب شروع کرتا ہے کہ ادھر نور ایمان اس کے قلب سے رخصت ہوجاتا ہے اور پھر جب تک کہ اس گناہ پر نادم و شرمندہ ہو کر آئندہ کے لئے خلوص دل سے توبہ نہیں کرلیتا ایمان کی وہ نورانی کیفیت جو ارتکاب گناہ سے قبل اس کو حاصل تھی، اس کے قلب میں واپس نہیں آتی۔

اسی صورت حال کو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی انگلیوں کی مثال کے ذریعہ واضح کیا، انہوں نے پہلے اپنے ایک ہاتھ کے پنجہ کو دوسرے ہاتھ کے پنجہ میں داخل کیا اور دکھایا کہ یہ گویا ارتکاب معصیت سے قبل کی حالت ہے کہ نور ایمان مومن کے قلب میں جاگزیں ہے پھر انہوں نے دونوں پنجوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرکے بتایا کہ جس طرح یہ پنجہ دوسرے پنجہ سے الگ ہوگیا ہے، اسی طرح ارتکاب معصیت کے وقت نور ایمان مومن کے قلب سے علیحدہ ہوجاتا ہے اور پھر انہوں نے دوسرے پنجوں کو ایک دوسرے میں داخل کردیا اور کہا کہ جس طرح یہ پنجے پھر ایک دوسرے میں داخل ہوگئے ہیں اسی طرح اگر مومن ارتکاب معصیت کے بعد توبہ کرلیتا ہے تو اس کا نور ایمان پہلے کی طرح اپنی جگہ واپس آجاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے لکھا ہے کہ ارتکاب معصیت کے وقت ایمان کے باقی نہ رہنے کا مطلب یہ ہے کہ مرتکب معصیت کامل

مومن نہیں رہ جاتا اس کا ایمان ناقص ہو جاتا ہے۔ (ترجمان السنۃ)

111 - وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا اِلَّا ذِكْرَ النُّهْبَةِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں کچھ الفاظ مختلف ہیں' ایک روایت میں ''ڈاکے'' کا ذکر ہے' مگر ''چیز کے قیمتی ہونے'' کا ذکر نہیں ہے اور ایک اور روایت میں ''ڈاکے'' کا ذکر ہی نہیں ہے۔

112 - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ وَاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ يَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ بات مختلف ہے کہ اس میں ڈاکے کا ذکر ہے' مگر چیز کے قیمتی ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

113 - وَحَدَّثَنِيْ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

114 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

115 - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ اَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ وَفِيْ حَدِيْثِ هَمَّامٍ يَرْفَعُ اِلَيْهِ الْمُؤْمِنُوْنَ اَعْيُنَهُمْ فِيْهَا وَهُوَ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ وَّزَادَ وَلَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاكُمْ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ بات مختلف ہے کہ اس میں ''سر عام لوٹنے'' کا ذکر نہیں ہے اور یہ جملہ زائد ہے ''کوئی بھی شخص خیانت کرتے وقت مومن نہیں رہتا''۔

116 - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: کوئی بھی زانی' زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا' کوئی چور' چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا' کوئی شرابی' شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا (تاہم ان کے لیے) توبہ کی گنجائش ہوتی ہے۔

117- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

بَابُ 24: بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ

منافق کی عادات کا بیان

118- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَلَّةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَلَّةٌ مِّنْ نِفَاقٍ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ غَيْرَ اَنَّ فِي حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَاِنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ

✧✧ حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: جس شخص میں یہ چار عادات ہوں گی' وہ خالص منافق ہوگا اور اگر کسی میں ان چاروں میں سے کوئی ایک عادت ہوگی' اس میں نفاق کا ایک پہلو موجود ہوگا' یہاں تک کہ وہ اس عادت سے چھٹکارا حاصل کرلے۔ (ایک یہ) جب وہ بولے گا تو جھوٹ بولے گا (دوسری یہ) جب بھی کوئی عہد کرے گا تو اسے پورا نہیں کرے گا' (تیسری یہ) جب بھی وعدہ کرے گا' اسے پورا نہیں کرے گا اور (چوتھی یہ) جھگڑے کے دوران ہمیشہ بدزبانی کا مظاہرہ کرے گا۔ (امام مسلم فرماتے ہیں ایک اور روایت میں) ''خلت'' کی بجائے ''خصلت'' کا الفاظ منقول ہے۔

119- حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ اَبِي عَامِرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: منافق کی تین نشانیاں ہیں' بات کرے گا

حدیث 118: بخاری (33)' (34)' (2337) ابوداؤد (4688) ترمذی (2631)' (2632) نسائی (5020)' (5021)' (5023) احمد (6768)' (6864)' (6879) ابن حبان (254)' (255)' (257) بیہقی (21140)' (311467)' (21469) معجم کبیر (6186)' (9075)

تو جھوٹ بولے گا' وعدہ کرے گا تو اسے پورا نہیں کرے گا اور اگر اسے کوئی امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے گا۔

120 - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِى الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' اس میں ''آیۃ المنافق'' کی بجائے ''علامات المنافق'' کا لفظ ہے۔

121 -حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّىُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ اَبُوْ زُكَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَّاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں ''منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو' نماز پڑھتا ہو اور خود کو مسلمان سمجھتا ہو''۔

122 - وَحَدَّثَنِىْ اَبُوْ نَصْرٍ التَّمَّارُ وَعَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَحْيٰى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ذَكَرَ فِيْهِ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

بَابُ 25: بَيَانِ حَالِ اِيْمَانِ مَنْ قَالَ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَا كَافِرُ

کسی مسلمان کو کافر کہنے والے کے اپنے ایمان کا حکم

123 - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَفَّرَ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو کافر قرار دے تو وہ کفر ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹے گا۔

124 - وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى التَّمِيْمِىُّ وَيَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا اِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو یہ کہے' اے کافر! تو ان

حدیث 123: بخاری (5752)' (5753) ابوداؤد (4687) ترمذی (2637) مالک (1777) احمد (4687)' (4745)' (5035) ابن حبان (248)' (249)' (250) بیہقی (20691) معجم کبیر (10544)' (463)

دونوں میں سے کوئی ایک ضرور کافر ہوگا۔ اگر وہ دوسرا شخص واقعی کافر ہو چکا ہے' تو ٹھیک ہے' ورنہ یہ کفر پہلے شخص کی طرف لوٹ آئے گا۔

125- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِي ذَرٍّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ اِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا عَادَ عَلَيْهِ

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص جان بوجھ کر اپنے نسب کی نسبت اپنے والد کی بجائے کسی اور شخص کی طرف کرے' اس نے کفر کیا اور جو شخص جان بوجھ کر (کسی کی مملوکہ چیز پر) اپنی ملکیت کا دعویٰ کرے' وہ ہم میں سے نہیں ہے' اسے چاہیے کہ جہنم میں اپنے مخصوص مقام تک پہنچنے کے لیے تیار رہے' اور جو شخص کسی دوسرے (مسلمان) کو کافر قرار دے یا اسے اللہ کا دشمن کہہ کر بلائے' حالانکہ وہ دوسرا شخص ایسا نہ ہو' تو یہ کلمہ اسی کی طرف لوٹ آئے گا۔

بَابُ 26: بَيَانِ حَالِ اِيْمَانِ مَنْ رَّغِبَ عَنْ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

اپنے حقیقی نسب کا جان بوجھ کر انکار کرنے والے کے ایمان کا بیان

126- حَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ اَبِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اپنے آباء (سے اپنے نسبی تعلق کا) انکار نہ کرو' کیونکہ جو شخص اپنے باپ سے (اپنے نسبی تعلق کا) انکار کرے گا' وہ (گویا) کافر ہو گیا۔

127- حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيْرٍ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ قَالَ لَمَّا ادُّعِيَ زِيَادٌ لَقِيْتُ اَبَا بَكْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ مَا هٰذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ اِنِّي سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ سَمِعَ اُذُنَيَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى اَبًا فِي الْاِسْلَامِ غَيْرَ اَبِيْهِ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَقَالَ اَبُوْبَكْرَةَ وَاَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ (ایک تابعی) ابوعثمان کہتے ہیں' جب زیاد نے اپنے نسب (سے ہٹ کر دوسرے نسب) کا دعویٰ کیا تو میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا' یہ آپ نے کیا' کیا ہے؟ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے'

حدیث 125: بخاری (3317)' (6385)' (6386) ابوداؤد (5115) ابن ماجہ (2609)' (2610)' (2319)' (2611) داری (2530)' (2860) احمد (1499)' (3038)' (21503) ابن حبان (415)' (416)' (417) بیہقی (15112)' (15114)' (15113) معجم کبیر (12475)

(وہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے کانوں سے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو مسلمان جان بوجھ کر (اپنے نسبی تعلق کو) اپنے والد کی بجائے کسی اور کی طرف منسوب کرے اس پر جنت حرام ہو جائے گی' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو یہی ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

128- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ وَّاَبِیْ بَكْرَةَ كِلَيْهِمَا يَقُوْلُ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

✧✧ عثمان (تابعی)' حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ان دونوں صحابیوں کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے اپنے کانوں سے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے اور آپ کا یہ فرمان ہمارے ذہن میں محفوظ ہے۔
''جو شخص جان بوجھ کر (اپنے نسبی تعلق کو) اپنے والد کی بجائے کسی اور کی طرف منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہو جائے گی۔''

بَابُ 27: بَيَانِ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے

129- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ وَعَوْنُ بْنُ سَلَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ قَالَ زُبَيْدٌ فَقُلْتُ لِاَبِیْ وَائِلٍ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ يَرْوِيْهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَيْسَ فِیْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زُبَيْدٍ لِاَبِیْ وَائِلٍ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔

130- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

حدیث 129: بخاری (48)' (5697)' (6665) ترمذی (1983)' (2635) نسائی (4104)' (4105)' (4106) ابن ماجہ (69)' (3939)' (3940)' (3941) احمد (1519)' (3647)' (3903)' (3957) ابن حبان (5939) بیہقی (15630)' (20697) معجم (325)' (10105)' (10308)

بَابُ 28: بَيَانِ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کی وضاحت: میرے بعد زمانہ کفر کی طرح آپس میں جنگ وجدال شروع نہ کر دینا

131 - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعَ اَبَا زُرْعَةَ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّهٖ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

✧✧ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا: لوگوں کو خاموش کرواؤ! (جب وہ خاموش ہو گئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد زمانہ کفر کی طرح آپس میں جنگ وجدل شروع نہ کر دینا۔

132 - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

133 - وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَيْحَكُمْ اَوْ قَالَ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر (خطبے کے دوران) ارشاد فرمایا: میرے بعد زمانہ کفر کی طرح آپس میں جنگ وجدل شروع نہ کر دینا۔

134 - حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

بَابُ 29: اِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ

نسب میں طعن کرنے اور نوحہ کرنے پر کفر کا اطلاق کرنا

135 - وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح ابْنُ نُمَيْرٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ

حدیث 131: بخاری (121)' (4143)' (5814) ابو داؤد (4686) ترمذی (2193) نسائی (4125)' (4128)' (4127) ابن ماجہ (3942)' (3943) دارمی (1921) احمد (3815)' (5578)' (5604) ابن حبان (187)' (5940)' (6646) بیہقی (8656)' (9397)' (16568) معجم کبیر (2277)' (2402)' (7414)

كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِثْنَانِ فِى النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ الطَّعْنُ فِى النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (بعض) لوگوں میں دو کفریہ چیزیں پائی جاتی ہیں (دوسرے کے) نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔

بَابُ 30: تَسْمِيَةِ الْعَبْدِ الْآبِقِ كَافِرًا

مفرور غلام کو کافر کا نام دینا

136- حَدَّثَنِىْ عَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِىُّ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنِى ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَنْصُوْرٌ قَدْ وَاللّٰهِ رُوِىَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنِّىْ اَكْرَهُ اَنْ يُّرْوٰى عَنِّىْ هٰهُنَا بِالْبَصْرَةِ

✧✧ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو غلام اپنے آقا کے ہاں سے فرار ہو جائے' وہ کافر ہو جائے گا جب تک کہ وہ واپس نہیں آ جاتا۔ (اس روایت کے ایک راوی) منصور کہتے ہیں' خدا کی قسم! یہ حدیث درست ہے' لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ یہاں بصرہ میں اس حدیث کو بیان کیا جائے۔

137- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ دَاوٗدَ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ

✧✧ حضرت جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو غلام مفرور ہو جائے' اس کا ذمہ (یعنی معاشرتی حقوق) باقی نہیں رہے گا۔

138- حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُّغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِىِّ قَالَ كَانَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ

✧✧ حضرت جریر بن عبداللہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو غلام مفرور ہو جائے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

بَابُ 31: بَيَانِ كُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِالنَّوْءِ

ستاروں کو بارش کا حقیقی سبب قرار دینے والے کے کفر کا بیان

139- حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حدیث 135: احمد (7550)' (8892)' (9571) ابن حبان (1465) حاکم (1415) بیہقی (6903) معجم کبیر (2178)' (6100)' (20)

حدیث 136: ابو داؤد (4360) نسائی (4056)' (4049)' (4051) احمد (19263)' (9018)' (19232) ابن خزیمہ (941) بیہقی (16653) معجم کبیر (2322)' (2331)' (2344)' (2349)

حدیث 139: بخاری (810)' (991) ابوداؤد (3906) مالک (451) احمد (17076)' (17102) ابن حبان (188)' (1843)' (1623) بیہقی (2853)' (6243) معجم کبیر (5213)

بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ السَّمَاءِ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ

✧✧ حضرت زید بن خالد جہنی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر ہمیں فجر کی نماز پڑھائی' جبکہ رات کی بارش کا اثر ابھی باقی تھا' نماز سے فراغت کے بعد آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو' تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے عرض کی' اللہ اور اس کا رسول' زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: آج صبح میرے بعض بندے مجھ پر ایمان رکھتے تھے اور بعض کافر ہی تھے' جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے نتیجے میں ہم پر بارش نازل ہوئی' تو ایسا شخص مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستاروں (کے مؤثر ہونے) کا انکار کرتا ہے' اور جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے' تو وہ مجھ پر ایمان نہیں رکھتا بلکہ ستاروں پر ایمان رکھتا ہے۔

140- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ تَرَوْا إِلَى مَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ مَا أَنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ الْكَوْكَبُ وَبِالْكَوَاكِبِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اس نے فرمایا ہے: ''میں جب اپنے بندوں کو کوئی نعمت عطا کرتا ہوں' تو بعض لوگ یہ کہتے ہوئے (میری عطا کا) انکار کر دیتے ہیں کہ یہ نعمت فلاں ستارے کی وجہ سے ملی ہے''۔

141- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ يُنَزِّلُ اللَّهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا وَفِي حَدِيثِ الْمُرَادِيِّ بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ جب بھی آسمان سے برکت نازل کرتا ہے' تو بعض لوگ اس کا انکار کر دیتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ بارش نازل کرے' تو وہ یہ کہتے ہیں' یہ بارش فلاں ستارے کی وجہ سے نازل ہوئی۔

142- وَحَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مُطِرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوا هَذِهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا

قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فَلاَ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ حَتّٰی بَلَغَ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَکُمْ اَنَّکُمْ تُکَذِّبُوْنَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بارش نازل ہوئی' تو آپ نے فرمایا: بعض لوگ شکرگزار ہوتے ہیں اور بعض لوگ منکر ہوتے ہیں' (شکرگزار کہتے ہیں' بارش) اللہ کی رحمت کی وجہ سے نازل ہوئی ہے (اور منکر کہتے ہیں) یہ فلاں ستارے کی وجہ سے نازل ہوئی۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ فَلاَ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ

بَابُ 32: الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ حُبَّ الْاَنْصَارِ وَعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْاِیْمَانِ وَعَلاَمَاتِهٖ وَبُغْضَهُمْ مِنْ عَلاَمَاتِ النِّفَاقِ

انصار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنا ایمان کا حصہ اور اس کی علامت ہے' نیز ان سے بغض رکھنا منافقت کی علامت ہے

143- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ وَاٰیَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْاَنْصَارِ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: انصار سے بغض رکھنا منافق (منافقت) کی نشانی ہے اور انصار سے محبت رکھنا مومن (ایمان) کی نشانی ہے۔

144- حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ حَبِیْبٍ الْحَارِثِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ یَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ حُبُّ الْاَنْصَارِ اٰیَةُ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُهُمْ اٰیَةُ النِّفَاقِ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے بغض رکھنا منافقت کی نشانی ہے۔

145- وَحَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ح وَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْاَنْصَارِ لاَ یُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلاَ یُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَّنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِیٍّ سَمِعْتَهٗ مِنَ الْبَرَآءِ قَالَ اِیَّایَ حَدَّثَ

✧✧ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: صرف مومن ان سے محبت کرے گا اور منافق ان سے بغض رکھے گا' جو ان سے محبت کرے گا' اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرے گا اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا' اللہ تعالیٰ بھی اس سے بغض رکھے گا۔

حدیث 143: بخاری (17)' (3572)' (3573) ترمذی (3906)' (3900) نسائی (5019) ابن ماجہ (163) احمد (2819)' (9424)' (10515)' (10832) ابن حبان (7272)' (7273)' (7274) بیہقی (14174) معجم کبیر (3357)' (3358)' (5710)' (12339)

146-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: جوشخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو'وہ (کبھی بھی) انصار سے بغض نہیں رکھے گا۔

147-وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

✧✧ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: جوشخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو'وہ (کبھی بھی) انصار سے بغض نہیں رکھے گا۔

148- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَّالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَنْ لَا يُحِبَّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضَنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم! جس نے بیج کو چیر کر (نباتات پیدا کیے) اور جس نے (دیگر) جانداروں و پیدا کیا ہے۔''نبی اُمی'' صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے: صرف مومن مجھ سے محبت کرے گا اور صرف منافق مجھ سے بغض رکھے گا۔

بَابُ33: بَيَانِ نُقْصَانِ الْاِيْمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ وَبَيَانِ اِطْلَاقِ لَفْظِ الْكُفْرِ عَلٰى غَيْرِ الْكُفْرِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى كَكُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحُقُوْقِ

عبادات میں کمی ایمان میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انکار کے علاوہ دیگر امور جیسے کفرانِ نعمت یا کفرانِ حقوق پر بھی ''کفر کا اطلاق'' کیا جاسکتا ہے

149- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْمِصْرِيُّ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَاَكْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنِّيْ رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ جَزْلَةٌ وَّمَا لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَمَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَغْلَبَ لِذِيْ لُبٍّ مِنْكُنَّ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ قَالَ اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ مَا تُصَلِّيْ وَتُفْطِرُ فِيْ

حدیث149: بخاری (298)' (1393)' (3069)' (6180) ترمذی (635)' (2602)' (2603)' (2613) ابن ماجہ (4003) دارمی (1007) احمد (2086)' (3153)' (3386)' (3333) ابن حبان (4448)' (5744) ابن خزیمہ (271)' (1430)' (1436)' (2464) حاکم (2772)' (8783)' (8784) بیہقی (1370)' (7548)' (7900) معجم کبیر (12765)' (12766)' (12767)

رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّيْنِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے خواتین! صدقہ کیا کرو' کثرت سے استغفار کیا کرو کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ جہنم میں تمہاری (یعنی خواتین کی) اکثریت ہے۔ ایک عقل مند خاتون نے سوال کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جہنم میں ہماری اکثریت کیوں ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: تم بکثرت لعنت بھیجتی ہو اور شوہر کی نافرمانی کرتی ہو' عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ہونے کے باوجود تم عقل مند مردوں پر حاوی ہو جاتی ہو۔ اس خاتون نے پوچھا: ہماری عقل اور دین میں کیا کمی ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: عقل کی کمی یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے اور مخصوص ایام میں نمازیں نہ پڑھنا' رمضان کے مہینے میں روزے نہ رکھنا' یہ دین میں کمی ہے۔

150- وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

151-وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَاَبُو بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِي عَمْرٍو عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ یہ روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

بَابُ 34: بَيَانِ اِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلٰى مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ

نماز نہ پڑھنے پر ''کفر'' کے اطلاق کا بیان

152- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطٰنُ يَبْكِيْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَهُ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِي كُرَيْبٍ يَا وَيْلِيْ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص آیت سجدہ تلاوت کرکے سجدہ کرلے تو شیطان روتا ہوا اس سے دُور ہو جاتا ہے اور یہ کہتا ہے' ہائے افسوس! (ایک اور روایت میں شیطان کے یہ الفاظ ہیں) ہائے افسوس! انسان کو سجدے کا حکم دیا گیا ہے' اور وہ سجدہ کرکے جنت کا مستحق بن گیا' جب مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تھا' تو میں نے حکم نہیں مانا اور جہنم کا مستحق ہو گیا۔

153-حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَعَصَيْتُ فَلِيَ النَّارُ

حدیث 151: ابن ماجہ (1052) احمد (9711) ابن حبان (2759) ابن خزیمہ (549) بیہقی (3516) معجم کبیر (9463)

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس کے آخر میں شیطان کے یہ الفاظ نہیں ہیں "نافرمانی کی وجہ سے میں جہنم کا مستحق بن گیا"۔

154- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلٰوةِ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے انسان اور کفر وشرک کے درمیان بنیادی فرق نماز ترک کرنا ہے۔

155- حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: انسان اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز ترک کرنا ہے۔

بَابُ 35: بَيَانِ كَوْنِ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا سب سے افضل عمل ہے

156- وَحَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللّٰهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا' سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: اللہ پر ایمان رکھنا۔ پوچھا گیا' اس کے بعد کون سا ہے؟ آپ نے جواب دیا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا' پھر کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: مقبول حج۔

157- وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

158- حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ح وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ

حدیث 156: بخاری (26)' (1447)' (504)' (2382) ترمذی (1658)' (173)' (1898) نسائی (2526)' (2624)' (3130) دارمی (1424)' (2393)' (2738) احمد (7502)' (7580)' (7629) ابن حبان (153)' (4595)' (4598)' (606)' (1477) ابن خزیمہ (327) حاکم (674)' (676)' (675)' (2386) بیہقی (4466)' (7562)' (10169) معجم کبیر (9811)' (809)' (791)' (793)

وَّاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ مُرَاوِحٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِهٖ قَالَ قُلْتُ اَىُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا قَالَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِيْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ مِّنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ نے جواب دیا: اللہ پر ایمان رکھنا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے دریافت کیا: کون سے غلام کو آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مالک کو سب سے زیادہ پسند ہو اور سب سے زیادہ قیمتی ہو۔ میں نے دریافت کیا: اگر میں ایسا نہ کرسکوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کے کام میں مدد کرو یا کسی بے ہنر شخص کا کام کردو۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں یہ کام بھی نہ کرسکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو تمہاری طرف سے کوئی تکلیف نہ پہنچے' یہ بھی تمہاری طرف سے تمہارے اپنے لئے صدقہ ہوگا۔

159- حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ حَبِيْبٍ مَوْلٰى عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِىْ مُرَاوِحٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَتُعِيْنُ الصَّانِعَ اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں بعض الفاظ کم ہیں۔

160- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِىِّ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِيَاسٍ اَبِىْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِىِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمَا تَرَكْتُ اَسْتَزِيْدُهٗ اِلَّا اِرْعَاءً عَلَيْهِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ نے جواب دیا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' میں نے پوچھا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' میں نے مزید یہ سوال اس لیے نہیں کیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار نہ گزرے۔)

161- حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ عُمَرَ الْمَكِّىُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِىُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَعْفُوْرٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ اَبِىْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِىِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَقْرَبُ اِلَى الْجَنَّةِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى مَوَاقِيْتِهَا قُلْتُ وَمَاذَا يَا نَبِىَّ اللّٰهِ قَالَ الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا عمل جنت کے زیادہ قریب (کردیتا) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

162- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَاَشَارَ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے پوچھا' اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (راوی کہتے ہیں) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: اگر میں اسی طرح مزید سوالات کرتا رہتا تو آپ ﷺ جواب ارشاد فرماتے رہتے۔

163- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ وَاَشَارَ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَا سَمَّاهُ لَنَا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

164- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَوِ الْعَمَلِ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے افضل عمل وقت پر نماز پڑھنا اور اپنے والدین کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا ہے۔

بَابُ 36: كَوْنِ الشِّرْكِ اَقْبَحَ الذُّنُوبِ وَبَيَانِ اَعْظَمِهَا بَعْدَهُ

شرک سب سے زیادہ بُرا گناہ ہے اور اس کے بعد آنے والے بڑے گناہوں کا بیان

165- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَّقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے جواب دیا: کسی کو اس کا شریک سمجھنا' حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کی' یہ واقعی بہت بڑا گناہ ہے' پھر میں نے پوچھا: اس کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے جواب دیا: اس خوف سے اولاد کو قتل کر

حدیث 165: بخاری (4207)' (4483)' (5655)' (2426) ابوداؤد (2310) ترمذی (3182)' (3183) نسائی (4013)' (4014)' (4015) احمد (3621)' (3811)' (3865)' (4102) ابن حبان (4414)' (4415)' (4416) بیہقی (15600)' (15601)' (15617)

دینا کہ وہ ہمارے رزق میں شریک ہوگی۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ تو آپ نے فرمایا: پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔

166 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ جَمِیْعًا عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِیْقَهَا وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: کسی کو اللہ کا شریک سمجھنا' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اس نے پوچھا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اولاد کو اس خوف سے قتل کر دینا کہ وہ ہمارے رزق میں شریک ہو جائے گی۔ اس نے پوچھا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے جوابات کی تائید میں قرآن کی یہ آیت نازل کی: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اور جس کا قتل اللہ نے حرام قرار دیا ہوا سے ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے' اگر کوئی ایسا کرے گا تو سزا پائے گا۔''

شرح

اس حدیث میں چند ایسی باتوں کی نشاندہی کی گئی جو اخلاق وانسانیت کے اعتبار سے بھی نہایت پستی اور گراوٹ کی علامت ہیں اور شریعت نے بھی ان کو سب سے بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے اور جن کا ارتکاب کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب کا مستوجب قرار پاتا ہے۔ سب سے بڑا گناہ جس بات کو بتایا گیا ہے وہ کسی کو اپنے خالق اور پروردگار کا شریک ٹھہرانا ہے اور ان تدعو اللہ ندا کی تشریح میں علماء نے لکھا ہے کہ شریک ٹھہرانے کا مطلب ذات وصفات اور عبادت میں کسی کا اللہ کا ہمسر وہم تاب بنانا ہے مثلاً عبادت و بندگی اور اظہار عبدیت کے جو طریقے اور جو افعال صرف ذات باری تعالیٰ کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں۔ وہ طریقے اور افعال اللہ کے سوا کسی اور کے لئے بھی اختیار کرنا۔

دوسرا بڑا گناہ یہ بتایا گیا ہے کہ کوئی آدمی اپنی اولاد کو اس خوف سے موت کے گھاٹ اتار دے کہ وہ میرے سر کا بوجھ بنے گی، اس کو کھلانا پلانا پڑے گا اور اس کی پرورش وتربیت کی معاشی ذمہ داریاں برداشت کرنا پڑیں گی، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ظالمانہ طریقہ رائج تھا کہ لوگ افلاس کے خوف سے اپنی اولاد کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے۔ تیسرا بڑا گناہ یہ بتایا گیا ہے کہ کوئی آدمی اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے۔ یوں تو مطلقاً زنا ایک گناہ ہے اور اس پر سخت سزا مقرر ہے۔ لیکن پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے جس طرح کہ مطلقاً ناحق قتل کرنا ایک بڑا گناہ ہے، لیکن اولاد کو قتل کر دینا نہایت ہی بڑا گناہ ہے۔

بَابُ 37: بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَاَكْبَرِهَا

کبیرہ گناہوں اور سب سے بڑا کبیرہ گناہ کا بیان

167-حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ الْجُرَيْرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

✧✧ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے' آپ نے فرمایا: میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ تین گناہ سب سے بڑے گناہ ہیں' کسی کو اللہ کا شریک سمجھنا' والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ (حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور پھر اسی بات کو اتنی مرتبہ دہرایا' ہم نے یہ آرزو کی کہ آپ (کی طبیعت کا جلال اس وقت) کم ہو جائے۔

168- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَّهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گناہوں کو کبیرہ قرار دیا ہے' کسی کو اللہ کا شریک سمجھنا' والدین کی نافرمانی کرنا' (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

169- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ اَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَكْبَرُ ظَنِّيْ اَنَّهُ شَهَادَةُ الزُّوْرِ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں فرمایا ہے (اور ایک روایت کے مطابق) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: کسی کو اللہ کا شریک سمجھنا' (ناحق) قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ (پھر آپ نے مزید فرمایا) کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں بتاؤں؟ (وہ گناہ) جھوٹی گواہی دینا ہے۔

(امام مسلم کہتے ہیں) اس روایت کے الفاظ میں مطلق جھوٹ بولنے یا جھوٹی گواہی دینے کا ذکر ہے۔ شعبہ کہتے ہیں' میرا گمان

حدیث 167: بخاری (2510)' (2511)' (5631) ابوداؤد (2875)' (3599) ترمذی (1207)' (1901)' (2301)' (3018) نسائی (4010)' (4011)' (4867) ابن ماجہ (2372) دارمی (2360) احمد (6884)' (12358)' (12394) ابن حبان (5562)' (5563) حاکم (7808)' (60) بیہقی (19653)' (20167)' (20168) معجم کبیر (8483)' (8784)' (1420)

یہ ہے نبی اکرم ﷺ نے جھوٹی گواہی دینے کی بابت ارشاد فرمایا تھا۔

دس باتوں کی نصیحت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی، چنانچہ فرمایا: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہیں جان سے مار ڈالا جائے اور جلا دیا جائے (۲) اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں اپنے اہل اور مال چھوڑ دینے کا حکم دیں (۳) جان بوجھ کر کوئی فرض نماز نہ چھوڑو کیونکہ جو آدمی عمداً نماز چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں (۴) شراب مت پیو کیونکہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے (۵) اللہ کی نافرمانی اور گناہ سے بچو کیونکہ نافرمانی کرنے سے اللہ کا غصہ اتر آتا ہے۔ (۶) جہاد میں دشمنوں کو ہرگز پیٹھ نہ دکھلاؤ اگرچہ تمہارے ساتھ کے تمام لوگ ہلاک ہو جائیں۔ (۷) جب لوگوں میں موت (وباء کی صورت میں) پھیل جائے اور تم ان میں موجود ہو تو ثابت قدم رہو یعنی ان کے درمیان سے بھاگو مت (۸) اپنے اہل وعیال پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرتے رہو۔ (۹) تادیباً اپنا ڈنڈا ان سے نہ ہٹاؤ (۱۰) اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں انہیں ڈراتے رہو یعنی اہل وعیال میں سے کسی کو سزاء یا تادیباً کچھ مارنا پیٹنا ضروری ہو تو اس سے پہلو تہی نہ کرو اور ان کو اچھی اچھی باتوں کی نصیحت وتلقین کرتے رہا کرو اور دین کے احکام ومسائل کی تعلیم دیا کرو اور ان کو بری باتوں سے بچانے کی کوشش کرو۔ (مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 56)

شرک اپنی برائی کے اعتبار سے کس قدر خطرناک ہے اور اخروی حیثیت سے کتنی ہلاکت خیزی رکھتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو وصیت فرمائی کہ اگر تمہیں جان سے مار ڈالے جانے کا بھی خطرہ ہو یا تمہیں آگ میں ڈالا جا رہا ہو تو بھی تم توحید کے معاملہ میں اپنے عقیدہ سے ایک انچ نیچے مت اترنا بلکہ موت کی پروا کئے بغیر اپنے اعتقاد پر پختگی کے ساتھ قائم رہنا، تاہم جہاں تک نفس مسئلہ کا تعلق ہے تو کہا جاتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ چونکہ اپنی فطرت کے اعتبار سے شریعت کی پیروی میں انتہائی سخت تھے اور کسی بھی مسئلہ کے اسی پہلو کو اختیار کرتے تھے جو اولیٰ ہوتا تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مزاج اور ذوق کے مطابق اس قدر اہمیت کے ساتھ ان کو حکم دیا، ورنہ ایسے موقع پر جب کہ اپنے ایمان واسلام کا اظہار اپنی موت کو دعوت دینے والا اور کفر وشرک کا کلمہ زبان سے ادا کئے بغیر جان نہ بچتی ہو تو اس کی اجازت ہے کہ کفر وشرک کا کوئی کلمہ زبان سے ادا کرے بشرطیکہ دل میں ایمان پوری طرح موجود رہے۔

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری" کی بھی اہمیت وتاکید ہی کو ظاہر کرنے کے لئے بطور مبالغہ فرمایا گیا کہ اگر ماں باپ تمہیں تمہارے اہل وعیال سے الگ ہو جانے یا تمہیں تمہارے مال واسباب اور املاک وجائیداد سے دستبردار ہو جانے کا بھی حکم دیں تو اس حکم کی اطاعت کرو، اس بارے میں بھی اصل مسئلہ یہ ہے کہ ماں باپ کا یہ حکم ماننا واجب نہیں ہے تاکہ حرج ونقصان میں مبتلا ہونا لازم نہ آئے۔ "فرض نماز" کی اہمیت جتلانے کے لئے فرمایا گیا کہ اگر تم جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دو گے تو پھر اپنے آپ کو دنیا اور آخرت میں اللہ کی ذمہ داری سے باہر سمجھو، دنیا میں تم اس اعتبار سے کہ اسلامی نظام اور اسلامی حکومت کے قانون کے تحت جس تعزیر کے مستوجب قرار پاؤ گے اس میں اللہ کی طرف سے کوئی امن وعافیت تمہیں نہیں ملے گی اور آخرت میں اس اعتبار سے کہ وہاں

ترک نماز کے سبب خود اللہ تمہیں عذاب میں گرفتار کرے گا۔

دشمن کو پیٹھ دکھانے" کے بارے میں" جیسا کہ پہلے بھی گزرا"۔ یہ مسئلہ ہے کہ اگر دشمن دو تہائی تک بھی زائد ہوں یعنی ایک مسلمان کے مقابلہ پر دو دشمن دین ہوں تو اس صورت میں مقابلہ سے ہٹ جانا اور راہ فرار اختیار کرنا کسی مسلمان کو ہرگز جائز نہیں ہے ہاں اگر ایک کے مقابلہ میں دو سے زائد ہوں تو پھر تباہی کا خطرہ دیکھ کر مقابلہ سے ہٹ جانا اور جان بچانے کے لئے راہ فرار اختیار کر لینا جائز ہوگا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ حکم مبالغہ کے طور پر دیا کہ تم کسی بھی صورت میں اپنے دشمن کو پیٹھ مت دکھانا خواہ تمہارے تمام ساتھی شہید ہو جائیں اور دشمن کے مقابلہ پر تم تنہا ہی کیوں نہ رہ جاؤ اس حدیث میں ایک اعتقادی کمزوری کی بھی نشان دہی کی گئی ہے اور اس کے خلاف حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو متنبہ کیا گیا ہے۔ یعنی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی آبادی میں کوئی وبا پھیل جاتی ہے اور موتیں کثرت سے واقع ہونے لگتی ہیں تو عوام دہشت زدہ ہو کر اپنے گھر بار چھوڑ دیتے ہیں اور اس آبادی سے نکل بھاگتے ہیں۔ اس بارے میں بھی اصل مسئلہ یوں ہے کہ جو لوگ اس آبادی میں پہلے سے مقیم نہ ہوں بلکہ دوسری جگہوں پر ہوں تو ان کے لئے جائز ہے کہ وہ اس آبادی سے دور رہیں اور وہاں نہ آئیں لیکن جو لوگ پہلے ہی سے آبادی میں مقیم ہوں ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ موت کے خوف سے اس آبادی کو چھوڑ دیں اور وہاں سے نکل بھاگیں، کیونکہ وباء زدہ آبادی سے نکل بھاگنا ایسا ہی گناہ ہے جیسا دشمن کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہونے کا بلکہ جو آدمی اس اعتقاد سے بھاگے گا کہ اگر یہاں رہا تو مرجاؤں گا اور یہاں سے نکل بھاگنے پر موت سے بچ جاؤں گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

سات بڑے گناہوں سے بچنے کا بیان

170- حَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ سَعِيدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہلاکت کا شکار کر دینے والے سات گناہوں سے بچو! عرض کی گئی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: شرک کرنا' جادو کرنا' ناحق قتل کرنا' یتیم کا مال کھانا' سود کھانا' جہاد سے فرار اختیار کرنا اور پاک دامن خواتین پر زنا کا الزام لگانا۔

شرح

اسلامی اعتقادات ونظریات اور بدیہی مسلمات کو دل سے ماننا، زبان سے اقرار کرنا اور عائد شدہ فرائض پر عمل کرنا ایمان ہے اوران پر بدیہی مسلمات میں سے کسی ایک بات کا انکار کر دیا جائے خواہ بقیہ سب کا اقرار موجود ہے تو بھی کفر عائد ہو جاتا ہے پھر علماء

حدیث 170: بخاری (18)' (2615)' (3679)' (2874) ابوداؤد (28575) ترمذی (1439) نسائی (3671)' (4012)' (4161)' (4162) مالک (1775) دارمی (2453) احمد (6850)' (15275)' (19011) ابن حبان (4405)' (4553)' (5561) حاکم (2260)' (6946)' (8033) بیہقی (12447)' (15620)' (15627) معجم کبیر (5636)' (6316)' (6317)

کی تصریح ہے کہ کفر صرف قول ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بعض افعال بھی موجب کفر ہو سکتے ہیں، چنانچہ فقہاء ایسے افعال پر بھی کفر کا حکم لگا دیتے ہیں جو قلبی و اعتقادی کفر کے صحیح ترجمان سمجھے جاتے ہیں۔ یوں تو کفر کی ہر قسم انسانیت کے دامن پر سب سے بدنما داغ ہے لیکن اس کی جو قسم سب سے بدتر ہے وہ شرک ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات، اس کی عبادات اور اس کی حدود عظمت میں کسی کو شریک بنا لینا نہ صرف اعتقادی حیثیت سے ایمان و اسلام سے صریح بیزاری کا اظہار ہے، بلکہ فطرت پر ایک بہت بڑا ظلم اور عقل و دانش سے سب سے بڑی بغاوت بھی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کر کے اس کی فطرت کو کفر و شرک کی ہر قسم کی آلودگی سے پاک و صاف رکھا ہے، اب اگر انسان اپنی فطرت کو شرک کی نجاست سے ملوث کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ اپنی فطرت اور اپنے خمیر کی صداقت آمیز آواز کا گلا گھونٹ کر مذہب و انسانیت دونوں حیثیت سے تباہی و بربادی کے غار میں گرتا ہے۔ اس لئے پروردگار عالم کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی بارگاہ میں ہر کوتاہی و لغزش قابل معافی ہو سکتی ہے۔ مگر شرک کا جرم ہرگز معافی نہیں ہوگا جس کی سخت سزا مشرک کو بھگتنی ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کی پاک جنت میں اس کے لئے کوئی جگہ نہ ہوگی۔ ارشاد ربانی ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۔ (القرآن الحکیم، النساء ۱۱۶) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس جرم کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے وہاں اس کے سوا اور جس گناہ کو چاہے گا بخش دے گا۔" چونکہ شرک انسانی فطرت سے سعادت و نیک بختی کا تخم جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے اور انسان کی روحانی ترقی کی تمام استعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے نیز خود قرآن کی نظر میں شرک اللہ تعالیٰ پر سب سے بڑا افتراء اور سب سے بڑے کر بے دلیل اور خلاف ضمیر بات اور نفس انسان کے لئے ابدی موت ہے اس لئے حدیث میں جن ہلاکت خیز باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان میں شرک کا جرم سرفہرست ہے۔

سحر کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ جس طرح سحر اور جادو کرنا حرام اور ہلاکت خیز چیز ہے اسی طرح جادو سیکھنا اور سحر کا علم حاصل کرنا بھی حرام ہے، جو آخرت میں ہلاکت کا موجب بنے گا۔

شرح عقائد کے حاشیہ "خیالی" میں لکھا ہے کہ سحر کرنا کفر ہے اور صحابہ وغیرہ کی ایک جماعت تو اس پر متفق ہے کہ ساحر کو فوراً مار ڈالنا چاہیے۔ جب کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ اگر ساحر اس طرح کا ہو جس سے کفر لازم آتا ہو اور ساحر اس سے توبہ نہ کرے تو اس کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہیے۔ اسی طرح نجوم، کہانت رمل اور شعبدہ بازی کی تعلیم حاصل کرنا، ان چیزوں کو اختیار کرنا اور ان سے روزی اور پیسہ کمانا اور نجومی و کاہن وغیرہ سے سوالات کرنا اور ان کی بتائی ہوئی باتوں پر اعتقاد رکھنا بھی حرام ہے۔ حدیث میں دشمن کے مقابلہ سے راہ فرار اختیار کرنے کے مذموم فعل کو بھی ہلاکت کا موجب بتایا گیا ہے اس لئے کہ جس آدمی نے اتنی بزدلی اور پست ہمتی دکھائی کہ عین اس موقع پر جب کہ اس کی ایمانی شجاعت و دلیری کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا، دشمن کو پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑا ہو وہ دراصل اپنی اس مذموم حرکت کے ذریعہ اہل اسلام کی رسوائی کا سبب بنا لہٰذا اس کو آخرت کے عذاب اور ہلاکت کا مستوجب گردانا جائے گا۔ اس سلسلہ میں جہاں تک تفصیلی مسئلہ کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان کے مقابلہ میں دو کافر ہوں تو اس کو ان کے مقابلے سے راہ فرار اختیار کرنا گناہ کبیرہ ہے ہاں اگر مقابلہ پر دشمن دو سے زیادہ کی تعداد میں ہوں تو پھر بھاگنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے مگر اس میں اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ وہ اس صورت میں بھی پیٹھ نہ دکھلائے بلکہ مقابلہ کرے خواہ جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔

171- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اپنے والدین کو گالی دینا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' کیا کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے' تو وہ دوسرا اس کے باپ کو گالی دے دیتا ہے' یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے' تو وہ اس کی ماں کو گالی دے دیتا ہے۔

172- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

کبیرہ گناہوں کی بعض تعداد کا بیان

"گناہ کبیرہ" کے معنی ہیں۔ بڑے گناہ! چنانچہ اصطلاح شریعت میں "گناہ کبیرہ" اس بڑے فعل کو فرماتے ہیں جس کا ارتکاب کرنے والا حد یعنی شریعت کی متعین کردہ سزا کا موجب ہوتا ہے، یا جس کے ارتکاب پر قرآن وحدیث میں سخت وعید و تنبیہ مذکورہ ہو، یا جس کے ارتکاب کو شریعت نے بطور مبالغہ ارتکاب کفر سے تعبیر کیا ہو (جیسے قصداً نماز ترک کرنے پر حدیث میں یہ وعید آئی ہے (حدیث من ترک الصلوۃ متعمد افقد کفر) یعنی جس آدمی نے نماز قصداً ترک کردی وہ کافر ہو گیا) یا جس کا فساد و نقصان گناہ کبیرہ کے فساد و نقصان کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، یا جس کی ممانعت دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہو اور جس کا اختیار کرنا حرمت دین کی ہتک کا موجب ہو پس جس فعل اور بات میں ان میں سے کوئی بھی چیز پائی جائے گی اس کو گناہ کبیرۃ یعنی بڑا گناہ کہیں گے اور جس فعل یا بات میں ان میں سے کوئی چیز نہیں پائی جائے گی اور وہ اسلامی تعلیمات اور دینی تقاضا کے خلاف ہوگی اس کو گناہ صغیرہ یعنی چھوٹا گناہ کہا جائے گا یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ بعض اعتبار سے اگرچہ گناہ کبیرہ کے مختلف درجات ہیں کہ بعض کبیرہ گناہ تو بہت ہی برے اور نہایت ہی قابل نفرت ہیں اور بعض گناہ نسبتہً کچھ ہلکے درجہ کے ہیں لیکن شریعت کی نظر میں قابل مواخذہ و گرفت اور موجب عذاب ہونے کے اعتبار سے سب یکساں نوعیت رکھتے ہیں۔

احادیث میں ایک جگہ تمام کبیرہ گناہوں کا تعین اور تفصیل کے ساتھ ذکر موجود نہیں ہے، بلکہ موقع محل کی مناسبت یا کسی سائل کو جواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کردہ کبیرہ گناہوں کی جو فہرست مرتب کی ہے وہ مختصراً یوں ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا یعنی کسی کو اس کی عبادت یا اس کی صفات میں شریک کرنا مثلاً استعانت (مدد چاہنے) میں، علم میں، قدرت میں، تصرف میں، تخلیق میں، پکارنے میں، نام رکھنے میں، ذبح کرنے میں، نذر ماننے میں اور لوگوں سے امور سونپنے

حدیث 171: بخاری (5628) ابوداؤد (5141) ترمذی (1902) احمد (1875)' (2916)' (6529) ابن حبان (411)' (412) بیہقی (20875)' (16794) معجم کبیر (237)' (238)' (899)

میں کسی کو بھی وہ درجہ اور حیثیت دینا جو صرف اللہ تعالیٰ کی سزاوار ہے۔ (۲) گناہ پر اصرار و دوام کی نیت رکھنا۔ (۳) ناحق کسی کو قتل کرنا (۴) زنا کرنا۔ (۵) لواطت کرنا۔ (۶) چوری کرنا۔ (۷) جادو سیکھنا اور جادو کرنا (۸) شراب پینا اور نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنا۔ (۹) محارم یعنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، نانی اور خالہ وغیرہ سے نکاح کرنا۔ (۱۰) جوا سیکھنا اور جوا کھیلنا۔

(۱۱) دار الحرب سے ہجرت نہ کرنا۔ (۱۲) دشمنان دین سے ناروا دوستی اور تعلق رکھنا۔ (۱۳) طاقت و قوت اور غالب حیثیت رکھنے کے باوجود دشمنان دین سے جہاد نہ کرنا۔ (۱۴) سود کھانا۔ (۱۵) خنزیر اور مردار کے گوشت کا استعمال کرنا۔ (۱۶) نجومی اور کاہن کی تصدیق کرنا۔ (۱۸) ناحق کسی کا مال ہڑپ کر لینا۔ (۱۸) پاکباز مرد یا پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت دھرنا۔ (۱۹) جھوٹی گواہی دینا۔ (۲۰) کسی عذر شرعی کے بغیر قصداً رمضان کا روزہ نہ رکھنا یا روزہ توڑنا۔

(۲۱) جھوٹی قسم کھانا۔ (۲۲) قطع تعلق کرنا۔ (۲۳) ماں باپ کو ستانا اور ان کی نافرمانی کرنا۔ (۲۴) جنگ کے موقع پر دشمنان دین کے مقابلہ سے فرار اختیار کرنا۔ (۲۵) یتیموں کا مال ناحق کھانا۔ (۲۶) ناپ تول میں خیانت کرنا۔ (۲۷) نماز کو وقت پر نہ پڑھنا۔ (۲۸) مسلمانوں سے ناحق لڑنا جھگڑنا۔ (۲۹) ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا الزام لگانا۔ (۳۰) رسول، کتاب اللہ اور فرشتوں کا انکار کرنا یا ان کا مذاق اڑانا۔

(۳۱) احکام دین اور مسائل شریعت کا انکار کرنا۔ (۳۲) فرائض پر عمل نہ کرنا یعنی نماز نہ پڑھنا، زکوۃ ادا نہ کرنا، رمضان کے روزے نہ رکھنا اور استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا۔ (صحابہ یا کسی صحابی کو برا کہنا۔ (۳۴) بالعذر کتمان شہادت کرنا۔ (۳۵) رشوت لینا۔ (۳۶) میاں بیوی کے درمیان نفاق ڈلوانا۔ (۳۷) حاکم کے سامنے کسی کی چغل خوری کرنا۔ (۳۸) غیبت کرنا۔ (۳۹) اسراف میں مبتلا ہونا۔ (۴۰) رہزنی کا ارتکاب کرنا۔

(۴۱) دین کے نام پر یا کسی دنیوی غرض کے تحت روئے زمین پر فتنہ و فساد پھیلانا۔ (۴۲) گناہ صغیرہ پر اصرار و دوام اختیار کرنا۔ (۴۳) کسی کو گناہ کی طرف راغب کرنا یا گناہ کے ارتکاب میں مدد دینا۔ (۴۴) ہارمونیم، طبلہ اور دوسرے ممنوع باجوں کے ساتھ گانا۔ (۴۵) نہاتے وقت دوسروں کے سامنے ستر کھولنا۔ (۴۶) مالی مطالبات و واجبات کی ادائیگی میں بخل کرنا۔ (۴۷) خود کشی کرنا۔ (۴۸) اپنے اعضاء بدن میں سے کسی عضو کو ضائع کرنا اور تلف کر دینا۔ (۴۹) منی اور پیشاب کی گندگی سے صفائی اور پاکی حاصل نہ کرنا۔ (۵۰) تقدیر کو جھٹلانا۔

(۵۱) اپنے سردار اور حاکم سے عہد شکنی کرنا۔ (۵۲) کسی کی ذات اور نسب میں طعنہ زنی کرنا۔ (۵۳) غرور اور تکبر کے تحت پائنچے لٹکانا۔ (۵۴) لوگوں کو گمراہی کی طرف بلانا۔ (۵۵) میت پر نوحہ کرنا۔ (۵۶) برے طریقے اور بیہودہ رسمیں رائج کرنا۔ (۵۷) دھاردار آلہ سے کسی مسلمان کی طرف اشارہ کرنا۔ (۵۸) کسی کو خصی کر دینا۔ (۵۹) اپنے بدن کے کسی حصہ کو کاٹنا۔ مثلاً داڑھی منڈانا یا ناک وغیرہ تھوڑی سی کاٹ ڈالنا۔ (۶۰) اپنے محسن سے احسان فراموشی کرنا۔

(۶۱) حدود حرم میں ان کاموں کو کرنا جن کی ممانعت ہے۔ (۶۲) حدود حرم میں جاسوسی کرنا۔ (۶۳) نرد کھیلنا یا ایسا کوئی بھی کھیل کھیلنا جو بالاتفاق حرام ہو۔ (۶۴) کسی مسلمان کو کافر کہنا یا اس کو کسی ایسے الفاظ سے مخاطب کرنا جو صرف کافر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۶۵) اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے درمیان باری میں عدل نہ کرنا۔ (۶۶) جلق کرنا (مشت زنی کرنا)۔

(۶۷) غلہ وغیرہ کی گرانی سے خوش ہونا۔ (۶۸) جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنا۔ (۶۹) عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔ (۷۰) دنیا کی محبت میں مبتلا ہونا۔

(۷۱) امرد پر بری نظر رکھنا۔ (۷۲) دوسروں کے گھر میں جھانکنا۔ (۷۳) صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اس کے گھر کے اندر داخل ہونا۔ (۷۴) دیوثی اور قرم ساقی کرنا۔ (۷۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنی اچھے کاموں کی تبلیغ وتلقین اور برے کاموں سے روکنے) کا فریضہ باوجود قدرت کے انجام نہ دینا۔ (۷۶) پڑھنے کے بعد قرآن مجید کو بھلا دینا۔ (۷۷) جانوروں کو آگ میں جلانا (۷۸) عورت کا بغیر عذر شرعی اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا۔ (۷۹) مرد کا عورت پر ظلم کرنا۔ (۸۰) اللہ کی رحمت و مغفرت سے ناامید ہونا۔

(۸۱) اللہ کے عذاب سے بے خوف ہونا۔ (۸۲) علماء اور حفاظ کی توہین وتحقیر کرنا۔ (۸۳) بیوی سے ظہار کرنا۔ بعض علماء نے کبائر کی فہرست میں کچھ اور گناہوں کا بھی ذکر کیا ہے لیکن یہاں اختصار کی پیش نظر اسی فہرست پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

بَابُ 38: تَحْرِيْمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهٖ

تکبر اور اس کی حرمت کا بیان

تکبر کے معنی ومفہوم کا بیان

کبر" کے اصل معنی تو بڑائی کے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد وہ کبر ہے جو عجب یعنی خود بینی وخود ستائی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ اپنے آپ کو اس طور پر سمجھنا اور بڑا ظاہر کرنا کہ جس کے سبب لوگوں پر اپنی فوقیت برتری جتانا مقصود ہو حق کو قبول کرنا اور حق کی فرمانبرداری سے انکار ہوتا ہو اور تمردسرکشی ظاہر ہوتی ہو تکبر اور استکبار کہلائے گا واضح رہے کہ کبر اور تکبر اس صورت میں مذموم ہیں کہ جب کہ وہ واقع کے خلاف ہوں یعنی اگر کوئی شخص اپنی ذات میں ایسے اوصاف وفضائل اور کمالات کا دعوی کرے جن سے حقیقت میں وہ خالی ہو اور مصنوعی طور پر اپنے آپ کو ان فضائل وکمالات سے متصف ظاہر کرتا ہو تو ایسا مذموم ہوگا اور اگر اس شخص کی ذات میں واقعتاً ایسے فضائل وکمالات ہوں جنکی بنا پر وہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر وبلند سمجھے اور یہ اس کو ظاہر کرتا ہو تو یہ مذموم نہیں ہوگا نیز یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ تکبر کے مقابلہ میں تواضع ہے جو کبر اور صغر کے درمیان توسط اور راہ استدلال ہے۔

چنانچہ کبر تو یہ ہے کہ کوئی شخص ان اوصاف وفضائل سے بھی زیادہ کا دعوی کرے جو وہ اپنے اندر رکھتا ہے اور صغر یہ ہے کہ اپنے اصل مقام سے بھی نیچے گر جائے اور وہ جس چیز کے دعوی کا حق رکھتا ہے کہ اس کو بھی ترک کر دے ان دونوں کے درمیان تواضع ہے جو توسط اور اعتدال کا مقام ہے یعنی اپنے آپ کو نہ تو حد سے زیادہ بڑھایا جائے اور نہ حد سے نیچے گرایا جائے بلکہ بین بین رکھا جائے کیونکہ ہر چیز اور ہر حالت کی طرح اس معاملہ میں بھی اصل کمال توسط اور اعتدال ہی ہے اگر چہ مشائخ اور صوفیا قدس اللہ اروا حھم کا معمول یہ رہا ہے کہ جب وہ اپنے نفس میں تکبر کا غلبہ دیکھتے تو اس کو زائل کرنے میں اتنا ہی مبالغہ کرتے کہ تواضع کے بجائے صغر کا مقام اختیار کرنے کی کوشش کرتے تا کہ نفس آخرالامر تواضع کے مقام پر رک جائے۔

173- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاِبْرَاهِيْمُ بْنُ دِيْنَارٍ جَمِيْعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ قَالَ ابْنُ

اَلْمُثَنّٰی حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ حَمَّادٍ اَخْبَرَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ فُضَیْلِ بْنِ عَمْرٍو الْفُقَیْمِیِّ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَّنَعْلُہٗ حَسَنَۃً قَالَ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ الْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص کے دل میں ایک ذرے کے وزن کے برابر بھی تکبر ہوگا' وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے سوال کیا' انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے اس کا لباس عمدہ ہو اس کے جوتے بہترین ہوں' تو آپ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر یہ ہے حق کا انکار کیا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے۔

شرح

ذرہ" سے یا تو چیونٹی مراد ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس جیسی سو چیونٹیاں مل کر ایک جو کے وزن کے برابر ہوتی ہیں یا وہ ریزہ غبار مراد ہے جو ہوا میں باریک نظر آتا ہے اور روشنی کے وقت چمکتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔۔ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ ایک شخص سے کون صحابی مراد ہیں چنانچہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت جن صحابی نے مذکورہ بات عرض کی تھی وہ معاذ بن جبل تھے بعض حضرات نے عبداللہ بن عمرو بن العاص اور بعض حضرات نے ربیعہ بن عامر کا نام ذکر کیا ہے۔" کوئی آدمی یہ پسند کرتا ہے" ان صحابی نے جو یہ سوال کیا تو اس کا ایک پس منظر تھا وہ یہ دیکھا کرتے تھے کہ جو لوگ غرور و تکبر کرتے ہیں اور اپنے علاوہ ہر ایک کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں ان کے جسم پر اعلیٰ اور نفیس لباس ہوتا ہے ان کے پیروں میں نہایت اعلیٰ جوتیاں ہوتی ہیں اور ان کے کپڑے وغیرہ اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں چنانچہ جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ ارشاد سنا تو ان کو گمان ہوا کہ کہیں یہ چیزیں تو تکبر کی نشانیاں نہیں ہیں اور اعلیٰ و نفیس لباس وغیرہ ہی سے تو تکبر پیدا نہیں ہوتا لہٰذا انہوں نے پوچھا کہ اگر کوئی محض اپنی ذاتی خواہش پسند اور استطاعت کی بنا پر اچھے اچھے کپڑے پہنے اور عمدہ جوتے وغیرہ استعمال کرے اور اس کے خیال میں بھی یہ بات نہ ہو کہ وہ اپنے کپڑوں وغیرہ کے ذریعہ دوسروں پر اپنی امارت و بڑائی کا رعب ڈالے گا، لوگوں کو ذلیل و حقیر سمجھے گا اور اتراہٹ و گھمنڈ کرے گا اور اس شخص کی اس نیت کی علامت یہ ہو کہ وہ جس طرح لوگوں کے سامنے اچھے کپڑے وغیرہ استعمال کرنا پسند کرتا ہو اسی طرح تنہائی میں بھی ان چیزوں کو پسند کرتا ہو تو کیا ایسے شخص پر بھی تکبر کا اطلاق ہوگا، حضور نے اپنے مذکورہ جواب کے ذریعہ واضح فرمایا کہ ایسے شخص پر تکبر کا اطلاق نہیں ہوگا بلکہ اس کا لباس عمدہ زیب تن کرنا اور اچھے جوتے پہننا اس کی تہذیب و شائستگی اور اس کی خوش ذوقی کی علامت ہوگا جس سے شریعت نے منع نہیں کیا ہے اس کے بعد آپ نے کبر کی حقیقت بیان فرمائی کہ جس کبر کو مذموم قرار دیا گیا ہے وہ دراصل اس کیفیت و حالت کا نام ہے جو انسان کو حق آراستہ سے ہٹا دے یعنی توحید و عبادت الٰہی سے بے پرواہ بنا دے حق و صداقت سے سرکشی کرنے پر مائل کرے حقیقت تک پہنچنے سے روکے اور سچائی کو قبول کرنے سے باز رکھے اور مخلوق اللہ کو

حدیث 173: ابوداؤد (4091) ترمذی (1998)' (1999) ابن ماجہ (59)' (4173) احمد (4310) ابن حبان (5780) حاکم (69)' (70)' (7365)' (5757) معجم کبیر (2808)' (7962)' (936)

ذلیل وحقیر سمجھنے پر مجبور کرے بعض حضرات نے بطر الحق کے معنی جمال حق کو باطل کرنا لکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جمیل ہے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ذات وصفات میں اور اپنے افعال وقدرت میں اوصاف کاملہ سے موصوف ہے۔اور تمام ظاہری وباطنی حسن وجمال اسی کے جمال کا عکس ہیں اور جمال وجلال بس اسی کی ذات پاک کا خاصہ ہے بعض حضرات نے جمیل کے معنی آراستہ کرنے والے اور جمال بخشنے والے بیان کئے ہیں ،بعضوں نے یہ کہا ہے کہ جمیل دراصل جلیل کے معنی میں ہے اس صورت میں اللہ جمیل کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام تر نور و بہجت اور حسن و جمال کا مالک ہے نیز بعض حضرات نے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ وہ اپنے بندوں کا اچھا کارساز ہے۔

تکبر کے سبب جنت سے محروم ہونے کا بیان

174- حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ كِلاهُمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ مِنْجَابٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا' وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

شرح

ایمان سے مراد اصل ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کے ثمرات مراد ہیں جن کو فضائل واخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اور جو نور ایمان اور ظہور ایقان سے صادر ہوتے ہیں جہاں تک اصلی ایمان کا تعلق ہے وہ چونکہ تصدیق قلبی کا نام ہے اس لئے اس میں نہ تو زیادتی ہوسکتی ہے اور نہ کمی ،اس اعتبار سے اس کو اجزاء میں منقسم بھی نہیں کیا جاسکتا البتہ اس کے شعبے اور شاخیں بہت ہیں جو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہیں جیسے نماز روزہ اور زکوۃ وغیرہ اور اسی طرح اسلام کے ظاہری دوسرے تمام احکام یا جیسے تواضع اور ترحم اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو باطنی اوصاف وخصائل کا درجہ رکھتی ہیں۔

چنانچہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان بضع وسبعون شعبة۔ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔ظاہر ہے کہ شاخوں اور اس کی اصل کے درمیان اتنا گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم کا درجہ رکھتی ہیں لیکن اس کے باوجود حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے کوئی بھی شاخ اپنی اصل کا مترادف نہیں ہوسکتی اس طرح اصل ایمان ایک الگ چیز ہے اور اسلام کے تمام ظاہری احکام وباطنی اخلاق وخصائل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں جن کو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد الحیاء شعبة من الایمان۔ مذکورہ بالا قول کی دلیل ہے کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیاء ایمان کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔ حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے نامہ اعمال میں تکبر کا گناہ موجود رہے گا جب وہ تکبر اور دوسری بری خصلتوں کی آلائش سے پاک و

صاف ہو جائے گا تو اس وقت جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ کہ پاکی وصفائی یا تو اس صورت میں حاصل ہوگی کہ اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ عذاب اس آلائش کو دھودے گا یا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو معاف کردے گا اور معافی اس آلائش کو زائل کردے گی۔

علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ حدیث کے اس جزء کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ کبر سے کفر وشرک مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کفر و شرک کے مرتکب پر جنت کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ بند رہیں گے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کبر سے مراد تو اس کے اپنے معنی ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر و بلند سمجھنا اور غرور گھمنڈ میں مبتلا ہونا البتہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متکبر شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ کی رحمت اس پر متوجہ نہ ہو چنانچہ جب حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل میں سے کبر کو نکال باہر کرے گا اور پھر اس کی کدورتوں سے پاک وصاف کر کے جنت میں داخل کردے گا۔

175- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

بَابُ 39: اَلدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ مَّاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ

جو شخص مرتے وقت مشرک نہ ہو وہ (آخر کار) جنت میں جائے گا اور جو مشرک ہو وہ (ہمیشہ کے لیے) جہنم میں داخل ہوگا

176- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَكِيْعٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ اَنَا وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص شرک کی حالت میں مرے گا' وہ جہنم میں جائے گا۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں' جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ سمجھتا ہو' تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

177- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ

حدیث 176: بخاری (129)' (1180)' (1181)' (7049) ترمذی (2644) ابن ماجہ (2618) احمد (4038)' (12627)' (14528)' (14753) ابن حبان (213)' (251) حاکم (5879)' (8034) بیہقی (20559) معجم کبیر (4045)' (15262)' (6347)

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! (جنت اور دوزخ کو) کیا چیز واجب کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ سمجھتا ہو' تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک سمجھتا ہو' تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

178 وَحَدَّثَنِي اَبُو اَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ قَالَ اَبُو اَيُّوبَ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اس حال میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو (یعنی انتقال کرے) کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ سمجھتا ہو' تو وہ شخص جنت میں جائے گا اور جو شخص اس حال میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک سمجھتا ہو' تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

179- وَحَدَّثَنِي اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَّهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمِثْلِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

180- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي اَنَّهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے یہ خوشخبری سنائی' آپ کی اُمت کا جو فرد اس حال میں انتقال کرے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ سمجھتا ہو' تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔
(حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا: اگر چہ وہ زانی یا چور ہو؟ آپ نے فرمایا: (ہاں!) اگر چہ وہ زانی یا چور ہو۔

181- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ اَنَّ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَاِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِي ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ اَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِي ذَرٍّ

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا' آپ اس وقت سفید کپڑا اوڑھے ہوئے سو رہے تھے' کچھ دیر بعد میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ اس وقت بھی سو رہے تھے' کچھ دیر بعد میں دوبارہ حاضر ہوا تو

آپ بیدار ہو چکے تھے' میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: جو شخص اس بات کا اعتراف کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور پھر یہی عقیدہ رکھتے ہوئے اس کا انتقال ہو' تو وہ شخص جنت میں جائے گا۔ (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا: اگر چہ وہ زانی یا چور ہو؟ آپ نے فرمایا: اگر چہ وہ زانی یا چور ہی کیوں نہ ہو۔ تین مرتبہ میں نے اپنا سوال دہرایا اور ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا۔ چوتھی مرتبہ آپ نے ساتھ یہ بھی فرمایا: اگر چہ ابوذر کو اس سے کتنی ہی الجھن کیوں نہ ہو؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب وہاں سے اُٹھے تو یہی جملہ دہرا رہے تھے "اگر چہ ابوذر کو اس سے کتنی ہی اُلجھن کیوں نہ ہو"۔

بَابُ 40: تَحْرِيْمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ قَوْلِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

کسی کافر کے کلمے پڑھ لینے کے بعد اسے قتل کرنے کے حرام ہونے کا بیان

182- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَّاللَّفْظُ مُتَقَارِبٌ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِيْ فَضَرَبَ اِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ اَفَاَقْتُلُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِيْ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ قَطَعَهَا اَفَاَقْتُلُهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهُ فَاِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهُ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ

✧✧ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ' بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر (جنگ کے دوران) کوئی کافر میرے مدمقابل آ کر مجھ پر حملہ کرے اور اپنی تلوار کے ذریعے میرے ہاتھ کاٹ ڈالے' پھر جب میرے وار کی ضد میں آئے' تو درخت کی اوٹ میں ہوتے ہوئے یہ کہہ دے' میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں' تو کیا مجھے اسے قتل کر دینا چاہیے' حالانکہ وہ اپنے اسلام کا اعتراف کر چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے پہلے میرا ہاتھ کاٹا اور اس کے بعد یہ اعتراف کیا' کیا میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اب تم اسے قتل نہیں کر سکتے کیونکہ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اس کی وہی حیثیت ہوگی' جو اسے قتل کرنے سے پہلے تمہاری تھی اور تمہاری وہی حیثیت ہوگی جو کلمہ پڑھنے سے پہلے اس کی تھی۔

183-وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ جَمِيْعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا الْاَوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فَفِيْ حَدِيْثِهِمَا قَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَاَمَّا مَعْمَرٌ فَفِيْ حَدِيْثِهِ فَلَمَّا اَهْوَيْتُ لِاَقْتُلَهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' (حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا)

حدیث 183: بخاری (3794)' (6472)' ابوداؤد (2643)' (2644)' احمد (23826)' (23868)' (23882)' (23883) ابن حبان (164)' (4653)' (4750)' بیہقی (15624)' (16600) معجم کبیر (583)' (584)' (585)

''جب میں اسے قتل کرنے لگا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا''۔

184- وَحَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِیُّ ثُمَّ الْجُنْدَعِیُّ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِیِّ بْنِ الْخِيَارِ اَخْبَرَهُ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْاَسْوَدِ الْكِنْدِیَّ وَكَانَ حَلِيْفًا لِبَنِیْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' اس روایت کی سند میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف موجود ہے ان کا نام مقداد بن عمرو بن اسود الکندی ہے' یہ بنو زہرہ کے حلیف تھے اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوۂ بدر میں شرکت کا شرف حاصل ہے۔

185- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ ظِبْيَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّهٰذَا حَدِيْثُ ابْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَاَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ قَالَ اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَیَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّیْ اَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَّاَنَا وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِیْ اُسَامَةَ قَالَ رَجُلٌ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّاَنْتَ وَاَصْحَابُكَ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک جنگی مہم پر روانہ کیا' ہم علی الصبح جہینہ قبیلے کی بستیوں پر حملہ آور ہوئے۔ ایک شخص میرے وار کی ضد میں آیا تو بولا: لا الٰہ الا اللہ' مگر میں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر مجھے اپنے اس عمل کے بارے میں کچھ تردد ہوا تو میں نے (مدینہ منورہ آ کر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورتِ حال سے آگاہ کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے کلمہ پڑھنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا' جو تمہیں پتہ چل گیا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا ہے یا نہیں؟ (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہی جملہ بار بار دہراتے رہے' یہاں تک کہ میں نے یہ آرزو کی' کاش! میں نے آج کے دن ہی اسلام قبول کیا ہوتا۔

✧✧ راوی کہتے ہیں حضرت سعد بولے' اللہ کی قسم! میں اس وقت تک کسی مسلمان کے ساتھ جنگ نہیں کروں گا جب تک ذوالبطین (یعنی حضرت اسامہ) اس کے ساتھ جنگ نہ کریں' تو حاضرین میں سے ایک صاحب بولے' کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد

حدیث 185: بخاری (4021)' (6478) احمد (21793)' (4751)' معجم کبیر (381)' (394)

نہیں فرمایا ہے:

''اور ان کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کے لئے ہو جائے''۔

حضرت سعد نے جواب دیا: ہم تو اس لئے جنگ کیا کرتے تھے تا کہ فتنہ باقی نہ رہے اور تم لوگ اس لئے جنگ کرتے ہو تا کہ پھیلے۔

186 - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ ظِبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتّٰى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّي لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ قبیلے کی ایک شاخ کے خلاف ایک جنگی مہم پر ہمیں بھیجا، ہم نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست سے دوچار کیا۔ میں اور ایک انصاری صحابی، ہم دونوں نے ایک دشمن کو گھیر لیا۔ جب ہم اس پر قابو پانے لگے تو وہ لا الٰہ الا اللہ یہ سن کر انصاری صحابی نے ہاتھ کھینچ لیا، لیکن میں نے اسے قتل کر دیا۔ جب ہم بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع مل چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اسامہ! اس شخص کے کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ صرف اپنے آپ کو بچانا چاہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: کیا اس کے کلمہ پڑھنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ پھر آپ یہی جملہ دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے یہ آرزو کی، کاش! میں آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔

187 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يُحَدِّثُ اَنَّ خَالِدًا الْاَثْبَجَ ابْنَ اَخِي صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ حَدَّثَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ اَنَّهُ حَدَّثَ اَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ اِلٰى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ اجْمَعْ لِي نَفَرًا مِنْ اِخْوَانِكَ حَتّٰى اُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلًا اِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ اَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوْا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُوْنَ بِهِ حَتّٰى دَارَ الْحَدِيْثُ فَلَمَّا دَارَ الْحَدِيْثُ اِلَيْهِ حَسَرَ الْبُرْنُسَ عَنْ رَاْسِهِ فَقَالَ اِنِّي اَتَيْتُكُمْ وَلَا اُرِيْدُ اِلَّا اَنْ اُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَاءَ اَنْ يَّقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ وَاِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ قَالَ وَكُنَّا نُحَدَّثُ اَنَّهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَتَلَهُ فَجَاءَ الْبَشِيْرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ فَاَخْبَرَهُ حَتّٰى اَخْبَرَهُ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ لِمَ قَتَلْتَهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَقَتَلَ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّسَمّٰى لَهُ نَفَرًا وَّاِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَتَلْتَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْلِيْ قَالَ فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَجَعَلَ لاَ يَزِيْدُهُ عَلٰى اَنْ يَقُوْلَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

✧✧ صفوان بن محرز بیان کرتے ہیں' جن دنوں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا اعلان کیا' انہی دنوں جندب بن عبداللہ بجلی نے عسعس بن سلامہ کو یہ پیغام بھیجا' اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کرو کیونکہ میں انہیں ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں۔ عسعس نے پیغام بھجوا کر اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا۔ جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' زرد ٹوپی پہنے ہوئے وہاں تشریف لائے اور بولے' تم لوگ اپنی گفتگو جاری رکھو' سب حاضرین باری باری بولتے رہے' جب حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو آپ نے اپنے سر سے ٹوپی اُتارتے ہوئے کہا' میں یہاں اس لیے آیا ہوں تا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث تمہیں سناؤں۔

ایک مرتبہ آپ نے بعض مشرکین کے خلاف ایک جنگی مہم روانہ کی' فریقین میں جنگ ہوئی' مشرکین کے لشکر کا ایک سپاہی ایسا شہ زور تھا کہ جس مسلمان کی طرف متوجہ ہوتا اسے شہید کر دیتا۔ ایک مسلمان سپاہی اس کی تاک میں تھا (راوی کہتے ہیں) ہمارے درمیان یہی مشہور ہے' وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے' جب آپ نے اس پر وار کرنے کے لیے تلوار لہرائی تو وہ بولا' لا الٰہ الا اللہ' مگر اس کے باوجود آپ نے اسے قتل کر دیا۔ جب قاصد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فتح کی خوش خبری سنائی تو ساتھ میں اس واقعہ کے بارے میں بھی بتایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بُلا کر دریافت کیا: تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا تھا' اور ساتھ میں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام بھی گنوا دیئے پھر جب اس نے دیکھا کہ اب وہ میری تلوار کی زد میں آ چکا ہے' تو اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا (پھر بھی) تم نے اسے قتل کر دیا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی' جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب وہ کلمہ قیامت کے دن تمہارے سامنے آئے گا' تو تم اسے کیا جواب دو گے؟ (راوی کہتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی بات کو دہراتے رہے۔

بَابُ 41: قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا بیان' ''جو ہم پر ہتھیار اُٹھائے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے''

188-وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالاَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہم پر ہتھیار اُٹھائے' وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث 188: احمد (16547)' (16589)

189 - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ وَّهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا

✧✧ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص ہم پر تلوار سونت لے وہ ہم میں سے نہیں۔

190 - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص ہم پر ہتھیار اُٹھائے' وہ ہم میں سے نہیں۔

بَابُ 42: قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا

نبی اکرم کے اس فرمان کا بیان: ''جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں''

191 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ مُحَمَّدُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ حَازِمٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہم پر ہتھیار اُٹھائے' وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہمیں دھوکہ دے' وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔

192 - وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ وَّابْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنِى الْعَلَاءُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَىْ يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّىْ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ہاتھ ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گیلا پن محسوس ہوا' آپ نے اس کے مالک سے پوچھا: یہ کیوں ہے؟ اس نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بارش کی وجہ سے ایسا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر تمہیں چاہیے تھا کہ تم اسے اوپر رکھتے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جاتا' (اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جو شخص دھوکہ دہی سے کام لے' اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

حدیث 191: بخاری (6480)' (6659)' (6660) ترمذی (1459) نسائی (4100) ابن ماجہ (2575)' (2576)' (2577) دارمی (2520) احمد (4476)' (4649)' (5149)' (6277) ابن حبان (567)' (4588)' (4590) بیہقی (15633) معجم کبیر (6246)' (6251)' (11553)' (542)

حدیث 192: ابوداؤد (3452) ترمذی (1315) احمد (7290)' (16536) ابن حبان (4905) حاکم (2155) بیہقی (10514) ابویعلی (933)' (6520)

بَابُ 43: تَحْرِيْمِ ضَرْبِ الْخُدُوْدِ اَوْشَقِّ الْجُيُوْبِ وَالدُّعَآءِ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

گال پیٹنے' گریبان پھاڑنے اورزمانہ جاہلیت کی طرح چیخ وپکار کرنے کی حرمت کا بیان

193- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ جَمِيْعًا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ اَوْ شَقَّ الْجُيُوْبَ اَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ هٰذَا حَدِيْثُ يَحْيَى وَاَمَّا ابْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا بِغَيْرِ اَلِفٍ

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص گال پیٹے' گریبان پھاڑے یا زمانہ جاہلیت کی طرح بین کرے' وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

194-وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلِىُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ جَمِيْعًا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

195-وَحَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوْسَى الْقَنْطَرِىُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بُرَيْدَدَةَ بْنِ جَابِرٍ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ وَجِعَ وَجَعًا فَغُشِىَ عَلَيْهِ وَرَاْسُهُ فِىْ حِجْرِ امْرَاَةٍ مِّنْ اَهْلِهِ فَصَاحَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ اَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِىْءٌ مِّمَّا بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ

✧✧ حضرت ابوبردہ بن حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مرض الموت کے وقت حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ شدید تکلیف کے باعث بے ہوش ہوگئے' آپ کا سر اس وقت آپ کی اہلیہ کی گود میں تھا' وہ چلا کر رونے لگیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت تو اسے

کچھ نہ کہہ سکے' لیکن جب آپ کی طبیعت کچھ بہتر ہوئی' تو آپ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سے بری الذمہ ہونے کا اعلان فرمایا ہے' میں بھی اس سے بری ہوتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوحہ کرنے' سر منڈوانے اور گریبان پھاڑنے والی عورتوں سے بیزار تھے۔

196- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُمَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَخْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَبِىْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَا اُغْمِىَ عَلٰى اَبِىْ مُوْسٰى وَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهُ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِيْحُ بِرَنَّةٍ قَالَا ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِىْ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِىْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ

حدیث 193: بخاری (1232)' (1234)' (3331) ترمذی (999) نسائی (1860)' (1862)' (8146) ابن ماجہ (1584)' (1586) احمد (3658)' (4111)' (4215)' (4361) ابن حبان (3149)' (3152)' (3152) بیہقی (6907)' (6909)' (6911) معجم کبیر (7591)' (7775)' (10297)۔

✧✧ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی' تو ان کی اہلیہ چلا کر رونے لگیں' جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے' تو فرمایا' کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں سر منڈوانے' نوحہ کرنے اور گریبان پھاڑنے (والی عورتوں سے) بیزار ہوں۔

197- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُطِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عِيَاضٍ الْاَشْعَرِيِّ عَنِ امْرَاَةِ اَبِي مُوْسٰى عَنْ اَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ اَبِي هِنْدٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ اَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ اَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ اَنَّ فِي حَدِيْثِ عِيَاضٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ لَيْسَ مِنَّا وَلَمْ يَقُلْ بَرِيْءٌ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' یہاں ''بیزار ہونے'' کی بجائے یہ الفاظ ہیں: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

بَابُ 44: بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيْمِ النَّمِيْمَةِ

چغل خوری کی شدید حرمت کا بیان

198- وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ وَّهُوَ ابْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْاَحْدَبُ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا يَنُمُّ الْحَدِيْثَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ

✧✧ ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا' ایک شخص چغل خوری کرتا ہے' تو آپ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: چغل خوری کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

199- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيْثَ اِلَى الْاَمِيْرِ فَكُنَّا جُلُوْسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيْثَ اِلَى الْاَمِيْرِ قَالَ فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

✧✧ ہمام بن حارث کہتے ہیں' ایک شخص کی عادت تھی کہ وہ حاکم وقت کے سامنے لوگوں کی چغل خوری کیا کرتا تھا۔ ایک دن ہم مسجد میں بیٹھے یہی بات کر رہے تھے کہ فلاں شخص حاکم کے سامنے لوگوں کی چغلی کرتا ہے' تو وہی چغل خور وہاں آ گیا اور آ کر ہمارے پاس بیٹھ گیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بولے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حدیث 198: احمد (23373)' (23407)' (23435)' (23497)

200- وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ حُذَيْفَةَ فِى الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَيْنَا فَقِيلَ لِحُذَيْفَةَ اِنَّ هٰذَا يَرْفَعُ اِلَى السُّلْطَانِ اَشْيَآءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ اِرَادَةَ اَنْ يُّسْمِعَهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

✧✧ ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں' ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے' ایک شخص ہمارے پاس آ کر بیٹھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ یہ شخص حاکم کے سامنے لوگوں کی چغلی کرتا ہے' تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے سنانے کے لیے فرمایا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا''

شرح

قتات اور نمام کے ایک ہی معنی ہیں یعنی چغل خور اس شخص کو کہتے ہیں جو لگائی بجھائی کرتا ہے اور ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر کر کے لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد کے بیج بوتا ہے۔

بَابُ 45: بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ اِسْبَالِ الْاِزَارِ وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلْفِ وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے' کچھ دے کر احسان جتانے' جھوٹی قسم اُٹھا کر سامان فروخت کرنے کے شدید حرام ہونے کا بیان اور ان تین لوگوں کا تذکرہ' جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا اور ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا

201- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِى زُرْعَةَ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِى ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین لوگ ایسے ہیں قیامت کے دن ان کے ساتھ کلام نہیں کرے گا' ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے

حدیث 201: بخاری (2527)' (2230)' (2240) ابوداؤد (4087)' (3474) ترمذی (1595) نسائی (2562)' (2563)' (4458)' ابن ماجہ (2208) دارمی (2094)' (2605) احمد (21356)' (21446)' (21584) ابن حبان (4413)' (3384) حاکم (244)' (7235) بیہقی (10191)' (10577)' (17119)' معجم کبیر (7587)' (6111)' (7938)' (13180

گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا' تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یہ تو بڑے بدقسمت لوگ ہیں' یہ کون ہیں؟ یا رسول اللہ! آپ نے جواب دیا: (تکبر کے طور پر کپڑا) لٹکانے والا' احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم اُٹھا کر مال فروخت کرنے والا۔

202- وَحَدَّثَنِي اَبُوْبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمَنَّانُ الَّذِيْ لَا يُعْطِيْ شَيْئًا اِلَّا مَنَّهٗ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین طرح کے لوگوں کے ساتھ کلام نہیں فرمائے گا' ایک وہ شخص جو ہمیشہ بھلائی کرنے کے ساتھ احسان بھی جتاتا ہو' (دوسرا) جھوٹی قسم اُٹھا کر مال فروخت کرنے والا اور (تیسرا بطور تکبر ٹخنوں سے نیچے) پائینچے لٹکانے والا۔

203-وَحَدَّثَنِيْهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَّعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں" تین طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا' ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔"

تین قسم کے لوگوں سے قیامت کے دن کلام نہ کرنے کا بیان

204- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَّمَلِكٌ كَذَّابٌ وَّعَائِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین طرح کے لوگوں کے ساتھ کلام نہیں کرے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا (اور ایک روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں) ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا' بوڑھا زانی' جھوٹا حکمران اور متکبر غریب۔

شرح

قیامت کے دن سے میدان حشر کا وقت مراد ہے جب اللہ کے فضل وعدل، غضب وناراضگی اور رضا کا ظہور ہوگا اور جنتیوں و دوزخیوں کے بارے میں فیصلہ صادر کئے جائیں گے۔ "ولا یزکیھم " کے ایک معنی تو وہی ہیں جو ترجمہ میں بیان کئے گئے ہیں جب کہ اللہ میدان حشر میں اپنی تمام مخلوق کے سامنے اپنے مومن اور نیکوکار بندوں کی تعریف وستائش کرے گا تو اس وقت ان تین طرح کے آدمیوں کو اس تعریف وستائش سے خارج کر دیا جائے گا اور ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں طرح کے آدمیوں کو اپنے عفو و درگزر کے ذریعہ اپنے گناہوں کی نجاست سے پاک وصاف نہیں کرے گا۔ لھم عذاب الیم۔ کے بارے میں دو احتمال ہیں یا تو یہ جملہ دوسری روایت کا تتمہ ہے یا اس کا تعلق اصل حدیث سے ہے اور یہ دوسرا احتمال زیادہ قوی اور قابل اعتماد ہے حاصل یہ ہے کہ

مذکورہ باتیں دراصل اللہ کے غضب و کبر اور اس کی ناراضگی سے کنایہ ہیں، چنانچہ جو کوئی کسی شخص سے ناراض و خفا ہوتا ہے تو وہ نہ صرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے نہ اس سے کلام کرتا ہے اور نہ اس کی تعریف کرتا ہے بلکہ اس کو سزا و تنگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حدیث میں جن تین برائیوں کے مرتکبین کے بارے میں وعید بیان فرمائی گئی ہے وہ ہر حال میں مذموم اور مستوجب عذاب ہیں خواہ ان برائیوں کا مرتکب کسی درجہ کا کسی حیثیت کا اور کسی عمر کا آدمی ہو لیکن یہاں ان برائیوں کے تعلق سے جن تین لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے اعتبار سے ان برائیوں کی سنگینی کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے، مثلاً زنا ایک بہت برا فعل ہے اور جب یہ فعل جوان کے حق میں بھی بہت بڑا گناہ ہے جو طبعی طور پر معذور بھی ہوتا ہے تو ایک بڈھے کے حق میں یہ فعل کہیں زیادہ برا ہوگا کہ کیونکہ نہ تو وہ طبعی طور پر اس کی احتیاج رکھتا ہے کہ اور نہ اس کی طبیعت پر جنسی خواہش اور قوت مردی کا وہ غلبہ ہوتا ہے جو بسا اوقات عقل و شعور سے بیگانہ اور خوف الٰہی سے غافل کر دیتا ہے لہٰذا جو بڈھا زنا کا مرتکب ہوتا ہے وہ گویا اپنی نہایت بے حیائی اور خبث طبیعت پر دلالت کرتا ہے اسی طرح جھوٹ بولنا ہر شخص کے حق میں برا ہے لیکن بادشاہ کے حق میں بہت ہی برا ہے کیونکہ اس پر ملک کے انتظام رعایا کے مصالح و مفاد کی رعایت اور مخلوق اللہ کے معاملات کی نگہداشت کی ذمہ داری ہوتی ہے اس کا ایک ادنیٰ سا حکم پورے ملک کے نظم و نسق پر اثر انداز ہوتا ہے۔

اگر وہ جھوٹ بولے تو اس کی اس برائی کی وجہ سے پورا ملک اور ملک کے تمام لوگ مختلف قسم کی برائیوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں، علاوہ ازیں جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ عام طور پر اس برائی کا ارتکاب اپنے کسی فائدہ کے حصول یا کسی نقصان کے دفعیہ کے لئے کرتے ہیں جب کہ ایک بادشاہ حاکم یہ مقصد بغیر جھوٹ بولے بھی حاصل کرنے پر قادر ہوتا ہے، لہٰذا اس کا جھوٹ بولنا نہ صرف بالکل بے فائدہ بلکہ نہایت مذموم ہوگا اسی پر تکبر کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے جو چیزیں عام طور پر انسان کو غرور و تکبر میں مبتلا کرتی ہیں جیسے مال و دولت اور جاہ اقتدار وغیرہ اور اگر کسی شخص میں پائی جائیں اور وہ ان چیزوں کی وجہ سے تکبر کرے تو اگرچہ اس شخص کو بھی برا کہیں گے مگر اس کا تکبر کرنا ایک طرح سے سمجھ میں آنے والی بات ہوگی اس کے برخلاف اگر کوئی فقیر و مفلس تکبر کرے کہ جو نہ تو مال و دولت رکھتا ہے اور نہ جاہ و اقتدار وغیرہ کا مالک ہے تو اس کا یہ فعل نہایت ہی برا ہوگا۔

اور اس کے بارے میں اس کے علاوہ کیا کہا جائے گا کہ وہ خبث باطن اور طبیعت کی کمینگی میں مبتلا ہے۔ بعض حضرات نے عائل مستکبر میں لفظ عائل سے مفلس کے بجائے عیال دار مراد لیا ہے کہ یعنی جو لوگ بال بچے دار ہوں اور اپنی خستہ حالت کی وجہ سے اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے پر قادر ہوں لیکن اس کے باوجود از راہ تکبر صدقہ و زکوۃ مال قبول کرنے پر تیار نہ ہوتے ہوں لوگوں کی تواضع و امداد کو ٹھکراتے ہوں اور اسی طرح وہ اپنے اہل و عیال کی ضرورت کو پورا کرنے سے بے پرواہ ہو کر گویا ان کو تکلیف و ہلاکت میں مبتلا کرتے ہوں تو ایسے لوگ حدیث میں مذکورہ وعید کا مورد ہیں واضح رہے کہ اللہ کی ذات پر توکل و اعتماد اور غیرت و خودداری کے تحت اپنی حالت کو چھپانا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے شرم و حیاء کرنا تو ایک الگ چیز ہے لیکن سخت احتیاج و اضطرار کے باوجود کبر و نخوت اختیار کرنا اور از راہ تکبر لوگوں کا احسان قبول نہ کرنا ایک ایسا فعل ہے جس کو نہایت مذموم قرار دیا گیا ہے۔

شیخ زان" کے بارے میں بھی بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہاں شیخ سے مراد محض شادی شدہ شخص بھی ہوسکتا ہے خواہ وہ بوڑھا یا جوان جیسا کہ اس منسوخ التلاوت "الشیخ و الشیخة اذا زنیا ۔ میں شیخ سے مراد شادی شدہ مرد ہے چنانچہ ایسے شخص کے حق میں زنا کا زیادہ ہونا شرعاً بھی اور عرفاً بھی بالکل ظاہر بات ہے اسی لئے ایسے شخص کو سنگسار کرنا واجب ہے اسی طرح ملک کذاب کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں ملک سے مراد غنی و مالدار شخص بھی ہوسکتا ہے چنانچہ کسی مفلس یا قلاش شخص کا جھوٹ بولنا تو ایک درجہ میں سمجھ آنے والی بات ہے کیونکہ وہ اپنی تنگ دستی وخستہ حالی کی وجہ سے بسا اوقات اپنی کسی سخت غرض اور شدید دنیاوی ضرورت کی وجہ سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہوجاتا ہے جب کہ غنی و مالدار شخص اپنے مال وزر کی وجہ سے ایسی کوئی احتیاج نہیں رکھتا اور وہ جھوٹ بولے بغیر بھی اپنی غرض پوری کرسکتا ہے لہٰذا جھوٹ بولنا اس کے حق میں زیادہ برا ہے۔ عائل مستکبر کے بارے میں بھی ایک قول یہ ہے کہ یہاں عائل یعنی مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو فقراء ومساکین کے ساتھ تکبر کرے فقراء ومسکین کے ساتھ تکبر کرنا سخت برا ہے جب کہ مغرور کے ساتھ تکبر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اس جملہ کے بارے میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہاں مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو کسب وکمائی اور محنت ومشقت کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے پر قادر ہو مگر اس کے باوجود از راہ رعونت کوئی کسب وکمائی محنت مزدوری کرنے کو کسر شان سمجھتا ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اچھے خاصے اور ہٹے کٹے لوگ کام کاج کرنے اور محنت ومزدوری کرنے میں اپنی ذلت سمجھتے ہیں خواہ ان کو اور ان کے متعلقین کو فاقوں کی اذیت ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑتی ہو یا ناروا طور پر دوسرے لوگوں کے کاندھوں کا بار ہی کیوں نہ ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے لوگوں کا یہ طریقہ یقیناً تکبر کے ہم معنی ہیں۔

اور یہ تکبر مالداروں کے تکبر سے زیادہ کہیں برا ہے کیونکہ اس کی بنیاد رعونت ونخوت بیجا شان دکھانے خواہ مخواہ کے لئے اپنے اور اپنے متعلقین کو تکلیف وہلاکت میں مبتلا کرنے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ناجائز طور پر مال حاصل کرنے پر ہے خصوصاً ایسی صورت میں اس کی تکبر کی برائی اور کہیں بڑھ جاتی ہیں، جبکہ ایسا کوئی شخص اپنے دست وبازو کے ذریعہ اپنا اور اپنے متعلقین کا رزق حاصل کرنے کے بجائے دین کا لبادہ اوڑھ لے اور اپنی وضع قطع دین داروں اور بزرگوں کی سی بنا کر اپاہج کی طرح بیٹھ جائے اور سادہ لوح مسلمانوں پر اپنی مصنوعی بزرگی کا سکہ جما کر ان کے کاندھوں کا بار رہنا ہے۔

205- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيْثُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَّجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِدُنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى وَاِنْ لَّمْ يُعْطِهٖ مِنْهَا لَمْ يَفِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا' ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ شخص کہ بے آب مقام پر جس کے پاس اپنی ضرورت سے زائد پانی ہو اور وہ کسی (ضرورت مند) مسافر کو پانی نہ

دے وہ شخص جو عصر کے بعد اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اُٹھاتے ہوئے یہ کہہ کر کوئی چیز فروخت کرے کہ میں نے خود یہ اتنے میں خریدی تھی حالانکہ ایسا نہ ہو اور وہ شخص جو اپنے ذاتی دنیوی فائدے کے لیے حاکم وقت کے ہاتھ پر بیعت کرے اگر وہ فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ حاکم کی اطاعت کرے ورنہ اطاعت نہ کرے۔

206- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔

207- وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُرَاهُ مَرْفُوعًا قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يوم الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى مَالِ مُسْلِمٍ فَاقْتَطَعَهُ وَبَاقِي حَدِيثِهِ نَحْوُ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میرے خیال میں یہ مرفوع حدیث ہے۔
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین طرح کے لوگوں کے ساتھ کلام نہیں کرے گا' ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ وہ شخص جو عصر کی نماز کے بعد قسم اُٹھا کر کسی مسلمان کا مال ہڑپ کر جائے۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں۔

بَابُ 46: غِلَظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي النَّارِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ

خودکشی کے شدید حرام ہونے کا بیان نیز جو شخص جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا' اسے اسی چیز کے ذریعے جہنم میں عذاب دیا جائے گا اور جنت میں صرف مسلمان داخل ہوں گے

208- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی ہتھیار کے ذریعے خودکشی کرے تو جہنم میں وہ ہمیشہ اسی ہتھیار کے ذریعے خود کو مارتا رہے گا' جو شخص زہر پی کر خودکشی کرلے وہ جہنم میں ہمیشہ زہر پینے کے عذاب میں مبتلا رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے کود کر خودکشی کرے تو وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ چھلانگ لگاتا رہے گا۔

209- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ ح وَحَدَّثَنِي

حدیث 109: معجم کبیر (1328)

یَحْیٰی بْنُ حَبِیْبٍ الْحَارِثِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ یَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ کُلُّهُمْ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَفِیْ رِوَایَةِ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذَکْوَانَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

210- حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ اَبِیْ سَلَّامٍ الدِّمَشْقِیُّ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ اَنَّ اَبَا قِلَابَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ بِمِلَّةٍ غَیْرِ الْاِسْلَامِ کَاذِبًا فَهُوَ کَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ عُذِّبَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَیْسَ عَلٰی رَجُلٍ نَذْرٌ فِیْ شَیْءٍ لَا یَمْلِکُهٗ

✧✧ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہیں درخت کے نیچے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: ''جو شخص کسی غیر اسلامی مذہب کو اختیار کرنے کی جھوٹی قسم اُٹھائے تو وہ اسی کے مطابق ہو جاتا ہے اور جو شخص جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا' اسے قیامت کے دن اسی چیز کے ذریعے عذاب دیا جائے گا اور جو شخص کسی ایسی چیز کی نذر مان لے جو اس کی ملکیت نہیں ہے' تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔''

211-حَدَّثَنِیْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَّهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ عَلٰی رَجُلٍ نَذْرٌ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ کَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ فِی الدُّنْیَا عُذِّبَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَنِ ادَّعٰی دَعْوٰی کَاذِبَةً لِیَتَکَثَّرَ بِهَا لَمْ یَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً وَّمَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ

✧✧ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کسی بھی شخص پر وہ نذر واجب نہیں ہوگی جس کا وہ مالک نہ ہو اور مسلمان پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے اور جو شخص دنیا میں جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا' قیامت کے دن اسے اسی چیز کے ذریعے عذاب دیا جائے گا' جو شخص اپنے مال میں اضافے کے لیے جھوٹا دعویٰ کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی کرے گا اور جو شخص کچھ فروخت کرنے کے لیے جھوٹی قسم اُٹھائے گا (اس کا بھی یہی انجام ہوگا)۔

212- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّعَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ کُلُّهُمْ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِیِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِیِّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَی الْاِسْلَامِ کَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ کَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ هٰذَا حَدِیْثُ سُفْیَانَ وَاَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِیْثُهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَی الْاِسْلَامِ کَاذِبًا فَهُوَ کَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ ذُبِحَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

حدیث210: بخاری (1297)' (5700)' (5754) ابوداؤد (2191) ترمذی (1543) نسائی (3770)' (3771)' (3813) ابن ماجہ (2098) احمد (16433)' (16434)' (16436) ابن حبان (4366)' (4367)' (4391) بیہقی (1554)' (19619) ابویعلیٰ (1535) معجم کبیر (1324)' (1325)' (1326)

✧✧ حضرت ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جان بوجھ کر کسی غیر اسلامی مذہب کی جھوٹی قسم اُٹھائے گا' وہ اسی کی مانند ہو جائے گا اور جو شخص جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا' اللہ تعالیٰ جہنم میں اس کو اسی چیز کے ذریعے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) سفیان کی روایت میں یہ الفاظ تھے' شعبہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں' ''جو شخص کسی غیر اسلامی مذہب کی جھوٹی قسم اُٹھائے گا' وہ اسی کی مانند ہو جائے گا اور جو شخص جس چیز کے ذریعے خود کو ذبح کرے گا' قیامت کے دن اسے اسی چیز کے ذریعے ذبح کیا جائے گا''۔

213- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ يُّدْعٰى بِالْاِسْلَامِ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَاَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ الَّذِيْ قُلْتَ لَهٗ اٰنِفًا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاِنَّهٗ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَّقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَّرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ قِيْلَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنَّ بِهٖ جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَاُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ اَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شریک تھے' آپ نے مسلمان کہلانے والے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: یہ جہنمی ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی' تو وہ شخص بڑی بے جگری سے لڑا اور زخمی ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی' کچھ دیر پہلے آپ نے جسے جہنمی قرار دیا تھا' وہ آج بڑی بے جگری سے لڑتے ہوئے مرا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم میں پہنچا ہے۔ بعض حضرات اس بارے میں حیرانگی کا شکار ہوئے' اسی دوران پتہ چلا کہ وہ شخص ابھی مرا نہیں ہے بلکہ شدید زخمی ہے' رات کے وقت اس نے زخموں کی شدت سے تنگ آ کر خودکشی کر لی' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی لیے (میں نے اسے جہنمی قرار دیا تھا) اللہ اکبر! میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا خاص بندہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دیں: جنت میں صرف مسلمان داخل ہوں گے اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ کسی گناہ گار شخص کے ذریعے بھی اس دین کی مدد کرتا ہے۔

214- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ حَيٌّ مِّنَ الْعَرَبِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَسْكَرِهٖ وَمَالَ الْاٰخَرُوْنَ اِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَّا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ فَقَالُوْا مَا اَجْزَاَ مِنَّا الْيَوْمَ اَحَدٌ كَمَا اَجْزَاَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا صَاحِبُهٗ اَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ

حدیث 213: بخاری (2897)' (3966)' (3967) احمد (8076)' (17257) ابن حبان (4519) بیہقی (16611)

حدیث 214 بخاری (2742)' (3966)' (3970) معجم کبیر (6001)

كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا اَسْرَعَ اَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِیْ ذَكَرْتَ آنِفًا اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ اَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِیْ طَلَبِهِ حَتّٰى جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

✧✧ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کے ساتھیوں) اور مشرکین کے درمیان جنگ ہوئی جب جنگ ختم ہوئی' تو دونوں فریق اپنے مورچوں میں واپس چلے گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ایک زبردست لڑاکا جانباز بھی تھا جس نے بہت سے دشمنوں کو تہہ تیغ کیا تھا۔ بعض حضرات کہنے لگے' آج اس شخص کی طرح کوئی نہیں لڑا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تو جہنمی ہے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے یہ عہد کیا کہ اب میں اس کے ساتھ رہوں گا' پھر وہ صاحب اس جنگ کے دوران اس کے قریب رہے' آخر ایک وقت آیا کہ وہ شخص شدید زخمی ہو گیا (تکلیف سے بچنے کے لیے) اس نے اپنی تلوار کا دستہ زمین پر رکھا اور نوک اپنے سینے پر رکھی' اپنا بوجھ تلوار کی نوک پر ڈال کر خودکشی کر لی' وہ صاحب (جو اس کے ساتھ رہے تھے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی' میں یہ گواہی دیتا ہوں' آپ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے دریافت کیا: کیا ہوا ہے؟ ان صاحب نے بتایا' کچھ دیر پہلے آپ نے فلاں شخص کو جہنمی قرار دیا تھا' جس پر بعض حضرات نے حیرانگی کا اظہار کیا تھا' میں نے اسی وقت یہ ارادہ کیا تھا کہ اب میں اس شخص کے پاس رہوں گا۔ وہی شخص شدید زخمی ہوا تو تکلیف سے بچنے کے لیے اس نے اپنی تلوار کا دستہ زمین پر رکھا' اس کی نوک اپنے سینے پر رکھی اور اس نوک پر اپنا وزن ڈال کر خودکشی کر لی۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

''ایک شخص اہلِ جنت کی مانند عمل کرتا ہے' لوگوں کو یہی نظر آتا ہے' مگر وہ جہنمی ہوتا ہے اور کوئی شخص اہلِ جہنم کی مانند عمل کرتا ہے' لوگوں کو یہی دکھائی دیتا ہے' مگر وہ جنتی ہوتا ہے۔''

215- حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِیُّ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهِ قَرْحَةٌ فَلَمَّا آذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَكَاَهَا فَلَمْ يَرْقَاِ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِیْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَدَّثَنِیْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ جُنْدَبٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ

✧✧ حسن بصری بیان کرتے ہیں' پہلے زمانے میں ایک شخص کو پھوڑا نکل آیا' جب تکلیف شدید ہوگئی تو اس نے اپنی کمان سے ایک تیر نکال کر اسے چیر دیا' خون بہنا شروع ہو گیا یہاں تک کہ وہ شخص مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا' میں اس شخص کے لیے جنت حرام کرتا ہوں (اس کے بعد حسن بصری نے) مسجد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا' اللہ کی قسم! حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے مجھے اس

مسجد میں یہ حدیث سنائی تھی۔

216- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيُّ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَخْشٰى اَنْ يَكُوْنَ كَذَبَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِرَجُلٍ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

✧✧ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے اسی مسجد میں مجھے یہ حدیث سنائی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سابقہ زمانے میں کسی شخص کو پھوڑا نکل آیا (اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں)

بَابُ 47: غِلَظِ تَحْرِيْمِ الْغُلُوْلِ وَاَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ

مالِ غنیمت میں چوری کرنے کی شدید حرمت کا بیان' نیز جنت میں صرف اہلِ ایمان داخل ہوں گے

217- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ اَبُوْ زُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِّنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ وَّفُلَانٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا اِنِّیْ رَاَيْتُهٗ فِی النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِی النَّاسِ اِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ قَالَ فَخَرَجْتُ اَلَا اِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غزوۂ خیبر کے موقع پر بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے شہداء کا ذکر شروع کیا' اس دوران ایک شخص کا ذکر آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اسے ایک چادر کی وجہ سے (ایک روایت میں عباء کا ذکر ہے) جو اس نے مالِ غنیمت میں سے چرائی تھی' جہنم میں دیکھا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: اے ابن خطاب! جاؤ لوگوں میں یہ اعلان کر دو: صرف اہلِ ایمان جنت میں داخل ہوں گے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے لوگوں میں اعلان کر دیا: جنت میں صرف اہلِ ایمان داخل ہوں گے۔

218- حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدُّؤَلِيِّ عَنْ سَالِمٍ اَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّهٰذَا حَدِيثُهٗ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِی ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِی الْغَيْثِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا وَرِقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا اِلَى الْوَادِیْ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لَّهٗ وَهَبَهٗ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ جُذَامٍ يُدْعٰى رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدٍ مِّنْ بَنِی الضُّبَيْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِیَ قَامَ عَبْدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

حدیث 217: دارمی (2489) احمد (203)' (328) ابن حبان (4857)' حاکم (2526)' بیہقی (17983)

حدیث 218: بخاری (6329)' (3993) ابوداؤد (2711) نسائی (3827) مالک (980) ابن حبان (4581) بیہقی (12600)' (17981)' (18167) معجم کبیر (6462)

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحُلُّ رَحْلَهُ فَرُمِیَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيهِ حَتْفُهُ فَقُلْنَا هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا اَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ قَالَ فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَصَبْتُ هٰذَا يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ خیبر میں شریک ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح نصیب کی لیکن مال غنیمت میں ہمیں سونا یا چاندی حاصل نہیں ہوئے' بلکہ عام ساز و سامان' کھانے پینے کی اشیاء اور کپڑے ہاتھ آئے' ہم آپ کے ہمراہ ''وادی'' کی طرف روانہ ہوئے' نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک غلام بھی تھا' جو کبھی جذام کی شاخ بنوضبیب سے تعلق رکھنے والے ایک شخص رفاعہ بن زید نے آپ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا تھا' جب ہم نے ''وادی'' میں پڑاؤ کیا تو اس غلام نے نبی اکرم ﷺ کا زادِ سفر کھولنا شروع کیا' اسی دوران کہیں سے ایک تیر آ کر اسے لگ گیا جس کے باعث وہ مر گیا۔ ہم نے کہا' اسے شہادت مبارک ہو' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' اس نے فتح خیبر کے دن مالِ غنیمت میں سے ایک چادر چرائی تھی' جو تقسیم دہندگان تک نہیں پہنچ سکی' وہی چادر آگ کی شکل میں اسے اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) یہ سن کر لوگ خوف زدہ ہو گئے۔ ایک شخص چمڑے کا ایک بیلٹ (شاید) دو بیلٹ لے کر آیا اور عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! فتح خیبر کے دن یہ مجھے ملے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی آگ کے ہیں۔

بَابُ 48: الدَّلِيلِ عَلٰى اَنَّ قَاتِلَ نَفْسِهِ لَا يَكْفُرُ

خودکشی کرنے والا کافر نہیں ہوتا' اس کی دلیل کا بیان

219- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ اَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ حَصِينٍ وَمَنْعَةٍ قَالَ حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَبَى ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي ذَخَرَ اللّٰهُ لِلْاَنْصَارِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ اِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَاَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتّٰى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَآهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِي بِهِجْرَتِي اِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ مَا لِي اَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيلَ لِي لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا اَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (ہجرت نبوی سے پہلے) طفیل بن عمرو دوسی' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! آپ کو کسی مضبوط قلعے یا پناہ گاہ کی ضرورت ہے؟ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) زمانہ جاہلیت

حدیث 219: احمد (15024)' حاکم (6963)

میں قبیلہ دوس کا ایک قلعہ تھا' (جو اس وقت بھی ان کے پاس تھا) نبی اکرم ﷺ نے انکار کر دیا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت انصار کو عطا کرنی تھی' اس لیے جب نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو نے اپنے ہم قبیلہ ساتھی کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ طفیل کا ساتھی بیمار ہو گیا' جب تکلیف برداشت سے باہر ہو گئی تو اس نے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ لیے' اس کے ہاتھوں سے خون بہنے لگا' جس کے نتیجے میں اس کی موت واقع ہو گئی۔ طفیل بن عمرو نے اس کو خواب میں دیکھا کہ اس کی حالت بہت اچھی ہے' تاہم اس کے دونوں ہاتھ لپیٹے ہوئے ہیں۔ طفیل نے اس سے پوچھا' تمہارے پروردگار نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔ طفیل نے پوچھا: تمہارے ہاتھوں کو کیوں لپیٹا گیا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھ سے کہا گیا' اپنے جس عضو کو تم نے خود خراب کیا ہے' ہم اسے ٹھیک نہیں کریں گے۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے دعا کی' اے اللہ! تو اس کے ہاتھوں کو بھی معاف کر دے۔

بَابُ 49: فِي الرِّيحِ الَّتِي تَكُونُ فِي قُرْبِ الْقِيَمَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْإِيمَانِ

قیامت کے قریب چلنے والی اس ہوا کا بیان جو تمام اہلِ ایمان (کی ارواح) قبض کر لے گی

220- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّاَبُو عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ رِيحًا مِنَ الْيَمَنِ اَلْيَنَ مِنَ الْحَرِيرِ فَلَا تَدَعُ اَحَدًا فِي قَلْبِهِ قَالَ اَبُو عَلْقَمَةَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ و قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ اِيمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (قیامت کے قریب) اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ہوا بھیجے گا' جو ریشم سے زیادہ نرم ہو گی' اس وقت جس شخص کے دل میں ایک دانے (اور ایک روایت کے مطابق) ایک ذرے کے برابر بھی ایمان ہو گا' وہ "ہوا" اس کی (روح) قبض کر لے گی۔

بَابُ 50: اَلْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْاَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ

فتنوں کے ظہور سے پہلے ہی نیک اعمال کی طرف جلدی کرنے کی ترغیب کا بیان

221-حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ اَيُّوبَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ قَالَ اَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِي كَافِرًا اَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا

حدیث 220: ابن حبان (6853) حاکم (8406)

حدیث 221: ابوداؤد (4259)' (4262)' ترمذی (2195)' (2197)' ابن ماجہ (3954)' (3961) دارمی (338)' احمد (8017)' (8835)' (9061)' (9063)' ابن حبان (5962)' (6704)' حاکم (6234)' (6263)' (8354)' (8357)' بیہقی (16577)' معجم کبیر (1724)' (7910)' (1316)

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''ان فتنوں' جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے' کے آنے سے پہلے (جس قدر ہو سکے) نیک اعمال کرلو (کیونکہ اس وقت) حالت ایمان میں صبح کرنے والا شخص شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا یا شام کے وقت مومن رہنے والا شخص صبح کے وقت کافر ہو چکا ہوگا کیونکہ وہ معمولی سے دنیاوی فائدے کے عوض میں اپنا دین بیچ دے گا۔

بَابُ 51: مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ اَنْ يَّحْبَطَ عَمَلُهٗ

مومن کا اپنے اعمال کے ضائع ہونے سے خوف زدہ رہنے کا بیان

222- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِىْ بَيْتِهٖ وَقَالَ اَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا اَبَا عَمْرٍو مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اشْتَكٰى فَقَالَ سَعْدٌ اِنَّهٗ لَجَارِىْ وَمَا عَلِمْتُ لَهٗ بِشَكْوٰى قَالَ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّىْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

''اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا نہ کرو۔'' (الی آخر الآیۃ)

تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اپنے گھر بیٹھ گئے' میں جہنمی ہوں۔ چند روز تک جب وہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر نہ ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ان کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے فرمایا' اے ابوعمرو! ثابت کو کیا ہوا ہے؟ کیا بیمار ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی' وہ میرے پڑوسی ہیں اگر بیمار ہوتے تو پتہ چل جاتا۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان سے ملنے گئے اور انہیں بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں دریافت کر رہے تھے' تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا' آپ لوگ جانتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سب سے زیادہ اونچی آواز میری ہوتی ہے' اب چونکہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے' اس لیے مجھے ڈر ہے کہ میں جہنمی نہ بن جاؤں جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: (ایسا نہیں ہے) بلکہ وہ جنتی ہے۔

223-وَحَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بِنَحْوِ حَدِيْثِ حَمَّادٍ وَّلَيْسَ فِىْ حَدِيْثِهٖ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث 222: احمد (12422)' (12502)' (14092)' ابن حبان (7168)' (7169)' حاکم (5036)' معجم کبیر (1308)' (1316)

224- وَحَدَّثَنِيهِ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں بھی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

225- وَحَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الْاَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَذْكُرُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَّزَادَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ اَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں بھی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ زائد ہیں ''ہم حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے درمیان ایک جنتی آدمی موجود ہے''۔

بَابُ 52: هَلْ يُؤَاخَذُ بِاَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ

کیا زمانۂ جاہلیت کے گناہوں پر مواخذہ ہوگا؟

226- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ اُنَاسٌ لِّرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ اَمَّا مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَمَنْ اَسَاءَ اُخِذَ بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْاِسْلَامِ

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ بعض لوگوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم زمانۂ جاہلیت میں جو کچھ کرتے تھے' کیا ان اعمال پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد نیک اعمال کرے گا (زمانۂ جاہلیت میں کیے جانے والے اس کے بُرے اعمال پر) اس سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا' (لیکن جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد بھی) بُرے عمل کرے گا' اس کا زمانۂ جاہلیت اور اسلام دونوں کے اعمال پر مواخذہ ہوگا۔

227- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ مَنْ اَحْسَنَ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ اَسَاءَ فِي الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمانۂ جاہلیت کے (بُرے) اعمال پر ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جو شخص اسلام لانے کے بعد اچھے اعمال کرے گا' زمانۂ جاہلیت کے بُرے اعمال پر اس کا مواخذہ نہیں ہوگا' لیکن جو شخص اسلام لانے کے بعد بھی بُرے اعمال کرے گا' اس کا پہلے اور دوسرے (دونوں زمانوں کے اعمال پر) مواخذہ

حدیث 226: بخاری (6523)' ابن ماجہ (4242)' دارمی (1)' احمد (3596)' (3604)' (3886)' ابن حبان (396)' حاکم (2170)' بیہقی (18070)' (18071)' معجم کبیر (2708)' (156)

ہوگا۔

228-حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

بَابُ 53: كَوْنِ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْحَجُ وَالْهِجْرَةُ

اسلام سابقہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے حج اور ہجرت بھی ایسا ہی کرتے ہیں

229- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ اَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ اَبِيْ عَاصِمٍ وَّاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِيْ اَبَا عَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِيْ سِيَاقَةِ الْمَوْتِ يَبْكِيْ طَوِيْلًا وَّحَوَّلَ وَجْهَهُ اِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُوْلُ لَهُ مَا يُبْكِيْكَ يَا اَبَتَاهُ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا قَالَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ عَلٰى اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَمَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّيْ وَلَا اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ فَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ فِيْ قَلْبِيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلِاُبَايِعَكَ فَبَسَطَ يَمِيْنَهُ قَالَ فَقَبَضْتُ يَدِيْ قَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو قَالَ قُلْتُ اَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ اَنْ يُّغْفَرَ لِيْ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَجَلَّ فِيْ عَيْنَيَّ مِنْهُ مَا كُنْتُ اُطِيْقُ اَنْ اَمْلَاَ عَيْنَيَّ مِنْهُ اِجْلَالًا لَهُ وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهُ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَاُ عَيْنَيَّ مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلِيْنَا اَشْيَاءَ مَا اَدْرِيْ مَا حَالِيْ فِيْهَا فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَنْظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ

✧✧ ابن شماسہ مہری بیان کرتے ہیں: جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرض الموت کا شکار ہوئے تو ایک دن ہم ان کی عیادت کے لیے گئے آپ دیوار کی طرف رُخ کر کے خاصی دیر روتے رہے۔ آپ کے صاحبزادے نے عرض کی: ابا جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں بشارت نہیں دی؟ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں بشارت نہیں دی؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف رُخ کر کے کہا: ہمارے نزدیک سب سے افضل عمل اللہ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا ہے۔ میری زندگی تین بڑے ادوار پر مشتمل ہے۔ ایک وہ وقت تھا جب مجھے سب سے زیادہ نفرت (معاذ اللہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اور میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ میں کسی طرح آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شہید کر دوں اگر میں اسی حالت میں مر جاتا تو جہنمی ہوتا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں

حدیث 229: ابن خزیمہ (2515) (3085)

نے عرض کی: آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ پھیلائیں تاکہ میں اسلام قبول کروں۔ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ نے پوچھا: اے عمرو! کیا ہوا؟ میں نے کہا: میں کچھ شرائط طے کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: کیا شرائط طے کرنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: میرے گناہ معاف ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے' اسلام سابقہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ہجرت بھی سابقہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے' حج بھی سابقہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

(حضرت عمرو ؓ کہتے ہیں) اس وقت کوئی بھی شخص میرے نزدیک نبی اکرم ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں تھا اور میری نظر میں کوئی شخص آپ سے زیادہ معزز نہیں تھا' اگر مجھ سے آپ (کے چہرۂ مبارک) کی تعریف کے لیے کہا جائے تو میں ایسا نہیں کر سکوں گا' کیونکہ میں کبھی بھی آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکا' اگر میں اسی حالت میں انتقال کر جاتا تو مجھے امید ہے کہ میں جنتی ہوتا۔ پھر اس کے بعد مجھے بعض (ریاستی اور سرکاری) امور کا نگران مقرر کیا' اب مجھے اندازہ نہیں ہے' اس بارے میں میرا انجام کیا ہوگا؟ جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ہمراہ آگ یا نوحہ کرنے والی عورتیں نہ لے جانا اور جب مجھے دفن کرنے کے بعد تم میرے اوپر مٹی ڈال کر فارغ ہو جاؤ' تو اتنی دیر تک میری قبر کے پاس رُک کے رہنا' جتنی دیر میں ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے' تاکہ تمہاری وجہ سے میری انسیت برقرار رہے اور میں اپنے پروردگار کے بھیجے ہوئے فرشتوں کے سوالات کا جواب دے سکوں۔

شرح

ایک شخص اگر اپنی زندگی کا ایک اچھا خاصہ کفر و شرک میں گزار کر بعد میں اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہوتا ہے، تو کیا اس کے زمانہ اسلام سے پہل کے اعمال پر مواخذہ ہوگا؟ یعنی کفر و شرک اور گناہ و معصیت جو اس سے پہلے صادر ہوتے رہے ہیں ان پر عذاب ہوگا یا نہیں؟ اس حدیث نے اس مسئلہ کو صاف کر دیا کہ اسلام کی روشنی پہلی تمام تاریکی کو خواہ وہ کفر و شرک کا اندھیرا ہو یا گناہ و معصیت کی ظلمت، آن واحد میں ختم کر ڈالتی ہے اور صرف ایک کلمہ کی بدولت جو خلوص دل سے نکلا ہو، انسان کا قلب و دماغ بالکل مجلی ہو جاتا ہے، نہ وہاں شرک کی ظلمتوں کا کوئی نشان رہ جاتا ہے اور نہ گناہ معصیت پر عذاب کا کوئی خدشہ، لیکن اتنی بات جان لینی چاہیے کہ بخشش اور مغفرت کا تعلق ذنوب اور گناہوں سے ہے، ان حقوق کے ساتھ نہیں ہے جو قرض، امانت، عاریت اور خرید و فروخت کے سلسلے میں اس کے ذمہ ابھی باقی ہیں کیونکہ اسلام ان مطالبات کی ادائیگی کو معطل نہیں کرتا جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے بلکہ اسلام لانے کے بعد بھی اس پر لازم رہے گا کہ وہ ان مطالبات کی ادائیگی کرے جو اس پر اسلام لانے سے پہلے واجب تھے، البتہ اس حدیث تحت ایسے حقوق العباد آ سکتے ہیں جو زنا، چوری اور قتل و غارت گری کی صورت میں زمانہ اسلام سے قبل ناحق ضائع کر دیئے گئے تھے، اسلام کے بعد ان پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

اسلام کی دولت سے مستفیض ہونے کے بعد بھی چونکہ ایک مسلمان سے بتقاضائے بشریت گناہ سرزد ہو سکتے ہیں اس لئے ان کے کفارہ کے لئے اس حدیث نے حج اور ہجرت دو ایسے عمل بتا دیئے کہ اگر یہ دونوں کام اپنی تمام شرائط کے ساتھ پورے کئے جائیں تو یہ حقوق اللہ کے لئے کفارہ بن جائیں گے بلکہ حج کے بارے میں تو یہاں تک کہا جاتا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے یہ حقوق العباد

کے لئے بھی کفارہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اپنے خزانہ قدرت سے صاحب حقوق کو اس کے حقوق دے کر اس بندہ کو ان حقوق سے دستبرداری دلا دے اور اسے معاف کر دے۔ (ترجمان السنۃ)

230- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ وَّإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِيْنَارٍ وَّاللَّفْظُ لِإِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَّهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوا فَأَكْثَرُوا وَزَنَوْا فَأَكْثَرُوا ثُمَّ أَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ وَّلَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا وَّنَزَلَ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللَّهِ الْآيَةَ

✧✧ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: بعض مشرکین جنہوں نے کئی قتل کیے تھے، کئی بار زنا کیا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، آپ جس بات کی دعوت دیتے ہیں، وہ بہت اچھی ہے اگر آپ ہمیں ہمارے سابقہ گناہوں کا کفارہ بتا دیں (تو ہم اسلام قبول کر لیتے ہیں) اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ کسی دوسرے (جھوٹے) معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے جو ایسا کرے گا، اسے اس کی سزا ملے گی۔''

اس وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی:

''اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔''

بَابُ 54: بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ بَعْدَهُ

جب کافر اسلام قبول کر لے تو اس کے سابقہ اعمال کے حکم کا بیان

231- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ أُمُوْرًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ هَلْ لِي فِيْهَا مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ وَّالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ

✧✧ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: زمانہ جاہلیت میں، میں نے جو نیک کام کیے ہیں کیا (آخرت میں) مجھے اس کا کچھ فائدہ ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا: جو اچھے کام کرنے کی تمہیں عادت ہے، وہ اسلام میں بھی برقرار رہے گی۔ (راوی کہتے ہیں) یہاں تحنث سے مراد عبادت گزاری ہے۔

حدیث 230: بخاری (4532) ابوداؤد (4274) نسائی (4003)، (4004) حاکم (3522) بیہقی (17968)

حدیث 231: بخاری (1369)، (2107)، (5646) احمد (15353)، (15354)، (15701) ابن حبان (329) بیہقی (18072)، (21385)، (21386) معجم کبیر (3076)، (3084)، (3085)

232- حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِیُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَ الْحُلْوَانِیُّ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِی یَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ حَکِیْمَ بْنَ حِزَامٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اُمُوْرًا کُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ اَوْ عِتَاقَةٍ اَوْ صِلَةِ رَحِمٍ اَفِیْهَا اَجْرٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ مِنْ خَیْرٍ

✧✧ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! زمانۂ جاہلیت میں' میں نے جو نیک کام کیے ہیں' سجدے کیے ہیں' غلام آزاد کیے' رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا' کیا مجھے اس کا اجر ملے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری ان نیکیوں کی عادت زمانۂ اسلام میں بھی برقرار رہے گی۔

233- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَشْیَاءُ کُنْتُ اَفْعَلُهَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ قَالَ هِشَامٌ یَعْنِیْ کُنْتُ اَتَبَرَّرُ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ لَکَ مِنَ الْخَیْرِ فَقُلْتُ فَوَاللّٰهِ لَا اَدَعُ شَیْئًا صَنَعْتُهُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ اِلَّا فَعَلْتُ فِی الْاِسْلَامِ مِثْلَهُ

✧✧ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمانۂ جاہلیت میں' میں نے جو کام کیے ہیں (راوی ہشام کہتے ہیں) یعنی جو نیک اعمال کیے ہیں' کیا مجھے ان کا صلہ ملے گا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: تم نے جو نیک اعمال کیے تھے' انہی کے نتیجے میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی ہے' تو میں نے عرض کی' اللہ کی قسم! زمانۂ جاہلیت میں' میں جتنے بھی اچھے کام کرتا تھا' وہ سب اسلام قبول کرنے کے بعد کرتا رہوں گا۔

234-حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ حَکِیْمَ بْنَ حِزَامٍ اَعْتَقَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَّحَمَلَ عَلٰی مِائَةِ بَعِیْرٍ ثُمَّ اَعْتَقَ فِی الْاِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَّحَمَلَ عَلٰی مِائَةِ بَعِیْرٍ ثُمَّ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِهِمْ

✧✧ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں ایک سو غلام آزاد کیے تھے اور غلے سے لدے ہوئے ایک سو اونٹ خیرات کیے تھے' اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے دوبارہ ایک سو غلام آزاد کیے' ایک سو اونٹ خیرات کیے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں)

بَابُ 55: صِدْقِ الْاِیْمَانِ وَاِخْلَاصِهٖ

سچے اور خالص ایمان کا بیان

235- حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ وَاَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَوَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِکَ عَلٰی اَصْحَابِ

حدیث 235: بخاری (32)' (3181)' (3245)' ترمذی (3038)' (3067)' احمد (3589)' (4031)' (4240)' ابن حبان (253)' حاکم (5330)' بیہقی (20531)' (20532)

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَىَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی:

''جو لوگ ایمان لائیں اور ایمان کے ہمراہ ظلم نہ کریں (وہی نجات پائیں گے)''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت پریشان ہوئے' انہوں نے عرض کیا' ہم میں سے کون ایسا شخص ہے' جس نے خود پر ظلم نہ کیا ہو؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم سے مراد وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو' بلکہ اس سے مراد وہ ظلم ہے' جس کے بارے میں لقمان نے اپنے بیٹے سے یہ کہا تھا:

''اے میرے بیٹے! (کسی کو) اللہ کا شریک نہ سمجھنا۔ بے شک شرک ''عظیم ظلم'' ہے۔''

236-حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عِيْسٰى وَهُوَ ابْنُ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ حَدَّثَنِيْهِ اَوَّلًا اَبِيْ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنِ الْاَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ

✧✧ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابُ 56: بَيَانِ تَجَاوُزِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْ حَدِيْثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ اِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ اُنْزِلَتْ وَبَيَانِ اَنَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى لَمْ يُكَلِّفْ اِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ الْحُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ

اللہ تعالیٰ سوچ اور خیال سے درگزر کرتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ٹھہر نہ جائیں۔ نیز اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کی طاقت کے مطابق مکلّف کرتا ہے' نیکی یا برائی کے پختہ ارادے کے حکم کا بیان

237-حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيْرُ وَاُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ الْعَيْشِيُّ وَاللَّفْظُ لِاُمَيَّةَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَكُوْا عَلَى الرُّكَبِ فَقَالُوْا اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلِّفْنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نُطِيْقُ الصَّلٰوةَ وَالصِّيَامَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا نُطِيْقُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُوْلُوْا سَمِعْنَا

حدیث 237: بخاری (4271)' (4272)' ترمذی (2990)' (2991)' (2992)' احمد (2070)' (9333)' (25877)' ابن حبان (139)' (5069)' حاکم (3132)' (3133)' معجم کبیر (9030)' (10769)' (10770)' (12296)

وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَلَمَّا اقْتَرَاَهَا الْقَوْمُ وَذَلَّتْ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِىْ اِثْرِهَا آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ قَالَ نَعَمْ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

''آسمانوں اور زمین میں جو بھی کچھ موجود ہے' وہ سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ تمہارے ذہن میں کچھ بھی ہے' تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ' بہرصورت اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا اور پھر وہ جسے چاہے گا' بخش دے گا اور جسے چاہے گا' عذاب دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔''

یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پریشان ہو گئے' وہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ادب سے دو زانو بیٹھ گئے اور عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پہلے ہمیں ان امور کا پابند کیا گیا جو ہماری طاقت کے مطابق تھے جیسے نماز' روزہ' جہاد' صدقہ کرنا وغیرہ۔ اب آپ پر یہ آیت نازل ہوگئی' ہم تو اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب عطا کی گئی' کیا تم بھی ان کی طرح یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم نے یہ حکم سن لیا ہے' مگر ہم اسے نہیں مانتے' تم یہ کہو: ''ہم نے سن لیا اور اس کی اطاعت کرتے ہیں' اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے' (آخرکار) ہم نے تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔''

تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اعتراف کیا' ہم نے سن لیا اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے (آخرکار) ہم نے تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ جس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ اعتراف کیا اسی وقت قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں؟

''رسول پر ان کے پروردگار کی طرف سے جو نازل کیا گیا ہے' وہ اور اہلِ ایمان اس پر یقین رکھتے ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں پر یقین رکھتے ہیں۔ (اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ) ہم اس کے رسولوں کے درمیان (ایمان لانے میں) کوئی فرق نہیں کرتے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں' ہم نے یہ حکم سن لیا اس کی اطاعت کی' اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے' ہم نے تیری ہی طرف لوٹ کے آنا ہے۔''

جب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا؟ اور یہ آیت نازل کی:

''اللہ تعالیٰ کسی بھی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا' ہر شخص کو اس کی نیکیوں کا اجر ملے گا اور گناہوں پر عذاب ہوگا (وہ یہ دعا کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہو جائے تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ٹھیک ہے وہ یہ بھی دعا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں ایسے سخت احکام کا مکلف نہ کرنا' جیسے تو نے سابقہ لوگوں کو کیا

تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ٹھیک ہے (ایسا ہی ہوگا یہ بھی دعا کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ان احکام کا بھی مکلف نہ کرنا جن کی ہم طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ٹھیک ہے (ایسا ہی ہوگا۔ انہوں نے یہ بھی دعا کی) اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں معاف کر دینا' ہمیں بخش دینا' ہم پر رحم کرنا' تو ہمارا مولا ہے' تو کفار کے خلاف ہماری مدد کرنا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ٹھیک ہے (ایسا ہی ہوگا)۔

238- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُو كُرَيْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِاَبِىْ بَكْرٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اٰدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ مَوْلٰى خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهَا شَىْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوْبَهُمْ مِنْ شَىْءٍ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا قَالَ فَاَلْقَى اللّٰهُ الْاِيْمَانَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ

✧✧ سعید بن جبیر' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی: "وہ تمہارے ذہن میں جو کچھ بھی ہے' تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ' بہر صورت اللہ تم سے اس کا حساب لے گا"۔

تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دل میں اتنا خوف پیدا ہوا جو پہلے نہیں ہوا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ کہو' ہم نے حکم سن لیا ہے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اسے تسلیم کرتے ہیں۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کو مضبوط کیا اور پھر یہ آیت نازل کی۔

"اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اس کی حیثیت کے مطابق ہی مکلف کرتا ہے' جو (نیک) کمائی انہوں نے کی ہے (اس کا اجر) انہیں مل جائے گا اور جو (بری) کمائی انہوں نے کی ہے اس (کا عتاب) انہیں ہوگا"۔

(وہ یہ دعا کرتے ہیں) "اے ہمارے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا گناہ کر لیں تو' تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا"۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ایسا ہی ہوگا۔

(وہ یہ دعا کرتے ہیں) "اے ہمارے پروردگار! ہمارے اوپر وہ بوجھ نہ ڈالنا جیسے تو نے ہم سے پہلے والوں پر بوجھ ڈالا تھا"۔

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' ایسا ہی ہوگا۔

(وہ یہ دعا کرتے ہیں' اے ہمارے پروردگار!) ہم کو معاف کر دے' ہمیں بخش دے' ہم پر رحم کر! تو ہمارا "مولیٰ" ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ایسا ہی ہوگا۔

239- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِىُّ وَاللَّفْظُ لِسَعِيْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ

حدیث 239: بخاری (2391)' (4968)' (6287)' ابو داؤد (2209)' ترمذی (1183)' نسائی (3433)' (3434)' (3435)' ابن ماجہ (2040)' (2044)' (2043)' (2045)' احمد (7464)' (9097)' (9494)' (10140)' ابن حبان (4334)' (4335)' (7219)' ابن خزیمہ (898)' حاکم (2801)' بیہقی (3685)' (13973)' (14521)' معجم کبیر (539)' (1430)

عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِىْ مَا حَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسُهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوْا اَوْ يَعْمَلُوْا بِهِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے (افراد کے) خیالات معاف کردیئے ہیں' جب تک وہ اس بارے میں کوئی بات نہ کریں یا ان پرعمل نہ کریں۔

240- حَدَّثَنِىْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَّعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِىٍّ كُلُّهُمْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِىْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَكَلَّمْ بِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔تاہم الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔

241-وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَّهِشَامٌ ح وَحَدَّثَنِىْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِىٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَيْبَانَ جَمِيْعًا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

242- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِاَبِىْ بَكْرٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِىْ بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا سَيِّئَةً وَّاِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا عَشْرًا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں کو) یہ حکم دیا ہے' جب میرا بندہ کسی گناہ کا پختہ ارادہ کرے تو تم اسے تحریر نہ کرنا جب وہ گناہ کرے اس وقت تحریر کرنا اور جب میرا بندہ کسی نیکی کا پختہ ارادہ کرے تو اگرچہ اس نے اس پرعمل نہ کیا ہو' تم اس کی نیکی کو تحریر کر لینا اور جب وہ اس نیکی پرعمل کرے تو تم (اس کے نامۂ اعمال میں) دس نیکیاں لکھ دینا۔

243- حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِىْ بِحَسَنَةٍ وَّلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّاِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَّلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ اَكْتُبْهَا عَلَيْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَّاحِدَةً

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے' جب میرا بندہ کسی نیکی کا پختہ ارادہ کرے مگر اس نے اس پرعمل نہ کیا ہو' تو میں اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھتا ہوں اور اگر وہ اس پرعمل کرے تو دس سے لے

حدیث 242: بخاری (6126)' ترمذی (764)' دارمی (2786)' احمد (10471)' (8151)' (2001)' ابن حبان (380)' (381)' (383)' معجم کبیر (12760)' (12761)

کر سات سو تک (کسی بھی تعداد میں) نیکیاں لکھتا ہوں اور جب وہ کسی گناہ کا پختہ ارادہ کرے مگر اس نے اس پر عمل نہ کیا ہو تو میں کوئی گناہ نہیں لکھتا' اگر وہ اس پر عمل کرے تو میں ایک گناہ لکھتا ہوں۔

244- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِى بِاَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَاَنَا اَكْتُبُهَا لَهٗ مَا لَمْ يَعْمَلْ فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَكْتُبُهَا حَسَنَةً بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا فَاِذَا تَحَدَّثَ بِاَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَاَنَا اَغْفِرُهَا لَهٗ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَكْتُبُهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ يُرِيْدُ اَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً وَّهُوَ اَبْصَرُ بِهٖ فَقَالَ ارْقُبُوْهُ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً اِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّائِىْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ اِسْلَامَهٗ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّكُلُّ سَيِّئَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهٗ بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے' جب میرا کوئی بندہ کوئی نیکی کرنے کے بارے میں سوچتا ہے' تو میں اس کے نامۂ اعمال میں نیکی لکھ دیتا ہوں اور اگر وہ اس پر عمل بھی کرے تو میں اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہوں اور اگر وہ کسی گناہ کے بارے میں سوچے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں' لیکن اگر وہ اس گناہ کا ارتکاب کرے تو صرف ایک گناہ لکھتا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: فرشتے عرض کرتے ہیں' اے ہمارے پروردگار! تیرا فلاں بندہ فلاں گناہ کرنا چاہتا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات سے بخوبی باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کا دھیان رکھو اگر وہ گناہ کا ارتکاب کرے تو ایک گناہ لکھ لینا اور اگر وہ گناہ کے ارتکاب سے باز رہے' تو ایک نیکی لکھ لینا' کیونکہ اس نے صرف میرے خوف کی وجہ سے گناہ نہیں کیا ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ مزید ارشاد فرماتے ہیں: جب کوئی شخص سچے دل سے اسلام قبول کرے تو اسے ایک نیکی کے عوض میں دس سے لے کر سات سو گنا تک اجر عطا کیا جاتا ہے اور ہر گناہ کے عوض میں ایک گناہ لکھا جاتا ہے' یہاں تک کہ وہ شخص اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے۔

245- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی نیک کام کرنے کا ارادہ کر لے

حدیث 244: بخاری (7062) ترمذی (764) داری (2786) احمد (10471)' (8151)' (2001) ابن حبان (380)' (381)' (383) ابو یعلی (6500)' (3451)' (6282) معجم کبیر (12760)' (12761)

حدیث 245: بخاری (6126) ترمذی (764) داری (2786) احمد (10471)' (8151)' (2001)' (2828) ابن حبان (380)' (381)' (383) ابویعلی (6500)' (3451)' (6282) معجم کبیر (12760)' (12761)

اوراس پر عمل نہ کرے اسے ایک نیکی ملتی ہے اور جو شخص نیک کام کا ارادہ کرنے کے بعد اس پر عمل بھی کرے اسے دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں ملتی ہیں اور اگر کوئی شخص گناہ کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا لیکن اگر اس پر عمل کرے تو صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔

246- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِی عَنْ رَّبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَّاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَّاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَّاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً

✧✧ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ گناہوں اور نیکیوں کو تحریر کرواتا ہے' پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے یہ فرمایا جب کوئی شخص کوئی نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے' مگر اس پر عمل نہیں کرتا تو اسے ایک نیکی ملتی ہے اور اگر وہ اس پر عمل کرلے تو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اس کا دس سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ ''بے حدو شمار گنا'' تک اجر و ثواب لکھ لیتا ہے اور اگر وہ گناہ کا ارادہ کر کے اس پر عمل نہ کرے تو اسے ایک نیکی ملتی ہے اور اگر عمل کرے تو ایک گناہ نوٹ کیا جاتا ہے۔

247-وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ وَمَحَاهَا اللّٰهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا هَالِكٌ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' ''اگر اللہ چاہے' تو اس ایک گناہ کو بھی معاف کر دیتا ہے۔ اور جس کے نصیب میں ہلاک ہونا ہو وہی شخص ہلاک ہوگا''۔

بَابُ 57: بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِی الْاِيْمَانِ وَمَا يَقُوْلُهٗ مَنْ وَّجَدَهَا

ایمان میں آنے والا وسوسہ' وسوسہ آنے پر کیا پڑھے؟

248-حَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّبِیِّ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُّمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک صحابی' رسول بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی' بعض اوقات ذہن میں ایسے خیالات آ جاتے ہیں جنہیں بیان کرتے ہوئے بھی خوف آتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایمان کی واضح (نشانی) ہے۔

249-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ اَبِیْ

حدیث 248: احمد (9145)' (9692)' (9877)' (24796)' ابن حبان (145)' (146)' (148)' بیہقی (18927)' معجم کبیر (10024)

رَوَّادٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوَّابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

250-حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ الصَّفَّارُ حَدَّثَنِىْ عَلِيُّ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَسْوَسَةِ فَقَالَ تِلْكَ مَحْضُ الْاِيْمَانِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وسوسے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایمان (ہی کی نشانی) ہے۔

251- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَّاللَّفْظُ لِهَارُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے (غیرضروری) سوالات کرتے رہیں گے' یہاں تک کہ یہ بھی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے' تو اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اگر کسی شخص کے دل میں یہ وسوسہ آئے' تو اسے چاہیے کہ وہ یہ اعتراف کرلے' میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں۔

شرح

شیطان کی وسوسہ اندازی اور گمراہ کن خیالات کی روش سے بچنے کے لئے ایک طریقہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایسے موقع پر (میں اللہ پر اس کے رسول پر ایمان لایا) پڑھنا چاہیے، اس کلمہ کے ورد کے ذریعہ زبان یہ اقرار واعتراف کرے گی کہ میں اللہ کی ذات پر اور اس کے سچے رسول پر ایمان رکھتا ہوں جس نے ہمیں آگاہ کیا ہے کہ اس کی ذات واجب الوجود ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا بلکہ تمام جہاں کا اور تمام چیزوں کا وہی خالق ہے وہی دل و دماغ میں ان باتوں کی صحت و صداقت کا یقین راسخ ہوگا اور ذہن وفکر کو برے خیالات سے تحفظ وسلامتی حاصل ہوگی جس کے سبب شیطان اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

252-وَحَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمُؤَدِّبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِى الشَّيْطٰنُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ السَّمَآءَ مَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ وَرُسُلِهٖ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: شیطان کسی شخص کے پاس آکر سوال کرتا ہے (یعنی اس کے ذہن میں یہ سوال پیدا کرتا ہے) آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ وہ بندہ جواب دیتا ہے'

حدیث 251: بخاری (3102)' (6866) ابوداؤد (4721)' (4722) احمد (8192)' (9105)' (9562) ابن حبان (6722)' (150) ابن خزیمہ (2559) ابویعلی (3961)' (3969)' (6056) معجم کبیر (3719)

اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں (یعنی تم یہ کہو کہ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں) ایک روایت میں (ایمان باللہ تعالیٰ کے ہمراہ) رسولوں پر ایمان کا ذکر بھی موجود ہے۔

شیطان کا بندے کے پاس آ کر وسوسہ ڈالنے کا بیان

253-حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي الشَّيْطٰنُ اَحَدَكُمْ فَيَقُولَ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى يَقُولَ لَهٗ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: شیطان کسی شخص کے پاس آ کر یہ سوال کرتا ہے فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا ہے؟ (وہ بندہ اللہ کا نام لے تو) شیطان یہ پوچھتا ہے کہ تمہارے پروردگار کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب یہ مقام آ جائے تو انسان کو چاہیے کہ وہ اعوذ باللہ پڑھے اور باز رہے (یعنی اس سوال میں غور وفکر نہ کرے)۔

شرح

شیطان انسان کے روحانی ارتقاء کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس کا بنیادی نصب العین ہی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو، جو اللہ کی ذات وصفات پر ایمان ویقین رکھتے ہیں، ورغلانے اور بہکانے میں لگا رہے ہیں، یہی نہیں کہ وہ فریب کاری کے ذریعہ انسان کے نیک عمل اور اچھے کاموں میں رکاوٹ اور تعطل پیدا کرنے کی سعی کرتا ہے بلکہ اس زبردست قدرت کے بل پر کہ جو حق اللہ تعالیٰ نے تکوینی مصلحت کے تحت اس کو دی ہے۔ وسوسہ اندازی کے ذریعہ انسان کی سوچ فکر اور خیالات کی دنیا میں مختلف انداز کے شبہات اور برائی بھی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن جن لوگوں کی سوچ' فکر اور خیالات کے سرچشموں پر ایمان ویقین کی مضبوط گرفت ہوتی ہے وہ اپنے ایمان کی فکری اور شعوری طاقت سے شیطان کے وسوسوں کو ناکارہ بنا دیتے ہیں، چنانچہ اس حدیث میں جہاں بعض شیطانی وسوسوں کی نشان دہی کی گئی ہے وہیں اس پہلو کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے جو ان وسوسوں کو غیر موثر اور ناکارہ بنانے سے تعلق رکھتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ پہلے تو شیطان اللہ کی مخلوقات اور موجودات کے بارہ میں وسوسہ اندازی کرتا ہے، مثلاً فکر وخیال میں یہ بات ڈالتا ہے کہ انسان کو وجود کس نے بنایا، یہ زمین وآسمان کی تخلیق کس کا کارنامہ ہے۔

چونکہ اللہ کی ذات وصفات پر ایمان رکھنے والوں کی عقل سلیم کائنات کی تمام مخلوقات وموجودات کی تخلیقی وتکوینی نوعیت کا بدیہی شعور وادراک رکھتی ہے اس لئے مخلوقات کی حد تک شیطان کی وسوسہ اندازی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی لیکن معاملہ وہاں نازک ہو جاتا ہے جب یہ سلسلہ نازک ہو کر ذات باری تعالیٰ تک پہنچ جائے اور وسوسہ شیطانی دل ودماغ سے سوال کرے جب یہ زمین وآسمان اور ساری مخلوقات اللہ کی پیدا کردہ ہیں تو پھر خود اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ فرمایا گیا کہ جوں ہی یہ وسوسہ پیدا ہوا اپنے اللہ سے پناہ مانگو اور اپنے ذہن سے اس فاسد خیال کو فوراً جھٹک دو تا کہ وسوسہ شیطانی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اللہ کی پناہ چاہنے کا مطلب محض زبان سے چند الفاظ ادا کر لینا نہیں ہے بلکہ یہ کہ ایک طرف تو اپنے فکر وخیال کو یکسو کر کے اس عقیدہ یقین کی گرفت میں دے دو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے، وہ واجب الوجود ہے اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اور دوسری طرف ریاضت ومجاہدہ اور ذات باری تعالیٰ کے ذکر واستغراق کے ذریعہ اپنے نفس کے تزکیہ اور ذہن وفکر کے تحفظ اور سلامتی کی طرف متوجہ رہو۔ وسوسہ کی راہ روکنے کا ایک فوری موثر طریقہ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجلس بدل دی جائے۔ یعنی جس جگہ بیٹھے یا لیٹے ہوئے اس طرح کا وسوسہ پیدا ہو وہاں سے فوراً ہٹ جائے اور کسی دوسری جگہ جا کر کسی کام اور مشغلہ میں لگ جائے اس طرح دھیان فوری طور پر ہٹ جائے گا اور وسوسہ کی راہ ماری جائے گی۔

254-وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِی الْعَبْدَ الشَّيْطٰنُ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ اَخِی ابْنِ شِهَابٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

255-حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْاَلُوْنَكُمْ عَنِ الْعِلْمِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَدْ سَاَلَنِیْ اثْنَانِ وَهٰذَا الثَّالِثُ اَوْ قَالَ سَاَلَنِیْ وَاحِدٌ وَّهٰذَا الثَّانِیْ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: لوگ تم سے علمی (یعنی عقلی) سوالات کرتے رہیں گے' یہاں تک کہ وہ یہ سوال بھی پیش کریں گے' ہمیں تو اللہ نے پیدا کیا ہے' اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

(ابن سیرین کہتے ہیں) یہ روایت بیان کرتے وقت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کا ہاتھ تھام رکھا تھا' آپ کہنے لگے' اللہ اور اس کے رسول کی ہر بات سچی ہوتی ہے' مجھ سے دو اشخاص یہی سوال کر چکے ہیں اب یہ تیسرا شخص ہے جس نے یہ سوال کیا ہے (یا شاید آپ نے یہ کہا تھا) مجھ سے پہلے ایک شخص یہ سوال کر چکا ہے اب یہ دوسرا شخص ہے۔

256-وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّيَعْقُوْبُ الدَّوْرَقِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْاِسْنَادِ وَلٰكِنْ قَدْ قَالَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں الفاظ مختلف ہیں۔

257- وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّوْمِیِّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُوْنَ يَسْاَلُوْنَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا فِی الْمَسْجِدِ اِذْ جَآءَنِیْ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ فَقَالُوْا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ فَاَخَذَ حَصًى بِكَفِّهٖ فَرَمَاهُمْ بِهٖ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا قُوْمُوْا صَدَقَ خَلِيْلِیْ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! لوگ ہمیشہ تم سے سوالات کرتے رہیں گے' یہاں تک کہ وہ یہ تک پوچھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ (راوی کہتے ہیں) ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سُن رہے تھے) اسی دوران چند دیہاتی وہاں آئے اور بولے اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ ہے تو سہی مگر اللہ تعالیٰ کو پیدا کس نے کیا ہے؟ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مٹھی میں کنکریاں بھر کران کی طرف پھینکتے ہوئے کہا' بھاگو یہاں سے! بھاگو! میرے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان سچ ہے۔

258- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ الْاَصَمِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَسْاَلَنَّكُمُ النَّاسُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَقُوْلُوا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَهٗ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگ ہر چیز کے بارے میں تم سے سوال کریں گے' یہاں تک کہ وہ یہ بھی پوچھیں گے' اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے' اسے کس نے پیدا کیا ہے؟

259- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يَزَالُوْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ تَعَالٰى

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے' تمہاری اُمت کے لوگ ہمیشہ یہ سوال کرتے رہیں گے' یہ کیا ہے؟ وہ کیا ہے؟ یہاں تک کہ وہ یہ بھی سوال کریں گے' اللہ تعالیٰ نے تو ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے' اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

260- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْمُخْتَارِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ اَنَّ اِسْحٰقَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اِنَّ اُمَّتَكَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں ''تمہاری اُمت کے لوگ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

بَابُ 58: وَعِيْدِ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ

جھوٹی قسم اُٹھا کر مسلمان کا مال ہڑپ کرنے والے کے لیے جہنم کی وعید کا بیان

261- حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْعَلَاءُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ مَّعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ السَّلَمِيِّ عَنْ اَخِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ

حدیث 261: بخاری (2229)' (2285)' (2523)' ابو داؤد (3243)' ترمذی (1269)' (2996)' نسائی (5419)' ابن ماجہ (2323)' (2324)' مالک (1409)' دارمی (2603)' احمد (3576)' (3597)' (3946)' مالک (1409)' دارمی (2603)' احمد (3576)' (3597)' (3946)' ابن حبان (5084)' (5085)' (5086)' حاکم (2151)' (7801)' (7804)' بیہقی (10578)' (19695)' (20494)' معجم کبیر (639)' (640)' (641)'

اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَّاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ قَضِيبًا مِنْ اَرَاكٍ

✧✧ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا مال ہڑپ کر لے' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کو واجب کر دیتا ہے اور اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا' اگر چہ وہ کوئی معمولی چیز ہو؟ تو آپ نے فرمایا: اگر چہ وہ پیلو کے درخت کی شاخ ہو۔

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک موقع پر) ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مقام مرالظہر ان میں تھے (جو مکہ کے قریب ایک جگہ ہے) اور پیلو کے پکے پکے پھل جمع کر رہے تھے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کا جو پھل سیاہ ہو، وہ لے لو) کیونکہ وہ اچھا ہوتا ہے اور فائدہ بھی پہنچاتا ہے" ہم نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں! اور کونسا نبی ہے جس نے بکریاں نہیں چرائی ہیں۔

(بخاری و مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 122)

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں" اس سوال کا مطلب یہ تھا کہ پیلو کے پھل چونکہ ان لوگوں کی خاص خوراک و غذا ہے جو جنگل میں بود و باش رکھتے ہیں، یا بکریاں چرایا کرتے ہیں اور اسی اعتبار سے وہی لوگ اس پھل کے اچھے برے کی تمیز رکھتے ہیں اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ اور کون سا نبی ہے جس نے بکریاں نہیں چرائی ہیں" اس ارشاد کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے نبوت کا منصب کبھی بھی دنیاداروں، بادشاہوں اور متکبر و مغرور لوگوں کے طبقہ کو عطا نہیں فرمایا بلکہ دین و دنیا کے اس سب سے بڑے منصب کی ذمہ داری ہمیشہ ان لوگوں کے سپرد کی گئی جو بکریاں چراتے تھے، مفلس و نادار ہوتے تھے اور انتہائی تواضع و انکساری کے ساتھ دست کاری و کاریگری کا پیشہ اختیار کئے ہوتے تھے۔

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام خیاطی کا کام کرتے تھے، حضرت زکریا علیہ السلام نجاری کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اجرت پر، حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرایا کرتے تھے اور اس میں حق تعالیٰ کی مصلحت و حکمت یہ ہوتی تھی کہ طبقۂ انسانی کے ان برگزیدہ ترین لوگوں کی پرورش و نمو حلال رزق کے ذریعہ ہو جو عام طور پر سخت محنت و مشقت ہی کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے عمل صالح کے زیادہ سے زیادہ مواقع میسر ہوں اور وہ زیادہ زیادہ نیک کام کریں اور خاص طور پر بکریاں چرانے میں ایک بڑا فائدہ یہ تھا کہ لوگوں سے یکسوئی اور حق تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ خلوت کا موقع حاصل ہوتا نیز رعایا پروری کے طور طریقے اور کمزور و نادار لوگوں کے ساتھ شفقت و نرمی کا برتاؤ رکھنے کا سبق ملتا تھا۔ چنانچہ ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ (ایک دن) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ "موسیٰ (علیہ السلام) جانتے ہو ہم نے تمہیں نبوت کا منصب اعظم کیوں عطا کیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا" پروردگار! تو ہی جانتا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اس دن کو یاد کرو۔ جب تم وادی الایمن میں بکریاں چرا رہے تھے اور ایک بکری بھاگ کھڑی ہوئی تھی تم اس کے پیچھے دوڑے جس کی وجہ سے

تمہیں بہت زیادہ تکلیف ومشقت برداشت کرنا پڑی، پھر جب تم نے اس بکری کو جالیا تو تم نے نہ اس بکری کو مارا اور نہ اس پر غیظ وغضب کا اظہار کیا بلکہ اس کے ساتھ شفقت نرمی کا برتاؤ کیا پھر اور اس کو مخاطب کر کے کہا کہ اوہ بچاری! تو نے اپنے آپ کو بھی تکلیف ومصیبت میں مبتلا کیا اور مجھے بھی کلفت وتعب میں ڈالا۔ جب ہم نے اس حیوان کے تئیں تمہاری یہ شفقت ورحم پروری دیکھی تو ہم پر ہماری رحمت متوجہ ہوئی کہ تمہیں نبوت سے سرفراز کیا اور اپنا برگزیدہ بندہ قرار دیا۔

262- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ جَمِيْعًا عَنْ اَبِىْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَخَاهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ يُحَدِّثُ اَنَّ اَبَا اُمَامَةَ الْحَارِثِىَّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

263- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِىُّ وَاللَّفْظُ لَهُ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِىَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَدَخَلَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِىَّ نَزَلَتْ كَانَتْ بَيْنِىْ وَبَيْنَ رَجُلٍ اَرْضٌ بِالْيَمَنِ فَخَاصَمْتُهُ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَيَمِيْنُهُ قُلْتُ اِذَنْ يَحْلِفُ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِىَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی مسلمان کا حق مارنے کے لیے جھوٹی قسم اُٹھائے' وہ اس حال میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔

(راوی کہتے ہیں) اسی دوران اشعث بن قیس وہاں آ گئے اور بولے ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) تمہیں کون سی حدیث سنا رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا' فلاں! تو حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے' ابوعبدالرحمٰن نے سچ کہا ہے' کیونکہ اس حدیث کا تعلق میرے ساتھ ہے۔ یمن میں موجود کچھ زمین کے بارے میں میرے اور ایک شخص کے درمیان تنازع چل رہا تھا' میں نے یہ مقدمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے؟ میں نے عرض کی' نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس شخص کی قسم (پر فیصلہ ہوگا)۔ میں نے عرض کی' وہ جھوٹی قسم اُٹھائے گا' تو نبی اکرم نے مجھ سے فرمایا: جو شخص جھوٹی قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا مال ناحق طور پر ہڑپ کرے گا' وہ اس حال میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔'' (حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے بتایا) قرآن کی یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی: ''بے شک جو لوگ اللہ (کے نام) کے عہد اور قسم کو معمولی سی قیمت کے عوض میں (توڑ دیتے ہیں' انہیں آخرت میں کچھ نہیں ملے گا) الی آخر الآیہ

264- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى

يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِيْ بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کوئی مال حاصل کرنے کے لیے جھوٹی قسم اُٹھائے تو وہ اس حال میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے شدید ناراض ہوگا۔ (امام مسلم کہتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں تاہم اس میں کنویں کے جھگڑے کا ذکر ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں: ''(تمہاری طرف سے) دو گواہ (ہونے چاہئیں) اور اس کی قسم (کافی ہے)''۔

265- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ اَبِيْ رَاشِدٍ وَّعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَعْيَنَ سَمِعَا شَقِيْقَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی مسلمان کا مال ناحق طور پر ہڑپ کرنے کے لیے (جھوٹی) قسم اُٹھائے گا' وہ اس حال میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے شدید ناراض ہوگا۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید میں قرآن کی یہ آیت پڑھی:

''بے شک جو لوگ اللہ (کے نام) کے عہد اور قسم کو معمولی قیمت کے عوض میں (توڑ دیتے ہیں) الیٰ آخر الآیہ''

266- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَاَبُوْ عَاصِمٍ الْحَنَفِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا قَدْ غَلَبَنِيْ عَلٰى اَرْضٍ لِّيْ كَانَتْ لِاَبِيْ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِيْ فِيْ يَدِيْ اَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهٗ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِيْنُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَّا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَدْبَرَ اَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهٖ لِيَاْكُلَهٗ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ

✧✧ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ''حضرموت'' سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اور ''کندہ'' سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرموت والے نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے' جو مجھے اپنے والد کی طرف سے ملی تھی۔ کندی بولا' وہ میری زمین ہے' میں وہاں کاشت کاری کرتا ہوں اس شخص کا اس میں کوئی حق نہیں ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے دریافت کیا: تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اس نے عرض کی نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث 266: ابوداؤد (3245)' (3623) ترمذی (1340) احمد (17752)' (18883) ابن حبان (5074) بیہقی (20291)' (20498)' (20999) معجم کبیر (17) دارقطنی (26)

نے فرمایا پھر (تمہارے مخالف) کی قسم پر فیصلہ ہوگا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ شخص جھوٹا ہے اسے جھوٹی قسم اُٹھانے میں کوئی شرم محسوس نہیں ہوگی' یہ کوئی احتیاط نہیں کرتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔ جب وہ کندی قسم اُٹھا کر واپس چلا گیا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے اپنے ساتھی کا مال ہڑپ کرنے کے لیے جھوٹی قسم اُٹھائی ہے' تو اس حال میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔

267- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ اَبِي الْوَلِيْدِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ اَرْضٍ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اِنَّ هٰذَا انْتَزٰى عَلٰى اَرْضِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ الْكِنْدِيُّ وَخَصْمُهُ رَبِيْعَةُ بْنُ عِبْدَانَ قَالَ بَيِّنَتُكَ قَالَ لَيْسَ لِيْ بَيِّنَةٌ قَالَ يَمِيْنُهُ قَالَ اِذَنْ يَّذْهَبُ بِهَا قَالَ لَيْسَ لَكَ اِلَّا ذَاكَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ اَرْضًا ظُلْمًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ اِسْحٰقُ فِيْ رِوَايَتِهِ رَبِيْعَةُ بْنُ عَيْدَانَ

✧✧ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دن میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر تھا' دو آدمی وہاں آئے' ان کے درمیان زمین کا تنازعہ چل رہا تھا' ایک شخص کا نام امراؤ القیس بن عابس کندی تھا' اس کے مخالف کا نام ربیعہ بن عبدان تھا۔ کندی بولا' اس شخص نے زمانۂ جاہلیت میں میری زمین پر قبضہ کیا' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟ اس نے عرض کی' میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کی قسم (پر فیصلہ ہوگا)۔ اس نے عرض کی' اس طرح تو وہ میری زمین ہتھیا لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے مقدمے کا فیصلہ اسی طرح ہوسکتا ہے' دوسرا شخص قسم اُٹھانے لگا' آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص ظلم کے طور پر دوسرے کی زمین ہتھیا لے' وہ جب اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے شدید ناراض ہوگا۔''

(امام مسلم فرماتے ہیں) ایک روایت کے مطابق دوسرے فریق کا نام ربیعہ بن عیدان تھا۔

بَابُ 59: الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ قَصَدَ اَخْذَ مَالِ غَيْرِهٖ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَاصِدُ مُهْدَرَ الدَّمِ فِيْ حَقِّهٖ وَاِنْ قُتِلَ كَانَ فِي النَّارِ وَاَنَّ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ

کسی اور کا مال ناحق چھیننے والا اپنی جان کے درپے ہوتا ہے اور اگر اس دوران وہ مارا جائے تو جہنم میں جائے گا' اپنے مال کی حفاظت کے دوران مارا جانے والا شہید ہوگا۔

268- حَدَّثَنِي اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَخْذَ مَالِيْ قَالَ فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَاتَلَنِيْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلَنِيْ قَالَ فَاَنْتَ شَهِيْدٌ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ قَالَ فَهُوَ فِي النَّارِ

حدیث 268: احمد (22567)' بیہقی (5856)' (17415)' معجم کبیر (747)' (749)

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' بیان کرتے ہیں' ایک شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! ایک شخص میرا مال چھیننے کے درپے ہے' مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنا مال اسے نہ دو' اس نے عرض کی' اگر وہ میرے ساتھ لڑائی کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی اس سے لڑو۔ اس نے عرض کی' اگر وہ مجھے قتل کردے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم شہید ہوگئے۔ اس نے عرض کی اگر میں اسے قتل کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گا۔

269- حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّاَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ ثَابِتًا مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوْا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعَظَهٗ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ

✧✧ ثابت بیان کرتے ہیں' جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عنبسہ بن ابوسفیان کے درمیان لڑائی چھڑنے لگی' تو حضرت خالد بن العاص رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں سمجھانے کی کوشش کی' تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بولے' کیا تم نہیں جانتے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے مال کو بچاتے ہوئے قتل ہو جائے' وہ شہید شمار ہوگا''

270- وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابُ 60: اسْتِحْقَاقِ الْوَالِيْ الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارَ

رعایا سے خیانت کرنے والا حکمران جہنم کا مستحق بن جائے گا

271- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ قَالَ مَعْقِلٌ اِنِّيْ مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ لِيْ حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

✧✧ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو عبیداللہ بن زیاد ان کی عیادت کے لیے آئے' تو

حدیث 269: بخاری (2348) ابوداؤد (4772) ترمذی (1418)' (1419)' (1421) نسائی (4086)' (4093)' (4084) ابن ماجہ (2580) احمد (7084)' (590)' (1628) ابن حبان (3194)' (4790) حاکم (6697) بیہقی (17412)' (5857)' (5858) ابویعلی (6775)' (949)' (950) معجم کبیر (352)' (353)' (354)

حدیث 271: داری (2796)' ابن حبان (4495)' معجم کبیر (449)' (474)

معقل فرمانے لگے میں تمہیں ایک ایسی حدیث سنا رہا ہوں جو میں نے خود نبی اکرم ﷺ سے سنی ہے اگر مجھے مزید زندہ رہنے کی امید ہوتی تو یہ حدیث تمہیں نہ سناتا میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے امور کا نگران بنادے اور وہ اس حال میں مرے کہ اپنے فرض میں کوتاہی کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔''

272- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ دَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ عَلٰى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَّهُوَ وَجِعٌ فَسَاَلَهُ فَقَالَ اِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا لَمْ اَكُنْ حَدَّثْتُكَهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَرْعِي اللّٰهُ عَبْدًا رَّعِيَّةً يَمُوْتُ حِيْنَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ قَالَ اَلَا كُنْتَ حَدَّثْتَنِيْ هٰذَا قَبْلَ الْيَوْمِ قَالَ مَا حَدَّثْتُكَ اَوْ لَمْ اَكُنْ لِاُحَدِّثَكَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس کے آخر میں یہ الفاظ زیادہ ہیں عبید اللہ بن زیاد نے پوچھا: آپ نے آج سے پہلے یہ حدیث مجھے کیوں نہیں سنائی؟ تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں پہلے یہ حدیث بیان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

273- وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْجُعْفِيَّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُوْدُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اِنِّي سَاُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمَا

✧✧ حسن بیان کرتے ہیں ہم حضرت معقل رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے ہوئے تھے اسی دوران عبید اللہ بن زیاد بھی وہاں آ گئے۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ بولے: آج میں ایک ایسی حدیث تمہیں سناؤں گا جو میں نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہے۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں۔

274- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِيْ مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيْثٍ لَوْلَا اَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ اُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ اَمِيْرٍ يَلِيْ اَمْرَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ اِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو حاکم مسلمانوں کے امور کا نگران بنے اور وہ ان کی بھلائی اور خیر خواہی کی کوشش نہ کرے ایسا حاکم ان مسلمانوں کے ہمراہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

بَابُ 61: رَفْعِ الْاَمَانَةِ وَالْاِيْمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوْبِ وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوْبِ

بعض لوگوں کے دل سے امانت اور ایمان کا اُٹھ جانا اور بعض دِلوں کا آزمائشوں میں مبتلا ہو جانا

275- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ

حدیث 275: بخاری (6132)' (6675)' (6848)' ترمذی (2179)' ابن ماجہ (4053)' احمد (23303)' ابن حبان (6762)' بیہقی (20172)

الْاَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدِیْثَیْنِ قَدْ رَاَیْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْاَمَانَةِ قَالَ یَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَیَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ یَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَیَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰی رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَیْسَ فِیْهِ شَیْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حَصًی فَدَحْرَجَهٗ عَلٰی رِجْلِهٖ فَیُصْبِحُ النَّاسُ یَتَبَایَعُوْنَ لَا یَكَادُ اَحَدٌ یُؤَدِّی الْاَمَانَةَ حَتّٰی یُقَالَ اِنَّ فِیْ بَنِیْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِیْنًا حَتّٰی یُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهٗ مَا اَظْرَفَهٗ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ وَّلَقَدْ اَتٰی عَلَیَّ زَمَانٌ وَّمَا اُبَالِیْ اَیُّكُمْ بَایَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَیَرُدَّنَّهٗ عَلَیَّ دِیْنُهٗ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِیًّا اَوْ یَهُوْدِیًّا لَیَرُدَّنَّهٗ عَلَیَّ سَاعِیْهِ وَاَمَّا الْیَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِاُبَایِعَ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے دو پیشین گوئیاں بیان کی تھیں جن میں سے ایک پوری ہو چکی ہے اور دوسری کے پورے ہونے کا میں منتظر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا' پہلے لوگوں میں امانت کا احساس تھا' پھر جب قرآن نازل ہوا' لوگوں نے قرآن سے امانت کا سبق سیکھا' سنت سے امانت کا سبق حاصل کیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت کے اُٹھ جانے کی پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا: ایک شخص سوئے گا اور اس کے دل میں سے امانت کو نکال دیا جائے گا (اس کے دل میں امانت کا) صرف ہلکا سا نشان رہ جائے گا جب وہ دوبارہ سوئے گا تو اس کے دل سے پھر امانت کو نکال دیا جائے گا۔ اس وقت اس کے دل میں ایک آبلے جیسا نشان باقی رہ جائے گا' جیسے کسی کے پاؤں کے نیچے انگارہ آ جائے تو تمہیں آبلہ دکھائی دے جائے گا' لیکن اس کے اندر کچھ نہیں ہوگا' اور پھر آپ نے ایک کنکری پکڑ کر اسے اپنے پاؤں پر مارتے ہوئے فرمایا: وہ وقت آ جائے گا جب لوگ خرید و فروخت میں امانت کا ذرا بھی خیال نہیں رکھیں گے' وہ وقت آئے گا کہ لوگ کہیں گے فلاں قبیلے میں وہ ایک شخص ہی امانت دار ہے' کسی شخص پر تبصرہ ہوگا کہ وہ کتنا شہ زور' خوش مزاج اور عقل مند بھی ہے' لیکن اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

(حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ایک زمانہ تھا کہ میں ذرا پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کر رہا ہوں' کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ مسلمان کا دین اسے بے ایمانی سے باز رکھے گا اور یہودی یا عیسائی' حاکم کے خوف سے بے ایمانی نہیں کرے گا' لیکن آج میں فلاں اور فلاں کے علاوہ کسی اور شخص کے ساتھ خرید و فروخت نہیں کر سکتا۔

276- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ وَوَكِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ جَمِیْعًا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

277- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ یَعْنِیْ سُلَیْمَانَ بْنَ حَیَّانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ

حدیث 277: بخاری (1368)' (1796)' (6683)' ترمذی (2258)' احمد (4181)' (4184)' (23460)' بیہقی (1654)' معجم کبیر (10493)

رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْنُوْنَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَجَارِهٖ قَالُوْا اَجَلْ قَالَ تِلْكَ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلٰكِنْ اَيُّكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ الَّتِيْ تَمُوْجُ مَوْجَ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَاَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقُلْتُ اَنَا قَالَ اَنْتَ لِلّٰهِ اَبُوْكَ قَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى اَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهٗ فِتْنَةٌ مَّا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ قَالَ حُذَيْفَةُ وَحَدَّثْتُهٗ اَنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا يُوْشِكُ اَنْ يُّكْسَرَ قَالَ عُمَرُ كَسْرًا لَا اَبَا لَكَ فَلَوْ اَنَّهٗ فُتِحَ لَعَلَّهٗ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثْتُهٗ اَنَّ ذٰلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُّقْتَلُ اَوْ يَمُوْتُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ اَبُوْ خَالِدٍ فَقُلْتُ لِسَعْدٍ يَّا اَبَا مَالِكٍ مَا اَسْوَدُ مُرْبَادًّا قَالَ شِدَّةُ الْبَيَاضِ فِيْ سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوْزُ مُجَخِّيًا قَالَ مَنْكُوْسًا

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دن ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' وہ پوچھنے لگے' کس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فتنوں کا ذکر سنا ہے؟ چند لوگوں نے اعتراف کیا کہ ہم نے یہ حدیث سُنی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے' آپ حضرات شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ فتنے سے مراد انسان کا اپنے اہل وعیال' مال یا (بُرے) پڑوسی کی آزمائش میں مبتلا ہونا ہے۔ حاضرین نے اعتراف کیا' ایسا ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے' نماز روزہ اور صدقہ وخیرات ان فتنوں کا کفارہ ہو سکتے ہیں' آپ میں سے کس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان فتنوں کا ذکر سنا ہے' جو سمندر کی لہروں کی مانند آئیں گے؟

(حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) تمام حاضرین خاموش رہے' تو میں بولا' میں نے یہ حدیث سُنی ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے' اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے' تم نے یہ حدیث ضرور سُنی ہوگی' تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بتایا' میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''(لوگوں کے) دلوں پر فتنے اس طرح وارد ہوں گے جیسے چٹائی کے تنکے ایک دوسرے میں پیوست ہوتے ہیں' جو دل کسی ایک فتنے کو قبول کرے گا' اس میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جائے گا اور جو دل اس کا انکار کر دے گا' اس میں ایک سفید نقطہ پڑ جائے گا۔ اس وقت دو طرح کے دل ہوں گے' ایک وہ جو انتہائی صاف شفاف ہوگا اور جب تک زمین و آسمان قائم ہیں' کوئی بھی فتنہ اسے کسی قسم کا کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور دوسرا دل سیاہ ہوگا جو اوندھے برتن کی طرح ہوگا' کوئی اچھا کام نہیں کرے گا' کسی بھی بُرائی سے باز نہیں رہے گا' صرف اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے گا۔''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا' آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے' جو عنقریب ٹوٹ جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے' تمہارا باپ زندہ نہ رہے' اگر وہ کھل جائے گا تو ہو سکتا ہے دوبارہ بند ہو جائے۔ میں نے کہا' نہیں! وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بھی بتایا کہ اس دروازے سے مراد ایک شخص ہے جسے قتل کر دیا جائے گا یا وہ انتقال کر جائے گا (تو فتنے شروع ہو جائیں گے) یہ صاف بات ہے اس میں کوئی اُلجھن نہیں ہے۔

(اس روایت کے ایک راوی) ابو خالد کہتے ہیں' میں نے (اپنے استاد) سعد سے دریافت کیا: اے ابو مالک! حدیث کے

الفاظ میں ''اسود مرباد'' کا مطلب کیا ہے' تو انہوں نے جواب دیا: ''سیاہی میں موجود چمکتی ہوئی سفیدی'' میں نے پوچھا ''اَلْكُوْزُ مُجَخِّيًا'' کا مطلب کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''اوندھا برتن''

278- وَحَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ حُذَيْفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ يُحَدِّثُنَا فَقَالَ اِنَّ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَمْسِ لَمَّا جَلَسْتُ اِلَيْهِ سَاَلَ اَصْحَابَهُ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِي خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيْرَ اَبِي مَالِكٍ لِقَوْلِهِ مُرْبَادًّا مُجَخِّيًا

✧✧ ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے اُٹھ کر آئے' تو بتانے لگے' کل جب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے حاضرین سے دریافت کیا تھا' فتنوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کسے یاد ہے؟ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں۔

279- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُنَا اَوْ قَالَ اَيُّكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيْهِمْ حُذَيْفَةُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ اَنَا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ كَنَحْوِ حَدِيْثِ اَبِي مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ وَقَالَ يَعْنِي اَنَّهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

امانت" سے مراد یا تو اس کے مشہور معنی ہیں یعنی کسی کے حق میں یا کسی کی ملکیت میں خیانت نہ کرنا یا وہ تمام شرعی ذمہ داریاں مراد ہیں جو ہر شخص پر عائد کی گئی ہیں یعنی تمام اسلامی احکام وتعلیمات کو ماننا اور ان پر عمل کرنا اور امانت کے یہ وہ معنی ہیں جو قرآن کریم کی اس آیت (اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ، (الاحزاب:72) میں مذکور ہیں تاہم ان دونوں معنی کی اصل اور بنیاد ایمان ہے اس لئے زیادہ وضاحت کے لئے یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہاں امانت سے مراد ایمان ہے جیسا کہ خود حدیث کے آخری الفاظ **وما فی قلبه مثقال حبة من خر دل من ایمان** سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔ اسی طرح حدیث کے اس جملہ **ولا یکاد احد یو دی الامانة** میں امانت کا جو لفظ ہے وہ بھی مذکورہ وضاحت پر مبنی ہے۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دو حدیثیں بیان فرمائیں ان میں سے پہلی حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت وفلاح کے لئے ایمان وامانت کو نازل فرمایا اور اس کا مورد وکل قلب انسانی کو قرار دیا کہ پہلے ایمان کا نور اور جوہر انسان کے دل میں اترا اور راسخ و مستحکم ہوا جس نے کتاب ہدایت قرآن مجید اور سنت نبوی پر عمل آوری کے راستہ کو منور کیا، چنانچہ انسان نے اسی طور ایمان کے سبب ان لافانی تعلیمات اور احکام ومسائل کو جانا اور سمجھا جو کتاب اللہ سے اخذ کئے گئے ہیں اور وہ احکام ومسائل خواہ فرض وواجب اور مسنون ومباح ہوں یا حرام ومکروہ اور پھر اسی نور نے سنت نبی کی حقیقت وصداقت کو واشگاف کیا کہ زبان رسالت اور معمولات نبوی نے کتاب اللہ کی تعلیمات متناحق کی جو وضاحت وتفسیر بیان فرمائی اس کو بلا چون وچرا قبول کر کے عمل کی راہ کو استوار کیا گیا۔

یہاں یہ بات واضح ہوئی کہ حق تعالیٰ کی طرف سے نور ہدایت کا پیدا کیا جانا اور اس کے ذریعہ انسانیت عامہ کو نوازنے اور فلاح پہنچانے کا ارادہ فرمانا کتاب اللہ کو نازل کرنے اور رسولوں کو مبعوث کرنے سے پہلے تھا، یعنی پہلے تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو پیدا کیا اور یہ ارادہ فرمایا کہ اپنے بندوں کو اس نور ہدایت کے ذریعہ سعادت و بھلائی کے بلند مقام پر پہنچانا ہے۔اس کے بعد اس نے اپنی کتاب کو دنیا میں نازل فرمایا اور اپنے پیغمبر اور رسول مبعوث فرمائے پس نسل انسانی سے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عنایت و ہدایت کا مورد و محل بننا نصیب ہوا اور جن میں اس نور ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق واستعداد ودیعت ہوئی وہی خوش بخت کتاب وسنت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔اس موقع پر ایک نکتہ اور بھی بیان کیا جاتا ہے، وہ یہ کہ جو یہ فرمایا گیا ہے کہ۔ پھر انہوں نے قرآن کو جانا اور پھر انہوں نے سنت کو جانا۔ اس کے ذریعہ ایمان وامانت کے مرتبہ کی شان وحیثیت اور اس کی عظمت کو بیان کرنا بھی مقصود ہے کہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت یعنی ایمان کو نازل فرمایا اور قلوب انسانی میں اس کو ودیعت وراسخ فرمادیا تھا مگر پھر کتاب اللہ کے نازل کرنے اور اپنے پیغمبر ورسول کے مبعوث کرنے کے ذریعہ بھی اس کو مؤکد و مؤید کیا۔

بہرحال یہ وہ پہلی حدیث جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمائی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا ہے بایں طور کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اور رفاقت حضوری میں صحابہ کرام اس ارشاد گرامی کے عین مصداق تھے اور دوسری حدیث کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امانت کے کم ہو جانے اور اٹھ جانے کا ذکر فرمایا وہ حضور کے مبارک زمانہ کے بعد کے لوگوں پر صادق آئی۔

آدمی حسب معمول سوئے گا الخ" سے مراد یا تو حقیقۃ سونا ہے یا یہ جملہ اس کی غفلت وکوتاہی میں پڑ جانے سے کنایہ ہے یعنی یاد الٰہی سے غافل آیت الٰہی سے بے خبر، قرآن مجید میں تدبر و تفکر سے بے پرواہ اور اتباع سنت میں کوتاہ ہو جانا۔ یہ دوسری مراد زیادہ واضح ہے کیونکہ ماقبل جملہ ثم السنۃ (اور پھر انہوں نے سنت کو جانا) کا مخالف مفہوم اسی مراد کا متقاضی ہے۔" فیظل اثرہ مثل اثر الوکت "امانت کا اثر یعنی نشان وکت کے نشان کی طرح ہو جائے گا۔ پہلے یہ جاننا چاہئے کہ کسی چیز کا اثر وہ نشان کہلاتا ہے جو اس چیز کی علامت کے طور پر نمودار ہے اور اس چیز کا کچھ نہ کچھ حصہ اس کی صورت میں باقی رہے اور "وکت" عکسی چیز کے اس دھبہ کو کہتے ہیں جو اس چیز کے مخالف رنگ کی صورت میں نمودار ہو جائے جیسے کسی سفید چیز میں سیاہ نقطہ کا نمودار ہونا اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ وکت اصل میں اس سفید نقطہ نما نشان کو کہتے ہیں جو آنکھ کی سیاہی میں پیدا ہو جائے۔ حدیث کے اس جملہ کا حاصل یہ ہے کہ دین وشریعت کی طرف سے غافل ہو جانے اور گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے دل میں ایمان کا نور کم ہو جائے گا اور وہ غافل ہونے والا جب اس صورت حال سے آگاہ ہوگا اور اپنے دل کی حالت و کیفیت میں غور وفکر کرے گا تو یہ محسوس کرے گا کہ اس میں ایک نقطہ کی مقدار کے علاوہ نور امانت میں سے اور کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

جب وہ دوبارہ سو جائے گا" کے ذریعہ اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب دین وشریعت سے غفلت کی نیند اور زیادہ طاری ہو جائے گی اور گناہوں کا ارتکاب زیادہ بڑھ جائے گا دل میں سے نور ایمان کا بقیہ حصہ بھی نکل جائے گا اور وہاں صرف مجل کے نشان کی طرح کی صورت میں رہ جائے گا واضح رہے کہ مجل کے معنی ہیں آبلہ پڑ جانا اور کام کرتے کرتے ہاتھ کی جو کھال سخت ہو جاتی ہے اور جس کو گھٹا بھی کہتے ہیں اس پر بھی مجل کا اطلاق ہوتا ہے۔ لہٰذا جس طرح انسان کے جسم کے کسی حصہ پر جو آبلہ پڑ جاتا ہے وہ اگرچہ

اوپر سے ابھرا نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں اس کے اندر خراب اور گندے پانی کے سوا کچھ نہیں ہوتا، اسی طرح جس شخص کے دل میں امانت کا وہ باقی اثر ونشان بھی نکال لیا جائے گا تو اگر چہ وہ بظاہر بالکل صالح وکارآمد نظر آئے گا لیکن حقیقت میں اس کے اندر سعادت وبھلائی اور اخروی زندگی کو فائدہ پہنچانے والی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ مذکورہ وضاحت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وکت اور مجل نور امانت کے اس حصہ کی تمثیل ہے جو دل میں باقی رہ جاتا ہے گویا ان دونوں چیزوں کی مثال کے ذریعہ اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس دور میں اسلام کے نام لیواؤں میں ایمان ودین کی اس کمزوری کے باوجود ان کے دل میں ایمان وامانت کا نور کسی نہ کسی حد تک ضرور باقی رہے گا خواہ وہ وکت اور مجل کے نشان ہی کی طرح کیوں نہ ہو لیکن اس وضاحت پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ مجل کا نشان وکت کے نشان سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ لہٰذا کلام کے اسلوب کا تقاضا تو یہ تھا کہ پہلے مجل کے نشان کا ذکر کیا جاتا اور اس کے بعد وکت کے نشان کا ذکر ہوتا کیونکہ بعد کے درجہ کا نشان پہلے درجہ کے نشان سے کمتر اور ہلکا ہونا چاہئے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ وکت اگر چہ بہت قلیل نشان ہوتا ہے مگر وہ مجل سے کمتر حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ مجل ایک خالی اور بالکل بیکار ہونے کی وجہ سے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ لیکن یہ جواب زیادہ مضبوط نہیں ہے۔

ایک شارح نے اس بحث پر ایک دوسرے انداز سے روشنی ڈالی ہے ان کے منقولات کے مطابق اس دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جن اہل ایمان کے قوائے فکر وعمل پر غفلت وبے حسی طاری ہو جائے گی اور گناہوں کے ارتکاب کی صورت میں دین شریعت کے ساتھ ان کا تعلق نہایت کمزور پڑ جائے گا ان کے دلوں سے "امانت" جاتی رہے گی چنانچہ جب اس کا ایک حصہ زائل ہو جائے گا تو ان کے دلوں میں سے اس کا نور بھی زائل ہو جائے گا اور اس کی جگہ وکت کی طرح ظلمت وتاریکی پیدا ہو جائے گی اور اس کی مثال ایسی جیسے کسی چیز میں اس کا مخالف رنگ نمودار ہو جائے مثلاً سفید چیز میں سیاہ رنگ کا نمودار ہو جانا اور جب دین وشریعت کے تئیں غفلت وکوتاہی اور بڑھ جائے گی اور گناہوں کا ارتکاب پہلے سے بھی زیادہ ہو جائے تو نور امانت کا جو حصہ باقی رہ گیا تھا اس میں سے کچھ اور زائل ہو جائے گا اور اس کی مثال: ایسی ہے جیسے جسم کے کسی حصہ پر مجل (یعنی آبلہ یا گٹھے کا نشان) اتنا گہرا اور اس قدر سخت ہوتا ہے کہ جلد زائل نہیں ہوتا، پس دوسری مرتبہ دل میں جو تاریکی پیدا ہوگی وہ پہلی مرتبہ پیدا ہونے والی تاریکی سے زیادہ پھیلی ہوئی اور گہری ہوگی۔

مذکورہ صورت حال کو اس مثال کے ذریعہ بیان فرمانے کے بعد پھر یہ فرمایا کہ قلب انسانی میں ایمان وامانت کے نور کا پیدا ہونا اور پھر نکل جانا یا دلوں میں اس نور کا جگہ پکڑنا اور پھر اس کے زائل ہو جانے کے بعد تاریکی کا آجانا ایسی تشبیہ رکھتا ہے جیسا کہ کوئی آگ کا انگارہ لے کر اس کو اپنے پیر پر ڈال لے اور انگارہ پیر کو جلا کر زائل ہو جائے اور پھر جلی ہوئی جگہ پر آبلہ پڑ جائے۔ ایک اور شارح نے یہ لکھا ہے کہ اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں امانت کا نور پیدا کیا تاکہ وہ اس کی روشنی میں فلاح کے راستہ پر چلیں اور دین وشریعت کے پیروکار بنیں لیکن جب وہ لوگ اس نعمت سے بے پرواہ ہو جائیں گے، دین وشریعت کے تئیں غفلت وکوتاہی میں پڑ جائیں گے اور گناہوں کا ارتکاب کرنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ سزا کے طور پر ان لوگوں سے یہ نعمت واپس لے لے گا۔ بایں طور کہ ان کے دل سے امانت نکل جائے گی۔

یہاں تک کہ جب وہ خواب غفلت سے بیدار ہوں گے تو محسوس کریں گے کہ ان کے قلب کی وہ حالت نہیں ہے جو امانت کی

موجودگی میں پہلے تھی۔ البتہ ان کے دلوں میں اس امانت کا نشان باقی رہے جو کبھی وکت کی طرح ہوگا اور کبھی مجل کی طرح ہوگا۔ پس مجل اگرچہ مصدر ہے لیکن یہاں اس سے مراد نفس آبلہ ہے اور یہ یعنی مجل پہلے مرتبہ یعنی وکت سے کمتر درجہ ہے۔ کیونکہ وکت کے ذریعہ اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ اگرچہ امانت دل سے نکل جائے گی مگر نشان کی صورت میں اس کا کچھ نہ کچھ حصہ باقی رہے گا۔ حدیث کے آخری الفاظ "حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان نہیں ہوگا" دونوں احتمال رکھتے ہیں یا تو اصل ایمان کی نفی مراد ہے، یعنی اس شخص کے سرے سے ایمان کا وجود ہی نہیں ہوگا، یا کمال ایمان کی نفی مراد ہے کہ ارشاد گرامی کے اس جزو کا حاصل یہ ہے کہ لوگ اس شخص کی عقل و دانائی کی زیادتی اور چالاکی اور مہارت وغیرہ کی تعریف کریں گے اور اس کے تیئں تعجب تحسین کا اظہار کریں گے لیکن کسی ایسے شخص کی تعریف وتوصیف نہیں کریں گے جس میں بہت زیادہ علم وفضل ہوگا اور جو عمل صالح کی دولت سے مالا مال ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصل چیز ایمان اور پاکیزگی فکر وعمل ہے۔ اگر کسی شخص میں ایمان و پاکیزگی کی دولت نہ ہو تو خواہ وہ دنیا بھر کی تمام نعمتوں، کامرانیوں اور خوبیوں کا حامل ہو اس کی کوئی حقیقت نہ ہوگی اگرچہ دنیا والے اس کی کتنی ہی تعریف وتحسین کریں اور اس کی ان خوبیوں و کامرانیوں کی وجہ سے اس کو کتنا ہی بہتر و برتر جانیں لہٰذا تعریف وتحسین اس شخص کے حق میں معتبر ہوگی جو ایمان وتقویٰ کا حامل ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے سے (کسی سلسلہ میں) باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ایک دیہاتی (مجلس نبوی میں) آیا اور کہنے لگا کہ قیامت کب آئے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امانت، تلف کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنے لگنا۔" دیہاتی نے پوچھا کہ امانت، کیونکر تلف کی جائے گی اور یہ نوبت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب حکومت وسلطنت کا کام نا اہل لوگوں کے سپرد ہو جائے تو (سمجھنا کہ یہ امانت کا تلف ہو جانا ہے اور اس وقت) قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری، مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 4)

امانت سے مراد شریعت کی طرف سے عائد کی جانے والی ذمہ داریاں اور دین کے احکام ہیں جیسا کہ قرآن کریم کے ارشاد انا عرضنا الامانۃ میں امانت کا یہی مفہوم ہے یا "امانت" سے لوگوں کے حقوق اور ان کی امانتیں مراد ہیں۔ حاصل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کے پوچھنے پر یہ واضح فرمایا کہ قیامت کا متعین وقت عالم الغیوب کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا اور نہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو وہ ذریعہ بتایا ہے جس سے قیامت کا متعینہ وقت جانا جاسکے، ہاں اس نے ایسی علامتیں ضرور مقرر کی ہیں جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی اور جو اس امر کی نشانیاں ہوں گی کہ اب قیامت قریب ہے چنانچہ ان علامتوں میں سے ایک علامت امانتوں کا ضائع کرنا ہے کہ لوگ امانتوں میں خیانت کرنے لگیں گے۔

نا اہل" سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے اندر حکومت وسیادت کی شرائط نہ رکھنے کی وجہ سے حکمراں بننے کا استحقاق نہ رکھتے ہوں گے، جیسے عورتیں، بچے جہلاء، فاسق وبدکار، بخیل اور نامرد وغیرہ، اسی طرح جو شخص قریش النسل نہ ہو وہ بھی اس باب میں "نا اہل" ہی کے زمرہ میں شمار ہوگا خواہ وہ سلاطین کی نسل سے کیوں نہ ہو لیکن اس شرط کا تعلق خاص طور پر خلافت سے ہے | حدیث کے اس جزء کا حاصل یہ ہے کہ اگر دین ودنیا کے امور کا نظم وانتظام ایسے شخص کے ہاتھوں میں آجائے جو اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی اہلیت نہ

رکھتا ہو تو یقیناً ان امور کا صحیح طور پر انجام پانا ممکن نہیں ہوگا اور طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگوں کے حقوق ضائع و پامال ہونے لگیں گے اور ہر شخص بے چین و مضطرب رہے گا۔ "وسد" بصیغہ مجہول اور سین کی تشدید کے ساتھ یا تشدید کے بغیر۔ اصل میں "وسادۃ" سے مشتق ہے، جس کے لغوی معنی تکیہ کے ہیں، چنانچہ جس شخص کے سپرد کوئی کام کیا جاتا ہے تو گویا اس کام کے اعتبار سے اس شخص پر تکیہ کیا جاتا ہے۔

بَابُ 62: بَيَانِ اَنَّ الْاِسْلَامَ بَدَاَ غَرِيْبًا وَّسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا وَّاَنَّهٗ يَارِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ

اسلام آغاز میں غریب الوطن تھا' یہ دوبارہ غریب الوطن ہو جائے گا اور دو مساجد کے درمیان سمٹ آئے گا

280- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَّابْنُ اَبِىْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنْ مَّرْوَانَ الْفَزَارِيِّ قَالَ ابْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيْدَ يَعْنِى ابْنَ كَيْسَانَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَاَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَّسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَاَ غَرِيْبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام آغاز میں اجنبی تھا اور عنقریب دوبارہ پہلے کی طرح اجنبی ہو جائے گا' لہٰذا اجنبیوں کے لیے یہ خوش خبری ہے۔

281- وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّالْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْاَعْرَجُ قَالَا حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَّهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَاَ غَرِيْبًا وَّسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَاَ وَهُوَ يَاْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَاْرِزُ الْحَيَّةُ فِىْ جُحْرِهَا

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام آغاز میں اجنبی تھا اور عنقریب دوبارہ پہلے کی طرح اجنبی ہو جائے گا اور وہ ان دو مسجدوں (یعنی مسجد الحرام' مسجد نبوی) کے درمیان اس طرح سمٹ جائے گا' جیسے سانپ (بچاؤ کے لیے) اپنی بل میں سمٹ جاتا ہے۔

282- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَاْرِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَاْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایمان (اپنے بچاؤ کے لیے) مدینہ کی طرف اس طرح لوٹے گا' جیسے سانپ (اپنے بچاؤ کے لیے) اپنی بل کی طرف لپکتا ہے۔

حدیث 280: ترمذی (2629)' (2630) ابن ماجہ (3986)' (3987)' (3988) دارمی (2755) احمد (1604)' (3784)' (9042) ابو یعلی (756)' (4975)' (6190) معجم کبیر (5867)' (6147)' (10081)

حدیث 281: بخاری (1777) ترمذی (2629)' (2630) ابن ماجہ (3986)' (3987)' (3988) دارمی (2755) احمد (1604)' (3784)' (9042) ابویعلی (756)' (4975)' (6190) معجم کبیر (5867)' (6147)' (10081)

بَابُ 63: ذِهَابُ الْإِيْمَانِ اٰخِرَ الزَّمَانِ

آخری زمانے میں ایمان رخصت ہوجائے گا

283- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِى الْاَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی' جب تک زمین میں اللہ کا نام لیا جاتا رہے گا۔

284- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى اَحَدٍ يَقُوْلُ اللّٰهُ اللّٰهُ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس وقت تک اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا ایک بھی شخص باقی ہے' اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔

بَابُ 64: جَوَازِ الْاِسْتِسْرَارِ بِالْاِيْمَانِ لِلْخَآئِفِ

خوف زدہ شخص اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے

285- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاللَّفْظُ لِاَبِىْ كُرَيْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْصُوا لِىْ كَمْ يَلْفِظُ الْاِسْلَامَ وَقَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّ مِائَةٍ اِلَى السَّبْعِ مِائَةٍ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّكُمْ اَنْ تُبْتَلَوْا قَالَ فَابْتُلِيْنَا حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا يُصَلِّىْ اِلَّا سِرًّا

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے' آپ نے دریافت کیا: مجھے گن کر بتاؤ کہ کتنے لوگ مسلمان ہوچکے ہیں؟ ہم نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری تعداد چھ سو اور سات سو کے درمیان ہے۔ آپ اب بھی ہمارے بارے میں (دشمن کی طرف سے) اندیشے کا شکار ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں نہیں معلوم' ہوسکتا ہے تمہیں کسی آزمائش میں مبتلا کردیا جائے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر ہمیں ایسی آزمائش میں مبتلا کردیا گیا کہ ہر مسلمان صرف چھپ کر نماز پڑھ سکتا تھا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر کیا سوا اس کے جس کو کفر پر مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان

حدیث283: ترمذی (2207)' احمد (12682)' (12062)' (13104)' ابن حبان (6848)' (6849)' مستدرک (8513)' (8514)' (8515)' ابویعلیٰ (3526)

حدیث285: ابن ماجہ (4029)' احمد (23307)' ابن حبان (6273)

کے ساتھ مطمئن ہو بلکہ وہ لوگ جو کھلے دل کے ساتھ کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (النحل:۱۰۶)

جان کے خوف سے کلمہ کفر کہنے کی رخصت اور جان دینے کی عزیمت:

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفر پر وعید بیان فرمائی تھی اور اس آیت میں ان کا ذکر تھا جو مطلقا ایمان نہیں لاتے اور اس آیت میں ان کا حکم بیان فرمایا ہے جو فقط زبان سے کسی مجبوری کی وجہ سے کفر کرتے ہیں دل سے کفر نہیں کرتے اور ان کا حکم بیان فرمایا ہے جو زبان اور دل دونوں سے کفر کرتے ہیں۔

امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی التوفی ۴۶۸ھ لکھتے ہیں: یہ آیت حضرت عمار بن یاسر کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ مشرکین نے حضرت عمار کو، ان کے والد یاسر کو اور ان کی ماں سمیہ کو اور حضرت صہیب کو حضرت بلال کو، حضرت خباب کو اور حضرت سالم کو پکڑ لیا اور ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا۔ حضرت سمیہ کو انہوں نے دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا اور نیزہ ان کی اندام نہانی کے آر پار کر دیا اور ان سے کہا تم مردوں سے اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اسلام لائی ہو سو ان کو قتل کر دیا اور ان کے خاوند یاسر کو بھی قتل کر دیا، یہ دونوں وہ تھے جن کو اسلام کی خاطر سب سے پہلے شہید کیا گیا اور رہے عمار تو ان سے انہوں نے جبریہ کفر کا کلمہ کہلوایا۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ خبر دی گئی کہ حضرت عمار نے کلمہ کفر کہا ہے تو آپ نے فرمایا بیشک عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے معمور ہے، اس کے گوشت اور خون میں ایمان رچ چکا ہے، پھر حضرت عمار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس روتے ہوئے آئے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کی آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے اور فرمارہے تھے اگر وہ دوبارہ تم سے جبرا کلمہ کفر کہلوائیں تو تم دوبارہ کہہ دینا۔

(اسباب نزول قرآن رقم الحدیث: ۵۶۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، المستدرک ج ۲ ص ۳۵۷ تفسیر عبدالرزاق، رقم الحدیث: ۲۱۹۴۶)

محمد بن عمار بن یاسر بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے عمار بن یاسر کو پکڑ لیا اور ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑا حتی کہ انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو برا کہا اور ان کے معبودوں کو اچھا کہا، تب ان کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ حضرت عمار نے کہا بہت برا ہوا، یا رسول اللہ! انہوں نے مجھے اس وقت تک نہیں چھوڑا حتی کہ میں آپ کو برا کہوں ان کے بتوں کو اچھا کہوں۔ آپ نے پوچھا تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا میرا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ تمہیں دوبارہ مجبور کریں تو دوبارہ کہہ دینا اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

(المستدرک ج ۳ ص ۳۹۲ طبع قدیم، المستدرک رقم الحدیث: ۳۳۱۳، طبع جدید، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۴۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا وہ سات افراد تھے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، حضرت ابوبکر، حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت عمار، حضرت سمیہ (حضرت عمار کی والدہ) اور حضرت صہیب۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دفاع آپ کے چچا نے کیا۔ حضرت ابوبکر کا دفاع ان کی قوم نے کیا، باقی پانچوں کو مشرکین نے پکڑ لیا اور ان کو لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں تپانا شروع کر دیا، حتی کہ انہوں نے اپنی پوری کوشش سے ان کو عذاب

پہنچایا پھر حضرت بلال کے سوا سب بے جان بچانے کے لیے ان کی موافقت کرلی پھران میں سے ہر ایک کے پاس ان کی قوم آئی اوران کو ایک چمڑے پر ڈال کرلے گئی، پھر شام کو ابوجہل آیا اور حضرت سمیہ کو گالیں دینے لگا پھر اس نے ان کی اندام نہانی میں نیزہ مارا جو ان کے منہ کے پار ہو گیا۔ وہ اسلام کی راہ میں شہید ہونے والی سب سے پہلی خاتون تھیں۔ حضرت بلال نے کفار کی موافقت کرنے کے مقابلہ میں اللہ کی راہ میں جان دینے کو آسان سمجھا، کفار نے ان کے گلے میں رسی ڈال کر بچوں کو تھما دی وہ ان کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے تھے اور حضرت بلال احد، احد (اللہ ایک ہے) پکارتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۳ ص ۴۷، ۴۸، ج ۱۴ ص ۳۱۴، مسند احمد ج ۱ ص ۴۰۴، طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث: ۳۸۳۲، طبع جدید، عالم الکتب، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۵۰، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۰۸۳، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۸۱، ۲۸۲، اس حدیث کی سند صحیح ہے)

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا میرے پاس سے منتشر ہو جاؤ، پس جس شخص کے پاس طاقت ہے وہ آخر رات تک ٹھہر جائے اور جس کے پاس طاقت نہیں ہے وہ رات کے پہلے حصے میں چلا جائے اور جب تم یہ سن لو کہ میں اس جگہ ٹھہر گیا ہوں تو مجھ سے آ کر مل جانا۔ جب صبح ہوئی حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت عمار اور قریش کی ایک کنیز جو اسلام لا چکی تھی ان سب کو ابوجہل اور دوسرے مشرکین نے پکڑ لیا۔ انہوں نے حضرت بلال سے کہا تم کفر کرو۔ انہوں نے انکار کیا تو انہوں نے ان کو لوہے کی زرہیں پہنا کر انہیں دھوپ میں تپایا۔ وہ ان کو گھسیٹ رہے تھے اور وہ احد، احد کہہ رہے تھے۔ حضرت خباب کو وہ کانٹوں میں گھسیٹ رہے تھے اور رہے حضرت عمار تو انہوں نے جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کہہ لیا اور قریش کی اس کنیز کے جسم میں ابوجہل نے چار کیلیں ٹھونکیں پھر اس کو گھسیٹا پھر ان کی اندام نہانی میں نیزہ مار کر ان کو شہید کر دیا پھر حضرت بلال، حضرت خباب، اور حضرت عمار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جا ملے اور آپ کو یہ واقعہ سنایا۔ آپ نے حضرت عمار سے پوچھا جب تم نے کلمہ کفر کہا تھا تو تمہارے دل کی کیفیت کیا تھا؟ کیا تم نے کھلے دل سے کلمہ کفر کہا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر یہ آیت نازل ہوئی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۲۶۶۶، الدر المنثور ج ۵ ص ۱۷۰، ۱۷۱)

حضرت خباب بن ارت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک چادر سے ٹیک لگائے ہوئے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے آپ سے شکایت کی اور ہم نے آپ سے کہا کیا آپ ہمارے لیے مدد نہیں طلب کرتے، کیا آپ ہمارے لیے دعا نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا، اس کو اس گڑھے میں کھڑا کر دیا جاتا پھر اس کے سر پر آری رکھ کر اس کو دو ٹکڑوں میں کاٹ دیا جاتا اور لوہے کی کنگھی سے اس کے جسم کو چھیل دیا جاتا اور وہ کنگھی اس کے گوشت اور اس کی ہڈیوں کو کاٹتی ہوئی گزر جاتی، اور ایسی سخت آزمائش بھی اس کو اس کے دین سے منحرف نہیں کرتی تھیں۔ اللہ کی قسم! اللہ اس دین کو تکمیل تک پہنچائے گا، حتی کہ ایک سوار، صنعاء سے حضرت موت تک سفر کرے اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا اور بھیڑیا بکریوں کا نگہبان ہوگا لیکن تم جلدی کرتے ہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۴۳، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۶۴۹، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۰۴، مسند احمد رقم الحدیث: ۲۱۴۷۱، طبع جدید عالم الکتب بیروت)

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ نے میری امت سے خطا، نسیان اور اس کام کے حکم کو اٹھالیا ہے جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۰۴۵، السنن الکبری للبیہقی ج ۷ص ۳۵۶، ۳۵۷، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۲۱۹، سنن الدارقطنی ج ۴ص ۱۷۰، ۱۷۱، المستدرک ج ۴ص ۱۹۸، اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ عطا کا ابن عباس سے سماع نہیں ہے لیکن عبید بن عمری از ابن عباس یہ روایت صحیح ہے)

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کے جاسوس دو مسلمانوں کو پکڑ کر اس کے پاس لے گئے، اس نے ان میں سے ایک سے کہا کیا تم یہ گواہ دیتے ہو کہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا میں بہرہ ہوں۔ اس نے کہا کیا وجہ ہے، جب میں تم سے کہتا ہوں کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو تم کہتے ہو کہ میں بہرہ ہوں پھر اس نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے دوسرے مسلمان سے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا اس کو چھوڑ دیا پھر وہ مسلمان نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا، آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ تو اس نے اپنا اور اپنے مسلمان ساتھی کا ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا رہا تمہارا ساتھی تو وہ اپنے ایمان پر قائم رہا اور رہے تم تو تم نے رخصت پر عمل کیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۳۳۰۲۷، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۶ھ)

اکراہ (دھمکی دینے) کی تعریف اور اس کے مسائل:

علامہ علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی المتوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: الاکراہ (جبرا کوئی کام کرانا) کا حکم اس وقت ثابت ہوگا جب دھمکی دینے والا شخص اپنی دھمکی کو پورا کرنے پر قادر ہو۔ امام ابوحنیفہ نے اپنے زمانہ کے اعتبار سے کہا کہ اکراہ یا بادشاہ کا معتبر ہوگا یا چور کا، کیونکہ بادشاہ کے پاس بھی اقتدار ہوتا ہے اور چور بھی مسلح ہوتا ہے، لیکن اب زمانہ متغیر ہو گیا ہے، لہٰذا جس شخص کے پاس بھی ہتھیار ہوں جن سے وہ اپنی دھمکی پوری کرنے پر قادر ہو اور جس شخص کو دھمکی دی جائے وہ خوفزدہ ہو کہ اگر اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ اپنی دھمکی پوری کر گزرے گا، تو یہ اکراہ ہے۔

اور جب کسی شخص پر جبر کیا جائے کہ وہ اپنا مال بیچے یا کوئی سودا خریدے یا ہزار روپے ادا کرنے کا اقرار کرے ورنہ وہ اس کو قتل کر دے گا یا بہت شدید مار پیٹ کرے گا، یا قید کر لے گا تو بعد میں اس کو اختیار ہے چاہے تو بیع نافذ کر دے اور چاہے تو بیع فسخ کر دے۔

اور اگر کسی شخص پر جبر کیا گیا کہ وہ مردار کھائے یا شراب پیے ورنہ اس کو قید کر لیا جائے گا یا اس کو مارا پیٹا جائے گا تو اس کے لیے مردار کھانا یا شراب پینا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کو یہ خوف ہو کہ اگر اس کی بات نہ مانی تو وہ اس کو قتل کر دے گا یا اس کا کوئی عضو کاٹ دے گا تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کام کرلے جس کی اس کو دھمکی دی ہے، اور اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ شراب نہ پیے اور ان کو اسے قتل کرنے کا موقع دے یا عضو کاٹنے کا موقع دے۔ حتیٰ کہ اگر اس نے ان کا کہنا نہ مانا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا

تو وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اس حالت میں اس کے لیے مردار کھانا یا شراب پینا مباح تھا اور وہ اپنے ہلاک کیے جانے میں ان کا معاون ہوا۔

اور اگر کسی شخص پر جبر کیا گیا کہ وہ کفریہ کلمہ کہے، معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا کفر کرے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گالی دے ورنہ اس کو قید کر دیا جائے گا یا ضرب شدید لگائی جائے گی تو یہ اکراہ نہیں ہے، حتیٰ کہ اس کو قتل کرنے کی دھمکی دی جائے یا اس کے کسی عضو کو کاٹنے کی دھمکی دی جائے، اور جب اس کو اپنی جان کا خطرہ ہو تو اس کے لیے ان کا کہنا مان لینا جائز ہے مگر کفر میں توریہ کرے اگر اس نے کلمہ کفریہ کہا اور اس کا دل ایمان سے مطمئن تھا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر کی روایت ہے اور قرآن مجید میں الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ اور اگر اس نے کلمہ کفریہ نہیں کہا اور اس کو قتل کر دیا گیا تو اس کو اجر ملے گا۔ اس لیے کہ حضرت خبیب نے صبر کیا اور ان کو سولی دے دی گئی۔ (یہ مثال درست نہیں ہے، حضرت خبیب نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو ایک کافر کو قتل کر دیا تھا، کافروں نے حضرت خبیب کو اس کے انتقام میں سولی دی تھی۔ صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۰۴۵، علامہ مرغینانی کو حضرت سمیہ اور حضرت یاسر کی مثال دینی چاہیے تھی جو اپنی جان پر کھیل گئے اور کلمہ کفر نہیں کہا یا اس مسلمان کی جس نے کلمہ کفر نہیں کہا اور مسیلمہ کذاب نے اس کو قتل کر دیا، ان کے حوالے گزر چکے ہیں۔

اگر اس پر جبر کیا گیا کہ وہ کسی مسلمان کا مال تلف کر دے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیا جائے گا تو اس کے لیے اس مال کو تلف کرنا جائز ہے اور جس کا مال ہے یہ اس کے لیے ضامن ہوگا۔

اور اگر اس پر جبر کیا گیا کہ وہ فلاں شخص کو قتل کر دے تو اس کے لیے اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر اس نے اس کو قتل کر دیا تو وہ گنہگار ہوگا اور اگر یہ قتل عمداً ہو تو جبر کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔

اور اگر کسی شخص پر جبر کیا گیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور اس نے طلاق دے دے تو یہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ (زبانی طلاق ہو جائے گی اور اگر اس سے جبراً طلاق لکھوائی تو واقع نہیں ہوگی، ردالمحتار ج۴ ص ۲۲۴ طبع جدید، ۱۴۱۹ھ)

اگر اس کو زنا کرنے پر جبر کیا گیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر حد ہوگی اور اگر سلطان نے اس پر جبر کیا ہے تو اس پر حد نہیں ہوگی، اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے۔

اور اگر اس کو مرتد ہونے پر مجبور کیا گیا ہے اور اس نے زبان سے کلمہ کفر کہا اور اس کا دل اسلام پر مطمئن تھا تو اس کی عورت اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوگی۔ (ہدایہ اخیرین ص ۳۵۱۔ ۳۴۶ ملخصاً مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان، تفسیر تبیان القرآن نحل، لاہور)

اکراہ کے شرعی ماخذ کا بیان

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔(النحل،۱۰۶)

جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو سوا اس کے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو، ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ پہلی آیت کے درمیان جن لوگوں کا استثناء کیا ہے یعنی وہ جن پر جبر کیا جائے اور ان کے دل ایمان پر جمے ہوئے ہوں، اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو بہ سبب مار پیٹ اور ایذاؤں کے مجبور ہو کر زبان سے مشرکوں کی موافقت کریں لیکن ان کا دل وہ نہ کہتا ہو بلکہ دل میں اللہ پر اور اس کے رسول پر کامل اطمینان کے ساتھ پورا ایمان ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری ہے جب کہ آپ کو مشرکین نے عذاب کرنا شروع کیا جب تک کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کریں۔ پس بادل ناخواستہ مجبوراً اور کرھاً آپ نے ان کی موافقت کی، پھر اللہ کے نبی کے پاس آ کر عذر بیان کرنے لگے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

شعبی، قتادہ اور ابو مالک بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن جریر میں ہے کہ مشرکوں نے آپ کو پکڑا اور عذاب دینے شروع کئے، یہاں تک کہ آپ ان کے ارادوں کے قریب ہو گئے۔ پھر حضور علیہ السلام کے پاس آ کر اس کی شکایت کرنے لگے تو آپ نے پوچھا تم اپنے دل کا حال کیسا پاتے ہو؟ جواب دیا کہ وہ تو ایمان پر مطمئن ہے، جما ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ پھر لوٹیں تو تم بھی لوٹنا۔

بیہقی میں اس سے بھی زیادہ تفصیل سے ہے اس میں ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا اور ان کے معبودوں کا ذکر خیر سے کیا پھر آپ کے پاس آ کر اپنا یہ دکھ بیان کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے اذیت دینا ختم نہیں کیا جب تک کہ میں نے آپ کو برا بھلا نہ کہہ لیا اور ان کے معبودوں کا ذکر خیر سے نہ کیا۔ آپ نے فرمایا تم اپنا دل کیسا پاتے ہو؟ جواب دیا کہ ایمان پر مطمئن۔ فرمایا اگر وہ پھر کریں تو تم بھی پھر کر لینا۔ اسی پر یہ آیت اتری۔

پس علماء کرام کا اتفاق ہے کہ جس پر جبر و کراہ کیا جائے، اسے جائز ہے کہ اپنی جان بچانے کے لئے ان کی موافقت کر لے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایسے موقعہ پر بھی ان کی نہ مانے جیسے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کر کے دکھایا کہ مشرکوں کی ایک نہ مانی حالانکہ وہ انہیں بدترین تکلیفیں دیتے تھے یہاں تک کہ سخت گرمیوں میں پوری تیز دھوپ میں آپ کو لٹا کر آپ کے سینے پر بھاری وزنی پتھر رکھ دیا کہ اب بھی شرک کرو تو نجات پاؤ لیکن آپ نے پھر بھی ان کی نہ مانی صاف انکار کر دیا اور اللہ کی توحید احد احد کے لفظ پتھر رکھ دیا کہ اب بھی رشک کرو تو نجات پاؤ لیکن آپ نے پھر بھی ان کی نہ مانی صاف انکار کر دیا اور اللہ کی توحید احد احد کے لفظ سے بیان فرماتے رہے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ "واللہ اگر اس سے بھی زیادہ تمہیں چبھنے والا کوئی لفظ میرے علم میں ہوتا تو میں وہی کہتا اللہ ان سے راضی رہے اور انہیں بھی ہمیشہ راضی رکھے۔" اسی طرح حضرت حبیب بن زیاد انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ جب ان سے مسیلمہ کذاب نے کہا کہ کیا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا میرے رسول اللہ ہونے کی بھی گواہی دیتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا میں نہیں سنتا۔ اس پر اس جھوٹے مدعی نبوت نے ان کے جسم کے ایک عضو کے کاٹ ڈالنے کا حکم دیا پھر یہی سوال جواب ہوا۔ دوسرا عضو جسم کٹ گیا یونہی ہوتا رہا لیکن آپ آخر دم تک اسی پر قائم رہے، اللہ آپ سے خوش ہو اور آپ کو بھی خوش رکھے۔

مسند احمد میں ہے کہ جو چند لوگ مرتد ہو گئے تھے، انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلوا دیا، جب حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا میں تو انہیں آگ میں نہ جلاتا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ کے عذاب سے تم عذاب نہ کرو۔ ہاں بیشک میں انہیں قتل کرا دیتا۔ اس لئے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو اپنے دین کو بدل دے اسے قتل کر دو۔ جب یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا ابن عباس کی ماں پر افسوس۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وارد کیا ہے۔

مسند میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس یمن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک شخص ان کے پاس ہے۔ پوچھا یہ کیا؟ جواب ملا کہ یہ ایک یہودی تھا، پھر مسلمان ہو گیا اب پھر یہودی ہو گیا ہے۔ ہم تقریباً دو ماہ سے اسے اسلام پر لانے کی کوشش میں ہیں، تو آپ نے فرمایا واللہ میں بیٹھوں گا بھی نہیں جب تک کہ تم اس کی گردن نہ اڑا دو۔ یہی فیصلہ ہے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو اپنے دین سے لوٹ جائے اسے قتل کر دو یا فرمایا جو اپنے دین کو بدل دے۔ یہ واقعہ بخاری و مسلم میں بھی ہے لیکن الفاظ اور ہیں۔ پس افضل و اولیٰ یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین پر قائم اور ثابت قدم رہے گو اسے قتل بھی کر دیا جائے۔

چنانچہ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن حذافہ سہمی صحابی رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لائے ہیں کہ آپ کو رومی کفار نے قید کر لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا، اس نے آپ سے کہا کہ تم نصرانی بن جاؤ میں تمہیں اپنے راج پاٹ میں شریک کر لیتا ہوں اور اپنی شہزادی تمہاری نکاح میں دیتا ہوں۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ تو کیا اگر تو اپنی تمام بادشاہت مجھے دے دے اور تمام عرب کا راج بھی مجھے سونپ دے اور یہ چاہے کہ میں ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی دین محمد سے پھر جاؤں تو یہ بھی ناممکن ہے۔ بادشاہ نے کہا پھر میں تجھے قتل کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں یہ تجھے اختیار ہے چنانچہ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا اور انہیں صلیب پر چڑھا دیا گیا اور تیر اندازوں نے قریب سے بحکم بادشاہ ان کے ہاتھ پاؤں اور جسم چھیدنا شروع کیا بار بار کہا جاتا تھا کہ اب بھی نصرانیت قبول کر لو اور آپ پورے استقلال اور صبر سے فرماتے جاتے تھے کہ ہرگز نہیں آخر بادشاہ نے کہا اسے سولی سے اتار لو، پھر حکم دیا کہ پیتل کی دیگ یا پیتل کی کی بنی ہوئی گائے خوب تپا کر آگ بنا کر لائی جائے۔ چنانچہ وہ پیش ہوئی بادشاہ نے ایک اور مسلمان قیدی کی بابت حکم دیا کہ اسے اس میں ڈال دو۔ اسی وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آپ کے دیکھتے ہی دیکھتے اس مسلمان قیدی کو اس میں ڈال دیا گیا وہ مسکین اسی وقت چرمر ہو کر رہ گئے۔ گوشت پوست جل گیا ہڈیاں چمکنے لگیں، رضی اللہ عنہ۔ پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دیکھو اب بھی ہماری مان لو اور ہمارا مذہب قبول کر لو، ورنہ اسی آگ کی دیگ میں اسی طرح تمہیں بھی ڈال کر جلا دیا جائے گا۔ آپ نے پھر بھی اپنے ایمانی جوش سے کام لیکر فرمایا کہ ناممکن کہ میں اللہ کے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں چرخی پر چڑھا کر اس میں ڈال دو، جب یہ اس آگ کی دیگ میں ڈالے جانے کے لئے چرخی پر اٹھائے گئے تو بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں، اسی وقت اس نے حکم دیا کہ رک جاؤ انہیں اپنے پاس بلا لیا، اس لئے کہ اسے امید بندھ گئی تھی کہ شاید اس عذاب کو دیکھ کر اب اس کے خیالات پلٹ گئے ہیں

میری مان لے گا اور میرا مذہب قبول کر کے میرا داماد بن کر میری سلطنت کا ساجھی بن جائے گا لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور یہ خیال محض بے فائدہ نکلا۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں صرف اس وجہ سے رویا تھا کہ آج ایک ہی جان ہے جسے راہ حق میں اس عذاب کے ساتھ میں قربان کر رہا ہوں، کاش کہ میرے روئیں روئیں میں ایک ایک جان ہوتی کہ آج میں سب جانیں راہ اللہ اسی طرح ایک ایک کر کے فدا کرتا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کو قید خانہ میں رکھا کھانا پینا بند کر دیا، کئی دن کے بعد شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا لیکن آپ نے اس بھوک پر بھی اس کی طرف توجہ تک نہ فرمائی۔ بادشاہ نے بلوا بھیجا اور اسے نہ کھانے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اس حالت میں یہ میرے لئے حلال تو ہو گیا ہے لیکن میں تجھ جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونے کا موقعہ دینا چاہتا ہی نہیں ہوں۔ اب بادشاہ نے کہا اچھا تو میرے سر کا بوسہ لے تو میں تجھے اور تیرے ساتھ کے اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیتا ہوں آپ نے اسے قبول فرمالیا اس کے سر کا بوسہ لے لیا اور بادشاہ نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا جب حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ یہاں سے آزاد ہو کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ عبداللہ بن حذافہ (رضی اللہ عنہ) کا ماتھا چومے اور میں ابتدا کرتا ہوں یہ فرما کر پہلے آپ نے ان کے سر پر بوسہ دیا۔ (تفسیر ابن کثیر نحل ۱۰۶)

اکراہ کی اقسام کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اکراہ کی دو قسمیں ہیں ایک تام اور اس کو مُلجی بھی کہتے دوسری ناقص اس کو غیر مُلجی بھی کہتے ہیں۔ اکراہ تام یہ ہے کہ مار ڈالنے یا عضو کاٹنے یا ضرب شدید کی دھمکی دی جائے ضرب شدید کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جان یا عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو مثلاً کسی سے کہتا ہے کہ یہ کام کر، ورنہ تجھے مارتے مارتے بیکار کر دوں گا۔ اکراہ ناقص یہ ہے کہ جس میں اس سے کم کی دھمکی ہو مثلاً پانچ جوتے ماروں گا یا پانچ کوڑے ماروں گا یا مکان میں بند کر دوں گا یا ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دوں گا۔ (فتاویٰ شامی، کتاب اکراہ، بیروت)

اکراہ کی شرائط کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اکراہ کی شرائط یہ ہیں۔ (۱) مکرِہ اس فعل کے کرنے پر قادر ہو جس کی وہ دھمکی دیتا ہو، (۲) مکرَہ یعنی جس کو دھمکی دی گئی اس کا غالب گمان یہ ہو کہ اگر میں اس کام کو نہ کروں گا تو جس کی دھمکی دے رہا ہے اسے کر گزرے گا، (۳) جس چیز کی دھمکی ہے وہ جان جانا ہے یا عضو کا کٹنا ہے یا ایسا غم پیدا کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ کام اپنی خوشی و رضامندی سے نہ ہو، (۴) جس کو دھمکی دی گئی وہ پہلے سے اس کام کو نہ کرنا چاہتا ہو اور اس کا نہ کرنا خواہ اپنے حق کی وجہ سے ہو مثلاً اس سے کہا گیا کہ تو اپنا مال ہلاک کر دے یا بیچ دے اور یہ ایسا کرنا نہیں چاہتا یا کسی دوسرے شخص کے حق کی وجہ سے اس کام کو نہیں کرنا چاہتا مثلاً فلاں شخص کا مال ہلاک کر۔ یا حق شرع کی وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہتا مثلاً شراب پینا، زنا کرنا۔ (درمختار، کتاب اکراہ، بیروت)

شرط سوم میں بیان کیا گیا کہ ایسا غم پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے رضامندی سے کام کرنا نہ ہو یہ اکراہ کا ادنیٰ مرتبہ ہے اور اس میں سب لوگوں کی ایک حالت نہیں ہے شریف آدمی کے لیے سخت کلامی ہی سے یہ بات پیدا ہو جائے گی اور کمینہ آدمی ہو تو جب تک اسے ضرب شدید کی نوبت نہ آئے معمولی طور پر مارنے اور گالی دینے کی بھی اسے پرواہ نہیں ہوتی۔ (درمختار، کتاب اکراہ، بیروت)

اکراہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسا کرو ورنہ تمہارا مال لے لوں گا یا حاکم نے کہا یہ مکان میرے ہاتھ بیع کر دو ورنہ تمہارے فریق کو دلا دوں گا۔ (فتاویٰ شامی، کتاب اکراہ، بیروت)

تخویف قتل کے سبب اکراہ کا بیان

عرضی دعویٰ میں مدعا علیہ کا مدعی کو مدت طویل تک اپنے مکان میں محبوس رکھنا اور کسی سے نہ ملنے دینا اور ناجائز داب کا ذکر ہے داب کا بیان نہیں اور زبانی بیان سائلان یہ ہوا کہ قتل کی تخویف کی اور مدعی اسے باور کرتا تھا، یہ بیانات اگر واقعی ہیں تو وہ بلاشبہ بیع مکرہ اور فاسد ہے۔ اور بائع کو اس کے فسخ کا اختیار ہے۔ تخویف قتل تو اعلیٰ درجہ کا اکراہ ہے بیع میں مجرد حبس مدید بھی ثبوت اکراہ کو بس ہے۔

اگر کوئی لمبی قید اور یرغمالی کے ذریعہ بیع یا شراء یا اقرار یا اجارہ پر مجبور کرے اور اس نے کر دی تو بعد میں اسے اختیار ہے کہ فسخ کر دے یا اس پر قائم رہے کیونکہ جان کے خطرے اور اس سے کم ہر طرح جبر رضا کو ختم کرتا ہے جبکہ ان عقود اور اقرار میں رضا شرط صحت ہے اس لئے اس کو فسخ کا اختیار ہے۔ (درمختار، کتاب اکراہ، بیروت، کتاب الاکراہ)

ان سے گاؤں کے والی کے متعلق سوال ہوا کہ اس نے قریہ میں زمین والے شخص کو ضرب لگانے اور قید کرنے کی دھمکی دے کر کہا کہ اپنی یہ زمین میرے پاس فروخت کر دے تو اس نے دھمکی پر عمل کے خوف سے زمین فروخت کر دی کیونکہ دھمکی پر عملی قدرت رکھتا ہے۔ اور اقرار کیا کہ میں نے زمین کی رقم اس سے وصول کر لی ہے، حالانکہ وصول کردہ رقم سے اصل قیمت کئی گنا زیادہ ہے۔ تو کیا یہ بیع نافذ ہوگی یا نہیں، اور اگر قاضی کے ہاں اشتام لکھ دے کہ میں نے خوشی اور اختیار سے فروخت کی اور بیع صحیح کی ہے تو اس تحریر کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ واقعی حال کا اعتبار ہوگا۔ تو جواب دیا کہ جب معلوم ہے دلالت حال سے کہ اگر وہ فروخت نہ کرتا تو اس کو ضرب شدید اور قید مدید کرتا تو بیع نافذ ہوگی اور اقرار بھی صحیح نہ ہوگا تو مجبور زمیندار کو اختیار ہے کہ فسخ کر دے اور اشتام میں لکھے کا اعتبار نہیں بلکہ نفس الامر واقع کا اعتبار ہے۔ لاجرم بار ثبوت مشتری پر ہے۔ (فتاویٰ خیریہ کتاب الاکراہ، دار المعرفۃ بیروت)

حضرت خبیب بن عدی کا جذبہ عشق اور تصور جان جاناں

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ جن کا ذکر "شہید کے مراتب و درجات اور حیات" کے عنوان میں پر گزرا۔ جب کہ کفار ان کو شہید کرنے کے لئے مکہ سے موضع تنعیم کی طرف لے جا رہے تھے۔ تو اثنائے راہ کفار ان سے کہنے لگے کہ اس وقت تو تمہاری خواہش یہ ہوگی کہ تمہارے بجائے اس دار پر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوتے اور تم اپنے گھر میں سلامتی کے ساتھ ہوتے۔ اس پر حضرت خبیب نے فرمایا کہ "خدا کی قسم! میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں میں ایک

کانٹا چبھے اور میں گھر میں سلامت بیٹھا رہوں۔" اس پر کفار برانگیختہ ہوئے اور آپ کے ساتھ طرح طرح کی سختیاں اور بیہودگیاں کیں اور آپ کو قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اس سنگین ماحول میں اپنے آقا و مولیٰ، جان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد اور تصور میں مستغرق تھے اور اپنے محبوب آقا کے دربار عالی میں اپنی دلی کیفیت کو پہنچانے کے لئے پروردگار عالم جل جلالہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ "اے خدا! میں اس جگہ دشمنوں کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور دوستوں میں سے کوئی یہاں موجود نہیں جو میرا پیغام تیرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچائے۔ اے خدا! تو ہی میرا اسلام بارگاہ رسالت میں پہنچا دے۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں بمقام مدینہ منورہ ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا کہ یکا یک حضور پر وحی کے آثار و علامات ظاہر ہوئیں۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "رحمۃ اللہ علیہ" اور فرمایا کہ خبیب کو قریش نے شہید کر دیا اور یہ جبرئیل امین ہیں جو اُن کا سلام مجھے پہنچا رہے ہیں۔ (مدارج النبوۃ، از شیخ عبد الحق دہلوی، جلد: ۲، ص: ۲۴۵)

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اپنے اعزاء و اقربا کی یاد نہیں آئی اور نہ ہی ان تک اپنا پیغام و سلام پہنچانے کی خواہش ہوئی۔ مگر اپنے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے والہانہ عشق کی یہ کیفیت تھی کہ نظروں کے سامنے موت سر پر ناچ رہی ہے۔ گھڑی دو گھڑی میں جان جسم سے جدا ہو جائے گی۔ مگر اس کی کوئی فکر نہیں بلکہ ایمان کی جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی اور فراق کا رنج و غم ہے۔ بارگاہ رسالت کی حاضری اور باریابی کی ہی خواہش ہے:

سرہانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے — شہِ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا
موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابہ ناب — کون لادے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

(امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ)

نکاح وطلاق اور عتاق میں اکراہ کا بیان

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ نکاح و طلاق و عتاق پر اکراہ ہوا یعنی دھمکی دے کر ایجاب یا قبول کرالیا یا طلاق کے الفاظ کہلوائے یا غلام کو آزاد کرایا تو یہ سب صحیح ہو جائیں گے اور غلام کی قیمت مکرِہ سے وصول کر سکتا ہے اور طلاق کی صورت میں اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو نصف مہر وصول کر سکتا ہے اور مدخولہ ہے تو کچھ نہیں۔ (درمختار، کتاب اکراہ، بیروت)

اور جب خود زوجہ نے شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا اور اکراہ ملجی ہے تو عورت شوہر سے کچھ نہیں لے سکتی اور غیر ملجی ہے تو نصف مہر لے سکتی ہے۔ (فتاویٰ شامی، کتاب اکراہ، بیروت)

جو چیز ضرورت کے تحت مباح ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ہی مباح قاعدہ فقہیہ

ما ابیح للضرورۃ یقدر بقدرھا ۔ (الاشباہ والنظائر، ص ۴۳)

جو چیز ضرورت کے تحت مباح ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوتی ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت سابقہ قاعدہ میں غیر باغ ولا عاد کہ ضرورت مند سرکشی کرنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حالت مجبوری میں جان بچانا فرض تھا اور مردار کھانا جائز ہوا تو ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ وہ صرف اس قدر مردار کھائے جس سے اسکی جان بچ جائے۔ اس سے زیادہ کھانا اس کیلئے ہرگز جائز نہیں۔

اسی طرح یہ آیت مقدسہ بھی ہے۔

من كان منكم مريضا او علي سفر فعدة من ايام اخر .(البقرہ)

تم میں سے جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ (روزوں کی تعداد) دوسرے دنوں میں پوری کرے۔

اس آیت میں مریض یا مسافر کو جو رخصت ملی ہے کہ وہ شرعی رخصت ہے لہٰذا مریض یا مسافر حالت مرض یا سفر میں افطار کرسکتا ہے جیسے ہی وہ مرض یا سفر سے خلاصی پائے گا فوراً اس پر روزہ کی فرضیت والا حکم لوٹ آئے گا۔ کیونکہ ضروریات اتنی ہی مقدار مباح ہوتی ہیں جس قدر ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ مریض کے تندرست ہونے کے بعد اس کیلئے بالکل جائز نہیں کہ وہ روزہ نہ رکھے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے جب بارش ہونے لگی تو آپ نے فرمایا: تم میں سے جس کا دل چاہے وہ اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھ لے۔ (صحیح مسلم، ج۱،ص ۲۴۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

جماعت کے بارے میں اصل یہ ہے کہ اس کو ترک کرنا منع ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے تحت اس کا ترک مباح قرار دیا لہٰذا ترک جماعت عذر شرعی کے وقت بقدر ضرورت مباح ہوگی۔

دارالحرب کی اشیائے ضروریہ کا استعمال:

اگر کوئی شخص دارالحرب کی گھاس، لکڑی، اسلحہ، تیل وغیرہ جیسی اشیاء بغیر تقسیم کے لیتا ہے تو اس کیلئے جائز ہے لیکن ان اشیاء کا استعمال بقدر ضرورت جائز ہے اور جب دارالحرب سے نکل آئے تو پھر ان اشیاء کو استعمال نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اباحت بقدر ضرورت تھی اور ان اشیاء کو مال غنیمت میں شامل کردیا جائے گا۔

ماء مستعمل کا معاف ہونا:

اگر وضو کرنے والے پر ماء مستعمل کے چھینٹے پڑجائیں تو احناف کے نزدیک چونکہ نجس ہے مگر ضرورت کے تحت اس کے چھینٹے معاف ہیں اگرچہ اس پر دوسرا قاعدہ "الحرج مرفوع" بھی صادق آرہا ہے۔

شہید کا خون:

شہید کا خون اسکی اپنی ذات کیلئے مباح ہے جبکہ دوسرے کیلئے مباح نہیں۔ کیونکہ دوسرے کیلئے ضرورت نہیں اور اپنے لئے بھی تحت الضرورۃ مباح ہوا ہے اور وہ بھی بقدر ضرورت مباح ہوا ہے۔

طبیب کا دیکھنا:

اگر بیماری پردہ کے مقام پر ہو اور ماہر طبیب کے دیکھے بغیر اس کا علاج ممکن نہ ہو تو تحت الضرورۃ طبیب کا مقام پردہ کو دیکھنا بقدر

ضرورت جائز ہے اگر چہ مرد ہو یا عورت۔

مجنون کی دوسری شادی:

علمائے شوافع کے نزدیک مجنون کی دوسری شادی جائز نہیں کیونکہ اس کی شادی کو مقصد ضرورت کو پورا کرنا تھا جو کہ ایک سے ضرورت پوری ہورہی ہے اور اسکی شادی ضرورت کے تحت مباح ہوئی تھی اور بقدر ضرورت ہی باقی رہے گی۔ (الاشباہ والنظائر)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور جب شوہر نے عورت کو دھمکی دی کہ مہر معاف کر دے یا ہبہ کر دے ورنہ تجھے ماروں گا اس نے ہبہ کر دیا یا معاف کر دیا اگر شوہر اس کے مارنے پر قادر ہے تو ہبہ اور معاف کرنا صحیح نہیں اور اگر یہ دھمکی دی کہ ہبہ کر دے ورنہ طلاق دے دوں گا یا دوسرا نکاح کرلوں گا تو یہ اکراہ نہیں اس صورت میں ہبہ کرے گی تو صحیح ہو جائے گا۔

اور جب شوہر نے عورت کو اس کے باپ ماں کے یہاں جانے سے روک دیا کہ جب تک مہر نہ بخشے گی جانے نہیں دوں گا یہ بھی اکراہ کے حکم میں ہے کہ اس حالت میں بخشنا صحیح نہیں۔ (درمختار، کتاب اکراہ، بیروت)

اور جب کسی نے اپنی بیوی مریضہ کو اپنے والدین کے ہاں جانے سے روکا اور کہا تو مجھے مہر ہبہ کرے تو جانے دوں گا تو بیوی نے مہر ہبہ کر دیا تو یہ ہبہ باطل ہے کیونکہ یہ مجبور کی طرح ہے اور اس سے ایک درپیش مسئلہ کا جواب معلوم ہو گیا کہ بیٹی کا نکاح کر دیا جب بیٹی رخصتی کے لئے تیار ہوئی تو باپ نے روک لیا اور کہا تو یہ گواہی بنا دے کہ میں نے والدہ سے اپنی والدہ کی وراثت کا حصہ وصول کر لیا ہے۔ بیٹی نے مجبوراً اپنے اقرار پر گواہ بنادئے تو بیٹی کا یہ اقرار صحیح نہ ہو گا کیونکہ وہ مجبور کی طرح تھی، اور مفتی روم ابوسعود نے یہی فتوی دیا مصنف نے شرح منظومہ تحفۃ الاقران میں اس کو ذکر کیا ہے۔ (درمختار، کتاب اکراہ، بیروت کتاب الاکراہ)

ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ بیوی کو اپنے والدین سے منع کرنا تا کہ مہر ہبہ کرنے پر آمادہ ہو تو یہ مجبوری ہوگی اور بیوی نے ہبہ کر دیا تو باطل ہوگا، اور مجمع الفتاوٰی میں ہے کہ سید امام کی ملتقط میں فقیہ ابوجعفر سے منقول ہے کہ جس نے مہر ہبہ کئے بغیر بیوی کو اس کے والدین سے روک رکھا ہو اور اس نے ہبہ کر دیا تو یہ ہبہ باطل ہوگا، اور اسی طرح خلاصہ اور بزازیہ میں ہے اور یونہی تاتارخانیہ میں ینابیع سے نقل کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی خیریہ، کتاب الاکراہ، دارالمعرفۃ بیروت)

بَابُ 65: تَاَلُّفِ قَلْبِ مَنْ يَّخَافُ عَلٰى اِيمَانِهٖ لِضُعْفِهٖ وَالنَّهْيِ عَنِ الْقَطْعِ بِالْاِيْمَانِ مِنْ غَيْرِ دَلِيْلٍ قَاطِعٍ

جس شخص کے ایمان کی کمزوری کے باعث اس کا ایمان (زائل ہونے) کا اندیشہ ہو اس کی تالیف قلب کا بیان اور کسی قطعی دلیل کے بغیر کسی شخص کو قطعی طور پر مومن قرار دینے کی ممانعت کا بیان

286- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ

حدیث 286: ابوداؤد (4683) 'نسائی (4992)' (4993) احمد (1522) 'ابن حبان (163)

مُسْلِمٌ اَقُوْلُهَا ثَلاثًا وَّيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلاثًا اَوْ مُسْلِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنِّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ اَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ،

✧✧ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم کیا تو میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں شخص کو بھی کچھ عطا کر دیجئے' کیونکہ وہ بھی مومن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (وہ مومن ہے؟) یا مسلمان؟ میں نے تین مرتبہ اپنی درخواست دہرائی اور آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض اوقات میں کسی شخص کو صرف اس وجہ سے کچھ مال عطا کر دیتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل جہنم میں نہ ڈال دے' حالانکہ کوئی اور شخص میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

287- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ اَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى رَهْطًا وَّسَعْدٌ جَالِسٌ فِيْهِمْ قَالَ سَعْدٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا عَلِمْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا اِنِّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ

✧✧ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو کچھ مال عطا کیا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے' آپ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو کچھ عطا نہیں کیا جسے میں مال لینے والے تمام لوگوں سے زیادہ پسند کرتا تھا۔ مجھے بڑی حیرانی ہوئی۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فلاں شخص کو کچھ عطا نہیں کیا حالانکہ میں اللہ کی قسم! اسے پکا مومن سمجھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (وہ مومن ہے) یا مسلمان؟ میں کچھ دیر خاموش رہا پھر اس شخص کے بارے میں اپنے اندازے کی بدولت مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے پھر عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فلاں کو کچھ عطا نہیں کیا حالانکہ میں' اللہ کی قسم! اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: (وہ مومن ہے) یا مسلمان؟ میں کچھ دیر خاموش رہا' پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فلاں شخص کو کچھ عطا نہیں کیا حالانکہ میں' اللہ کی قسم! اسے مومن سمجھتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (وہ مومن ہے) یا مسلمان؟ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا) بعض اوقات میں کسی شخص کو صرف اس اندیشے کے تحت مال عطا کر دیتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل جہنم میں نہ پھینک دے حالانکہ کوئی دوسرا شخص میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

288- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رَهْطًا وَّاَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ وَزَادَ فَقُمْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَسَارَرْتُهٗ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے دھیمی آواز میں اس کی سفارش کی۔

289-وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ فِي حَدِيْثِهٖ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ اَقِتَالًا اَيْ سَعْدُ اِنِّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن اور کندھے کے درمیان ہاتھ مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے سعد! کیوں بحث کر رہے ہو؟

بَابُ 66: زِيَادَةِ طَمَاْنِينَةِ الْقَلْبِ بِتَظَاهُرِ الْاَدِلَّةِ

دلائل کے ظہور کی وجہ سے دل کے اطمینان میں اضافہ ہوتا ہے

290- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِي اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَّلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ لَبْثِ يُوْسُفَ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہم حضرت ابراہیم کی بہ نسبت یہ سوال کرنے کے زیادہ مستحق ہیں: "اے میرے پروردگار! تو مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟ وہ بولے ہاں! (رکھتا ہوں) اپنے دل کے اطمینان میں اضافہ چاہتا ہوں۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا' اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر اپنا خاص فضل کرے کیونکہ انہوں نے ایک مضبوط پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور جتنی دیر حضرت یوسف علیہ السلام قید میں رہے ہیں' اگر میں اتنی دیر قید خانے میں رہتا (تو بادشاہ کا) قاصد آتے ہی فوراً باہر آ جاتا۔

291-وَحَدَّثَنِي بِهٖ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَاَبَا عُبَيْدٍ اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيْثِ مَالِكٍ وَّلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ ثُمَّ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى جَازَهَا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

292- حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَعْقُوْبُ يَعْنِي ابْنَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُوَيْسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

حدیث 290: بخاری (3192)' (4263)' ابن ماجہ (4026)' احمد (8311)' ابن حبان (6208)

كَرِوَايَةِ مَالِكٍ بِاِسْنَادِهٖ قَالَ ثُمَّ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى اَنْجَزَهَا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

شرح

(۱) ابن ابی حاتم وابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ ابراہیم (علیہ السلام) ایک مردہ آدمی پر گزرے کہتے ہیں کہ وہ حبشی تھا جو ساحل سمندر پر پڑا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ سمندر کے جانور اسے نوچ رہے ہیں درندے اور پرندے بھی اسے کھا رہے ہیں، ابراہیم (علیہ السلام) نے اس (میت) کے پاس (کھڑے ہوکر) عرض کیا اے میرے رب یہ سمندر، جانور درندے، پرندے کہ انسان کو کھا رہے ہیں پھر یہ بھی مرجائیں گے اور چھپ جائیں گے۔ پھر آپ ان کو زندہ فرمائیں گے۔ مجھے دکھایئے کس طرح آپ مردوں کو زندہ فرمائیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم کیا تجھے یقین نہیں ہے کہ میں مردوں کو زندہ کروں گا؟ عرض کیا مجھے یقین ہے، یہ اس لئے عرض کیا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے اور میں تیری نشانیوں میں سے دیکھ لوں، اور میں جان لوں کہ تو میری دعا قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چار پرندے لے لو اور ان کو سدھاؤ جیسے سدھایا جاتا ہے اور پرندے جو انہوں نے لیے وہ یہ تھے، بطخ، شتر مرغ، مرغ اور مور۔ آپ نے ان کے دو مختلف حصے کیے پھر چار پہاڑوں پر آئے اور ہر پہاڑ پر دو مختلف حصے رکھ دیئے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے لفظ آیت ثم اجعل علی کل جبل منهن جزء ا پھر ایک طرف کو ہو گئے اور ان پرندوں کے سر آپ کے قدموں کے نیچے تھے پھر ان کو اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ پکارا تو ہر آدھا اپنے آدھے کے پیچھے چلا گیا اور ہر پر اپنے جسم کی طرف چلا گیا پھر بغیر سروں کے اڑتے ہوئے آئے ان کے قدموں کی طرف اور وہ اپنے سروں کو طلب کر رہے تھے اپنی گردنوں کے ساتھ انہوں نے اپنے قدموں کو اٹھایا تو ہر پرندے نے اپنی گردن اپنے سر پر رکھ لی اور اسی طرح پرندہ بن گیا جیسے تھا، پھر فرمایا لفظ آیت واعلم ان اللہ عزیز یعنی قدرت رکھنے والا ہے ہر چیز پر جس کو چاہے اور لفظ آیت حکیم یعنی اپنے ارادے کو پکارنے والا ہے۔ الرال سے مراد شتر مرغ کا بچہ ہے۔

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا امتحان

(۲) عبد بن حمید، ابن جریر نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۳) ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے انہوں نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ اس درمیان ابراہیم (علیہ السلام) راستے پر جا رہے تھے اچانک ایک مردہ گدھا پڑا ہوا تھا، اس پر درندے اور پرندے اس کے گوشت کو نوچ رہے تھے، اور اس کی ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں، آپ تعجب کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے، پھر فرمایا اے میرے رب! میں جانتا ہوں کہ تو ضرور اس کو جمع کرے گا ان درندوں اور پرندوں کے پیٹوں سے، اے میرے رب مجھ دکھایئے کہ آپ کس طرح مردوں کو زندہ فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کیا کیوں نہیں یقین ہے لیکن صرف کسی بات کی خبر دیکھنے کے برابر نہیں ہوتا۔

(۴) ابن ابی حاتم نے حسن (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے سوال کیا کہ مجھ کو

دکھایئے کس طرح آپ مردوں کو زندہ فرماتے ہیں، اور یہ اس وقت انہوں نے اپنے رب سے دعا فرمائی، جب ان کو اپنی قوم سے تکلیفیں پہنچی تھیں، اور یوں فرمایا اے میرے رب! مجھے دکھایئے کہ کس طرح آپ مردوں کو زندہ فرماتے ہیں؟۔

(۵) ابن جریر، اور ابن ابی حاتم نے سدی (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا، تو ملک الموت نے (اللہ تعالیٰ سے) اجازت مانگی کہ وہ ابراہیم (علیہ السلام) کو اس بات کی خوشخبری دے آئے اس کو اجازت دے دی گئی، وہ ابراہیم کے پاس آئے اور ان کے گھر میں داخل ہو گئے، ابراہیم سب لوگوں سے زیادہ غیرت مند تھے جب گھر سے باہر جاتے تو دروازہ بند کر جاتے جب واپس آئے تو گھر میں ایک آدمی کو پایا تو اس کو پکڑنے کیلئے اس کی طرف کودپڑے اور اس سے کہا کس نے تجھ کو اجازت دی میرے گھر میں داخل ہونے کے لئے؟ ملک الموت نے کہا مجھ کو اس گھر کے رب نے اجازت دی ہے۔ ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا تو نے سچ کہا اور پہچان گئے کہ وہ ملک الموت ہے۔ پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ملک الموت ہوں، میں آپ کے پاس یہ خوشخبری سنانے کے لیے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔ انہوں نے (یہ سن کر) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور اس سے فرمایا: اے ملک الموت! مجھ کو دکھا کس طرح تو کافروں کی روحوں کو قبض کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے ابراہیم آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کیوں نہیں (میں طاقت رکھتا ہوں) ملک الموت نے کہا (ذرا) چہرہ پھیر لیجئے۔ ابراہیم (علیہ السلام) نے چہرہ پھیر لیا پھر دیکھا تو ایک ایسا سیاہ شخص ہے جس کا سر آسمان کو پہنچا ہوا تھا اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے، اس کے جسم کے بالوں میں سے ہر بال ایک آدمی کی صورت میں تھا کہ جس کے منہ سے اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے، ابراہیم (علیہ السلام) بے ہوش ہو گئے پھر (جب) افاقہ ہوا تو ملک الموت اپنی پہلی صورت میں آ چکے تھے، پھر ابراہیم نے فرمایا اے ملک الموت اگر کافر کو اس کی موت کے وقت کوئی اور مصیبت رنج نہ پہنچے تو تیری صورت ہی (اس کی مصیبت کے لیے) کافی ہے (پھر فرمایا) اب مجھے وہ صورت دکھاؤ کہ کس طرح تم مؤمنین کی روحوں کو قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا چہرہ پھیر لیجئے ابراہیم نے چہرہ پھیر لیا پھر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک نہایت حسین چہرے والا نوجوان ہے، جس کی نہایت عمدہ خوشبو ہے اور سفید کپڑوں میں ہے (دیکھ کر) فرمایا اے ملک الموت! اگر مومن اپنی موت کے وقت اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور عزت واکرام کو نہ پائے تو تیری (یہ خوبصورت) شکل ہی اس کی جگہ کافی ہے ملک الموت چلے گئے اور ابراہیم اپنے رب سے دعا کرنے کے لئے کھڑے ہو کر فرمانے لگے: اے میرے رب! مجھ کو دکھایئے کس طرح آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں، یہاں تک کہ میں جان لوں کہ میں آپ کا خلیل ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کیا کیوں نہیں لیکن یہ اس لئے عرض کیا ہے تاکہ تیرے خلیل ہونے پر دل مطمئن ہو جائے۔

(۶) سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات، سعید بن جبیر (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت ولکن لیطمئن قلبی سے مراد دوستی ہے تاکہ دوست کے ساتھ دل مطمئن ہو جائے۔

(۷) ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت ولکن لیطمئن قلبی سے مراد ہے میں نے (اس بات کو) جان لیا کہ تو میری دعا کو قبول فرمائے گا جب میں تجھ سے دعا کروں گا،

اور تو مجھے عطا فرمائے گا جب میں تجھ سے سوال کروں گا۔

(۸) سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، بیہقی نے فی الشعب میں، مجاہد وابراہیم رحمۃ اللہ علیہما دونوں سے روایت کیا کہ لفظ آیت ولکن لیطمئن قلبی سے مراد ہے کہ میرے ایمان کو تقویت مل جائے۔

(۹) عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن مردویہ، اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہم زیادہ حق دار ہیں شک کرنے میں ابراہیم (علیہ السلام) سے جب انہوں نے فرمایا تھا لفظ آیت رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن؟ قال لفظ آیت بلی ولکن لیطمئن قلبی اور اللہ تعالیٰ نے لوط (علیہ السلام) پر رحم فرمائے وہ رکن شدید (یعنی مضبوط سہارے) کی طرف پناہ لیتے تھے اور اگر میں جیل میں اتنا رہتا جتنا یوسف (علیہ السلام) جیل میں رہے تو میں بلانے والے کے بلانے کو قبول کر لیتا۔

(۱۰) عبد الرزاق، ابن جریر نے ایوب (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے اس آیت لفظ آیت ولکن لیطمئن قلبی کے بارے میں فرمایا کہ میرے نزدیک قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ امید افزا نہیں۔

(۱۱) عبد بن حمید ابن جریر ابن المنذر، ابن ابی حاتم حاکم نے (اور اس کو صحیح کہا) کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کون سی قرآن میں ایسی آیت ہے جو زیادہ امید افزا ہو تو انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا قول ہے لفظ آیت یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا لیکن میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کا قول ابراہیم کے لئے لفظ آیت اولم تؤمن قال بلی زیادہ امید افزا ہے۔ اللہ تعالیٰ ابراہیم کی طرف سے بلی کے قول سے راضی ہو گئے یہ اس لیے کہ شیطان دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔

(۱۲) ابن ابی حاتم نے حنش کے طریق سے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت فخذ اربعة من الطیر سے یہ چار پرندے مراد ہیں: سارس، مور، مرغ اور کبوتر۔

(۱۳) عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا چار پرندے یہ تھے، مرغ، مور، کوا اور کبوتر۔

(۱۴) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت فصرھن سے مراد ہے لفظ آیت قطعھن یعنی ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

(۱۵) ابن جریر، ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت فصرھن یہ نبطی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے لفظ آیت شققھن یعنی ان کو چیرنا پھاڑنا۔

(۱۶) ابن جریر نے عکرمہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت فصرھن نبطی زبان میں لفظ آیت قطعھن کے معنی میں ہے یعنی ان کو ریزہ ریزہ کر دو۔

(۱۷) عبد بن حمید نے قتادہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت فصرھن یہ کلمہ حبشی زبان کا ہے جس کا معنی ہے کہ ان کو ریزہ ریزہ کردو اور ان کے خونوں کو اور ان کے پروں کو خلط ملط کردو۔

(۱۸) ابن جریر، ابن ابی حاتم نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا لفظ آیت فصرھن سے مراد ہے کہ ان کو مضبوطی سے باندھ کر ان کو ذبح کرلو۔

(۱۹) عبد بن حمید، ابن المنذر نے وھب (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ کوئی لغت ایسی نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ (یعنی ہر لغت کے الفاظ قرآن مجید میں موجود ہیں) کہا گیا، رومی زبان کا کون سا لفظ ہے آپ نے فرمایا لفظ آیت فصرھن یعنی لفظ آیت قطعھن ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردو۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ

(۲۰) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں ابو جمرہ کے طریق سے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت فصرھن الیك سے مراد ہے ان کے پر کاٹ دو پھر ان کے چار چار ٹکڑے ٹکڑے کردو ہر چوتھائی کو زمین کی مختلف جگہوں میں رکھ دو (پھر فرمایا) لفظ آیت ثم ادعھن یاتینك سعیا (پھر ان کو بلاؤ وہ آپ کے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے) فرمایا یہ مثال ہے کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائیں گے۔

(۲۱) عبد بن حمید، ابن جریر نے قتادہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ حکم دیا گیا چار پرندے لے لو، ان کو ذبح کردو اور (پھر) ان کے گوشت ان کے پروں اور ان کے خونوں کو آپس میں خلط ملط کردو پھر ان کو علیحدہ علیحدہ چار پہاڑوں پر رکھ دو۔

(۲۲) ابن جریر نے عطا (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا لفظ آیت فصرھن الیك سے مراد ہے کہ ان کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دو۔

(۲۳) ابن ابی حاتم نے طاؤس کے طریق سے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے ان کو سات پہاڑوں پر رکھا ان کے سروں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا پھر آپ دیکھتے رہے کہ ایک قطرہ دوسرے سے جڑ رہا ہے اور ایک پر (دوسرے) پر سے جڑ رہا ہے، یہاں تک کہ وہ زندہ ہوگئے اس حال میں کہ ان کے سر نہیں تھے، پس وہ اپنے اپنے سروں کی طرف آئے اور ان میں داخل ہوگئے۔

(۲۴) ابن ابی حاتم نے مجاہد (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت ثم ادعھن سے مراد ہے کہ ابراہیم نے ان کو اس طرح سے بلایا لفظ آیت باسم الہ ابراہیم تعالین ابراہیم کے معبود کے نام کے ساتھ آجاؤ)۔

(۲۵) ابن جریر نے ربیع (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت یاتینك سعیا سے مراد ہے کہ وہ قدموں پر دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

(۲۶) ابن المنذر نے حسن (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ (ابراہیم (علیہ السلام) نے چار پرندے) پکڑے، مرغ، مور کوا اور کبوتر، انہوں نے ان کے سروں کو، ان کی ٹانگوں کو اور ان کے پروں کو کاٹ دیا، پھر پہاڑوں کے پاس آئے چار پہاڑوں پر

گوشت، خون اور پر رکھ دیئے پھر آواز دی گئی اے ٹکڑے ٹکڑے کی ہوئی ہڈیوں بکھرے ہوئے گوشتوں کاٹی ہوئی آنتوں اکٹھی ہوجاؤ (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں کہ تمہاری روحیں تمہارے اندر لوٹا دیں (یہ حکم سنتے ہی) ایک ہڈی دوسری ہڈی کی طرف کود پڑی اور ایک پر دوسرے پر کی طرف اڑا اور ہر خون کا قطرہ دوسرے قطرے کی طرف چلا، یہاں تک کہ ہر پرندہ کا خون اس کا گوشت اور اس کے پر اکٹھے ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علیہ السلام) کی طرف وحی فرمائی، کہ تو نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ میں کس طرح مردوں کو زندہ کروں گا، بلاشبہ میں نے زمین کو پیدا کیا اور اس میں چار ہوائیں پیدا کیں، شمال، صبا، جنوب اور دبور، یہاں تک کہ جب قیامت کا دن ہوگا ایک پھونکنے والا صور پھونکے گا تو جو کچھ زمین میں ہیں قتل کیے ہوئے اور (دوسرے) مردے اکٹھے ہوجائیں گے، جیسا کہ یہ چار پرندے چار پہاڑوں سے اکٹھے ہوگئے، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔لفظ آیت **ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدة** (لقمان آیت ۲۸)

(۲۷) بیہقی نے شعب میں حسن (رضی اللہ عنہ) سے لفظ آیت **رب ارنی کیف تحی الموتی** کے بارے میں روایت کیا کہ ابراہیم (علیہ السلام) اس بات پر یقین کرنے والے تھے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائیں گے، لیکن صرف (کسی بات کی) خبر ہونا آنکھوں سے دیکھنے کی طرح نہیں ہوتا (اس لیے اس کا سوال فرمایا) اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا چار پرندے لے لوان کو ذبح کر کے ان کے پر اکھیڑ دو پھر ان کا ہر عضو کاٹ دو پھر ان کو آپس میں خلط ملط کردو، پھر ان کے چار حصے بنالو اور ہر حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو، پھر ان سے دور کھڑے ہوجاؤ (اور دیکھتے رہو) ہر عضو دوڑ کر اپنے دوسرے عضو کی طرف گیا یہاں تک کہ پورا جسم بن گیا، جیسے ذبح کرنے سے پہلے تھے (پھر ان کے پاس دوڑتے ہوئے آ گئے)۔

(۲۸) بیہقی نے مجاہد (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ لفظ آیت **فصرھن الیک** سے مراد ہے کہ ان (پرندوں) کے پروں کو اوران کے گوشتوں کو اکھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردو۔(۲۹) بیہقی نے عطا (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ اس سے مراد ہے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردو پھر ان کو خلط ملط کردو۔ (تفسیر در منثور، سورہ بقرہ بیروت)

بَابُ 67: وُجُوْبِ الْاِیْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی جَمِیْعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهٖ

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام بنی نوع انسان کے لیے رسول ہیں' اس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے اور دیگر تمام ادیان کے منسوخ ہونے کا بیان

293- حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُهٗ آمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَی اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَهُمْ تَابِعًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: انبیائے کرام علیہم السلام کو بہت سے معجزات عطا کیے

حدیث 293: بخاری (4696)' (6846)' احمد (8472)' (9827)' بیہقی (17490)

گئے تا کہ انہیں دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائیں' مجھے وحی (قرآن) معجزے کے طور پر عطا کیا گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکاروں کی تعداد تمام انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں سے زیادہ ہوگی۔

294-حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اس اُمت سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی شخص خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی' اگر اسے میرے بارے میں پتہ چلا ہو اور پھر وہ مجھ پر ایمان لائے بغیر فوت ہو جائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔

شرح

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے جس کے دائرہ اطاعت میں آنا تمام کائنات کے لئے ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجا ہوا ایک ایسا بین الاقوامی قانون ہے جس کی پیروی دنیا کے ہر آدمی پر لازم ہے، اسی طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی چونکہ عالمگیر اور بین الاقوامی ہے۔ ہر دور کے لئے، ہر قوم کے لئے اور ہر طبقہ کے لئے ،اس میں کسی کا استثناء نہیں ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنا سب پر ایک ہی طرح فرض ہے، خواہ کوئی کسی قوم کسی ملک اور کسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو۔

اس حدیث میں یہودی اور نصرانی یعنی عیسائی کا ذکر اس بنا پر کیا گیا ہے کہ یہ دونوں قومیں خود اپنا ایک دین اور ایک شریعت رکھتی تھیں ان کی اپنی اپنی آسمانی کتابیں تھیں جن کو مدار عمل ونجات ماننے کا ان کو خدائی حکم تھا، اس لئے ان کا ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ قومیں جو خود اپنے پیغمبروں کی لائی ہوئی شریعت اور اللہ کی جانب سے بھیجی ہوئی کتابوں کی تابع ہیں اور جن کا دین بھی آسمانی دین ہے، جو اللہ تعالیٰ ہی کا اتارا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کے آخری دین اسلام کے نفاذ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ گیر بعثت کے بعد جب ان قوموں کے لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں اور شریعت اسلام کے دائرہ میں آئے بغیر ان کی نجات ممکن نہیں تو پھر وہی قومیں پیغمبر اسلام اور شریعت اسلام پر ایمان وعمل کے بغیر ابدی نجات کیسے پا سکتی ہیں جو کسی آسمانی دین کی پابند بھی نہیں ہیں جن کے پاس کسی پیغمبر کی لائی ہوئی کوئی کتاب بھی نہیں ہے اور جو اللہ کے بھیجے ہوئے کسی نبی ورسول کی پیروبھی نہیں ہیں۔ ایک بات اور بھی ہے۔ یہودی اور عیسائی کہا کرتے تھے کہ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر موسیٰ اور عیسیٰ کے پیروکار اور اللہ کی اتاری ہوئی کتاب شریعت تورات وانجیل کے متبع ہونے کی وجہ سے ہم تو خود "نجات یافتہ" ہیں۔

جنت تو ہمارا پیدائشی حق ہے، ہمیں کیا ضرورت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول مانیں اور اسلام کو اپنا دین، اس حدیث کے ذریعہ ان کے اس غلط عقیدہ وخیال کی بھی تردید کی گئی ہے اور ان پر واضح کر دیا گیا کہ پیغمبر اسلام کی بعثت کے بعد تو نجات ان ہی لوگوں کی ہوگی جو دین اسلام کو مانیں گے اور اس پر عمل کریں گے کیونکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی

حدیث 294: احمد (8188)' (8594)' (19564)' مستدرک (3309)

ہے کہ سابقہ شریعتیں منسوخ ہو جائیں، تمام مذاہب کالعدم ہو جائیں اور تمام کائنات کو صرف ایک مذہب "دین اسلام" کے دائرہ میں لایا جائے جو اللہ کا سب سے آخری اور سب سے جامع و مکمل دین ہے۔

295- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ سَاَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ يَا اَبَا عَمْرٍو اِنَّ قِبَلَنَا مِنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُوْلُوْنَ فِي الرَّجُلِ اِذَا اَعْتَقَ اَمَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِي مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَاَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ اَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَحَقَّ سَيِّدِهٖ فَلَهُ اَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ اَمَةٌ فَغَذَاهَا فَاَحْسَنَ غِذَائَهَا ثُمَّ اَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ خُذْ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَ هٰذَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ

✧✧ ایک شخص نے شعبی سے کہا' ہمارے ہاں خراسان میں اگر کوئی شخص اپنی کنیز کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے گویا اپنی قربانی کے جانور پر سواری کی ہے۔ شعبی نے اسے جواب دیا: میں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے" تین طرح کے لوگوں کو دُگنا اجر عطا کیا جائے گا۔ ایک اہل کتاب سے تعلق رکھنے والا وہ شخص جو پہلے اپنے نبی پر ایمان لائے اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے' آپ کی پیروی کرے' آپ کی تصدیق کرے اس شخص کو دُگنا اجر ملے گا۔ دوسرا وہ غلام جو اپنے ذمہ' اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا' دونوں کا حق صحیح طور پر ادا کرے' اسے بھی دُگنا اجر ملے گا' تیسرا وہ شخص جو اپنی باندی کو اچھی غذا کھلائے' پھر اس کی تربیت کرے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے اس شخص کو بھی دُگنا اجر ملے گا۔ شعبی نے اس شخص سے کہا' اس حدیث کو حاصل کر لو پہلے وقتوں میں لوگ اس طرح کی احادیث کا علم حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ کا سفر کرتے تھے۔

296-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

شرح

حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں جن کو دو دو اجر ملیں گے۔ اس اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) کو جو (پہلے) اپنے نبی پر ایمان رکھتا اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا۔ اس غلام کو جو اللہ کے حقوق بھی ادا کرے اور اپنے آقاؤں کے حق کو بھی ادا کرتا رہے۔ اس آدمی کو جسکی کوئی لونڈی تھی اور وہ اس سے صحبت کرتا تھا۔ پہلے اس کو اچھا ہنرمند بنایا پھر اس کو خوب اچھی طرح تعلیم دی اور پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو یہ بھی دوہرے اجر کا

حدیث 295: بخاری (3262)' ابو داؤد (2053)' نسائی (3345)' دارمی (2244)' احمد (19673)' (19742)' ابن حبان (227)' (4053)' بیہقی (13516)

حقدار ہوگا۔" (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 10)

اس ارشاد گرامی کا مقصد ان تین طرح کے لوگوں کو خوشخبری دینا ہے جن کو اوروں کے مقابلہ میں نیک عمل کا دوہرا اجر ملتا ہے۔ ان میں پہلی قسم کے لوگ وہ اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) ہیں جو پہلے تو اپنے دین پر تھے اور پھر دعوت اسلام پا کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ان کو دوہرے اجر کی خوشخبری اس بنا پر دی گئی ہے کہ ان کا پہلے اپنے نبی کو پختہ دل سے ماننا، اس نبی کی لائی ہوئی کتاب و شریعت پر عمل کرنا اور اس نبی سے اعتقادی وابستگی و تعلق رکھنا اور پھر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت اور اللہ کے آخری دین اسلام کی دعوت پا کر صدق دل سے اس کے حلقہ بگوش ہو جانا، نہ صرف یہ کہ ان کے کمال انقیاد و اطاعت اور ان کی فکری و ذہنی سلامت روی کی علامت ہے بلکہ اس معنی میں ان کے قلبی و عملی ایثار کا غماز بھی ہے کہ اپنے سابقہ نبی اور سابقہ دین سے عقیدت و تعلق اور زبردست جذباتی لگاؤ کے باوجود انہوں نے دعوت اسلام پا کر اللہ کے حکم کی تعمیل میں اپنی زندگی کا رخ اس طرف موڑ دیا اور اب اپنے اعتقاد کی باگ ڈور دین اسلام کے سپرد کر دی، جب تک ان کے سامنے اسلام کی دعوت نہیں آئی تھی وہ اپنے دین ہی کو اللہ کا دین سمجھ کر اس کے حلقہ بگوش رہے اور جب اسلام کی دعوت ان کے سامنے آئی تو انہوں نے اس کو اللہ کا آخری دین جان کر اپنے پچھلے دین کو چھوڑنے میں کسی ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب سے کام نہیں لیا بلکہ فطرت سلیم کی آواز پر لبیک کہہ کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں شامل ہو گئے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے خصوصی انعام کے طور پر ان کو ہر نیک عمل پر دوہرے اجر کا مستحق قرار دیا، ایک اجر تو اپنے پہلے نبی پر ایمان رکھنے کے سبب اور دوسرا اجر پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا۔

یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں یہ خصوصیت اور امتیاز صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ وہ اپنے تصورات و اعتقادات اور اپنی تعلیمات کی بنیاد "انکار" پر نہیں "اقرار" پر رکھتا ہے یعنی وہ آسمانی دینوں میں کسی رقابت یا رسولوں میں کسی تفریق کی خلیج حائل نہیں کرتا وہ تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق پر زور دیتا ہے اور اللہ کی جانب سے بھیجے گئے تمام رسولوں کی رسالت پر ایمان لانے کی تاکید کرتا ہے، اسلام کے برخلاف دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے اعتقادات و نظریات کو دیکھا جائے تو یہ بات جاننے میں دیر نہیں لگتی کہ ان کے یہاں کوئی آدمی اس وقت تک مذہب کا سچا پیرو اور حقیقی تابعدار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس کے ماسوا دوسرے مذاہب کے اعتقاد و تصورات کی بنیادوں کو بالکل ہی مسمار نہ کر دے اور دوسرے رسولوں و پیغمبروں کی رسالت کا بالکل ہی انکار نہ کر دے، اسلام تو ایمان و اعتقاد کے پہلے ہی مرحلہ میں اپنے پیروؤں سے اس بات کا اقرار کراتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی جانب سے مخلوق کی ہدایت کے لئے آئے ان میں کسی قسم کی تفریق نہ کی جائے، ان کی لائی ہوئی شریعتوں کو اپنے اپنے زمانہ کے لئے حق اور واجب تسلیم مانا جائے، وہ اپنے متبعین کو احساس صداقت کا یہ شعور بخشتا ہے کہ آسمانی مذاہب میں کوئی پارٹی بندی نہیں ہے سب ایک ہی صداقت کی کڑیاں ہیں نیز وہ اپنے ماننے والوں کو واضح طور پر آگاہ کر دیتا ہے کہ ایمان کی تکمیل جب ہی ہوگی کہ دوسرے آسمانی مذاہب کی تصدیق بھی کی جائے اور سابقہ تمام انبیاء کی صداقت کو مانا جائے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اگر کوئی یہودی یا عیسائی ایمان لائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا صدق دل سے اقرار کرے۔ تو اپنے نبی پر لایا ہوا اس کا پہلا ایمان ضائع نہیں جائے گا بلکہ وہ اس پر اجر و ثواب کا مستحق قرار دیا جائے

گا لیکن وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی اگر تصدیق نہیں کرتا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہیں لاتا تو نہ صرف یہ کہ وہ کفروانکار کی بنا پر ہمیشگی والے عذاب کا مستحق سمجھا جائے گا بلکہ اس کا اپنے نبی پر لایا ہوا ایمان بھی رائیگاں اور بیکار سمجھا جائے گا اور اس پر کسی قسم کے اجروثواب کا استحقاق پیدا نہیں ہوگا کیونکہ جس طرح تمام انبیاء پر ایمان لانا اور ان کی رسالت کی تصدیق کرنا لازم ہے اسی طرح عمل اور پیروی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ضروری ہے اور مدار نجات صرف اسلام کی اطاعت و فرمانبرداری ہی ہے۔

دوسرے آدمی کے لئے دوہرے اجر کی خوشخبری کا سبب بھی واضح ہے یعنی یہ کہ ایک غلام کے لئے نہ صرف سماجی روایتی اور دنیاوی حیثیت سے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے مالک وآقا کی اطاعت وفرمانبرداری کرے اور اس کے احکام کی پوری پوری تعمیل کرے بلکہ اسلامی تعلیم کا تقاضا بھی یہ ہے کہ وہ مالک وآقا کے عائد شدہ حقوق کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی یا سستی نہ کرے، لہٰذا ایک غلام جب اپنے آقا کے حقوق کی پوری نگہداشت کرتا ہے اور حقوق کی ادائیگی کے تمام تقاضے پورے کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے حقیقی مالک اور پروردگار اللہ رب العالمین کے احکام کی بجا آوری بھی پورے حقوق کے ساتھ کرتا ہے اور اس کے عائد کئے ہوئے تمام فرائض کی تکمیل میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا تو وہ دوہرے اجر کا استحقاق پیدا کر لیتا ہے۔

اب رہ گیا تیسرا آدمی تو اس کو بھی دوہرے اجر کا مستحق اس بنا پر قرار دیا گیا ہے کہ اول تو اس نے ایک لونڈی کو آزاد کیا جو نہ صرف یہ کہ انسانیت اور فطرت کے اعتبار کے تقاضا کو پورا کرنا ہے بلکہ اسلامی اخلاق کے اعلیٰ اصول وقواعد پر عمل کرنا بھی ہے، دوسرے یہ کہ اس لونڈی کو آزاد کر کے اور پھر اس سے شادی کر کے اس نے انسانی ہمدردی، اسلامی مساوات اور بلند اخلاقی کا اس طرح اعلیٰ ثبوت دیا کہ ایسی عورت کو جو سماجی حیثیت سے ایک کمتر، بے وقعت اور ذلیل بن کر رہ گئی تھی، اچھی تربیت، اعلیٰ تعلیم اور پھر آزادی وشادی کی گراں قدر دولت سے نواز کر دنیا کی باعزت اور سوسائٹی ومعاشرہ کی شریف ومعزز عورتوں کے برابر بھی لا کھڑا کیا، اس طرح اس نے اگر ایک طرف انسانیت اور اخلاق کے تقاضے کو پورا کیا، تو دوسری طرف اسلامی تعلیم کی روح کو بھی اجاگر کیا پس اس کے اس ایثار کی بناء پر شریعت نے اس کو بھی دوہرے اجر کا استحقاق عطا کیا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے دوہرے اجر کے بارے میں لکھا ہے کہ ان لوگوں کے نامہ اعمال میں جزاء اور ثواب کی یہ دوگنی اضافت اس طرح ہوگی کہ ان کو ہر عمل پر دوسروں کے مقابلہ میں دوہرا ثواب ملے گا، مثلاً اگر کوئی دوسرا آدمی نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے یا کوئی اور نیک کام کرتا ہے تو اس کو عمومی خوشخبری کے تحت دس ثواب ملیں گے لیکن یہی عمل اگر یہ تینوں کریں گے تو ان کو ہر ایک عمل پر بیس بیس ثواب ملیں گے۔ (اشعۃ اللمعات، شرح مشکوۃ، لاہور)

بَابُ 68: نُزُوْلِ عِيْسٰى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيْعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کا نزول کے بعد ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کا بیان

297- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ

الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' عنقریب تمہارے درمیان حضرت ابن مریم تشریف لائیں گے' جو عادل حکمران ہوں گے' آپ صلیب کو توڑ دیں گے' خنزیر کو قتل کر دیں گے' جزیہ ختم کر دیں گے اور اس قدر (سرکاری وظائف) عطا کریں گے کہ انہیں وصول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔

298- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِيْهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِىُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِىِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِىْ رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ اِمَامًا مُقْسِطًا وَّحَكَمًا عَدْلًا وَّفِىْ رِوَايَةِ يُوْنُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَّلَمْ يَذْكُرْ اِمَامًا مُقْسِطًا وَّفِىْ حَدِيْثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِىْ حَدِيْثِهٖ مِنَ الزِّيَادَةِ وَحَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الْاٰيَةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس کے آخر میں یہ الفاظ زائد ہیں اس وقت ایک سجدہ کرنا دنیا کو مافیہا سے بہتر ہوگا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اگر آپ چاہیں' تو ثبوت کے طور پر قرآن کی یہ آیت پڑھ سکتے ہیں:

''اہلِ کتاب کا ہر شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔''

299- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَاءَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ اِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهٗ اَحَدٌ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تمہارے درمیان عیسیٰ ابن مریم ضرور تشریف لائیں گے' وہ عادل حکمران ہوں گے' صلیب کو توڑ دیں گے' خنزیر کو قتل کر دیں گے' جزیے کو ختم کر دیں گے' یہاں تک کہ اونٹ کھلے گھوم رہے ہوں گے' کسی شخص کو ان کی ضرورت نہیں ہوگی۔ آپس کا کینہ' بغض اور حسد ختم ہو جائیں گے' لوگوں کو مال لینے کے لیے بلایا جائے گا مگر کوئی لینے کے لیے نہیں آئے گا۔

300- حَدَّثَنِىْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ مَّوْلٰى اَبِىْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِىِّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

حدیث 297: بخاری (2109)' (2344)' (3264)' ترمذی (2233)' ابن ماجہ (4078)' احمد (7267)' (7665)' (7890)' ابن حبان (6816)' (6818)' بیہقی (1087)' (11329)' (18395)' ابو یعلیٰ (5877)' (6584)' (6632)

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس وقت کیا صورتِ حال ہوگی جب عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان تشریف لائیں گے اور امام تم میں سے ہوگا۔

301- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ فَأَمَّكُمْ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس وقت کیا صورتِ حال ہوگی جب عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان تشریف لاکر تمہاری امامت کریں گے۔

302- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي ذِئْبٍ إِنَّ الْأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ هَلْ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِي قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس وقت کیا صورتِ حال ہوگی جب ابن مریم تمہارے درمیان تشریف لائیں گے اور تمہارے گروہ کے ایک فرد کے طور پر تمہاری امامت کریں گے۔

ایک روایت کے مطابق یہ الفاظ ہیں "اس وقت امام تم میں سے کوئی شخص ہوگا"۔

(اس روایت کے راوی) ابن ابی ذئب نے (اپنے شاگرد ولید بن مسلم) سے دریافت کیا: تم جانتے ہو وہ کس طرح نماز پڑھائیں گے؟ شاگرد نے کہا' آپ بتائیں' تو ابن ابی ذئب نے جواب دیا: وہ تمہارے پروردگار کی کتاب (قرآن مجید) اور تمہارے نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کے مطابق امامت کریں گے۔

303- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالُوا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت تک میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہے گا اور اس کے لیے لڑتا رہے گا' پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم تشریف لائیں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے درخواست کرے گا' آپ ہمیں نماز پڑھائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے' نہیں! تمہارا کوئی فرد ہی امامت کرے

حدیث 303: بخاری (6881) ابوداؤد (2484) احمد (16895)' (20889)' (20919) ابن حبان (6819)' (6835) حاکم (2392)' (8391) بیہقی (17670)' (18396)' (18605) ابویعلیٰ (6417)' (7383) معجم کبیر (870)' (1795)' (2011)

گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس اُمت کی فضیلت کے اظہار کے لیے ایسا کریں گے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

یہ خوشخبری حضرت مریم کو فرشتے سنا رہے ہیں کہ ان سے ایک لڑکا ہوگا جو بڑی شان والا اور صرف اللہ کے کلمہ " کن " کے کہنے سے ہوگا یہی تفسیر اللہ تعالیٰ کے فرمان آیت (مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ) 3۔آل عمران:39) کی بھی ہے،

جیسے کہ جمہور نے ذکر کیا اور جس کا بیان اس سے پہلے گذر چکا، اس کا نام مسیح ہوگا عیسیٰ بیٹا مریم علیہ السلام کا، ہر مومن اسے اسی نام سے پہچانے گا، مسیح نام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ زمین میں وہ بکثرت سیاحت کریں گے، ماں کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا باپ کوئی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ دونوں جہان میں برگزیدہ ہیں اور مقربان خاص میں سے ہیں،

ان پر اللہ عزوجل کی شریعت اور کتاب اترے گی اور بڑی بڑی مہربانیاں • ان پر دنیا میں نازل ہوں گی اور آخرت میں بھی اور اولوالعزم پیغمبروں کی طرح اللہ کے حکم سے جس کے لئے اللہ چاہے گا وہ شفاعت کریں گے جو قبول ہو جائیں گی صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین وہ اپنے جھولے میں اور ادھیڑ عمر میں باتیں کریں گے یعنی اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی لوگوں کو بچپنے ہی میں دعوت دیں گے جو ان کا معجزہ ہوگا اور بڑی عمر میں بھی جب اللہ ان کی طرف وحی کرے گا، وہ اپنے قول وفعل میں علم صحیح رکھنے والے اور عمل صالح کرنے والے ہوں گے،

ایک حدیث میں ہے کہ بچپن میں کلام صرف حضرت عیسیٰ اور جریج کے ساتھی نے کیا اور ان کے علاوہ حدیث میں ایک اور بچے کا کلام کرنا بھی مروی ہے تو یہ تین ہوئے حضرت مریم اس بشارت کو سن کر اپنی مناجات میں کہنے لگیں اللہ مجھے بچہ کیسے ہوگا؟ میں نے تو نکاح نہیں کیا اور نہ میرا ارادہ نکاح کرنے کا ہے اور نہ میں ایسی بدکار عورت ہوں ماشاء اللہ، اللہ عزوجل کی طرف سے فرشتے نے جواب میں کہا کہ اللہ کا امر بہت بڑا ہے اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی وہ جو چاہے پیدا کر دے، اس نکتے کو خیال میں رکھنا چاہئے کہ حضرت زکریا کے اس سوال کے جواب میں اس جگہ لفظ یفعل تھا یہاں لفظ یخلق ہے یعنی پیدا کرتا ہے۔ اس لئے کہ کسی باطل پرست کو کسی شبہ کا موقع باقی نہ رہے اور صاف لفظوں میں حضرت عیسیٰ کا اللہ جل شانہ کی مخلوق ہونا معلوم ہو جائے۔ پھر اس کی مزید تاکید کی اور فرمایا وہ جس کسی کام کو جب کبھی کرنا چاہتا ہے تو صرف اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جا، بس وہ وہیں ہو جاتا ہے اس کے حکم کے بعد ڈھیل اور دیر نہیں لگتی، جیسے اور جگہ ہے آیت (وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ (54۔القمر:50) یعنی ہمارے صرف ایک مرتبہ کے حکم سے ہی بلا تاخیر فی الفور آنکھ جھپکتے ہی وہ کام ہو جاتا ہے ہمیں دوبارہ اسے کہنا نہیں پڑتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک سے چمگادڑ اڑنے لگی

جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزات دکھائے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمگادڑ پیدا کریں آپ نے مٹی سے چمگادڑ کی صورت بنائی پھر اس میں پھونک ماری تو وہ اڑنے لگی چمگادڑ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اڑنے

والے جانوروں میں بہت اکمل اور عجیب تر ہے اور قدرت پر دلالت کرنے میں اوروں سے ابلغ کیونکہ وہ بغیر پروں کے تو اُڑتی ہے اور دانت رکھتی ہے اور ہنستی ہے اور اس کی مادہ کے چھاتی ہوتی ہے اور بچہ جنتی ہے باوجودیکہ اُڑنے والے جانوروں میں یہ باتیں نہیں ہیں

ایک ایک دن میں پچاس ہزاروں مریضوں کے شفایاب ہونے کا واقعہ

جس کا برص عام ہوگیا ہو اور اطبا اس کے علاج سے عاجز ہوں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں طب انتہائے عروج پر تھی اور اس کے ماہرین امر علاج میں ید طولیٰ رکھتے تھے اس لئے ان کو اسی قسم کے معجزے دکھائے گئے تاکہ معلوم ہو کہ طب کے طریقہ سے جس کا علاج ممکن نہیں ہے اس کو تندرست کر دینا یقیناً معجزہ اور نبی کے صدق نبوت کی دلیل ہے وہب کا قول ہے کہ اکثر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہوجاتا تھا ان میں جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا تھا اور جسے چلنے کی طاقت نہ ہوتی اس کے پاس خود حضرت تشریف لے جاتے اور دعا فرما کر اس کو تندرست کرتے اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی شرط کر لیتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عاشر کی لڑکی کو زندہ کرنے کا واقعہ

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا ایک عازر جس کو آپ کے ساتھ اخلاص تھا جب اس کی حالت نازک ہوئی تو اس کی بہن نے آپ کو اطلاع دی مگر وہ آپ سے تین روز کی مسافت کے فاصلہ پر تھا جب آپ تین روز میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کے انتقال کو تین روز ہو چکے آپ نے اس کی بہن سے فرمایا ہمیں اس کی قبر پر لے چل وہ لے گئی آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی عازر باذن الٰہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا اور اس کے اولاد ہوئی ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ حضرت کے سامنے جا رہا تھا آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی وہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھوں سے اتر پڑا کپڑے پہنے گھر آیا زندہ رہا اولاد ہوئی ایک عاشر کی لڑکی شام کو مری اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے اس کو زندہ کیا ایک سام بن نوح جن کی وفات کو ہزاروں برس گزر چکے تھے لوگوں نے خواہش کی کہ آپ ان کو زندہ کریں آپ ان کی نشاندہی سے قبر پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی سام نے سنا کوئی کہنے والا کہتا ہے اَجِبْ رُوْحَ اللّٰہ یہ سنتے ہی وہ مرعوب اور خوف زدہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی اس ہول سے ان کا نصف سر سفید ہوگیا، پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ دوبارہ انہیں سکرات موت کی تکلیف نہ ہو بغیر اس کے واپس کیا جائے چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہوگیا اور باذنِ اللہ فرمانے میں رد ہے نصاریٰ کا جو حضرت مسیح کی الوہیت کے قائل تھے

بچوں کے سور بن جانے کا واقعہ

جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیمات نے بیماروں کو اچھا کیا اور مردوں کو زندہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور کوئی معجزہ دکھایئے تو آپ نے فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو جمع کر رکھتے ہو میں اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں اسی سے ثابت ہوا کہ

غیب کے علوم انبیاء کا معجزہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دستِ مبارک پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا آپ آدمی کو بتا دیتے تھے جو وہ کل کھا چکا اور آج کھائے گا اور جو اگلے وقت کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ آپ کے پاس بچے بہت سے جمع ہو جاتے تھے آپ انہیں بتاتے تھے کہ تمہارے گھر فلاں چیز تیار ہوئی ہے تمہارے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے فلاں چیز تمہارے لئے اٹھا رکھی ہے بچے گھر جاتے روتے گھر والوں سے وہ چیز مانگتے گھر والے وہ چیز دیتے۔ اور ان سے کہتے کہ تمہیں کس نے بتایا بچے کہتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو لوگوں نے اپنے بچوں کو آپ کے پاس آنے سے روکا اور کہا وہ جادوگر ہیں ان کے پاس نہ بیٹھو اور ایک مکان میں سب بچوں کو جمع کر دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو تلاش کرتے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا وہ یہاں نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ پھر اس مکان میں کون ہے انہوں نے کہا سور ہیں فرمایا ایسا ہی ہوگا اب جو دروازہ کھولتے ہیں تو سب سور ہی سور تھے۔

الحاصل غیب کی خبریں دینا انبیاء کا معجزہ ہے اور بے وساطت انبیاء کوئی بشر امور غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

پکا پکایا کھانے کا اترنا اور عذاب الٰہی کا واقعہ

یہ مائدہ کا واقعہ ہے اور اسی کی وجہ سے اس سورت کا نام سورہ مائدہ ہے یہ بھی جناب مسیح علیہ السلام کی نبوت کی ایک زبردست دلیل اور آپ کا ایک اعلیٰ معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے آسمانی دستر خوان اتارا اور آپ کی سچائی ظاہر کی۔ بعض ائمہ نے فرمایا ہے کہ اس کا ذکر موجودہ انجیل میں نہیں عیسائیوں نے اسے مسلمانوں سے لیا ہے، واللہ اعلم،

حضرت عیسیٰ کے ماننے والے آپ سے تمنا کرتے ہیں کہ اگر ہو سکے تو اللہ تعالیٰ سے ایک خوان کھانے سے بھرا ہوا طلب کیجئے ایک قرأت میں آیت (هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (5۔المائدہ:112) یعنی کیا آپ سے یہ ہو سکتا ہے؟ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں؟ مائدہ کہتے ہیں اس دستر خوان کو جس پر کھانا رکھا ہوا ہو، بعض لوگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے بوجہ فقر و فاقہ، تنگی اور حاجت کے یہ سوال کیا تھا، جناب مسیح علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اللہ پر بھروسہ رکھو اور رزق کی تلاش کرو، ایسے انوکھے سوالات نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ فتنہ ہو جائے اور تمہارے ایمان ڈگمگا جائیں۔

انہوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ہم تو کھانے پینے سے تنگ ہو رہے ہیں محتاج ہو گئے ہیں اس سے ہمارے دل مطمئن ہو جائیں گے کیونکہ ہم اپنی آنکھوں سے اپنی روزیاں آسمان سے اترتی خود دیکھ لیں گے، اسی طرح آپ پر جو ایمان ہے وہ بھی بڑھ جائے گا، آپ کی رسالت کو یوں تو ہم مانتے ہی ہیں لیکن یہ دیکھ کر ہمارا یقین اور بڑھ جائے گا اور اس پر خود ہم گواہ بن جائیں گے، اللہ کی قدرت اور آپ کے معجزہ کی یہ ایک روشن دلیل ہوگی جس کی شہادت ہم خود دیں گے اور یہ آپ کی نبوت کی کافی دلیل ہوگی،

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، عید ہونے سے مراد تو عید کا دن یا نماز گزارنے کا دن ہونا ہے یا اپنے بعد والوں کے لئے یادگار کا دن ہونا ہے یا اپنی اور اپنے بعد کی نسلوں کیلئے نصیحت و عبرت ہونا ہے یا اگلوں پچھلوں کے لئے کافی وافی ہونا ہے، حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں یا اللہ یہ تیری قدرت کی ایک نشانی ہوگی اور میری سچائی کی بھی کہ تو نے میری دعا قبول فرمالی، پس

لوگوں تک ان باتوں کو جو تیرے نام سے ہیں انہیں پہنچاؤں گا یقین کر لیا کریں گے، یا اللہ تو ہمیں یہ روزی بغیر مشقت و تکلیف کے محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرما تو تو بہترین رازق ہے،

اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کا وعدہ فرما لیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ اس کے اترنے کے بعد تم میں سے جو کوئی بھی جھٹلائے گا اور کفر کرے گا تو میں اسے وہ عذاب دوں گا جو تمہارے زمانے میں کسی اور کو نہ دیا ہو، جیسے آل فرعون کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ تم سخت تر عذاب دوں گا جو تمہارے زمانے میں کسی اور کو نہ دیا ہو جیسے آل فرعون کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ تمہیں سخت تر عذاب دوں گا جو تمہارے زمانے میں کسی اور کو نہ دیا ہو، جیسے آل فرعون کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ تمہیں سخت تر عذاب میں داخل ہو جاؤ، اور جیسے منافقوں کے لئے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے،

تین قسم کے لوگوں کو قیامت کے دن بدترین عذاب دینے کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بدترین عذاب تین قسم کے لوگوں کو ہوگا، منافقوں کو اور مائدہ آسمانی کے بعد انکار کرنے والوں کو اور فرعونیوں کو، اب ان روایات کو سنیئے جو اس بارے میں سلف سے مروی ہے، ابن عباس فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم اللہ کے لئے ایک مہینے کے روزے رکھو پھر رب سے دعا کرو وہ قبول فرمائے گا انہوں نے تیس روزے پورے کر کے کہا اے بھلائیوں کے بتانے والے ہم اگر کسی کا کام ایک ماہ کامل کرتے تو وہ بعد فراغت ضرور ہماری دعوت کرتا تو آپ بھی اللہ سے بھرے ہوئے خوان کے آسمان سے اترنے کی دعا کیجئے حضرت عیسیٰ نے پہلے تو انہیں سمجھایا لیکن ان کی نیک نیتی کے اظہار پر اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ساتھ ہی دھمکا بھی دیا۔

پھر فرشتوں کے ہاتھوں آسمان سے خوان نعمت اتارا، جس پر سات مچھلیاں تھیں سات روٹیاں تھیں، جہاں یہ تھے وہیں وہ ان کے کھانے کو رکھ گئے سب بیٹھ گئے اور شکم سیر ہو کر اٹھے، ابن ابی حاتم کی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ اس مائدہ آسمانی میں گوشت روٹی اترا تھا حکم تھا کہ خیانت نہ کریں کل کے لئے نہ لے جائیں لیکن انہوں نے حکم کی خلاف ورزی کی، لے بھی گئے اور چرا بھی لیا، جس کی سزا میں وہ بندر بن گئے۔

حضرت عمار فرماتے ہیں اس میں جنت کے میوے تھے، آپ فرماتے ہیں اگر وہ لوگ خیانت اور ذخیرہ نہ کرتے تو وہ خوان یوں ہی رہتا لیکن شام ہونے سے پہلے ہی انہوں نے چوریاں شروع کر دیں، پھر سخت عذاب کئے گئے، اے عرب بھائیو! یاد کرو تم اونٹوں اور بکریوں کی دمیں مروڑتے تھے، اللہ نے تم پر احسان کیا خود تم ہی میں سے رسول کو بھیجا جن سے تم واقف تھے جن کے حسب ونسب سے تم آگاہ تھے، اس رسول علیہ سلام نے تمہیں بتا دیا کہ عجمیوں کے ملک تمہارے ہاتھوں فتح ہوں گے لیکن خبردار تم سونے چاندی کے خزانوں کے درپے نہ ہو جانا لیکن واللہ دن رات وہی ہیں اور تم وہ نہ رہے، تم نے خزانے جمع کرنے شروع کر دیئے، مجھے تو خوف ہے کہ کہیں تم پر بھی اللہ کا عذاب برس نہ پڑے،

اسحٰق بن عبداللہ فرماتے ہیں جن لوگوں نے مائدہ آسمانی میں سے چرایا ان کا خیال ہے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ختم ہو جائے اور

کل کے لئے ہمارے پاس کچھ نہ رہے، مجاہدہ سے مروی ہے کہ جب وہ اترتے ان پر مائدہ اترتا عطیہ فرماتے ہیں گو وہ تھی تو مچھلی لیکن اس میں ذائقہ ہر چیز کا تھا، وہب بن منبہ فرماتے ہیں ہر دن اس مائدہ پر آسمان سے میوے اترتے تھے قسم قسم کی روزیاں کھاتے تھے، چار ہزار آدمی ایک وقت اس پر بیٹھ جاتے پھر اللہ کی طرف سے غذا تبدیل ہو جاتی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس پر روٹیاں جو کی تھیں، سعید بن جبیر فرماتے ہیں اس پر سوائے گوشت کے تمام چیزیں تھیں۔

عکرمہ فرماتے ہیں اس پر چاول کی روٹی تھی، حضرت وہب فرماتے ہیں کہ ان کے اس سوال پر حضرت عیسیٰ بہت رنجیدہ ہوئے تھے اور فرمایا تھا کہ زمین کے رزق پر قناعت کرو اور آسمانی دسترخوان نہ مانگو اگر وہ اترا تو چونکہ زبردست نشان ہوگا اگر ناقدری کی تو بری طرح پکڑے جاؤ گے۔ ثمودیوں کی ہلاکت کا باعث بھی یہی ہوا کہ انہوں نے اپنے نبی سے نشان طلب کیا تھا لیکن حواریوں نے حضرت عیسیٰ کی ایک نہ مانی اور اصرار کیا کہ نہیں آپ ضرور دعا کیجئے اب جناب عیسیٰ اٹھے، صوف کا جبہ اتار دیا، سیاہ بالوں کا لبادہ پہن لیا اور چادر بھی بالوں کی اوڑھ لی، وضو کر کے غسل کر کے، مسجد میں جا کر نماز پڑھ کر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو گئے، دونوں پیر ملائے، ایک پنڈلی دوسری پنڈالی سے لگالی، انگلیاں بھی ملالیں، اپنے سینے پر اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، نگاہیں زمین میں گاڑ لیں سر جھکا دیا اور نہایت خشوع و خضوع سے عاجزانہ طور پر گریہ وزاری شروع کر دی، آنسو رخساروں سے بہ کر داڑھی کو تر کر کے زمین پر ٹپکنے لگے یہاں تک کہ زمین بھی تر ہوگئی، اب دعا کی جس کا بیان اس آیت میں ہے،

اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ایک سرخ رنگ کا خوان دو بادلوں کے درمیان آسمان سے اترا، جسے اترتے ہوئے سب نے دیکھا، سب تو خوشیاں مار رہے تھے لیکن روح اللہ کانپ رہے تھے، رنگ اڑ گیا تھا اور زار و قطار رو رہے تھے کہ اللہ ہی خیر کرے، ذرا بے ادبی ہوئی تو مارے گئے زبان مبارک سے یہ دعا نکل رہی تھی کہ یا اللہ اسے تو رحمت کا سبب بنا عذاب کا سبب نہ بنا، یا اللہ بہت سی عجیب و غریب چیزیں میں نے تجھ سے طلب کیں اور تو نے عطا فرمائیں، باری تعالیٰ تو ان نعمتوں کے شکر کی ہمیں توفیق عطا فرما، اے پروردگار تو اپنی اس نعمت کو ہمارے لئے سبب غضب نہ بنا، الٰہی تو اسے سلامتی اور عافیت کر، اسے فتنہ اور عذاب نہ کر، یہاں تک کہ وہ خوان زمین تک پہنچ گیا اور حضرت عیسیٰ حواری اور عیسائیوں کے سامنے رکھ دیا گیا، اس میں سے ایسی پاکیزہ خوشبوئیں آ رہی تھیں کہ کسی دماغ میں ایسی خوشبو اس سے پہلے کبھی نہیں آئی تھی، حضرت عیسیٰ اور آپ کے اصحاب اسے دیکھ کر سجدے میں گر پڑے یہودی بھی یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور جل بھن رہے تھے، حضرت عیسیٰ اور آپ کے ساتھی اس دسترخوان کے اردگرد بیٹھ گئے دیکھا کہ اس پر ایک رومال ڈھکا ہوا ہے، مسیح علیہ السلام نے فرمایا کون نیک بخت جرات و ہمت کر کے اسے کھولتا ہے؟ حواریوں نے کہا اے کلمۃ اللہ آپ سے زیادہ حقدار اس کا کون ہے؟ یہ سن کر حضرت عیسیٰ کھڑے ہوئے، نئے سرے سے وضو کیا، مسجد میں جا کر کئی رکعت نماز ادا کی دیر تک روتے رہے پھر دعا کی کہ یا اللہ اس کے کھولنے کی اجازت مرحمت ہو اور اسے برکت و رزق بنا دیا جائے، پھر واپس آئے۔

اور بسم اللہ خیر الرازقین کہہ کر رومال اٹھایا، تو سب نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی لمبی چوڑی اور موٹی بھنی ہوئی مچھلی ہے، جس

کے اوپر چھلکا نہیں اور جس میں کانٹے نہیں، گھی اس میں سے بہ رہا ہے اسی میں ہر قسم کی سبزیاں بھی ہیں، سوائے گندنا اور مولی کے اس کے سر کے پاس سرکہ رکھا ہوا ہے اور دم کے پاس نمک ہے، سبزیوں کے پاس پانچ روٹیاں ہیں، ایک پر زیتون کا تیل ہے دوسری پر کھجوریں ہیں اور ایک پر پانچ انار ہیں،

شمعون نے جو حواریوں کے سردار تھے کہا کہ اے روح اللہ یہ دنیا کا کھانا ہے یا جنت کا؟ آپ نے فرمایا ابھی تک تمہارے سوال ختم نہیں ہوئے؟ ابھی تک کریدنا باقی ہی ہے؟ واللہ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں اس پر تمہیں کوئی عذاب نہ ہو،

حضرت شمعون نے کہا اسرائیل کے معبود برحق کی قسم میں کسی سرکشی کی بنا پر نہیں پوچھ رہا، اے سچی ماں کے اچھے بیٹے! یقین مانئے کہ میری نیت بد نہیں، آپ نے فرمایا نہ یہ طعام دنیا ہے نہ طعام جنت بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص حکم سے اسے آسمان وزمین کے درمیان اسی طرح کا پیدا کر دیا ہے اور تمہارے پاس بھیج دیا ہے، اب اللہ کا نام لے کر کھاؤ اور کھا کر اس کا شکر ادا کرو شکر گزاروں کو وہ زیادہ دیتا ہے اور وہ ابتداء پیدا کرنے والا قادر اور قدر دان ہے، شمعون نے کہا اے نبی اللہ ہم چاہتے ہیں کہ اس نشان قدرت میں ہی اور نشان قدرت دیکھیں۔

آپ نے فرمایا سبحان اللہ گویا ابھی تم نے کوئی نشان قدرت دیکھا ہی نہیں؟ اچھا لو دیکھو یہ کہہ کر آپ نے اس مچھلی سے فرمایا اے مچھلی اللہ کے حکم سے جیسی تو زندہ تھی، زندہ ہو جا، اسی وقت اللہ کی قدرت سے وہ زندہ ہو گئی اور ہل جل کر چلنے پھرنے لگی، آنکھیں چمکنے لگیں، دیدے کھل گئے اور شیر کی طرح منہ پھاڑنے لگی اور اس کے جسم پر کھپرے بھی آ گئے، یہ دیکھتے ہی تمام حاضرین ڈر گئے اور ادھر ادھر ہٹنے اور دبکنے لگے، آپ نے فرمایا دیکھو تو خود ہی نشان طلب کرتے ہو خود ہی اسے دیکھ کر گھبراتے ہو واللہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ یہ مائدہ آسمانی تمہارے لئے غضب اللہ کا نمونہ نہ بن جائے، اسے مچھلی تو بحکم الٰہی جیسی تھی، ویسی ہی ہو جا،

چنانچہ اسی وقت وہ ویسی ہی ہو گئی، اب سب نے کہا کہ اے نبی اللہ آپ اسے کھانا شروع کیجئے اگر آپ کو کوئی برائی نہ پہنچے تو ہم بھی کھالیں گے، آپ نے فرمایا معاذ اللہ وہی پہلے کھائے جس نے مانگی ہے، اب تو سب کے دلوں میں دہشت بیٹھ گئی کہ کہیں اس کے کھانے سے کسی وبال میں نہ پڑ جائیں، حضرت عیسیٰ السلام نے یہ دیکھ کر فقیروں کو مسکینوں کو اور بیماروں کو بلا لیا اور حکم یا کہ تم کھانا شروع کر دو یہ تمہارے رب کی دی ہوئی روزی ہے جو تمہارے نبی کی دعا سے اتری ہے، اللہ کا شکر کر کے کھاؤ تمہیں مبارک ہو اس کی پکڑ اوروں پر ہو گی تم بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو اور الحمد للہ پر ختم کرو، پس تیرہ سو آدمیوں نے بیٹھ کر پیٹ بھر کر کھانا کھایا لیکن وہ کھانا مطلقاً کم نہیں ہوا تھا پھر سب نے دیکھا وہ دسترخوان آسمان پر چڑھ گیا وہ کل فقیر غنی ہو گئے وہ تمام بیمار تندرست ہو گئے اور ہمیشہ تک امیری اور صحت والے رہے، حواری اور صحابی سب کے سب بڑے ہی نادم ہوئے اور مرتے دم تک حسرت و افسوس کرتے رہے، آپ فرماتے ہیں اس کے بعد جب یہ دسترخوان اترتا تو بنی اسرائیل ادھر ادھر سے دوڑے بھاگے آتے کیا چھوٹا، کیا بڑا، کیا امیر، فقیر تندرست کیا مریض ایک بھیڑ لگ جاتی ایک دوسرے پر گرتے پڑتے آتے، یہ دیکھ کر باری مقرر ہو گئی ایک دن اترتا ایک دن نہ اترتا، چالیس دن تک یہی کیفیت رہی کہ دن چڑھے اترتا اور ان کے سونے کے وقت چڑھ جاتا جس کا سایہ سب دیکھتے

رہتے۔اس کے بعد فرمان ہوا کہ اب اس میں صرف یتیم فقیر اور بیمار لوگ ہی کھائیں،

مالداروں نے اس سے بہت برا مانا اور لگے باتیں بنانے، خود بھی شک میں پڑ گئے اور لوگوں کے دلوں میں بھی طرح طرح کے وسوسے ڈالنے لگے یہاں تک حضرت عیسیٰ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ آپ سچ سچ بتایئے کہ کیا واقعی یہ آسمان سے ہی اترتا ہے؟ سنئے ہم میں سے بہت سے لوگ اس میں متردد ہیں۔ جناب مسیح علیہ السلام سخت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے قسم ہے مسیح کے رب کی اب تمہاری ہلاکت کا وقت آ گیا، تم نے خود طلب کیا، تمہارے نبی کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی آسمانی دسترخوان تم پر اترا، تم نے آنکھوں سے اسے اترتے دیکھا، رب کی رحمت و روزی اور برکت تم پر نازل ہوئی، بڑی عبرت و نصیحت کی نشانی تم نے دیکھ لی آہ اب تک تمہارے دلوں کی کمزوری نہ گئی اور تمہاری زبانیں نہ رکیں،

مجھے تو ڈر ہے کہ اگر رب نے تم پر رحم نہ کیا تو عنقریب تم بدترین عذابوں کے شکار ہو جاؤ گے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ جس طرح میں نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میں ان لوگوں کو وہ عبرتناک سزائیں دوں گا جو کسی کو نہ دی ہو۔ دن غروب ہوا اور یہ بے ادب، گستاخ، جھٹلانے والے اور بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والے اپنے اپنے بستروں پر جا لیٹے نہایت امن وامان سے ہمیشہ کی طرح اپنے بال بچوں کے ساتھ میٹھی نیند میں تھے کہ پچھلی رات عذاب الٰہی آ گیا اور جتنے بھی یہ لوگ تھے سب کے سب سور بنا دیئے گئے جو صبح کے وقت پاخانوں کی پلیدی کھا رہے تھے، یہ اثر بہت غریب ہے، ابن ابی حاتم میں قصہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے منقول ہے لیکن میں نے اسے پورا بیان کر دیا ہے تا کہ سمجھ آ جائے۔

بہر صورت ان تمام آثار سے صاف ظاہر ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام کے زمانے میں بنواسرائیل کی طلب پر آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے یہ دسترخوان نازل فرمایا۔ یہی قرآن عظیم کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ بعض کا یہ بھی قول ہے کہ یہ مائدہ اترا ہی نہ تھا یہ صرف بطور مثال کے بیان فرما دیا ہے۔

چنانچہ حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ جب عذاب کی دھمکی سنی تو خاموش ہو گئے اور مطالبہ سے دستبردار ہو گئے۔ حسن کا قول بھی یہی ہے اس قول کی تائید اس سے بھی ہو سکتی ہے کہ نصرانیوں کی کتب میں اس کا ذکر نہیں۔ اتنے بڑے اہم واقع کا ان کی کتابوں میں مطلق نہ پایا جانا۔

حضرت حسن اور حضرت مجاہد کے اس قول کو قوی بناتا ہے اور اس کی سند بھی ان دونوں بزرگوں تک صحت کے ساتھ پہنچتی ہے واللہ اعلم۔ لیکن جمہور کا مذہب یہی ہے کہ مائدہ نازل ہوا تھا امام ابن جریر کا مختار مذہب بھی یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فرمان ربی آیت (اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ) (5-المائدہ:115) میں وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہوتے ہیں صحیح اور حقیقی علم تو اللہ ہی کو ہے لیکن زیادہ ٹھیک قول یہی ہے جیسے کہ سلف کے آثار و اقوال سے ظاہر ہے۔ تاریخ میں بھی اتنا تو ہے کہ بنی امیہ کے نائب موسیٰ بن نصیر نے مغربی شہروں کی فتح کے موقعہ پر وہیں یہ مائدہ پایا تھا اور اسے امیر المومنین ولید بن عبدالملک کی خدمت میں جو بانی جامع دمشق ہیں بھیجا تھا۔

لیکن ابھی قاصد راستے ہی میں تھے کہ خلیفۃ المسلمین کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے بعد آپ کے بھائی سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہوئے اور ان کی خدمت میں اسے پیش کیا گیا یہ ہر قسم کے جڑاؤ اور جواہر سے مرصع تھا جسے دیکھ کر بادشاہ اور درباری سب دنگ رہ گئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مائدہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا تھا واللہ اعلم،

مسند احمد میں ہے کہ قریشیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ صفا پہاڑ کو ہمارے لئے سونے کا بنادے تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے، آپ نے فرمایا بالکل سچا وعدہ ہے، انہوں نے کہا نہایت پختہ اور بالکل سچا۔ آپ نے دعا کی اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں کوہ صفا کو سونے کا بنا دیتا ہوں لیکن اگر پھر ان لوگوں نے کفر کیا تو میں انہیں وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دیا ہو اس پر بھی اگر آپ کا ارادہ ہو تو میں ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دوں۔ آپ نے فرمایا یا اللہ معاف فرما، توبہ اور رحمت کا دروازہ ہی کھول دے، یہ حدیث ابن مردویہ اور مستدرک حاکم میں بھی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اہل کتاب، قاتلان انبیاء، عیسیٰ علیہ السلام کی روداد اور مراحل قیامت

اہل کتاب کے ان گناہوں کا بیان ہو رہا ہے جن کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمتوں سے دور ڈال دیئے گئے اور ملعون و جلاوطن کر دیئے گئے اولاً ان کی عہد شکنیہ تھی کہ جو وعدے انہوں نے اللہ سے کئے ان پر قائم نہ رہے، دوسرے اللہ کی آیتوں یعنی حجت و دلیل اور نبیوں کے معجزوں سے انکار اور کفر، تیرسے بلا وجہ، ناحق انبیاء کرام کا قتل۔ ان کے رسولوں کی ایک بڑی جماعت ان کے ہاتھوں قتل ہوئی۔ چوتھی ان کا یہ خیال اور قول کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں یعنی پردے میں ہیں، جیسے مشرکین نے کہا تھا آیت (وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ) (41۔فصلت:5) یعنی "اے نبی تیری دعوت سے ہمارے دل پردے میں ہیں" اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ "ہمارے دل علم کے ظروف ہیں وہ علم و عرفان سے پُر ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف حاسد یہودیوں کا واقعہ

پھر ان کا جرم عظیم بیان ہو رہا ہے کہ انہوں نے سیدہ مریم علیہا السلام پر زنا کاری جیسی بدترین اور شرمناک تہمت لگائی اور اسی زنا کاری کے حمل سے حضرت عیسیٰ کو پیدا شدہ بتایا، بعض نے اس سے بھی ایک قدم آگے رکھا اور کہا کہ یہ بدکاری حیض کی حالت میں ہوئی تھی۔ اللہ کی ان پر پھٹکار ہو کہ ان کی بدزبانی سے اللہ کے مقبول بندے بھی نہ بچ سکے۔ پھر ان کا چھٹا گناہ بیان ہو رہا ہے کہ یہ بطور تمسخر اور اپنی بڑائی کے یہ ہانک بھی لگاتے ہیں کہ "ہم نے حضرت عیسیٰ کو مار ڈالا" جیسے کہ بطور تمسخر کے مشرکین حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ہے تو تو مجنون ہے۔

پورا واقعہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت دے کر بھیجا اور آپ کے ہاتھ پر بڑے بڑے معجزے دکھائے مثلاً بچپن کے اندھوں کو بینا کرنا، کوڑھیوں کو اچھا کرنا، مردوں کو زندہ کرنا، مٹی کے پرند بنا کر پھونک مارنا اور ان کا جاندار ہو کر

اڑ جانا وغیرہ تو یہودیوں کو سخت طیش آیا اور مخالفت پر کمربستہ ہو گئے اور ہر طرح سے ایذاء رسانی شروع کر دی، آپ کی زندگی تنگ کر دی، کسی بستی میں چند دن آرام کرنا بھی آپ کو نصیب نہ ہوا، ساری عمر جنگلوں اور بیابانوں میں اپنی والدہ کے ساتھ سیاحت میں گذاری، پھر بھی انہیں چین نہ لینے دیا، یہ دمشق کے بادشاہ کے پاس گئے جو ستارہ پرست مشرک شخص تھا (اس مذہب والوں کے ملک کو اس وقت یونان کہا جاتا تھا) یہ بہت روئے پیٹے اور بدشاہ کو حضرت عیسیٰ کے خلاف اکسایا اور کہا کہ یہ شخص بڑا مفسد ہے۔ لوگوں کو بہکا رہا ہے، روز نئے فتنے کھڑے کرتا ہے،

امن میں خلل ڈالتا ہے۔ لوگوں کو بغاوت پہ اکساتا ہے وغیرہ۔ بادشاہ نے اپنے گورنر کو جو بیت المقدس میں تھا، ایک فرمان لکھا کہ وہ حضرت عیسیٰ کو گرفتار کر لے اور سولی پر چڑھا کر اس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھ کر لوگوں کو اس دکھ سے نجات دلوائے۔ اس نے فرمان شاہی پڑھ کر یہودیوں کے ایک گروہ کو اپنے ساتھ لے کر اس مکان کا محاصرہ کر لیا جس میں روح اللہ تھے، آپ کے ساتھ اس وقت بارہ تیرہ یا زیادہ سے زیادہ ستر آدمی تھے،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کی گرفتاری کا واقعہ

جمعہ کے دن عصر کے بعد اس نے محاصرہ کیا اور ہفتہ کی رات تک مکان کو گھیرے میں لئے رہا جب حضرت عیسیٰ نے یہ محسوس کر لیا کہ اب وہ مکان میں گھس کر آپ کو گرفتار کر لیں گے یا آپ کو خود باہر نکلنا پڑے گا تو آپ نے صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس پر میری مشابہت ڈال دی جائے یعنی اس کی صورت اللہ مجھ جیسی بنا دے اور وہ ان کے ہاتھوں گرفتار ہو اور مجھے اللہ خلاصی دے؟ میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔" اس پر ایک نوجوان نے کہا مجھے یہ منظور ہے لیکن حضرت عیسیٰ نے انہیں اس قابل نہ جان کر دوبارہ یہی کہا،

تیسری دفعہ بھی کہا مگر ہر مرتبہ صرف یہی تیار ہوئے رضی اللہ عنہ۔ اب آپ نے یہی منظور فرما لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی صورت قدرتاً بدل گئی بالکل یہ معلوم ہونے لگا کہ حضرت عیسیٰ یہی ہیں اور چھت کی طرف ایک روزن نمودار ہو گیا اور حضرت عیسیٰ کی اونگھ کی حالت ہو گئی اور اسی طرح وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے آیت (اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ) (3-آل عمران:55) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے عیسیٰ میں تم سے مکمل تعاون کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔" حضرت روح اللہ کے سوئے ہوئے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد یہ لوگ اس گھر سے باہر نکلے، یہودیوں کی جماعت نے اس بزرگ صحابی کو جس پر جناب مسیح علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی تھی عیسیٰ سمجھ کر پکڑ لیا اور راتوں رات اسے سولی پر چڑھا کر اس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھ دیا۔

یہودیوں کے ہاتھوں میں گمراہ ہونے والے عیسائیوں کا واقعہ

اب یہود خوشیاں منانے لگے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا اور لطف تو یہ ہے کہ عیسائیوں کی کم عقل اور جاہل جماعت نے

بھی یہودیوں کی ہاں میں ہاں ملادی اور ہاں صرف وہ لوگ جو مسیح علیہ السلام کے ساتھ اس مکان میں تھے اور جنہیں یقینی طور پر معلوم تھا کہ مسیح آسمان پر چڑھالئے گئے اور یہ فلاں شخص ہے جو دھوکے میں ان کی جگہ کام آیا۔ باقی عیسائی بھی یہودیوں کا ساراگ الاپنے لگے، یہاں تک کہ پھر یہ بھی گھڑلیا کہ عیسیٰ کی والدہ سولی تلے بیٹھ کر روتی چلاتی رہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے کچھ باتیں بھی کیں۔

دراصل یہ سب باتیں اللہ کی طرف سے اپنے بزرگ بندوں کا امتحان ہیں جو اس کی حکمت بالغہ کا تقاضا ہے، پس اس غلطی کو اللہ تعالیٰ نے واضح اور ظاہر کر کے حقیقت حال سے اپنے بندوں کو مطلع فرمادیا اور اپنے سب سے بہتر رسول اور بڑے مرتبے والے پیغمبر کی زبانی اپنے پاک، سچے اور بہترین کلام میں صاف فرمادیا کہ "حقیقتاً نہ کسی نے حضرت عیسیٰ کو قتل کیا، نہ سولی دی بلکہ ان کی شبیہ جس پر ڈالی گئی تھی، اسے عیسیٰ ہی سمجھ بیٹھے، جو یہود ونصاریٰ آپ کے قتل کے قائل ہو گئے وہ سب کے سب شک وشبہ میں حیرت و ضلالت میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں نہ انہیں خود کچھ علم ہے صرف سنی سنائی باتوں پہ یقین کے سوا کوئی ان کے پاس دلیل نہیں۔

اسی لئے پھر اسی کے متصل فرمادیا کہ "یہ یقینی امر ہے کہ روح اللہ کو کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ جناب باری عز اسمہ نے جو غالب تر ہے اور جس کی قدرتیں بندوں کے فہم میں بھی نہیں آسکتیں اور جس کی حکمتوں کی تہ تک اور کاموں کی لم تک کوئی نہیں پہنچ سکتا، اپنے خاص بندے کو جنہیں اپنی روح کہا تھا اپنے پاس اٹھالیا" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانا چاہا تھا، آپ گھر میں آئے اور گھر میں بارہ حواری تھے، آپ کے بالوں سے اپنی کے قطرے ٹپک رہے تھے، آپ نے فرمایا! تم میں بعض ایسے ہیں جو مجھ پر ایمان لا چکے ہیں مگر کچھ مجھ سے کفر کریں گے۔ پھر آپ نے فرمایا "تم میں سے کون شخص اسے پسند کرتا ہے کہ اس پر میری شبیہ ڈالی جائے اور میری جگہ وہ قتل کردیا جائے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت روح اللہ کی پیش گوئی کے مطابق بعض نے آپ سے بارہ بارہ بار کفر کیا۔ پھر ان کے تین گروہ ہو گئے، یعقوبیہ، نسطوریہ اور مسلمان، یعقوبیہ تو کہنے لگے خود اللہ ہم میں تھا، جب تک چاہا رہا، پھر آسمان پر چڑھ گیا، نسطوریہ کا خیال ہو گیا کہ اللہ کا لڑکا ہم میں تھا، جسے ایک زمانے تک ہم میں رکھ کر پھر اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ رہا کہ اللہ کا بندہ اور رسول ہم میں تھا جب تک اللہ نے چاہا وہ ہم میں رہا اور پھر اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔ ان پہلے دو گمراہ فرقوں کا زور ہو گیا اور انہوں نے تیسرے سچے اور اچھے فرقے کو کچلنا اور دبانا شروع کیا،

چنانچہ یہ کمزور ہوتے گئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اسلام کو غالب کیا۔ اس کی اسناد بالکل صحیح ہے اور نسائی میں حضرت ابو معاویہ سے بھی یہی منقول ہے اسی طرح سلف میں سے بہت سے بزرگوں کا قول ہے،

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس وقت شاہی سپاہی اور یہودی حضرت عیسیٰ پر چڑھ دوڑے اور گھیرا ڈال دیا اس وقت آپ کے ساتھ سترہ آدمی تھے۔ ان لوگوں نے جب دروازے کھول کر دیکھا تو دیکھا کہ سب کے سب حضرت عیسیٰ کی

صورت میں ہیں تو کہنے لگے تم لوگوں نے ہم پر جادو کر دیا ہے، اب یا تو تم اسے جو حقیقی عیسیٰ ہوں ہمیں سونپ دو یا اسے منظور کرلو کہ ہم تم سب کو قتل کر ڈالیں۔ یہ سن کر روح اللہ نے فرمایا" کوئی ہے جو جنت میں میرا رفیق بنے اور یہاں میرے بدلے سولی پر چڑھنا منظور کرے" ایک صحابی اس کے لئے تیار ہو گئے اور کہنے لگے عیسیٰ میں تیار ہوں، چنانچہ دشمنان دین نے انہیں گرفتار کیا قتل کیا اور سولی چڑھایا اور بغلیں بجانے لگے کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کیا، حالانکہ دراصل ایسا نہیں ہوا بلکہ وہ دھوکے میں پڑ گئے اور اللہ نے اپنے رسول کو اسی وقت اپنے پاس چڑھالیا۔

حواریان عیسیٰ علیہ السلام کیلئے خشوع سے پہلے نیند آنے کا واقعہ

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ وحی کر دیا کہ وہ دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں تو آپ پر بہت گراں گذرا اور موت کی گھبراہٹ بڑھ گئی تو آپ نے حواریوں کی دعوت کی، کھانا تیار کیا اور سب سے کہدیا کہ آج رات کو میرے پاس تم سب ضرور آنا، مجھے ایک ضروری کام ہے۔ جب وہ آئے تو خود کھانا کھلایا سب کام کاج اپنے ہاتھوں کرتے رہے، جب وہ کھا چکے تو خود ان کے ہاتھ دھلائے اور اپنے کپڑوں سے ان کے ہاتھ پونچھے یہ ان پر بھاری پڑا اور برا بھی لگا لیکن آپ نے فرمایا: اس رات میں جو کچھ کر رہا ہوں، اگر تم میں سے کسی نے مجھے اس سے روکا تو میرا اس کا کچھ واسطہ نہیں نہ وہ میرا نہ میں اس کا۔

چنانچہ وہ سب خاموش رہے۔ جب آپ ان تمام کاموں سے فارغ ہو گئے تو فرمایا دیکھو! تمہارے نزدیک میں تم سب سے بڑے مرتبے والا ہوں اور میں نے تمہاری خدمت خود کی ہے، یہ اس لئے کہ تم میری اس سنت کے عامل بن جاؤ، خبردار تم میں سے کوئی اپنے آپ کو اپنے بھائیوں سے بڑا نہ سمجھے، بلکہ ہر بڑا چھوٹے کی خدمت کرے، جس طرح خود میں نے تمہاری خدمت کی ہے۔ اب تم سے میرا جو خاص کام تھا جس کی وجہ سے آج میں نے تمہیں بلایا ہے وہ بھی سن لو کہ " تم سب مل کر آج رات بھر خشوع و خضوع سے میرے لئے دعائیں کرو کہ اللہ میری اجل کو مؤخر کر دے۔

چنانچہ سب نے دعائیں شروع کیں لیکن خشوع و خضوع کا وقت آنے سے پہلے ہی اس طرح انہیں نیند آنے لگی کہ زبان سے ایک لفظ نکالنا مشکل ہو گیا، آپ نے انہیں بیدار کی کوشش میں ایک ایک کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہا تمہیں کیا ہوگا؟ ایک رات بھی جاگ نہیں سکتے؟ میری مدد نہیں کرتے؟ لیکن سب نے جواب دیا اے رسول اللہ ہم خود حیران ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ایک چھوڑ کئی کئی راتیں جاگتے تھے، جاگنے کے عادی ہیں لیکن اللہ جانے، آج کیا بات ہے کہ بری طرح نیند نے گھیر رکھا ہے، دعا کے اور ہمارے درمیان کوئی قدرتی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے تو آپ نے فرمایا! اچھا پھر چرواہا رہے گا اور بکریاں تین تیرہ ہو جائیں گی، غرض اشاروں کنایوں میں اپنا مطلب ظاہر کرتے رہے، پھر فرمایا" دیکھو تم میں سے ایک شخص صبح کا مرغ بولنے سے پہلے تین مرتبہ میرے ساتھ کفر کرے گا اور تم میں سے ایک چند درہموں کے بدلے مجھے بیچ دے گا اور میری قیمت کھائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ بتانے والے بد بخت عیسائی کا واقعہ

اب یہ لوگ یہاں سے باہر نکلے ادھر ادھر چلے گئے، یہود جو اپنی جستجو میں تھے، انہوں نے شمعون حواری کو پہچان کر اسے پکڑا اور

کہا یہ بھی اس کا ساتھی ہے، مگر شمعون نے کہا "غلط ہے میں اس کا ساتھی نہیں ہوں۔ انہوں نے یہ باور کر کے اسے چھوڑ دیا لیکن کچھ آگے جا کر یہ دوسری جماعت کے ہاتھ لگ گیا، وہاں سے بھی اسی طرح انکار کر کے اپنا آپ چھڑایا۔ اتنے میں مرغ نے بانگ دی اب یہ پچھتانے لگے اور سخت غمگین ہوئے۔ صبح ایک حواری یہودیوں کے پاس پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں تمہیں عیسیٰ کا پتہ بتادوں تو تم مجھے کیا دلواؤ گے؟ انہوں نے کہا تیس درہم، چنانچہ اس نے وہ رقم لے لی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ بتادیا۔ اس سے پہلے وہ شبہ میں تھے، اب انہوں نے گرفتار کرلیا اور رسیوں میں جکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لے چلے اور بطور طعنہ زنی کے کہتے جاتے تھے کہ آپ تو مردوں کو زندہ کرتے تھے، جنات کو بھگا دیا کرتے تھے، مجنون کو اچھا کر دیا کرتے تھے، اب کیا بات ہے کہ خود اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے ان رسیوں کو بھی نہیں توڑ سکتے، تھو ہے تمہارے منہ پر! یہ کہتے جاتے تھے اور کانٹے ان کے اوپر ڈالتے جاتے تھے۔ اسی طرح بیدردی سے گھسیٹتے ہوئے جب اس لکڑی کے پاس لائے جہاں سولی دینا تھی اور ارادہ کیا کہ سولی پر چڑھا دیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنی طرف چڑھا لیا اور انہوں نے دوسرے شخص کو جو آپ کے مشابہ تھا سولی پر چڑھا دیا۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا سات دن کے بعد مقام سولی پر آنے کا واقعہ

پھر سات دن کے بعد حضرت مریم اور وہ عورت جس کو حضرت عیسیٰ نے جن سے نجات دلوائی تھی۔ وہاں آئیں اور رونے پیٹنے لگیں تو ان کے پاس حضرت عیسیٰ آئے اور ان سے کہا کہ " کیوں روتی ہو؟ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف بلند کرلیا ہے اور مجھے ان کی اذیتیں نہیں پہنچیں، ان پر تو شبہ ڈال دیا گیا ہے میرے حواریوں سے کہو کہ مجھ سے فلاں جگہ ملیں" چنانچہ یہ بشارت جب حواریوں کو ملی تو وہ سب کے سب گیارہ آدمی اس جگہ پہنچے، جس حواری نے آپ کو بیچا تھا، اسے انہوں نے وہاں نہ پایا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ندامت اور شرمندگی کی وجہ سے اپنا گلا گھونٹ کر آپ ہی مر گیا، اس نے خودکشی کرلی۔ آپ نے فرمایا "اگر وہ توبہ کرتا تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا۔

" پھر پوچھا کہ یہ بچہ جو تمہارے ساتھ ہے، اس کا نام یحییٰ ہے، اب یہ تمہارا ساتھی ہے سنو صبح کو تمہاری زبانیں بدل دی جائیں گی، ہر شخص اپنی اپنی قوم کی زبان بولنے لگے گا، اسے چاہئے کہ اسی قوم میں جا کر اسے میری دعوت پہنچائے اور اللہ سے ڈرائے۔ یہ واقعہ نہایت ہی غریب ہے، ابن اسحاق کا قول ہے کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ جس نے حضرت عیسیٰ کے قتل کے لئے اپنی فوج بھیجی تھی اس کا نام داؤد تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں کے نام

حضرت عیسیٰ اس وقت سخت گھبراہٹ میں تھے، کوئی شخص اپنی موت سے اس قدر پریشان حواس باختہ اور اس قدر روا ویلا کرنے والا نہ ہوگا، جس قدر آپ نے اس وقت کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا یا اللہ اگر تو موت کے پیالے کو کسی سے بھی ٹالنے والا ہے تو مجھ سے ٹال دے اور یہاں تک کہ گھبراہٹ اور خوف کے مارے ان کے بدن سے خون پھوٹ کر بہنے لگا، اس وقت اس مکان میں آپ کے ساتھ بارہ حواری تھے، جن کے نام یہ ہیں فرطوس، یعقوبس، ربداء، یحنس، (یعقوب کا بھائی) اندارا ابلیس، فیلبس، ابن یلما، منتا

طوماس، یعقوب بن حلقایا، نداوسیس، قتابیا، لیودس وکریایوطا۔ بعض کہتے ہیں تیرہ آدمی تھے اور ایک کا نام سرجس تھا۔ اسی نے اپنا آپ سولی پر چڑھایا جانا حضرت عیسیٰ کی بشارت پر منظور کیا تھا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چڑھالئے گئے اور بقیہ لوگ یہودیوں کے ہاتھوں میں اسیر ہوگئے، اب جو گنتی گنتے ہیں تو ایک کم نکلا۔ اس کے بارے میں ان میں آپس میں اختلاف ہوا۔ یہ لوگ جب اس جماعت پر چھاپہ مارتے ہیں اور انہیں گرفتار کرنا چاہتے ہیں تو حضرت عیسیٰ کو چونکہ پہچانتے نہ تھے تو لیودس وکریایوطا نے تیس درہم لے کر ان سے کہا تھا کہ میں سب سے پہلے جاتا ہوں جسے میں جا کر بوسہ دوں تم سمجھ لینا کہ عیسیٰ وہی ہے، جب یہ اندر پہنچتے ہیں،

اس وقت حضرت عیسیٰ اٹھالئے گئے تھے اور حضرت سرجس آپ کی صورت میں بنادیئے گئے تھے، اس نے جا کر حسب قرارداد انہی کا بوسہ لیا اور یہ گرفتار کر لئے گئے پھر تو یہ بہت نادم ہوا اور اپنے گلے میں رسی ڈال کر پھانسی پر لٹک گیا اور نصرانیوں میں ملعون بنا۔ بعض کہتے ہیں اس کا نام یودس رکریابوطا تھا، یہ جیسے ہی حضرت عیسیٰ کی پہچان کرانے کے لئے اس گھر میں داخل ہوا، حضرت عیسیٰ تو اٹھالئے گئے اور خود اس کی صورت حضرت عیسیٰ جیسی ہوگئی اور اسی کو لوگوں نے پکڑ لیا، یہ ہزار چیختا چلاتا رہا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں، میں تو تمہارا ساتھی ہوں، میں نے ہی تو تمہیں عیسیٰ کا پتہ دیا تھا لیکن کون سنتا؟ آخر اسی کو تختہ دار پر لٹکا دیا، اب اللہ ہی کو علم ہے کہ یہی تھا یا وہ تھا، جس کا ذکر پہلے ہوا۔

حضرت مجاہد کا قول ہے کہ حضرت روح اللہ کی مشابہت جس پر ڈال دی گئی تھی اسے صلیب پر چڑھایا اور حضرت عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں "حضرت عیسیٰ کی شبیہ آپ کے ان تمام ساتھیوں پر ڈال دی گئی تھی۔" اس کے بعد ذکر ہوتا ہے کہ جناب روح اللہ کی موت سے پہلے جملہ اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے اور قیامت تک آپ ان کے گواہ ہوں گے۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں اس کی تفسیر میں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ عیسیٰ موت سے پہلے یعنی جب آپ دجال کو قتل کرنے کے لئے دوبارہ زمین پر آئیں گے اس وقت تمام مذاہب ختم ہو چکے ہوں گے اور صرف ملت اسلامیہ جو دراصل ابراہیم حنیف کی ملت ہے رہ جائے گی۔ ابن عباس فرماتے ہیں (موتہ) سے مراد موت عیسیٰ ہے ابو مالک فرماتے ہیں جب جناب مسیح اتریں گے، اس وقت کل اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔

ابن عباس سے اور روایت میں ہے خصوصاً یہودی ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔ حسن بصری فرماتے ہیں یعنی نجاشی اور ان کے ساتھی آپ سے مروی ہے کہ قسم اللہ کی حضرت عیسیٰ اللہ کے پاس اب زندہ موجود ہیں۔ جب آپ زمین پر نازل ہوں گے، اس وقت اہل کتاب میں سے ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔ آپ سے جب اس آیت کی تفسیر پوچھی جاتی ہے تو آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو اپنے پاس اٹھالیا ہے اور قیامت سے پہلے آپ کو دوبارہ زمین پر اس حیثیت سے بھیجے گا کہ ہر نیک و بد آپ پر ایمان لائے گا۔

حضرت قتادہ، حضرت عبدالرحمن وغیرہ بہت سے مفسرین کا یہی فیصلہ ہے اور یہی قول حق ہے اور یہی تفسیر بالکل ٹھیک ہے، انشاءاللہ العظیم اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی توفیق سے ہم اسے بادلائل ثابت کریں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ہر اہل کتاب آپ پر اپنی موت سے پہلے ایمان لاتا ہے۔ اس لئے کہ موت کے وقت حق و باطل سب کھل جاتا ہے تو ہر کتابی حضرت عیسیٰ کی حقانیت کو زمین سے سدھارنے سے پہلے یاد کر لیتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کوئی یہودی نہیں مرتا جب تک کہ وہ حضرت روح اللہ پر ایمان نہ لائے۔

حضرت مجاہد کا یہی قول ہے۔ بلکہ ابن عباس سے تو یہاں تک مروی ہے کہ اگر کسی اہل کتاب کی گردن تلوار سے اڑا دی جائے تو اس کی روح نہیں نکلتی جب تک کہ وہ حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لائے اور یہ نہ کہدے کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حضرت ابی کی تو قرأت میں (قبل موتھم) ہے۔ ابن عباس سے پوچھا جاتا ہے کہ فرض کرو کوئی دیوار سے گر کر مر جائے؟ فرمایا پھر بھی اس درمیانی فاصلے میں وہ ایمان لا چکتا ہے۔ عکرمہ، محمد بن سیرین، محمد ضحاک، سعید بن جبیر سے بھی یہی مروی ہے۔ ایک قول امام حسن سے ایسا بھی مروی ہے کہ جس کا مطلب پہلے قول کا سا بھی ہوسکتا ہے اور حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے کا بھی ہوسکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ اصحاب کا واقعہ

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب اللہ کا ارادہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھالے آپ نہا دھو کر اپنے اصحاب کے پاس آئے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے یہ بارہ صحابہ تھے جو ایک گھر میں بیٹھے ہوئے تھے آتے ہی فرمایا تم میں وہ بھی ہیں جو مجھ پر ایمان لا چکے ہیں لیکن پھر میرے ساتھ کفر کریں گے اور ایک دو دفعہ نہیں بلکہ بارہ بارہ مرتبہ، پھر فرمایا تم میں سے کون اس بات پر آمادہ ہے کہ اس پر میری مشابہت ڈالی جائے اور وہ میرے بدلے قتل کیا جائے اور جنت میں میرے درجے میں میرا ساتھی بنے، ایک نوجوان جوان سب میں کم عمر تھا، اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے آپ کو پیش کیا، آپ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ، پھر وہی بات کہی اب کی مرتبہ بھی کم عمر نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔

حضرت عیسیٰ نے اب کی مرتبہ بھی انہیں بٹھا دیا، پھر تیسری مرتبہ یہی سوال کیا، اب کی مرتبہ بھی یہی نوجوان کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا بہت بہتر، اسی وقت ان کی شکل وصورت بالکل حضرت عیسیٰ جیسی ہوگئی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس گھر کے ایک روزن سے آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے۔ اب یہودیوں کی فوج آئی اور انہوں نے اس نوجوان کو حضرت عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا اور حضرت عیسیٰ کی پیشین گوئی کے مطابق ان باقی کے گیارہ لوگوں میں سے بعض نے بارہ بارہ مرتبہ کفر کیا، حالانکہ وہ اس سے پہلے ایماندار تھے، پھر بنی اسرائیل کے ماننے والے گروہ کے تین فرقے ہوگئے، ایک فرقے نے تو کہا کہ خود اللہ ہمارے درمیان بصورت مسیح تھا، جب تک چاہا رہا پھر آسمان پر چڑھ گیا، انہیں یعقوبیہ کہا جاتا ہے۔

ایک فرقے نے کہا ہم میں اللہ کا بیٹا تھا جب تک اللہ نے چاہا اسے ہم میں رکھا اور جب چاہا اپنی طرف چڑھا لیا، انہیں سطوریہ کہا جاتا ہے، تیسری جماعت حق پر قائم رہی ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول حضرت عیسیٰ ہم میں تھے، جب تک

اللہ کا ارادہ رہا آپ ہم میں موجود رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا، یہ جماعت مسلمانوں کی ہے۔ پھر ان دونوں کافر جماعتوں کی طاقت بڑھ گئی اور انہوں نے ان مسلمانوں کو مار پیٹ کر قتل وغارت کرنا شروع کیا اور یہ دبے بھی ہوئے اور مغلوب ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، پس بنی اسرائیل کی وہ مسلمان جماعت آپ پر بھی ایمان لائی اور ان کافر جماعتوں نے آپ سے بھی کفر کیا، ان ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور انہیں ان کے دشمنوں پر غالب کردیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غالب آجانا اور دین اسلام کا تمام ادیان کو مغلوب کردینا ہی ان کا غالب آنا اور اپنے دشمنوں پر فتح پانا ہے۔ (تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر مطبوعہ، بیروت)

بَابُ 69: بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِیْ لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْاِيمَانُ

اس زمانے کا بیان جس میں ایمان (لانا بھی) قبول نہیں ہوگا

304 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُونَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِی اِيمَانِهَا خَيْرًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے نہ نکل آئے۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا تو اس وقت سب لوگ ایمان لے آئیں گے لیکن جو شخص پہلے سے مومن نہیں تھا یا اس نے نیک کام نہیں کیے تھے اس وقت ایمان قبول کرنے کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر چونکہ قیامت کا آنا متعین ہوجائے گا اور اس وقت اس دنیا کی پرفریب زندگی کا پردہ اس طرح چاک ہوجائے گا کہ آخرت کی زندگی اور وہاں کے احوال، نظر و مشاہدہ میں آجائیں گے اس لئے اس وقت کفر اور گناہوں سے توبہ کرنا اور ایمان قبول کرنا معتبر نہیں ہوگا کیونکہ ایمان تو وہی معتبر ہے جو غیب پر یقین کے ساتھ ہو۔ یہاں حدیث میں مغرب کی طرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو باقی دونوں سے پہلے ذکر کیا گیا ہے جب کہ وقوع پذیر ہونے کے اعتبار سے اس کا نمبر بعد میں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کے قبول ہونے کا اصل مدار اسی پر ہے یعنی توبہ اور ایمان کا قبول نہ ہونا اسی وقت ہوگا جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا، لہٰذا پہلے اس کا ذکر کیا گیا اور اس کے ساتھ دو اور نشانیوں یعنی دجال اور دابۃ الارض کے نکلنے کو بھی ملا دیا گیا۔

حدیث 304: بخاری (4359)، (4360)، (6141) ابو داؤد (4312)، ترمذی (3071)، (3072)، ابن ماجہ (4068)، (4069)، (4070)، احمد (6531)، (7161)، (7697)، ابن حبان (629)، (6838)، مستدرک (3879)، (7671)، بیہقی (18397)، ابویعلیٰ (1353)، (6085)، (6170)، معجم کبیر (8022)، (8937)، (9020)

305- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُو كُرَيْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ كِلاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ لْعَلاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

306- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ جَمِيْعًا عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاثٌ اِذَا خَرَجْنَ لا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (قیامت کے قرب کی) تین علامات ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو جو شخص ان کے ظہور سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا' یا ایمان لانے کے بعد اس نے کوئی نیکی نہیں کی تھی' اس شخص کو اس وقت ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ (وہ علامات یہ ہیں) سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا' دجال کا خروج' دابۃ الارض کا ظہور۔

شرح

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ظاہر ہونے کے اعتبار سے قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں پر دابۃ الارض کا نکلنا اور ان سے اس کا بات کرنا ہے ان دونوں مذکورہ نشانیوں میں سے جو نشانی پہلے ظاہر ہوگی اس کے جلد ہی بعد دوسری ظاہر ہو جائے گی۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 32)

علامہ طیبی نے اس حدیث کی وضاحت میں کہا ہے کہ اگر یہاں اشکال پیدا ہو کہ آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا' قیامت کی سب سے پہلی نشانی نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے تو دھویں اور دجال کا ظہور ہو چکا ہوگا؟ تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ جن چیزوں کو قیامت کی نشانیاں قرار دیا گیا ہے ان کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ نشانیاں ہیں جو قیامت کے وقت قریب آ جانے کی علامت ہیں اور دوسری وہ نشانیاں ہیں جو قیام قیامت کے وجود اور اس کے آ جانے پر دلالت کریں گی پس پہلی قسم کی نشانیوں سے

حدیث 306: بخاری (4359)' (4360)' (6141)' ابوداؤد (4312)' ترمذی (3071)' (3072)' ابن ماجہ (4068)' (4069)' (4070)' احمد (6531)' (7161)' (7697)' ابن حبان (6838)' مستدرک (3879)' (7371)' بیہقی (18397)' ابویعلیٰ (1353)' (6085)' (6170)' معجم کبیر (8022)' (8937)' (9020)

سب سے پہلی نشانی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے اور پھر آخری کی باقی نشانیوں میں سے دھواں، دجال کا نکلنا اور اس طرح کی دوسری علامتیں ہیں دوسری قسم کی نشانیوں میں سے آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا زلزلہ اور اس آگ کا نمودار ہونا ہے جو لوگوں کو گھیر ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گی، چنانچہ مغرب کی طرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو سب سے پہلی نشانی ان اعتبار سے فرمایا گیا ہے کہ اسی نشانی سے دوسری قسم کی نشانیوں کی ابتداء ہوگی۔ وخروج الدابۃ علی الناس میں لفظ خروج کا عطف طلوع الشمس پر ہے جو لفظ اول کی خبر ہے، اس صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ سب سے پہلی نشانی، ایک سے زائد ہو، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہوگا، لہٰذا ابن مالک نے کہا ہے کہ خروج میں حرف واؤ شاید کہ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

اس صورت میں عبارت کا ترجمہ یوں ہوگا کہ "قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے پہلی نشانی آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا یا چاشت کے وقت لوگوں پر دابۃ الارض کا نکلنا اور ان سے اس کا بات کرنا ہے" یہ وضاحت نہ صرف یہ کہ حدیث کہ آخری الفاظ لیہما ما کانت الخ کے مطابق ہے بلکہ اس کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں یوں ہے کہ اوخروج الدابۃ علی الناس۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں نشانیوں کے واقع ہونے کے درمیان جو وقفہ ہوگا وہ دوسری نشانیوں کے درمیانی وقفوں کی بہ نسبت بہت کم ہوگا۔

چنانچہ اگر مغرب کی طرف سے آفتاب کا طلوع ہونا پہلے ہوا تو دابۃ الارض کا نکلنا اس کے فوراً بعد ہوگا اور اگر پہلے دابۃ الارض نکلے گا تو مغرب کی طرف سے آفتاب کا طلوع ہونا اس کے فوراً بعد ہوگا! واضح رہے کہ ان دونوں علامتوں کی ترتیب اور تقدم و تاخر کے سلسلے میں تعین کے ساتھ وحی نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ اس بات کو مبہم چھوڑ دیا گیا تھا البتہ اتنا بتا دیا گیا کہ یہ دونوں علامتیں اپنی نوعیت کی اور دوسری علامتوں سے پہلے ظاہر ہوں گی! نیز اس موقع پر یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ جس حدیث میں یہ منقول ہے کہ ان اولہا خروج الدجال (یعنی قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت دجال کا نکلنا ہے) تو وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

307 - حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ ابْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ التَّيْمِيِّ سَمِعَهُ فِيْمَا اَعْلَمُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَجْرِيْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ اِلٰى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِيْ ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِيْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ اِلٰى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِيْ ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِيْ لَا يَسْتَنْكِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَيْئًا حَتّٰى تَنْتَهِيَ اِلٰى مُسْتَقَرِّهَا ذَاكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِيْ اَصْبِحِيْ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَتٰى ذَاكُمْ ذَاكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا

حدیث 307: بخاری (3027)، (4524)، (4525)، ترمذی (2186)، (3227)، احمد (21390)، (21497)، (21581)، ابن حبان (6153)، (6154)، (6152)م

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ چلتا ہوا عرش کے نیچے اپنے مخصوص مقام تک پہنچ کر سجدے میں چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے کہا جاتا ہے اُٹھو! اور اپنی جگہ واپس جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس آ کر اپنے مخصوص مقام سے طلوع ہوتا ہے اور پھر چل کر عرش کے نیچے اپنے مخصوص مقام تک پہنچ کر سجدے میں چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے حکم ہوتا ہے اُٹھو! اور اپنی جگہ واپس جا وہ واپس آتا ہے اور اپنے مخصوص مقام سے طلوع ہوتا ہے۔ یہ معمول یونہی جاری رہے گا اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا یہاں تک کہ ایک دن سورج عرش کے نیچے اپنے مخصوص مقام تک پہنچ کر سجدہ ریز ہوگا تو اسے حکم ملے گا اُٹھو! اور مغرب کی طرف سے طلوع ہو جاؤ تو اگلے دن سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون سا دن ہوگا؟ اس وقت سے پہلے جو شخص مومن نہیں تھا وہ شخص اگر اس وقت ایمان لے بھی آئے تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

شرح

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں **فانها تذهب حتى تسجد تحت العرش** کے الفاظ قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں ہیں جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ **حتى بلغ مغرب الشمس وجدها تغرب في عين حمية** کیونکہ اس آیت کی مراد اصل حد نظر کو بیان کرنا ہے، جب کہ یہاں حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سورج ڈوبنے کی جو بات فرمائی گئی ہے اس کی مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آفتاب عرش کے نیچے پہنچ کر مستقر ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ اس کے مستقر ہونے کی کیفیت و حقیقت کیا ہوتی ہے تو اس کا ادراک اظہار انسانی علم کے احاطہ سے باہر ہے۔ لفظ **تستاذن** میں استیذان سے مراد "حضور حق میں حاضری کی اجازت چاہنا۔" لیا گیا ہے، لیکن اس لفظ کا زیادہ واضح مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ آفتاب عرش کے نیچے سجدہ ریز ہونے کے بعد اپنے معمول کے مطابق طلوع کرنے کی اجازت چاہتا ہو اور اس کو وہ اجازت ہوتی ہے۔ آفتاب کا مستقر عرش کے نیچے ہے" کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد عرش کے نیچے جاتا ہے اور وہاں سجدہ کرتا ہے پھر وہ اجازت طلب کرتا ہے، جس پر اس کو اجازت دی جاتی ہے واضح رہے کہ مذکورہ آیت (وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا، (یٰس:38) کی تفسیر میں بیضاوی نے مستقر" کے کئی معنی بیان کئے ہیں، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے "مستقر" کی اس وضاحت کو قطعاً ذکر نہیں کیا ہے جو بخاری و مسلم کی مذکورہ بالا حدیث میں بیان ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ قابل اعتماد ہے اور جس سے یہ متعین ہو جاتا ہے کہ "مستقر" سے کیا مراد ہے۔

308- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا أَتَدْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

309- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا

الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ قَالَ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ فِيْ قِرَائَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دن میں مسجد میں داخل ہوا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف فرما تھے' جب سورج غروب ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جا کر سجدے کی اجازت مانگتا ہے' تو اسے اجازت ملتی ہے' ایک مرتبہ اسے کہا جائے گا کہ جہاں سے آئے ہو وہیں واپس چلے جاؤ' تو یہ مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق ہے: ''اور سورج کا مخصوص مستقر ہے۔''

310- حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی آیت کا مطلب دریافت کیا: ''سورج اپنے مخصوص راستے پر حرکت کرتا ہے۔'' تو آپ نے فرمایا: اس کا مخصوص راستہ عرش کے نیچے ہے۔

شرح

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ا:۔ عبد بن حمید رحمہ اللہ علیہ والبخاری والترمذی وابن ابی حاتم رحمہ اللہ علیہ وابوالشیخ فی العظمہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ مسجد میں تھا سورج کے غروب ہونے کے وقت آپ نے فرمایا اے ابوذر کیا تو جانتا ہے کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے میں کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں' آپ نے فرمایا یہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اسی کو فرمایا (آیت) والشمس تجری لمستقرلها (اور سورج جو اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے) یعنی اس کا ٹھکانہ عرش کے نیچے ہے۔

۲:۔ سعید بن منصور، احمد و بخاری و مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ابی حاتم رحمہ اللہ علیہ وابوالشیخ وابن مردویہ وبیہقی نے ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (آیت) والشمس تجری لمستقرلها کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا ٹھکانہ عرش کے نیچے ہے۔

سورج کا سجدہ ریز ہونا

۳:۔ سعید بن منصور رحمہ اللہ علیہ واحمد رحمہ اللہ علیہ والترمذی وابن جریر رحمہ اللہ علیہ وابن المنذر رحمہ اللہ علیہ وابن ابی حاتم رحمہ

اللہ علیہ نے ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف فرما رہے تھے آپ نے فرمایا اے ابوذر! کیا تو جانتا ہے کہ یہ کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے رب کے سامنے سجدہ کرتا ہے پھر واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے اور گویا اس سے فرمایا گیا وہاں سے طلوع ہو جہاں سے تو آیا ہے تو وہ اپنے مغرب سے طلوع کرتا ہے پھر یہ (آیت) وذلك مستقر لها (اور یہ اس کا ٹھکانہ ہے) پھر فرمایا اور یہ عبداللہ کی قرأت ہے۔

۴:۔عبدالرزاق وابن المنذر رحمہ اللہ علیہ وابن ابی حاتم رحمہ اللہ علیہ وابوالشیخ نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ (آیت) مستقرلها اگر وہ طلوع کرے تو بنی آدم کے گناہ اس کو لوٹا دیتے ہیں۔ جب وہ غروب ہوتا ہے تو عاجزی کا اظہار کرتا ہے۔ اور سجدہ کرتا ہے، اور اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت دے دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ غروب ہوتا ہے عاجزی کا اظہار کرتا ہے تو اس کو اجازت نہیں ملتی اور وہ کہتا ہے سفر دور ہے اگر مجھے اجازت نہ دی گئی تو میں نہیں پہنچ سکوں گا تو اس کو روک دیا جاتا ہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ اس کو روکنا چاہتا ہے پھر اسے کہا جائے گا اس طرف سے طلوع ہو جس طرف سے غروب ہوتا ہے فرمایا یہ اس دن سے قیامت کا سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا فرمایا (آیت) لاينفع نفسا ايمانها (الانعام آیت ۱۵۸) (کہ کسی شخص کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا)

۵:۔ابوعبید نے اپنے فضائل میں وابن الانباری نے المصاحف میں واحمد نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ وہ اس کو (آیت) والشمس تجری لمستقرلها پڑھتے تھے۔

۶:۔ابن ابی حاتم رحمہ اللہ علیہ وابوالشیخ نے العظمہ میں ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ اگر سورج زمین والوں سے ایک ہی راستہ پر چلتا تو وہ اس سے ڈر جاتے لیکن گرمی کے موسم میں جلد پناہ لیتا ہے اور ایک طرف ہو کر چلتا ہے، سردی کے موسم میں اگر وہ سردی کے موسم میں اس مطلع سے طلوع ہو جو اس کا گرمی کے موسم کا مطلع ہے تو گرمی لوگوں کو بھون ڈالے اور اگر وہ گرمی کے موسم میں اس مطلع سے طلوع ہو جو اس کے سردی کے موسم کا مطلع ہے تو سردی ان کو ہلاک کر دے۔

۷:۔ابن المنذر رحمہ اللہ علیہ وابن ابی حاتم رحمہ اللہ علیہ نے ابوراشد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) والشمس تجری لمستقرلها سے مراد سجدہ کرنے کی جگہ ہے۔

۸:۔عبد بن حمید وابن جریر رحمہ اللہ علیہ وابن ابی حاتم رحمہ اللہ علیہ وابن الانباری نے المصاحف میں قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ (آیت) والشمس تجری لمستقرلها سے مراد ہے کہ (سورج چلتا ہے) اپنے وقت اور مدت میں اس سے تجاوز نہیں کرتا۔ (تفسیر درمنثور، سورہ یٰسین، بیروت)

والشمس تجری لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم اور (قدرت کی ایک نشانی) سورج ہے جو اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ یہ اندازہ مقرر کیا ہوا اس اللہ کا ہے جو غالب (اور) باعلم ہے۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ یعنی اپنے دائرہ کے اندر سورج اس طرح چلتا رہتا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔ یہ شب وروز کی پیدائش کی

علت کا بیان ہے۔

مُسْتَقَرٍّ لَّهَا استقر مصدر میمی ہے یعنی ایک طریقہ کی رفتار پر برقرار رہنے کیلئے یا مستقر ظرف ہے یعنی دورے کا آخری نقطہ (جہاں ایک دورہ ختم ہوتا ہے) آفتاب کی سیر کو مسافر کی رفتار سے تشبیہ دی۔ جس طرح مسافر اپنا سفر طے کرتا ہے اسی طرح سورج بھی اپنی رفتار جاری رکھتا ہے یا مستقر سے مراد ہے زوال سے کچھ پہلے وسط سماء کا مرکزی نقطہ اس جگہ سورج کی رفتار بہت سست پڑ جاتی ہے کہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ سورج ٹھہر گیا یا مستقر سے مراد ہے گرمی کے موسم میں انتہائی بلندی پر پہنچ جانے کا اور سردی کے موسم میں آخری ہبوط (نزول) پر آ جانے کا مقام یا مستقر سے مراد ہیں مشارق و مغارب کا منتہاء سورج کے پورے دورے میں ۳۶۵ طلوع ہونے کے مقامات اور اتنے ہی غروب ہونے کے مقامات ہوتے ہیں۔ روزانہ نئے مطلع سے نکلتا اور نئے مغرب میں چھپتا ہے اور آئندہ سال تک نہ پھر اس مطلع سے طلوع ہوتا ہے نہ اس مغرب میں غروب ہوتا ہے یا مستقر سے مراد ہے دنیا کے تباہ ہونے کے وقت سورج کی رفتار ختم ہو جانے کا مقام۔

بظاہر سورج کی رفتار میں ٹھہراؤ اور وقفۂ منزل نظر نہیں آتا اسلئے مذکورہ تاویلوں کی ضرورت پڑی۔ حضرت ابن مسعود کی قراءت سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ سورج کی کوئی قرارگاہ نہیں ہے۔

بغوی نے عمرو بن دینار کی روایت سے جو حضرت ابن عباس کے حوالہ سے نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت ابن مسعود نے وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لَا لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا پڑھا۔

لیکن صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے رواہ البخاری فی الصحیح۔

بغوی نے حضرت ابوذر کی روایت سے لکھا ہے کہ جس وقت سورج غروب ہوا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں چلا جاتا ہے؟ حضرت ابوذر نے کہا کہ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کو بخوبی علم ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یہ جا کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور (آگے چلنے کی) اجازت طلب کرتا ہے اس کو اجازت دے دی جاتی ہے۔ لیکن عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ یہ سجدہ کرے گا اور سجدہ قبول نہ ہوگا اور (آگے جانے کی) اجازت طلب کرے گا مگر اس کو اجازت نہیں ملے گی اور حکم دیا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا۔ چنانچہ وہ (لوٹ کر) مغرب سے طلوع ہوگا۔ یہی مطلب ہے آیت وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے متفق علیہ۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ غروب ہونے کے بعد طلوع ہونے سے قبل سورج عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے پھر اس کو مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت مل جاتی ہے تو وہ طلوع ہو جاتا ہے لیکن عنقریب مشرق سے نکلنے کی اجازت اس کو نہیں ملے گی بلکہ مغرب سے برآمد ہونے کی اجازت ملے گی اور وہ مغرب سے نکلے گا۔ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ایک نشانی ہوگی۔

ایک شبہ: ممالک کے اختلاف سے رات کی مقدار میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ غروب سے طلوع تک کا وقت سب جگہ برابر نہیں

...سے تا جب سورج راس سرطان کے پاس ہوتا تو قطب شمالی کے نیچے بلغار کے پار عشاء کا وقت ہی نہیں ہوتا۔ غروب آفتاب کے بعد ایک طرف شفق غائب ہوتی ہے تو دوسری طرف سے صبح نکلتی ہے۔ اتنا وقت ہی کہاں ہوتا ہے کہ سورج جا کر عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرے۔

میں کہتا ہوں: یہ مراد ہے کہ وقت غروب سے وقت طلوع تک سورج برابر سجدہ میں رہتا ہے اسلئے ممکن ہے کہ کوئی وقت ایسا ہو جس میں رات کی تاریکی ساری آباد دنیا میں ہو جاتی ہو اور یہ وقت وہی ہوگا جب سورج نصف دنیا میں پہنچتا ہوگا۔ ایسے وقت مؤکل ملائکہ سورج کو لے جاتے ہوں گے اور عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ میں سرافگندہ ہو جاتا ہوگا پھر اس کو طلوع کی اجازت مل جاتی ہوگی۔ اختلاف ممالک کی وجہ سے رات کی مقدار کے اختلاف کا تعلق رات کی ابتداء اور انتہا سے ہے۔

بعض لوگ تحت العرش پہنچ کر سورج کے سجدہ کرنے کی حدیث کو متشابہات میں سے کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کے نزدیک سجدہ سے اطاعت اور فرمانبرداری مراد ہے۔ یہ دونوں قول رفتار حدیث کے خلاف ہیں۔

ذٰلِكَ یعنی اس پر حکمت انداز کے مطابق سورج کی رفتار۔ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ایک ایسے خدا کی مقرر کردہ ہے جو ساری کائنات پر غالب ہے اور ہمہ گیر علم رکھتا ہے۔ (تفسیر مظہری، سورہ یٰسین، لاہور)

سجود الشمس یعنی آفتاب کے زیر عرش سجدہ کرنے کی تحقیق

ان روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستقر سے مراد مکانی مستقر ہے یعنی وہ جگہ جہاں آفتاب کی حرکت کا ایک دورہ پورا ہو جائے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جگہ تحت العرش ہے۔ اس صورت میں مطلب آیت کا یہ ہوگا کہ ہر روز آفتاب ایک خاص مستقر کی طرف چلتا ہے، پھر وہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کر کے اگلے دورے کی اجازت مانگتا ہے، اجازت ملنے پر دوسرا دورہ شروع کرتا ہے۔ لیکن واقعات و مشاہدات اور ہیئت و فلکیات کے بیان کردہ اصول کی بنا پر اس میں متعدد قوی اشکالات ہیں۔

اول یہ کہ عرش رحمٰن کی جو کیفیت قرآن و سنت سے سمجھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ تمام زمینوں اور آسمانوں کے اوپر محیط ہے۔ یہ زمین اور سب آسمان مع سیارات و نجم کے سب کے سب عرش کے اندر محصور ہیں، اور عرش رحمٰن ان تمام کائنات سماویہ کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، اس لحاظ سے آفتاب تو ہمیشہ ہر حال اور ہر وقت ہی زیر عرش ہے، پھر غروب کے بعد زیر عرش جانے کا کیا مطلب ہوگا؟

دوسرے یہ کہ مشاہدہ عام ہے کہ آفتاب جب کسی ایک جگہ سے غروب ہوتا ہے تو دوسری جگہ طلوع ہوتا ہے، اس لئے طلوع و غروب اس کا ہر وقت ہر حال میں جاری ہے، پھر بعد الغروب تحت العرش جانے اور سجدہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟

تیسرے یہ کہ اس حدیث کے ظاہر سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب اپنے مستقر پر پہنچ کر وقفہ کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کر کے اگلے دورے کی اجازت لیتا ہے، حالانکہ آفتاب کی حرکت میں کسی وقت بھی انقطاع نہ ہونا کھلا ہوا مشاہدہ ہے۔ اور پھر چونکہ طلوع و غروب آفتاب کا مختلف مقامات کے اعتبار سے ہر وقت ہی ہوتا رہتا ہے، تو یہ وقفہ اور سکون بھی ہر وقت ہونا چاہئے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ آفتاب کو کسی وقت بھی حرکت نہ ہو؟

یہ اشکالات صرف فنون ریاضی اور فلکیات کے ہی نہیں، مشاہدات اور واقعات کے ہیں جن سے صرف نظر نہیں ہو سکتا، اور فنی اعتبار سے فلک الافلاک کے تابع آفتاب کی یومیہ حرکت اور آفتاب کا چوتھے آسمان میں مرکوز ہونا جو بطلیموسی نظریہ ہے، جس کے خلاف اس سے پہلے بھی فیثا غورث نے اس نظریہ کی مخالفت کی تھی، اور آجکل کی نئی تحقیقات نے بطلیموسی نظریہ کی غلطی اور فیثا غورث کے نظریہ کی صحت کو قریب بہ یقین کر دیا ہے، اور حالیہ خلائی سفروں اور چاند تک انسان کی رسائی کے واقعات نے اتنی بات تو یقینی کر ہی دی ہے کہ تمام سیارات آسمان سے نیچے کی فضا میں ہیں، آسمانوں کے اندر مرکوز نہیں۔ قرآن کریم کی آیت جو عنقریب آرہی ہے (آیت) وکلٌ فی فلك یسبحون، اس سے بھی اس نظریہ کی تصدیق ہوتی ہے، اس نظریہ میں یہ بھی ہے کہ یہ روزانہ کا طلوع و غروب آفتاب کی حرکت سے نہیں بلکہ زمین کی حرکت سے ہے۔ اس فنی نظریہ کے اعتبار سے حدیث مذکور میں ایک اور اشکال بڑھ جاتا ہے۔

اس کا جواب سمجھنے سے پہلے یہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ جہاں تک آیت مذکورہ کی تصریح ہے اس پر مذکورہ شبہات واشکالات میں سے قرآن پر کوئی بھی اشکال نہیں ہوتا۔ اس کا مفہوم تو صرف اتنا ہے کہ آفتاب کو حق تعالیٰ نے ایک ایسی منظم اور مستحکم حرکت پر لگایا ہوا ہے کہ وہ اپنے مستقر کی طرف برابر ایک حالت پر چلتا رہتا ہے۔ اگر اس مستقر سے مراد تفسیر قتادہ کے مطابق مستقر زمانی لیا جائے، یعنی روز قیامت، تو معنی اس کے یہ ہیں کہ آفتاب کی یہ حرکت قیامت تک دائمی ایک حال پر چلتی رہے گی پھر اس روز ختم ہو جائے گی۔ اور اگر مستقر مکانی مراد لیں تو بھی اس کا مستقر مدار شمسی کے اس نقطہ کو کہا جا سکتا ہے جہاں سے اول تخلیق کے وقت آفتاب نے حرکت شروع کی اسی نقطہ پر پہنچ کر اس کا شبانہ روز کا ایک دورہ مکمل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی نقطہ اس کا انتہا سفر ہے، اس پر پہنچ کر نئے دورہ کی ابتدا ہوتی ہے۔ رہا یہ کہ اس عظیم الشان دائرہ کا وہ نقطہ کہاں اور کونسا ہے جہاں سے آفتاب کی حرکت ابتداء آفرینش میں شروع ہوئی، قرآن کریم اس قسم کی فضول بحثوں میں انسان کو نہیں الجھاتا جس کا تعلق اس کے کسی دینی یا دنیوی فائدے سے نہ ہو۔ یہ اسی قسم کی بحث ہے، اس لئے اس کو چھوڑ کر قرآن کریم نے اصل مقصد کی طرف توجہ دلائی۔ اور وہ مقصد حق تعالیٰ کی قدرت وحکمت کاملہ کے خاص مظاہر کا بیان ہے، کہ اس جہان میں سب سے بڑا اور سب سے روشن ترین کرہ آفتاب کا ہے، وہ بھی نہ خود بخود بن گیا ہے اور نہ خود بخود اس کی کوئی حرکت پیدا ہوتی ہے نہ باقی رہ سکتی ہے، اور وہ اپنی اس شبانہ روز کی حرکت میں ہر وقت حق تعالیٰ کی اجازت و مشیت کے تابع چلتا ہے۔

جتنے اشکالات اوپر لکھے گئے ہیں آیات مذکورہ کے بیان پر ان میں سے کوئی بھی شبہ اور اشکال نہیں، البتہ احادیث مذکورہ جن میں یہ آیا ہے کہ وہ غروب کے بعد زیر عرش پہنچ کر سجدہ کرتا ہے اور اگلے دورے کی اجازت مانگتا ہے یہ سب اشکالات اس سے متعلق ہیں۔ اور اس آیت کے ذیل میں یہ بحث اس لئے چھڑی کہ حدیث کے بعض الفاظ میں اس آیت کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ اس کے جوابات محدثین ومفسرین حضرات نے مختلف دیئے ہیں، ظاہر الفاظ کے اعتبار سے جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ آفتاب کا یہ سجدہ دن رات میں صرف ایک مرتبہ بعد الغروب ہوتا ہے، جن حضرات نے حدیث کو اسی ظاہری مفہوم پر محمول کیا ہے انہوں نے غروب کے متعلق تین احتمال بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ معظم معمورہ کا غروب مراد ہو، یعنی اس مقام کا جہاں کے غروب پر اکثر دنیا کی آبادی میں غروب ہو جاتا ہے، یا خط استواء کا غروب، یا افق مدینہ کا غروب۔

اس کے سمجھنے سے پہلے پیغمبرانہ تعلیمات وتعبیرات کے متعلق یہ اصولی بات سمجھ لینی ضروری ہے کہ آسمانی کتابیں اوراس کے لانے والے انبیاء علیہم السلام خلق خدا کو آسمان وزمین کی مخلوقات میں غور وفکر اور تدبر کی طرف مسلسل دعوت دیتے ہیں، اوران سے اللہ تعالیٰ کے وجود، توحید، علم وقدرت پر استدلال کرتے ہیں، مگران چیزوں میں تدبیر اسی حدتک مطلوب شرعی ہے جس حدتک اس کا تعلق انسان کی دنیوی اور معاشرتی ضرورت سے یا دینی اوراخروی ضرورت سے ہو۔ اس سے زائد نری فلسفیانہ تدقیق اور حقائق اشیاء کے کھوج لگانے کی فکر میں عام خلق اللہ کو نہیں ڈالا جاتا۔ کیونکہ اول تو حقائق اشیاء کا مکمل حقیقی علم خود حکماء وفلاسفہ کو بھی باوجود عمریں صرف کرنے کے نہیں ہوسکا، بیچارے عوام تو کس شمار میں ہیں، پھر اگر وہ حاصل بھی ہوجائے اوراس سے نہ ان کی کوئی دینی ضرورت پوری ہو اور نہ کوئی صحیح مقصد دنیوی اس سے حاصل ہو تو اس لایعنی اور فضول بحث میں دخل دینا اضاعت عمر اور اضاعت مال کے سوا کیا ہے۔

قرآن اور انبیاء کا استدلال آسمان وزمین کی مخلوقات اوران کے تغیرات وانقلابات سے صرف اس حدتک ہوتا ہے جو ہر انسان کو مشاہدہ اور ادنیٰ غور وفکر سے حاصل ہو سکے۔ فلسفہ اور ریاضی کی فنی تدقیقات جو صرف حکماء وعلماء ہی کرسکتے ہیں نہ ان پر استدلال کا مدار رکھا جاتا ہے نہ ان میں غور وخوض کی ترغیب دی جاتی ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ پر ایمان اوراس کے پیغام پر عمل ہر انسان کا فرض ہے۔ عالم ہو یا جاہل، مرد ہو یا عورت، شہری ہو یا دیہاتی، کسی پہاڑ اور جزیرہ میں رہتا ہو یا کسی متمدن شہر میں، اس لئے پیغمبرانہ تعلیمات عوام کی نظر اوران کی عقل وفہم کے مطابق ہوتی ہیں جن میں کسی فنی مہارت کی ضرورت نہ ہو۔

نماز کے اوقات کی پہچان، سمت قبلہ کا متعین کرنا، مہینوں اور سالوں اور تاریخوں کا ادراک، ان سب چیزوں کا علم ریاضی کے حسابات کے ذریعہ بھی حاصل کیا جاسکتا ہے، مگر شریعت اسلام نے ان میں سے کسی چیز کا مدار ریاضی کی فنی تحقیقات پر رکھنے کے بجائے عام مشاہدات پر رکھا ہے۔ مہینے اور سال اوران کی تاریخیں قمری حساب سے رکھیں اور چاند کے ہونے نہ ہونے کا مدار صرف رویت ہلال اور مشاہد پر رکھا۔ روزے اور حج کے ایام اسی بنیاد سے متعین کئے گئے۔ چاند کے گھٹنے، بڑھنے، چھپنے اور پھر طلوع ہونے کا راز بعض لوگوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دریافت کیا، تواس کا جواب قرآن نے یہ دیا کہ قل ھی مواقیت للناس والحج، یعنی آپ کہہ دیں کہ چاند کے یہ سب تغیرات اس مقصد کے لئے ہیں کہ تم ان سے مہینے کا شروع اور ختم اوراس کی تاریخیں معلوم کر کے حج وغیرہ کے دن متعین کرسکو۔ اس جواب نے ان کو اس پر تنبیہ فرمادی کہ تمہارا سوال لایعنی اور فضول ہے، اس کی حقیقت معلوم کرنے پر تمہارا کوئی کام دین یا دنیا کا اٹکا ہوا نہیں، اس لئے سوال اس چیز کا کرو جس کا تعلق تمہاری دینی ودنیوی ضرورت سے ہو۔

اس تمہید کے بعد اصل معاملہ پر غور کیجئے، کہ آیات مذکورہ میں حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے چند مظاہر کا ذکر کر کے انسان کو اللہ کی توحید اور علم وقدرت کاملہ پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے اس میں سب سے پہلے زمین کا ذکر کیا، جو ہر وقت ہمارے سامنے ہے (آیت) وایۃ لھم الارض، پھراس پر پانی برسا کر درخت اور نباتات اگانے کا ذکر کیا، جو ہر انسان دیکھتا اور جانتا ہے، احیینـاھا الایۃ۔ اس کے بعد آسمان اور فضائے آسمانی سے متعلق چیزوں کا ذکر شروع کر کے پہلے سے لیل ونہار کے روزانہ انقلاب کا ذکر فرمایا (آیت) وایۃ لھـم الیـل الآیۃ، اس کے بعد سورج اور چاند جو سیارات وانجم میں سب سے بڑے

ستارے ہیں ان کا ذکر فرمایا۔ ان میں پہلے آفتاب کے متعلق فرمایا والشمس تجری لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم، اس میں غور کیجئے کہ مقصد اس کا یہ بتلانا ہے کہ آفتاب خود بخود اپنے ارادے اور اپنی قدرت سے نہیں چل رہا بلکہ یہ ایک عزیز وعلیم یعنی قدرت والے اور جاننے والے کے مقرر کردہ نظام کے تابع چل رہا ہے۔ آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غروب آفتاب کے قریب حضرت ابوذر غفاری کو ایک سوال وجواب کے ذریعہ اسی حقیقت پر متنبہ ہونے کی ہدایت فرمائی، جس میں بتلایا کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد عرش کے نیچے اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور پھر اگلا دورہ شروع کرنے کی اجازت مانگتا ہے، جب اجازت مل جاتی ہے تو حسب دستور آگے چلتا ہے، اور صبح کو جانب مشرق سے طلوع ہو جاتا ہے۔ اس کا حاصل اس سے زائد نہیں کہ آفتاب کے طلوع وغروب کے وقت عالم دنیا میں ایک نیا انقلاب آتا ہے، جس کا مدار آفتاب پر ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس انقلابی وقت کو انسانی تنبیہ کے لئے موزوں سمجھ کر یہ تلقین فرمائی کہ آفتاب کو خود مختار اپنی قدرت سے چلنے والا نہ سمجھو، یہ صرف اللہ تعالیٰ کے اذن ومشیت کے تابع چل رہا ہے۔ اس کا ہر طلوع وغروب اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوتا ہے، یہ اس کی اجازت کے تابع ہے، اس کے تابع فرمان حرکت کرنے ہی کو اس کا سجدہ قرار دیا گیا۔ کیونکہ سجدہ ہر چیز کا اس کے مناسب حال پر ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن نے خود تصریح فرمادی ہے کل قد علم صلوٰته و تسبيحه، یعنی ساری مخلوق اللہ کی عبادت اور تسبیح میں مشغول ہے، مگر ہر ایک کی عبادت وتسبیح کا طریقہ الگ الگ ہے، اور ہر مخلوق کو اس کی عبادت وتسبیح کا طریقہ سکھلا دیا جاتا ہے۔ جیسے انسان کو اس کی نماز وتسبیح کا طریقہ بتلا دیا گیا ہے، اس لئے آفتاب کے سجدہ کے یہ معنی سمجھنا کہ وہ انسان کے سجدہ کی طرح زمین پر ماتھا ٹیکنے ہی سے ہوگا صحیح نہیں۔

اور جبکہ قرآن وسنت کی تصریحات کے مطابق عرش خداوندی تمام آسمانوں، سیاروں، زمینوں پر محیط ہے، تو یہ ظاہر ہے کہ آفتاب ہر وقت ہر جگہ زیر عرش ہی ہے۔ اور جبکہ تجربہ شاہد ہے کہ آفتاب جس وقت ایک جگہ غروب ہو رہا ہوتا ہے تو دوسری جگہ طلوع بھی ہو رہا ہوتا ہے، اس لئے اس کا ہر لحہ طلوع وغروب سے خالی نہیں، تو آفتاب کا زیر عرش رہنا بھی دائمی ہر حال میں ہے، اور غروب وطلوع ہونا بھی ہر حال میں ہے۔ اس لئے حاصل مضمون حدیث کا یہ ہوا کہ آفتاب اپنے پورے دورے میں زیر عرش اللہ کے سامنے سجدہ ریز رہتا ہے، یعنی اس کی اجازت اور فرمان کے تابع حرکت کرتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح قریب قیامت تک چلتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت کی بالکل قریبی علامت ظاہر کرنے کا وقت آجائے گا، تو آفتاب کو اپنے مدار پر اگلا دورہ شروع کرنے کی بجائے پیچھے لوٹ جانے کا حکم ہو جائے گا، اور وہ پھر مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔ اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، کسی کا ایمان وتوبہ اس وقت مقبول نہیں ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ غروب آفتاب کی تخصیص اور اس کے بعد زیر عرش جانے اور وہاں سجدہ کرنے اور اگلے دورے کی اجازت مانگنے کے جو واقعات اس روایت میں بتلائے گئے ہیں وہ پیغمبرانہ موثر تعلیم کے مناسب بالکل عوامی نظر کے اعتبار سے ایک تمثیل ہے۔ نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ انسان کی طرح زمین پر سجدہ کرے، اور نہ سجدہ کرنے کے وقت آفتاب کی حرکت میں کچھ وقفہ ہونا لازم آتا ہے۔ اور نہ یہ مراد ہے کہ وہ دن رات میں صرف ایک ہی سجدہ کسی خاص جگہ جا کر کرتا ہے، اور نہ یہ کہ وہ صرف غروب کے بعد تحت العرش ہو جاتا ہے۔ مگر اس انقلابی وقت میں جبکہ سب عوام یہ دیکھ رہے ہیں کہ آفتاب ہم سے غائب ہو رہا ہے اس

وقت بطور تمثیل ان کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیا گیا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ درحقیقت آفتاب کے زیر عرش تابع فرمان چلنے رہنے سے ہو رہا ہے، آفتاب خود کوئی قدرت وطاقت نہیں رکھتا، تو جس طرح اس وقت اہل مدینہ اپنی جگہ یہ محسوس کر رہے تھے کہ اب آفتاب سجدہ کر کے اگلے دورے کی اجازت لے گا اس طرح جہاں جہاں وہ غروب ہوتا جائے گا سب کے لئے ہی سبق حاصل کرنے کی تلقین ہوگئی اور حقیقت معاملہ یہ نکلی کہ آفتاب اپنے مدار پر حرکت کے درمیان ہر لحہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ بھی کرتا ہے اور آگے چلنے کی اجازت بھی مانگتا رہتا ہے، اور اس سجدہ اور اجازت کے لئے اس کو کسی سکون اور وقفہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس تقریر پر حدیث مذکورہ میں نہ مشاہدات کی رو سے کوئی شبہ ہوتا ہے نہ قواعد ہیئت وریاضی کے اعتبار سے اور نظام شمسی اور حرکت سیارات میں بطلیموسی تحقیق صحیح ہو یا فیثا غورث والی تحقیق جو آج کل نئی تحقیقات سے موید ہوگئی ہے، دونوں صورتوں میں حدیث مذکورہ پر کوئی شبہ اور اشکال باقی نہیں رہتا۔

رہا یہ سوال کہ حدیث مذکور میں جو آفتاب کا سجدہ کرنا اور اگلے دورے کی اجازت طلب کرنا مذکور ہے، یہ کام تو حیات اور علم و عقل کا ہے، آفتاب و ماہتاب بے جان بے شعور مخلوقات ہیں، ان سے یہ افعال کیسے صادر ہوئے؟ تو اس کا جواب قرآن کی آیت وان من شئی الا یسبح بحمدہ کے تحت میں آچکا ہے کہ ہم جن چیزوں کو بے جان اور بے عقل وبے شعور سمجھتے ہیں، وہ بھی درحقیقت روح وجان اور عقل وشعور کا ایک خاص حصہ رکھتے ہیں، البتہ ان کی حیات اور عقل وشعور انسان وحیوان کے مقابلہ میں کم اور اتنی کم ہے کہ عام احساسات اس کا ادراک نہیں کر سکتے، مگر اس کی نفی پر بھی کوئی شرعی یا عقلی دلیل موجود نہیں اور قرآن کریم نے آیت مذکورہ میں ان کا ذی حیات اور ذی عقل وشعور ہونا ثابت کر دیا ہے، اور نئی تحقیقات نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

قرآن وحدیث کی مذکورہ تصریحات سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوئی کہ شمس وقمر دونوں متحرک ہیں۔ ایک میعاد کے لئے چل رہے ہیں اس سے نئے نظریہ کی نفی ہوتی ہے جو آفتاب کی حرکت کو تسلیم نہیں کرتا اور جدید ترین تحقیقات نے خود بھی اس کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ (معارف القرآن، یٰسین، لاہور)

بَابُ 70: بَدْءِ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم ﷺ کی طرف وحی کے نزول کے آغاز کا بیان

وحی کے اصطلاحی معنی ومفہوم کا بیان

لغت میں لفظ وحی مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے ان معانی کے درمیان قدر جامع اور قدر مشترک مخفی تفہیم اور القاء ہے۔ دور جاہلیت کے شعراء اس لفظ کو کتابت اشارے اور مکتوب کے معانی میں بروئے کار لائے ہیں۔

دین اسلام میں یہ لفظ ایک خاص معنی میں اس درجہ کثرت سے استعمال ہوا کہ منقول شرعی بن گیا اور شرعی نوعیت اختیار کر لی اس کے بعد جب بھی یہ لفظ کسی نبی یا پیغمبر کے حوالے سے ذکر ہوا تو اس سے یہی خاص معنی مراد لیا گیا جسے وحی کا اصطلاحی معنی کہا جاتا ہے۔

لہٰذا اسلامی متون میں جب یہ لفظ بطور مطلق اور بغیر قرینے کے استعمال ہوتا ہے تو اس سے یہی اصطلاحی خاص معنی خاص مراد

ہیں البتہ قرینے کی موجودگی میں دیگر معانی مراد لیے جاسکتے ہیں۔

چوتھی صدی ہجری کے اسلامی متکلم شیخ مفید نے بیان کیا ہے: **واذا اُضیفَ (الوحی) الی اللہ تعالیٰ کان فیما یخص به الرسل خاصةً دون من سواهم علی عُرْفِ الاِسْلام و شریعة البنی**

جب وحی کا لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آئے تو اس سے مراد شریعت نبی اور اسلام کے عرف میں انبیاء کے ساتھ مخصوص وحی ہے دیگر معانی ہرگز مراد نہیں ہیں۔

تفسیر المنار کے مؤلف نے مذکورہ مطلب کو یوں بیان کیا: **للوحی معنی عام یطلق علی عدة صور من الاعلام الخفی الخاص الموافق لوضع اللغة وله معنی خاص هو احد الاقسام الثلاثة للتکلیم الالٰهی وغیرهذه الثلاثة من الوحی العام لایعدمن کلام اللہ تعالیٰ التشریعی**

وحی کا عام معنی کا اطلاق مخفی طور پر آگاہ کرنے کی مختلف صورتوں پر ہوتا ہے اور اس کا ایک خاص معنی ہے جس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے تشریعی کلام کے سوا کسی اور معنی پر نہیں ہوتا۔

علامہ طباطبائی لکھتے ہیں: **وقد قرر الادب الدینی فی الاسلام ان لایطلق الوحی غیر ماعند الانبیاء والرسل من التکلیم الالٰهی**

اسلام میں ادب دینی کا تقاضا ہے کہ خدا اور انبیاء کے درمیان گفتگو کے علاوہ کسی اور چیز پر وحی کا اطلاق نہ کیا جائے۔

ڈاکٹر حسن ضیاء الدین عتر، وحی کے اصطلاحی معنی کے بارے میں لکھتے ہیں: **اقول ومن هنا نلحظ ان معنی الوحی فی الشرع اخص منه فی اللغة من جهة مصدره وهو اللہ تعالیٰ و من جهة الموحی الیه و هم الرسل**

ہم کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ وحی کا شرعی معنی اپنے مصدر یعنی اللہ تعالیٰ اور جن کی طرف یہ وحی کی جاتی ہے یعنی رسولوں کے لحاظ سے اپنے لغوی معنی سے اخص ہے۔

مولانا تقی عثمانی کہتے ہیں: لفظ وحی اپنے اصطلاحی معنی میں اتنا مشہور ہو چکا ہے کہ اب اس کا استعمال پیغمبر کے سوا کسی اور کے لیے درست نہیں ہے۔

راغ لطفی نے بیان کیا ہے: **کذلك یذکر اللغویون لکلمة الوحی معانی کثیرة ثم غلب استعمال الوحی علی مایلقی الی الانبیاء من عنداللہ**

اس طرح اہل لغت نے لفظ وحی کے بہت سے معنی ذکر کیے ہیں پھر اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء پر القاء کیے جانے والے کلام کے لیے غالب ہوگیا۔

محمد باقر سعیدی وحی کے خاص معنی کے بارے میں لکھتے ہیں:

درنتیجہ واژہ وحی درحوزہ اصطلاح علم کلام و بلکہ فلسفہ دین درقلمرو ادیان توحیدیا خص ازمفہوم لغوی آن است

نتیجے کے طور پر علم کلام بلکہ ادیان توحیدی کے افق پر فلسفہ دین میں وحی کا مفہوم اس کے لغوی معنی سے اخص ہے۔ اسی مطلب کو اردو دائرۃ المعارف اور سعید اکبر آبادی نے ذکر کیا ہے: وحی کا استعمال اس معنی خاص میں اس کثرت سے ہوا ہے کہ منقول شرعی بن

گیا ہے۔

یہ لفظ اس معنی خاص میں اس درجہ کثرت سے استعمال ہوا ہے کہ یہ ایک شرعی نوعیت اختیار کر گیا ہے۔

اسلامی مفکرین کے علاوہ مستشرقین نے بھی وحی کے خصوصی معنی کو بیان کیا ہے: رچرڈ بل مقدمہ قرآن میں لکھتے ہیں: فعل اوحی اور مصدر وحی "اسلام کے اندر اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

منٹگمری واٹ کہتے ہیں: اس کے مطابق فعل اوحی" اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوا ہے بالخصوص قرآن میں یہ لفظ وحی محمدی" کے لیے زیادہ آیا ہے وحی کا یہ خاص اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟ اس بارے میں علوم اسلامی کے ماہرین نے جو تعاریف کی ہیں ان کی رو سے وحی کے مفہوم کے لیے تین تعبیریں بیان کی گئی ہیں۔

کلام الٰہی: صحیح بخاری کے شارحین بدرالدین عینی اور کرمانی نے بیان کیا ہے: واما بحسب اصطلاح المتشرعة: فهو كلام الله المنزل على نبي من انبيائه

شریعت کی اصطلاح میں وحی اللہ کا وہی کلام ہے جو اس کے انبیاء میں سے کسی پر نازل ہوا ہو۔

راغب اصفہانی کا قول ہے: ويقال للكلمة الالهية التي تلقى الى انبيائه ۔وحی کے معنوں میں سے ایک وہ کلام الٰہی ہے جو اس کے انبیاء کی طرف القاء کیا گیا ہے۔

تفسیر المنار کے مؤلف نے وحی کے خاص معنی بیان کرتے ہوئے کہا ہے: وله (الوحي) معنى خاص هو احد الاقسام الثلاثة للتكليم الالهي وغير هذه الثلاثة من الوحي العام لايعد من كلام الله تعالىٰ التشريحي

اس میں انہوں نے وحی کا خاص معنی کلام الٰہی بیان کیا ہے البتہ تشریعی ہونے کی قید لگائی ہے۔

ڈاکٹر حسن ضیاء نے بھی اصطلاحی مفہوم کی اسی تعبیر کا ذکر کیا ہے: وزبدة القول ان الوحي شرعاً القاء الله كلام او المعنى في نفس الرسول بخفاء وسرعة

اس میں انہوں نے اصطلاحی معنی میں تھوڑی سی وسعت پیدا کرتے ہوئے کلام الٰہی کے علاوہ القاء مفہوم اور معنی کو بھی وحی کا شرعی معنی بتایا ہے: عصر حاضر کے علماء میں تقی عثمانی اور ذوقی نے اصطلاحی مفہوم کو بالترتیب یوں بیان کیا ہے:

كلام الله المنزل على نبى من انبيائه ، اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو اس کے کسی نبی پر نازل ہو۔

وحی کلام الٰہی ہے جو عالم غیب سے عالم شہادت کی جانب بذریعہ ایک مقرب فرشتہ کے جنہیں جبرئیل کہتے ہیں رسولوں کے پاس پہنچایا جاتا ہے۔"

علم و آگاہی اور اس کی تعلیم

مصر کے معروف مفکر محمد عبدہ وحی کے اصطلاحی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وقد عرّفوه شرعاً انه اعلام الله تعالىٰ لنبى من انبيائه بحكم شرعي و نحوه

شرعی لحاظ سے وحی کی تعریف یوں کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیاء میں سے کسی کو حکم شرعی اور اس طرح کے دیگر احکام سے آگاہ

کرنا وحی کہلاتا ہے۔

علوم قرآن کے ماہر محمد عظیم زرقانی نے وحی کی نہایت جامع تعریف کی ہے۔علم وہدایت بلکہ ہر قسم کی آگاہی جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو دینا چاہے شریعت میں اسے وحی کہتے ہیں لیکن یہ سب کچھ خارق العادت اور مخفی ذریعے سے ہوتا ہے۔

المنار کے موئف بھی وحی کو انبیاء سے مخصوص علم سے تعبیر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔انبیاء کی جانب وحی الٰہی انبیاء سے مخصوص علم ہے جو تلاش وکوشش اور کسی غیر کی تعلیم کے بغیر انبیاء کو حاصل ہوتا ہے بلکہ اس علم میں انبیاء کے تفکر اور سوچ وبچار کا بھی کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

ایک اور مصری دانشور رائج لطفی اپنے رائے بیان کرتے ہیں: **علی الاصطلاح الشرعی اعلام اللہ تعالیٰ انبیائه اما بکتاب اوبر سالةِ ملكٍ فی منام او الهام**

اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیاء کو آگاہ کرنا وحی کہلاتا ہے اس کے مختلف ذرائع ہیں مکتوب شکل میں فرشتے کے ذریعے خواب میں یا دل میں بات ڈالنے سے

برصغیر کے عالم اسلم جیراجپوری بھی وحی کو علوم الٰہیہ کا نام دیتے ہیں: اصطلاح شرع میں وحی ان علوم الٰہیہ کا نام ہے جو ملاء اعلیٰ سے نبی کے دل پر القاء کیے جاتے ہیں۔

غلام احمد پرویز کے بقول وحی کا اصطلاحی مفہوم علم الٰہی ہے: وہ لکھتے ہیں: وحی کے اصطلاحی معنی ہیں وہ علم جسے خدا ایک برگزیدہ فرد کو براہ راست اپنی طرف سے دیتا ہے قرآنی اصطلاح کی رو سے وحی کے معنی ہیں خدا کی طرف سے براہ راست ملنے والا علم

انہوں نے اصطلاحی معنی کو بہت ہی محدود کر دیا ہے ان کی نظر میں فقط وہی علم وحی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست دیا جائے اس سے فرشتے کے ذریعے سے ملنے والی آگاہی وحی کے زمرے سے خارج ہو جاتی ہے کہ باقی آراء کے خلاف بات ہےکیونکہ اکثر محققین نے وحی کے تینوں ذرائع جو سورہ شوریٰ کی آیت میں بیان ہوئے ہیں کو اصطلاحی معنی میں وحی کا نام دیا ہے۔

برصغیر کے ایک اور دانشور نے وحی کو علم الٰہی کا نام دیا ہے وہ کہتے ہیں: شریعت اسلام کی اصطلاح میں وحی خاص اس ذریعہ غیبی کا نام ہے جس کے ذریعہ غور وفکر کسب ونظر اور تجربہ واستدلال کے بغیر خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے فضل ولطف خاص سے کسی نبی کو کوئی علم حاصل ہوتا ہے۔"

ایران کے معاصر محقق ڈاکٹر صالحی کرمانی لکھتے ہیں: تعلیمی کہ خداوند از راھہای کہ بر بشر پنہاں است وبطور سریع یعنی بر کنار از مقدمات وروش آگاہی ھای بشری بہ پیامبری دھد

ان کے بقول وحی وہ تعلیم ہے جو اللہ تعالیٰ مخفی ذریعے سے تیزی کے ساتھ اپنے پیغمبر کو دیتا ہے یہ تعلیم دیگر انسانی ذرائع تعلیم سے یکسر مختلف ہوتی ہے۔

ایران کے ایک اور محقق سعیدی روشن بیان کرتے ہیں: بنا براین معنای اصطلاحی وحی در علم کلام عبارت است: از تفہیم یک سلسلہ حقائق ومعارف از طرف خداوند بہ انسانہای برگزیدہ پیامبران برای ہدایت مردم از راہ ھای دیگری

غیر از راھھای عمومی وشناختہ شدہ معرفت ہمچون حس وتجربہ وعقل وحدس وشہود عرفانی تا اینکہ آنہا پس از دریافت آن معارف رابہ مردم ابلاغ کنند۔

ان کی تحقیق کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے انبیاء کولوگوں کی ہدایت کے لیے حقائق اور علوم کی تفہیم کا نام ہے یہ تفہیم اور تعلیم جانے پہچانے انسانی ذرائع علم (جیسے حواس خمسہ، تجربہ، عقل، گمان، عرفانی مشاہدات،) سے ماوراء ذریعے سے ہوتی ہے اور ان حقائق اور معارف کولوگوں تک پہنچانا مقصود ہے۔

پاکستان کے محقق شمس الحق افغانی وحی کا اصطلاحی مفہوم یہ ذکر کرتے ہیں: وحی کا شرعی معنی الاعلام بالشرع یعنی صرف شرعی احکام بتلانے کا نام وحی ہے یہ وحی انبیاء علیہم الاسلام سے مختص ہے۔"

برطانوی مستشرق منٹگمری واٹ لکھتے ہیں: بہت سے مفسرین اور مترجمین نے قرآن میں اس لفظ کے استعمالات سے اصطلاحی مفہوم مرادلیا ہے۔

اصلاحی مفہوم کے بارے میں وہ لکھتے ہیں: یعنی وحی کا لفظ اصطلاحی معنوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تجربے (نبوت) کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے قرآن میں یہ لفظ زیادہ تر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی کے لیے فقط نہیں آیا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی وحی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

پیغام الٰہی:

ڈاکٹر حمید اللہ نے اصطلاح میں وحی کا مفہوم یوں ذکر کیا ہے: اللہ اپنے کسی برگزیدہ بندے کے پاس اپنا پیغام بھیجتا ہے یہ پیغام اس تک مختلف طریقوں سے پہنچایا جاتا ہے کبھی تو اللہ کی آواز براہ راست اس نبی کے کان تک پہنچتی ہے کبھی یہ ہوتا ہے کہ وہ پیغام ایک فرشتہ لاتا ہے اورانسان تک پہنچاتا ہے فرشتے خدا کا جو پیغام لاتے ہیں اس کو ہم اصطلاحاً وحی کہتے ہیں

انہوں نے وحی کے خاص مفہوم کواور بھی محدود کردیا ہے اور صرف فرشتوں کے ذریعے پہنچائے جانے والے پیغام کو وحی کہا ہے حالانکہ نبی کو براہ راست القاء بھی وحی بمعنی خاص ہے۔

اسلامی علوم کے ماہرین نے وحی کے اصطلاحی مفہوم کو مختلف الفاظ اور تعبیروں سے واضح کی ہے ان میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو وحی کا اصطلاحی مفہوم قرار دیا ہے۔ یہ وحی کا اسمی معنی ہے۔

بعض مفکرین نے اللہ تعالیٰ کے اپنے انبیاء سے گفتگو کرنے کو اصطلاح میں وحی کہا ہے

یہ وحی کے مصدری معنی کے لحاظ سے ہے۔ انہی میں سے بعض نے علم اور معارف کو وحی کا نام دیا ہے۔ جبکہ بعض نے خود علم کی تعلیم دینے اور معارف کو سکھانے کے عمل کو وحی کا جامہ پہنایا ہے۔

اور یہ تفاوت بھی وحی کے اسمی اور مصدری معنی کی وجہ سے ہے اور چونکہ اہل لغت نے وحی کے دونوں معنی بیان کیے ہیں۔

اس لیے جن علماء کے پیش نظر وحی کا اسمی معنی تھا انہوں نے اس کا اصطلاحی مفہوم کلام الٰہی اور علم ومعارف بیان کیا اور جن کے سامنے اس کا مصدری معنی تھا انہوں نے اس کا مفہوم کلام کرنا اور تعلیم دینا بتایا ہے پس اصطلاحی مفہوم میں دونوں جہتوں کو ملحوظ رکھا گیا

ہے۔

تعبیروں کے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ جنہوں نے کلام یا کلام کرنے کی تعبیر استعمال کی ہے انہوں نے خود قرآن کے الفاظ کو استعمال کیا ہے جو وحی کے لیے سورہ شوریٰ کی آیت میں استعمال ہوئے ہیں۔ (٠) جبکہ دوسروں نے واقعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے علم، حقائق اور تعلیم کے الفاظ استعمال کیے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اپنے برگزیدہ بندوں سے کلام کرنا انہیں تعلیم دینا ہی ہے انہیں کائنات کی حقیقتوں سے آگاہ کرنا ہے انہیں آداب زندگی سکھانا ہی ہے اس لیے میری رائے میں تعابیر کا اختلاف مفہوم میں کسی جوہری اور اصلی اختلاف کا باعث نہیں بنتا دونوں کا نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے البتہ علم اور تعلیم دینے کی تعبیر زیادہ موزوں ہے۔

اس تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ اصطلاح میں۔ وحی اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کے درمیان وہ مخصوص، غیر معمولی اور مافوق العادت رابطہ ہے جو بشر کے لیے تمام ذرائع علم (تجربہ، حواس، عقل) سے ماوراء ہے اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو انسانوں کی ہدایت اور ارتقاء کے علوم و معارف اور احکام و قوانین کی تعلیم دینا ہے۔

311- حَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَائَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ يَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ اُولَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَآءَ فَجَائَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ قَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَاْ قَالَ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ثُمَّ قَالَ لِخَدِيجَةَ اَيْ خَدِيجَةُ مَا لِي وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَ لَقَدْ خَشِيتُ عَلٰى نَفْسِي قَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَّاللّٰهِ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ اَخِي اَبِيهَا وَكَانَ امْرَاً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ اَيْ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ يَا ابْنَ اَخِي مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰهُ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوسُ الَّذِي اُنْزِلَ عَلٰى مُوسٰى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِي اَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ اِلَّا عُودِيَ وَاِنْ

حدیث 311: بخاری(3)' (4670)' (4673)' احمد(25243)' (26001)' ابن حبان(33)' مستدرک(4843)' بیہقی(17499)

يُّدْرِكْنِي يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا

✧✧ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وحی کے آغاز میں سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے خواب دکھائے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی بات خواب میں دیکھتے' وہ اگلے دن سامنے آ جاتی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت تنہائی کی طرف مائل کر دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر واپس آئے بغیر کئی کئی دن تک غارِ حرا میں عبادت میں مشغول رہتے تھے' اس دوران کھانے پینے کا سامان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتا تھا پھر کئی دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لاتے اور وہ مزید سامان تیار کر دیتی تھیں (یہی معمول جاری رہا) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حق (قرآن) آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں موجود تھے کہ فرشتہ آیا اور بولا ''پڑھیے!'' (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: میں نے اس سے کہا' میں نہیں پڑھوں گا۔'' (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) اس نے مجھے پکڑ کے (گلے لگا کے) زور سے دبایا اور پھر چھوڑ کے بولا' پڑھیے!'' میں نے اس سے دوبارہ کہا: ''میں نہیں پڑھوں گا۔'' اس فرشتے نے دوبارہ مجھے (گلے لگا کے) زور سے دبایا اور پھر چھوڑ کے بولا ''پڑھیے!'' میں نے پھر کہا: ''میں نہیں پڑھوں گا'' اس نے تیسری مرتبہ پھر (مجھے گلے لگا کے) زور سے دبایا اور بولا: ''پڑھیے! اپنے اس پروردگار کے نام (کی برکت) کے ساتھ جس نے پیدا کیا' (وہ پروردگار) جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ کا پروردگار بڑا اکریم ہے۔'' (ام المومنین فرماتی ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (غارِ حرا سے) واپس روانہ ہوئے (تو وحی کے نزول کی شدت کی وجہ سے) آپ کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہو چکی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا: ''مجھے کچھ اوڑھنے کے لیے دو''، ''مجھے کچھ اوڑھنے کے لئے دو''، پھر جب آپ کی طبیعت پُر سکون ہوئی' تو آپ نے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا سنایا' اور کہا: ''مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے' تو سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''ہرگز نہیں' اللہ کی قسم' اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو رسوائی کا شکار نہیں ہونے دے گا' کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں' محتاجوں کی حاجت روائی کرتے ہیں' مہمان نواز ہیں اور حادثات میں (لوگوں کی) مدد کرتے ہیں'۔ (اس کے بعد) سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی' ورقہ بن نوفل' کے پاس لے گئیں۔ یہ صاحب زمانہ جاہلیت میں نصرانیت اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کے پاس انجیل کا کچھ حصہ' عبرانی زبان میں' تحریری شکل میں محفوظ تھا۔ اس وقت ورقہ نہایت عمر رسیدہ ہو چکے تھے اور ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: ''اے میرے چچا زاد! اپنے بھتیجے کی بات سنیئے''۔ ورقہ بن نوفل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ''بھتیجے آپ کے ساتھ کیا ماجرا پیش آیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سارا ماجرا سنایا' یہ سن کر ورقہ بولے: 'یہ وہی فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ اے کاش! میں اب جوان ہوتا' اور کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قوم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (آپ کے آبائی وطن سے) نکلنے پر مجبور کر دے گی''۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ''کیا یہ لوگ مجھے (مکہ سے) نکلنے پر مجبور کر دیں گے''۔ ورقہ نے کہا: ''جی ہاں! آپ کی طرح' جب کبھی کوئی بھی نبی (اللہ کا پیغام لے کر اپنی قوم کے پاس) آیا تو ہمیشہ اس کی مخالفت کی گئی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا (جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دے گی) تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بھرپور مدد کروں گا''۔ (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اس واقعہ کے بعد وحی کے نزول کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ (ایک اور روایت کے مطابق) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما وحی کے نزول کے انقطاع کا ذکر کرتے ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان

نے آسمان کی طرف ایک آواز سنی میں نے اپنا سر اٹھایا تو اسی فرشتے کو آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا' جو میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا۔ میری طبیعت بے قابو ہوئی' میں واپس آیا اور بولا: مجھے اوڑھنے کے لئے کچھ دو' مجھے اوڑھنے کے لئے کچھ دو' مجھے چادر اوڑھا دو' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اے چادر اوڑھنے والے! اٹھو! اور (اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے) ڈراؤ۔ اپنے پروردگار کی کبریائی کا چرچا کرو' اپنے لباس کو پاکیزہ رکھو اور ''رجز'' سے دور رہو۔''

(راوی کہتے ہیں) رجز سے مراد بت ہیں' (حضرت جابر بیان کرتے ہیں) اس کے بعد وحی کے نزول کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔

315-وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ اللَّیْثِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یَقُوْلُ اَخْبَرَنِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْیُ عَنِّیْ فَتْرَةً فَبَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِیْثِ یُوْنُسَ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا حَتّٰی هَوَیْتُ اِلَی الْاَرْضِ قَالَ و قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَالرُّجْزُ الْاَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ حَمِیَ الْوَحْیُ بَعْدُ وَتَتَابَعَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں حضرت جابر کے یہ الفاظ ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: اس کے بعد وحی کے نزول کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ایک دن میں جا رہا تھا (اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے' تاہم اس کے الفاظ میں کچھ کمی وبیشی اور اختلاف منقول ہے)

316-وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِیْثِ یُوْنُسَ وَقَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰی قَوْلِهٖ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِیَ الْاَوْثَانُ قَالَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ كَمَا قَالَ عُقَیْلٌ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' پھر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیات) نازل کیں' اے چادر اوڑھنے والے! (یہ سورت وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ تک ہے۔ اور یہ نماز کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ ہے۔)

مدثر کا معنی اور اس سورت کے نزول کا بیان

مسئلہ نمبر ۱۔ یـا ایهـا المدثر ۔ اے وہ ذات جس نے اپنے آپ کو اپنے کپڑے سے ڈھانپ لیا ہے اور نیند کی حالت میں ہے۔ اس کی اصل المتدثر ہے تاء کو دال میں ادغام کر دیا کیونکہ وہ باہم نسبت رکھتے ہیں۔ ابی نے اسے اصل پر المتدثر پڑھا ہے۔ مقاتل نے کہا، اس سورت کا اکثر حصہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوا۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت مروی ہے یہ رسول اللہ کے صحابی تھے وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ فترت وحی کے بارے میں بیان کر رہے تھے اسی اثنا میں کہ میں چل رہا تھا تو میں نے آسمان کی جانب سے آواز سنی میں نے اپنا سر اٹھایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آتا تھا وہ آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا، میں اس وجہ سے ڈر گیا اور میں لوٹ آیا تو میں نے کہا، مجھے کملی اوڑھا دو، مجھے کملی اوڑھا دو، تو انہوں نے مجھے کملی اوڑھا دی، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا، یـا ایهـا الـمـدثر، قم

فانذر، وربك فكبر ۔ وثيابك فطهر ۔ والرجز فاهجر ۔ ایک روایت میں ہے یہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے رجز سے مراد بت ہیں کہا، پھر لگا تار وحی آنے لگی امام ترمذی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے اور کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے امام مسلم نے کہا، زہیر بن حرب، ولید بن مسلم سے وہ اوزاعی سے وہ یحییٰ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسلمہ سے پوچھا قرآن حکیم کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا؟ فرمایا، یاایھا المدثر، میں نے کہا، اقراء تو انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے پوچھا قرآن حکیم کا کون سا حصہ پہلے نازل ہوا۔ فرمایا، یا ایھا المدثر میں نے کہا، کیا اقرا تو حضرت جابر نے کہا میں تمہیں وہ بیان کر رہا ہوں جو رسول اللہ نے ہمیں بیان فرمایا، فرمایا، میں نے غار حرا میں ایک ماہ اعتکاف کیا جب میں نے اعتکاف کو پورا کیا تو میں وہاں سے نیچے اترا میں وادی کے بطن میں پہنچا تو مجھے آواز دی گئی میں نے اپنے سامنے، اپنے پیچھے اپنے دائیں اور اپنے بائیں دیکھا تو میں نے کسی کو نہ دیکھا مجھے پھر ندا کی گئی میں نے دیکھا تو میں کسی کو نہ دیکھ سکا، مجھے پھر ندا کی گئی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو وہ ہوا میں عرش پر متمکن تھا یعنی جبرائیل (علیہ السلام)۔ مجھے شدید کپکپی نے اپنی گرفت میں لے لیا، میں حضرت خدیجہ کے پاس آیا میں نے کہا، مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو، انہوں نے مجھ پر پانی انڈیلا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا، یا ایھا المدثر ۔۔۔تا۔۔۔ فطھر۔ امام بخاری نے اس روایت کو نقل کیا ہے اس میں کہا، میں حضرت خدیجہ کے پاس آیا میں نے کہا، مجھے کملی اوڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی بہا دو۔ انہوں نے مجھ پر کملی اوڑھا دی اور ٹھنڈا پانی مجھ پر انڈیل دیا تو یہ آیات نازل ہوئیں، یا ایھالمدثر ۔ ۔ ۔ تا ۔ ۔ ۔ تستکث ر۔

علامہ ابن عربی نے کہا: ایک مفسر نے کہا، عقبہ بن ربیعہ کی جانب سے بدسلوکی ہوئی آپ غمگین ہو کر گھر لوٹ آئے آپ مضطرب ہوئے اور لیٹ گئے تو یہ آیت نازل ہوئی، یہ قول باطل ہے۔ قشیری نے ابونصر نے کہا، ایک قول یہ کیا گیا ہے آپ کو کفار مکہ کی یہ بات پہنچی کہ تو جادوگر ہے اس وجہ سے آپ کو دکھ ہوا اور بخار ہو تو آپ نے چادر اپنے اوپر لپیٹ لی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، قم فانذر۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کی باتوں میں نہ سوچتے رہیں اور انہیں رسالت کا پیغام پہنچائیں، ایک قول یہ کیا گیا ابولہب، ابوسفیان، ولید بن مغیرہ، نضر بن حرث، امیہ بن خلف، عاص بن وائل اور مطعم بن عدی اکٹھے ہوئے انہوں نے کہا، عرب کے وفود ایام حج میں جمع ہو رہے ہیں وہ ایک دوسرے سے حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں باہم پوچھتے ہیں جب کہ تم ان کے بارے میں مختلف باتیں کرتے ہو کوئی کہتا ہے وہ مجنون ہیں کوئی کہتا ہے وہ کاہن ہیں کوئی کہتا ہے وہ شاعر ہیں سارے عرب جہاں جائیں گے یہ سب ایک آدمی کے بارے میں میں رائے قائم کرنے میں متفق نہیں تم محمد کو ایک نام دو جس پر تم سب متفق ہو اور عرب بھی اسے وہی نام دیں۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا، وہ شاعر ہے ولید نے کہا، میں نے ابن ابرص اور امیہ بن صلت کا کلام سنا ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کلام انہیں سے کسی کے بھی مناسب نہیں۔ انہوں نے کہا، وہ کاہن ہیں ولید نے کہا، کاہن کبھی سچ بولتا ہے اور کبھی جھوٹ بولتا ہے جب کہ محمد نے تو کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ایک اور اٹھا اس نے کہا وہ مجنون ہیں ولید نے کہا، جنون تو لوگوں کے گلے دباتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تو گلا نہیں دبایا گیا، ولید اپنے گھر چلا گیا قریش نے کہا، ولید بن مغیرہ بے دین ہو گیا۔ ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہا، اے ابا عبد شمس، کیا بات ہے یہ قریش تجھے مال دینے کے لیے مال جمع کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے تو محتاج ہو گیا ہے اور بے دین ہو گیا ہے ولید نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں لیکن میں نے محمد

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں سوچا میں نے کہا جادوگر کی کیا حقیقت ہوتی ہے؟ تو کہا گیا وہ باپ بیٹے، بھائی، میاں بیوی، جدائی ڈال دیتا ہے تو میں نے کہا، وہ جادوگر ہے یہ بات لوگوں میں عام ہوگئی تو وہ شور مچانے لگے، بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جادوگر ہیں (نعوذ باللہ) رسول اللہ مغموم گھر آئے اور ایک چادر لپیٹ لی تو یہ آیت نازل ہوئی، یا ایھا المدثر۔ عکرمہ نے کہا، یا ایھا المدثر کا معنی ہے اے نبوت اور اس کی ذمہ داریوں کو اٹھانے والے علامہ ابن عربی نے کہا، یہ مجاز بعید ہے کیونکہ ابھی آپ نے تبلیغ کا سلسلہ شروع نہ کیا تھا جب کہ یہ نزول قرآن کا آغاز تھا رسول اللہ نے اس سورت میں موجود احکام پر شدت سے عمل شروع نہ کیا تھا کیونکہ نازل ہونے والی یہ دوسری سورت تھی۔

صفت کے ساتھ خطاب محبت وشفقت کی دلیل۔

مسئلہ نمبر۲۔ یا ایھا المدثر۔ کریم ذات کی طرف سے اپنے محبوب کے لیے خطاب میں شفقت ونرمی کا اظہار ہوتا ہے جب وہ ذات اسے اس کی حالت سے ندا کرے اور اس کی صف کے ساتھ اسے تعبیر کرے یہ نہیں فرمایا، اے محمد۔ اے فلاں، تاکہ اس کے رب کی جانب سے نرمی اور شفقت کا شعور دلائے جس طرح سورۃ مزمل میں پہلے گزر چکا ہے اس کی مثل حضرت علی شیر خدا کے لیے سرور کائنات کا ارشاد ہے جب وہ مسجد میں سورہے تھے، قم اباتراب، اے ابوتراب۔ اٹھو وہ حضرت فاطمہ سے ناراض ہوکر گھر سے نکلے تھے ان کی چادر گرگئی تھی اور ان کے جسم کو مٹی لگ گئی تھی امام مسلم نے اس روایت کو نقل کیا ہے اس کی مثل رسول اللہ نے حضرت حذیفہ کے لیے غزوہ خندق کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا قم یا نومان اے سونے والے اٹھو۔ یہ پہلے گزرچکی ہے۔

(تفسیر قرطبی، سورہ مدثر، بیروت)

317- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى يَقُولُ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ اَيُّ الْقُرْاٰنِ اُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ اَوْ اقْرَاْ فَقَالَ سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَيُّ الْقُرْاٰنِ اُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ اَوْ اقْرَاْ قَالَ جَابِرٌ اُحَدِّثُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي نَزَلْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ بَطْنَ الْوَادِي فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ اَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَلَمْ اَرَ اَحَدًا ثُمَّ نُودِيتُ فَنَظَرْتُ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا ثُمَّ نُودِيتُ فَرَفَعْتُ رَاْسِي فَاِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْهَوَاءِ يَعْنِي جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخَذَتْنِي رَجْفَةٌ شَدِيدَةٌ فَاَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي فَدَثَّرُونِي فَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَااَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

✧✧ یحییٰ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: سب سے پہلے قرآن کی کون سی آیت نازل ہوئی؟ انہوں نے جواب دیا: "یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ" میں نے کہا: (یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ) یا پھر "اقرأ" تو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بولے: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہی سوال کیا تھا کہ سب سے پہلے کون سی آیت نازل ہوئی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: "یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ" میں نے پوچھا (یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ) یا پھر "اقرأ" انہوں نے جواب دیا: میں تمہیں وہ بات بتاؤں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی۔ آپ نے بتایا تھا:

میں ایک ماہ تک غار حرا میں مقیم رہا' جب میری طے شدہ مدت مکمل ہوگئی تو میں غار سے نکل کے مکہ کی طرف آنے لگا' کسی نے

مجھے پکارا۔ میں نے اپنے آگے پیچھے' دائیں بائیں دیکھا مگر مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا' پھر کسی نے مجھے پکارا۔ میں نے پھر دیکھا لیکن مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا' پھر کسی نے مجھے پکارا' میں نے سر اُٹھا کے دیکھا تو وہ یعنی جبرائیل (علیہ السلام) مجھے عرش پر یعنی خلا میں دکھائی دیئے' مجھ پر شدید رعب طاری ہوا' میں گھر آیا اور خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا' مجھے کچھ اوڑھنے کے لیے دو۔ انہوں نے مجھے اوڑھنے کے لیے دیا اور مجھ پر پانی کے چھینٹے ڈالے' اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کی تھیں۔ ''اے چادر اوڑھنے والے! اُٹھو! اور (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی کبریائی کا چرچا کرو اور اپنے لباس کو پاکیزہ رکھو۔

318-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں ''(میں نے اس فرشتے کو) زمین و آسمان کے درمیان تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا''۔

شرح

۱۔ ابن الضریس وابن مردویہ والنحاس والبیہقی نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ سورۃ المدثر مکہ میں نازل ہوئی۔

۲۔ ابن مردویہ نے ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) سے بھی اسی طرح روایت کیا۔

۳۔ طیالسی وعبد الرزاق واحمد وعبد بن حمید والبخاری ومسلم والترمذی وابن الضریس وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ نے ابن الانباری رحمہ اللہ سے مصاحف میں روایت کیا کہ میں نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے قرآن مجید میں سب سے اول نازل ہونے والے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یاایہا المدثر ہے میں کہا لوگ کہتے ہیں آیت اقرأ باسم ربک الذی خلق ہے ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) سے اس بارے میں پوچھا تھا میں ان سے ایسے ہی کہا جیسے تو نے کہا تو جابر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا میں تجھ سے کچھ بیان نہیں کروں گا مگر جو ہم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بیان فرمایا سو آپ نے فرمایا کہ میں غار حرا میں خلوت نشین تھا۔ جب میں اپنا خلوت کا وقت پورا کر لیا تو مجھ کو آواز دی گئی۔ میں نے اپنی داہنی جانب دیکھا تو میں نے کسی چیز کو نہ دیکھا پھر میں نے اپنے بائی طرف دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی۔ پھر میں نے اپنے پیچھے کی طرف دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی پھر میں نے اپنے سر کو اوپر اٹھایا اچانک وہی فرشتہ جو میرے پاس حرا میں آیا تھا۔ آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے تو میں گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا رعب کی وجہ سے پھر اپنے گھر لوٹ آیا۔ اور میں نے کہا مجھے چادر اوڑھا دو مجھے چادر اوڑھا دو تو یہ آیت نازل ہوئی آیت یاایہا المدثر قم فانذر سے لے کر آیت والرجز فاهجر تک۔

۴۔ طبرانی وابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ ولید بن مغیرہ نے قریش کو کھانے کی دعوت دی جب وہ کھا چکے تو مغیرہ نے کہا تم اس آدمی یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان کے بعض نے کہا، یہ جادوگر ہے۔ اور بعض نے کہا یہ جادوگر نہیں ہے اور بعض نے کہا یہ کاہن ہے بعض نے کہا یہ کاہن نہیں ہے اور

بعض نے کہا یہ شاعر ہے اور بعض نے کہا یہ شاعر نہیں اور بعض نے کہا یہ ایک جادو ہے جو پہلوں سے چلا آ رہا ہے پس ان میں اتفاق رائے ہو گیا کہ وہ ایک جادو ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ جب یہ بات نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پہنچی۔ تو آپ نکلے اور اپنے سر کو ڈھانپ لیا اور چادر اوڑھ لی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری آیت یا ایہا المدثر سے لے کر آیت ولربک فاصبر تک۔

۵۔ الحاکم وصححہ نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے آیت یا ایہا المدثر کے بارے میں روایت کیا کہ آپ ایک مخملی چادر میں لپٹے ہوئے تھے آیت وثیابک فطہر اور اپنے لباس کو پاک رکھیں۔ یعنی گناہوں سے آیت والرجز فاھجر اور میل کچیل دور کرو۔ یعنی گناہوں سے دور رہیے۔ آیت ولاتمنن تستکثر۔ اور بدلہ پانے کی غرض سے احسان نہ کرو۔ یعنی کوئی چیز نہ دو اس نیت سے تاکہ تو اس سے زیادہ دیا جائے آیت ولربک فاصبر اور اپنے رب کے لیے صبر کر یعنی جب آپ کو کوئی عطیہ دیا جائے تو اس کو اپنے رب کے لیے دے دیجیے اور خود صبر کیجیے یہاں تک کہ وہی آپ کو اجر وثواب عطا فرمائے گا۔

۷۔ عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت یا ایہا المدثر اے کپڑے میں لپٹنے والے یعنی لپٹنے والے اپنے کپڑوں میں آیت قم فانذر اٹھو پھر کافروں کو ڈراؤ یعنی ان کو ڈرایئے اپنے رب کے عذاب سے اور اس کے سابقہ امتوں میں واقع ہونے اور اس کی سزا کی شدت ڈرایئے جبکہ وہ انتقام لے۔ آیت وثیابک فطہر اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے گناہوں سے اور یہ عربی کلمہ ہے اور عرب کے لوگوں میں سے جب کوئی آدمی عہد کو توڑ دیتا تھا اور اپنے عہد کو پورا نہ کرتا تھا تو وہ لوگ کہتے تھے کہ بے شک فلاں آدمی کپڑوں کو میلا اور داغدار کرنے والا ہے۔ اور جب وہ وعدہ کو پورا کرتا اور اصلاح کر لیتا تو وہ لوگ کہتے تھے کہ بے شک فلاں آدمی کپڑوں کو میلا اور داغدار کرنے والا ہے۔ اور جو وہ وعدہ کو پورا کرتا اور اصلاح کر لیتا تو وہ لوگ کہتے کہ فلاں آدمی کپڑوں کو پاک رکھنے والا ہے آیت والرجز فاھجر اور میل کچیل دور کیجیے فرمایا یہ دو بت تھے اساف اور نائلہ جو بیت اللہ کے پاس تھے ان کے چہروں کو ہاتھ لگاتا اور صاف کرتا جو مشرکین میں سے ان کے پاس آتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حکم فرمایا کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھیے اور ان سے علیحدہ ہو جائیں آیت ولاتمنن تستکثر اور بدلہ پانے کی غرض سے احسان نہ کرو یعنی آپ دنیا کے فائدے اور منافع حاصل کرنے کے لیے کسی کو کوئی چیز نہ عطا کیجیے اور نہ ہی لوگوں سے بہتر جزا اور بدلہ لینے کی خاطر کسی کو کچھ دیجیے۔

۸۔ عبد بن حمید وابن المنذر نے ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت وربک فکبر اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو۔ یعنی اس کی عظمت بیان کرو آیت وثیابک فطہر اور اپنے کپڑے پاک رکھو سے مراد آپ کی ذات ہے یعنی آپ اپنے کو یاد رکھیے آیت والرجز فاھجر اور میل کچیل دور کیجیے یعنی شیطان اور بتوں سے دور رہیے۔

نماز میں تکبیر تحریمہ کا حکم

۹۔ ابن مردویہ نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کس طرح کہیں جب ہم نماز میں داخل ہوں اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری آیت وربک فکبر تو ہم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حکم فرمایا کہ ہم نماز میں تکبیر کے ساتھ شروع کریں۔

۱۰۔ابن جریرو ابن المنذ روابن ابی حاتم وابن مردویہ نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ آیت یاایھا المدثر سے مراد ہے نیند کرنے والے آیت وثیابک فطہر یعنی جو کپڑے تو پہنتا ہے وہ حرام کی کمائی میں سے نہ ہوں۔آیت والرجز فاہجر یعنی بتوں سے دور رہیے آیت ولاتمنن تستکثر یعنی تو عطیہ نہ دے کہ تو اس کے ذریعہ اس سے افضل کو تلاش کرے۔

۱۱۔فریابی وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذ روابن ابی حاتم والحاکم وصححہ نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ آیت وثیابک فطہر یعنی آپ اپنے آپ کو گناہوں سے پاک رکھیے اور فرمایا کہ عرب کے کلام میں اس کا معنی ہے کپڑوں کو صاف کرنا۔

۱۲۔ابن مردویہ نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے آیت وثیابک فطہر کے بارے میں روایت کیا کہ اپنے کپڑوں کو پاک کرو یعنی اپنے آپ کو دھوکے سے محفوظ رکھیے اور آپ دھوکہ دینے والا نہ بن جائیے۔

۱۳۔سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذ روابن ابی حاتم وابن الانباری فی الوقف ولابتداء وابن مردویہ نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت وثیابک فطہر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ خیانت اور فسق وفجور کا لباس نہ پہنیے پھر فرمایا کیا تم نے غیلان بن مسلمہ (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول نہیں سنا۔

انی بحمدالله لا ثوب فاجر لبست ولا من غدرة اتقنع

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے کہ میں نے فسق فجور کا لباس نہیں پہنا اور نہ سیانت اور بدعہدی کا کپڑا اوڑھا ہے۔

۱۴۔ابن ابی شیبہ وابن المنذ ر نے سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی آدمی عہد توڑتا تھا تو وہ کہا کرتے تھے فلاں نے کپڑے میلے اور داغدار کر دیئے۔ (تفسیر درمنثور، سورہ مدثر، لاہور)

بَابُ 71: اَلْاِسْرَاءِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى السَّمٰوٰتِ وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان کی سیر کرنے اور اس دوران نمازوں کی فرضیت کا بیان

319- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ قَالَ فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِىْ يَرْبِطُ بِهِ الْاَنْبِيَآءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَآئَنِىْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ اَنْتَ قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِىْ وَدَعَا لِىْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيْلَ مَنْ اَنْتَ قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِابْنَىِ الْخَالَةِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيٰى

حدیث 319: نسائی (450)، احمد (12527)، (23380)، (23381)، مستدرک (8793)، ابویعلی (3375)، (3499)، (5036)، معجم کبیر (9976)

بْنِ زَكَرِيَّاءَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا فَرَحَّبَا بِيْ وَدَعَوَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ اَنْتَ قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِيُوْسُفَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِدْرِيْسَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِهَارُوْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَآ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میرے سامنے بُراق پیش کیا گیا' وہ ایک لمبے قد والا سفید جانور تھا' وہ گدھے سے تھوڑا بڑا اور خچر سے کچھ چھوٹا تھا' اس کا ایک قدم حد نگاہ تک ہوتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس آ گیا' اور یہاں میں نے اسے اسی کڑے میں باندھ دیا جہاں سابقہ انبیاء اپنے جانور باندھا کرتے تھے۔ پھر مسجد کے اندر داخل ہو کر میں نے دو نوافل ادا کیے اور پھر مسجد سے باہر آ گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے میرے سامنے ایک شراب کا برتن اور ایک دودھ کا برتن پیش کیا۔ میں نے دودھ کو اختیار کیا۔ جبرائیل علیہ السلام بولے آپ نے فطرت کو منتخب کیا ہے۔ پھر مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دستک دی' پوچھا گیا' کون؟ انہوں نے جواب دیا: جبرائیل! پوچھا گیا' آپ کے ہمراہ

کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد (ﷺ) پوچھا گیا' کیا انہیں بُلایا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے' انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی اور پھر ہم دوسرے آسمان کی طرف بلند ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے دستک دی' پوچھا گیا' کون؟ کہا' جبرائیل! پوچھا گیا' تمہارے ہمراہ کون ہے؟ بتایا' حضرت محمد ﷺ' پوچھا گیا' کیا انہیں بُلایا گیا ہے؟ کہا' ہاں! بُلایا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو آگے دو خالہ زاد بھائی یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام تشریف فرما تھے' دونوں حضرات نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعائے خیر دی اور پھر ہم تیسرے آسمان کی طرف بلند ہوئے' جبرائیل علیہ السلام نے دستک دی' پوچھا گیا' کون؟ کہا' جبرائیل! پوچھا گیا' آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: حضرت محمد ﷺ' پوچھا گیا' کیا انہیں بُلوایا گیا ہے؟ جواب دیا: جی ہاں! انہیں بُلوایا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھے' جنہیں بے انتہا حسن عطا کیا گیا' انہوں نے بھی مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہم چوتھے آسمان کی طرف گئے' جبرائیل علیہ السلام نے دستک دی' پوچھا گیا' کون؟ کہا' جبرائیل! پوچھا گیا' تمہارے ہمراہ کون ہے؟ جواب دیا: حضرت محمد ﷺ۔ پوچھا گیا' کیا انہیں بُلوایا گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں! انہیں بُلوایا گیا ہے' دروازہ کھلا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تشریف فرما تھے' جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا'' ''ہم نے انہیں بلند مقام عطا کیا ہے۔''

آپ بیت المعمور سے پشت ٹکا کر بیٹھے ہوئے تھے' بیت المعمور وہ مقام ہے جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ کبھی بھی ان کی باری نہیں آتی۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر مجھے ''سدرۃ المنتہیٰ'' تک لے جایا گیا علیہ السلام اس کے پتے ہاتھی کے کان کی مانند تھے اور اس کے پھل مٹکوں کی مانند تھے' اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اسے انوار نے ڈھانپ لیا اور وہ اتنا خوب صورت ہو گیا کہ مخلوق کا کوئی ایک فرد بھی اس کی خوب صورتی بیان نہیں کر سکتا۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی اور اس کے ہمراہ روزانہ پچاس نمازوں کی فرضیت کا حکم دیا' واپسی پر جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے دریافت کیا: آپ ﷺ کے پروردگار نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: روزانہ پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے' آپ ﷺ دوبارہ پروردگار کی بارگاہ میں جائیں اور (نمازوں کی تعداد میں) تخفیف کی درخواست کریں' کیونکہ آپ ﷺ کی اُمت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے گی' مجھے نمازوں کی فرضیت کے حوالے سے بنی اسرائیل کا تجربہ ہو چکا ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی' اے میرے رب! (نمازوں کی تعداد کے حوالے سے) میری اُمت کو آسانی نصیب فرما تو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔

جب میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مشورہ دیا' آپ ﷺ کی اُمت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے گی اس لیے آپ دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر

ہوں اور مزید تخفیف کی درخواست کریں۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں بار بار اپنے پروردگار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان چکر لگاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا' اے محمد ﷺ! روزانہ کی پانچ نمازیں فرض کی جاتی ہیں' ان میں سے ہر نماز کا ثواب دس گنا ہوگا (اجر وثواب کے اعتبار سے) یہ کل پچاس نمازیں ہو جائیں گی۔

(تمہاری اُمت کو یہ انعام بھی عطا کیا جاتا ہے) جو شخص ایک نیکی کا پختہ ارادہ کرے اور پھر اس پر عمل نہ کرے تو بھی اسے ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور اگر وہ اس پر عمل کر لے تو اسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور اگر کوئی شخص ایک گناہ کا ارادہ کرنے کے باوجود اس پر عمل نہ کرے تو کوئی گناہ نوٹ نہیں ہوگا اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو ایک گناہ نوٹ ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: وہاں سے چل کر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں اس حکم کی اطلاع دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مشورہ دیا' آپ ﷺ دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جائیں اور مزید تخفیف کی درخواست کریں۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں نے جواب دیا: اب مجھے دوبارہ اپنے پروردگار کی طرف جاتے ہوئے حیاء آتی ہے۔

320- حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِیُّ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ الْمُغِیْرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیْتُ فَانْطَلَقُوْا بِیْ اِلٰی زَمْزَمَ فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِیْ ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُنْزِلْتُ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: فرشتے میرے پاس آئے اور مجھے زم زم کے پاس لے گئے' میرے سینے کو چاک کر کے اسے زم زم کے پانی سے دھویا اور پھر مجھے واپس پہنچا دیا۔

321- حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِیْلُ وَهُوَ یَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّیْطٰنِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِیْ طَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهٗ ثُمَّ اَعَادَهٗ فِیْ مَكَانِهٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ یَسْعَوْنَ اِلٰی اُمِّهٖ یَعْنِیْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ وَّقَدْ كُنْتُ اَرٰی اَثَرَ ذٰلِكَ الْمَخِیْطِ فِیْ صَدْرِهٖ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت جبرائیل (نبی اکرم ﷺ کے بچپن میں) آپ کے پاس آئے' آپ اس وقت دوسرے بچوں کے ہمراہ کھیل رہے تھے' جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو پکڑ کر لٹایا' آپ کا سینہ چاک کیا' دل کو باہر نکالا اور اس میں سے جما ہوا خون نکال کر کہنے لگے' یہ شیطانی اثر تھا۔ پھر انہوں نے اس دل کو سونے کے تھال میں آبِ زم زم سے دھویا اور پھر دوبارہ اس کی مخصوص جگہ پر رکھ دیا' یہ دیکھ کر بچے دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی والدہ یعنی رضاعی ماں (سیدہ حلیمہ) کے پاس آئے اور انہیں بتایا' محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا گیا ہے' وہ سب لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے' اس وقت آپ کا رنگ متغیر تھا (مگر آپ صحیح سلامت تھے)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر اس سلائی کا نشان دیکھا ہے۔

322- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِىَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ اَنَّهُ جَآئَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ نَحْوَ حَدِيْثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيْهِ شَيْئًا وَّاَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ

✧✧ شریک بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں واقعہ معراج سناتے ہوئے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول سے پہلے تین حضرات (یعنی فرشتے) آپ کے پاس آئے' آپ اس وقت مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔

(امام مسلم فرماتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں' تاہم ان میں کچھ کمی وبیشی اور تقدیم وتاخیر ہے۔

323-وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيْبِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَّآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهُ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قِيْلَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَافْتَحْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَّعَنْ يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ قَالَ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى قَالَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَعِيْسٰى وَمُوْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ قَدْ وَجَدَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِدْرِيْسَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّاَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى

حدیث 323: بخاری (342)' (1555)' (3035)' ترمذی (3346)' نسائی (448)' احمد (17869)' (21173)' (21326)' ابن حبان (7406)' ابن خزیمہ (301)' ابویعلیٰ (3614)' (3616)' معجم کبیر (744)

ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَّاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِىْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى اَمُرَّ بِمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قَالَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ لِىْ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ فَرَاجَعْتُ رَبِّىْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرْتُهٗ قَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ فَرَاجَعْتُ رَبِّىْ فَقَالَ هِىَ خَمْسٌ وَّهِىَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَىَّ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّىْ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِىْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى نَاْتِىَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَّا اَدْرِىْ مَا هِىَ قَالَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوذر غفاری نے واقعہ معراج یوں روایت کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''جب میں مکہ میں مقیم تھا تو جبرائیل علیہ السلام چھت کھول کر میرے گھر میں آئے' انہوں نے میرے سینے کو چاک کیا اور اسے آبِ زم زم سے دھویا' پھر سونے کا ایک تھال لائے جس میں ایمان اور حکمت بھرے ہوئے تھے' وہ انہوں نے میرے سینے میں ڈال دیئے اور اسے جوڑ دیا اور پھر میرے ہاتھ تھام کر مجھے آسمان کی طرف لے گئے' جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے نگران سے کہا (دروازہ) کھولو! اس نے پوچھا: کون ہے؟ جواب دیا: جبرائیل (علیہ السلام)۔ پوچھا گیا' کیا تمہارے ہمراہ بھی کوئی ہے؟ جواب دیا: ہاں! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا' کیا انہیں بُلایا گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں! تم دروازہ کھولو تو اس نے دروازہ کھول دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب ہم آسمانِ دنیا پر پہنچے وہاں ایک صاحب تشریف فرما تھے' جن کے دائیں طرف بھی بہت سے لوگ تھے اور بائیں طرف بھی بہت سے لوگ تھے۔ جب وہ اپنے دائیں ہاتھ دیکھتے تو مسکرا دیتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رونے لگتے۔ (وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگے) خوش آمدید! صالح نبی! صالح بیٹے! میں نے پوچھا: جبرائیل! یہ کون صاحب ہیں' انہوں نے جواب دیا: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں موجود لوگ ان کی اولاد ہیں۔ دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے جہنمی ہیں' اس لیے جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں' تو مسکرا دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رو پڑتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان پر آئے اور اس کے نگران سے بولے دروازہ کھولو' یہاں بھی یوں ہی سوال جواب ہوئے' جو آسمانِ دنیا پر ہوئے تھے' آخر نگران نے دروازہ کھول دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد (حضرت ابوذر نے) بتایا' مختلف آسمانوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت آدم' حضرت ادریس' حضرت عیسیٰ' حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ہوئی تاہم انہوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ کون سے آسمان پر کس نبی سے ملاقات کی' صرف یہ بتایا کہ آسمان دُنیا پر حضرت آدم علیہ السلام سے اور چھٹے آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی۔

جب نبی اکرم ﷺ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے بھی یہی کہا' صالح نبی! صالح بھائی! کوخوش آمدید! نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی کہا' صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید! میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں پھر جب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے بھی یہی کہا' صالح نبی اور صالح بھائی کوخوش آمدید! میں نے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں' پھر جب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا تو وہ بولے' صالح نبی اور صالح بیٹے کوخوش آمدید! میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ تو جواب ملا' یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

(اس روایت کے ایک راوی) ابن شہاب' ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک اور حضرت ابوحبہ انصاری کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

معراج کے دوران جب میں ''مقامِ مستوی'' پر پہنچا تو میں نے قلموں کے چلنے کی آوازیں سُنیں۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت انس نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں' میں یہ حکم لے کر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے دریافت کیا: آپ کے پروردگار نے آپ ﷺ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے انہیں بتایا (پچاس نمازیں) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے مشورہ دیا' آپ دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں کیونکہ آپ کی اُمت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے گی' میں دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہی پچاس کے برابر ہیں۔ ہمارا فرمان تبدیل نہیں ہوتا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جب میں دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے یہی مشورہ دیا کہ آپ دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں' تو میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے حیا آتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے اور ہم ''سدرۃ المنتہیٰ'' تک آ گئے جسے اس وقت ایسے رنگوں (انوار) نے ڈھانپ لیا تھا جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا' پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا وہاں تو موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی خشک تھی۔

324-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَعَلَّهٗ قَالَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهٖ قَالَ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَنَا عِنْدَ الْبَیْتِ بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ اِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا یَقُوْلُ اَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ فَانْطُلِقَ بِیْ فَاُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِیْهَا مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَشُرِحَ

حدیث 324: بخاری (342)' (1555)' (3035)' ترمذی (3346)' نسائی (448)' احمد (17896)' (21173)' (21326)' ابن حبان (7406)' ابن خزیمہ (301)' ابویعلیٰ (3614)' (3616)' معجم کبیر (744)' (599)

صَدْرِیْ اِلٰی كَذَا وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْتُ لِلَّذِیْ مَعِی مَا یَعْنِیْ قَالَ اِلٰی اَسْفَلِ بَطْنِهٖ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِی فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُعِیْدَ مَكَانَهٗ ثُمَّ حُشِیَ اِیْمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ اُتِیْتُ بِدَابَّةٍ اَبْیَضَ یُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَقَعُ خَطْوُهٗ عِنْدَ اَقْصٰی طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَیْهِ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتّٰی اَتَیْنَا السَّمَآءَ الدُّنْیَا فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قِیْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفُتِحَ لَنَا وَقَالَ مَرْحَبًا وَّلَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ قَالَ فَاَتَیْنَا عَلٰی اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِهٖ وَذَكَرَ اَنَّهٗ لَقِیَ فِی السَّمَآءِ الثَّانِیَةِ عِیْسٰی وَیَحْیٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَفِی الثَّالِثَةِ یُوْسُفَ وَفِی الرَّابِعَةِ اِدْرِیْسَ وَفِی الْخَامِسَةِ هَارُوْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمَا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتّٰی انْتَهَیْنَا اِلَی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ فَاَتَیْتُ عَلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُهٗ بَكٰی فَنُوْدِیَ مَا یُبْكِیْكَ قَالَ یَا رَبِّ هٰذَا غُلَامٌ بَعَثْتَهٗ بَعْدِیْ یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِهِ الْجَنَّةَ اَكْثَرُ مِمَّا یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِیْ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتّٰی انْتَهَیْنَا اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاَتَیْتُ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَقَالَ فِی الْحَدِیْثِ وَحَدَّثَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَاٰی اَرْبَعَةَ اَنْهَارٍ یَخْرُجُ مِنْ اَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ فَقُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ مَا هٰذِهِ الْاَنْهَارُ قَالَ اَمَّا النَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِی الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّیْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِیَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ فَقُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ یَدْخُلُهٗ كُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ اِذَا خَرَجُوْا مِنْهُ لَمْ یَعُوْدُوْا فِیْهِ اٰخِرُ مَا عَلَیْهِمْ ثُمَّ اُتِیْتُ بِاِنَائَیْنِ اَحَدُهُمَا خَمْرٌ وَّالْاٰخَرُ لَبَنٌ فَعُرِضَا عَلَیَّ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقِیْلَ لِیْ اَصَبْتَ اَصَابَ اللّٰهُ بِكَ اُمَّتُكَ عَلَی الْفِطْرَةِ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَیَّ كُلَّ یَوْمٍ خَمْسُوْنَ صَلَاةً ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّتَهَا اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے قریبی عزیز حضرت مالک بن صعصعہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

میں خانہ کعبہ کے پاس نینداور بے داری کی درمیانی کیفیت میں لیٹا ہوا تھا' میں نے خود کو دو آدمیوں کے درمیان پایا اور کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا' تین میں سے ایک' پھر وہ میرے پاس سونے کا ایک تھال لائے جس میں آبِ زم زم موجود تھا' میرے سینے کو یہاں سے یہاں تک کھولا گیا (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) حضرت قتادہ کہتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو پیٹ کے نچلے حصے تک چیرا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میرا دل نکال کر بھر دیا گیا اور پھر میرے سامنے ایک سفید جانور لایا گیا جس کا نام براق تھا' یہ گدھے سے بڑا اور خچر سے کچھ چھوٹا تھا اس کا ایک قدم حدِ نگاہ تک جاتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا' ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور آسمانِ دنیا تک آ گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا' تو پوچھا گیا' کون ہے؟ جواب دیا: جبرائیل! پوچھا گیا' آپ کے ہمراہ کون ہے؟ جواب دیا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' پوچھا گیا' کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں! ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا' خوش آمدید کہا گیا اور استقبالیہ کلمات کہے گئے' یہاں ہماری ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔

(امام مسلم کہتے ہیں) اس کے بعد پورا واقعہ ہے' جس میں یہ بات مذکور ہے کہ دوسرے آسمان پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت

عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ہوئی' تیسرے پر حضرت یوسف' چوتھے پر حضرت ادریس' پانچویں پر حضرت ہارون سے ہوئی۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: وہاں سے چل کر ہم چھٹے آسمان پر آئے' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے' میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا: صالح بھائی کو خوش آمدید! جب میں وہاں سے آگے جانے لگا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رو پڑے (غیب سے) آواز اُٹھی' کیوں رو رہے ہو؟ تو وہ بولے' اے میرے پروردگار! ان صاحب کو تو نے میرے بعد معبوث کیا' لیکن میری اُمت کے افراد سے زیادہ تعداد میں ان کی اُمت کے افراد جنت میں داخل ہوں گے۔

وہاں سے چل کر ہم ساتویں آسمان پر آئے' تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ نے چار نہریں دیکھیں' جو ایک ہی مقام سے نکلتی ہیں' ان میں سے دو نہریں ظاہری تھیں اور دو نہریں باطنی تھیں۔ میں نے دریافت کیا: جبرائیل! یہ کون سی نہریں ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: دونوں باطنی نہریں جنت کی نہریں ہیں اور دونوں ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر میرے سامنے ''بیت المعمور'' کو پیش کیا گیا' میں نے پوچھا: جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ بیت المعمور ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں (اور باہر آتے ہیں)' جو ایک مرتبہ باہر آ جائیں انہیں دوبارہ کبھی بھی اس میں داخل ہونے کا موقع نہیں ملے گا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میرے سامنے دو برتن پیش کیے گئے' ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ تھا' میں نے دودھ کو پسند کیا تو مجھے بتایا گیا آپ ﷺ نے درست انتخاب کیا' اللہ تعالیٰ آپ کی اُمت کو فطرت (دینِ اسلام) پر ثابت قدم رکھے گا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر مجھ پر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

(امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد پورا واقعہ مذکور ہے۔

325-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيْهِ فَاُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ اِلٰى مَرَاقِ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اُس میں یہ الفاظ مختلف ہیں ''حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا ایک تھال میرے پاس لایا گیا' پھر میرے سینے کو گردن سے لے کر پیٹ کے نچلے حصے تک چیرا گیا اور اسے آبِ زم زم سے دھو کر حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔''

326-حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حدیث 326: بخاری (3067)' (3214)' (3215)' نسائی (1635)' (1636)' احمد (2197)' (2347)' (3180)' ابن حبان (51)' (821)' ابویعلیٰ (4067)' (4084)' معجم کبیر (11086)' (12749)' (598)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُسْرِيَ بِهٖ فَقَالَ مُوْسٰى اٰدَمُ طُوَالٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ وَقَالَ عِيْسٰى جَعْدٌ مَّرْبُوْعٌ وَّذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگت کے مالک طویل القامت شخص تھے' یوں جیسے ان کا تعلق ''شنوءہ'' قبیلے سے ہو' جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درمیانے قد اور گٹھے ہوئے جسم کے مالک تھے۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کے خازن اور دجال (کو جہنم میں) ملاحظہ کرنے کا بھی ذکر کیا ہے۔

327- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِىْ عَلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلٌ اٰدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبْطَ الرَّاْسِ وَاُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِىْ اٰيَاتٍ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِقَائِهٖ قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: معراج کی رات میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام بن عمران سے ہوئی' وہ گندمی رنگت کے مالک' طویل القامت شخص تھے' ان کے بال گھنگھریالے تھے' یوں لگتا تھا جیسے ان کا تعلق ''شنوءہ'' قبیلے سے ہو۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا' درمیانے قد اور سرخی مائل سفید رنگ کے مالک تھے۔ آپ کے بال بالکل سیدھے تھے' جہنم کا نگران مالک اور دجال بھی مجھے دکھائے گئے۔ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں' جو اس نے مجھے دکھائی ہیں' اس لیے تم (مرنے کے بعد) اس کی بارگاہ میں حاضری کے بارے میں شک نہ کرنا۔

328- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّسُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِى الْاَزْرَقِ فَقَالَ اَىُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا وَادِى الْاَزْرَقِ قَالَ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ وَلَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ ثُمَّ اَتٰى عَلٰى ثَنِيَّةِ هَرْشٰى فَقَالَ اَىُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا ثَنِيَّةُ هَرْشٰى قَالَ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ وَّهُوَ يُلَبِّىْ قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِىْ حَدِيْثِهٖ قَالَ هُشَيْمٌ يَّعْنِىْ لِيْفًا

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ (سفر حج کے دوران) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق کے پاس سے گزرے تو دریافت کیا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' یہ وادی ازرق ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے ہوئے اس پہاڑ سے اُترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث 328: ابن ماجہ (2891)' احمد (1854)' (1995)' ابن حبان (3801)' (6219)' ابن خزیمہ (2632)' (2633)' مستدرک (3313)' بیہقی (8796)' ابویعلیٰ (2542)' معجم کبیر (12756)

''ھرشیٰ'' نامی پہاڑی کے پاس آئے' تو دریافت کیا کہ یہ کون سی پہاڑی ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' یہ ھرشیٰ نامی پہاڑی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یونس بن متیٰ کو اونی جبہ پہنے ہوئے ایک صحت مند سرخ اونٹنی پر سوار دیکھ رہا ہوں اس اونٹنی کی نکیل کھجور کی شاخ سے بنی ہے' آپ بھی اس وقت تلبیہ کہہ رہے ہیں۔

329- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِي الْاَزْرَقِ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهٖ وَشَعَرِهٖ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ لَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْ لِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ لِيْفٌ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا

✧✧ حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ (سفر حج کے دوران) مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جا رہے تھے' ایک مقام پر پہنچ کر آپ ﷺ نے دریافت کیا: یہ کون سی جگہ ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' یہ وادی ''ازرق'' ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے ان کے رنگ اور بالوں کے بارے میں کچھ بتایا (جس کے الفاظ داؤد نامی) راوی کو یاد نہیں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بتایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال رکھی ہیں اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ (حضرت ابن عباس ﷠ کہتے ہیں) پھر ہم ایک پہاڑی کے پاس پہنچے' آپ ﷺ نے دریافت کیا: یہ کون سی پہاڑی ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' اس کا نام ''ھرشیٰ'' یا ''لفت'' ہے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اونی جبہ پہنے ہوئے سرخ اونٹنی پر سوار تلبیہ کہتے ہوئے یہاں سے گزر رہے ہیں۔ آپ کی اونٹنی کی لگام کھجور کی چھال سے بنی ہے۔

330- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّهٗ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ اَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ اَمَّا اِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا اِلٰى صَاحِبِكُمْ وَاَمَّا مُوْسٰى فَرَجُلٌ اٰدَمُ جَعْدٌ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ

✧✧ مجاہد بیان کرتے ہیں' ایک دن ہم حضرت ابن عباس ﷠ کی خدمت میں حاضر تھے' بعض حضرات نے دجال کا ذکر چھیڑ دیا تو میں نے کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ شخص کافر ہے۔ حضرت ابن عباس ﷠ نے فرمایا: میں نے یہ حدیث نہیں سُنی ہے۔ تاہم نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابراہیم کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم اپنے آقا (نبی اکرم ﷺ) کو دیکھ لو' حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگت اور گھنگھریالے بالوں کے مالک ہیں' آپ سرخ اونٹنی پر سوار ہیں جس کی لگام کھجور کی چھال سے بنی ہے' میں دیکھ رہا ہوں' جب وہ وادی میں داخل ہوئے تو تلبیہ کہہ رہے تھے۔

331- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰى ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ

شَنُوْئَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسٰى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَّاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَإِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَّاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَّاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ

✧✧ حضرت جابر نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میرے سامنے انبیاء کرام علیہم السلام کو پیش کیا گیا' حضرت موسیٰ علیہ السلام بالکل اسی طرح تھے جیسے شنوءہ قبیلے کا کوئی شخص ہو (یعنی طویل القامت اور گھنگھریالے بالوں کا مالک)' حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی صورت میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے' ان میں سے عروہ بن مسعود سے مشابہت رکھتی تھی۔ حضرت ابراہیم تمہارے آقا (یعنی نبی اکرم ﷺ) سے مشابہت رکھتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے' ان میں سے سب سے زیادہ دحیہ کلبی سے مشابہت رکھتے ہیں۔

332- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُسْرِيَ بِيْ لَقِيْتُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهٗ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَّجِلُ الرَّاْسِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ قَالَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِيْ حَمَّامَ قَالَ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ فَاُتِيْتُ بِاِنَائَيْنِ فِيْ اَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَّفِي الْاٰخَرِ خَمْرٌ فَقِيْلَ لِيْ خُذْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقَالَ هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ اَوْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: معراج کی رات میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: وہ گھنگھریالے بالوں کے مالک تھے اور شنوءہ قبیلے کے لوگوں کی مانند تھے۔ میری ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ پھر آپ نے ان کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: وہ درمیانے قد اور سرخ رنگت کے مالک ہیں' یوں محسوس ہوتا تھا کہ ابھی حمام سے باہر آئے ہیں' پھر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا' میں خود ان کی ساری اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہت رکھتا ہوں پھر میرے سامنے دو برتن پیش کیے گئے' ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھے کہا گیا' آپ ان میں سے کوئی بھی ایک لے سکتے ہیں' میں نے دودھ لے کر اسے پی لیا' تو فرشتہ بولا' آپ کی فطرت کی طرف رہنمائی کی گئی ہے (اور ایک روایت کے الفاظ ہیں) آپ فطرت تک پہنچے ہیں' اگر آپ شراب کو اختیار کر لیتے تو آپ کی اُمت گمراہی کا شکار ہو جاتی۔

333- حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حدیث 331: بخاری (3214)' (3254)' ترمذی (3130)' (3649)' احمد (7776)' (14629)' ابن حبان (6232)' ابویعلیٰ (2261)' معجم کبیر (13318)

حدیث 332: بخاری (3214)' (3254)' ترمذی (3130)' احمد (7776)' (14629)

حدیث 333: بخاری (5562)' (6598)' نسائی (5062)' موطا (1640)' احمد (6099)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِي لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الرِّجَالِ مِنْ اٰدَمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُّتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ اَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطِطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں خانہ کعبہ کے پاس سویا ہوا تھا' میں نے خواب میں ایک شخص دیکھا' وہ گندمی رنگت کا مالک تھا اور کوئی بھی گندمی رنگت کا مالک ایک شخص جتنا حسین ہوسکتا ہے' وہ ویسا ہی تھا' اس کے بال کانوں کی لوؤں تک آتے تھے جنہیں اس نے سیدھا بنایا ہوا تھا' اس کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا' وہ دو لوگوں کے سہارے بیت اللہ کا طواف کرنے میں مشغول تھا' میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا' یہ حضرت مسیح بن مریم ہیں۔ پھر میں نے ایک اور شخص کو دیکھا جس کے بال گھنگھریالے اور بکھرے ہوئے تھے' وہ دائیں آنکھ سے کانا تھا' جو کسی انگور کی مانند اُبھری ہوئی تھی' میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا' یہ دجال ہے۔

334- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنَا اَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوْسٰى وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَانِي اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا تَرٰى مِنْ اٰدَمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهٗ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ مَاءً وَّاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَاَيْتُ وَرَآئَهٗ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا اَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَشْبَهِ مَنْ رَّاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَّاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک دن نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا' اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے' یہ یاد رکھنا کہ دجال کانا ہوگا' اس کی دائیں آنکھ انگور کی مانند اُبھری ہوئی ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک رات میں خانہ کعبہ کے پاس سویا ہوا تھا' میں نے خواب میں ایک گندمی شخص دیکھا' کوئی گندمی شخص جتنا خوب صورت ہوسکتا ہے' وہ ویسا ہی تھا۔ اس کے بال کندھوں تک لمبے تھے جن میں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے' وہ اپنے دائیں بائیں موجود دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا' یہ حضرت مسیح بن مریم ہیں۔ پھر میں نے ان کے پیچھے ایک اور شخص دیکھا جس کے بال روکھے اور گھنگھریالے تھے' اس کی دائیں آنکھ کانی تھی اس کی شکل (میں نے اب تک جتنے بھی لوگ دیکھے ہیں' ان میں سے ابن قطن سے ملتی تھی' وہ بھی دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے خانہ کعبہ کا طواف کررہا تھا' میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا' یہ دجال ہے۔

335- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا اٰدَمَ سَبِطَ الرَّاْسِ وَاضِعًا يَدَهُ عَلٰى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَاْسُهُ اَوْ يَقْطُرُ رَاْسُهُ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اَوِ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ لَا نَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَ وَرَاَيْتُ وَرَآئَهُ رَجُلًا اَحْمَرَ جَعْدَ الرَّاْسِ اَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى اَشْبَهُ مَنْ رَاَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنٍ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں نے (خواب میں) خانہ کعبہ کے پاس ایک شخص دیکھا' جو گندمی رنگت اور سیدھے بالوں کا مالک تھا' اس نے اپنے ہاتھ دو لوگوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے اور اس کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے' میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ مجھے بتایا گیا' یہ عیسیٰ بن مریم (اور ایک روایت میں) مسیح ابن مریم ہیں' ان کے پیچھے میں نے ایک اور شخص دیکھا' اس کا رنگ سرخ تھا' بال خشک گھنگھریالے تھے' دائیں آنکھ کانی تھی' میں نے جتنے لوگ دیکھے ہیں' ان میں سے وہ ابن قطن سے زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا' یہ مسیح دجال ہے۔

336- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب قریش نے (میرے دعویٰ معراج کی) تکذیب کی تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا' اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور میں اسے دیکھ کر قریش کو اس کی نشانیاں بتاتا رہا۔

337-حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبِطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَاْسُهُ مَاءً اَوْ يُهْرَاقُ رَاْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ الْعَيْنِ كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الدَّجَّالُ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں' گندمی رنگت اور سیدھے بالوں والا ایک اور شخص بھی' دو آدمیوں کے درمیان' طواف کر رہا ہے' اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا' یہ عیسیٰ بن مریم ہیں' پھر میری نظر سرخ رنگت اور گٹھے ہوئے جسم کے مالک ایک شخص پر پڑی' اس کے بال بکھرے ہوئے تھے' وہ کانا تھا اس کی کانی

حدیث 336: بخاری (3673)' (4433)' ترمذی (3133)' احمد (15076)' ابن حبان (55)' ابو یعلیٰ (2091)

حدیث 337: بخاری (3257)' (6623)' (6709)' احمد (4743)' (4977)' (5553)' ابو یعلیٰ (5458)' (5469)

آ نکھ اُبھری ہوئی انگور کی مانند محسوس ہورہی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو جواب ملا' دجال۔ وہ ابن قطن سے مشابہت رکھتا تھا۔

338 - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْاَلُنِي عَنْ مَسْرَایَ فَسَاَلَتْنِي عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِي اَنْظُرُ اِلَيْهِ مَا يَسْاَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُهُمْ بِهِ وَقَدْ رَاَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاِذَا مُوْسٰى قَائِمٌ يُصَلِّي فَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْئَةَ وَاِذَا عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي اَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِيُّ وَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي اَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ لِي قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَبَدَاَنِي بِالسَّلَامِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں حطیم میں کھڑا ہوا تھا' قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے بارے میں سوالات کررہے تھے' انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ نشانیوں کے بارے میں پوچھا' جن کی طرف میں نے توجہ نہیں کی تھی' میں بہت اُلجھن کا شکار ہوا' اتنی اُلجھن مجھے پہلے کبھی درپیش نہیں ہوتی تھی' اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کردیا' قریش مجھ سے اس کے بارے میں جو بھی پوچھتے' میں انہیں بتادیتا۔

(سفر معراج کے دوران) میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی دیکھا' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' آپ کے بال گھنگریالے تھے یوں جیسے ''شنوءہ'' قبیلے کے لوگوں کے ہوا کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' عروہ بن مسعود ثقفی کی شکل وصورت آپ سے بہت ملتی ہے۔

میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' وہ تمہارے آقا (یعنی خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) سے مشابہت رکھتے تھے پھر باجماعت نماز ادا ہونے لگی تو میں نے ان تمام حضرات کو نماز پڑھائی' نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسی نے مجھ سے کہا' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مالک ہیں' جہنم کے انچارج' آپ اسے سلام کیجیے میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے پہلے ہی مجھے سلام کردیا۔

339 - وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهِ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى قَالَ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ

حدیث 339: ترمذی (2446)' نسائی (451)' احمد (3665)' (4011)' مستدرک (4407)' (4458)' ابویعلیٰ (5303)' معجم کبیر (10683)' (15)

✧✧ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں' معراج کی رات جب نبی اکرم ﷺ ''سدرۃ المنتہیٰ'' کے مقام پر پہنچے' یہ چھٹے آسمان میں ہے' زمین سے آسمان کی طرف جانے والی تمام چیزیں یہیں رُک جاتی ہیں اور اس کے پرے سے آنے والی تمام چیزیں یہیں رُک جاتی ہیں اس وقت سدرہ کو انوار میں ڈھانپ دیا جو سونے کے پروانوں کی مانند تھے۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں اس وقت نبی اکرم ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں' پانچ نمازیں' سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں اور (یہ خوش خبری کہ) آپ کی اُمت کا جو شخص شرک نہ کرے' وہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو' اسے بخش دیا جائے گا۔

شرح

معراج بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے۔ یہ معجزہ براہِ راست اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت، رفعت اور حقیقت کسی بھی فردِ بشر کی سمجھ بوجھ، عقل و خرد اور فہم و فراست کی پرواز سے بلند اور بہت ہی بلند ہے حتیٰ کہ کسی کے لئے اس کا تصور بھی ممکن نہیں۔

مراحلِ سفرِ معراج کا بیان

حقیقتِ معراج کے چند گوشے بیان کرنے کے بعد اب ہم مختلف احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں واقعہ معراج کی جملہ تفصیلات بیان کرتے ہیں۔

مرحلۂ اُولیٰ، بیتُ اللہ سے بیتُ المقدس تک

سفرِ معراج، سفرِ محبت بھی ہے اور سفرِ عظمت بھی۔ بیتُ اللہ سے بیت المقدس اس سفرِ مقدس کا پہلا مرحلہ تھا۔ یہ واقعہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور متعدد طرق، اسناد اور تفصیلات کے ساتھ منقول ہے۔ نیز تابعین نے بھی اسے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حطیمِ کعبہ میں آرام فرمارہے تھے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آکر تاجدارِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے، اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر لیٹ گئے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیدار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اِدھر اُدھر دیکھا اور لیٹ گئے۔ پھر جبرئیل امین علیہ السلام نے تیسری مرتبہ درِ اقدس پر آواز دی۔ اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ رب العزت نے آپ کو اپنی ملاقات کے لئے بلایا ہے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینۂ اقدس حلق سے لے کر ناف تک چاک کیا گیا اور قلبِ اطہر کو نکالا گیا۔ اللہ رب العزت نے ملاءِ اعلیٰ سے ایک طشت کے اندر اپنے خصوصی اَنوار و تجلیاتِ حکمت بھیجے تھے۔ ان اَنوار و تجلیات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اقدس کو دھویا گیا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلبِ اطہر سفرِ معراج شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار و تجلیات کے فیض کو کما حقہ اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت پیدا کرلے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک سواری پیش کی گئی جو قد کے اعتبار سے گوش دراز سے اونچی اور خچر سے نیچی تھی۔ اس کا رنگ چمکدار اور سفید تھا۔ اس کا نام براق تھا۔

عن مالك بن صعصعة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم بينا أنا فى الحجر... و فى رواية فى الحطيم... بين النائم و اليقظان، إذ أتانى آت، فشقّ ما بين هذه إلى هذه، فاستخرج قلبى، فغسله ثم أعيده، ثم أتيت بدابة دون البغل فوق الحمار أبيض، يقال له البُرّاق، ، فحملت عليه، ،.(روح المعانى، 15 : 5)

حضرت مالک بن صعصعہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں حجر۔۔۔دوسری روایت میں حطیم کا ذکر ہے۔۔۔میں نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھا جب میرے پاس آنے والا (فرشتہ) آیا۔اس نے (میرا سینہ) یہاں سے یہاں تک چیرا۔پھر میرے دل کو نکال کر غسل دیا۔پھر دوبارہ اندر رکھ دیا۔پھر ایک سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گوش دراز سے بڑی تھی۔اس کا رنگ سفید تھا۔اسے براق کہا جاتا ہے پس مجھے اس پر سوار کرایا گیا۔

جب تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو براق پر سوار کیا گیا تو وہ فخر و انبساط سے ناچنے لگی کہ آج اسے سیاحِ لامکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری ہونے کا لازوال اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔براق اس سعادتِ عظمیٰ پر وجد میں آ گیا۔اس پر جبرئیلِ امین علیہ السلام نے اس سواری سے فرمایا: رک جا! اللہ کی عزت کی قسم تجھ پر جو سوار بیٹھا ہے آج تک تجھ پر ایسا سوار نہیں بیٹھا۔

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو براق پر سوار کرا کے انہیں بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا۔براق کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ جہاں سوار کی نظر پڑتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبرِ انور میں نماز ادا کرنا

سفرِ معراج کے پہلے مرحلے پر سفر جاری تھا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبرِ انور کے قریب سے ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ وہ اپنی قبرِ انور میں کھڑے صلوٰۃ پڑھ رہے تھے۔

انبیاء صف بہ صف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کیلئے کھڑے تھے۔

جب یہ مقدس قافلہ بیت المقدس پہنچا تو بابِ محمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے کھلا تھا۔جبرئیل امین علیہ السلام نے اپنی انگلی سے دروازے کے قریب موجود ایک پتھر میں سوراخ کیا اور براق کو اس سے باندھ دیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں داخل ہوئے تو تمام انبیائے کرام علیھم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم، اِکرام اور اِحترام میں منتظر تھے۔انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

مرحلۂ ثانیہ، بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک

انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کر کے ادب واحترامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو چکے تو آسمانی سفر کا آغاز ہوا، اس لئے کہ ہر زمینی عظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کا بوسہ لے چکی تھی۔پہلے آسمان پر پہنچ کر آسمان کے دروازے پر دستک دی گئی۔بواب پہلے سے منتظر تھا۔آواز آئی: کون ہے؟۔۔۔جبرئیل امین نے جواب دیا: میں جبرئیل ہوں۔۔۔آواز آئی: آپ کے ساتھ کون ہے؟۔۔۔جواب دیا: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔آج کی رات انہیں آسمانوں پر

پذیرائی بخشی جائے گی۔ آسمان کا دروازہ کھل گیا اور پوچھنے والے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل کی۔ مرحبا یا سیدی یا مرشدی مرحبا

فانطلق بی، حتی أتی السماء الدنیا فاستفتح، قیل : من هذا؟ قال : جبرئیل، و من معك؟ قال : محمد، قیل : قد أرسل إلیه؟ قال : نعم، قیل : مرحبا به فنعم المجیء جاء. (تفسیر البغوی، 93:3)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی طرف بڑھے اور جب آسمانِ دنیا پر آئے تو دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی: کون؟ جبرئیل امین نے کہا: جبرئیل۔ پھر کہا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: ہاں۔ آواز آئی: خوش آمدید، کتنا اچھا آنے والا آیا ہے۔

تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ انہیں بتایا گیا کہ یہ آپ کے جلیل القدر فرزند ہیں۔ ختم المرسلین ہیں۔ یہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہی کل انبیاء کے سرتاج ہیں۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے داداجان کہہ کر آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام ارشاد فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب بھی عرض کیا اور اپنے عظیم فرزند کو دعاؤں سے بھی نوازا۔ اس کے بعد مہمانِ عرش حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ پہلے آسمان کی طرح بوّاب نے دوسرے آسمان کا بھی دروازہ کھولا۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس یادگار ملاقات اور آسمان کے ملکوتی مشاہدات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ تیسرے آسمان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سیدنا یوسف علیہ السلام سے کرائی گئی۔ تیسرے آسمان کے مشاہداتِ نورانی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چوتھے آسمان پر پہنچایا گیا۔ چوتھے آسمان پر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے کرائی گئی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفرِ معراج طے کرتے ہوئے چھٹے آسمان پر پہنچے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چشمانِ مقدس اشکبار ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کو دیکھ کر رشک کے آنسو چھلک پڑے۔ آپ کی زبانِ اقدس سے بے اختیار نکلا کہ خدائے بزرگ و برتر کے یہ وہ برگزیدہ رسول ہیں جن کی امت کو میری امت پر شرف عطا کیا گیا۔ میری امت پر جسے بزرگی عطا ہوئی یہ وہی رسولِ برحق ہیں جن کی امت کو میری امت کے مقابلے میں کثرت کے ساتھ جنت میں داخل کیا گیا۔ مہمانِ ذی حشم حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔

دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ملائکہ کے ہجوم در ہجوم

مشاہداتِ آسمانی کے نورانی جلوؤں کے بعد تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کے مقام تک لے جایا گیا۔ یہ وہ مقامِ عظیم ہے جہاں آ کر ملائکہ، حتیٰ کہ انبیاء و رسل کی بھی پرواز ختم ہو جاتی ہے۔ جہاں مقرب فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔ گویا ملاقات کا سارا انتظام اور عالمِ امکان کی ساری بلندیاں سدرۃ المنتہیٰ پر ختم ہو جاتی ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ کا مقام اولیٰ عالمِ مکان کی آخری حد اور لامکاں کا ابتدائی کنارہ ہے۔ اس مقام پر تفسیر نیشاپوری اور تفسیر دُرِ منثور میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے۔ فرشتے اللہ رب

العزت کی بارگاہِ اقدس میں دعا مانگتے تھے کہ اے کائنات کے مالک! جس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تو نے یہ کائنات تخلیق فرمائی جس پر تو اپنی زبانِ قدرت سے ہمہ وقت درود پڑھتا ہے اور ہم بھی تیرے حکم کی تعمیل میں اس ہستی پر درود و سلام کا نذرانہ بھیجتے ہیں آج وہی مہمانِ ذی وقار تشریف لا رہے ہیں۔اے باری تعالیٰ! ہمیں اپنے اس رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نقاب جلوہ عطا فرما۔اللہ پاک نے ان مقرب ملائکہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور فرمایا کہ تم ساری کائناتِ آسمانی سے سمٹ کر اس درخت سدرۃ المنتہیٰ پر بیٹھ جاؤ۔فرشتے ہجوم درہجوم اُمڈ پڑے۔فرشتوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ وہ درخت ان کے نور کے سائے میں آ گیا:

إستأذنتِ الملائكةُ الربَّ تبارك و تعالىٰ أن ينظروا إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فأذن لهم، فغشيت الملائكةُ السِّدرةَ لينظروا إلى النبي صلى الله عليه وسلم. (الدر المنثور، 116:6)

فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی خواہش کا اظہار کیا تو انہیں اجازت دے دی گئی۔پس فرشتوں نے سدرہ (بیری کے درخت) کو اپنی کثرت سے چھپالیا تاکہ نبیء اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرسکیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ○ (النجم، 16:53)

جب سائے میں لے کر چھپالیا سدرہ کو جس نے کہ چھپالیا (ملائکہ کی کثرت نے)○

سدرۃ المنتہیٰ کے مقامِ عظیم پر قدسیانِ فلک کو مہمانِ ذی وقار کے دیدارِ فرحت آثار کا لازوال شرف حاصل ہوا۔

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

جب مہمانِ عرش آگے بڑھنے لگے تو جبرئیلِ امین رک گئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل چلو! تو عرض کیا:

لو دنوتُ أنملةً لاحترقتُ. (اليواقيت والجواهر، 34:3)

اگر میں ایک چیونٹی برابر بھی آگے بڑھا تو (تجلیاتِ الٰہی کے پرتو سے) جل جاؤں گا۔

سدرہ سے آگے یکتا و تنہا

اس مقام پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کی سیر کرائی گئی۔حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے احوال کا مشاہدہ فرمایا اور وہاں کی نعمتوں کی زیارت فرمائی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفرِ معراج کی اگلی منزل کی طرف روانہ ہوئے تو جبرئیل اور براق ساتھ نہ تھے۔آپ یکتا و تنہا ہی اپنے خالقِ کائنات کے اِذن سے روانہ ہوئے۔اللہ رب العزت نے اپنے مہمانِ عرش کی سواری کے لئے ایک سبز رنگ کا ملکوتی اور نورانی تخت بھیج دیا۔اس تخت کا نام زخرف تھا۔حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرشِ معلیٰ تک پہنچایا گیا۔جب سدرۃ المنتہیٰ کی منزل گزر چکی، جب فرشتوں کا استقبال پیچھے رہ گیا تو آگے ایک نور تھا اور دیکھنے والے کو اس نور کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نور میں غائب کر دیا گیا تو دیکھنے والی آنکھ آپ کو دیکھنے سے قاصر تھی۔اب کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ نور کیا ہے؟ کیسا ہے؟ کہاں سے ہے؟ کہاں تک ہے؟ کہاں جانے والا ہے؟ اس حصارِ نور میں داخل ہونے کے بعد مہمانِ ذی حشم حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرشِ معلیٰ کی سیر کی۔اس کے بعد مہمانِ مکرم کو بڑی عزت، وقار اور تمکنت کے ساتھ آگے لے جایا گیا۔

مرحلۂ ثالثہ، سدرۃ المنتہیٰ سے وصالِ الٰہی تک

سدرۃ المنتہیٰ سے وصالِ الٰہی تک سفرِ معراج کا نقطۂ عروج ہے۔ یہاں سے سفر کا ایک نیا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ آگے ایک عالم نور تھا۔ اَنوار وتجلیاتِ الٰہی پُر فشاں تھے۔ اللہ رب العزت کی ذاتی اور صفاتی تجلیات سے بھرپور عالمِ لامکاں کے جلوے ہر سو جلوہ ریز تھے۔ مہمانِ عرش حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تن تنہا ان جلوؤں میں داخل کر دیا گیا۔ سب سے پہلے اللہ پاک کے اسماء کے پردے ایک ایک کر کے گزرتے رہے اور ہر اسم مبارک کے رنگ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گزارا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ بیداری میں تھے لہٰذا اس عجیب سی کیفیت کو دیکھ کر بتقاضائے بشریت کچھ معمولی سی وحشت بھی محسوس فرمانے لگے جیسا کہ انسان اکثر لمحاتِ تنہائی میں محسوس کرتا ہے۔ جونہی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس پر یہ کیفیت وارد ہوئی اللہ رب العزت کی طرف سے آواز آئی:

قف یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! إنّ ربك یصلی. (الیواقیت والجواہر، 35:2)

پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رک جاؤ! بے شک تمہارا رب (استقبال کے لئے) قریب آ رہا ہے۔

سفرِ وصال

معجزۂ معراج میں یہاں تک کا سفر، سفرِ محبت وعظمت تھا۔ اب یہاں سے آگے سفرِ وصال شروع ہوتا ہے۔ سفرِ معراج کے اس مرحلہ پر مہمانِ عرش حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقام قاب قوسین پر پہنچ گئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ (النجم، 53: 8، 9)

پھر (اس محبوبِ حقیقی سے) آپ قریب ہوئے اور آگے بڑھے ○ پھر (یہاں تک بڑھے کہ) صرف دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

یہاں توجہ طلب بات یہ ہے کہ دو قوسوں پر بات ختم نہیں کی بلکہ قُرب اور بُعد کے تمام جھگڑے ختم کرنے کے لئے تمام حدوں کو توڑ دیا، تمام فاصلے مٹا دیئے، تمام فاصلے یکسر ختم کر دیئے، سوائے ایک فرق کے کہ وہ خدا تھا۔۔۔ خدائے لاشریک اور یہ اس کے محبوب بندے اور رسول تھے۔ وہ خالق تھا اور یہ مخلوق۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی ○ (النجم، 53: 10)

پس وحی کی اپنے بندے کی طرف جو کہ اس نے وحی کی ○

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ محبّ اور محبوب کے درمیان تنہائی کی ملاقات میں جو باتیں ہوئیں ان کا بیان بھی نہیں فرمایا لہٰذا محب اور محبوب میں کیا کیا باتیں ہوئیں، اس کلام کی حقیقتوں کی کسی کو کچھ خبر نہیں۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط اتنا بیان فرمایا کہ جب ملاقات ہوئی تو خالقِ کائنات نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ أیها النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه. (معارج النبوۃ، 3: 149)

اے نبی! تمہارے اوپر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کے اس پیغام کے جواب میں عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. (معارج النبوۃ، 149:3)

سلام ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔

اور پھر واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت کے لئے پچاس نمازوں کا تحفہ عطا کیا گیا جسے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذاتی وصفاتی تجلیات اور تمام فیوض و برکات سمیت واپس کرۂ ارضی کی طرف پلٹے۔

سفرِ معراج سے کرۂ ارض کی طرف واپسی

سفرِ معراج محبت وعظمت کا سفر تھا۔ اس سفر سے اہلِ ارض کی طرف واپسی بھی محبت اور عظمت کی مظہر تھی۔ بعض کتبِ تفاسیر میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ واپسی پر بھی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بُراق پیش کیا گیا۔ اس کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ جیسے جاتے ہوئے ہر آسمان پر ایک برگزیدہ نبی اور ملائکہ کے ساتھ ملاقات کا مفصل ذکر ہے ایسے ہی واپسی پر تفصیلی ملاقاتوں کا ذکر موجود نہیں لہٰذا واپسی کی تفصیلات اور جزئیات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی معلوم ہیں۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں معجزۂ معراج کا تفصیل سے ذکر ملتا ہے۔ واپسی کے دوران چھٹے آسمان پر جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ رب العزت کی بارگاہ سے اپنی امت کے لئے کیا تحفہ لائے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے میری امت کے لئے پچاس نمازیں یومیہ عطا کی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں نے اپنی امت پر بہت محنت ومشقت کی تھی جس سے حاصل ہونے والے تجربے کے نتیجے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے جایئے اور اللہ کی بارگاہ میں نمازوں میں تخفیف کی درخواست کیجئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت پچاس نمازوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشورے پر عمل کیا اور وہاں سے پلٹے اور ربِ کائنات کے دربارِ گہربار میں حاضر ہوئے اور امت کے لئے پچاس نمازوں میں کمی کی استدعا کی۔ اس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیثِ مبارکہ کے مطابق اس مرتبہ پانچ نمازیں کم ہوئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بوجھ بھی زیادہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر بارگاہِ ایزدی میں ملتجی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مزید پانچ نمازوں کی کمی فرمادی۔ یہ سلسلہ چلتا رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نو بار اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور صرف پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ صحیح بخاری میں مروی حدیثِ مبارکہ کے مطابق چار مرتبہ دس دس نمازوں کی اور پانچویں مرتبہ پانچ نمازوں کی کمی ہوئی۔ غرض جب پانچ نمازیں رہ گئیں تو موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر گزارش کی کہ آپ کی امت یہ پانچ نمازیں بھی پوری طرح ادا نہیں کر سکے گی لہٰذا ایک بار پھر بارگاہِ خداوندی میں التماس گزاریں۔ اس پر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب کی بار مجھے

جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (حدیث کے الفاظ اشارہ کر رہے ہیں کہ اللہ کی طرف سے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ٹالنے کا تصور ہی نہیں یعنی اگر ایک مرتبہ پھر حاضری ہو جاتی تو مزید کمی بھی ہو سکتی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی حاضر نہ ہوئے) پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے تو اوپر سے آواز آئی کہ اے محبوب! نمازیں تو میں نے پانچ کر دی ہیں لیکن ان پانچ نمازوں کے ادا کرنے پر ثواب تیری امت کو پچاس نمازوں کے برابر ہی ہوگا۔

بار بار لوٹ کر جانا نبوت کا کمال تھا

اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہود و نصاریٰ کی طرف سے فتنہ و شر کی آگ بھڑکائی گئی تھی۔ آج اکیسویں صدی عیسوی کے آغاز پر بھی اس کی شدت میں کمی نہیں آ سکی۔ کیا ہم ان اسلام دشمن طاقتوں کا آلۂ کار بن کر اسلام کے نادان دوستوں کا کردار نہیں ادا کر رہے! واقعۂ معراج میں بھی بہت سے معاملات کو اسی طرح لیا گیا ہے۔ اپنا مخصوص نقطۂ نظر حق ثابت کرنے کے لئے خدا جانے کیا کیا تاویلات پیش کی گئی ہیں۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی واقعہ کا اصل مدعا کچھ اور ہوتا ہے جبکہ دین کا پرچار کرنے والے اپنے مطلب کی بات نکال کر اصل روح کو مسخ کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو امتِ محمدیہ کے لئے پچاس نمازیں عطا کیں۔ پھر تقریباً 9 مرتبہ آنے جانے سے صرف پانچ رہ گئیں، پہلے پچاس کیوں دیں؟ اور راستے میں موسیٰ علیہ السلام کو کھڑا کر کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار کیوں بلوایا؟ اور آخر میں پانچ نمازیں کیوں رہ گئیں؟ اس کی حکمت تو نمازیں دینے والا جانتا ہے یا پھر نمازیں لینے والا؟ اللہ اور رسول نے اس کی وجہ بیان نہیں فرمائی۔ بہتر ہے اس پر خاموشی اختیار کی جائے لیکن ہم وجہ تلاش کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اپنے اپنے مطلب کے دلائل ثابت کرنے کے لئے استدلال کے انبار لگا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار لوٹ کر جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کمال تھا اور ہے لیکن افسوسناک بلکہ شرمناک بات یہ ہے کہ اس میں بھی تنقیص کا پہلو نکالا گیا اور یہاں تک کہنے کی جسارت کی گئی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا کہ بالآخر پانچ نمازیں ہی رہ جانی ہیں تو شروع سے ہی پانچ لے آتے، پچاس کیوں لیں؟ اور 9 چکر کیوں لگائے؟ یہ ایک متعصبانہ رنگ کی عینک ہے۔ جب اس رنگ کی عینک سے اس حدیث پاک کو دیکھا جائے تو یہی کچھ نظر آتا ہے۔ کاش! اس واقعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال ہی کے رخ کو دیکھا جاتا۔ چونکہ یہ سوال اپنی جگہ ہرگز ہرگز علمی نہیں لہٰذا اس کا سادہ سا جواب یوں ہے کہ چلو بفرضِ محال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو علم نہ تھا، اللہ کو تو معلوم تھا لہٰذا خود ہی پہلی دفعہ پانچ دے دیتا۔ گویا ہوش و خرد سے خالی سوال کرنے والے اور علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کی جسارت کرنے والے نے فقط شانِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں تنقیص کا پہلو تلاش کرنے کی جسارت نہ کی بلکہ شانِ الوہیت پر بھی اعتراض کے دروازے کھول دیئے۔ (یاد رہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ایسا ہے کہ جو اعتراض رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا جائے گا وہی اعتراض کسی نہ کسی صورت میں اللہ پر بھی وارد ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اللہ تبارک و تعالیٰ کے ادب سے جدا نہیں) اصل بات یہ ہے کہ پہلے پچاس نمازیں دیں تو وہ بھی اللہ رب العزت کا امر تھا پھر کم ہوئیں، حتیٰ کہ پانچ تک آ گئیں تو یہ بھی اللہ رب العزت کا امر تھا۔ رہا بار بار کا آنا جانا۔۔۔ تو یقینی بات ہے کہ اس میں اللہ رب العزت کی طرف کوئی حکمت ہو

گی۔

اپنائیت اور محبت کے پیمانے

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار آنے جانے کو اگر محبت اور اپنائیت کے پیمانے پر رکھا جائے تو اور ہی حکمتیں ذہن میں آتی ہیں۔ ان حکمتوں سے محبتِ رسول کی خوشبو کے جھونکے آتے ہیں۔ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ جلتے دکھائی دیتے ہیں۔ عرفاء نے اس کی بہت سی حکمتیں بیان کی ہیں۔

قرآنِ مجید میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب مصر گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت بنیامین علیہ السلام کو پہچان لیا۔ بھائی کی محبت غالب آئی تو انہوں نے چاہا کہ بنیامین کو کسی طرح روک لیا جائے اور دوسرے بھائیوں پر ظاہر بھی نہ ہو کہ میں وہی یوسف ہوں جسے وہ خود کنویں میں پھینک آئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بنیامین کے سامان میں اپنی کوئی چیز چھپا دی اور جب وہ سب روانہ ہونے لگے تو فرمایا کہ ہمارا کچھ سامان کھو گیا ہے، جس کے پاس سے برآمد ہو گا اسے ہم گرفتار کر لیں گے۔ ذرا ان مسافروں کی تلاشی تو لو۔ جب بنیامین کے تھیلے سے سامان نکلا تو فرمانے لگے ہم اسے نہیں جانے دیں گے۔ چونکہ یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائی سے بچھڑے ہوئے کئی سال ہو گئے تھے لہٰذا ان کی محبت کا تقاضا تھا کہ بھائی کو کسی طرح روک لیا جائے۔ بلا تشبیہ و بلا مثال کچھ ایسا ہی معاملہ ادھر بھی ہے کہ کسی ایسے بہانے کی ضرورت تھی جس کے پیشِ نظر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بار بار پلٹ کر بارگاہِ الوہیت میں حاضری دیتا رہے اور محبّ کی نگاہیں اس کے چہرے کو بار بار تکتی رہیں۔ سو جب دیکھا کہ میرے محبوب کو اپنی امت سے شدید محبت ہے تو امت کے بوجھ کو بہانا بنایا اور نمازیں از خود زیادہ دے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راستے میں کھڑا کر دیا۔

اہلِ محبت نے اس کی تعبیر ایک اور طرح سے بھی کی ہے یعنی اس بار بار آنے جانے کا مقصد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک دعا ہے جو انہوں نے طور پر مانگی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا تھا۔

رَبِّ أَرِنِي. (الاعراف، 143:7) مولا! مجھے اپنے جلوۂ حسن عطا کر۔

بارگاہِ صمدیت سے جواب ملا تھا: لَن تَرَانِي. (الاعراف، 143:7)

(اے موسیٰ!) تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ بعض عرفاء نے بیان کیا ہے کہ عشق و محبت میں مچل کر موسیٰ علیہ السلام نے بار بار سوال کیا تھا۔ کسی نے کہا پانچ مرتبہ سوال کیا تھا، کسی کے مطابق 9 مرتبہ بارگاہِ خداوندی میں التماس گزاری تھی اور قاعدہ ہے کہ نبی کی درخواست رد نہیں کی جاتی۔ ہاں ایسا ممکن ہے کہ کسی حکمت کے تحت اسے موخر کر دیا جائے یا کسی اور وقت کیلئے محفوظ کر لیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا معراج کی شب تک موخر کر دی گئی تھی اور آج اس کی قبولیت کا وقت تھا لہٰذا انہیں چھٹے آسمان پر کھڑا کر دیا گیا اور حکم فرمایا گیا کہ آج میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میری تجلیات کا مظہرِ اتم بن کر آ رہا ہے۔ تو اس کو دیکھتا جا اور اس آئینے میں میرے حسن کے پرتو سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک دیتا جا۔ لہٰذا میں اسے پچاس نمازیں دے کر بھیجتا ہوں، تو کمی کے بہانے لوٹاتے جانا، ہر بار محبوب مجھے مل کر آئے گا تو اسے دیکھتے جانا، اس طرح محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے اندر میرا

جلوہ کرتے جانا۔

صدیوں کا سفرِ چشمِ زدن میں

صدیوں پر محیط سفرِ معراج چشمِ زدن میں طے ہو گیا۔ براق پر مکہ معظمہ میں واپسی ہوئی، صحنِ حرم میں تشریف لائے، پھر تہجد کے وقت اٹھے۔

حدیث پاک میں آتا ہے: **فاستیقضتُ و أنا بالمسجد الحرام**. (الشفاء، 246:1)

(ملاءِ اعلیٰ اور ملکوتی مشاہدہ سے وارِدشدہ استغراق کی کیفیت سے) واپس پلٹا تو مسجدِ حرام میں تھا۔

صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

معجزۂ معراج کے ظہور سے ایوانِ کفر وشرک کا لرز اٹھنا ایک فطری امر تھا۔ چنانچہ ہر طرف شور مچ گیا۔ فتنہ وشر کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی کردار کشی کا اس سے زرّیں موقعہ کفار ومشرکین کے ہاتھ کہاں سے آتا! دعویٰ معراج کو بنیاد بنا کر مخالفینِ اسلام نے ایک منظم سازش کا منصوبہ بنایا۔ یہ لوگ ہر وقت اس تلاش میں رہتے تھے کہ کسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دعوے کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کر سکیں۔ سو ابوجہل اور دیگر بدبختوں نے معراج کے واقعہ کو اپنے لئے بہت بڑی دلیل سمجھا اور وادء مکہ میں شور برپا کر دیا۔ ہر طرف اپنے نمائندے بھیجے۔ شہرِ مکہ کے گلی کوچوں میں ایک غلغلہ پیدا ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا دعویٰ کر دیا! ابوجہل بھاگا بھاگا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا کہ آج میں پوچھتا ہوں کہ تو اس نبی کے دعوے کی صداقت پر ایمان لاتا ہے۔ اب بتا تو کیا کہتا ہے کہ آج تیرے دوست نے ایک ایسا دعویٰ کیا ہے کہ تو کبھی اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوگا۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی زبانی دعوءِ معراج سنا تو مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ میں تو محض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے سن کر خالقِ کائنات کو مان چکا ہوں۔ یہ سب باتیں تو اس سے بہت ہی کم درجہ کی ہیں۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے تصدیق کئے بغیر سفرِ معراج کی تصدیق کر دی۔ اس صبح آپ صدیقِ اکبر کے لقب سے سرفراز ہوئے یعنی سب سے بڑا تصدیق کرنے والا۔ (تفسیر ابن کثیر، 3:10۔11)

علمِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آزمائش کی جسارت

کفار ومشرکین ابوجہل کی قیادت میں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوئے اور سفرِ معراج خصوصاً بیت المقدس کے بارے میں الٹے سیدھے سوالات کرنے لگے۔ مقصد یہ تھا کہ اللہ کے نبی کی کسی بات کو معاذ اللہ جھوٹ ثابت کیا جائے اور پھر اس مفروضے کو بنیاد بنا کر اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبردست منفی پروپیگنڈہ مہم کا آغاز کیا جائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بیت المقدس کے درو دیوار، چھتوں، دروازوں اور کھڑکیوں کی کیفیات بیان کریں۔ یہ سوال انہوں نے اس بنا پر کیا تھا کیونکہ وہ اپنے طور پر یہ فرض کئے بیٹھے تھے کہ اس سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بیت المقدس نہیں گئے۔ وہ ان سوالات کے جوابات کیسے دے سکیں گے! اب ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کسی عمارت کی سیر کرتا ہے تو وہ اسکے شہتیر اور کھڑکیاں وغیرہ تو نہیں گنا کرتا، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لمحہ بھر تو انقباض کی کیفیت طاری ہوئی۔ اس پر اللہ رب العزت

نے بیت المقدس کا ہر عکس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش فرما دیا۔ چنانچہ بیت المقدس کے بارے میں جوبات مشرکینِ مکہ پوچھتے جاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ دیکھ کر بتاتے جاتے کہ درو دیوار بیت المقدس میں کیا کچھ نصب ہے۔

عن جابرَ بن عبدالله، قال سمعتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : لما کذّبنی قریش قمتُ فی الحجر فجلّی الله لی بیت المقدس، فطفقت أخبرهم عن آیاته و أنا أنظر إلیه.

.1 صحیح البخاری، 2 : 684، کتاب التفسیر، رقم : 4433.،2 جامع الترمذی، 2 : 141، کتاب تفسیر القرآن، رقم : 3133،.3 صحیح لمسلم، 1 : 96، کتاب الایمان، رقم : 276.،4 مسند احمد بن حنبل، 3 : 377.،5 مسند ابی عوانة، 1 : 125، 131.،6 شرح المواهب للزرقانی، 6 : 127

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قریش نے میری (معراج کی) تکذیب کی اس وقت میں حجرِ اسود کے پاس تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میری نظروں میں عیاں کر دیا اور میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کی تمام نشانیاں قریش کو بتانے لگا۔

قافلے والوں کے اُونٹ کی گمشدگی

مخبرِ صادق حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کے بارے میں کفار و مشرکینِ مکہ کے ہر سوال کا درست جواب دے رہے تھے۔ جب انہیں اپنی اس سازش میں ناکامی کی صورت دکھائی دینے لگی تو کہنے لگے کہ ہمارے بعض قافلے اس راہ پر گئے ہیں۔ کچھ ان کے بارے میں بتلائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارا پہلا قافلہ روحا کے مقام پر دیکھا تھا۔ اس قافلے کی قیادت فلاں قبیلے کا فلاں شخص کر رہا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ اس قافلے کا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ وہ لوگ وہاں رک کر اپنے اونٹ کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ جب میں وہاں پہنچا تو مجھے پیاس لگی۔ میں نے دیکھا کہ ان کے ایک اونٹ کے پالان کے ایک پیالے میں پانی پڑا ہے۔ میں نے اُتر کر اس پانی کو پی لیا۔ جب میں روانہ ہونے لگا تو مذکورہ شخص اونٹ کو تلاش کر کے واپس پہنچا تو میں نے جاتے ہوئے اسے سلام کیا تو قافلے والوں میں سے بعض نے کہا یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ہے۔ جب قافلے والے واپس آئیں تو ان سے دریافت کر لینا۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ خواب میں پیا ہوا پانی اس لائق نہیں ہوتا کہ پوچھا جائے کہ پیالے میں پانی تھا یا نہیں تھا اور پھر یہ کہ آوازِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سفر حالتِ خواب میں نہیں عالمِ بیداری میں تھا۔

تاجدارِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں مقام ذِی فَجا پر پہنچا تو وہاں مجھے دوسرا قافلہ ملا۔ اس قافلے میں ایک اونٹ پر فلاں فلاں نامی دو دوست سوار تھے۔ جب میرا بُرّاق ان کے قریب سے گزرا تو وہ اونٹ بدک کر بھاگا اور وہ دونوں اس سے گر پڑے۔ چنانچہ اس حادثے میں ایک کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ جب قافلے والے آئیں تو ان سے تمام اَحوال پوچھ لینا۔

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تنعیم کے مقام پر ایک تیسرا قافلہ دیکھا۔ کفار و مشرکین نے اس قافلے کے بارے میں کوئی علامت پوچھی تو تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے آگے بھورے رنگ کا ایک اونٹ ہے جس پر دو بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ ایک سیاہ دھاری دار اور دوسری سفید دھاری دار، جب وہ قافلہ واپس آئے تو خود اپنی آنکھوں

سے دیکھ لینا۔

کفار مکہ نے سوچا کہ تینوں دلیلیں قوی ہیں۔ لہٰذا جاتے ہوئے کہنے لگے کہ اتنا اور بتا دیجئے کہ وہ قافلے اندازاً کب تک مکہ پہنچ جائیں گے۔ اس پر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلا قافلہ کل سورج طلوع ہونے سے پہلے مکہ پہنچ جائے گا۔ دوسرا قافلہ اس وقت مکہ پہنچے گا جب سورج عین نصف النہار پر ہوگا جبکہ تیسرے قافلے کی آمد کا وقت سورج غروب ہونے سے ذرا پہلے ہے۔ (المواھب اللدنیہ، 40:2)

ابھی جملہ بھی مکمل نہ ہونے پایا تھا

قافلوں کی آمد کے وقت کا سن کر کافروں کا ایک گروہ مکہ معظّمہ کی سب سے اونچی پہاڑی پر جا کر بیٹھ گیا اور سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ دوسری طرف مسلمان بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو حرف بحرف سچ ثابت ہوتا دیکھنے کے لئے گردِ کارواں کی تلاش میں تھے۔ عشاق قافلے کی طرف جبکہ کفار افق پر سورج کی تلاش میں تھے۔ جب سورج طلوع ہونے کا وقت قریب آیا تو ایک کافر بآواز بلند بولا: خدا کی قسم! سورج طلوع ہو گیا۔ ابھی یہ جملہ مکمل نہ ہو پایا تھا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ پکار اٹھے وہ دیکھئے قافلہ بھی پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر کفار کہنے لگے کہ ہم کچھ نہیں مانتے یہ تو جادو ہے۔ ایسا ہی معاملہ دوسرے قافلے کے ساتھ بھی ہوا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق نصف النہار پر پہنچا۔

خورشیدِ فلک! یہیں رُک جا

تیسرے قافلے کو راستے میں کوئی حاجت پیش آ گئی لہٰذا اسے تاخیر ہو گئی۔ سورج غروب ہونے کے قریب تھا لیکن قافلے کی آمد کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ اس پر کفار و مشرکین چہ مگوئیاں کرنے لگے۔ غیرتِ حق جوش میں آئی، سورج کو حکم ہوا کہ یہیں رک جا۔ جب تک وہ قافلہ نہ پہنچے تجھے غروب ہونے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ سورج افق کے کناروں پر رکا رہا، وقت گزرتا رہا حتیٰ کہ قافلہ نمودار ہو گیا۔ اس پر کفار سے جب کوئی بن نہ پڑا تو کہنے لگے: ہم نہیں مانتے یہ تو کھلا جادو ہے۔

(الشفاء، 284:1)(حجۃ اللہ علی العالمین، 298)

ایک یہودی عالم کی تصدیق

سفرِ معراج کی قدم قدم پر اغیار کے حوالے سے تصدیق بھی ہو رہی تھی اور توثیق بھی، لیکن جن دلوں پر کفر کے تالے پڑے تھے انہیں سورج کی روشنی کیا نظر آتی! وہ معجزاتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا لیبل لگا کر اپنے کفر کو تسکین دے لیتے۔ آج صدیاں گزر جانے کے بعد جب سائنسی ارتقاء اپنی معراج کو چھو رہا ہے، کائنات کی بیکراں وسعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوشِ کفِ پا کی تصدیق کر رہی ہیں۔

کتبِ حدیث اور کتبِ تفسیر میں ایک یہودی عالم کا واقعہ بھی درج ہے۔ خاص طور پر امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر اور امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے کہ محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصرِ روم کی طرف اسلام کا پیغام دے کر بھیجا۔ آپ نے اس عیسائی بادشاہ کو دعوتِ

اسلام پہنچائی اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور مناقب بیان کئے تو اس نے کہا کہ میں عرب کے کچھ تاجروں سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کرنے کو کہا گیا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح بادشاہ کی نظروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ گر جائے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے انکار کردے لیکن محتاط بھی رہا کہ کسی جھوٹ پر پکڑا نہ جاؤں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے قیصرِ روم! میں تمہیں اس نبی کی ایک ایسی بات بتاتا ہوں جسے سن کر تجھے (معاذ اللہ) اس کے جھوٹے ہونے کا یقین آ جائے گا۔ یہ کہہ کر واقعۂ معراج بیان کیا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا کہ اس نبی نے کہا کہ میں بُراق پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا جہاں بابِ محمد میرے لئے کھلا تھا۔ وہاں پتھر سے بُراق کو باندھا گیا تھا تو قیصرِ روم کے دربار میں موجود دنیائے عیسائیت کے سب سے بڑے پادری نے کہا کہ ہاں اس رات کا مجھے علم ہے۔ قیصرِ روم نے کہا تجھے اس رات کی کیا خبر ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرا معمول تھا کہ میں ہر رات مسجدِ اقصیٰ کے دروازے اپنے ہاتھوں سے بند کر کے اور تالے لگا کر سویا کرتا تھا۔ اس رات جب میں اس دروازے پر پہنچا تو وہ بند نہ ہوا۔ میں نے اپنے کئی ساتھیوں کو بلایا جنہوں نے مل کر زور لگایا مگر پھر بھی دروازہ بند نہ ہوا حتیٰ کہ مستریوں کی سب کوششیں بھی بے کار گئیں لہٰذا فیصلہ یہ ہوا کہ اب تو اسے کھلا چھوڑ کر سو جائیں۔ صبح اٹھ کر اسے بند کر دیں گے۔ پادری کہتا ہے کہ خدا کی قسم! اس رات میں دروازہ کھلا چھوڑ کر سو گیا لیکن ساری رات سوچتا رہا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ جب علی الصبح میں نے دروازہ بند کرنا چاہا تو وہی دروازہ جو رات کو بند نہ ہوا تھا اس وقت آرام سے بند ہو گیا۔ میں بھی حیران ہو رہا تھا کہ میری نظر دروازے کے باہر پتھر پر پڑی تو اس پر سواری کے باندھنے کا نشان تھا۔ اس پتھر کے بارے میں تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

لما انتهينا إلى بيت المقدس قال جبرئيل باصبعه، فخرق به الحجر و شدّ بها البُرّاق.

جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبرئیل نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو اس پتھر میں سوراخ ہو گیا۔ پھر جبرئیل نے اس کے ساتھ براق باندھا۔

(1. جامع الترمذی، 2:141، کتاب التفسیر، رقم: 3132۔ 2. المستدرک للحاکم، 2:360، رقم: 3370۔ 3. مشکوٰۃ المصابیح، 3:306، رقم: 5921)

وہ یہودی عالم کہتا ہے کہ میں نے اس کیفیت کو دیکھا تو مجھے پرانی الہامی کتابوں میں پڑھا ہوا یہ واقعہ یاد آ گیا جو ہم انبیاء کی زبانی سنتے آئے ہیں کہ جب نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آئے گا تو انہیں سفرِ معراج پر بلایا جائے گا اور وہ اس رات بیت المقدس آ کر انبیاء کی امامت کرائیں گے اور اس پتھر پر ان کی سواری باندھی جائے گی۔ میں سمجھ گیا کہ آج نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی رات ہے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اپنے بیان میں سچا ہے۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو میرے قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی کہ یہ تو ایسی حقیقت ہے کہ عالمِ عیسائیت کا بڑا پادری بھی اپنی مخالفت کے باوجود جسے تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک بیان کرتے ہیں کہ وہ پتھر ان کے زمانے تک موجود رہا۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! لوگ آج بھی سواری باندھے جانے والی جگہ پر ہاتھ لگا کر برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ (دلائل النبوۃ: 288)

ادھر سے کون گزرا تھا کہ اب تک دیارِ کہکشاں میں روشنی ہے

انمول تحائف کا بیان

قاعدہ ہے کہ جانے والا جب کسی کے گھر جائے تو کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور لے کر جاتا ہے۔ سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی قاب قوسین سے بھی زیادہ قرب پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین تحفے پیش کیے۔ عرض کیا۔

التحیات لِلّٰہ والصلوات والطیبات (معارج النبوۃ، 149:3)

میری تمام قولی، مالی اور بدنی عبادتیں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں (صرف اللہ کے لئے ہیں) جواب میں حسبِ قاعدہ اللہ تعالیٰ نے بھی تین تحفے پیش کیے فرمایا۔

السلام علیك أیها النبی و رحمة الله و برکاته. (معارج النبوۃ، 149:3)

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! تیرے لئے سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (بطور تحفہ) ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبول فرمایا۔ مگر ساتھ ہی اپنی اس سلامتی میں اپنی امت کے گناہ گار لوگوں کو (اپنے ساتھ ملا کر) نیز نیکوکاروں کو بھی شامل کیا۔ عرض کیا۔

السلام علینا و علی عباد الله الصالحین. (معارج النبوۃ، 149:3)

سلامتی ہو ہم پر (یعنی میرے ساتھ میری امت کے گناہ گاروں پر بھی) اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

جب اتنی گفتگو ہو چکی ملائکہ بھی پکار اٹھے

أشهد أن لا اله الا الله و أشهد أن محمدا عبده و رسوله. (معارج النبوۃ، 149:3)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

فرشتوں کی اس تصدیق کے بیان کے بعد کہ معراج حق ہے اور ان تحائف کا لینا دینا بھی حق ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم السلام علیک ایھا النبی پر پہنچو تو یہ تصور کرو۔

واحضر قلبك النبی صلی الله علیه وسلم و شخصه الکریم و قل السلام علیك ایها النبی و رحمه الله و برکاته (احیاء العلوم، 169:1)

اپنے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر سمجھو اور کہو اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکتیں ہوں۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے فکر اور غم میں راتوں کو بھی نہیں سوتے تو امت کے متعلق خوشخبری سنانے کے لئے اپنے پیارے محبوب کو اپنے پاس معراج کی صورت میں بلایا اور امت کے لئے عام معافی کی خوشخبری بھی سنائی اور شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دیدار بھی کروایا۔

اس سفر عظیم کا آغاز حطیم کعبہ سے ہوا۔ آقائے کائنات استراحت فرما تھے۔ ادھر آسمانوں پر حور و ملائکہ محبوب کبریا کی پیشوائی کے منتظر تھے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور وہ آسمانی مخلوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں اپنی آنکھیں بچھانے کا

اعزاز حاصل کرے۔ جبرئیل امین آسمانوں سے اترے، حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کیا اور ایک سواری حاضر کی، جو دراز گوش سے اونچی اور خچر سے قدرے نیچی تھی۔ اس سواری کا نام براق تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے۔ یہ ایک تیز رفتار سواری تھی۔ اس کی تیز رفتاری کا عالم یہ تھا کہ اس کا ہر ہر قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا۔ سفر کے پہلے مرحلے پر تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس لے جائے گئے جہاں تمام انبیاء آپ کے منتظر تھے۔ نماز کا وقت ہوا، صفیں درست ہوئیں اور جبرئیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کی امامت کے لئے مصلیٰ پر کھڑا کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک۔۔۔ تمام انبیائے کرام نے سردار انبیاء کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ یہاں سے براق پر سوار ہو کر آپ نے آسمان دنیا پر ورود فرمایا۔ آسمان دنیا کے دروازے پر جبرئیل امین نے دستک دی تو دربان نے پوچھا کہ جبرئیل تمہارے ساتھ کون ہے؟ جب جبرئیل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیا تو دروازہ کھل گیا۔ حور و غلمان صف بہ صف کھڑے تھے۔ خوش آمدید یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم خوش آمدید، مرحبا یا نبی مرحبا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، آپ نے نسل انسانی کے جدامجد کو سلام کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے صالح بیٹے اور صالح نبی کہہ کر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے ساتوں آسمانوں کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ عرش معلیٰ پر جشن کا سا سماں تھا۔ ہر طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے چرچے تھے۔ آج وہ مہمان ذی وقار آ رہے ہیں جن کے بارے میں رب کائنات نے فرمایا کہ اے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو یہ زمین ہوتی اور نہ یہ آسمان، پیارے یہ کائنات رنگ و بو تیرے قدموں کا صدقہ ہے، یہ زمین و آسمان تیرے نقوش پا کی خیرات ہے۔ فرشتے جوق در جوق استقبال کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ کائنات ارض و سماوات عالم بشریت کی زد میں تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عظمتوں اور رفعتوں کا یہ عظیم سفر طے کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ عروج آدم خاکی سے سہمے ہوئے انجم بہت پیچھے رہ گئے تھے۔ دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان پر آپ کی ملاقات بالترتیب حضرت یحییٰ و عیسیٰ، حضرت یوسف، حضرت ادریس، حضرت ہارون، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ہوئی۔ گویا آپ جہاں گئے انبیاء سے فرشتوں تک تمام آسمانی مخلوقات آپ کے لئے چشم براہ تھیں۔ سدرۃ المنتہیٰ کا مقام بلند آ گیا۔ جبرائیل علیہ السلام رک گئے اور آگے بڑھنے سے معذوری کا اظہار کیا:

لو دنوت انملة لاحترقت. (روح البیان، تفسیر نیشاپوری) (الیواقیت والجواہر، 35:2)

اگر ایک پور برابر بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا۔

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے جانے کی مجھے اجازت نہیں۔ آگے بڑھا تو میرے پر جل جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا بڑھتے ہوئے آخر اس مقام پر پہنچ گئے جس کو قاب قوسین او ادنیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سارے حجابات اٹھا دیئے گئے۔ قرآن کہتا ہے:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی ○ (النجم، 53:8-10)

پھر قریب ہوا (اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے) پھر زیادہ قریب ہوا تو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے) ○ دو کمانوں کی مقدار (نزدیک) ہوئے بلکہ اس سے (بھی) زیادہ قریب ○ تو وحی فرمائی اپنے عبد مقدس کو جو وحی فرمائی ○

حدیث پاک میں مذکور ہے:

حتی جاء سدرة المنتهی دنی الجبار ربّ العزة فتدلی حتی کان منه قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰی

(صحیح البخاری،2:1120)

یہاں تک کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ پر آ گئے، ربّ العزت اپنی شان کے لائق بہت ہی قریب ہوا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

اللہ ربّ العزت نے اپنی شان کے مطابق اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا اور اتنا قریب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بہت کم فاصلہ رہ گیا۔ گویا حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پروردگار عالم کے جلووں کی ارزانی ہوئی۔ بارگاہ صمدیت میں تاجدار کائنات حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سرتاپا صفات ربانی میں اس طرح رنگے گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اللہ تعالیٰ کی مظہریت کا پیکر اتم بن گئی۔

لامکاں کی وسعتوں سے زمین پر نزول

اللہ ربّ العزت نے آسمانوں پر اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت عظمت و رفعت سے نوازا، انہیں ان بلندیوں پر فائز کیا جن کا تصور بھی محال ہے۔ طائف کے بازاروں میں سنگ باری نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ملول کر دیا۔ ربّ کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی فرماتے ہوئے آپ کا دامن عظمتوں اور رفعتوں سے بھر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت کو نئی شان عطا کی۔

عربی زبان و ادب کے قواعد کے مطابق اگر لفظ هَوٰی مصدر هُوِیّ سے مشتق ہو تو اس کا معنی ہوگا: الحذار، نزول، نیچے آنا۔ ان معانی کی رو سے اس آیت مقدسہ کا مفہوم یہ ہوگا:

والنجم ای محمد اذا هوی ای اذا نزل من السماء الی الارض لیلة معراج. (الشفاء،:1)

قسم ہے اس چمکتے ہوئے ستارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شب معراج انتہائی رفعتوں کو چھو کر زمین پر واپس آ گیا۔

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک کا سفر بھی ایک معجزہ تھا اور عظمتوں اور رفعتوں سے ہمکنار ہونے کے بعد واپس اس کرۂ ارضی پر تشریف لے آنا بھی ایک معجزہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا پہلوئے بشریت عالم بشریت کو فیض پہنچانے کے لئے تھا کہ آپ کو نسل انسانی کی رشد و ہدایت کے لئے جامۂ بشریت میں مبعوث فرمایا گیا جبکہ نورانیت کا پہلو عالم ملکوت کی فیض رسائی کے لئے تھا۔ یہ دونوں پہلو فی الحقیقت حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ آپ کی حقیقت، نورانیت و بشریت کے مقامات سے وراء الوراء ہے۔ اس سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو نور و بشر کے مسائل میں الجھ کر خواہ مخواہ آپس میں دست و گریباں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام بشریت کو بیت المقدس میں چھوڑ گئے اور مقام نورانیت کو عالم ملکیت میں چھوڑ کر آگے گزر گئے۔ حقیقت محمدی ان دونوں مقامات کی انتہاء سے بھی بالاتر ہے۔ آپ کا اصلی گھر تو لامکاں تھا جہاں پر آپ کو مدعو کیا گیا تھا۔ یہ خالق

موجودات کا ہم بندگان خاکی نہاد پر عظیم احسان ہے کہ اس نے اپنے لطف وکرم اور عنایت سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صفات کا مظہر اتم بنا کر ہمیں عطا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر واپس آ گئے تا کہ زمین پر بسنے والی اولاد آدم کو ظلم و بربریت سے نجات دلائیں۔ دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن جائے اور انسانی معاشروں میں عدل کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے تا کہ انسانی معاشرے استحصال کی ہر شکل سے پاک ہو جائیں۔

صوفیاء کی تعبیرِ معراج

صوفیاء کے نزدیک تاجدار کائنات حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کے لئے اس کرۂ ارضی کی پستی سے عالم بالا کی طرف جانا اتنا بڑا معجزہ نہیں جتنا کہ مقامات علو سے دامن کش ہو کر جہان آب وگل کی پستی کی طرف لوٹ آنا ہے۔ اسی سبب سے والنجم کہہ کر رب کائنات قسم کھا رہا ہے اس چمکتے ہوئے ستارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اس کی حریم ذات کے قرب وصال کی رفعتوں سے ہمکنار ہونے کے بعد نوع انسانی کی بھلائی، اولاد آدم کی بہبود اور انسانی ہدایت کی خاطر واپس زمین پر تشریف لے آئے۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے اس مقام پر صوفیاء کے دو مراتب کا ذکر کیا ہے۔

مرتبۂ عروج مرتبۂ نزول

1۔ مرتبۂ عروج

عروج وہ مرتبہ ہے جس میں روح اپنے اصل وطن کی طرف لوٹ جاتی ہے اور لذت وصال سے ہمکنار ہو کر ہجر وفراق کے مرتبہ کی طرف لوٹ آتی ہے۔ عرفاء کے نزدیک عروج کا درجہ نزول کے درجے سے کم ہے اس لئے کہ عروج تکمیل کا سفر ہے جبکہ نزول اپنے تکمیل کے بعد دوسروں کی تکمیل کا متقاضی ہے اور یہ مرحلہ پہلے مرحلے کی نسبت آزمائش طلب، پر کٹھن اور صبر آزما ہوتا ہے۔ شیخ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق حضور سرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال تھا کہ وہ اس رفعتِ اَوْ اَدْنٰی سے واپس لوٹ آئے۔ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے وہاں جانا نصیب ہوتا تو واپس آنے کا کبھی نام نہ لیتا۔ مطلب یہ ہے کہ ایک تو مجھ میں اتنی روحانی توانائی نہ ہوتی کہ میں اپنی جسمانی اکائی کو برقرار رکھ سکتا۔ دوسرے اپنی ذات میں اس قدر مگن ہو جاتا اور خودغرضی مجھ پر اس قدر غالب آ جاتی کہ میں عالم انسانیت کو بھول کر صرف اپنا ہی ہو کر رہ جاتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت یہ ہے کہ وہ اتنی بلندیوں پر پہنچنے کے بعد لوٹ آئے۔ شعور بندگی اور احساس بندگی ہر قدم پر دامن گیر رہا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عظمتوں کی خلعت فاخرہ عطا ہونے کے بعد بھی اپنی ذات میں گم نہیں ہوئے بلکہ انہیں ہر لحہ ہم گنہگاروں کی ہدایت اور اصلاح کا خیال رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی روحانی قوتوں کے مالک تھے کہ انوار وتجلیات کی مسلسل بارش میں اپنی ذات کی اکائی کو سلامت رکھنے میں کامیاب وکامران رہے اور واپس زمین کی طرف بھی لوٹ آئے کہ اس کرۂ ارضی پہ بسنے والے انسانوں کو اصنام پرستی کے تاریک غاروں سے نکال کر توحید پرستی کے حلقۂ انوار میں داخل کرنا تھا۔ یہ وہی زمین تھی جہاں پتھروں کی بارش میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرچم توحید اٹھائے رکھا۔ جہاں قدم قدم پر آپ کے خون کے پیاسے آپ کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ شان رسالت یہی تھی کہ اللہ کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اس کی تائید ونصرت پر کامل یقین رکھتے ہوئے دلوں کے قفل توڑے جائیں

اوران کے سینوں کو توحید کے نور سے منور کیا جائے۔

پیکرِ جودوکرم کا احسان

اگر تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں یہ عرض گزارتے کہ باری تعالیٰ میں نے منزل مقصود کو پالیا۔ اس سے آگے کی منزل کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا۔اب دنیا میں جا کر مجھے کیا لینا،بس تیرے انہی جلووں میں گم ہو جانا چاہتا ہوں، مولا! واپسی کا کوئی ارادہ نہیں،تو کیا وہ مہربان خدا جس نے اپنے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمتوں اور رفعتوں سے ہمکنار کیا ہے،اپنے قرب کے اعزاز لازوال سے نوازا تھا،اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو رد کرسکتا تھا؟ ہرگز ہرگز نہیں،لیکن آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم غلاموں کو دشت بے اماں میں بھٹکنے کے لئے تنہا نہیں چھوڑا اور واپس ہمارے درمیان تشریف لے آئے۔ جہاں ہم نے نفرت کی دیواریں کھینچ رکھی تھیں۔کفروشرک کے حصار میں مقید اولاد آدم خدا پرستی کی ہر ادا کو بھول چکی تھی، جہاں زندگی شرمندگی کا روپ اختیار کر کے ضمیر مردہ کا کفن اوڑھ چکی تھی۔

اقلیم تصوف میں روحانیت اور طریقت میں معراج عروج پر ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں مقصود اپنی ذات کا کمال ہوتا ہے مگر یہاں تو امت کو با کمال کرنا مقصود تھا لہٰذا باری تعالیٰ کے پیار بھرے سوال کا جواب انتہائی عاجزی سے عرض کیا کہ باری تعالیٰ واپس جانا چاہتا ہوں۔اس طرح معراج مصطفوی کا سفر عروج کی بجائے نزول پر ختم ہوا کیونکہ اگر نزول نہ ہوتا تو امت بے وسیلہ ہو جاتی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض نہ پا سکتی لیکن آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری بہتری اور بھلائی مقصود تھی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت اجابت (امت مسلمہ) پر ہی نہیں پوری امت (بشمول امت دعوت) پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے عالم انسانیت کو ایک ایسی محرومی سے بچالیا جس کی تلافی حشر تک ممکن نہ ہوئی۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی کا تیسرا معنی۔۔۔پورے سفر معراج کی قسم

سطور بالا میں ہم نے آیت مقدسہ کے دو معانی تفصیلاً بیان کئے ہیں۔اس آیت مقدسہ کا تیسرا مفہوم یہ ہے کہ ربّ کائنات نے پورے سفر معراج کی قسم کھائی ہے۔عربی زبان ولغت کے قواعد کے مطابق کسی چیز کے اوپر جا کر نیچے آنے کے پورے عمل کو بھی ھوی کہتے ہیں۔اس معنیٰ کی رو سے اللہ ربّ العزت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے سفر معراج کی قسم کھا رہا ہے۔اب اس آیت مقدسہ کا مفہوم یوں ہوگا کہ قسم ہے ستارے کی طرح چمکتے ہوئے وجود مبارک کی جو شب معراج اوپر گیا اور اپنی منزل مقصود پا کر پھر واپس آ گیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں کی سیر اور عظمتوں سے ہمکنار ہونے کے بعد دوبارہ عالم انسانیت میں نزول فرمایا۔

قرآنی قسموں کی حکمتیں

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کئی مقامات پر قسم کھائی ہے۔قسم کسی خاص واقعہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور ذہن انسانی میں اس کا نقش بٹھانے کے لئے اٹھائی جاتی ہے۔اللہ ربّ العزت کے اپنے پیارے رسول کی قسم کھانے میں کئی حکمتیں، احوال اور رمزیں ہیں، کئی اسرار ورموز ہیں جن پر سے پردہ اٹھانا مقصود ہے۔ یہاں ہم بیشمار حکمتوں میں سے ایک پہلوئے محبت کو لے رہے

ہیں، وہ یہ کہ اس آسمانی سفر پر تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں گئے بلکہ اللہ ربّ العزت کی طرف سے جبرئیل امین بلا وا لے کر آئے تھے کہ اے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم آج میں چاہتا ہوں کہ مقام قاب قوسین میں اپنے حسن مطلق کی جلوہ گاہ میں بٹھا کر تجھے دیکھوں اور تو میرے محبوب! جی بھر کر میرے حسن مطلق کے نظارے کرے۔ محبوب میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آج قاب قوسین پر میرے سوا تجھے تکنے والا کوئی نہ ہو اور تیری نگاہوں کے سوا میرے حسن مطلق کے جلوے کرنے والا کوئی دوسرا نہ ہو، تو تو ہو اور میں ہوں اور تیسرا کوئی نہ ہو۔ چونکہ خدائے لم یزل کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام قاب قوسین پر لے جایا جا رہا تھا اس لئے فرمایا: وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۔

دستور محبت بھی ہے اور ضابطۂ وفا بھی کہ جو لوگ عشق و محبت کی لذتوں، حلاوتوں اور سرشاریوں سے آشنا ہوتے ہیں، وہ اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ اگر کسی سے محبت ہو اور محبوب ملنے کے لئے آ رہا ہو تو اس کا ملنے کے لئے آنا بھی اتنی بھلی، پسندیدہ اور دل کو موہ لینے والی ادا ہوتی ہے کہ محب دیکھ کر لطف اندوز ہوتا رہتا ہے اور اس کے جسم کا بال بال ٹھنڈک محسوس کرتا ہے اور زبان حال سے یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ قربان جاؤں کہ کتنی پیاری ادا کے ساتھ تو میری طرف آ رہا ہے اور حرف تحسین بے ساختہ اس کے لبوں پر مچل اٹھتے ہیں۔ محب اپنے محبوب کی ہر ادا پر مچل اٹھتا ہے، نثار ہو جاتا ہے، اس کا انگ انگ ان لمحات مسرت میں سراپا دید بن جاتا ہے اور جب محبوب واپس ہونے لگتا ہے تو اشتیاق سے اسے دیکھتا ہے۔ دیکھو میرا محبوب جب آیا تو اس کی چال میں کتنا وقار تھا، اب جا رہا ہے تو اس کی چال میں کتنی تمکنت ہے۔ یہ تو ہمارے پیمانہ ہائے محبت ہیں۔ بلا تمثیل و تشبیہ اللہ ربّ العزت بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور واپسی کی قسمیں کھا رہا ہے۔ قسم ہے تیری اے چمکتے ہوئے ستارے! إِذَا هَوَىٰ، جب تو میرے بلاوے پر میرے حسن مطلق کی جلوہ گاہ میں آیا۔ تیرا آنا کتنا بھلا لگ رہا تھا اور اے میرے دمکتے ستارے! تیری قسم جب تو قاب قوسین پر ان عظمتوں اور رفعتوں سے ہمکنار ہو کر میری ذات و صفات کے انوار و تجلیات کو اپنے دامن میں سمو کر واپس جا رہا ہے۔ تیرے واپس جانے کی شان، ڈھنگ، انداز اتنا دلکش تھا کہ تیرے لوٹ کر جانے پر بھی پیار آ رہا تھا۔ تیرا آنا اور جانا دونوں لاجواب تھے۔

قسم اس سرزمین کی جس نے تیرے قدموں کو بوسہ دیا

جب انسان قسم اٹھاتا ہے تو اس کی یہ قسم عشق کی حلاوتوں اور شیرینیوں پر دلالت کرتی ہے اور جب اللہ ربّ العزت قسم اٹھاتا ہے اور وہ بھی اپنے محبوب بندے اور رسول کی تو اس کی اہمیت کا اندازہ لگانا بھی بندوں کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ اگر راز محبت درمیان میں نہ ہو تو خدا کو کیا پڑی ہے کہ وہ اپنے بندے کی جو اس کی تخلیق ہے کے آنے جانے کی قسم کھائے۔ یہ وہی محبت اور شفقت کے راز ہائے سربستہ ہیں جن کا قرآن میں ذکر مذکور ہے کہ اے محبوب! مجھے قسم ہے اور شہر دلنواز کی جس کی گلیوں میں تو چلتا پھرتا ہے۔

لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ○ وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ○ (البلد، 90:1-2)

میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں○ (اے حبیب مکرّم!) اس لئے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں○

فرمایا جا رہا ہے کہ محبوب میں شہر مکہ کی قسم اس لئے کھاتا ہوں کہ یہ تیرا شہر ہے ورنہ مجھے کیا پڑی کہ میں کسی شہر کی قسم کھاتا پھروں۔ میں تو ساری زمین کا مالک و مختار ہوں۔ میں تو زمینوں، آسمانوں، سورج، چاند، ستاروں سب کا خالق ہوں، میں کرۂ ارضی

کے کسی خاص ٹکڑے کی قسم کیوں کھاؤں۔ میں کسی چاند یا ستارے کی قسم کیوں کھاؤں، یہ تو سب میری مخلوقات ہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ میری حمد بیان کرتا ہے، میری ذات کے گرد مصروف طواف رہتا ہے۔ اگر سرزمین مکہ میں کعبہ ہے تو کیا ہوا، یہ تمہارے لئے باعث برکت ہوسکتا ہے، میرے لئے تو یہ محض مخلوقات میں سے ایک ہے۔ اگر شہر مکہ میں صفا اور مروہ ہے تو بھی کیا ہوا! حضرت حاجرہ علیہا السلام کے نقوش پا ہی کو چومنے سے ان کو یہ عظمت ملی۔ یہ تمہارے لئے مقدس پہاڑیاں ہوسکتی ہیں لیکن میرے لئے ان کی حیثیت ریت کے ٹیلوں سے زیادہ نہیں۔ اگر شہر مکہ میں چاہ زم زم ہے تو یہ بھی میرے لئے ایک کنواں ہی ہے جو تمہارے لئے باعث فضیلت ہوسکتا ہے۔ میری ذات تو ان چیزوں سے ماوراء ہے۔ حطیم اور غلاف کعبہ تمہارے لئے خیر و برکت کا موجب ہیں لیکن میری ذات تو کسی چیز کی محتاج نہیں۔ مگر میں پھر بھی اس شہر کی قسم اٹھاتا ہوں، اس کی وجہ کعبہ ہے نہ مطاف و زمزم، یہاں ہزاروں انبیاء کے مزارات ہیں لیکن یہ بھی میری قسم کا سبب نہیں بن سکتے۔ آ محبوب! تجھے بتاؤں کہ میں شہر مکہ کی قسم کیوں کھاتا ہوں۔ محبوب! اس لئے کہ یہ تیرا شہر ہے۔ اس سرزمین نے تیرے قدموں کو بوسہ دینے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ یہ ریگ رواں تیرے تلوؤں کا دھوون پینے کی سعادت سے سرفراز ہوئی ہے۔ اس شہر کی قسم اس لئے کھاتا ہوں کہ محبوب تو ان گلیوں میں چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔ مجھے یہ گلیاں پیاری لگتی ہیں کہ یہ تیری پذیرائی کے لئے چشم براہ رہتی ہیں۔ محبوب! تو چلتا ہے تو یہ تیری راہ میں عقیدت کا آنچل بچھا دیتی ہیں۔ اس شہر میں محبوب تیرا گھر ہے۔ یہ تیرے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔ اسی شہر مکہ میں صبح میلاد تو یہ نے تیری آمد کا مژدہ سنا کر رہائی پائی تھی کہ آج ساری انسانیت کا نجات دہندہ پیدا ہوا ہے۔ ان ہواؤں نے طشت تمنا میں تیری سانسوں کے گلاب سجائے ہیں۔ ان فضاؤں نے تیرے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا ہے۔ اسی شہر کے در و دیوار نے تیرے جلوؤں کی تابانی کو اپنا جھومر بنایا ہے۔ اس شہر میں تیرا بچپن گزرا، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپا گزرا۔ محبوب! ان فضاؤں میں تیری سانسوں کی خوشبو رچی بسی ہے۔ تیرے لب شیریں کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ یہ فضائیں محبوب! تیرے پسینے کی خوشبوؤں سے مہک رہی ہیں۔ ان ہواؤں نے تیرے دامن کو آنکھوں سے لگایا ہے۔ اے شہر مکہ! تو مجھے محبوب ہے اس لئے کہ تو میرے محبوب کا شہر دلنواز ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى کا چوتھا معنیٰ: سفر معراج کی سرعت رفتاری

ھویٰ تیزی اور سرعت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے، سفر معراج انتہائی تیز رفتار سفر تھا۔ براق برق کی جمع ہے۔ سورج کی روشنی تقریباً 9 منٹ میں زمین پر پہنچتی ہے، روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے، یہ سفر براق اور رفرف پر طے ہوئے۔ ہزاروں لاکھوں روشنیوں کو اگر جمع کر لیا جائے تو براق اور رفرف کی رفتار اس سے بھی تیز ہوگی یعنی سفرِ معراج وہ سفر تھا جو پلک جھپکنے میں نہایت تیزی اور نہایت سبک رفتاری سے طے ہوگیا۔ اگر ھویٰ سے مراد سُرعت اور تیزی لیا جائے تو آیتِ مقدسہ کا ترجمہ کچھ یوں ہوتا ہے کہ قسم ہے اِس ستارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو زمین سے اور مکاں کی ساری وسعتیں اور منزلیں طے کر کے اِتنی تیزی اور تیز رفتاری سے زمین کی طرف واپس پلٹا کہ وہ سفر جو کروڑوں سالوں میں بھی طے نہیں ہوتا آنِ واحد میں اس طرح مکمل ہوا کہ جب وہ (حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) واپس آیا تو اُس کے دروازے کی کنڈی اُسی طرح ہل رہی تھی اور غسل و وضو کا پانی اُسی طرح بہہ رہا تھا۔ والنجم قسم ہے چمکتے ہوئے ستارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اذا ھویٰ تیری تیز رفتاری کی کہ تو

حطیمِ کعبہ سے اٹھا، پہلے تو نے غسل کیا، وضو کیا، تیرا سینہ مبارک شق ہوا پھر میرے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم تو براق پر سوار ہوا، فرشتے تیرے ہمرکاب تھے پھر تیری سواری بیت المقدس پہنچی، تو نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبرِ انور میں نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھا۔ پھر بابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر جبرئیل علیہ السلام نے انگلی سے براق کو باندھنے کی جگہ کی نشاندہی کی محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو براق سے نیچے اترا، آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء صف باندھے تیرے منتظر تھے، تو آیا تو نماز میں انبیاء کی امامت کی کہ تو امام الانبیاء ہے، سردارِ مرسلین ہے۔

بیت المقدس کی زیارت کرنے اور انبیاء کی امامت کرنے کے بعد تیرا آسمانوں کا سفر شروع ہوا، تیرے آنے پر محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان کا دروازہ کھولا گیا۔ انبیاء اور ملائکہ نے نہ صرف خوش آمدید کہا بلکہ تیرے دیدار سے بھی مشرف ہوئے۔ محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم پھر تیرا نزول دوسرے آسمان پر ہوا، وہاں بھی انبیاء اور ملائکہ دیدہ و دل فرشِ راہ کیے ہوئے تھے، تیسرے اور چوتھے حتیٰ کہ تو ساتویں آسمان پر پہنچا پھر تو محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم عرشِ معلیٰ کی سیر کرتا رہا، آسمانوں نے تیری قدم بوسی کا اعزاز حاصل کیا، ملائکہ تیری راہوں میں آنکھیں بچھا رہے تھے، تمام قدسیوں نے میری بارگاہ میں التجا کر کے تیرا بے حجاب دیدار کیا، جبرئیل سدرۃ المنتہیٰ پر رک گیا کہ ایک قدم بھی بڑھتا تو جل جاتا، اب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اکیلے ہی آنا تھا جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں، محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں بھی تجلیات میں نہا گیا، پھر رفرف کو تجھے اپنا شہسوار بنانے کی سعادت نصیب ہوئی، پھر آگے بہت آگے سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے تو لامکاں کی حدود میں داخل ہو گیا۔

قف یا محمد ان ربك یصلی (الیواقیت والجواہر،35:2)

حبیب! صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کیلئے ٹھہر جا تیرا رب تیرے قریب آ رہا ہے۔

محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم میں تیرے استقبال میں درود پڑھتا رہا، پھر تو آگے بڑھا، میں اِستقبال میں اپنے شایان شان آگے بڑھا، پھر میں نے تجھے اپنے دامنِ قرب میں لے لیا، محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں نے تجھے اپنی لذتِ وصال سے ہمکنار کیا، پھر تجھ پر وحی اتاری، محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم تو آسمانوں پر آیا تو میں نے تجھ سے دریافت کیا کہ محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کیا تحفہ لائے ہو؟ تو نے کہا کہ باری تعالیٰ اپنی بندگی اور امت کے گناہوں کا تحفہ لایا ہوں، محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم تیرے اِس جواب پر میں نے تجھ پر سلامتی بھیجی، میں نے تجھے پچاس نمازوں کا تحفہ دیا، پھر راز و نیاز کی باتوں کے بعد تو واپس لوٹا، چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے ملا، موسیٰ نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم واپس جایئے، آپ کی امت اِتنی نمازیں ادا نہ کرے گی، محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم تو لوٹ کر میرے پاس آیا، میں چاہتا تو پینتالیس نمازیں بیک وقت معاف کر کے پانچ نمازوں کا تحفہ دے کر تجھے بھیج دیتا اور چاہتا تو شروع ہی میں تجھے دیتا ہی پانچ نمازوں کا تحفہ لیکن بار بار تجھے بھیجتا رہا، موسیٰ سے مل کر تو واپس آتا رہا، محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم حکمت یہ تھی کہ نمازیں بخشوانے کے لئے تو بار بار آتا رہے اور محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم میں تجھے تکتا رہوں۔ اِس طرح بار بار تیرا آنا جانا رہا، پھر تو آسمانوں کی سیر، جنت اور دوزخ کا نظارہ کرتا ہوا سدرۃ المنتہیٰ کو پیچھے چھوڑتا ہوا آسمان کی بلندیوں سے نیچے کرۂ ارض پر آیا، پھر بیت المقدس کی سمت سے تو مکہ مکرمہ پہنچا تو محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں تو

نے اونٹوں کے قافلے دیکھے اور جب تجھے پیاس محسوس ہوئی تو تو نے پیالے سے پانی پیا۔

میرے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا طویل سفر طے کیا، اِتنی طویل سیر کی، اِتنی طویل گفتگو کی لیکن قسم ہے تیرے سفر کی تیزی کہ کے جب تو واپس آیا تو تیرے وضو کا پانی بھی بہہ رہا تھا، تیرے دروازے کی کنڈی بھی ہل رہی تھی اور تیرا بستر بھی گرم تھا۔ عظمتوں اور رفعتوں کے اِس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اَن گنت عجائبات بھی دکھائے گئے، اللہ کے فضل و کرم کی گھٹائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب رہیں، کارخانہ قدرت میں کارکنان قضا و قدر نے وقت کی طنابیں کھینچ لیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرعت رفتار کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی جست میں تمام مسافتیں طے ہوگئیں، فاصلے سمٹ گئے اور وقت اُسی نقطے پر ٹھہر گیا جہاں صاحبِ معراج اِسے چھوڑ کر گئے تھے، ایک ہی لمحہ خدا جانے کتنے کروڑ سالوں پر محیط ہوگیا، کائنات پر ایک پل بھی نہ گزرا کہ سیاحِ لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم سب زمانی و مکانی مسافتیں طے کر کے واپس بھی لوٹ آئے، یہ بے نظیر و بے عدیل سفر باوجود اپنی پہنائیوں اور بے کرانیوں کے رات کے ایک پل میں اِس طرح تمام ہوگیا کہ جانے اور واپس آنے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہ ہوئی۔

اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اِس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

خالق کائنات نے نبضِ ہستی کو روک دیا اور کارخانہ، عالم کی حرکت پذیری کو موقوف رکھا اس وقت تک جب تک اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا یہ سفر تمام نہ ہوا۔

معجزۂ معراج میں رفتارِ نبوی کا بیان

وقت کی رفتار روک دی گئی، کارخانہ عالم کی ہر شے ساکت کر دی گئی کہ آج میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی سیر کو آ رہا ہے۔ سفر معراج تیز رفتاری میں اپنی مثال آپ ہے کہ ایک قلیل عرصے میں اپنے اختتام سے بھی ہمکنار ہوگیا۔ سدرۃ المنتہیٰ کو عالم ملکوت کی آخری سرحد کہا جاتا ہے، ملائکہ کے لئے اس کو عبور کرنا ممکن نہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے براق پر سفر طے کیا، یہ تیز رفتاری براق کا کمال تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کے ذاتی کمالات کا اظہار تو سدرۃ المنتہیٰ کی حد کو عبور کر جانے کے بعد ہوا جب براق کی برق پائی اور جولانِ رفتار جواب دے گئی۔ سدرۃ المنتہیٰ سے ماورا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی عظمت رفتار سے عالم امر کی مخلوق یعنی براق کی تیز رفتاری کو دور کی نسبت بھی نہیں۔ براق کی رفتار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اِسی طرح براق کے مقابلے میں انبیاء کرام کے روحانی تصرفات و کمالات کہیں بڑھ کر ہیں اور سرتاج انبیاء علیہ السلام کے کمالات جملہ انبیاء کرام سے بدرجہا زیادہ ہیں۔ بیت المقدس کے سفر میں اثنائے راہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر حضرت موسیٰ کی قبر مبارک کے پاس سے ہوا۔ ارشاد گرامی ہے۔

وھو قائم یصلی فی قبرہ. اور وہ (موسیٰ) اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

.1 الصحیح لمسلم، 2 : 268، کتاب الفضائل، رقم : 165، .2 سنن النسائی، 3 : 216، رقم : .1633 1637، .3 مسند احمد بن حنبل، 5 : 59، .4 شرح السنه، 13 : 351، رقم : 3760، .5 صحیح ابن حبان، 1 : 242، رقم : 50، .6 مصنف ابن ابی شدبة، 14 : 308، رقم : 18324.

عربی لغت کے مطابق یصلی کا لفظ درود و سلام کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

عظمتِ رفتارِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

اگر یہاں یصلی کے یہ معانی لئے جائیں تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گذرگاہ میں سراپا انتظار بنے تھے، جونہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انہوں نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا، جب تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام سے مسجدِ اقصیٰ پہنچے تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سمیت تمام انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کے لئے موجود تھے، جبرئیل علیہ السلام نے اذان دی، حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم امامت کے لئے مصلے پر کھڑے ہوئے، آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء نے صفیں درست کیں اور سیاحِ لامکاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اِقتدا میں نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ہم بیان کر رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سردارِ کائنات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں درودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ عالمِ بالا میں آیاتِ اِلٰہیہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ورودِ مسعود چھٹے آسمان پر ہوا تو بخاری کی حدیث کے اور اَحادیث کی دیگر معتبر کتب کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کے لئے بنفسِ نفیس موجود تھے۔ ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مختلف مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تشریف لے آنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفتار اور روحانی تصرفات آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار اور روحانی تصرفات سے زیادہ تھے، مثلاً سفرِ معراج کے پہلے مرحلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس تشریف لے گئے تو باقی تمام انبیاء کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے اور اُن کی اِقتدا میں نماز ادا کرنے والوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شامل تھے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ معراج براق کے ذریعہ طے پا رہا تھا۔ ایک نبی کی طاقت کا براق کی طاقت سے زیادہ ہونا اک مسلّمہ امر ہے لیکن چونکہ افضلیت کے اِعتبار سے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں سے اَفضل ہیں اِس لئے عظمتِ رفتارِ مصطفوی تک پہنچنا کسی دوسرے نبی یا رسول کے لئے ممکن نہیں۔ یہاں اِس اَمر کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ جب سدرۃ المنتہیٰ پر جبرئیل علیہ السلام نے بھی آگے بڑھنے سے معذوری کا اِظہار کر دیا اور براق کی تیز رفتاری بھی ختم ہوگئی اور اُس کے بعد براق کے لئے ایک قدم اٹھانا بھی ممکن نہ رہا تو لامکاں کی بے کراں وسعتوں میں آگے کا سفر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے روحانی کمالات کا مرہونِ منت تھا جن کا اندازہ اور تصور بھی ذہنِ انسانی کے لئے ممکن نہیں۔

سفرِ معراج کی جزئیات کا اِحاطہ ممکن نہیں

کائنات میں عجائبات کی ایک دنیا آباد ہے اس طرح سفرِ معراج میں بھی حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَن گنت عجائبات کا مشاہدہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ سفرِ معراج کی جملہ تفصیلات اور ان مشاہدات کی جزئیات کا احاطہ ممکن ہی نہیں۔ شبِ معراج

کی تفصیلات تک رسائی حدیث کی ہزاروں کتابوں کے عمیق مطالعے کے بغیر نہیں ہوسکتی اور پھر ان تفصیلات اور جزئیات کو حیطۂ اِدراک میں لانا عقلِ اِنسانی کے بس کی بات نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حدیث کی چند کتابوں کا سرسری سا مطالعہ کر کے ہم نے جملہ تفصیلات سے آگاہی حاصل کرلی ہے چنانچہ اکثر لوگ اپنے محدود مطالعہ کی بناء پر کہہ دیتے ہیں کہ سدرۃ المنتہٰی تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ معراج کا ذکر ملتا ہے، اِس سے آگے جو کچھ ہے وہ تخیّل کی بلند پروازی کا کرشمہ ہے یا صرف شاعرانہ باتیں ہیں جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں حالانکہ اَمر یہ ہے کہ کسی شخص کے لئے اِن ہزاروں کتابوں میں بکھری ہوئی تفصیلات کا مکمل شعور ممکن ہی نہیں۔ سدرۃ المنتہٰی سے آگے کے سفر کو شاعری سمجھ لینا کورفہمی نہیں تو اور کیا ہے۔

اِس ضمن میں اِمام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: **جاوز السبع الطباق و ھی السمٰوٰت.**

آپ ساتویں آسمان سے آگے نکل گئے۔

سفرِ معراج جو کائنات کا سب سے عظیم سفر ہے اور دیگر معجزات کی طرح اللہ رب العزت کی قدرت کا مظہر ہے سات طبقات، آسمانوں اور اُن سے وراء الوراء سدرۃ المنتہٰی اور قاب قوسین اور پھر کرۂ ارضی کی طرف واپسی پر مشتمل ہے۔ اِس کی توجیہہ و توضیح عقلِ انسانی کے بس کی بات ہی نہیں۔ اِذَا ھَوٰی میں عظیم رفتار کی قسم زمانی اور مکانی فاصلوں کے ایک پل میں طے ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ فاصلے سمٹ رہے ہیں اور کروڑوں اَربوں سالوں کی مسافت لمحوں میں مکمل ہو رہی ہے۔ یہاں عقلِ ناقص اپنے عجز کا اِظہار کرنے کے سوا کیا کرسکتی ہے۔ سفرِ معراج اتنی بڑی کائناتی سچائی ہے کہ آج سائنس اور ٹیکنالوجی کا سارا اِرتقاء اِس سفر کے خوشہ چینی کے سوا کچھ نہیں، جوں جوں انسان اپنے علم اور تجربات کی روشنی میں سفرِ معراج کے مختلف مراحل کی پرتیں کھولتا جائے گا اَن گنت کائناتی سچائیوں کا اِنکشاف ہوتا جائیگا اور جدید علوم کا دامن حیرت انگیز معلومات سے بھرتا جائیگا۔ سفرِ معراج کی جزئیات سے آگاہی علومِ جدیدہ کے اِرتقاء کی ضامن ہے۔ معجزۂ معراج تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کا ایک پہلو ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اَقدس سے اِکتسابِ شعور کر کے اِنسانی اِرتقائی بلندیوں پر گامزن رہا تو خدا جانے آنیوالے زمانوں میں یہ اِرتقاء کن بلندیوں پر فائز ہوگا۔ یہ تمام بلندیاں بھی صاحبِ معراج کی گرد پاہوں گی اِس لئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہر صدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صدی ہے، ہر زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے تو یہ کوئی جذباتی بات نہیں ہوتی بلکہ اِن کی بنیاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقوشِ کفِ پا سے پھوٹنے والی اِن عظیم روشنیوں کے اِبلاغ پر اٹھائی جاتی ہے جو تہذیبِ انسانی کے اِرتقاء کے ہر مرحلے پر اہتمام چراغاں کر رہی ہیں۔

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی کا پانچواں معنی: قلبِ انور کا اَنوار و تجلّیاتِ اِلٰہیہ کا مرکز بننا

اگر النجم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ منور مراد لیں تو اِس اَمر کی مناسبت سے ھویٰ کا ایک معنی اِنْشَرَحَ مِنَ الْاَنْوَار یعنی انوار و تجلیات سے کھل جانا ہوگا اور آیتِ مقدسہ کا مفہوم کچھ یوں ہوگا قسم ہے ستارے کی طرح چمکتے ہوئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیرے قلبِ منور کی، اِذَا ھَوٰی جب اَنوار و تجلیاتِ اِلٰہیہ سے اِس کا اِنشراح ہوا یعنی وہ کھل گیا۔

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی کا چھٹا معنی: کائنات کی ہر چیز پر رحمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم محیط ہے

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کل جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا، اِس کا مفہوم یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز پر رحمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم محیط ہے۔ نجم کا ایک اور معنی بھی ہے گھاس النبت وہ گھاس جو قلیل مقدار میں لگائی جائے لیکن اتنی پھیل جائے کہ ساری کی ساری کیاری کو اپنے دامن میں سمیٹ لے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت نے بھی کائنات کی ہر شے کو اپنے دامن رحمت کے سائے میں لے رکھا ہے۔ سورہ الرحمٰن میں بھی نجم کا لفظ گھاس کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ○ (الرحمٰن،6:55)

اور زمین پر پھیلنے والی بوٹیاں اور سب درخت (اسی کو) سجدہ کر رہے ہیں ○

یہاں بتایا جا رہا ہے کہ نباتات اور درخت رب کائنات کے حکم کے پابند ہیں بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اسکے تابع ہے کیونکہ وہ ہر جاندار اور غیر جاندار کا رب ہے اور کوئی اس کی خدائی میں اس کا شریک نہیں وہ ازل بھی ہے اور ابد بھی نہ اس کی کوئی ابتداء ہے اور نہ انتہاء۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گھاس سے کیا مراد ہے اور درخت کسے کہتے ہیں۔ گھاس سے مراد وہ پودے ہیں جن کے تنے نہیں ہوتے، وہ براہ راست زمین سے اپنا رزق لیتے ہیں اور درخت سے مراد وہ پودے ہیں جن کے تنے ہوتے ہیں اور وہ اوپر کی طرف بڑھتے ہیں، گھاس کی طرح زمین پر پھیلتے نہیں اور پتے اور شاخیں ان تنوں کے ذریعے زمین سے توانائی حاصل کر کے نشو و نما پاتے ہیں۔

آیتِ مقدسہ میں نجم کا لفظ اِستعارۃً بیان کیا گیا ہے۔ ہادیٔ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کو نجم سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح گھاس پوری کیاری کو اپنے آنچل میں چھپا لیتی ہے اور ہر طرف گھاس ہی گھاس نظر آتی ہے اور زمین اس گھاس کے سائے میں چھپ جاتی ہے یعنی گھاس پھیل کر زمین کے اس ٹکڑے پر محیط ہو جاتی ہے، اے کالی کملی اوڑھ کر سونے والے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم تیری رحمت اور تیرے نور کا دائرہ گھاس کی طرح ہر چیز کو اپنے دامنِ رحمت میں لے لیتا ہے کہ ہر سو تو ہی تو نظر آتا ہے ہر طرف تیری رحمت کے پرچم لہرا رہے ہیں ہر طرف تیرے محاسن اور محامد کی قندیلیں روشن ہیں۔ محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رخِ زیبا کی قسم، میں جس جس عالم کا رب ہوں اُس اُس عالم کے لئے تو رحمت ہے۔ یہ ساری کائنات رنگ و بو، یہ خلا کی بے انت وسعتیں، یہ سورج، چاند ستارے، دھنک کے بکھرتے ہوئے رنگ، پھولوں کی مہکاریں، پرندوں کی چہکاریں، کہکشاؤں کی پھیلتی ہوئی دنیائیں۔ محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب کچھ تیری مملکتِ کرم کا حصہ ہے۔ یہ سب کچھ تیرے حیطۂ رحمت میں ہے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہٰی اور عرشِ بریں بھی تیرے نقوشِ کفِ پا کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے اِس لئے کہ سدرۃ المنتہٰی اور عرشِ بریں بھی میری تخلیق ہے اور میری مخلوقات میں تو سب سے اول ہے۔

پیارے! تو میرا شاہکارِ تخلیق ہے، نہ تیری کوئی نظیر ہے اور نہ کوئی تیری مثال، میں خالق ہونے میں یکتا و تنہا تو مخلوق ہونے میں یکتا و تنہا، عبدیت تیرا جمال، بندگی تیرا حسن اور عجز تیرا وقار ہے۔ محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم تیرا نورِ رحمت کائنات کی ہر شے پر محیط ہے۔ شبِ معراج ہم نے تجھے آسمانوں کی سیر اس لئے کرائی کہ تو دیکھ لے کہ تیری اقلیمِ رحمت کی سرحدیں کہاں تک ہیں۔ محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم اِس لئے تجھے رحمۃ للعالمین بنایا، تو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے، تمام جہان تیری رحمت کے محیط میں

مانندِ حباب ہیں، ہر طرف تیرا ہی نور جلوہ فرما ہے، ہر طرف تیرے جمال کی رعنائیاں بکھری ہوئی ہیں، محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرف تیری ہی روشنی ہے۔ (فلسفہ معراج، از ڈاکٹر طاہر القادری)

بَابُ 72: مَعْنٰى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى وَهَلْ رَاَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر کا بیان اس نے دوبارہ واپسی پر اسے دیکھا اور کیا نبی اکرم ﷺ نے معراج کی رات اپنے پروردگار کا دیدار کیا تھا؟

340- وَحَدَّثَنِىْ اَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِىُّ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ وَهُوَ ابْنُ الْعَوَّامِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِىُّ قَالَ سَاَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

✧✧ شیبانی کہتے ہیں: میں نے زر بن حبیش سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب دریافت کیا:

''پس وہ کمان کے دو کونوں کی مانند قریب ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔'' زر نے جواب دیا: مجھے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو (ان کی اصل شکل میں) دیکھا تو ان کے 600 پر تھے۔

341- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الشَّيْبَانِىِّ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى قَالَ رَاٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (قرآن کی آیت ہے)

''انہوں نے جو دیکھا' ان کے دل نے اسے جھٹلایا نہیں۔'' اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو (ان کی اصل شکل میں) دیکھنا ہے اس وقت ان کے 600 پر (ظاہر) تھے۔

342- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِىُّ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِىِّ سَمِعَ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَقَدْ رَاٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ رَاٰى جِبْرِيْلَ فِىْ صُوْرَتِهٖ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ (قرآن کی آیت ہے)

''انہوں نے اپنے پروردگار کی بعض بڑی نشانیاں دیکھیں'' اس سے مراد یہ ہے' نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی حقیقی صورت میں دیکھا' اس وقت ان کے 600 پر (ظاہر) تھے۔

حضرت ابن مسعود کی روایت اور تحقیق کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (فکان قاب قوسین او ادنی) اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (مَا كَذَبَ

حدیث 340: بخاری (4575)' (4576)' (3061) ترمذی (3277)' (3281)' (3283)' احمد (3862)' (4396)' (3748)' ابن حبان (6427)' (6428)' مستدرک (3746)' (2986)' ابو یعلی (5337)' (4993)' (5360)' معجم کبیر (10423)' (9055)' (10547)

الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ،النجم:11)اوراللہ تعالیٰ اس ارشاد(لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ،النجم:18)ان سب آیتوں کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کوان کی اصل صورت میں دیکھا اور درآنحالیکہ ان کے چھ سو بازو تھے۔اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد(مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی، النجم:11) کی تفسیر میں کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا جو سبز کپڑوں کا جوڑا پہنے ہوئے تھے اور زمین کے درمیانی فضا ان سے معمور تھی۔ نیز ترمذی اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد(مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی (53۔النجم:11) کی تفسیر میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جامہ سبز پوش یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا جنہوں نے پورے آسمانی افق کو گھیر رکھا تھا۔

اور حضرت امام مالک بن انس سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد الی ربہا ناظرۃ کے بارے میں پوچھا گیا اور ان کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ یعنی معتزلہ اور ان کے ہمنوا دیگر اہل بدعت کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھنا نہیں ہے بلکہ اس کے ثواب کو دیکھنا مراد ہے؟ تو حضرت امام مالک نے فرمایا کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں، آخر ان کی سمجھ کہاں چلی گئی ہے !وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کلا انهم عن ربهم يؤمئذ لمحجوبون کو کیوں نہیں دیکھتے پھر حضرت امام مالک نے فرمایا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور فرمایا: اگر یہی بات ہوتی کہ اہل ایمان قیامت کے دن اپنے پروردگار کو نہیں دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کفار کو دیدار الٰہی سے محرومی کا عار نہ دلاتا اور یہ نہ فرماتا کہ (كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ، (المطففین:15)اس روایت کو بغوی نے شرح السنۃ میں نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 228)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ اسلام کو دیکھا" کے ذریعہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ واضح کیا کہ سورت نجم کی ان آیتوں کی ضمیریں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور ان کا محمول ومصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی رویت قرب ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رویت وقرب مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ پس حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل وتفسیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس تاویل وتفسیر کے مطابق ہے جو ان آیتوں سے متعلق پچھلی حدیث میں ذکر کی گئی۔ واضح رہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جلالت شان اور ان کا کمال علم مسلمہ ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ خلفاء اربعہ کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ بہرحال ان روایات واقوال سے معلوم ہوا کہ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کو بچشم سر دیکھنے کے بارے میں صحابہ کرام کے ہاں اختلاف ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس بات سے انکار ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے قائل ہیں، ان میں سے ہر ایک کو صحابہ کرام کی تائید حاصل ہے کہ کچھ صحابہ کرام تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہیں اور کچھ صحابہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ، پھر صحابہ کے بعد تابعین وعلماء سلف بھی اسی نقش قدم پر گئے ہیں۔ کچھ تو یہ کہتے ہیں کہ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کچھ حضرات اس کا انکار کرتے ہیں، لیکن ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے سکوت وتوقف اختیار کیا ہے اور کسی بھی فریق کے ساتھ نہیں گئے ہیں، ان حضرات کا کہنا ہے کہ

دونوں میں سے کسی جانب بھی واضح دلیل نہیں ہے اس لئے ہم یہی بہتر سمجھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں خاموش رہا جائے اور حقیقت حال اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی جائے کہ اصل بات اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تاہم جمہور علماء اسی کے قائل ہیں کہ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا عینی دیدار حاصل ہوا ہے۔

حضرت شیخ محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کبار کے نزدیک راجح اور مختار یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں اپنے پروردگار کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ نیز انہوں نے کہا کہ اس کا اثبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کے بعد ہی ہوا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو یہ کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوا تو انہوں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے بعد ہی کہی تھی، جب کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے انکار میں حدیث سے استدلال نہیں کیا ہے اور اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بن کر روایت نہیں کیا ہے بلکہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ قرآن کی اس آیت (وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ ،الشوریٰ: 51) اور اس آیت (لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ، الانعام: 103) سے ان کے اپنے استنباط اجتہاد کا نتیجہ ہے جب کہ ان آیتوں کے بارے میں بھی ائمہ مفسرین نے لکھا ہے کہ پہلی آیت (وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ ،الشوریٰ: 51) میں جو نفی بیان کی گئی ہے وہ حالت رویت میں کلام کی نفی ہے جس سے رویت بے کلام کی نفی قطعاً لازم نہیں آتی اور دوسری آیت لاتدرکہ الابصار الخ میں ادراک کا ذکر ہے جس کے معنی احاطہ کے ہیں اور احاطہ کی نفی سے مطلق رویت کی نفی مفہوم نہیں ہوتی۔

بعض دوسرے علماء نے بھی لکھا ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں حضرت ابن عباس ہی قول پر زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے اور یہ طے ہے کہ انہوں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر نہیں کہی تھی اور یہ ممکن بھی نہیں کہ وہ اتنی بڑی بات اپنے ظن واجتہاد سے کہیں، منقول ہے کہ حضرت ابن عمر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کافی بحث وتکرار کی اور پوچھا کہ کیا واقعتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پورے وثوق کے ساتھ جواب دیا کہ ہاں دیکھا تھا چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کو قطعی طور پر تسلیم کیا اور کسی تردد وانکار کا اظہار نہیں کیا۔ حضرت عمر ابن راشد کا قول ہے کہ ہمارے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ علم کی حامل نہیں ہیں اس لئے ان کے مقابلہ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کے قول کو راجح اور قابل اعتماد قرار دیا جائے گا۔

نیز مشائخ صوفیہ بھی رویت ہی کے قائل ہیں۔ اب امام مالک کی روایت کی طرف آیئے جب ان کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ جسے معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ آخرت میں اہل ایمان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھیں گے اور قرآن کی اس آیت (اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ،القیامۃ: 23) کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھنے کے بجائے اس کے ثواب یعنی جنت کی نعمتوں اور وہاں کے مراتب ودرجات کو دیکھنا مراد ہے تو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان لوگوں کی زبردست تردید کی اور فرمایا کہ وہ لوگ عقل وسمجھ سے کوسوں دور ہیں کہ بالکل ظاہر معنی رکھنے والی اس آیت کی غلط تاویل تو کرتے ہیں لیکن اس آیت كلا انهم عن ربهم يومئذ المحجوبون کو نہیں دیکھتے جس میں اہل کفر کو اسی بات کا عار دلایا گیا ہے کہ وہ قیامت کے دن پروردگار کے دیدار سے

روک دیئے جائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی سعادت سے محروم رہیں گے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور اس کے دیدار کی سعادت سے مشرف ہوں گے اگر یہی بات ہو تو اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادت حاصل نہیں کریں گے تو پھر اہل کفار کو اس سعادت سے محرومی اس بھرپور انداز میں خبر دینے اور انہیں عار دلانے کی کیا ضرورت تھی معلوم ہوا کہ آخرت میں اہل کفار کے حق میں سب سے بڑا عذاب یہ ہوگا کہ وہ دیدار الٰہی سے محروم ومخذول قرار دیئے جائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس محرومی کی حسرت میں مبتلا رہیں گے جس طرح کہ اہل ایمان کے حق میں سب سے بڑا اجر وثواب دیدار الٰہی ہوگا اور وہ نعمت دیدار سے محظوظ ومشرف ہونگے۔

343- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى قَالَ رَاٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (قرآن کی آیت ہے)۔

''انہوں نے دوبارہ اسے دیکھا'' اس سے مراد یہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔

344- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰهُ بِقَلْبِهٖ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل (کی آنکھ) کے ذریعے دیکھا۔

345- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ جَمِيْعًا عَنْ وَكِيْعٍ قَالَ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ اَبِىْ جَهْمَةَ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں (قرآن کی آیت ہے) ''ان کے دل نے جو دیکھا اسے جھٹلایا نہیں اور انہوں نے اسے دوبارہ بھی دیکھا'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ اپنے دل (کی آنکھ) کے ذریعے دیکھا۔

346- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَهْمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

347-حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثَةٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ قُلْتُ مَا هُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ قَالَ وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْظِرِيْنِىْ وَلَا تُعْجِلِيْنِىْ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى فَقَالَتْ اَنَا اَوَّلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ لَمْ اَرَهٗ عَلٰى صُوْرَتِهِ الَّتِىْ خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَاَيْتُهٗ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَآءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهٖ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ فَقَالَتْ اَوَ لَمْ تَسْمَعْ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ اَوَ لَمْ

حدیث 347: ترمذی (3068)

تَسْمَعْ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ يُخْبِرُ بِمَا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

✧✧ مسروق بیان کرتے ہیں' ایک دن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا اور ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: اے ابوعائشہ! (مسروق) جو شخص تین باتوں میں سے کسی ایک بات کا بھی قائل ہو' وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بہت بڑا جھوٹ منسوب کرے گا۔ میں نے پوچھا: وہ تین باتیں کون سی ہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے' تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایک نہایت غلط بات منسوب کرے گا۔ (مسروق کہتے ہیں) میں ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا' اب سیدھا ہو کے بیٹھ گیا اور بولا' اُم المومنین! آپ اس بات پر غور کریں اور جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں' کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے" اس نے اسے روشن اُفق میں دیکھا (اور یہ بھی فرمایا ہے) اور پھر اسے دوسری مرتبہ بھی دیکھا۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس اُمت میں سب سے پہلے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان آیات کے مفہوم کے بارے میں دریافت کیا تھا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں کیونکہ میں نے انہیں ان کی اصل صورت میں انہی دو مواقع پر دیکھا ہے۔ ایک اس وقت جب وہ آسمان سے نیچے اُتر رہے تھے اور ان کے وجود نے زمین و آسمان پر موجود خلا کو بھر دیا تھا۔

(مسروق کہتے ہیں) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا' کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

"آنکھیں اس کا احتراف نہیں کر سکتی ہیں' لیکن اس نے آنکھوں کا احاطہ کیا ہوا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے۔"

کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی نہیں سنا: "کسی بشر میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ وحی کے بغیر اس سے کلام کرے یا پھر وہ حجاب کے پیچھے ہو یا اللہ تعالیٰ کے پاس فرشتہ بھیج دے بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) بلند و برتر اور حکیم ہے۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا کچھ حصہ چھپا لیا تھا' وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ایک بہت بڑی غلط بات منسوب کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "اے رسول! تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر جو نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رسالت کے فریضے کو (صحیح طور پر) سرانجام نہیں دیا۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتا سکتے ہیں کہ کل کیا ہو گا تو وہ شخص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف نہایت غلط بات منسوب کرتا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ کے سوا زمین و آسمان میں موجود کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا۔"

348- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَزَادَ

قَالَتْ وَلَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' اگر نبی اکرم ﷺ نے اپنے اوپر نازل ہونے والی کسی آیت کو چھپانا ہوتا تو اس آیت کو چھپاتے: ''اور جب تم اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور تم نے بھی اس پر انعام کیا' یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دو اور اللہ سے ڈرو' اس وقت تم نے اپنی پسند کو چھپایا لیکن اللہ نے اسے ظاہر کر دیا' اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرو۔''

349- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي لِمَا قُلْتَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ

✧✧ مسروق کہتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا حضرت محمد (ﷺ) نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا' سبحان اللہ! یہ بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں' تاہم داؤد سے منقول روایت زیادہ لمبی اور مکمل ہے۔

350- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَأَيْنَ قَوْلُهُ ثُمَّ دَنَى فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى قَالَتْ إِنَّمَا ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرِّجَالِ وَإِنَّهُ أَتَاهُ فِي هٰذِهِ الْمَرَّةِ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ

✧✧ مسروق بیان کرتے ہیں' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی:

''پھر وہ قریب ہوئے اور اچھی طرح قریب ہوئے یہاں تک کہ کمان کے دو کناروں یا اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے اس وقت اس نے اپنے خاص بندے کی طرف وحی نازل کی۔''

تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں انسانی شکل میں حاضر ہوا کرتے تھے اس مرتبہ وہ اپنی اصل شکل میں دکھائی دیئے کہ ان کے وجود نے آسمان کے اُفق کو بھر دیا تھا۔

351- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُورٌ أَنّٰى أَرَاهُ

✧✧ حضرت ابوذر بیان کرتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول سے پوچھا' کیا آپ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: وہ نور ہے' میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟

352- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ قَالَ كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ رَأَيْتُ نُورًا

✧✧ عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں' میں نے حضرت ابوذر سے کہا' اگر مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوتا تو میں آپ سے ایک سوال ضرور پوچھتا۔ حضرت ابوذر بولے' کون سا سوال تم پوچھتے؟ تو میں بولا' میں آپ سے پوچھتا' کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ حضرت ابوذر بولے' یہ سوال میں نے آپ سے کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: میں نے نور دیکھا تھا۔

شرح

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں) اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! پروردگار تو ایک نور ہے میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں۔" (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 225)

پروردگار تو ایک نور ہے۔ کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات، جسم و مکان کی قیود سے ماوراء ایسا نور عظیم ہے جس کی نورانیت کا کمال اور جس کے ظہور کی شدت نہ انسان کے ادراک میں آسکتی ہے اور نہ نگاہ و بصر کو اتنی تاب کہ اس کی خیرہ کر دینے والی تجلیات کے سامنے ٹھہر سکے واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو خود قرآن کریم "نور" سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا ارشاد ہوا اللہ نور السموت والارض۔ (اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے) یعنی کائنات میں ہر طرف اسی تجلیات کا ظہور ہے اور جو چیز نظر آتی ہے اسی کی روشنی کی بدولت نظر آتی ہے نیز جو چیزیں زمین و آسمان کو روشنی بہم پہنچاتی ہیں جیسے سورج، چاند اور ستارے وغیرہ وہ سب اسی کی روشن کی ہوئی ہیں یا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا نور ہدایت ہے اور زمین پر بسنے والوں اور آسمان میں رہنے والوں ہر ایک کو وہی ہدایت کرنے والا ہے اور اسی کا نور ہدایت بندوں کے دلوں و دماغ کو روشن کرنے والا ہے، نیز پرودگار کے ناموں میں سے ایک نام "نور" بھی ہے یعنی وہ خود بھی ظاہر و روشن ہے اور دوسروں کو ظاہر روشن کرنے والا ہے۔ "نورانی اراہ" میں لفظ انی کتاب کے اکثر نسخوں میں الف کے زبر اور نون کی تشدید کے ساتھ ہی منقول ہے اور اسی کے اعتبار سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ "اللہ تو ایک نور ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔" لیکن بعض نسخوں میں نور اور انی الگ الگ لفظ کے بجائے ایک ہی لفظ یعنی نورانی منقول ہے (جس میں ی مشدد نسبت کے لئے ہیں اور الف اور نون زائد مبالغہ کے لئے ہیں) اس صورت میں اراہ کا لفظ اظنہ کا مفہوم ادا کرے گا اور رویۃ بمعنی رائے سے مشتق سمجھا جائے گا اور قال نورانی اراہ کا یہ ترجمہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اس (پروردگار کو نورانی گمان کرتا ہوں۔ پس لفظ اراہ کو اگر الف کے پیش کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے معنی کے اعتبار سے زیادہ مناسب و موزوں ہوگا۔ ابن مالک نے اس حدیث کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا یا نہیں؟ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں کھلی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوا ہے اور جو حضرات اس کا انکار کرتے ہیں دونوں ہی فریق الفاظ

روایت کے مذکورہ بالا اختلاف کے سبب اس حدیث کو اپنی اپنی دلیل قرار دیتے ہیں کیونکہ اگر "نورانی اراہ" کی روایت کو سامنے رکھا جائے تو اس جملہ کے، استفہام بطریق انکار کے اسلوب کے پیش نظر اس عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ پروردگار کی ذات چونکہ نور محض ہے اور کوئی انسانی آنکھ اس کی طرف نظر اٹھانے پر قادر ہی نہیں ہوسکتی اس لئے میں کہتا ہوں کہ میں نے معراج کی رات میں اپنے پروردگار کو نہیں دیکھا ہے لیکن اگر نورانی اراہ کی روایت کو دیکھا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے البتہ یہ کہا جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہنے کے لئے حکایت ماضی صیغہ حال کا اسلوب اختیار فرمایا۔

353 - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِىْ لَهٗ اَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ وَفِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ بَكْرٍ النَّارُ لَوْ كَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ وَفِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا

✧✧ حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں ایک دن نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہوکر ہمیں پانچ باتیں بتائیں:

(1) اللہ تعالیٰ سوتا نہیں ہے اور سونا اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے۔

(2) وہ میزان (کے پلڑوں) کو جھکاتا بھی ہے اور انہیں اٹھاتا بھی ہے۔

(3) رات کا عمل صبح ہونے سے پہلے اور دن کا عمل رات ہونے سے پہلے اس کی بارگاہ میں پیش ہوجاتا ہے۔

(4) اس کا حجاب نور ہے (اور ایک روایت کے مطابق) آگ ہے اگر اس حجاب کو ہٹادیا جائے تو اس کی ذات کے انوار تمام مخلوق کو جلادیں گے۔

354 -حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهٖ وَقَالَ حِجَابُهُ النُّوْرُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں اس میں پانچ کی بجائے چار باتیں بتانے کا ذکر ہے۔ نیز اس میں مخلوق (کے جل جانے کا ذکر نہیں ہے) صرف یہ ہے کہ اس کا حجاب نور ہے۔

355 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْبَعٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِىْ لَهٗ اَنْ يَنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهٗ وَيُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ

✧✧ حضرت ابوموسیٰ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

حدیث 353: بخاری (2532)' (2793)' ابن ماجہ (195)' (196)' موطا (881)' احمد (1390)' (19649)' (19548)' ابن حبان (3929)' (266)' مستدرک (8294)' بیہقی (2057)' ابویعلی (7262)

شرح

حضرت ابن عباس اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى 11 اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى 12 وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى (13 53۔النجم:11-12-13)(ترجمہ: اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے غلط نہیں کہا اس چیز کی بابت جو انہوں نے آنکھوں سے دیکھی یعنی ذات اقدس تعالیٰ کو اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے پروردگار کو ایک مرتبہ اور دیکھا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار کو دل کی آنکھوں سے ہر مرتبہ دیکھا۔

(مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 226)

اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (مذکورہ آیت کی تفسیر میں) کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا۔

حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ (میں نے یہ سن کر اپنا اشکال ظاہر کیا اور) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ (قرآن کریم میں اپنی ذات کے بارے میں) اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار (پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے اس اشکال کے جواب میں) کہا کہ تم پر افسوس ہے (کہ تم بات نہیں سمجھ سکے، حقیقت یہ کہ) یہ (مفہوم جو تم نے اس آیت کے ذریعہ پیش کیا ہے) اس وقت کے لئے ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص تجلی ظاہر فرمائے اور اپنے اس نور کے ساتھ ظاہر ہو جو اس کی ذات خاص کا نور ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا۔

اس روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جن آیتوں کی تفسیر و وضاحت منقول ہے کہ سورت نجم کی ابتدائی آیتوں میں سے ہیں اور مفسریں کے ہاں ان آیتوں کے بارے میں خاص اختلاف ہے کہ ان کا مدلول ومحمول کیا ہے۔ صحابہ وتابعین اور آئمہ مفسرین میں سے ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ سورت نجم کی ان آیتوں میں درحقیقت اس بات کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ تو نبوت کے بالکل ابتدائی زمانہ میں مکہ میں اور دوسری شب معراج میں سدرۃ المنتہی کے پاس۔ اس کے برخلاف صحابہ وتابعین اور آئمہ مفسرین کی دوسری جماعت کا، جن میں حضرت ابن عباس کا نام نامی سرفہرست ہے، یہ کہنا ہم کہ ان آیات میں واقعہ معراج کا بیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار کو دل سے دو مرتبہ دیکھا۔" یعنی اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں میں بینائی کی بھی وہ طاقت ودیعت فرمائی جو آنکھ میں ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ادراک کی بھی وہ طاقت عطا فرمائی جو قلب میں ہوتی ہے، پس یہ کہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو بچشم قلب دیکھا یا یہ کہ بچشم سر دیکھا، دونوں کے ایک ہی معنی ہیں یہ مطلب اس لئے اختیار کیا گیا، تا کہ جو حضرات جیسے حضرت ابن عباس وغیرہ) یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں پروردگار کو بچشم سر دیکھا ہے اور حضرات یہ کہتے ہیں کہ بچشم قلب

دیکھا ہے، ان دونوں کے اقوال کی رعایت ہو جائے جیسا کہ اوپر اجمالاً ذکر کیا گیا پہلے اختلاف تو یہی ہے کہ سورت نجم کی ابتدائی آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کس کو دیکھنے کا ذکر ہے حق تعالیٰ کو یا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حق تعالیٰ کو دیکھنا مراد لیتے ہیں جمہور صحابہ ان کی تائید میں ہیں۔

اور سلف میں جمہور مفسرین بھی اسی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک دنی فتدلی قاب قوسین اوادنی کے الفاظ (جو ان آیات میں آئے ہیں) معراج کے موقعہ پر بارگاہ ربوبیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور پروردگار کے مشاہدہ وزیارت کا بیان ہیں۔ پھر اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو بچشم سر دیکھا ہے یا بچشم قلب؟ بعضوں نے تو یہ کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر ہی کی آنکھوں سے اپنے پروردگار کو دیکھا۔

امام نووی کی تحقیق کے مطابق اکثر علماء کے نزدیک ترجیحی قول یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ جو حضرات آیات مذکورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا مراد لیتے ہیں ان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ان آیات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اس قرب و مشاہدہ کا بیان وذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل امین کی اصل صورت کے ساتھ شب معراج میں اور اس سے پہلے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں حاصل ہوا تھا۔ یہ اس وقت کے لئے ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص تجلی ظاہر فرمائے الخ" کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات حق تعالیٰ کی مشیت وقدرت پر منحصر ہے اگر اس کی ذات خاص کی تجلی ظاہر ہو تو اس میں شبہ نہیں کہ کسی کی بھی نگاہ وبصر کی توانائی برداشت کر سکتی ہو تو یقیناً نگاہ اس کی طرف اٹھ سکتی ہے اور آنکھیں دیدار اور زیارت کی تاب لاسکتی ہیں رہی اس آیت کی بات جس کا حوالہ حضرت عکرمہ نے دیا تو اس کے متعلق علماء لکھتے ہیں کہ اس آیت میں "ادراک" کا ذکر ہے جس کے لغوی معنی کسی چیز کا اس کے تمام اطراف وجوانب اور تمام سرحدوں کے ساتھ احاطہ کرنا ہیں اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کے لئے نہ کوئی حد ونہایت ہے اور نہ اس کے اطراف وجانب ہیں، اس کی ذات ان چیزوں سے ماوراء اور لامحدود ہے، اس معنی میں کوئی بھی نگاہ وبصر اس کی ذات کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

لہٰذا اس آیت میں "احاطہ" کی نفی مراد ہے مطلق دیدار کی نفی مراد نہیں ہے جس سے یہ اشکال واقع ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی بات اس آیت کے خلاف پڑتی ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا۔ "میں دو مرتبہ" کی وضاحت بعض محدثین نے یہ کی ہے کہ ایک مرتبہ سدرۃ المنتہی کے قریب اور ایک مرتبہ عرش پر اور ملا علی قاری نے اس جملہ کے تحت یہ لکھا ہے کہ "دو مرتبہ دیکھا" سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مرتبہ دل کی آنکھوں سے دیکھا اور ایک مرتبہ سر کی آنکھوں سے یہ اختلاف مطالب اس لئے ہے کہ کسی بھی روایت میں وضاحت کے ساتھ منقول نہیں ہے۔ جیسا کہ اس روایت میں بھی نہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دو بار دیکھا۔

حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن میدان عرفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب

احبار سے ملاقات کی اوران سے ایک سوال دریافت کیا کہ کیا دنیا میں حق تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے؟) حضرت کعب (نے اس سوال کو اتنا عجیب وغریب سمجھا کہ فرط حیرت سے انہوں) نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اوران کے اس زوردار نعرے کی بازگشت سے پہاڑ گونج اٹھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم ہاشم کی اولاد ہیں! حضرت کعب نے فرمایا کہ: اچھا تمہارے سوال مقصد اب میری سمجھ میں آیا تو سنو اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کیا (یعنی ایک کو اپنے کلام سے مشرف فرمایا اور ایک کو اپنے دیدار کی سعادت عطاء فرمائی) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دومرتبہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ ایک مرتبہ تو وادی ایمن میں اور دوسری مرتبہ کوہ طور پر) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں دومرتبہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

حضرت مسروق (جو حدیث کے راوی ہیں اور جن سے حضرت شعبہ روایت نقل کرتے ہیں) کہتے ہیں کہ (میدان عرفات میں حضرت کعب اور حضرت عباس کے درمیان ہونے والی اس بات چیت کو سن کر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اوران سے عرض کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ (مسروق) تم نے ایسی بات پوچھی ہے جس سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں (یعنی میرا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک منزہ ہے کہ وہ کسی کو نظر آئے اس لئے میرے نزدیک دنیا میں اس کے دیدار کا واقع ہونا محال ہے اب تم نے یہ سوال پوچھا تو اس کی اس پاک ذات کی عظمت وخوف کے مارے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے میں نے عرض کیا کہ، ذرا توقف سے کام لیجئے (یعنی میرے اس سوال سے اتنا پریشان نہ ہوئے اور نہ اتنی جلد دیدار الٰہی کا انکار کیجئے میں چاہتا ہوں کہ آپ ذرا میری بات پوری طرح سن لیں، پھر میں نے دیدار الٰہی کے ثبوت میں یہ آیت پڑھی (لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى، النجم: 18) (گویا حضرت مسروق نے اس آیت کے ذریعہ یہ ظاہر کیا کہ میرے نزدیک آیت میں بڑی نشانی سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچشم سر یا بچشم قلب وہ دیدار الٰہی حاصل ہونا ہے جو پروردگار کی عظمت شان یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم پر دلالت کرتا ہے) حضرت عائشہ نے یہ سن کر فرمایا کہ (مسروق) یہ آیتیں تمہیں کہاں لے جارہی ہیں؟ (یعنی تم درست نہیں سمجھ رہے ہو، ان آیتوں کا مطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار الٰہی حاصل ہونا نہیں ہے بلکہ) بڑی نشانی سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں (جن کو آنحضرت نے ان کی اصل صورت میں دیکھا) جو شخص تم سے یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے پروردگار کو دیکھا ہے، یا یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں میں سے کچھ چھپا لیا ہے جن کے اظہار کا ان کو حکم دیا گیا تھا اور یا یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچ غیبی باتوں کا علم رکھتے تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت (اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ) 31۔لقمان: 34) میں ارشاد فرمایا ہے تو بلاشبہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا بہتان باندھا (جہاں تک اس آیت کا تعلق ہے جو تم نے پڑھی ہے تو) اس کی مراد اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ تو سدرۃ المنتہی کے نزدیک (جیسا کہ اس آیت (وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ○ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ○) 53۔النجم: 13-14) میں فرمایا گیا ہے) اور ایک مرتبہ (مکہ کے نواح) اجیاد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل سورت میں اس طرح دیکھا کہ) ان

کے چھ سو بازو تھے اور انہوں نے پورے افق کو گھیر رکھا تھا اس روایت کو ترمذی نے (انہی الفاظ میں) اور بخاری و مسلم نے کچھ مزید اور مختلف الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے نیز بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ مسروق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا تو پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا محمول و مصداق کیا ہے ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ حضرت عائشہ نے جواب دیا ان سب کی ضمیروں کا مرجع حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو عام طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی انسان کی شکل وصورت میں (وہ بھی اکثر وبیشتر ایک صحابی حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں) آتے تھے اور اس مرتبہ (مکہ کے انواح اجیاد میں) اپنی اس صورت میں آئے تو جوان کی اصل صورت ہے اور انہوں نے پورے افق کو گھیر رکھا تھا۔ (مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 227)

ہم ہاشم کی اولاد ہیں۔ "یعنی ہم نہ صرف اس قبیلہ وخاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو ویسے بھی علم وفضیلت، عقل وفراست اور سمجھ بوجھ کے اعتبار سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اس خاندان کے بارگاہ نبوت سے نسبت وقرابت رکھنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں علوم وانوار سے اکتساب کرنے کے مواقع ہمیں زیادہ بہتر طریقہ پر میسر ہوا ہے اور اس سب سے بڑی خاندانی نسبت وامتیاز کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم ومعرفت سے سرفراز فرمایا ہے لہٰذا مجھ سے یہ توقع نہ رکھیئے کہ میں کوئی ایسا سوال کروں گا جو علم وعقل سے بعید ہو، میں نے جو کچھ پوچھا ہے اس گہرائی میں پہنچنے کی کوشش کیجئے اور میرے سوال پر حیرت وغصہ کرنے کے بجائے غور وفکر کر کے جواب دیجئے کہ کیا دنیا میں حق تعالیٰ کا دیدار فی الجملہ ممکن ہے دراصل جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ سوال کیا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ یہ سمجھے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما دنیا میں مطلق دیدار الٰہی کے بارے میں ذرا زور دار الفاظ کا اظہار کیا تو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کو ان کے سوال میں غور وفکر کرنا پڑا اور تب وہ ان کی مراد سمجھے کہ ان کے سوال میں مطلق دیدار الٰہی مراد نہیں ہے بلکہ فی الجملہ دیدار الٰہی مراد ہے اس کے بعد انہوں نے جواب دیا کہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دیدار الٰہی ممکن ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں حاصل ہوا۔

یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں میں سے کچھ چھپالیا ہے۔ الخ۔ میں ان چیزوں سے مراد احکام وشرائع ہیں جن کا لوگوں تک پہنچانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری قرار دیا گیا جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: (یایھا الرسول بلغ ماانزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته) اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ احکام وشرائع اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں تک پہنچا دیجئے اور اگر ایسا نہ کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا پیغام پہنچانے میں قاصر رہے۔

حضرت مسروق نے سورت نجم کی ان تمام آیات کی طرف اشارہ کیا جن کے بارے میں صحابہ وتابعین اور ائمہ مفسرین کے اختلافی اقوال کا ذکر پیچھے بھی کیا جا چکا ہے وہ آیتیں یہ ہیں۔ (ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی 10 مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ، النجم:8 تا 11) وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا تو دونوں کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم پھر خدا نے اپنے بندے پر وحی نازل فرمائی جو کچھ کہ نازل فرمائی تھی جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ جانا۔ پس بظاہر ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ دنی کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف پھرتی ہے اسی طرح

تدلی اور فکان قاب قوسین میں کان کی ضمیریں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف راجع ہیں جس کا ایک ظاہری قرینہ فاوحی کی ضمیر ہے کہ اس کا مرجع یقینی طور پر اللہ تعالیٰ ہے اس بنیاد پر حضرت مسروق نے اشکال ظاہر کیا کہ اگر شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار الٰہی حاصل نہیں ہوا تھا تو ان آیتوں کے کیا معنی ہوں گے؟ اس اشکال کا جواب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیا کہ ان افعال کی ضمیروں کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے ہی نہیں بلکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں لہٰذا یہ سمجھنا کہ ان آیتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ثابت ہوتا ہے غیر درست نتیجہ اخذ کرنا ہے پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کان یاتیہ فی صورۃ الرجل الخ کے ذریعہ ایک اور اشکال کا جواب دیا کہ اگر یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر دیکھا ہی کرتے تھے پھر شب معراج میں ان کو دیکھنے کو اس اہتمام کے ساتھ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تو حضرت عائشہ نے گویا کہ اس اشکال کے دفیعہ کے لئے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام عام طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انسانی شکل وصورت آیا کرتے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اصل صورت کے ساتھ صرف دو مرتبہ آئے ہیں ایک دفعہ تو نبوت کے بالکل ابتدائی زمانہ میں مکہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طرح دیکھا تھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے اور پورا افق ان سے ماموز تھا اور پھر اسی اصل صورت وہیبت کے ساتھ دوسری مرتبہ شب معراج میں سدرۃ المنتہی کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آئے تھے۔ حاصل یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کرتے ہوئے اس کو اختیار کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا تھا بایں احتمال کہ دونوں مرتبہ بصر (سر کی آنکھوں) سے دیکھا ہو یا بصیرت (دل کی آنکھوں) سے یا یہ کہ ایک مرتبہ تو بچشم سر دیکھا ہو اور ایک مرتبہ بچشم قلب اگرچہ اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو بچشم سر دو مرتبہ نہیں دیکھا ہے۔

ایک اور حضرت عائشہ اس سے انکار کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو ان کے اس انکار کو مطلق انکار پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے اور مقید انکار پر بھی مطلق انکار کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ سرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار الٰہی کے منکر ہیں خواہ بچشم قلب دیکھنا مراد لیا جائے یا بچشم سر اور مقید انکار کا مطلب یہ ہے کہ وہ بچشم سر دیکھنے کی منکر ہیں، بچشم قلب دیکھنے کی نہیں لیکن حضرت عائشہ کے اس ارشاد کو دیکھتے ہوئے زیادہ درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے انکار کو مطلق انکار پر محمول کیا جائے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کے اثبات اور حضرت عائشہ کے انکار کے درمیان جو تضاد ہے اس کو دور کرنے کے لئے یہ تاویل کی جانی چاہے کہ حضرت عائشہ کا انکار بچشم سر دیکھنے پر اور حضرت ابن عباس کا اثبات بچشم قلب دیکھنے پر محمول ہے، لیکن بچشم قلب دیکھنے کا مطلب مجرد علم نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم وعرفان تو حضور کو ہر وقت ہی حاصل رہتا تھا، اس کو شب معراج کے ساتھ مخصوص کر کے بیان کرنے کے کوئی معنی نہیں ہوں گے، لہٰذا بچشم قلب دیکھنے کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ اس خاص موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں وہ بینائی پیدا فرمادی تھی جو آنکھوں میں ہوتی ہے اور اس

طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا وہ دیدار حاصل کیا جو کوئی شخص آنکھوں کے ذریعہ دوسری چیزوں کا حاصل کرتا ہے۔

بَابُ 73: اِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْاٰخِرَةِ لِرَبِّهِمْ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى

اہل ایمان آخرت میں اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے اس کا اثبات

اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان

رؤیۃ اللہ یا دیدار الٰہی کا" مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی یہ سعادت مومنین کو آخرت میں نصیب ہوگی جس کی تفصیل و وضاحت کے لئے یہ باب قائم کیا گیا اور اس موضوع سے متعلق احادیث اس میں نقل کی گئی ہیں۔ حق تعالیٰ کی رویت عقلا ناممکن نہیں: اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ایک ایسی حقیقت ہے جس کا وجود عقلا بھی درست ہے اور اس دیدار کے لئے اللہ تعالیٰ کا کسی خاص جگہ (مقام) پر اور کسی خاص سمت و جہت میں موجود و قائم ہونا نیز اس کی ذات کا اور دیکھنے والوں کا آمنے سامنے ہونا قطعی ضروری اور شرط کے درجہ کی چیز نہیں ہے، بلکہ وہ اپنی ذات اور اپنے وجود کے اعتبار سے جو کچھ بھی ہے اسی حیثیت کے ساتھ اس کا دیکھا جانا ممکن ہے اگر چہ وہ جسم و جسمانیت سے ماوراء اور مکان و جہت کی قید سے آزاد ہے۔

رہی یہ بات کہ چیز مرئی (یعنی کھلی آنکھوں سے نظر آنے والی چیز) کو دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ جسم ہو، کسی خاص جگہ و مقام پر موجود قائم ہو اور نگاہ کی سمت و جہت میں ہو تو دیکھنے میں ان چیزوں کا عمل دخل ہونا دراصل اس لئے ضروری ہے کہ قدرت نے اسی طرح کا نظام جاری فرمایا ہے اور انسانی نگاہ و بصر کو اپنا فعل انجام دینے کے لئے ان اسباب کا پابند بنا دیا ہے، اگر قادر مطلق اس جاری نظام اور عادت کے برخلاف ان عوامل کے بغیر بھی کسی کو کوئی چیز دکھانا چاہے تو بے شک اس پر قادر ہے اور ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ پس اس میں کوئی خلاف عقل بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن انسانی نگاہ میں بصیرت یعنی چشم قلب کی قوت رکھ دے کہ جس طرح آج دنیا میں اہل ایمان کو بصیرت سے پاتے اور دیکھتے ہیں کل کو آخرت میں بصر یعنی سر کی آنکھوں سے اس کو دیکھیں گے۔

رؤیت کا تعلق آخرت سے ہے: تمام علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حق تعالیٰ کا یہ دیدار تمام اہل ایمان کو آخرت میں نصیب ہوگا اس کا ثبوت وہ قرآنی آیات، احادیث صحیحہ، اجماع صحابہ و تابعین اور اقوال ائمہ جو اس ضمن میں مذکور و منقول ہیں تاہم کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق تعالیٰ کے اس دیدار کے منکر ہیں انہوں نے دیدار الٰہی سے متعلق قرآنی آیات و احادیث اور منقول دلیل کی جس طرح تاویل کی ہے، اس کی تفصیل اور علماء حق کی طرف سے ان کی تاویلات کے مضبوط جوابات مختلف تحقیقی کتابوں میں مذکور ہیں۔ عورتیں بھی روایت سے محروم نہ رہیں گی: عورتوں کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کو دیدار ہوگا اور بعض انکار کرتے ہیں لیکن درست یہ ہے کہ عورتیں اس سعادت سے محروم نہ رہیں گی مردوں کی طرح ان کو بھی حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا لیکن بعض حضرات نے کہا ہے کہ ان (عورتوں) کو بعض خاص ایام میں جیسے جمعہ کے ایام میں یا عیدین کے دن ہی دیدار

کی سعادت ملے گی جو عام باز یابی کے اوقات ہوں گے۔ جو حضرات مطلقاً عورتوں کے دیدار کے منکر ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ عورتیں چونکہ خیموں میں پردہ نشین ہوں گی جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے حور مقصورات فی الخیام لہٰذا ان کو دیدار کیسے ہوسکتا ہے۔

یہ ایک نا قابل التفات بات ہے کیونکہ اول تو دیدار الٰہی کے بارے میں جو آیات و احادیث منقول ہیں ان میں کوئی خصوص مذکور نہیں ہے بلکہ وہ سب عموم پر محمول ہیں اور مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہیں دوسرے یہ کہ عالم آخرت کو دنیا میں قیاس کرنا اور وہاں عورتوں کے خیمے میں رہنے کو دنیا کے پردہ پر منطبق کرنا بجائے خود غلط ہے کیونکہ جنت کے خیمے (کہ جن میں وہاں کی عورتیں رہیں گی) پردہ و حجاب کو مستلزم نہیں ہوں گے، علاوہ ازیں یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ فاطمہ زہراء، خدیجہ کبریٰ، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن اور دوسری امہات المومنین نیز ان جیسی دیگر عظیم خواتین جو لاکھوں کروڑوں مردوں سے زیادہ عظمت و فضیلت رکھتی ہیں آخر کس طرح دیدار الٰہی کی سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ سکتی ہیں۔

جنات اور ملائکہ کو بھی اللہ کی رویت حاصل ہوگی

جنات اور ملائکہ کے بارے میں بھی اختلافی اقوال ہیں کہ آیا ان کو دیدار الٰہی نصیب ہوگا یا نہیں؟ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے علاوہ دیگر فرشتوں کو اللہ کے دیدار کی سعادت حاصل نہیں ہوگی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس سعادت سے ایک ہی بار مشرف ہوں گے اور اسی طرح جنات بھی دیدار الٰہی سے محروم رہیں گے لیکن اس سلسلہ میں صحیح و درست قول یہی ہے کہ دیدار الٰہی کی سعادت تمام اہل ایمان کے لئے ہے کیا انسان کیا فرشتے اور کیا جنات۔

دنیا میں اللہ کی رؤیت کا بیان

یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے کہ کیا اس دنیا میں بحالت بیداری کھلی آنکھوں سے اللہ کا دیدار ہوسکتا ہے؟ اس سلسلہ میں ارباب تحقیق نے اس قول کو اختیار کیا ہے کہ حق تعالیٰ کا دیدار دنیا میں بھی ممکن تو ہے لیکن بالاتفاق غیر واقع ہے، رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں اللہ کا دیدار ہونا امر واقع ہے تو یہ استثنائی صورت ہے اگر چہ بعض حضرات نے اس سے اختلاف کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں بچشم سر اللہ کا دیدار ہوا تھا یہ ایک بحث ہے جو آگے متعلقہ احادیث کی تشریح میں بیان ہوگی، بہرحال محدثین فقہاء متکلمین اور مشائخ طریقت سب اس پر اتفاق رکھتے ہیں کہ نہ آج تک اس دنیا میں کسی کو بھی، خواہ وہ کوئی بڑے سے بڑا ولی ہی کیوں نہ ہو، اللہ کا دیدار حاصل ہوا ہے نہ اولیاء اللہ اور مشائخ میں سے کسی نے اس کا دعویٰ کیا ہے اور نہ آئندہ کسی کو حاصل ہوسکتا ہے، بلکہ مشائخ نے متفقہ طور پر یہاں تک کرتے ہیں) تو اس کی تکذیب کرنا اور اس کو گمراہ قرار دینا لازم ہے۔

فقہ شافعی کی مستند کتاب "انوار" میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ میں اس دنیا میں بچشم سر عیانا خدا کو دیکھتا ہوں اور اللہ مجھ سے بالمشافہ گفتگو کرتا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک سوال یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ جب اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے اور انسانی حاسہ بصر میں ایسا کوئی نقص بھی نہیں کہ کسی چیز کو دیکھنے میں رکاوٹ پیش آئے تو پھر حق تعالیٰ کے دیدار نہ ہونے کا سبب کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھنا اور نظر آنا دراصل نظام قدرت اور تخلیق الٰہی کا سبب ہے نہ کہ اس کی اصل علت اور حاسہ بصر ہے جو انسان

اپنی آنکھوں میں لئے پھرتا ہے۔

حاسہ بصر تو صرف ایسا ظاہری سبب ہے جس کو حق تعالیٰ نے ایک خاص نظام اور معمول کے تحت ذریعہ بنا دیا ہے اگر وہ کسی کو دیکھنا چاہے تو آنکھوں کی بنیائی کے بغیر بھی دکھا سکتا ہے اور اگر کسی کو نہ دکھانا چاہے تو وہ کھلی آنکھ اور مضبوط بنیائی رکھنے کے باوجود نہیں دیکھ سکتا مثلاً ایک بڑا پہاڑ سامنے ہو اور اللہ کسی کی آنکھوں میں دیکھنے کی صفت پیدا نہ کرے تو وہ اس پہاڑ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا اسی طرح اگر کوئی اندھا شخص دنیا کے مشرقی کنارے پر ہو اور دنیا کے مغربی کنارے پر ایک مچھر پڑا ہو اور اللہ تعالیٰ اس اندھے کو وہ مچھر دکھانا چاہے تو یہ یقیناً دیکھ سکتا ہے پس واضع ہوا کہ دیکھنا یا دکھانا نظام قدرت کے تحت ہے آنکھ کا عمل یا غیر عمل بے شک ہے لیکن آنکھ کا وہ عمل یا اس عمل کی وہ طاقت جس سے انسان دیکھنے پر قادر ہوتا ہے غیر محدود اور خود مختار نہیں ہے بلکہ اس کی کارکردگی اس حد تک ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کو کارگر کیا ہے حق تعالیٰ کی مصلحت چونکہ یہی ہے کہ وہ انسان کو دنیا میں اپنا دیدار نہ کرائے اس لئے اس نے حاسہ بصر میں وہ توانائی ہی نہیں رکھی جس سے اللہ کو دیکھا جاسکے۔

اس بات کو دنیا کی عام چیزوں پر قیاس کرنا ذہن وقیاس کی مہمل تابعداری ہے۔ خواب کی حالت میں اللہ کی رویت: کیا خواب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوسکتا ہے اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ خواب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ صرف ممکن امر واقع بھی ہے اور یہ از روئے عقل ونقل کچھ بعید بھی نہیں ہے ہاں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ایک قلبی مشاہدہ ہے جس کا تعلق مثال سے ہوتا ہے نہ کہ مثل سے اور اللہ کا مثل نہیں ہے۔ بہر حال بحالت خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا اللہ رسیدہ لوگوں سے ثابت ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے، میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو دریافت کیا کہ وہ کون سا عمل ہے جو آپ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا تلاوت قرآن کریم۔" پھر پوچھا کہ معانی ومطالب سمجھنے کے ساتھ یا اس کے بغیر! فرمایا "خواہ معانی سمجھنے کے ساتھ تلاوت کرے یا اس کے بغیر ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اس کی رویت ہوسکتی ہے۔

356- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ وَاَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ وَاللَّفْظُ لِاَبِىْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهِ فِىْ جَنَّةِ عَدْنٍ

✧✧ حضرت عبداللہ بن قیس اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: دو جنتیں ان کے تمام برتن ان میں موجود تمام چیزیں چاندی کی ہیں، دو جنتیں ان کے برتن ان میں موجود تمام چیزیں سونے کی ہیں اہل جنت اور ان کے

حدیث 356: بخاری (4597)' (7006)' ترمذی (2528)' ابن ماجہ (186)' دارمی (2822)' احمد (19697)' (19746)' ابن حبان (7386)' مستدرک (282)' (3772)' ابویعلی (7331)

پروردگار کے درمیان اللہ تعالیٰ کی ذات کی کبریائی کی چادر (حجاب) حائل ہوگی اور یہ جنتِ عدن میں ہوگا۔

357- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى تُرِيدُونَ شَيْئًا اَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا اُعْطُوا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ

✧✧ حضرت صہیب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب اہلِ جنت' جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر تمہاری کوئی خواہش ہو' تو میں پوری کر دیتا ہوں' تو جنتی عرض کریں گے (اے اللہ!) کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ اور جہنم سے نجات نہیں دی؟ (پھر ہمیں کس چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے؟) نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں (اللہ تعالیٰ) اس وقت حجاب اُٹھائے گا اور اہلِ جنت کے نزدیک اپنے پروردگار کے دیدار سے زیادہ بہترین نعمت اور کوئی نہیں ہوگی۔

358-حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ لِلَّذِينَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''بھلائی کرنے والوں کا یہ (جنت) انعام ہے اور اس کے علاوہ (دیدارِ خداوندی) بھی ہے۔''

359-حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ نَاسًا قَالُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا فَيَاْتِيهِمُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُونَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُونُ اَنَا وَاُمَّتِي اَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ

حدیث357: ترمذی(2552)'(3105)'(3260)' ابن ماجہ(187)' احمد(18961)' ابن حبان(7441)' مستدرک(276)

حدیث359: بخاری(529)'(547)'(773)' ابوداؤد(4729)'(4730)' ترمذی(2551)'(2554)' ابن ماجہ(177)'(178)'(179)' دارمی(2801)' احمد(7914)'(9046)'(19213)' ابن حبان(4642)'(6141)'(7442)' مستدرک(8736)' بیہقی(1567)'(2015)'(19679)' ابویعلیٰ(1006)'(6689)'(6360)' معجم کبیر(2224)'(2225)'(2226)

كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُجَازِي حَتّٰى يُنَجّٰى حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُوْنَهُمْ بِأَثَرِ السُّجُوْدِ تَأْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِامْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِيْ رَبَّهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِيْ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ لَا تَسْأَلُنِيْ غَيْرَ الَّذِيْ أَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ يَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَقُوْلَ لَهُ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأٰى مَا فِيْهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ لَا تَسْأَلُ غَيْرَ مَا أُعْطِيْتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ لَا أَكُوْنَنَّ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ لَهُ تَمَنَّهْ فَيَسْأَلُ رَبَّهُ وَيَتَمَنّٰى حَتّٰى أَنَّ اللّٰهَ لَيُذَكِّرُهُ مِنْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهِ شَيْئًا حَتّٰى إِذَا حَدَّثَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ اللّٰهَ قَالَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَشْهَدُ أَنِّيْ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' بعض حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا چودھویں رات میں تمہیں چاند دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا اگر آسمان پر کوئی بادل نہ ہو' تو کیا تمہیں سورج دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی' نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح تم (واضح طور پر) اپنے پروردگار کا دیدار کرو گے' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کر کے یہ حکم دے گا جو جس کی عبادت کرتا تھا'

آج اسی کے پیچھے جائے گا' جو سورج کی عبادت کرتا تھا' آج وہ اسی کے پاس جائے اور جو چاند کی عبادت کرتا تھا' آج وہ اسی کے پاس جائے جو بتوں کی عبادت کرتا تھا' آج وہ انہی کے پاس جائے۔

آخرکار صرف یہ اُمت باقی رہ جائے گی' جس میں منافقین بھی شامل ہوں گے' اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ایک غیر مانوس صورت میں جلوہ گر ہوگا تو وہ کہیں گے' ہم تم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں' ہم اس وقت تک یہیں ہیں جب تک ہمیں اپنے پروردگار کا دیدار نصیب نہ ہوا اور ہم اسے پہچان نہ لیں' اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے سامنے مانوس صورت میں جلوہ گر ہوگا تو وہ کہیں گے تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور یوں وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) جہنم پر پل صراط قائم کیا جائے گا تو میں اور میری اُمت سب سے پہلے اس پر سے گزریں گے' اس دن انبیاء کے علاوہ کسی اور کو بولنے کا حوصلہ نہیں ہوگا اور انبیاء کی زبانوں پر بھی یہی ہوگا' اے اللہ! سلامتی عطا فرما' سلامتی عطا فرما۔

جہنم میں کچھ آنکڑے ہوں گے' جو سعدان کے کانٹوں کی مانند ہوں گے' پھر آپ نے دریافت کیا کیا تم نے سعدان (نامی) جھاڑی دیکھی ہے؟ لوگوں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: وہ آنکڑے "سعدان" کے کانٹوں کی مانند ہوں گے جن کے حجم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا۔ وہ کانٹے لوگوں کے اعمال کے مطابق انہیں اُچک لیں گے' اہلِ ایمان اپنے عمل کی بدولت محفوظ رہیں گے بعض لوگ جہنم میں گریں گے اور نجات پانے تک اس میں رہیں گے' پھر جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب کتاب کو ختم کر دے گا اور پھر اپنی رحمت کے ذریعے مخصوص جہنمیوں کو جہنم سے نجات عطا کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو شخص کسی کو اللہ کا شریک نہیں سمجھتا تھا' اسے جہنم سے نکال دیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (دنیا میں) اللہ کی وحدانیت کے قائل تھے' فرشتے جہنم میں انہیں ان کے سجدوں کے نشانات کے ذریعے پہچان لیں گے کیونکہ جہنم کی آگ سجدے کے نشان کے علاوہ ہر چیز کو ختم کر دیتی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہنم پر یہ بات حرام کر دی ہے' وہ سجدے کے نشان کو مٹا دے' جب ان کے جسم جل کر راکھ ہو چکے ہوں گے' اس وقت انہیں جہنم سے نکالا جائے گا اور ان پر آبِ حیات ڈالا جائے گا' ان کی بدولت یہ اس طرح اُٹھ کھڑے ہوں گے جیسے کیچڑ میں کوئی بیج (پودے کی شکل میں) باہر آ جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے فیصلے سے فارغ ہوگا تو ایک شخص باقی رہ جائے گا جس کا رُخ جہنم کی طرف ہوگا' یہ وہ شخص ہوگا جس نے سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونا ہے۔

وہ دعا کرے گا' اے میرے پروردگار! تو میرا رُخ جہنم کی طرف سے پھیر دے کیونکہ اس کی بدبو مجھے تکلیف دیتی ہے اور اس کی تپش مجھے جلا رہی ہے۔ وہ دعا مانگتا رہے گا' اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا' اگر میں تیری خواہش کو پورا کر دوں تو تم مجھ سے کوئی اور سوال نہیں کرو گے' وہ شخص عرض کرے گا' میں اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کروں گا' پھر اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق بار بار اس سے عہد و پیماں لے گا اور پھر اس کا چہرہ جہنم کی طرف سے موڑ دے گا۔ جب اس کا رُخ جنت کی طرف ہوگا تو وہ شخص ایک خاص مدت تک اللہ کی مشیت کے مطابق خاموش رہے گا' پھر عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' کیا تم نے مجھ سے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ اگر میں نے تمہاری سابقہ خواہش پوری کر دی تو تم مزید کوئی خواہش نہیں کرو گے؟ اے آدم کے بیٹے! تم پر افسوس ہے' تم نے وعدہ خلافی کی ہے' مگر وہ شخص یہی دعا کرتا رہے گا' آخر اللہ تعالیٰ فرمائے گا'

اگر میں نے تمہاری یہ خواہش پوری کر دی تو تم مزید کوئی خواہش ظاہر نہیں کرو گے؟ وہ بندہ اقرار کرے گا کہ تیری عزت کی قسم! میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق کئی مرتبہ اس سے یہ عہد لے گا اور اسے جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا۔

جب وہ شخص جنت کے دروازے پر کھڑا ہو گا تو اسے جنت دکھائی دے گی اس میں موجود سرور اور بھلائی اسے دکھائی دیں گے' وہ اللہ کی مرضی کے مطابق کچھ عرصہ خاموش رہے گا' پھر دعا کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' کیا تم نے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ مزید کوئی سوال نہیں کرو گے؟ اے آدم کے بیٹے! تم پر افسوس ہے' تم نے دوبارہ وعدہ خلافی کی ہے' تو وہ بندہ عرض کرے گا' میں بدبخت ترین شخص نہیں بننا چاہتا' وہ بندہ یہی دعا مانگتا رہے گا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر (اپنی شان کے مطابق) مسکرا دے گا جب اللہ تعالیٰ اس پر مسکرا دے گا تو اسے حکم دے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ جب اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا تو اس سے فرمائے گا' کوئی خواہش کرو' وہ بندہ اپنے پروردگار سے مانگے گا اور اپنی خواہش کا اظہار کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے مختلف نعمتیں یاد کروائے گا جب اس کی تمام آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا' یہ سب کچھ اور اس کی مانند مزید میں نے تمہیں عطا کر دیا ہے۔

(امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس روایت کے آخری حصے کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں صرف ''اس کی مانند مزید'' کے الفاظ ہیں جب حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اچھی طرح سے یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دس گنا مزید عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ جنت میں داخل ہونے والا سب سے آخری شخص ہو گا۔

360- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بعض حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں۔

361- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰى مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى وَيَتَمَنّٰى فَيَقُوْلُ لَهٗ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنت میں سب سے کم مقدار میں جگہ اسے نصیب ہو گی جسے اللہ تعالیٰ حکم دے گا' تم آرزو کرو' وہ آرزو کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا' کیا تم نے آرزو کر لی؟ وہ عرض کرے گا' جی ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تم نے جو آرزو کی ہے' وہ اور اس کی مانند مزید تمہیں ملتا ہے۔

362- وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ

اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَاسًا فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَہَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الشَّمْسِ بِالظَّہِیْرَۃِ صَحْوًا لَیْسَ مَعَہَا سَحَابٌ وَّہَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَیْسَ فِیْہَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اَحَدِہِمَا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِیَتَّبِعْ کُلُّ اُمَّۃٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا یَبْقٰی اَحَدٌ کَانَ یَعْبُدُ غَیْرَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا یَتَسَاقَطُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ وَّغُبَّرِ اَہْلِ الْکِتَابِ فَیُدْعَی الْیَہُوْدُ فَیُقَالُ لَہُمْ مَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَعْبُدُ عُزَیْرَ ابْنَ اللّٰہِ فَیُقَالُ کَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنْ صَاحِبَۃٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ قَالُوْا عَطِشْنَا یَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَیُشَارُ اِلَیْہِمْ اَلَا تَرِدُوْنَ فَیُحْشَرُوْنَ اِلَی النَّارِ کَاَنَّہَا سَرَابٌ یَّحْطِمُ بَعْضُہَا بَعْضًا فَیَتَسَاقَطُوْنَ فِی النَّارِ ثُمَّ یُدْعَی النَّصَارٰی فَیُقَالُ لَہُمْ مَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِیْحَ ابْنَ اللّٰہِ فَیُقَالُ لَہُمْ کَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنْ صَاحِبَۃٍ وَّلَا وَلَدٍ فَیُقَالُ لَہُمْ مَاذَا تَبْغُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ عَطِشْنَا یَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَیُشَارُ اِلَیْہِمْ اَلَا تَرِدُوْنَ فَیُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَہَنَّمَ کَاَنَّہَا سَرَابٌ یَّحْطِمُ بَعْضُہَا بَعْضًا فَیَتَسَاقَطُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ تَعَالٰی مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ اَتَاہُمْ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِیْ اَدْنٰی صُوْرَۃٍ مِّنَ الَّتِیْ رَاَوْہُ فِیْہَا قَالَ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ تَتْبَعُ کُلُّ اُمَّۃٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا یَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِی الدُّنْیَا اَفْقَرَ مَا کُنَّا اِلَیْہِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْہُمْ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ لَا نُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰی اِنَّ بَعْضَہُمْ لَیَکَادُ اَنْ یَّنْقَلِبَ فَیَقُوْلُ ہَلْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَہٗ اٰیَۃٌ فَتَعْرِفُوْنَہٗ بِہَا فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا یَبْقٰی مَنْ کَانَ یَسْجُدُ لِلّٰہِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِہٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰہُ لَہٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا یَبْقٰی مَنْ کَانَ یَسْجُدُ اتِّقَاءً وَّرِیَاءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰہُ ظَہْرَہٗ طَبَقَۃً وَّاحِدَۃً کُلَّمَا اَرَادَ اَنْ یَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰی قَفَاہُ ثُمَّ یَرْفَعُوْنَ رُؤُسَہُمْ وَقَدْ تَحَوَّلَ فِیْ صُوْرَتِہِ الَّتِیْ رَاَوْہُ فِیْہَا اَوَّلَ مَرَّۃٍ فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ یُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰی جَہَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَۃُ وَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْجِسْرُ قَالَ دَحْضٌ مَّزِلَّۃٌ فِیْہَا خَطَاطِیْفُ وَکَلَالِیْبُ فِیْہِ وَحَسَکٌ تَکُوْنُ بِنَجْدٍ فِیْہَا شُوَیْکَۃٌ یُّقَالُ لَہَا السَّعْدَانُ فَیَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ کَطَرْفِ الْعَیْنِ وَکَالْبَرْقِ وَکَالرِّیْحِ وَکَالطَّیْرِ وَکَاَجَاوِیْدِ الْخَیْلِ وَالرِّکَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَّمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَّمَکْدُوْسٌ فِیْ نَارِ جَہَنَّمَ حَتّٰی اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْکُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَۃً لِّلّٰہِ فِی اسْتِقْصَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لِلّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِاِخْوَانِہِمُ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا کَانُوْا یَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَیُصَلُّوْنَ وَیَحُجُّوْنَ فَیُقَالُ لَہُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُہُمْ عَلَی النَّارِ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا قَدْ اَخَذَتِ النَّارُ اِلٰی نِصْفِ سَاقَیْہِ وَاِلٰی رُکْبَتَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِیَ فِیْہَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِہٖ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ جَلَّ وَعَزَّ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ دِیْنَارٍ مِّنْ خَیْرٍ فَاَخْرِجُوْہُ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِیْہَا اَحَدًا مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِیْنَارٍ مِّنْ خَیْرٍ

حدیث362: بخاری (4305)' (6204)' (7001) ابوداؤد (4730) ابن ماجہ (179) احمد (7703)' (9046)' (10919) ابن حبان (7377)' (7429)' (7445) حاکم (8736) ابویعلی (1006)' (6360)

فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا مِمَّنْ اَمَرْتَنَا اَحَدًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا وَّكَانَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُوْلُ اِنْ لَّمْ تُصَدِّقُوْنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَّاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقِيْهِمْ فِيْ نَهَرٍ فِيْ اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ نَهَرُ الْحَيَاةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ اَلَا تَرَوْنَهَا تَكُوْنُ اِلَى الْحَجَرِ اَوْ اِلَى الشَّجَرِ مَا يَكُوْنُ اِلَى الشَّمْسِ اُصَيْفِرُ وَاُخَيْضِرُ وَمَا يَكُوْنُ مِنْهَا اِلَى الظِّلِّ يَكُوْنُ اَبْيَضَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّكَ كُنْتَ تَرْعٰى بِالْبَادِيَةِ قَالَ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ يَعْرِفُهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ ثُمَّ يَقُوْلُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَاَيْتُمُوْهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبَّنَا اَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُ رِضَائِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بعض حضرات نے یہ سوال کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! دوپہر کے وقت جب آسمان پر کوئی بادل نہ ہو' چاند دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت ہوتی ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: جی نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح قیامت کے دن تم (واضح طور پر) اللہ کا دیدار کرو گے۔

قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا: (دنیا میں) جو لوگ جس کی عبادت کرتے تھے' آج (مدد کے حصول کے لیے) وہ اسی کے پاس چلے جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر جھوٹے معبودوں یعنی بتوں وغیرہ کی عبادت کرنے والے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے اور صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے' جو صرف اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے' خواہ وہ نیک ہوں یا گناہ گار ہوں۔

اہل کتاب میں سے بھی کچھ لوگ وہاں ہوں گے پہلے یہودیوں کو بلا کر پوچھا جائے گا' تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے' ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے (نعوذ باللہ) حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کیا کرتے تھے' انہیں کہا جائے گا کہ تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی یا بیٹا نہیں ہے اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ جواب دیں گے' اے ہمارے پروردگار! ہم پیاسے ہیں' تو ہمیں سیراب کر دے تو انہیں اشارے سے بتایا جائے گا کہ تم ادھر کیوں نہیں جاتے؟ یوں انہیں اکٹھا کر کے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا' وہ جہنم انہیں سراب کی مانند محسوس ہوگی' جس کا ایک حصہ دوسرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہوگا۔ آخر کار وہ اس میں گر جائیں گے۔

پھر عیسائیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا' تم کس کی عبادت کرتے ہو؟

وہ جواب دیں گے' ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے' ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی یا بیٹا نہیں ہے' پھر ان سے پوچھا جائے گا اب تم کیا چاہتے ہو' وہ جواب دیں گے' اے

ہمارے پروردگار! ہم پیاسے ہیں' تو ہمیں سیراب کر دے تو انہیں اشارے کے ذریعے بتایا جائے گا کہ تم وہاں کیوں نہیں جاتے یوں انہیں اکٹھا کر کے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا' جو انہیں سراب کی مانند محسوس ہوگی' جس کا ایک حصہ دوسرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہوگا۔ آخر کار وہ بھی جہنم میں گر جائیں گے۔

پھر وہاں صرف وہی نیک یا گناہ گار لوگ باقی رہ جائیں گے' جو صرف اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے' اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ایسی شکل میں جلوہ گر ہوگا' جس سے وہ دنیا میں مانوس تھے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟ ہر مخلوق اپنے معبود کے ہمراہ جا چکی ہے۔ وہ لوگ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ان لوگوں کو دنیا میں وہ نعمتیں عطا کی تھیں جن کی ہمیں شدید ضرورت تھی' لیکن اس کے باوجود ہم ان لوگوں کے ساتھ نہیں ملے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا' میں تمہارا رب ہوں' وہ دو یا تین مرتبہ کہیں گے' ہم تم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور کسی کو اللہ کا شریک نہیں سمجھتے' اس وقت بعض لوگ ڈگمگانے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا' کیا تمہیں ایسی کوئی نشانی معلوم ہے جس کے ذریعے تم اسے پہچان سکو؟ وہ جواب دیں گے' ہاں! اس وقت پنڈلی سے پردہ ہٹایا جائے گا۔ پس جو شخص دنیا میں اپنی پسند سے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا کرتا تھا' اسے سجدے کی اجازت دی جائے گی' لیکن جو شخص ریاکاری یا کسی دنیاوی خوف کی وجہ سے اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہوتا تھا' اللہ تعالیٰ اس کی کمر کو تختے کی مانند کر دے گا' وہ جب بھی سجدے میں جانے کی کوشش کرے گا' پیٹھ کے بل گر جائے گا۔

پھر وہ لوگ سجدے سے سر کو اُٹھائیں گے تو جس صورت میں انہوں نے پہلی مرتبہ اللہ کا دیدار کیا تھا' وہ اس وقت تبدیل ہو چکی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' میں تمہارا پروردگار ہوں' وہ اعتراف کریں گے تو ہی ہمارا پروردگار ہے۔

پھر جہنم کے اوپر پل صراط قائم کیا جائے گا اور شفاعت کی اجازت دی جائے گی اس وقت سب لوگ یہی کہہ رہے ہوں گے' اے اللہ! سلامتی عطا فرما' سلامتی عطا فرما۔

عرض کی گئی' یا رسول اللہ ﷺ! وہ پل کیسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ پھسلن والا ہوگا اور اس میں نوکیلے آنکڑے لگے ہوں گے' جو سعدان (نامی) جھاڑی کے کانٹوں کی طرح ہوں گے۔ جب اہلِ ایمان اس پر سے گزریں گے تو بعض پلک جھپکتے ہی گزر جائیں گے اور بعض بجلی کے کوندے' بعض ہوا' بعض پرندوں اور بعض تیز رفتار گھوڑوں اور اونٹوں کی مانند اس پر سے گزر جائیں گے۔

بعض لوگ صحیح سلامت' بعض کانٹوں پر اُلجھ کر اور بعض زخمی ہو کر پار پہنچیں گے' بعض جہنم میں گرنے کے بعد پار پہنچیں گے' یہاں تک کہ ہر اہلِ ایمان جہنم سے نجات پا جائے گا۔

اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے اپنا حق وصول کرنے کے لیے اس طرح تکرار نہیں کرتا' جیسے قیامت کے دن اہلِ ایمان جہنم میں رہ جانے والے اہلِ ایمان کے بارے میں کریں گے' وہ کہیں گے' اے ہمارے پروردگار! یہ لوگ ہمارے ہمراہ روزہ رکھا کرتے تھے' نمازیں پڑھتے اور حج کیا کرتے تھے' انہیں حکم ملے گا' تم جس سے واقف ہو انہیں (جہنم سے) نکال کر لے جاؤ' ان جنتیوں پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا جائے گا اور وہ بہت سے ایسے لوگوں کو جہنم سے نکال کر لے جائیں گے جنہیں نصف پنڈلی یا گھٹنوں تک عذاب ہو رہا تھا پھر وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے جن

لوگوں کے بارے میں ہمیں اجازت دی تھی' ان میں سے کوئی ایک بھی اب جہنم میں باقی نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا' واپس جاؤ اور جس شخص کے دل میں ایک دینار کے وزن کے برابر بھی بھلائی ملے' اسے نکال کر لے جاؤ' وہ دوبارہ بہت سے لوگوں کو نکال کر لے جائیں گے' پھر عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! جن لوگوں کے بارے میں تو نے حکم دیا تھا' ان میں سے کوئی ایک باقی نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ انہیں حکم دے گا' واپس جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کے وزن کے برابر بھی بھلائی ملے' اسے نکال کر لے جاؤ' وہ پھر بہت سے لوگوں کو نکال کر لے جائیں گے' پھر عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! جن لوگوں کے بارے میں تو نے حکم دیا تھا' ہم نے ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں رہنے دیا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تم واپس جاؤ اور جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی بھلائی ہو' اسے نکال کر لے جاؤ' وہ پھر بہت سے لوگوں کو نکال کر لے جائیں گے اور عرض کریں گے اب ہم نے جہنم میں کوئی بھلائی باقی نہیں رہنے دی۔

حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے' اگر تم اس حدیث کے بارے میں میری تصدیق نہیں کرتے تو قرآن کی آیت پڑھ لو: ''بے شک اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ایک ذرے کے برابر بھی زیادتی نہیں کرے گا' اگر کوئی نیکی ہوگی تو وہ اسے دُگنا کر دے گا اور اپنی طرف سے عظیم اجر بھی عطا کرے گا۔''

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا' فرشتے شفاعت کر چکے ہیں' انبیاء شفاعت کر چکے ہیں' اہلِ ایمان شفاعت کر چکے ہیں' اب صرف ''ارحم الراحمین'' کی ذات باقی رہ گئی ہے' پھر اللہ تعالیٰ اپنا دستِ قدرت جہنم میں داخل کرے گا اور ان لوگوں کو باہر نکال دے گا جنہوں نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی' وہ لوگ کوئلہ بن چکے ہوں گے' اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کے دروازے پر موجود نہر میں ڈالے گا جسے نہر حیات کہا جاتا ہے' وہ وہاں سے اسی طرح نکلیں گے' جیسے سیلابی کیچڑ میں سے بیج اُگ جاتا ہے۔ کیا تم نے غور کیا ہے کہ جو بیج پتھر یا درخت کے پاس ہو اور اس کا رُخ سورج کی طرف ہو اس کا رنگ پیلا یا سبز ہوتا ہے اور جو بیج سائے کی طرف ہو اس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ جنگل میں جانور چراتے رہے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا: وہ اس نہر سے موتیوں کی طرح (چمک دار ہو کے) نکلیں گے۔ ان کی گردنوں میں سونے کے پٹے ہوں گے' اہلِ جنت (انہیں دیکھ کر) پہچان لیں گے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے ذریعے جہنم سے) آزاد ہوں گے اور اللہ نے انہیں ان کے کسی نیک یا بھلے عمل کے بغیر جنت میں داخل کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا' جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں تم جو بھی نعمت دیکھو گے' وہ تمہاری ملکیت ہوگی' وہ لوگ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے' جو تمام جہانوں میں کسی کو عطا نہیں کیا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا' میرے ہاں تمہارے لیے اس سے بہتر نعمتیں موجود ہیں' وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! اس سے افضل نعمت اور کیا ہو سکتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا' میری رضا' آج کے بعد میں تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

363- قَالَ مُسْلِمٍ قَرَاْتُ عَلٰی عِیْسَی بْنِ حَمَّادٍ زُغْبَةَ الْمِصْرِیِّ هٰذَا الْحَدِیْثَ فِی الشَّفَاعَةِ وَقُلْتُ لَهٗ اُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْكَ اَنَّكَ سَمِعْتَهٗ مِنَ اللَّیْثِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِعِیْسَی بْنِ حَمَّادٍ اَخْبَرَكُمُ اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ

يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنَرٰى رَبَّنَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ اِذَا كَانَ يَوْمٌ صَحْوٌ قُلْنَا لَا وَسُقْتُ الْحَدِيثَ حَتّٰى انْقَضٰى اٰخِرُهُ وَهُوَ نَحْوُ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا قَدَمٍ قَدَّمُوهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَاَيْتُمْ مِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ اَبُو سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ بَلَغَنِي اَنَّ الْجِسْرَ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَاَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ وَمَا بَعْدَهُ فَاَقَرَّ بِهٖ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' ہم نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جب دن (مطلع) صاف ہو' تو کیا سورج کو دیکھنے میں دقت ہوتی ہے؟ ہم نے عرض کی' نہیں!

(امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''تم جو بھی نعمت دیکھو گے' وہ اور اس کی مانند مزید تمہاری ملکیت ہوگی۔'' حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' مجھے یہ حدیث پتہ چلی ہے کہ ''پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔'' (سابقہ روایت ایک اور سند سے بھی منقول ہے) تاہم اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں: ''اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے' جو تمام جہانوں میں کسی کو عطا نہیں کیا۔''

364- وَحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ بِاِسْنَادِهِمَا نَحْوَ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَقَدْ زَادَ وَنَقَصَ شَيْئًا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں کچھ لفظی اختلاف اور کمی وبیشی منقول ہے۔

آپ ﷺ کا اللہ عزوجل کو دیکھنا

قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ علماء سلف نے حضور ﷺ کا ربّ تبارک وتعالیٰ کی رویت (دیکھنے) میں اختلاف کیا ہے۔ اس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا۔

حدیث: حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے بالا سناد مروی ہے (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد ۱ صفحہ ۱۶۰، صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد ۴ صفحہ ۹۱) کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: یا ام المومنین! کیا حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا؟

تو فرمایا: تمہارے اس سوال سے میرے بال کھڑے ہو گئے۔ تین باتیں ایسی ہیں جو تم سے کہے وہ جھوٹا ہے۔ ایک یہ کہ جو تم سے کہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ربّ عزوجل کو دیکھا وہ جھوٹا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۔ (پ ۷- الانعام ۱۰۳) ''آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں'' آخر حدیث تک بیان کیا اور ایک جماعت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی قائل ہے اور یہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان جلد ۱ صفحہ ۱۶۱، صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد ۴ صفحہ ۹۱)

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد ۱ صفحہ ۱۵۸) وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت

جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور اس کے خلاف بھی ان سے منقول ہے کہ انہوں نے اس کے انکار کے ساتھ دنیا میں رویت الٰہی ناممکن فرمایا ہے۔ اس کی محدثین، فقہا اور متکلمین کی ایک جماعت قائل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھ سے رویت الٰہی کی۔ انہیں سے عطا رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل سے اس کو دیکھا۔ ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل سے دومرتبہ دیکھا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف ایک شخص کو بھیجا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ عزوجل کا دیدار کیا۔ فرمایا: ہاں۔ اور ان سے یہی زیادہ مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ عزوجل کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔ یہ ان سے متعدد طریقوں سے مروی ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد ۷ صفحہ ۶۴۸، سورۃ النجم)

اور فرمایا: بیشک اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رویت سے خاص فرمایا۔ ان کی دلیل یہ فرمان الٰہی عزوجل ہے: (سنن نسائی، مستدرک، بحوالہ تفسیر درمنثور جلد ۷ صفحہ ۶۴۷)

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰى ○ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَايَرٰى ○ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ○ (پ ۲۷ - النجم ۱۲-۱۱)

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہا گیا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے کلام اور اپنی رویت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین تقسیم فرمایا ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ اپنے ربّ عزوجل کو دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دومرتبہ اپنے ربّ عزوجل سے کلام فرمایا۔

ابوالفتح رازی اور ابواللیث سمرقندی رحمہما اللہ کعب احبار رضی اللہ عنہ سے حکایت نقل کرتے ہیں جو عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور کعب رضی اللہ عنہما ایک دفعہ جمع ہوئے۔ تب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم بنو ہاشم کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ اپنے رب کا دیدار کیا۔

کعب رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی، یہاں تک کہ پہاڑوں نے اس کا جواب دیا اور کہا: بیشک اللہ عزوجل نے اپنی رویت اور اپنے کلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تقسیم کر دیا۔ پس موسیٰ علیہ السلام سے تو کلام کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے ساتھ دیدار کرا دیا۔ (تفسیر درمنثور جلد ۷ صفحہ ۶۴۷)

شریک رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ عزوجل کو دیکھا۔

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن انس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ عزوجل کا دیدار کیا۔

فرمایا: میں نے اس کو دل سے دیکھا، آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ (جامع البیان جلد ۲۷ صفحہ ۲۷، تفسیر درمنثور جلد ۷ صفحہ ۶۴۸)

مالک بن یخامر رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے ربّ عزوجل

کو دیکھا اور اس نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیک وسلم مَلاءِ اعلیٰ کے فرشتے کسی بات میں جھگڑ رہے ہیں۔

(مسندامام احمد جلد اصفحہ ۲۹۰-۲۸۵)

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کی قسم کھاتے تھے کہ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ عزوجل کو دیکھا۔

ابوعمر طلمنکی رضی اللہ عنہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس کو روایت کیا اور بعض متکلمین نے اس مذہب کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مروان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا؟ فرمایا: ہاں۔

نقاش رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا قائل ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ عزوجل کو اپنی آنکھ سے دیکھا، دیکھا، دیکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے گئے یہاں تک کہ آپ کا سانس ختم ہو گیا۔ یعنی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا۔

ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ عزوجل کو دل سے دیکھا اور دنیا میں آنکھوں سے دیکھنے کی روایت کو ضعیف کہا ہے۔

سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نہ تو یہ کہتا ہوں کہ دیکھا اور نہ یہ کہتا ہوں کہ نہ دیکھا۔

حضرت ابن عباس اور عکرمہ، حسن اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا آیت کی تاویل میں اختلاف ہے۔

حضرت ابن عباس اور عکرمہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اللہ عزوجل کو اپنے دل سے دیکھا اور حضرت حسن اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی کہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدار الٰہی کیا۔

ابن عطا سے اللہ عزوجل کے ارشاد

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (پ۳۰-الم نشرح ۱) کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

کی تفسیر میں مروی ہے کہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شرح صدر رویت الٰہی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شرح صدر کلام ہے۔

ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کی ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ اللہ عزوجل کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے سر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور فرمایا: ہر نشانی جو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی نبی کو دی گئی۔ بلاشبہ اس کی مثل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور انہیں رویت الٰہی سے فضیلت دے کر خاص کیا۔

اور بعض ہمارے مشائخ نے اس میں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس پر کوئی واضح دلیل نہیں ہے لیکن جائز ہے کہ یہ ہوا ہو۔

قاضی ابوالفضل (عیاض رحمۃ اللہ علیہ) اللہ عزوجل ان کو توفیق خیر دے۔ فرماتے ہیں کہ حق الامر جس میں کوئی شک و شبہ نہیں یہ ہے کہ دنیا میں اللہ عزوجل کی رویت عقلاً جائز ہے اور عقلاً اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ دنیا میں دیدار الٰہی جائز ہونے کی دلیل یہ ہے کہ

موسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں دیدار الٰہی کی خواہش وطلب کی اور امر محال سے بے خبری نبی کی شان سے بعید ہے اور اس کا سوال وطلب کرنا اللہ عزوجل کے نبی کے لئے جائز نہیں۔ نبی علیہ السلام اسی کا سوال کرتا ہے جو جائز وغیر مستحیل ہو لیکن اس کا وقوع ومشاہدہ ان امور غیبیہ میں سے ہے جس کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جب ہی تو اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: لَنْ تَرَانِیْ (پ۹ الاعراف ۱۴۳) (مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے) یعنی تم میں اتنی طاقت نہیں ہے اور نہ اتنا تحمل کہ میری رویت برداشت کرسکو۔ پھر اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ان کا مثل، جوان سے زیادہ قوی وثابت ہو کر دیا، وہ کوہ طور ہے۔

ان تمام باتوں میں ایسی کوئی بات نہیں کہ دنیا میں اس کی رویت کو محال بنائے۔ بلکہ فی الجملہ اس کا جواز ہی نکلتا ہے اور شریعت میں بھی کوئی دلیل قاطع ایسی نہیں جو رویت الٰہی کے محال وممتنع پر ہو۔ اس لئے ہر موجود کی رویت جائز ہے۔ مستحیل ومتعذر نہیں۔ یہ کوئی دلیل نہیں ہے جو لوگ اس سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ (پ۷۔ الانعام ۱۰۳) آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں

کیونکہ اس آیت کریمہ کی مختلف تاویلیں ہیں اور یہ بھی کہ جو اس کی رویت کو دنیا میں ممتنع کہتا ہے۔ مطلقاً محال کا مقتضی نہیں (بلکہ دنیا کی تخصیص ہی اس کا پتہ دے رہی ہے کہ آخرت میں انشاء اللہ عزوجل ضرور رویت ہوگی۔ شرح شفاء)

بلاشبہ اسی آیت سے بعض علماء رویت الٰہی کے جواز وعدم محال پر فی الجملہ استدلال کرتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں اللہ عزوجل کو کفار کی آنکھیں نہیں پاسکتیں۔ بعض نے کہا کہ اس کا احاطہ (گھیر) نہیں کرسکتیں۔ یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ بعض نے کہا کہ آنکھیں تو اس کا ادراک نہیں کرسکتیں مگر دیکھنے والے اس کو پاسکتے ہیں (تفسیر ابن جریر سورۃ الانعام جلد ۷ صفحہ ۱۹۹) یہ تمام تاویلیں نہ تو منع رویت کی مقتضی ہیں اور نہ عدم محال کی۔

اسی طرح ان کی دلیل یہ بھی نہیں ہوسکتی جو اللہ عزوجل نے فرمایا: لَنْ تَرَانِیْ (پ۹۔ الاعراف ۱۴۳) (مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے) اور نہ یہ کہ تُبْتُ اِلَیْكَ (تیری طرف رجوع کیا) جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ یہ عموم پر دلالت نہیں کرتی اور یہ کہ جو اس کے معنی یہ بتاتا ہے کہ ''تم دنیا میں نہیں دیکھ سکتے۔'' یہ بھی تو ایک تاویل ہے۔ نیز اس میں ممانعت کی کوئی صراحت نہیں اور یہ کہ یہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں وارد ہے۔

جب کسی کلام میں بہت سی تاویلیں اور بکثرت احتمالات پیدا ہوجائیں تو اس سے کوئی قطعی اور حتمی فیصلہ نہیں ہوتا۔ (خواہ وہ جواز کا ہو یا امتناع کا)

اور ان کی دلیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول کہ تُبْتُ اِلَیْكَ (تیری طرف رجوع ہوتا ہوں) کے معنی یہ ہیں کہ میں اپنے سوال سے رجوع کرتا ہوں۔ جب تک تو اس کی قدرت وطاقت نہ دے۔

ابوبکر ہذلی رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کے فرمان ''لَنْ تَرَانِیْ'' کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ کسی بشر کو یہ طاقت نہیں کہ دنیا میں میری طرف نظر کرسکے اور جو بھی میری طرف نظر کرے گا مرجائے گا۔

میں نے بعض علمائے سلف اور متاخرین کو اس کے یہ معنی بیان کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ اللہ عزوجل کی رویت دنیا میں اس لئے ممتنع ہے کہ دنیا والوں کی ترکیب اور ان کے قویٰ (اعضاء) کمزور ہیں۔ آفتوں اور فنا کے عوارض سے وہ متغیر ہوتے رہتے ہیں پس وہ دیکھنے کی طاقت رکھتے ہی نہیں لیکن آخرت، تو ان کی وہاں ترکیب دوسری طرح پر ہوگی اور ان کو ایسا رزق دیا جائے گا جو قوی، ثابت اور باقی رکھنے والا ہوگا۔ ان کی آنکھوں اور دلوں کے نور پورے ہوں گے تو ان کو رویت کی طاقت دے دی جائے گی۔

اس طرح میں نے مالک ابن انس رضی اللہ عنہ کا قول دیکھا ہے۔ کہا کہ دنیا میں اللہ عزوجل کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ اس لئے کہ وہ باقی ہے اور باقی کو فانی کے ساتھ نہیں دیکھا جاتا اور جب آخرت ہوگی اور آنکھیں باقی رہنے والی دی جائیں گی تو باقی کو باقی کے ساتھ دیکھ لیں گے۔

یہ کلام عمدہ اور نفیس ہے۔ اس میں کوئی دلیل استحالہ پر نہیں البتہ ضعفِ قدرت کی وجہ سے اس کا دیدار نہیں کر سکتے۔ جب اللہ عزوجل اپنے بندوں سے جس کو چاہے قوی کر دے گا اور رویت الٰہی کو برداشت کرنے کی جب وہ طاقت دے گا تو اس کے حق میں وہ محال نہ رہے گا۔

یہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بصر کی قوت و طاقت کتنی تھی اور قوت الٰہیہ سے ان دونوں کی کیسی قوت دراکہ تھی جس کو انہوں نے جانا اس طرح جانا اور جو دیکھا کیسے دیکھا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

قاضی ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں آیتوں کے جواب اور اس کے معنی بیان کرنے کے دوران میں فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کو دیکھا اسی وجہ سے وہ تو بے ہوش ہو کر زمین پر آ گئے اور پہاڑ نے اپنے ربّ عزوجل کو دیکھا تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے ادراک کے ساتھ اللہ عزوجل نے اس کو پیدا کیا تھا۔

اللہ عزوجل کے اس قول سے انہوں نے احتیاط کیا ہے کہ

وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ج (پ ۹- الاعراف ۱۴۳)

ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا۔

پھر فرمایا:

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ج ۝ (پ ۹- الاعراف ۱۴۳)

پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش

پہاڑ پر تجلّی کے یہ معنی ہیں کہ اس پر اس کا ظہور ہوا حتیٰ کہ اس کو دیکھا۔ یہ اس قول (ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ) کے موافق ہے۔

جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ کی طرف متوجہ کر کے تجلی فرمائی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً وہ فوت ہو کر زمین پر آ جاتے، پھر ہوش میں نہ آتے۔ یہ قول بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بیشک پہاڑ نے رب عزوجل کو دیکھا ہے اور پہاڑ کے دیکھنے سے قائل استدلال کرتا ہے کہ ہمارے

نبی ﷺ نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا کیونکہ اس نے اس کو جواز کی دلیل ٹھہرایا ہے اور جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اس لئے کہ آیات میں منع پر کوئی نص نہیں۔

لیکن ہمارے نبی ﷺ کے لئے دیدار الٰہی عزوجل کا واجب ہونا اور یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے اپنی آنکھ سے دیکھا تو اس میں بھی کوئی دلیل قطعی اور نص نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں معتبر تو سورۃ النجم کی دو آیتیں ہیں اور ان دونوں میں اختلاف منقول ہے اور دونوں کا احتمال ممکن ہے اور نہ کوئی قطعی، متواتر حدیث حضور ﷺ سے اس بارے مروی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث وہ ان کے اعتقاد کی خبر ہے۔ انہوں نے اس کی اسناد نبی کریم ﷺ کی طرف نہیں کی تا کہ ان کے ضمنی اعتقاد پر (عمل) واجب ہے۔ اسی طرح آیت کی تفسیر میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اور حدیث معاذ رضی اللہ عنہ محتمل تاویل ہے اور اس کی سند اور متن دونوں مضطرب ہیں اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث بھی مختلف، محتمل اور مشکل ہے۔ کیونکہ مروی ہے کہ وہ نور ہے میں اس کو کیونکر دیکھ سکتا ہوں (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد ۱ صفحہ ۱۶۱) اور ہمارے بعض بزرگوں نے کہا کہ وہ نورانی ہے جو مجھے دکھائی دیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: میں نے نور دیکھا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد ۱ صفحہ ۱۶۱) لہٰذا صحت رویت الٰہی پر ان میں سے کسی ایک سے بھی حجت پکڑنا ممکن نہیں۔ کیونکہ اگر یہ صحیح ہو کہ میں نے نور دیکھا تو بلاشبہ آپ ﷺ نے اس کی خبر دی کہ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کو نہ دیکھا۔ آپ ﷺ نے تو نور دیکھا اس نے اس سے روک دیا اور رویت الٰہی میں حجاب بن گیا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد ۱ صفحہ ۱۶۲) اور اسی طرف یہ قول بھی لوٹتا ہے کہ وہ نور ہے کیونکہ دیکھ سکتا ہوں یعنی میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ آنکھوں کے سامنے تو نور کے پردے ڈھکے ہوئے تھے، اسی کی مثل وہ دوسری حدیث بھی ہے کہ ''اس کا حجاب نور ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس کو نہ دیکھا۔ لیکن اپنے دل سے دومرتبہ دیکھا ہے۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۲۷، صفحہ ۲۷) اور یہ آیہ کریمہ پڑھی:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۔ (پ ۲۷-النجم ۸) پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اترا۔

اور اللہ عزوجل اس پر قادر ہے کہ جو ادراک آنکھ میں ہے وہ دل میں پیدا فرمادے یا وہ جیسا چاہے، اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی صریح حدیث اس بارے میں وارد ہو تو اس پر اعتقاد رکھا جائے گا اور اس کی طرف رجوع کرنا واجب ہوگا۔ اس لئے کہ اس میں کوئی امر محال نہیں ہے اور نہ کوئی مانع قطعی ہے جو کہ اس کو رد کیا جائے۔

بَابُ 74: اِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَاِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنَ النَّارِ

شفاعت کا اثبات اور توحید کے قائلین کو جہنم سے نکالنا

365- وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُدْخِلُ اللّٰهُ اَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ

يُدْخِلُ مَنْ يَّشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيُدْخِلُ اَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ انْظُرُوْا مَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا حُمَمًا قَدِ امْتَحَشُوا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيَاةِ اَوِ الْحَيَا فَيَنْبُتُوْنَ فِيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ اِلٰى جَانِبِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً

✧✧ حضرت ابوسعید خدری نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ جب اپنی رحمت کے باعث اہلِ جنت کو جنت میں داخل کردے گا اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کردے گا' پھر (فرشتوں کو) حکم دے گا' ڈھونڈو! جس شخص کے دل میں تمہیں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ملے' اسے (جہنم سے) نکال دو۔ پس (وہ فرشتے یا اہلِ جنت) ان جہنمیوں کے کوئلہ جسموں کو آگ میں سے نکالیں گے اور ''دریائے حیات'' میں ڈال دیں گے جس سے وہ اس طرح نکلیں گے جیسے سیلابی پانی کی مٹی میں سے بیج پھوٹ پڑتا ہے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ کس طرح وہ زردی مائل شکل میں اُگ جاتا ہے۔

366- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ ح وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ كِلَاهُمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرٍ يُقَالُ لَهُ الْحَيَاةُ وَلَمْ يَشُكَّا وَفِيْ حَدِيْثِ خَالِدٍ كَمَا تَنْبُتُ الْغُثَاءَةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ وَفِيْ حَدِيْثِ وُهَيْبٍ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِئَةٍ اَوْ حَمِيْلَةِ السَّيْلِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' یہاں بیج کے اُگنے کی بجائے' کوڑے کے اُگنے کا ذکر ہے۔

367- وَحَدَّثَنِيْ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ عَنْ اَبِيْ مَسْلَمَةَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُهَا فَاِنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلٰكِنْ نَاسٌ اَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ اَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَاَمَاتَهُمُ اللّٰهُ اِمَاتَةً حَتّٰى اِذَا كَانُوْا فَحْمًا اُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوْا عَلٰى اَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيْلَ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُوْنُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: وہ اہلِ جہنم جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے' وہ وہاں نہ تو موت کا شکار ہوں گے اور نہ ہی زندوں میں شمار ہوں گے' تاہم بعض لوگ اپنے گناہوں کی بدولت بھی جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر موت طاری کردے گا جب وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے اس وقت (ان کی) شفاعت کی اجازت ملے گی پھر انہیں گروہ در گروہ لاکر جنت کی نہروں میں ڈالا جائے گا اور پھر حکم ہوگا اے اہلِ جنت! ان پر پانی ڈالو (تو ان کے کوئلہ جسم) یوں زندہ ہوں گے جیسے بیج پیدا ہوتا ہے۔ وہ بیج جو کسی آبی گزرگاہ میں پڑا ہو (ایک صحابی کہنے لگے) یوں لگتا ہے جیسے نبی اکرم ﷺ نے جنگل میں بھی خاصا وقت گزارا ہے۔

حدیث 365: بخاری (6178)' (6182)' (22)' دارمی (2811)' احمد (5993)' (16022)' (6023)' ابن حبان (222)' (7449)' (7474)' ابویعلی (1175)' (2898)' (5585)' معجم کبیر (13337)

حدیث 367: ابن ماجہ (4309)' دارمی (2817)' (3098)' احمد (11029)' (11092)' (11167)' ابن حبان (184)' (7485)' ابویعلی (1097)' (1370)' (1254)

368- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی مَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نَضْرَةَ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ اِلٰی قَوْلِهِ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ وَلَمْ یَذْکُرْ مَا بَعْدَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

369- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ کِلَیْهِمَا عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عُبَیْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّی لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ عَشَرَةَ اَمْثَالِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ اَوْ اَتَضْحَكُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَکَانَ یُقَالُ ذَاكَ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں جانتا ہوں کہ جہنم سے نکلنے والا اور جنت میں داخل ہونے والا سب سے آخری شخص کون ہوگا' وہ شخص جو کولہوں کے بل گھسیٹتا ہوا جہنم سے نکلے گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا' جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب وہ جنت کے پاس آئے گا تو اسے یوں محسوس ہوگا' جیسے جنت بھر چکی ہے وہ پلٹ کر عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! وہ تو بھر چکی ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا' جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ' وہ دوبارہ جنت کے پاس آئے گا اور یہ محسوس کرے گا کہ وہ بھر چکی ہے' پلٹ کر وہ دوبارہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا' جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ' تمہیں دنیا کی مانند اور اس کا دس گنا مزید (ایک روایت کے مطابق) دنیا جیسا دس گنا (مقام وجگہ) عطا کیا جاتا ہے۔ وہ بندہ عرض کرے گا (اے اللہ) کیا تو میرا مذاق اُڑا رہا ہے؟ (ایک اور روایت کے الفاظ کے مطابق) کیا تو میرے ساتھ ہنسی مذاق کر رہا ہے؟ حالانکہ تو (تمام جہانوں کا) بادشاہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے خود دیکھا ہے کہ یہ بات بیان کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتنا مسکرائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھیں نظر آنے لگیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کسی جنتی کا سب سے کم تر مرتبہ ہے۔

370- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ وَّاللَّفْظُ لِاَبِیْ کُرَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبِیْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ آخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَیُقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَیَذْهَبُ فَیَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَیَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَیُقَالُ لَهُ اَتَذْکُرُ الزَّمَانَ الَّذِیْ کُنْتَ فِیْهِ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیُقَالُ لَهُ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی فَیُقَالُ لَهُ لَكَ الَّذِیْ تَمَنَّیْتَ

حدیث 369: بخاری (6202)' (7073)' ترمذی (2595)' (2596)' ابن ماجہ (4339)' احمد (4391)' (3714)' (3899)' ابن حبان (7475)' (7430)' (7427)' ابویعلی (5139)' (4980)' (5290)' معجم کبیر (10339)' (7669)' (9775)'

وَعَشَرَةَ اَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِىْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ

✧✧ حضرت عبداللہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے معلوم ہے کہ جہنم میں سے سب سے آخر میں نکلنے والا شخص کون ہے؟ وہ شخص جو کولہوں کے بل جہنم میں سے نکلے گا' اسے حکم ہوگا جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ' وہ جنت میں جائے گا اور دیکھے گا کہ لوگ اپنے مخصوص مقامات پر قیام پذیر ہو چکے ہیں اس سے پوچھا جائے گا' کیا تمہیں وہ زمانہ یاد ہے' جو تم (جہنم میں) گزار کر آئے ہو؟ وہ جواب دے گا ہاں! تو اسے کہا جائے گا کہ اب تم کوئی تمنا کرو' وہ تمنا کرے گا' اسے بتایا جائے گا کہ تمہاری آرزو سمیت دنیا کی مانند دس گنا نعمتیں عطا کی جاتی ہیں' تو وہ کہے گا: اے پروردگار! کیا تو میرا مذاق اُڑا رہا ہے' حالانکہ تو (تمام جہانوں کا) بادشاہ ہے۔ (حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: یہ بیان کرتے ہوئے) میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ مسکراہٹ کے دوران آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

371- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِىْ مَرَّةً وَّيَكْبُوْ مَرَّةً وَّتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَاِذَا مَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِىْ نَجَّانِىْ مِنْكِ لَقَدْ اَعْطَانِى اللّٰهُ شَيْئًا مَا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ اَدْنِنِىْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّآئِهَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّىْ اِنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِىْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآئِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِىَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ اَدْنِنِىْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَّآئِهَا وَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِىْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِىْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَعَلِّىْ اِنْ اَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْاَلُنِىْ غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآئِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِىَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلَيَيْنِ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ اَدْنِنِىْ مِنْ هٰذِهٖ لِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّآئِهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِىْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِىْ غَيْرَهَا قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ هٰذِهٖ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهَا فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَاِذَا اَدْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِىْ مِنْكَ اَيُرْضِيْكَ اَنْ اُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّىْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَلَا تَسْاَلُوْنِىْ مِمَّ اَضْحَكُ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ فَقَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّىْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنِّىْ لَا اَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّىْ عَلٰى مَا اَشَاءُ قَادِرٌ

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے

حدیث 371: بخاری (6202)' (7073)' ترمذی (2595)' (2596)' ابن ماجہ (4339)' احمد (4391)' (3714)' (3899)' ابن حبان (7475)' (7430)' (7427)' ابویعلیٰ (5139)' (4980)' (5290)' معجم کبیر (10339)' (7669)' (9775)

والا شخص گرتا پڑتا اور گھسٹتا ہوا آئے گا' جہنم کی آگ اس کی طرف لپکے گی جب وہ جہنم سے باہر آ جائے گا تو جہنم کی طرف دیکھ کر کہے گا' بابرکت ہے وہ ذات جس نے مجھ کو اس سے نجات عطا کی' اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ نعمت عطا کی ہے' جو اولین و آخرین میں سے کسی کو عطا نہیں کی پھر (جنت کا) ایک درخت اس کی طرف بڑھایا جائے گا' وہ دعا کرے' اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں بیٹھ سکوں اور اس (کے پھلوں کا) رس پی سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے آدم کے بیٹے! اگر میں نے تمہارا یہ سوال پورا کر دیا تو تم مزید کوئی فرمائش کرو گے' وہ عرض کرے گا' نہیں! اے میرے پروردگار! اور پھر وہ یہ عہد کرے گا کہ وہ اس کے علاوہ مزید کوئی سوال نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا یہ عذر قبول کرے گا کیونکہ اس نے وہ کچھ دیکھا ہے جسے دیکھ کر وہ صبر نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب لائے گا جو پہلے درخت سے زیادہ خوب صورت ہوگا' وہ دعا کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس (کے پھلوں) کا رس پی سکوں اور اس کے سائے سے لطف اندوز ہو سکوں اس کے علاوہ میں اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے میرے ساتھ یہ عہد نہیں کیا تھا کہ تو مزید کوئی تقاضہ نہیں کرے گا' اگر میں نے تیری یہ فرمائش پوری کر دی تو تو نیا سوال لے کر آ جائے گا' وہ بندہ یہ عہد کرے گا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے علاوہ مزید کوئی سوال نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو قبول کرے گا کیونکہ اس شخص نے وہ نعمت دیکھی جسے دیکھ کر صبر کا یارا نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے نزدیک کر دے گا' وہ اس درخت کے سائے میں بیٹھے گا اس (کے پھلوں) کا رس پیئے گا۔ پھر جنت کے دروازے کے نزدیک ایک درخت اسے دکھائی دے گا جو پہلے درختوں سے زیادہ خوب صورت ہوگا۔ وہ بندہ دعا کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں بیٹھ سکوں اور اس (کے پھلوں) کا رس پیوں' میں اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے ابن آدم! کیا تو نے میرے ساتھ یہ عہد نہیں کیا تھا کہ مزید کوئی سوال نہیں کرے گا' وہ عرض کرے گا جی ہاں اے میرے پروردگار! بس اب اس کے علاوہ میں مزید کوئی سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ اس کا یہ عذر قبول کرے گا کیونکہ اس نے وہ نعمت دیکھی جسے دیکھ کر وہ صبر نہیں کر سکا' اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا۔

جب وہ اس درخت کے قریب پہنچ جائے گا تو اسے اہلِ جنت کی آوازیں سنائی دیں گی تو وہ دعا کرے گا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اس میں داخل کر دے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے ابن آدم! تیری آخری حد کیا ہے؟ کیا تو اس بات سے راضی ہو جائے گا کہ تجھے دنیا اور اس کے ہمراہ دنیا جتنی مزید نعمتیں عطا کر دی جائیں۔ وہ کہے گا' اے میرے پروردگار! کیا تو میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے' حالانکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

یہ بیان کرتے ہوئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے اور بولے' کیا تم یہ نہیں پوچھو گے کہ میں کیوں مسکرایا ہوں؟ آپ کے شاگردوں نے پوچھا: آپ کیوں مسکرائے ہیں' تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا (یہ بات بیان کرتے ہوئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح مسکرا دیئے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں مسکراتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: (یہ بات سن کر) اللہ تعالیٰ بھی (اپنی شان کے مطابق) مسکرا دے گا اور فرمائے گا' میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا' میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔

372- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِیْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِیْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً رَجُلٌ صَرَفَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّةِ وَمَثَّلَ لَهُ شَجَرَةً ذَاتَ ظِلٍّ فَقَالَ اَیْ رَبِّ قَدِّمْنِیْ اِلٰى هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اَكُوْنُ فِیْ ظِلِّهَا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِیْ مِنْكَ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِيْهِ وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ سَلْ كَذَا وَكَذَا فَاِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰهُ هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهِ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ وَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَتَقُوْلَانِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَاكَ لَنَا وَاَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُعْطِيْتُ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قدرومنزلت کے اعتبار سے اہل جنت میں سب سے کم تر مرتبہ اس شخص کا ہوگا' اللہ تعالیٰ جس کے چہرے کو جہنم سے موڑ کر جنت کی طرف کردے گا' پھر اس کے سامنے سایہ دار درخت آئے گا' وہ دعا کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے پاس کردے تاکہ میں اس کے سائے میں آجاؤں۔

(امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں' تاہم اس کا بعض آخری حصہ نہیں ہے بلکہ اس کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے یاد کروائے گا کہ تم فلاں فلاں چیز بھی مانگو جب اس کی آرزوئیں پوری ہوجائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا' یہ سب اور اس کی مانند دس گنا مزید تیرا ہوا۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) پھر وہ شخص اپنے گھر (محل) میں داخل ہوگا' اس کی دو بیویاں' جو' حورعین'' ہوں گی' اس کے پاس آکر کہیں گی' اللہ کی ذات تمام تر تعریفوں کی حقیقی مستحق ہے' جس نے تمہیں ہمارے لیے اور ہمیں تمہارے لیے زندگی بخشی ہے' تو وہ شخص کہے گا جو کچھ مجھے ملا ہے' کسی کو بھی نہیں ملا ہوگا۔

373- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِیُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ وَّابْنِ اَبْجَرَ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رِوَايَةً اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ طَرِيْفٍ وَّعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعَا الشَّعْبِیَّ يُخْبِرُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَرْفَعُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ وَّابْنُ اَبْجَرَ سَمِعَا الشَّعْبِیَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيَانُ رَفَعَهُ اَحَدُهُمَا اُرَاهُ ابْنَ اَبْجَرَ قَالَ سَاَلَ مُوْسٰى رَبَّهُ مَا اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِیْءُ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَاَخَذُوْا اَخَذَاتِهِمْ فَيُقَالُ لَهُ اَتَرْضٰى اَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ فَقَالَ فِی الْخَامِسَةِ رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَاَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَرَدْتُّ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِیْ وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ اُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ وَمِصْدَاقُهُ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ

حدیث 372: احمد (11232)

حدیث 373: بخاری (7073) ترمذی (3198)' ابن حبان (6216)' (7426)' (7427)' مستدرک (276)' معجم کبیر (10339)

قُرَّةِ اَعْيُنٍ الْاٰيَةَ

✧✧ شعبی بیان کرتے ہیں: میں نے مغیرہ بن شعبہ کو برسرِ منبر یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا' اہلِ جنت میں سب سے کم تر مرتبہ کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ اس شخص کا مرتبہ ہوگا جو اہلِ جنت کے جنت میں داخل ہو جانے کے بعد آئے گا' اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ' وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! ایسا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ اہلِ جنت اپنے مخصوص مقامات تک پہنچ چکے ہیں اور اپنا اپنا حصہ وصول کر چکے ہیں' اسے کہا جائے گا' کیا تم اس بات سے راضی ہو؟ کہ تمہیں (جنت میں اتنی اراضی) دی جائے جتنی دنیاوی بادشاہ کی مملکت ہوا کرتی تھی؟ وہ کہے گا' اے میرے پروردگار! میں راضی ہوں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اتنا حصہ تمہارا ہوا اور اس کے جتنا مزید اور ایک اور پھر ایک اور وہ پھر ایک اور مزید ان کے ہمراہ ایک اور' پانچویں مرتبہ میں وہ بندہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! میں اس پر راضی ہوں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا' یہ اور اس جیسا دس گنا مزید تمہارا ہوا اور تمہیں وہ کچھ ملے گا جو تمہیں اچھا لگے اور پسند آئے' وہ بندہ کہے گا' میں راضی میرے پروردگار!

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: جنت میں بلند مرتبے کا کیا عالم ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جن کی عزت کو میں نے اپنے دستِ قدرت کے ذریعے آراستہ کیا اور اس پر مہر لگادی (انہیں حاصل ہونے والی نعمتیں نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کو اس کا خیال آ سکتا ہے۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) یہی بات قرآن نے یوں بیان کی ہے:

''کوئی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کچھ پوشیدہ ہے؟''

374-حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبْجَرٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ اِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامَ سَاَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ اَخَسِّ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْهَا حَظًّا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِهٖ

✧✧ امام شعبی کہتے ہیں' میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو برسرِ منبر یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سب سے کم تر درجے کے مالک جنتی کے بارے میں سوال کیا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں۔

375- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ اعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وكَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُنْكِرَ

حدیث 375: بخاری (6202)' (7073)' ترمذی (2595)' (2596)' ابن ماجہ (4339)' احمد (4391)' (3714)' (3899)' ابن حبان (7475)' (7430)' (7427)' ابویعلی (5139)' (4980)' (5290)' معجم کبیر (10339)' (7669)' (9775)

وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهِ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهُ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ لَا اَرَاهَا هَاهُنَا فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ

✧✧ حضرت ابوذر روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں جانتا ہوں کہ جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے نکلنے والا سب سے آخری شخص کون ہے؟ وہ ایسا شخص ہوگا جسے قیامت کے دن لایا جائے گا تو حکم ہوگا' اس کے صغیرہ گناہ اس کے سامنے پیش کرو' کبیرہ گناہ ابھی رہنے دو' اس کے صغیرہ گناہ اس کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے فلاں فلاں دن یہ گناہ کیا تھا اور فلاں فلاں دن یہ گناہ کیا تھا' وہ اعتراف کرے گا' جی ہاں! چونکہ وہ انکار تو نہیں کر سکے گا' اسے یہ بھی اندیشہ ہوگا کہ اب اس کے کبیرہ گناہ اس کے سامنے پیش ہوں گے' اس وقت حکم ہوگا' تمہارے ہر گناہ کے بدلے میں تمہیں ایک نیکی عطا کی جاتی ہے' تو وہ کہے گا' اے میرے پروردگار! میرے ایسے گناہ بھی ہیں جو یہاں دکھائی نہیں دیئے ہیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں' میں نے خود دیکھا ہے کہ یہ بات بیان کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں۔

376- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

377- حَدَّثَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ رَّوْحٍ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ الْقَيْسِىُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُسْاَلُ عَنِ الْوُرُوْدِ فَقَالَ نَجِىءُ نَحْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَنْ كَذَا وَكَذَا انْظُرْ اَىْ ذٰلِكَ فَوْقَ النَّاسِ قَالَ فَتُدْعَى الْاُمَمُ بِاَوْثَانِهَا وَمَا كَانَتْ تَعْبُدُ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ ثُمَّ يَاْتِيْنَا رَبُّنَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ مَنْ تَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ نَنْظُرُ رَبَّنَا فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ حَتّٰى نَنْظُرَ اِلَيْكَ فَيَتَجَلّٰى لَهُمْ يَضْحَكُ قَالَ فَيَنْطَلِقُ بِهِمْ وَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُعْطٰى كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ مُنَافِقٌ اَوْ مُؤْمِنٌ نُوْرًا ثُمَّ يَتَّبِعُوْنَهُ وَعَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ وَحَسَكٌ تَاْخُذُ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُطْفَاُ نُوْرُ الْمُنَافِقِيْنَ ثُمَّ يَنْجُو الْمُؤْمِنُوْنَ فَتَنْجُو اَوَّلُ زُمْرَةٍ وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَا يُحَاسَبُوْنَ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَاَضْوَءِ نَجْمٍ فِى السَّمَآءِ ثُمَّ كَذٰلِكَ ثُمَّ تَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَشْفَعُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِىْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً فَيُجْعَلُوْنَ بِفِنَاءِ الْجَنَّةِ وَيَجْعَلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ يَرُشُّوْنَ عَلَيْهِمُ الْمَآءَ حَتّٰى يَنْبُتُوْا نَبَاتَ الشَّىْءِ فِى السَّيْلِ وَيَذْهَبُ حُرَاقُهُ ثُمَّ يَسْاَلُ حَتّٰى يُجْعَلَ لَهُ الدُّنْيَا وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهَا مَعَهَا

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ ﷛ سے قیامت کے دن (میدانِ محشر میں) آمد کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ نے فرمایا: ہم قیامت کے دن اس طرح ہوں گے' جیسے وہ ہیں (یعنی لوگوں سے بلندی پر ہوں گے)' تمام لوگوں کو ان کے بتوں کے ہمراہ لایا جائے گا جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر تمہارے پروردگار کا جلوہ ظاہر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تم کسے دیکھ رہے ہو؟ لوگ

حدیث 377: احمد (14763)' (15155)

عرض کریں گے: ہم اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہیں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہارا پروردگار ہوں' لوگ عرض کریں گے: پھر تو ہم تجھے دیکھ سکتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) مسکراتا ہوا ان پر تجلی کرے گا' لوگ اس کی طرف چل پڑیں گے' ہر انسان کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن مخصوص نور ملے گا جس کے پیچھے وہ چلتے جائیں گے' جہنم کے کانٹے اور آنکڑے ہوں گے' جو اللہ کی مشیت کے مطابق لوگوں کو پکڑیں گے' پھر منافقین کا نور بجھا دیا جائے گا اور اہلِ ایمان نجات پا جائیں گے۔

ان کے پہلے گروہ کے افراد کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند ہوں گے اور ان کی تعداد ستر ہزار کے لگ بھگ ہوگی' ان سے حساب نہیں لیا جائے گا' ان کے بعد وہ لوگ ہوں گے' جو چمک دار ترین ستارے کی مانند ہوں گے' پھر اسی طرح لوگ گزرتے رہیں گے' پھر شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور (اہلِ جنت) شفاعت کریں گے' یہاں تک کہ جو بھی شخص ''لا الٰہ الا اللہ'' کا قائل ہو اور اس کے دل میں ''جو'' کے وزن کے برابر خیر ہو' وہ بھی جہنم سے نکل جائے گا اور ان لوگوں کو جنت کے سامنے ڈال دیا جائے گا۔ اہلِ جنت ان پر پانی ڈالیں گے اور یہ اس طرح زندہ ہوں گے جیسے آبی گزرگاہ میں پودے اُگ جاتے ہیں ان کی جلن ختم ہو جائے گی پھر ان سے ان کی خواہش پوچھی جائے گی یہاں تک کہ انہیں دنیا اور اس کے ہمراہ دنیا جتنا دس گنا مزید (اجر وثواب) عطا کیا جائے گا۔

378- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنِهٖ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُخْرِجُ نَاسًا مِنَ النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

✧✧ حضرت جابر بیان کرتے ہیں' انہوں نے بذاتِ خود نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے' اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو جہنم سے نکال کر انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

379- حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ اَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ قَالَ نَعَمْ

✧✧ حماد بن زید کہتے ہیں' میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا' کیا آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے ہوئے سنا ہے' اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو شفاعت کی وجہ سے (جہنم سے) نکال دے گا تو عمرو نے جواب دیا: ہاں!

380- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ سُلَيْمٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَوْمًا يُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ يَحْتَرِقُوْنَ فِيْهَا اِلَّا دَارَاتِ وُجُوْهِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کچھ ایسے لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا جن کے چہروں کے سوا پورا جسم جل چکا ہوگا اور پھر وہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

381- وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ يَعْنِىْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِىْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِىْ رَاْىٌ مِنْ رَاْىِ الْخَوَارِجِ فَخَرَجْنَا فِىْ عِصَابَةٍ ذَوِىْ عَدَدٍ نُرِيْدُ اَنْ نَحُجَّ ثُمَّ نَخْرُجَ عَلَى النَّاسِ قَالَ فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَاِذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَالِسٌ اِلٰى سَارِيَةٍ عَنْ رَّسُوْلِ

اَللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا هٰذَا الَّذِیْ تُحَدِّثُوْنَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهُ وَ كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوا مِنْهَا اُعِيْدُوْا فِيْهَا فَمَا هٰذَا الَّذِیْ تَقُوْلُوْنَ قَالَ فَقَالَ اَتَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْنِی الَّذِیْ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ فِيْهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّهُ مَقَامُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ يُخْرِجُ اللّٰهُ بِهٖ مَنْ يُّخْرِجُ قَالَ ثُمَّ نَعَتَ وَضْعَ الصِّرَاطِ وَمَرَّ النَّاسِ عَلَيْهِ قَالَ وَاَخَافُ اَنْ لَّا اَكُوْنَ اَحْفَظُ ذَاكَ قَالَ غَيْرَ اَنَّهُ قَدْ زَعَمَ اَنَّ قَوْمًا يَّخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ اَنْ يَّكُوْنُوْا فِيْهَا قَالَ يَعْنِیْ فَيَخْرُجُوْنَ كَاَنَّهُمْ عِيْدَانُ السَّمَاسِمِ قَالَ فَيَدْخُلُوْنَ نَهَرًا مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيْهِ فَيَخْرُجُوْنَ كَاَنَّهُمُ الْقَرَاطِيْسُ فَرَجَعْنَا قُلْنَا وَيْحَكُمْ اَتَرَوْنَ الشَّيْخَ يَكْذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا فَلَا وَاللّٰهِ مَا خَرَجَ مِنَّا غَيْرُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ اَوْ كَمَا قَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ

✧✧ یزید فقیر کہتے ہیں' مجھے خوارج کا ایک عقیدہ اچھا لگا' ہم بعض حضرات کے ہمراہ حج کے لیے روانہ ہوئے تا کہ بعد میں لوگوں میں اس عقیدے کی تبلیغ کر سکیں جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو حدیث سنا رہے تھے جس میں آپ نے اہلِ جہنم کا ذکر کیا تھا۔ میں نے حضرت جابر سے کہا' اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی! یہ آپ کیسی حدیث بیان کر رہے ہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اے اللہ! جسے تو نے جہنم میں داخل کر دیا تو تو نے اسے رسوا کر دیا۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: ''(وہ اہلِ جہنم) جب بھی وہاں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے' دوبارہ اس میں آ جائیں گے۔''

تو آپ کیا بیان کر رہے ہیں؟ انہوں نے پوچھا: کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں! انہوں نے پوچھا: کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں سنا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو جس مقام پر فائز کرے گا؟ میں نے جواب دیا: ہاں! آپ بولے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ''مقامِ محمود'' ہے اس کی بدولت اللہ تعالیٰ جہنمیوں کو آزادی نصیب کرے گا۔

(یزید کہتے ہیں) پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پل صراط نصب کرنے' لوگوں کے اوپر سے گزرنے کا ذکر چھیڑ دیا جس کی تفصیل مجھے صحیح طرح یاد نہیں ہے' تاہم ان کا یہ بیان مجھے یاد ہے کہ بعض لوگ جہنم میں رہنے کے بعد وہاں سے نکل آئیں گے۔

ابونعیم کہتے ہیں' وہ اس وقت آبلوس کی جلی ہوئی لکڑی کی مانند ہوں گے (یزید کہتے ہیں' حضرت جابر نے بیان کیا) پھر وہ جنت کی نہر میں داخل ہوں گے اس میں غسل کریں گے اور جب باہر آئیں گے تو کاغذ کی مانند ہوں گے جب ہم وہاں سے واپس آئے' تو ہم نے خارجیوں سے کہا' تمہارا ستیاناس ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو؟ کہ یہ بزرگ آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا؟ اس کے بعد ہم نے خارجیت سے توبہ کر لی۔ اللہ کی قسم! ایک شخص کے سوا باقی سب نے یہ عقیدہ چھوڑ دیا' جیسا کہ ابونعیم نے یہ بات بیان کی ہے۔

382- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْاَزْدِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ وَثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُوْنَ عَلَى اللّٰهِ فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ

إِذَا أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِي فِيهَا فَيُنْجِيهِ اللهُ مِنْهَا

✧✧ حضرت انس بن مالک نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: چار لوگوں کو جہنم سے نکال کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا' ان میں سے ایک شخص جہنم کی طرف دیکھ کر کہے گا' اے میرے پروردگار! تو نے ہمیں اس میں سے نکال دیا ہے اب دوبارہ وہاں نہیں بھیجنا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نجات عطا کر دے گا۔

383- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّونَ لِذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فَيُلْهَمُونَ لِذٰلِكَ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا قَالَ فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللهُ قَالَ فَيَأْتُونَ نُوحًا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللهُ خَلِيلًا فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الَّذِي كَلَّمَهُ اللهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا عِيسٰى رُوحَ اللهِ وَكَلِمَتَهُ فَيَأْتُونَ عِيسٰى رُوحَ اللهِ وَكَلِمَتَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي فَإِذَا أَنَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَآءَ اللهُ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ فَأَقَعُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَآءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ لِيَ ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ قَتَادَةُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کرے گا تو وہ (اس پریشانی سے نجات پانے) کی کوشش کریں گے۔ (ابن عبید کی روایت میں یہ الفاظ ہیں) انہیں اس کا حل الہام کیا جائے گا اور وہ یہ کہیں گے: اگر ہم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کوئی شفیع لے آئیں تو ہمیں اس پریشانی سے نجات مل

حدیث 382: بخاری (7073)' ترمذی (2595)' (2596)' احمد (11685)' (13337)' (14073)' ابن حبان (7427)' (632)' ابو یعلی (3359)' (3292)' معجم کبیر (10339)' (10340)

سکتی ہے۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) وہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: آپ تمام مخلوق (یعنی بنی نوع انسان) کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت کے ذریعے پیدا کیا ہے' آپ میں اپنی روح پھونکی ہے اس نے فرشتوں کو حکم دیا تو ان سب نے آپ کو سجدہ کیا' آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری سفارش کریں تاکہ ہمیں اس مصیبت سے نجات مل جائے تو حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں گے۔ میں ایسا نہیں کرسکتا! کیونکہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی وہ خطا یاد آئے گی جو ان سے سرزد ہوئی تھی اس کی وجہ سے انہیں اپنے پروردگار سے حیا آئے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام ان سے کہیں گے: حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ! کیونکہ وہ پہلے رسول ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے (کفار ومشرکین) کی طرف مبعوث کیا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے (اور یہی درخواست کریں گے) حضرت نوح علیہ السلام جواب دیں گے' میں ایسا نہیں کرسکتا! کیونکہ انہیں اپنی سرزد ہونے والی غلطی یاد آجائے گی اس لیے وہ اس کی وجہ سے اپنے پروردگار سے حیا کریں گے۔ (حضرت نوح علیہ السلام ان لوگوں کو مشورہ دیں گے) تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے' لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے' وہ بھی یہی کہیں گے' میں ایسا نہیں کرسکتا' کیونکہ انہیں بھی اپنی غلطی یاد آجائے گی' جس کی وجہ سے انہیں اپنے پروردگار سے حیا محسوس ہوگی۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں مشورہ دیں گے) تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور انہیں تورات عطا کی۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے' حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی یہی کہیں گے' میں ایسا نہیں کرسکتا' کیونکہ انہیں بھی اپنی غلطی یاد آجائے گی' جس کی وجہ سے انہیں اپنے پروردگار سے حیا آئے گی۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں مشورہ دیں گے) تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ' وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے' میں ایسا نہیں کرسکتا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں مشورہ دیں گے) تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ ایک ایسی شخصیت ہیں جن کے آئندہ وسابقہ تمام طرح کے ''ذنب'' کی مغفرت کردی گئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: لوگ پھر میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے پروردگار سے شفاعت کی اجازت مانگوں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی جب ایسا ہوجائے گا تو میں سجدے میں چلا جاؤں گا اور جب تک اللہ کی مرضی ہوگی' سجدے میں رہوں گا' پھر کہا جائے گا: ''اے محمد ﷺ! اپنے سر کو اُٹھاؤ جو کہو گے' سنا جائے گا' جو مانگو گے' دیا جائے گا' جو شفاعت کرو گے' قبول ہوگی۔''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور ان کلمات کے ذریعے اپنے پروردگار کی حمد بیان کروں گا جو کلمات وہ اس وقت مجھے سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا جس کی ایک مخصوص حد ہوگی اور میں اتنے لوگوں کو جہنم میں سے نکال کر جنت میں لے جاؤں گا' پھر میں واپس آؤں گا اور دوبارہ سجدے میں چلا جاؤں گا' پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' مجھے اسی حال میں رہنے دے گا' پھر مجھ سے کہا جائے گا: ''اے محمد ﷺ! اُٹھو! کہو سنا جائے گا' مانگو! دیا جائے گا' شفاعت کرو! قبول ہوگی۔''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور ایسے کلمات کے ذریعے اپنے پروردگار کی حمد بیان کروں گا جو وہ اس وقت مجھے تعلیم دے گا' پھر میں شفاعت شروع کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لیے ایک حد مقرر کردے گا جس کے مطابق میں لوگوں کو جہنم میں

سے نکال کر جنت میں داخل کردوں گا۔

حضرت انس (جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں: مجھے صحیح یاد نہیں ہے کہ تیسری یا چوتھی مرتبہ ایسا ہوگا' نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں عرض کروں گا: ''اے میرے پروردگار! اب جہنم میں صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روکا ہوا ہے۔''

ایک روایت کے مطابق (حضرت انس اور دوسری کے مطابق) قتادہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا: ''یعنی جو لوگ ہمیشہ جہنم میں رہنے کے مستحق قرار پائیں گے۔''

384-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیَهْتَمُّوْنَ بِذٰلِكَ اَوْ یُلْهَمُوْنَ ذٰلِكَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ عَوَانَةَ وَقَالَ فِی الْحَدِیْثِ ثُمَّ آتِیْهِ الرَّابِعَةَ اَوْ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ مَا بَقِیَ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ

✧✧ حضرت انس روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اہلِ ایمان اکٹھے ہوں گے اور اس پریشانی سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں سوچیں گے (یا یہ سوچ) ان پر الہام کی جائے گی۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں جس کے آخر میں یہ فرق ہے (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) ''جب میں چوتھی مرتبہ وہاں آؤں گا تو عرض کروں گا' اے میرے پروردگار! اب صرف وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے۔''

385-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ بِمِثْلِ حَدِیْثِهِمَا وَذَكَرَ فِی الرَّابِعَةِ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ مَا بَقِیَ فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَیْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اہلِ ایمان کو اکٹھا کرے گا تو (ان کے ذہن میں یہ سوچ) الہام کی جائے گی۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں تاہم اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں

''اے میرے پروردگار! جہنم میں اب صرف وہی باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے۔''

(امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں' کسی راوی نے اس کی تشریح یوں کی ہے) یعنی وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

386- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِیْرُ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ وَهِشَامٌ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِیِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ شَعِیْرَةً ثُمَّ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ ذَرَّةً زَادَ ابْنُ مِنْهَالٍ فِیْ رِوَایَتِهٖ قَالَ یَزِیْدُ فَلَقِیْتُ شُعْبَةَ فَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِیْثِ فَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِهٖ قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِیْثِ اِلَّا اَنَّ شُعْبَةَ جَعَلَ مَكَانَ الذَّرَّةِ

ذُرَةً قَالَ يَزِيْدُ صَحَّفَ فِيْهَا اَبُوْ بِسْطَام

✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہو اور اس کے دل میں ''جو'' کے دانے کے وزن کے برابر خیر ہو' اسے بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا' پھر جہنم سے اس شخص کو نکالا جائے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہو اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے وزن کے برابر خیر ہو پھر جہنم سے اس شخص کو نکالا جائے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہو اور اس کے دل میں ذرے کے برابر بھی خیر ہو۔

387- حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ ح وَحَدَّثَنَاه سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ انْطَلَقْنَا اِلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّتَشَفَّعْنَا بِثَابِتٍ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الضُّحٰى فَاسْتَاْذَنَ لَنَا ثَابِتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَاَجْلَسَ ثَابِتًا مَعَهُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ لَهُ يَا اَبَا حَمْزَةَ اِنَّ اِخْوَانَكَ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ يَسْاَلُوْنَكَ اَنْ تُحَدِّثَهُمْ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ اشْفَعْ لِذُرِّيَّتِكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ خَلِيْلُ اللّٰهِ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيُؤْتٰى مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيُؤْتٰى عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُوْتٰى فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا فَاَنْطَلِقُ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ فَاَقُوْمُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَا اَقْدِرُ عَلَيْهِ الْاٰنَ اِلَّا اَنْ يُلْهِمُنِيْهِ اللّٰهُ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِيْ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ بُرَّةٍ اَوْ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنْهَا فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَرْجِعُ اِلٰى رَبِّيْ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِيْ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ لِيْ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنْهَا فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ اِلٰى رَبِّيْ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِيْ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ لِيْ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ هٰذَا حَدِيْثُ اَنَسٍ الَّذِيْ اَنْبَاَنَا بِهٖ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهٖ فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرِ الْجَبَّانِ قُلْنَا لَوْ مِلْنَا اِلَى الْحَسَنِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ مُسْتَخْفٍ فِيْ دَارِ اَبِيْ خَلِيْفَةَ قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا يَا اَبَا سَعِيْدٍ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ اَخِيْكَ اَبِيْ حَمْزَةَ فَلَمْ نَسْمَعْ مِثْلَ حَدِيْثٍ حَدَّثَنَاهُ فِي الشَّفَاعَةِ فَقَالَ هِيْهِ فَحَدَّثْنَاهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ هِيْهِ قُلْنَا مَا زَادَنَا قَالَ قَدْ حَدَّثَنَا بِهٖ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيْعٌ وَلَقَدْ تَرَكَ شَيْئًا مَا اَدْرِيْ اَنَسِيَ الشَّيْخُ اَوْ كَرِهَ اَنْ يُحَدِّثَكُمْ فَتَتَّكِلُوْا قُلْنَا لَهُ حَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ مَا ذَكَرْتُ لَكُمْ هٰذَا اِلَّا وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اُحَدِّثَكُمُوْهُ ثُمَّ اَرْجِعُ اِلٰى رَبِّيْ فِي الرَّابِعَةِ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُوْلُ لِيْ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا

رَبِّ ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَقُولُ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ أَوْ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ إِلَيْكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي وَجِبْرِيَائِي لَأُخْرِجَنَّ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَأَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أُرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ

✧✧ معبد کہتے ہیں، ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سفارشی کے طور پر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ تھے جب ہم آپ کے ہاں پہنچے تو آپ چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف سے اجازت مانگی اجازت مل گئی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس اپنے پلنگ پر بٹھایا تو حضرت ثابت نے ان سے کہا: ابوحمزہ (حضرت انس)! بصرہ کے رہنے والے یہ آپ کے بھائی آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ انہیں حدیث شفاعت سنائیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ بولے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے بیان کیا۔

قیامت کے دن لوگ بھاگ بھاگ کر ایک دوسرے کے پاس جائیں گے پہلے یہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے یہ درخواست کریں گے اپنی اولاد کی شفاعت کریں تو حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں گے (فی الحال) میں ایسا نہیں کر سکتا تمہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی جواب دیں گے (فی الحال) میں ایسا نہیں کر سکتا تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ! کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں ان کے پاس آئیں گے تو وہ بھی یہی کہیں گے (فی الحال) میں یہ نہیں کر سکتا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں لوگ ان کے پاس آئیں گے تو وہ بھی یہی کہیں گے (فی الحال) میں یہ نہیں کر سکتا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا انالھا ''میں ہی یہ کروں گا۔''

پھر میں اپنے پروردگار سے اجازت مانگوں گا مجھے اجازت مل جائے گی تو میں اس کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر اس کی ایسی حمد بیان کروں گا جو میں ابھی اس وقت بیان نہیں کر سکتا۔ حمد کے وہ کلمات اس وقت اللہ تعالیٰ مجھ پر الہام کرے گا پھر میں اس کے سامنے سجدے میں چلا جاؤں گا مجھ سے کہا جائے گا:

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا سر اٹھاؤ کہو! مانا جائے گا مانگو دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔''

تو میں کہوں گا میری اُمت (کو بخش دے) میری اُمت (کو بخش دے) تو حکم ہوگا جاؤ! اور جس کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہو اسے جہنم میں سے نکال لو میں جاؤں گا (اور ایسا کرنے کے بعد) اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پھر واپس آؤں گا پھر اسی طرح اس کی حمد بیان کروں گا اور سجدے میں چلا جاؤں گا مجھ سے کہا جائے گا:

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا سر اُٹھاؤ کہو مانا جائے گا مانگو دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔''

میں جواب میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار! میری اُمت (کو بخش دے) میری اُمت (کو بخش دے) حکم ہوگا جاؤ اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اسے وہاں سے نکال لو۔

میں جا کر ایسا ہی کروں گا اور پھر واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آ کر اس کی حمد بیان کروں گا اور پھر سجدے میں چلا جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا:

''اے محمد ﷺ! اپنا سر اُٹھاؤ' کہو' مانا جائے گا' مانگو' دیا جائے گا' شفاعت کرو' قبول کی جائے گی۔''

میں عرض کروں گا' اے میرے پروردگار! میری اُمت (کو بخش دے) میری اُمت (کو بخش دے) تو مجھ سے کہا جائے گا۔ جاؤ اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم ایمان موجود ہو اسے بھی جہنم میں سے نکال لو' میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔

معبد کہتے ہیں یہاں تک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھی' ہم ان کے ہاں سے نکلے جب ''ظہر جبان'' کے مقام پر پہنچے تو ہم نے ارادہ کیا اگر ہم چاہیں' تو حضرت حسن (بصری) سے بھی مل سکتے ہیں کیونکہ وہ خوف کی وجہ سے ابوخلیفہ کے ہاں چھپے ہوئے ہیں جب ہم حضرت حسن بصری کے پاس پہنچے تو انہیں سلام کیا اور انہیں بتایا اے ابوسعید! ہم آپ کے بھائی ابوحمزہ (حضرت انس) کے یہاں سے آ رہے ہیں' انہوں نے شفاعت سے متعلق جو حدیث ہمیں سنائی ہے' وہ آپ نے بھی نہیں سُنی ہوگی۔ حضرت حسن بولے' مجھے بھی وہ حدیث سناؤ' ہم نے انہیں وہ حدیث سنائی تو وہ بولے اور بھی سناؤ۔ ہم نے کہا' ہم نے تو صرف اتنی ہی حدیث سُنی ہے' تو حضرت حسن بصری بولے' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیس برس پہلے ہمیں بھی یہ حدیث سنائی تھی جو پوری تھی مگر اب انہوں نے پوری روایت نہیں سنائی' میں کچھ کہہ نہیں سکتا کہ عمر رسیدگی کی وجہ سے وہ بھول گئے ہیں؟ یا انہوں نے کسی اور وجہ سے بقیہ حصہ نہیں سنایا۔

(معبد کہتے ہیں) ہم نے درخواست کی پھر آپ ہمیں وہ حصہ سنا دیں تو حضرت حسن بصری مسکرا دیئے اور بولے' انسان بڑا جلد باز ہے' میں نے یہ بات تمہیں اسی لیے بتائی ہے تا کہ میں تمہیں یہ حدیث سناؤں۔

(حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان سنایا تھا) چوتھی مرتبہ میں واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا' پہلے کی طرح اس کی حمد بیان کروں گا اور سجدے میں چلا جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے کہے گا' اے محمد ﷺ! سر اُٹھاؤ اور بولو' مانا جائے گا' مانگو' دیا جائے گا' شفاعت کرو' قبول ہوگی تو میں درخواست کروں گا:

''اے میرے پروردگار! مجھے ہر اس شخص کو (جہنم سے نکالنے کی) اجازت عطا فرما جس نے (ایک مرتبہ بھی) لا الٰہ الا اللہ کہا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' یہ تم سے متعلق نہیں ہے' مجھے اپنی عزت' جلال' کبریائی' عظمت اور جبریائی کی قسم جس شخص نے بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہوگا' میں اسے ضرور بالضرور جہنم سے نکال دوں گا۔''

(معبد کہتے ہیں) میں حلفیہ طور پر کہتا ہوں' حضرت حسن نے حدیث کا یہ حصہ ہمیں سنایا ہے اور آپ نے یہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیس سال پہلے سُنی تھی جب وہ جوان تھے۔

388- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَّاتَّفَقَا فِىْ سِيَاقِ الْحَدِيْثِ اِلَّا مَا يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا مِنَ الْحَرْفِ بَعْدَ الْحَرْفِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيَّانَ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

حدیث 388: بخاری (3162)' (4435)' ترمذی (1837)' (2434)' ابن ماجہ (3307)' داری (44)' احمد (5089)' (9621)' ابن حبان (6465)' (6484)' معجم کبیر (964)' (969)' (970)

اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً فَقَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ بِمَ ذَاكَ یَجْمَعُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَیُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیْ وَیَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَیَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْکَرْبِ مَا لَا یُطِیْقُوْنَ وَمَا لَا یَحْتَمِلُوْنَ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ اَلَا تَرَوْنَ مَا اَنْتُمْ فِیْهِ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَکُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ یَّشْفَعُ لَکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ ائْتُوْا اٰدَمَ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِکَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّیْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ نَهَانِیْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَیْتُهٗ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی نُوْحٍ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُوْنَ یَا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَی الْاَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَکُوْرًا اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ لَهُمْ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ کَانَتْ لِیْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلٰی قَوْمِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاهِیْمَ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَخَلِیْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ لَهُمْ اِبْرَاهِیْمُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا یَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَذَکَرَ کَذَبَاتِهٖ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی مُوْسٰی فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُوْسٰی اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِتَکْلِیْمِهٖ عَلَی النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ لَهُمْ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّیْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُوْنَ یَا عِیْسٰی اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَکَلَّمْتَ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَکَلِمَةٌ مِنْهُ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ لَهُمْ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ یَذْکُرْ لَهٗ ذَنْبًا نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَاْتُوْنِّیْ فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَغَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ ثُمَّ یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیَّ وَیُلْهِمُنِیْ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَیْهِ شَیْئًا لَمْ یَفْتَحْهُ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ ثُمَّ یُقَالُ یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَیْهِ مِنَ الْبَابِ الْاَیْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَکَآءُ النَّاسِ فِیْمَا سِوٰی ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَّصَارِیْعِ الْجَنَّةِ لَکَمَا بَیْنَ مَکَّةَ وَهَجَرَ اَوْ کَمَا بَیْنَ مَکَّةَ وَبُصْرٰی

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا' یہ دستی کا گوشت تھا' جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھا' آپ نے اس کا ایک لقمہ لیا اور فرمایا' قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا' کیا تم

جانتے ہو کہ قیامت کا دن کیسا ہوگا؟ اس دن اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا اور انہیں منادی کی آواز سنائے گا۔ وہ سب لوگ ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے' سورج قریب آجائے گا' لوگ نا قابلِ برداشت تکلیف اور غم میں مبتلا ہوں گے' بعض لوگ آپس میں مشورہ کریں گے اور یہ کہیں گے' کیا تم نے دیکھا کہ تم کس صورتحال سے دوچار ہو' تمہیں کیسی آزمائش درپیش ہے' تم لوگ کسی ایسی شخصیت کے پاس کیوں نہیں جاتے جو تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے' وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور بولیں گے' اے آدم! آپ نوعِ بشر کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت کے ذریعے پیدا کیا اور آپ میں اپنی روح پھونک دی' اس کے حکم کے تحت فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا' آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کریں' کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں جو صورتحال ہمیں درپیش ہے' اور جو آزمائش ہمیں لاحق ہے' حضرت آدم جواب دیں گے' میرا پروردگار آج جتنا غضب ناک ہے اتنا غضبناک اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا' اور اس کے بعد کبھی نہیں ہو گا اس نے مجھے درخت کے پاس جانے سے منع کیا تھا' میں نے اس کی نافرمانی کی۔ آج مجھے اپنی فکر ہے' صرف اپنی فکر ہے' تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم نوح کے پاس جاؤ (نبی اکرم فرماتے ہیں) لوگ حضرت نوح کے پاس جائیں گے اور بولیں گے: اے نوح! آپ زمین کی طرف مبعوث ہونے والے سب سے پہلے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''شکر گزار بندہ'' قرار دیا ہے آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت کریں' کیونکہ ہم جس مصیبت میں ہیں مبتلا ہیں اور جس صورتحال سے دوچار ہیں' وہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔ حضرت نوح جواب دیں گے' میرا پروردگار آج جتنا غضبناک ہے' اتنا غضبناک نہ اس سے پہلے کبھی ہوا' نہ اس کے بعد کبھی ہوگا۔ میں نے اپنی قوم کے بارے میں اسے ایک دعا کی تھی (جس کے بارے میں عتاب کا اندیشہ ہے) اس لئے آج مجھے اپنی فکر ہے' صرف اپنی فکر ہے۔ تم حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ!

لوگ حضرت ابراہیم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: آپ اللہ کے نبی ہیں اور اہل زمین میں سے اس کے خلیل ہیں۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت کریں' کیونکہ ہم جس مصیبت میں مبتلا ہیں اور جس آزمائش سے دوچار ہیں وہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم انہیں جواب دیں گے' میرا پروردگار آج جتنا غضبناک ہے' اتنا غضبناک نہ اس سے پہلے کبھی ہوا' نہ اس کے بعد کبھی ہوگا۔ پھر حضرت ابراہیم بطور ''توریہ'' کہی جانے والے اپنے تین کلمات کا تذکرہ کریں گے اور فرمائیں گے' آج مجھے اپنی فکر ہے' صرف اپنی فکر ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ (ایسا کرو) تم موسیٰ کے پاس جاؤ۔

لوگ حضرت موسیٰ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے ذریعے آپ کو فضیلت عطا کی اور سب لوگوں میں سے' صرف آپ کو شرفِ ہمکلامی عطا کیا' آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت کریں' کیونکہ ہم جس مصیبت میں مبتلا ہیں اور جس آزمائش سے دوچار ہیں وہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ جواب دیں گے' میرا پروردگار آج جتنا غضبناک ہے' اتنا غضبناک نہ اس سے پہلے کبھی ہوا' نہ اس کے بعد کبھی ہو گا۔ میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا تھا جسے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں تھا' اس لئے مجھے آج اپنی فکر ہے' صرف اپنی فکر ہے۔ تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ۔

لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ نے پنگھوڑے میں کلام

کیا' آپ اللہ کا کلمہ ہیں' جو اس نے سیّدہ مریم کی طرف القاء کیا' اور اس کی طرف سے آنے والی روح ہیں۔' آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت کریں' کیونکہ ہم جس مصیبت میں مبتلا ہیں اور جس آزمائش سے دوچار ہیں وہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ جواب دیں گے' میرا پروردگار آج جتنا غضبناک ہے' اتنا غضبناک نہ اس سے پہلے کبھی ہوا' نہ اس کے بعد کبھی ہو گا۔ حضرت عیسیٰ کسی غلطی کا تذکرہ نہیں کریں گے البتہ یہ کہیں گے آج مجھے اپنی فکر ہے' صرف اپنی فکر ہے۔ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اللہ کے رسول ہیں' اور انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کے سابقہ اور آئندہ' ہر طرح کے ذنب کی مغفرت کر دی ہے۔ اس لیے آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کریں۔ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں' ہم کیسی مصیبت میں مبتلا ہیں؟ ہماری حالت آپ کے سامنے ہے؟ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) میں چل کر عرش کے سامنے آ کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے فتح نصیب کرے گا یعنی اپنی حمد کا مخصوص طریقہ میرے ذہن میں ڈالے گا' یہ فتح مجھ سے پہلے کبھی کسی کو نصیب نہیں ہوئی ہو گی پھر حکم ہو گا:

''اے محمد ﷺ! اپنا سر اُٹھاؤ' مانگو' ملے گا' شفاعت کرو' قبول ہو گی۔''

میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور عرض کروں گا' اے میرے پروردگار! میری اُمت (کو بخش دے) میری اُمت (کو بخش دے) تو حکم ہو گا' اے محمد ﷺ! تمہاری اُمت کے جن لوگوں کو حساب کے بغیر جنت میں بھیجنا ہے' انہیں دائیں طرف کے دروازے سے جنت میں لے جاؤ تاہم یہ لوگ دوسرے لوگوں کے ہمراہ دوسرے دروازوں سے بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' جنت کے (دروازوں کے) دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر (نامی مقام) کے درمیان ہے۔ (راوی کہتے ہیں) یا شاید آپ نے یہ فرمایا تھا' جتنا مکہ اور بصریٰ (نامی مقام) کے درمیان ہے۔

389- حَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ وُضِعَتْ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ مِّنْ ثَرِيْدٍ وَّلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ الذِّرَاعَ وَكَانَتْ اَحَبَّ الشَّاةِ اِلَيْهِ فَنَهَسَ نَهْسَةً فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ نَهَسَ اُخْرٰى فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَمَّا رَاٰى اَصْحَابَهٗ لَا يَسْاَلُوْنَهٗ فَقَالَ اَلَا تَقُوْلُوْنَ كَيْفَهٗ قَالُوْا كَيْفَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِیْ حَيَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ وَزَادَ فِیْ قِصَّةِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَكَرَ قَوْلَهٗ فِی الْكَوْكَبِ هٰذَا رَبِّیْ وَ قَوْلِهٖ لِاٰلِهَتِهِمْ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَ قَوْلِهٖ اِنِّیْ سَقِيْمٌ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ اِلٰى عِضَادَتَیِ الْبَابِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ اَوْ هَجَرَ وَمَكَّةَ قَالَ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِكَ قَالَ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ثرید اور گوشت کا ایک پیالہ پیش کیا' آپ نے اس میں سے دستی اُٹھا کر اسے کھانا شروع کیا' دستی کا گوشت آپ کو بہت مرغوب تھا پھر آپ نے فرمایا: قیامت کے دن

میں تمام بنی نوع انسان کا سردار ہوں گا جب آپ نے دیکھا کہ صحابہ ﷺ نے اس بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تو خود ہی فرمایا' تم پوچھتے کیوں نہیں؟ وہ کس طرح؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' وہ کس طرح یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد سابقہ روایت کے الفاظ ہیں تاہم اس روایت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کے دوران اس بات کا اضافہ ہے۔ آپ یہ فرمائیں گے' میں نے ستارے کے بارے میں کہا تھا' یہ میرا پروردگار ہے اس طرح بتوں کو توڑنے کا ذمہ دار بڑے بت کو قرار دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں بیمار ہوں (اس روایت کے آخر میں نبی اکرم ﷺ کے یہ الفاظ ہیں) اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' جنت کے دو کواڑوں کے درمیان مکہ اور ہجر (نامی مقام) جتنا فاصلہ ہے۔

390 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ خَلِيفَةُ الْبَجَلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبُوْ مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ اٰدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰى ابْنِىْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَّرَاءَ وَرَاءَ اعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِىْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنَبَتَىِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اَىُّ شَىْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِىْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِىْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِىْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِىْ حَافَتَىِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَاْمُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَّمَكْدُوْسٌ فِى النَّارِ وَالَّذِىْ نَفْسُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو اکٹھا کرے گا تو اہلِ ایمان اُٹھ کھڑے ہوں گے' یہاں تک کہ جنت ان کے نزدیک کر دی جائے گی' وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آ کر درخواست کریں گے' اے' ہمارے جد امجد! آپ ہمارے لیے جنت کھلوائیں۔ حضرت آدم جواب دیں گے:

تم اپنے اسی جد امجد کی غلطی کی وجہ سے جنت سے نکالے گئے تھے اس لیے یہ مجھ سے نہیں ہوگا' تم میرے بیٹے اور اللہ تعالیٰ کے

حدیث 390: بخاری (4206)' (6197)' (6975)' ابن ماجہ (4312)' احمد (12174)' ابن حبان (6464)' مستدرک (8749)' ابویعلی (2899)' (3064)' (4350)

خلیل ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے کہ یہ مجھ سے نہیں ہوگا کیونکہ خلیل ہونا اور بات ہے۔

تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جنہیں اللہ نے شرف ہم کلامی عطا کیا تھا' لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی یہی کہیں گے' میں ایسا نہیں کرسکتا' تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی کہیں گے: میں ایسا نہیں کرسکتا۔

اس وقت لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے تو حضرت محمد ﷺ (شفاعت کے لیے) کھڑے ہوں گے۔ آپ کو اس کی اجازت ملے گی اسی طرح امانت اور صلہ رحمی پل صراط کے دونوں کناروں پر کھڑے ہو جائیں گے (تاکہ گزرنے والوں کی مدد کریں)

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تمہارا پہلا گروہ برق کی مانند ہوگا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' برق کی طرح کون سی چیز حرکت کرتی ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے دیکھا ہے کس طرح پلک جھپکنے میں بجلی جا کر واپس بھی آجاتی ہے۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) پھر کچھ لوگ ہوا کی مانند گزریں گے' پھر کچھ پرندوں کی مانند گزریں گے' پھر آدمیوں کی مانند گزریں گے' ان کی رفتار ان کے اعمال کے مطابق ہوگی' تمہارے نبی اس وقت پل صراط پر کھڑے یہی دعا مانگ رہے ہوں گے' اے میرے پروردگار! سلامتی عطا فرما' سلامتی عطا فرما' پھر کمزور اعمال والوں کی باری آئے گی یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص خود کو گھسیٹ کر پکڑے گا' پل صراط کے دونوں کناروں پر کچھ کانٹے لٹکے ہوں گے جنہیں (جہنمیوں کو) پکڑنے کا حکم ہوگا' ان پکڑے ہوئے لوگوں میں بعض زخمی ہوں گے لیکن پار پہنچ جائیں گے اور بعض جہنم میں گر جائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے' جہنم کی گہرائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔

391 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَاَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَآءِ تَبَعًا

✧✧ حضرت انس روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے پہلے میں (لوگوں کے) جنت میں داخلے کے لیے شفاعت کروں گا اور میرے پیروکار تمام انبیاء (کے پیروکاروں سے تعداد میں) زیادہ ہوں گے۔

392 - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُّحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُّخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَآءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَبَعًا وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن میرے

حدیث 391: ابوداؤد (4673)' ترمذی (3148)' (3615)' ابن ماجہ (4301)' (4308)' دارمی (51)' (49)' احمد (10985)' (11304)' (12442)' مستدرک (4429)' (4625)' بیہقی (17492)' ابویعلیٰ (1028)' (3959)' (3967)' معجم کبیر (12777)

پیروکار تمام انبیاء (کے پیروکاروں سے) زیادہ ہوں گے اور سب سے پہلے میں ہی جنت کے دروازے پر دستک دوں گا۔

393- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِى الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ اُمَّتِهِ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (لوگوں کے) جنت میں جانے کے لیے سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا' کسی بھی نبی کی اتنی (تعداد میں) تصدیق نہیں کی گئی جتنی میری کی گئی ہے' بعض انبیاء کی تصدیق صرف ایک شخص نے کی تھی۔

394- وَحَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِىْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ لَا اَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ

✧✧ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آ کر اسے کھولنے کے لیے کہوں گا' جنت کا نگران پوچھے گا' آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کہے گا' مجھے یہی حکم ملا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی دوسرے کے لیے یہ دروازہ نہ کھولوں۔

395- حَدَّثَنِىْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوْهَا فَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِىْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر نبی کو ایک دعا (کی قبولیت کے حسب دعا ظہور) کا حق ملا ہے' میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھا ہوا ہے۔

396- وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِى ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً وَّاَرَدْتُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِىْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نبی کی ایک مخصوص دعا ہے اور میں نے اپنی مخصوص دعا کو قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھا ہوا ہے۔

حدیث 394: بخاری (4377)' ابوداؤد (2888)' (2889)' احمد (262)' (18612)' (18630)' بیہقی (12056)' (12057)' ابویعلی (1656)

حدیث 395: بخاری (5945)' (5946)' (7036)' ترمذی (3602)' ابن ماجہ (4307)' موطا (494)' دارمی (2805)' احمد (2546)' (2692)' (7700)' ابن حبان (6196)' (6460)' (6461)' بیہقی (15615)' (20562)' (20564)' ابویعلی (2237)' (2328)' (2842)

397- حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَ زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِی ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ بْنِ اَسِیْدِ بْنِ جَارِیَةَ الثَّقَفِیُّ مِثْلَ ذٰلِكَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

398- وَحَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ بْنِ اَسِیْدِ بْنِ جَارِیَةَ الثَّقَفِیَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ لِکَعْبِ الْاَحْبَارِ اِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ یَدْعُوْهَا فَاَنَا اُرِیْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَقَالَ کَعْبٌ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ نَعَمْ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار سے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نبی کی ایک مخصوص دعا ہوتی ہے' میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی مخصوص دعا کو محفوظ رکھوں تاکہ اگر اللہ نے چاہا تو قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کر سکوں۔ تو کعب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ نے یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سُنی ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں!

399- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ وَّاللَّفْظُ لِاَبِیْ کُرَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ کُلُّ نَبِیٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّیْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَهِیَ نَائِلَةٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نبی کی ایک دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے' ہر نبی اپنی دعا کر چکا ہے' مگر میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھا ہوا ہے' ان شاء اللہ میری یہ شفاعت میرے اس ہر اُمتی کو نصیب ہوگی جو اس حال میں مرے گا کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں سمجھتا ہوگا۔

400- حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ عُمَارَةَ وَهُوَ ابْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ یَدْعُوْ بِهَا فَیُسْتَجَابُ لَهٗ فَیُؤْتَاهَا وَاِنِّیْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر نبی کی ایک مخصوص دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے جب وہ نبی اس دعا کو مانگتا ہے' تو اس کی قبولیت کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور مطلوبہ مراد پوری کر دی جاتی ہے۔ میں نے (اپنی دعا) قیامت کے

حدیث 399: بخاری (5945)' (5946)' (7036)' ترمذی (3602)' ابن ماجہ (4307)' موطا (494)' داری (2805)' احمد (2546)' (2692)' (7700)' ابن حبان (6196)' (6460)' (6461)' بیہقی (15615)' (20562)' (20564)' ابو یعلی (2237)' (2328)' (2842)

دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے محفوظ کی ہوئی ہے۔

401- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِىُّ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا فِىْ اُمَّتِهٖ فَاسْتُجِيبَ لَهٗ وَاِنِّىْ اُرِيْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اُؤَخِّرَ دَعْوَتِىْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کو ایک مخصوص دعا کا حق ملتا ہے اگر وہ اپنی اُمت کے لیے وہ دعا کرلے تو وہ اس دعا اثر ظاہر ہوجاتا ہے' میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے مؤخر کردوں۔

402-حَدَّثَنِىْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِىُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَاللَّفْظُ لِاَبِىْ غَسَّانَ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنُوْنَ ابْنَ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِاُمَّتِهٖ وَاِنِّىْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِىْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

✧✧ حضرت انس بن مالک نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر نبی کی ایک مخصوص دعا اس کی اُمت کے حق میں مقبول ہوتی ہے' میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھا ہے۔

403-وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ اَبِىْ خَلَفٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

404-حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنِيْهِ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِىُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ جَمِيْعًا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّ فِىْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ قَالَ قَالَ اُعْطِىَ وَفِىْ حَدِيْثِ اَبِىْ اُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

405-وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

406-وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِىْ خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِىْ اُمَّتِهٖ وَخَبَاْتُ دَعْوَتِىْ

حدیث 402: بخاری (5945)' (5946)' (7036)' ترمذی (3602)' ابن ماجہ (4307)' موطا (494)' داری (2805)' احمد (2546)' (2692)' (7700)' ابن حبان (6196)' (6460)' (6461)' بیہقی (15615)' (20562)' (20564)' ابویعلی (2237)' (2328)' (2842)

حدیث 406: بخاری (5945)' (5946)' (7036)' ترمذی (3602)' ابن ماجہ (4307) موطا (494)' داری (2805)' احمد (2546)' (2692)' (7700)' ابن حبان (6196)' (6461)' بیہقی (15615)' (20562)' (20564)' ابویعلی (2237)' (2328)' (2842)

شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر نبی اپنی اُمت کو ایک مخصوص دعا دیتا ہے میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھا ہے۔

بَابُ 75: دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمَّتِهٖ وَبُكَائِهٖ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ

نبی اکرم ﷺ کا اپنی اُمت پر شفقت کی بدولت ان کے لیے دعا کرنے اور رونے کا بیان

407-حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّدَفِیُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اِبْرَاهِیْمَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ الْاٰیَةَ وَقَالَ عِیْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ فَرَفَعَ یَدَیْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ یَا جِبْرِیْلُ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَّرَبُّكَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا یُبْكِیْكَ فَاَتَاهُ جِبْرِیْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَاَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ یَا جِبْرِیْلُ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْئُكَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (قرآن کی آیت) کو تلاوت کیا: ''اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے' جو میری پیروی کرے' وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو' تو بخشنے والا مہربان ہے۔'' (پھر فرمایا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کہیں گے:

''اگر تو انہیں عذاب میں مبتلا کرے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔''

پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کہا' اے اللہ! میری اُمت (کو بخش دے) میری اُمت (کو بخش دے) آپ رو پڑے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا' اے جبرائیل علیہ السلام! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ (حالانکہ اللہ تعالیٰ خود بخوبی جانتا ہے) اور ان سے پوچھو تم کیوں رو رہے ہو؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام' نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہی سوال کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی وجہ بتائی۔ جبرائیل علیہ السلام نے وہ وجہ اللہ تعالیٰ کو بتائی (حالانکہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود اس سے بخوبی باخبر ہے) تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا' اے جبرائیل علیہ السلام! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان سے کہو ہم تمہاری اُمت کے معاملے میں تمہیں راضی کر دیں گے' رنجیدہ نہیں کریں گے۔

امت مسلمہ کی فضیلت و برتری کا بیان

حضرت' بہز بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ قشیری بصری اپنے والد (حضرت حکیم بن معاویہ) سے اور وہ بہز کے دادا (اور اپنے

حدیث 407: ابن حبان (7234)' (7235)

والد حضرت معاویہ ابن حیدہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تفسیر میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: (اے اہل اسلام) تم ستر امتیوں کو تمام کرتے ہو اور اللہ کے نزدیک تم ان امتوں میں سب سے بہتر اور گرامی قدر ہو۔ اس روایت کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث "حسن" ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 991)

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کا ترجمہ ہے: امتوں میں سب سے بہتر امت تم تھے جسے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے پیدا کیا گیا۔ پس کنتم (تم تھے) سے مراد یہ ہے کہ اپنی اس خصوصیت اور وصف کے ساتھ تم روز اول سے اللہ کے علم و ارادہ میں تھے جس کا ظہور اس دنیا میں اب میرے آنے کے بعد ہوا ہے۔ یا یہ کہ لوح محفوظ میں اس وصف و خصوصیت کے ساتھ تمہارا ذکر روز اول ہی آ گیا۔ اور یا یہ کہ گزشتہ امتوں کے درمیان تمہارا ذکر اسی وصف و خصوصیت کے ساتھ یعنی "خیر امت" کی حیثیت سے ہوتا تھا۔ بہرحال "خیر امت" میں اس امت سے مراد اس امت کے تمام ہی اہل ایمان مراد ہیں خواہ وہ عام امتیوں میں سے ہو یا خواص میں سے۔ حقیقت یہ ہے کہ حسن اعتقاد، ایمان کی راہ میں ثابت قدم رہنے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں بہت زیادہ محبت و تعلق رکھنے، ایمان سے نہ پھرنے، اسلام کی غلامی کے دائرہ سے اپنے کو باہر نہ رکھنے اور ان جیسی دوسری خصوصیات وصفت رکھنے کے سبب ہر امتی اس فضیلت میں شامل ہے جو پچھلی تمام امتوں کے مقابلہ میں اس امت مرحومہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے، تاہم بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ "خیر امت" کا مصداق مخصوص طور پر اس امت کی وہ جماعت ہے جو "خواص" سے تعبیر کی جاتی ہے یعنی علماء صادقین شہداء اسلام اور صالحین امت ان حضرات کے نزدیک "خیر" سے مراد خیر تامہ کاملہ مخصوصہ ہے اسی طرح بعض حضرات نے اس کا مصداق "مہاجرین کی جماعت" کو قرار دیا ہے، لیکن یہ حضرات "خیر امت" کے مفہوم کو ایک محدود دائرہ تک کیوں رکھتے ہیں اور اس کے مصداق کو کسی خاص طبقہ میں منحصر کیوں کرتے ہیں اس کی وجہ ظاہر نہیں ہے۔ لہٰذا حق یہ ہے کہ "خیر امت" کے مفہوم کو مخصوص کرنے کے بجائے عام رکھا جائے۔ "ستر امتوں" میں ستر کا عدد تحدید کے لئے نہیں، بلکہ تکثیر کے لئے ہے، کیونکہ اس عدد کا ذکر اظہار تکثیر کے موقعوں پر زیادہ آتا ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ "ستر امتوں" سے مراد وہ گزشتہ امتیں ہیں جو بڑی بڑی تھیں اور جن کا عدد ستر تک پہنچتا ہے اور انہیں کے ضمن میں تمام چھوٹی چھوٹی امتیں بھی آ جاتی ہیں۔

"تم ستر امتوں کو تمام کرتے ہو۔ میں "اتمام" دراصل "ختم" کے معنی میں ہے مطلب یہ کہ جس طرح تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین اور تمام رسولوں کے سردار ہیں اسی طرح تم بھی تمام امتیوں کے خاتم، تمام امتوں سے زیادہ گرامی قدر اور اتم ہو، پچھلی تمام امتوں پر امت محمدی کی فضیلت و برتری کے اظہار کے لئے بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور روایت اپنی سند کے ساتھ بطریق مرفوع نقل کی ہے جس کے الفاظ ہیں: قال ان الجنۃ حرمت علی الا نبیاء کلھم حتی ادخلھا و حرمت علی الا مم حتی تد خلھا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حقیقت یہ کہ جنت تمام انبیاء پر حرام ہے جب تک کہ میں اس میں نہ پہنچ جاؤں اور جنت تمام امتوں پر حرام ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔ "اور یہ چیز اس امت کے حسن خاتمہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو اس کے حسن بدائت پر مبنی ہے اس کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد انالذین سبقت لھم منا الحسنی بھی

اشارہ کرتی ہے پس یہ امت محمدی اس دنیا میں آنے کے اعتبار سے اگرچہ سب کے بعد ہے لیکن فضل وشرف اور مقام ومرتبہ میں سب سے اعلیٰ ہے۔

خطاء ونسیان کے معاف ہونے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء و نسیان کو معاف کر دیا ہے اور اس گناہ سے بھی معافی عطا فرمادی ہے جس میں زبردستی مبتلا کیا گیا ہو۔

(سنن بیہقی، مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 990)

خطا (جو مقصود اور ممدود دونوں طرح یعنی مد کے بغیر بھی اور مد کے ساتھ بھی آتا ہے) اپنے مفہوم میں صواب کی ضد ہے اس کے معنی میں "چوک جانا" چنانچہ صراح میں لکھا ہے! خطاء بمعنی ناراست جو "صواب" (درست وراست) کا برعکس مفہوم ہے۔ اسی مصدر سے نکلا ہوا لفظ "خطیہ" ہے جس کے معنی "گناہ" کے ہیں، یا ایک قول کے مطابق وہ گناہ جو غیر ارادی طور پر یعنی بلا قصد سرزد ہوا ہو اس کے لئے اخطاط کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح "مخطی" اس شخص کو کہتے ہیں جو ارادہ تو صواب یعنی راست و درست عمل کا کرے مگر مبتلا غیر صواب یعنی ناراست و غیر درست عمل میں ہو جائے۔ اس شخص نے خطا کی، یا اس شخص سے خطا ہو گئی، یہ بات ایسے آدمی کے بارہ میں کہی جاتی ہے جس نے قصدا ارادہ تو کسی درست عمل کا کیا تھا لیکن اچانک اس سے وہ عمل واقع ہو گیا ہو جو غیر درست تھا، مثلاً اس نے شکار کو نشانہ بنا کر بندوق چلائی تھی مگر بندوق کی گولی اچانک کسی انسان کو لگ گئی اور اس طرح وہ اس انسان کے قتل خطا کا مرتکب ہو گیا، یا یہ کہ مثلاً وہ آدمی روزہ سے تھا، کلی کرنے کے قصد سے اس نے منہ میں پانی لیا اور وہ پانی اچانک حلق میں اتر گیا۔

پس اس حدیث میں "خطاء" کے یہی معنی مراد ہیں۔ "نسیان" اپنے مفہوم میں "حفظ" کی ضد ہے اس کے معنی ہیں بھولنا "سہو" کا لفظ "نسیان" کے معنی میں آتا ہے جیسے کہا جاتا ہے، اس شخص نے فلاں کام میں سہو کیا۔ یعنی وہ اس کام کو بھول گیا اس سے غافل رہا اس کا دھیان کسی اور کام میں الجھ گیا تھا، ان لفظی وضاحتوں کے بعد اب سمجھئے کہ حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے خطاء ونسیان کو معاف کر دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خطاء ونسیان کے تحت کوئی غیر درست ناروا فعل سرزد ہو جائے تو اس پر گناہ نہیں ہوتا، اس فعل کا مرتکب گناہ گار نہیں ہوگا، یہ مطلب نہیں کہ خطا ر ونسیا کے تحت سرزد ہونے والا ہر فعل دنیاوی طور پر بھی کسی شرعی قائدے وقانون کی گرفت میں نہیں آتا، چنانچہ خود قتل خطاء پر دیت اور کفارہ کا واجب ہونا ثابت ہے، اسی طرح کسی ایسی چیز کا خطاء ارتکاب ہو جائے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو اس روزہ کی قضا واجب ہوتی ہے۔ ہاں نسیان کی صورت میں روزے کی قضاء واجب نہیں ہوتی کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے اس میں رعایت دی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ روزہ میں اگر بھولے سے کوئی چیز کھالی یا کوئی چیز پی لی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ تم اپنے اس روزہ کو پورا کرو کیونکہ تمہارا وہ کھانا پینا اللہ ہی کی طرف سے ہے، نیز نماز میں اگر نسیان اور سہو واقع ہو جائے تو اس پر سجدہ واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص اگر کسی کا مال سہواً تلف کر دے تو اس پر ضمان (معاوضہ) واجب ہوتا ہے۔

اور اس گناہ سے بھی معافی عطا فرمادی۔۔۔" اس جملہ میں وما استکر ھوا علیہ کالفظ صیغہ مجہول کے ساتھ ہے، یعنی وہ گناہ جو زور وزبردستی سے کرائے گئے ہوں۔ مطلب یہ کہ اگر کسی شخص کو کسی ایسے فعل کے ارتکاب پر مجبور کیا گیا ہو جس کو وہ گناہ ہونے کی وجہ سے قطعی ناپسند کرتا ہوا اور اس کے ارتکاب میں اس کے اپنے قصد وارادہ کو ذرا دخل نہ ہو تو وہ شخص گناہ گار نہیں ہوگا اگرچہ اس کو مجبور کرنے کے لئے قتل یا ضرب شدید جیسی کسی سخت دھمکی کا استعمال نہ کیا گیا ہو، تاہم اس (زور وزبردستی سے کرائے گئے گناہوں اور جرائم کے) سلسلہ میں حق اللہ اور حق العباد کے تعلق سے شرعی احکام وقوانین کی الگ الگ نوعیتیں اور شقیں ہیں جن کی تفصیل اصول کی کتابوں میں مذکور ہے۔

امت مسلمہ کے احوال کا بیان

حضرت امام جعفر صادق اپنے والد (حضرت امام محمد باقر) سے اور وہ امام جعفر کے دادا (یعنی اپنے والد حضرت امام زین العابدین علی بن حسین بن علی) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش ہو جاؤ اور خوش ہو جاؤ، بات یہ ہے کہ میری امت اجابت کے افراد کا حال (حصول منفعت کے اعتبار سے) بارش کے حال کی مانند ہے جس کے بارہ میں معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا اخیر بہتر ہے یا اس کا اول بہتر ہے، یا میری امت کی مثال ایک باغ کی مانند ہے جس (کے کچھ حصوں سے) ایک سال ایک جماعت نے کھایا یعنی نفع اٹھایا اور اس (کے کچھ حصوں سے) دوسرے سال ایک اور جماعت نے کھایا، ممکن ہے وہ جماعت جس نے آخر میں باغ سے کھایا (پہلی جماعت کے مقابلہ میں) چوڑائی اور گہرائی میں زیادہ ہو اور خوبیوں میں بھی اس سے بہتر ہو، بھلا وہ امت کیونکر ہلاک (یعنی نیست ونابود) ہو جس کا اول میں ہوں جس کے وسط میں مہدی ہوں گے اور جس کے آخر میں مسیح ہوں گے، ہاں ان زمانوں کے درمیان ایک کج رو (یعنی گمراہ) جماعت پیدا ہوگی، اس جماعت کے لوگ میرے راستہ وطریقہ پر چلنے والے اور میرے متبعین میں سے نہیں ہوں گے اور نہ میں ان سے ہوں یعنی میں ان سے راضی اور ان کا حامی ومددگار نہیں بلکہ ان کی سرکشی اور ان کے فسق کے سبب ان سے اپنی ناراضگی اور بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ (رزین، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 984)

خوش ہو اور خوش ہو، یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار یا تو تاکید کے لئے فرمائے یا اس تکرار میں یہ نقطہ ملحوظ تھا کہ ایک بشارت تو دین کے اعتبار سے ہے اور ایک بشارت آخرت کے اعتبار سے۔ چوڑائی اور گہرائی میں۔۔۔ یہاں "چوڑائی اور گہرائی" سے جماعت کی کثرت اور لوگوں کی بڑی تعداد کے معنی مراد ہیں، اس جملہ میں طول، (لمبائی) کا ذکر اس لئے نہیں ہے کہ عرض اور عمق طول کے بعد ہوتا ہے، جب عرض اور عمق کا ذکر آ گیا تو گویا طول کا بھی ذکر ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا حال بارش کے حال کی طرح ہے جس کے بارہ میں معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا اول بہتر یا اس کا آخر بہتر ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 983)

بارش کی مثال کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کا ذکر جس انداز میں کیا اس سے بظاہر تو شک وترددا ور عدم یقین اس میں سمجھا جاتا ہے کہ معلوم نہیں کہ اس امت کے پہلے لوگ بہتر تھے یا بعد کے لوگ بہتر ہیں، لیکن حقیقت میں حدیث سے یہ مفہوم مراد نہیں ہے بلکہ بارش کی مثال کے ذریعہ اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ پوری امت اچھی ہے جیسا کہ سوکھے اور خشک

موسم میں جب باران رحمت نازل ہوتی ہے تو وہ پوری بارش ہی اچھی اور نافع مانی جاتی ہے، اس طرح امت محمدی صلی علیہ وسلم میں پہلے زمانہ سے تعلق رکھنے والے اور بعد کے زمانوں کے سچے اور نیک مسلمان بھی خیر یعنی اچھا ہونے اور فائدہ پہنچانے کے اعتبار سے برابر ہیں، پس لفظ "خیر" دین کے اعتبار سے فضیلت ظاہر کرنے والے اسم تفضیل کے طور پر استعمال نہیں ہوا ہے۔ رہا یہ سوال کہ امت کے اول اور آخر دونوں سے تعلق رکھنے والے اچھا اور نافع ہونے میں برابر کیسے ہیں؟ تو وہ یوں کہ دور اول کے لوگوں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت کا شرف پایا، آنحضرت صلی علیہ وسلم کی ہر حالت میں اتباع کی، آپ صلی علیہ وسلم کی دعوت اسلام دوسروں تک پہنچائی، آپ صلی علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت اور آپ صلی علیہ وسلم کے پیش کیے ہوئے دین کے فوائد وہدایات کی بنیاد رکھی۔ آپ صلی علیہ وسلم کے دین متین کو اعانت وتقویت پہنچائی اور آنحضرت صلی علیہ وسلم کی ہر طرح سے مدد وحمایت کی تو بعد کے امتیوں نے آنحضرت صلی علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت اور آپ صلی علیہ وسلم کی شریعت کو جوں کا توں تسلیم کیا، رسالت و شریعت کے ہر جز پر مضبوط عقیدے کے ساتھ جمے رہے، آپ صلی علیہ وسلم کے دین کی حفاظت اور دین کو استحکام ورواج دیا دینی قواعد وہدایات کی بنیاد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، یا دین وشریعت کے ارکان کو مضبوط و مستحکم کیا۔

اسلام کے جھنڈے کو سربلند کیا، اسلام کی روشنی کو چار دانگ عالم میں پھیلایا اور اس کے برکات واثرات تمام عالم پر ظاہر کیے اور اگر لفظ "خیر" کو اسم تفضیل کے معنی پر محمول کیا جائے تو بھی اس اعتبار سے درست ہوسکتا ہے کہ "خیر" (بہتر ہونے) کے وجوہ اور اسباب متعدد ہوتے ہیں جن اسباب و وجوہ کے اعتبار سے دور اول کے امتی بہتر تھے، ان کے علاوہ بعض اور اسباب و وجوہ سے بعد کے زمانہ کے امتی بہتر ہیں گویا حاصل یہ نکلا کہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نافع اور اچھا ہونے کے اعتبار سے پوری امت یکساں اور برابر ہے اور اس پر بھی دلالت کرتی ہے، کہ وجوہ واسباب کے تعدد واختلاف کے مدنظر دور اول کے امتی اپنے اعتبار سے بہتر ہیں اور بعد کے زمانہ کے امتی اپنی نوعیت سے بہتر ہیں، لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ جہاں تک کلی فضیلت کا تعلق ہے وہ صرف دور اول کے امتیوں یعنی صحابہ کے لئے مخصوص ہے۔

اگرچہ یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ کسی خاص درجہ ونوعیت کے تحت بعد کے امتیوں میں سے کسی کے لئے جزوی فضیلت ثابت کی جائے اور یہ بات ذہن میں رہے کہ کلی فضیلت سے مراد "اللہ کے ہاں سب سے زیادہ ثواب پانا" ہے۔ اور تورپشتی نے لکھا ہے: یہ حدیث بعد کے امتیوں پر دور اول کے امتیوں کی فضیلت وبرتری میں شک وتردد پر ہرگز محمول نہیں ہے کیونکہ قرن اول (صحابہ کا زمانہ) تمام قرنوں سے بلاشک وشبہ افضل ہے پھر اس کے بعد کے قرن کے امتی اپنے بعد والے تمام قرنوں سے افضل ہیں اور پھر اس کے بعد کے قرن کے امتی اپنے بعد والے تمام قرنوں سے افضل ہیں پس اس حدیث کی مراد بس یہ بیان کرنا ہے کہ دین وشریعت پھیلانے کے اعتبار سے پوری امت نافع ہے۔ اسی طرح کی بات قاضی نے بھی ایک طویل عبارت میں لکھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح بارش کے بارہ میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا کون سا حصہ زیادہ مفید اور نفع بخش ہے اور کس وجوہ سے "خیر" کا وجود ہے اور کن افراد میں "خیر" کا وجود نہیں ہے، کیونکہ وجود خیر کی مختلف جہتیں اور مختلف نوعیتیں ہوتی ہیں اور اس اعتبار سے امت کا ہر دور اپنی اپنی حیثیت اور جہت سے "وجود خیر" کا حامل ہوگا، تاہم الفضل للمتقدم کے اصول کے تحت فضیلت انہی امتیوں کے لئے

ہے جو دور اول میں تھے، یعنی صحابہ اور یہ حدیث بعد کے زمانے والے امتیوں کے لئے تسلی کا مصدر ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ رب العلمین کی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس کی بارگاہ سے حصول فیض کی توقع ہر حال میں باقی ہے۔

اس حدیث کی شرح میں طیبی لکھتے ہیں، امت کو بارش کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے وہ محض ہدایت اور علم کو سامنے رکھ کر دی گئی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بارش کو ہدایت اور علم کے مشابہت دی ہے پس حدیث مذکورہ میں "امت" جس کو بارش کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے اس سے مراد علماء کاملین ہیں کہ جو خود بھی کامل ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی درجہ کمال تک پہنچاتے ہیں، یہ وضاحت بھی گویا اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ "خیر" سے "نفع" کے معنی مراد لئے جائیں جس سے "فضیلت" میں پوری امت کا یکساں ہونا لازم نہیں آتا، خلاصہ کلام یہ کہ امت محمدی اپنے کسی دور میں "خیر" سے خالی نہیں رہے گی، جیسا کہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری امت کو "امت مرحومہ" فرمایا ہے اور یہ ثمرہ ہے اس بات کا کہ اس امت کا نبی "نبی رحمت" ہے بخلاف دوسری امتوں کے کہ ان کے ہاں "خیر" کا وجود صرف ابتدائی دور میں رہا اور پھر بعد والوں میں "شر" آگیا اور اس طرح آیا کہ انہوں نے اپنی مقدس آسمانی کتابوں تک کو بدل ڈالا اور تحریفیں کر کر کے اپنے دین کا حلیہ ہی بگاڑ دیا جس پر ان کے دور اول کے لوگ تھے۔

امت مسلمہ کے بعد والے اہل ایمان کے جذبہ کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حقیقت تو یہ ہے کہ میری امت میں مجھ سے نہایت شدید اور نہایت اچھی محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میری وفات کے بعد پیدا ہوں گے ان میں کوئی تو یہ آرزو کرے گا کہ کاش وہ مجھ کو دیکھ لے اپنے اہل وعیال اور اپنا مال واثاثہ سب کچھ مجھ پر قربان کردے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 981)

یعنی میرے تئیں شدت محبت اس کو اس آرزو میں مبتلا رکھے گی کہ اگر میری زیارت اور میرے دیدار کا موقع اس کو نصیب ہو جائے تو وہ مجھ تک پہنچے اور اپنے اہل وعیال، اپنا گھر بار اپنا مال واثاثہ سب کچھ مجھ پر فدا کردے، واضح ہو کہ اس حدیث سے اور اس جیسی دوسری حدیثوں سے بظاہر یہ مفہوم نکلتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد ہوسکتا ہے کہ بعضے لوگ ایسے اس امت میں پیدا ہوں جو فضیلت میں صحابہ کرام کے برابر ہوں یا ان سے بھی افضل ہوں چنانچہ محدثین میں کی ایک مشہور شخصیت علام ابن عبد البر کا رجحان اسی طرف ہے انہوں نے اسی طرح کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

اس کا ذکر شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی صواعق محرقہ میں موجود ہے، لیکن جمہور علماء کا اجماع واتفاق اسی پر ہے کہ امت کے افضل ترین افراد صحابہ کرام ہی ہیں کوئی بھی غیر صحابی خواہ دین وشریعت علم ومعرفت، ولایت وبزرگی اور تقوی وتقدس میں کتنا ہی اونچا مقام رکھتا ہو، صحابی کی منزل اور اس کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا، ان جمہور علماء نے ان احادیث کے بارہ میں کہ جن سے ابن عبد البر نے استدلال کیا ہے کہا ہے کہ ان احادیث کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ جو بات ثابت کی جاسکتی ہے وہ کسی غیر صحابی کی کسی ایک گوشہ سے جزوی فضیلت ہے لیکن جہاں تک کلی فضیلت کا تعلق ہے، کہ جو کثرت ثواب سے عبارت ہے تو وہ صرف صحابہ کے لئے ہے۔

ان علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اس گفتگو میں صحابہ سے مراد وہ خاص الخاص صحابہ ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ومعیت میں طویل عرصہ تک رہنے کا شرف نصیب ہوا ہو، جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ اکتساب علم وفیض کیا ہو اور جو آنحضور صلی علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے ہوں، رہے وہ عام العوام صحابہ جن کو ایک آدھ ہی مرتبہ زیارت نبوی صلی علیہ وسلم کا موقع ملا ہو اور بعض تو ایسے بھی ہیں جن کو پوری عمر میں بس ایک ہی مرتبہ چہرہ اقدس کا دیدار نصیب ہوا تو ان کا مسئلہ محل توقف وتر دد اور محل نظر ہے، لیکن حق یہ کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی صحابیت کا وہ شرف وفضل جو کسی بھی صحابی کو کسی بھی غیر صحابی سے افضل وبرتر مقام عطا کرتا ہے، ہر صحابی کو حاصل ہے، اگرچہ کسی صحابی کو صرف ایک ہی بار آنحضرت صلی علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے دیدار کا موقع ملا ہو اور اس فضل وشرف میں تو کوئی بھی کسی صحابی کا ہمسر وشریک نہیں ہوسکتا، ہاعلمی وعملی فضیلت میں گفتگو کا دائرہ وسیع ہوسکتا ہے لیکن اس جہت سے بھی زیادہ بحث کی بجائے یہی کہنا اولی ہے کہ صحابہ پوری امت میں علی الاطلاق افضل واشرف ہیں۔

امت مسلمہ پر اللہ کے کرم وفضل ہونے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم مسلمانوں کو مخاطب کر کے) فرمایا: دوسری امتوں کے لوگوں کے مقابلہ میں تمہارا عرصہ حیات اتنا ہے جتنا کہ (سارے دن کے مقابلہ میں) نماز عصر کے بعد سے غروب افتاب تک کا درمیانی وقت، علاوہ ازیں (اللہ رب العزت کے ساتھ) تمہارا معاملہ اور یہود ونصاری کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی شخص اجرت پر کام کرنے کے لئے کچھ مزدوروں کو طلب کرے اور ان سے کہے کہ کوئی ہے جو دوپہر تک میرا کام کرے اور میں (اتنے عرصہ کام کرنے کی اجرت کے طور پر) ہر شخص کو ایک ایک قیراط دوں گا۔ چنانچہ اس اجرت کو منظور کر کے) یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا، پھر اس شخص نے کہا کوئی ہے جو دوپہر سے عصر تک میرا کام کرے اور میں ہر شخص کو ایک ایک قیراط دونگا چنانچہ یہود کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے لوگوں نے یعنی) انصاری نے دوپہر سے عصر کے وقت ایک ایک قیراط پر کام کیا اور پھر اس شخص نے کہا کوئی ہے جو نماز عصر سے غروب آفتاب تک میرا کام کرے اور میں ہر شخص کو دو دو قیراط دوں گا (اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا) جان لو (اس مثال میں) تم ہی وہ لوگ ہو جو عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کام کرنے والے ہیں، یاد رکھو تمہارا اجر دوگنا ہے اور اسی وجہ سے (کہ تمہارے کام کی مدت تو کم ہے لیکن مستحق دوگنے اجر کے قرار پائے ہو) یہود ونصاری بھڑک اٹھے اور بولے کہ عمل کے اعتبار سے تو ہم بہت بڑھے ہوئے ہیں اجر وثواب میں ہمارا حصہ بہت کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جواب دیا کہ کیا میں نے تمہارے ساتھ کچھ ظلم کیا ہے یعنی میں نے تمہاری جو اجرت مقرر کی تھی اور تمہیں جو کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا کیا اس میں کچھ کمی کی ہے، یہود ونصاری نے کہا! نہیں (ہمارے حق میں تو نے کچھ کم نہیں کیا ہے لیکن تیری طرف سے یہ تفاوت اور تفریق کیسی ہے؟) پروردگار نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ یہ زیادہ اجر دینا میرا فضل واحسان ہے میں جس کو چاہوں زیادہ دوں (میں فاعل مختار ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں)۔

(بخاری، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 980)

اجل کسی چیز کی مدت متعینہ کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لتبلغوا اجلا مسمی اور کبھی اس لفظ (اجل کا اطلاق انسان کی موت پر کیا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے دنا اجلہ اس شخص کی موت قریب آ گئی۔ یہ ملا علی قاری نے طیبی کے حوالہ سے لکھا ہے اور اس کے بعد کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ "اجل" کے لفظ سے کبھی تو اس پوری مدت کو تعبیر کیا جاتا ہے جو عمر کے لئے متعین ہوتی ہے خواہ وہ معلق ہو یا مبر) جیسا کہ اللہ کے اس ارشاد ثم قضی اجلا و اجل مسمی عندہ میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اور کبھی اس لفظ کا اطلاق مدت عمر کے خاتمہ اور زندگی کے آخری لمحہ پر ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کے ارشاد اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون میں اس لفظ کے یہی معنی مراد ہیں پس یہاں حدیث کے الفاظ انما اجلکم فی اجل من خلا من الامم الخ میں لفظ "اجل" کے پہلے معنی مراد ہیں یعنی پورا عرصہ حیات پوری مدت عمر اس روشنی میں حدیث گرامی کے ان الفاظ کی وضاحت یہ ہوگی کہ! اے مسلمانو! پچھلی امتوں کے لوگوں کی لمبی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری کم عمروں کا تناسب وہی ہے جو دن کے آغاز سے نماز عصر تک وقت کے مقابلہ میں عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک کے وقت کا ہے، لیکن اس کے باوجود تمہارے اجر و ثواب کی مقدار زیادہ متعین ہے جب کہ ان لمبی لمبی عمروں والوں کے لئے اجر و ثواب کی مقدار کم رکھی گئی، یہ تمہارا شرف و اعزاز ہے کہ تمہارے عمل کا عرصہ کم ہے مگر اجر و ثواب کہیں زیادہ۔

قیراط "ایک وزن کو کہتے ہیں جو درہم کے بارہویں حصہ یا دینار کے بیسویں یا چوبیسویں حصہ کے برابر ہوتا ہے۔" یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا" یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے اور ان کی اتباع کرنے والوں نے اپنی اپنی لمبی لمبی عمروں میں کم ثواب پر زیادہ عمل کیا اور اس طرح وہ ان مزدوروں کے مشابہ ہوئے جنہوں نے صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا ہو۔ اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں اور ان کی اتباع کرنے والوں کا زمانہ آیا تو انہوں نے بھی اپنے عرصہ حیات میں کم ثواب پر زیادہ عمل کیا اور وہ ان مزدوروں کے مشابہ ہوئے جنہوں نے دوپہر کے بعد سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا ہو۔ "یاد رکھو تمہارا اجر دوگنا ہے" یعنی یہود و نصاریٰ کے ساتھ تو یہ معاملہ تھا کہ وہ جتنا کرتے تھے اسی کے برابر اجر و ثواب کے مستحق ہوتے تھے۔ لیکن تمہارا اعزاز یہ ہے کہ ان کی بہ نسبت تم کو دوگنا اجر و ثواب ملتا ہے گویا حدیث کا یہ مضمون اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے کہ: یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وامنو برسولہ یوتکم کفلین من رحمتہ۔ "اے (عیسیٰ علیہ السلام پر) ایمان رکھنے والو! تم اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ رحمت سے تمہیں دگنا ثواب دے گا۔" پس اس امت کے لوگوں نے نہ صرف یہ کہ اپنے نبی کو مانا اور اس کی تصدیق کی بلکہ پچھلے نبیوں اور رسولوں پر بھی ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی لہٰذا دوگنے اجر اور دوہرے ثواب کے مستحق ہوئے۔

لیکن اجر و ثواب میں ہمارا حصہ بہت کم ہے" یہود و نصاریٰ کی اس بات کو زیادہ وضاحت کے ساتھ یوں ادا کیا جا سکتا ہے کہ: پروردگار! یہ کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا کام کم اس کے اعمال قلیل، لیکن اس کا اجر بہت اس کا ثواب زیادہ، اس امت کے مقابلہ میں ہمارا کام کہیں زیادہ ہمارے اعمال بہت کثیر، مگر ہمارا اجر کہیں کم اور ہمارا ثواب بہت قلیل؟ یہاں دونوں احتمال ہیں، یہ بات یہود و نصاریٰ یا تو قیامت کے دن کہیں گے جب وہ امت محمدیہ کو اجر و ثواب کے اعتبار سے اپنے مقابلہ کہیں زیادہ آگے پائیں گے، یا اس طرح کی بات انہوں نے اس وقت کہی ہوگی جب ان کو اپنے اپنے زمانہ میں اپنی آسمانی کتابوں کے ذریعہ اور اپنے

رسولوں کی زبانی اس امت محمدیہ کے ایسے فضائل و خصائص معلوم ہوئے ہوں گے۔

بہر صورت اس حدیث میں اس بات کی جہت سے، کیونکہ بندہ اپنے مولیٰ کے نزدیک اس وجہ سے ثواب کا مستحق نہیں ہوتا کہ اس نے کوئی عبادت کی ہے، کوئی کارگزاری دکھائی ہے، بلکہ مولیٰ اپنے محض فضل و احسان کی جہت سے بندہ کو ثواب سے نوازتا ہے اور مولیٰ کو اس کا پورا اختیار ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے زیادہ سے زیادہ ثواب عطا فرمائے فانہ یفعل مایشاء و یحکم ما یرید۔ واضح ہو کہ حدیث میں مذکور "یہود و نصاریٰ" سے مراد وہ یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں (رسول کو مانا) اس پر ایمان لائے، اس کی لائی ہوئی کتاب اور شریعت کی پیروی کی اور آخر دم تک اپنے اپنے دین حق پر قائم رہے، رہی ان یہود و نصاریٰ کی بات ثواب ہی سے محروم رہے علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل مقدس پر ایمان رکھتے ہیں، باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور توریت پر بھی ایمان لائے تھے لیکن ان کو یہود کی بہ نسبت زیادہ ثواب نہیں ملا، جو صرف اپنے ہی رسول اور اپنی ہی کتاب یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور توریت پر ایمان لائے تھے۔

ایک اور بات اس حدیث سے حنفی علماء نے عصر کے وقت کے بارہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کو اور مضبوط بنانے کے لئے استدلال کیا ہے، حضرت امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ عصر کا وقت جب شروع ہوتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل یعنی دوگنا ہو جائے۔ چنانچہ ان حنفی علماء کا کہنا ہے کہ نصاریٰ کے عرصہ عمل کا اس امت کے عرصہ عمل سے زیادہ ہونا اسی صورت میں سمجھا جا سکتا ہے جب کہ حدیث میں مذکور مثال کے مطابق ان کے کام (عمل) کی مدت دوپہر کے بعد سے ہر چیز کا سایہ دو مثل یعنی دوگنا ہو جانے تک رہے۔

بَابُ 76: بَیَانِ اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَی الْکُفْرِ فَهُوَ فِی النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَّلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِیْنَ

جو شخص کفر کی حالت میں مرے گا وہ جہنم میں جائے گا' اسے شفاعت نصیب نہیں ہوگی اور اسے مقرب بندوں کے ساتھ قرابت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا

408 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیْنَ اَبِیْ قَالَ فِی النَّارِ قَالَ فَلَمَّا قَفّٰی الرَّجُلُ دَعَاهُ فَقَالَ اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاكَ فِی النَّارِ

✧✧ حضرت انس بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: جہنم میں۔ وہ شخص اُٹھ کے جانے لگا تو آپ ﷺ نے اس کو بلا کے کہا' میرا باپ (یعنی چچا) اور تمہارا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔

409 - حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَّزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ مُوْسَی بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

حدیث 408: ابوداؤد (4718)' احمد (12213)' (13861)' ابن حبان (578)' بیہقی (13856)' ابویعلیٰ (3516)' معجم کبیر (3552)' (549)' (548)

وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِىْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِىْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِىْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِىْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِىْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِىْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّىْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اپنے قریبی عزیزوں کو ڈراؤ''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی دعوت کی جب تمام خاص وعام قریشی اکٹھے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے کعب بن لوی کی اولاد! خود کو جہنم سے بچاؤ' اے مرہ بن کعب کے فرزندو! خود کو جہنم سے بچاؤ۔

اے بنوعبدشمس! خود کو جہنم سے بچاؤ' اے عبد مناف کی اولاد! خود کو جہنم سے بچاؤ۔ اے بنو ہاشم! خود کو جہنم سے بچاؤ۔

اے بنوعبدالمطلب! خود کو جہنم سے بچاؤ۔ اے فاطمہ! خود کو جہنم سے بچاؤ۔ میں تمہارے بارے میں اللہ کی بارگاہ میں کچھ نہیں کرسکتا تاہم میرا تم سے جو رشتہ ہے اس کا تمہیں فائدہ حاصل ہوگا۔

410- وَحَدَّثَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِىُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَحَدِيْثُ جَرِيْرٍ اَتَمُّ وَاَشْبَعُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

411- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَيُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْنِىْ مِنْ مَالِىْ مَا شِئْتُمْ

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اپنے قریبی عزیزوں کو ڈراؤ''

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''صفا'' پہاڑ پر کھڑے ہو کر فرمایا' اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اے عبدالمطلب کی بیٹی صفیہ! اے عبدالمطلب کے بچو! میں اللہ کی بارگاہ میں تمہارے لیے کچھ نہیں کرسکتا البتہ تم میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگ لو۔

412- وَحَدَّثَنِىْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ

حدیث 409: بخاری (2602)' (3335)' (3336)' ترمذی (3185)' (3186)' (3363)' نسائی (3644)' (3645)' (3646)' دارمی (2732)' احمد (883)' (1371)' (2544)' ابن حبان (646)' (6548)' (6549)' مستدرک (5140)' بیہقی (12428)' (12429)' (12886)' ابویعلی (679)' (1579)' معجم کبیر (1532)' (4545)' (5305)

حدیث 411: بخاری (3335)' (3336)' (4492)' ترمذی (3363)' (2310)' (3184)' نسائی (3644)' (3645)' (3646)' احمد (8585)' (9166)' (9792)' ابن حبان (6548)' بیہقی (12429)' ابویعلی (6327)' (6149)' معجم کبیر (354)' (5305)' (956)

حدیث 412: بخاری (3335)' (3336)' (4492)' ترمذی (3363)' (2310)' (3184)' نسائی (3644)' (3644)' (3645)' (3646)' احمد (8585)' (9166)' (9792)' ابویعلی (6327)' (6149)' معجم کبیر (354)' (5305)' (956)

الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِىْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَلِيْنِىْ بِمَا شِئْتِ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اپنے قریبی عزیزوں کو ڈراؤ''

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (خطاب کے دوران) ارشاد فرمایا: اے گروہِ قریش! خود کو اللہ کی بارگاہ میں فروخت کردو' میں وہاں کچھ نہیں کرسکتا۔

اے بنوعبدالمطلب! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تمہیں اللہ سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔ اے صفیہ! (یعنی نبی اکرم کی پھوپھی) میں تمہیں اللہ کی طرف سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔ اے فاطمہ بنت محمد! (میری چیزوں میں سے) تم جو چاہو' مانگ لو مگر میں تمہیں اللہ سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔

413- وَحَدَّثَنِىْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

414- حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ انْطَلَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى رَضْمَةٍ مِّنْ جَبَلٍ فَعَلَا اَعْلَاهَا حَجَرًا ثُمَّ نَادٰى يَا بَنِىْ عَبْدِ مَنَافٍ اِنِّىْ نَذِيْرٌ اِنَّمَا مَثَلِىْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَاُ اَهْلَهُ فَخَشِيَ اَنْ يَسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ

✧✧ قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اپنے قریبی عزیزوں کو ڈراؤ''

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کے سب سے اونچے پتھر پر تشریف لے گئے اور آپ نے (خطاب کرتے ہوئے) فرمایا' اے بنو عبدمناف! میں تمہیں (اللہ کی گرفت سے) ڈرانے والا ہوں' میری اور تمہاری مثال اس شخص کی مانند ہے' جو دشمن دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو بچانے کے لیے اس اندیشے کے تحت دوڑ کر جائے کہ کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائے اور ساتھ میں وہ یہ آواز لگا رہا ہو' خطرہ ہے۔

415- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو وَقَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

حدیث 414: بخاری (4492)' (4687)' نسائی (3647)' (3648)' احمد (25088)' (25576)' (20624)' معجم کبیر (354)' (5305)' (956)

416- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ فَقَالُوْا مَنْ هٰذَا الَّذِيْ يَهْتِفُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ فَاجْتَمَعُوْا اِلَيْهِ فَقَالَ يَا بَنِيْ فُلَانٍ يَّا بَنِيْ فُلَانٍ يَّا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ يَّا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاجْتَمَعُوْا اِلَيْهِ فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِسَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ اَمَا جَمَعْتَنَا اِلَّا لِهٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّقَدْ تَبَّ كَذَا قَرَاَ الْاَعْمَشُ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اپنے قریبی عزیزوں کو ڈراؤ اوران میں سے سمجھ دار لوگوں کو بھی (ڈراؤ)''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''صفا'' پہاڑ پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے کہا' ہوشیار ہو جاؤ! لوگ کہنے لگے' یہ کون پکار رہا ہے؟ کسی نے بتایا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب لوگ آپ کے سامنے اکٹھے ہونے لگے تو آپ نے پکارا:

''اے بنو فلاں! اے بنو فلاں! اے بنو عبد مناف! اے بنو عبدالمطلب! جب لوگ پوری طرح جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ اس پہاڑ کی اوٹ میں سے نکل کر ایک دشمن تم پر حملہ کرنے والا ہے' تو کیا تم میری اس بات کی تصدیق کرو گے؟ لوگ بولے' ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں آنے والے شدید عذاب سے ڈرا رہا ہوں' تو ابولہب بولا' تم تباہ ہو جاؤ' کیا تم نے صرف اسی لیے ہمیں اکٹھا کیا تھا؟ پھر وہ اُٹھ کے چل دیا اس کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی:

''ابولہب کے دو دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں اور وہ خود بھی تباہ ہو جائے۔''

417-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ بِنَحْوِ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ نُزُوْلَ الْاٰيَةِ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں آیت ''وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ'' کے نزول کا ذکر نہیں ہے۔

شرح

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے۔ (سورہ لہب، ۱)

سورہ لہب کا شانِ نزول

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۔ (الشعراء:

حدیث 416: بخاری (3335)' (3336)' (4492)' ترمذی (3363)' (2310)' (3184)' نسائی (3644)' (3645)' (3646)' احمد (8585)' (9166)' (9792)' ابویعلی (6327)' (6149)' معجم کبیر (354)' (5305)' (956)

۲۱۴) اپنے قریبی رشتہ داروں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں۔تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) صفا پہاڑ پر چڑھے اور آپ نے بلند آواز سے پکارا، یا بنی فہر، یا بنی عدی، یہ قریش کے خاندان تھے حتیٰ کہ وہ سب جمع ہو گئے اور جو خود نہیں آ سکے، انہوں نے اپنا نمائندہ بھیج دیا تا کہ دیکھیں کہ انہیں کس لئے بلایا گیا ہے۔ابولہب بھی آ گیا اور دیگر قریش بھی آ گئے، آپ نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ اس وادی میں تم پر حملہ کرنے کے لئے ایک لشکر آیا ہوا ہے تو آیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے کہا: ہاں! ہم نے آپ کی خبر کا سچ کے سوا تجربہ نہیں کیا: فرمایا تو میں تم کو ڈرا رہا ہوں کہ تمہارے آگے شدید عذاب آ پہنچا ہے، تب ابولہب نے کہا: تم پر سارا دن ہلاکت ہو، کیا تم نے ہم کو اس لئے جمع کیا تھا اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی: **تبت یدآ ابی لھب وتب . ما اغنی عنه ماله و ما کسب .** (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۷۷۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۰۸ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۳۶۳، سنن کبری للنسائی رقم الدیث: ۱۰۸۱۹)

ایک اور سند سے حدیث اس طرح ہے: حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: **وانذر عشیرتك الاقربین** (الشعراء ۲۱۴) تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نکلے حتیٰ کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے ندا کی: یا صباحاہ (ہوشیار ہو جاؤ صبح ہو گئی ہے، کسی خطرہ سے خبردار کرنے کے لئے یا صباحاہ کہا جاتا ہے) لوگوں نے کہا، یہ کون ہے؟ اور سب آپ کے پاس جمع ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا: یہ بتاؤ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ گھڑ سواروں کا ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے آ رہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا: ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی خبر نہیں سنی، تب آپ نے فرمایا: میں تمکو ڈرا رہا ہوں کہ تمہارے سامنے عذاب شدید ہے، ابولہب نے کہا، تمہارے لئے ہلاکت ہو، کیا تم نے ہم کو اس لئے جمع کیا تھا پھر وہ کھڑا ہو گیا، اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی: **تبت یدا ابی لھب وتب** (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۹۷۱ صحیح مسلم رقم الحدیث: 355-208 ابن مندہ رقم الحدیث: ۱۵۰ دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲ ص 182-181 صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۵۵۰ شرح السنۃ رقم الحدیث: ۳۷۴۲ مسند احمد ج ۱ ص ۳۰۷ مسند احمد ج ۵ ص ۱۷ مؤسستہ الرسالتہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ)

تبت کا معنی

اللھب: ۱ میں تبت کا لفظ ہے، اس کا مصدر تب اور تباب ہے علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ ھ لکھتے ہیں: اس کا معنی ہے: دائمی نقصان تبت یدا ابی لھب کا معنی ہے: ابولہب دائمی نقصان میں رہے، قرآن مجید میں ہے:

وما زادوھم غیر تتبیب . (ھود: ۱۰۱) اور انہوں نے اپنا نقصان ہی زیادہ کیا۔ **وما کید فرعون الا فی تباب .** (المومن: ۳۷) اور فرعون کی ہر سازش نقصان میں رہی۔ (المفردات ج ۱ ص ۹۳ مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ، ۱۴۱۸ھ)

تب معنی ہلاکت اور ٹوٹنا بھی ہے۔ (لغات القرآن ج ۲ ص ۶۶)

ابولہب کا نام اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کی عداوت

اللھب: ۱ میں ہے: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

ابولہب اس کی کنیت ہے اور اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے، اس کی ماں خزاعیہ ہے، یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کا حقیقی چچا تھا، ابولہب کنیت کی وجہ یہ ہے کہ یا تو اس کا بیٹا لہب تھا، یا اس کے رخسار بہت سرخ تھے، الفاکہی نے کہا ہے کہ اس کی کنیت ابولہب اس وجہ سے تھی کہ لہب کا معنی ہے: شعلہ اور اس کا چہرہ اس کے حسن کی وجہ سے شعلے کی طرح بھڑکتا تھا، نیز اس کا مآل یہ تھا کہ یہ دوزخ کے شعلوں میں جھونکا گیا، اس لئے قرآن مجید نے اس کی کنیت کا ذکر کیا ہے، اس کے اسم کا ذکر نہیں کیا، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ اپنی کنیت کے بجائے اپنے اسم کے ساتھ زیادہ مشہور تھا، نیز قرآن مجید نے اس کا اسم اس لئے ذکر نہیں کیا کہ اس کا اسم عبدالعزیٰ تھا، اور العزیٰ بت تھا، جس کی پرستش کی جاتی تھی اور عبدالعزیٰ کا معنی ہوا، عزیٰ کا بندہ، اور قرآن میں اللہ کے سوا کس اور کی بندگی کا ذکر مناسب نہ تھا۔ یہ تمام لوگ سے زیادہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عداوت رکھتا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اعلان نبوت سے پہلے یہ اور ابوطالب لڑ پڑے اور ابولہب، ابوطالب کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا، اچانک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گئے تو آپ نے اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اس کو زین پر دے مارا، اس نے کہا، ہم دونوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گئے تو آپ نے اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اس کو زمین پر دے مارا، اس نے کہا، ہم دونوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گئے تو آپ نے اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اس کو زمین پر دے مارا، اس نے کہا، ہم دونوں تمہارے چچا ہیں، پھر تم نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے دل میں تمہاری محبت کبھی بھی نہیں رہی، ابولہب یہ سن کر غضب ناک ہوا اور ہمیشہ آپ سے عداوت رکھتا رہا، غزوہ بدر میں ابولہب نہیں گیا تھا اور اس نے اپنی جگہ بدیل کو بھیج دیا تھا اور جب اس کو قریش کی عبرتناک شکست کا پتا چلا تو یہ غم سے مر گیا۔ (فتح الباری ج ٦ ص ١٤٦ دار المعرفہ، بیروت، ١٤٢٦ھ)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اعلان نبوت کے بعد ابولہب آپ سے بدترین عداوت رکھتا تھا، اس کا اندازہ اس حدیث سے کیا جاسکتا ہے۔

ربیعہ بن عابدہ یلمی پہلے زمانہ جاہلیت میں تھے، پھر اسلام لے آئے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی آنکھوں کے سامنے ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا، آپ فرما رہے تھے: اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو، تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ آپ اس کے راستوں میں جا رہے تھے اور لوگ آپ کے گرد جمع ہو رہے تھے، میں نے دیکھا کوئی آپ سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا اور آپ خاموش نہیں ہو رہے تھے آپ یہی کہہ رہے تھے اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو تم آخرت میں کامیاب ہو جائے گے اور بے شک آپ کے پیچھے ایک بھینگا آدمی تھا، وہ بہت خوبصورت تھا اور اس کی دو چٹیاں تھیں، وہ کہہ رہا تھا، یہ شخص اپنا دین بدل چکا ہے اور جھوٹا ہے، میں نے کہا، یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محمد بن عبداللہ ہیں اور یہ نبوت کا ذکر کر رہے ہیں، میں نے پوچھا اور یہ کون شخص ہے جو ان کو جھوٹا کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ان کا چچا ابولہب ہے، راوی نے کہا: تم اس وقت کم عمر تھے؟ انہوں نے کہا نہیں! میں عقل مند تھا۔ (مسند احمد ج ٣ ص ٤٩٢ طبع قدیم، مسند احمد ج ٢٥ ص ٤٠٥۔ ٤٠٤ موسستہ الرسالۃ الاحاد والمثانی رقم الحدیث: ٩٦٤ المعجم الکبیر رقم الحدیث: ٤٥٨٢، المستدرک ج ١ ص ١٥ مصنف ابن ابی شیبہ ج ١٤ ص ٣٠٠ سنن نسائی ج ٨ ص ٥٥ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ٦٥٦٢ دلائل النبوۃ لابی نعیم رقم الحدیث: ٣١٩)

ابولہب کی عبرت ناک موت

الھب: امیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے۔

ابولہب نے چونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق بددعائیہ کلمہ کہا تھا تبا لک آپ کا ہاتھ ٹوٹ جائے یا آپ ہلاک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلہ میں صورۃ بددعائیہ کلمہ فرمایا: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ بددعا دینے سے پاک ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے خبر دی، وہ ہلاک ہو گیا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ اس کی ہلاکت کے احوال میں لکھتے ہیں: ابو رافع بیان کرتے ہیں: جنگ بدر کے بعد ابولہب سات دن زندہ رہا، حضرت ام الفضل نے خیمہ کی چوب اس کے سر پر مار کر اس کا سر پھاڑ دیا، اس کے بعد وہ عدسہ کی بیماری میں مبتلا ہوا، اس بیماری میں طاعون کی طرح گلٹی سی نکلتی ہے اور یہ ایک قسم کا پھوڑا ہوتا ہے، اسی بیماری میں وہ مر گیا، اس کے جسم سے سخت بدبو آ رہی تھی، تین دن تک اس کی لاش پڑی رہی، لوگ اس بیماری سے طاعون کی طرح بھاگتے تھے حتیٰ کہ قریش کے ایک شخص نے اس کے بیٹوں سے کہا، تم کو حیاء نہیں آتی، تمہارے گھر میں کہیں ہمیں بھی یہ بیماری نہ لگ جائے، اس نے کہا، تم اس کو دفن کرو، میں بھی تمہاری مدد کروں گا، ابو رافع نے کہا، پس اللہ کی قسم! انہوں نے اس کو غسل نہیں دیا اور مکہ کی ایک بلند جگہ سے اس کو ایک دیوار کے ساتھ پھینک دیا اور اس کے اوپر پتھر ڈال دیئے (نعوذ باللہ منہ)

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص 77-76 دار الفکر بیروت، ۱۴۱۹ھ تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۳۵۳-۳۵۲)

اللھب: ۲ میں فرمایا: اس کے مال نے اور اس کی کمائی نے اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔

ابولہب کے بیٹے عتیبہ کا انجام

یعنی اس کا مال اور اس کی کمائی اس کو دوزخ کے عذاب سے نہ بچا سکے، اس آیت میں ہم نے کسب کا معنی کمائی کیا ہے اور کسب کا اطلاق اولاد پر بھی ہوتا ہے، حدیث میں ہے:

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، بے شک سب سے پاکیزہ طعام جو تم کھاتے ہو، وہ تمہاری کمائی سے ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی سے ہے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۳۵۸ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۵۲۸ سنن نسائی رقم الحدیث: ۴۴۶۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۲۹۰، مسند احمد ج ۶ ص ۳۱)

ابولہب کے دو بیٹے تھے، عتبہ اور عتیبہ اور ان دونوں کا نکاح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دو صاحبزادیوں سے تھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عناد کی وجہ سے ابولہب نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دیں۔ اس سلسلے میں یہ حدیث ہے:

قتادہ بن دعامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) کا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے ہوا، ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اعلان نبوت فرما دیا اور دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ (رضی اللہ عنہ) اس کے بھائی عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں، جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ تبت یدا ابی لھب نازل فرمائی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتیبہ اور عتبہ سے کہا، میرا سر تم دونوں کے سر کے لئے حرام ہوگا، اگر تم نے (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی اور ابولہب کی بیوی اروی بنت حرب بن امیہ نے کہا، اے میرے بیٹو! تم ان دونوں کو طلاق

دے دو، سوان دونوں نے ان دونوں نے آپ کی صاحب زادیوں کو طلاق دے دی، اور جب عتیبہ نے حضرت ام کلثوم کو طلاق دے دی تو وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئیں اور عتیبہ نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا، میں آپ کے دین سے کفر کرتا ہوں اور آپ کی بیٹی کو چھوڑتا ہوں، نہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے نہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، پھر وہ آپ پر حملہ آور ہوا اور آپ کی قمیص پھاڑ دی، وہ اس وقت تجارت کی غرض سے شام کی طرف جارہا تھا، تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اس کے اوپر اپنے کتے کو مسلط کردے، وہ قریش کے تاجروں کے ساتھ روانہ ہوا حتی کہ وہ سب رات کو شام میں ایک جگہ ٹھہرے، اس جگہ کا نام الزرقاء تھا، اس رات ان کے پاس شیر آیا اور ان کے درمیان چکر لگاتا رہا، عتیبہ نے کہا: ہائے میری ماں کا عذاب! اللہ کی قسم! یہ مجھے پھاڑ کھائے گا، جیسا کہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا کی تھی، پھر لوگوں کے درمیان سے شیر اس کے پاس آیا، اس کے سر کو پکڑ کر اس کو جیسا کہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا کی تھی، پھر لوگوں کے درمیان سے شیر اس کے پاس آیا، اسکے سر کو پکڑ کر اس کو مار ڈالا۔

(المعجم الکبیر ج۲۲ص ۵۴۶-۴۳۵ دلائل النبوۃ لابی نعیم رقم الحدیث: ۳۸۳-۳۸۱-۳۸۰ تفسیر کبیر ج ۱۱ص ۵۰ وروح المعانی جز ۳۰ص ۴۷۱)

علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ ابولہب کے تین بیٹے تھے، عتیبہ، عتبہ اور معتبہ، عتبہ اور معتبہ فتح مکہ کے دن اسلام لے آئے تھے، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے اسلام کو مخفی رکھا اور ان کے حق میں دعا کی اور یہ دونوں جنگ حنین اور جنگ طائف میں حاضر ہوئے۔ (روح المعانی جز ۳۰ص ۴۷۰ دارالفکر بیروت، ۱۴۱۷ھ)

اللھب: ۳ میں فرمایا، وہ عنقریب سخت شعلوں والی آگ میں جائے گا۔

سیدنا احمد ﷺ کی نبوت کے صدقہ پر دلائل

امام رازی فرماتے ہیں، اس آیت میں تین وجہوں سے غیب کی خبر ہے: (۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: ابولہب خسارہ میں رہے گا اور ہلاک ہوجائے گا اور ایسا ہی ہوا۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: وہ اپنے مال اور پانی اولاد سے فائدہ نہیں اٹھا سکے گا اور ایسا ہی ہوا۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہے اور ایسا ہی ہوا کیونکہ وہ ایمان نہیں لایا۔

(تفسیر کبیر ج ۱۱ص 353-352 داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

دراصل یہ سدینا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کے صدق پر تین دلیلیں ہیں کیونکہ آپ نے قرآن مجید کی وساطت سے تین پیش گوئیاں فرمائیں اور یہ تینوں پیش گوئیاں صحیح ثابت ہوئیں اور یہ آپ کی نبوت کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہیں۔

اللھب: ۴ میں فرمایا: اور اس کی بیوی بھی لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے۔

ابولہب کی بیوی کی مذمت

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: ابولہب کی بیوی کانی تھی، اس کی کنیت ام جمیل تھی، اس کا نام تھا اروی بنت حرب بن امیہ یہ حضرت معاویہ کے والد ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بہن تھی، ایک قول یہ ہے کہ یہ کانی نہیں تھی، امام بزار نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ جب سورۃ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تو

ابولہب کی بیوی آئی، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا: آپ ایک طرف ہوجائیں، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے اوراس کے درمیان کوء چیز حائل ہوجائے گی (میں اس کودکھائی نہیں دوں گا) اس نے کہا، اے ابوبکر! تمہارے پیغمبر نے میری ھجو کی ہے، حضرت ابوبکر نے کہا، اس کعبہ کے رب کی قسم! وہ شعر بناتے ہیں نہ شعر پڑھتے ہیں، اوراس نے کہا، تم ان کی تصدیق کرتے ہو، جب وہ پیٹھ پھیر کر چلی گئی تو اس کعبہ کے رب کی قسم! وہ شعر بناتے ہیں نہ شعر پڑھتے ہیں، اس نے کہا: تم ان کی تصدیق کرتے ہو، جب وہ پیٹھ پھیر کر چلی گئی تو حضرت ابوبکر نے کہا، اس نے آپ کو نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا، جب تک وہ پیٹھ پھیر کر چلی نہیں گئی، ایک فرشتہ مجھے چھپائے ہوئے تھا اور امام ابویعلیٰ اور امام ابن ابی حاتم نے اور حاکم نے حضرت زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ جب تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی سے کسی نے کہا (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہاری ہجو کی ہے، تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آکر کہنے لگی، کیا آپ نے مجھے لکڑیوں کا گھٹا اٹھائے ہوئے دیکھا ہے؟ کیا آپ نے میری گردن میں رسی دیکھی ہے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۴۷ دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۶ھ المستدرک ج ۲ ص ۳۶۱)

امام ابونعیم اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں، جب سورۃ تبت نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس گئی اس وقت آپ کے پاس حضرت ابوبکر بھی تھے، حضرت ابوبکر نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ایک طرف ہوجائیں تاکہ آپ کوئی مکروہ بات نہ سنیں، جس سے آپ کو رنج ہو، ابولہب کی بیوی آرہی ہے اور وہ سخت بدزبان ہے، آپ نے فرمایا: میرے اوراس کے درمیان کوئی چیز حائل کردی جائے گی، وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی، اس نے حضرت ابوبکر سے کہا: تمہارے پیغمبر نے ہماری ہجو کی ہے، حضرت ابوبکر نے کہا: اللہ کی قسم! وہ شعر بناتے ہیں نہ شعر پڑھتے ہیں، اس نے کہا: تم ان کی تصدیق کرتے ہو، جب وہ چلی گئی تو حضرت ابوبکر نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے آپ کو نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: میرے اوراس کے درمیان ایک فرشتہ تھا جو مجھے چھپائے ہوئے تھا۔

(دلائل النبوۃ رقم الحدیث: ۱۴۰ مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۳۱۷۵۹ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۲۱۰۳)

حمالة الحطب کا معنی

اس آیت میں حمالة الحطب کا لفظ ہے حمالة کا معنی ہے: اٹھا کر لانے والی اور الحطب کا معنی ہے: لکڑیاں وہ اپنے بخل کی وجہ سے جنگل سے لکڑیاں اٹھا کر لاتی تھی اور کانٹے لاکر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے راستہ میں ڈال دیتی تھی تاکہ آپ کو وہ کانٹے چبھیں حمالة الحطب کا معنی چغلیاں کھانے والی بھی ہے، وہ لوگوں کی چغلیاں کرتی تھی اور ادھر کی بات ادھر لگاتی تھی۔

(جامع اللبیان رقم الحدیث: ۲۹۵۹۹ تفسیر کبیر ج ۱۱ ص 354-353 فتح الباری ج ۶ ص ۱۰۷)

اللھب: ۵ میں فرمایا: اس کی گردن میں کھجور کی چھال کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔

ابولہب کی بیوی کے لئے دوزخ کی وعید

اس آیت میں جید کا لفظ ہے، اس کا معنی ہے: گردن اوراس آیت میں مسد کا لفظ ہے، اس کا معنی کھجور کی چھال کی بٹی ہوئی رسی ہے۔ (القاموس المحیط ص ۵۷۲ القاموس ص 319 مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

الواحدی نے کہا ہے کہ درخت کی چھال سے جو بہت عمدہ طریقہ سے رسی بٹی جائے، اس کو مسند کہتے ہیں۔
یہ وہ مضبوط رسی تھی، جس سے وہ اپنی لکڑیوں کا گٹھا باندھتی تھی، قیامت کے دن اسی یا اس جیسی رسی کا پھندا اس کے گلے میں پڑا ہوگا، اس آیت سے مقصود اس کو اور اس کے خاوند کو ایذاء پہنچانا ہے۔

اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جہنم کی آگ میں وہ ایسی حالت میں ہوگی کہ اس کی پیٹھ پر درخت زقوم کی کانٹے دار لکڑیوں کا گھٹا ہوگا اور اس کی گردن میں آگ کی زنجیروں کا پھندا ہوگا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ درخت کی چھال سے بٹی ہوئی رسی کا پھندا دوزخ کی آگ میں کیسے باقی رہے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح دوزخ کی آگ میں اس کی کھال، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی، اسی طرح وہ رسی بھی ہمیشہ رہے گی اور جس طرح اس کو جلنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اسی طرح وہ رسی بھی بار بار بنتی رہے گی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ بٹی ہوئی رسی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ لوہے کی زنجیر ہو۔ (تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۳۵۵، داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۵ھ)

رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والے کی شدید مذمت

جب کسی شریف اور مہذب انسان کو کوئی شخص برا کہے یا گالی دے تو وہ برداشت کر لیتا ہے لیکن اگر اس کے عزیز دوست یا محبوب کو کوئی شخص برا کہے تو پھر وہ ضبط نہیں کرتا اور ایک کی دس سناتا ہے، ولید بن مغیرہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مجنون کہا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا دفاع کیا اور فرمایا: اللہ کے فضل سے آپ مجنون نہیں ہیں، پھر اس کی مذمت میں اس کے دس عیوب بیان فرمائے اور آخری عیب یہ بیان فرمایا کہ وہ بداصل ہے یعنی ولد الحرام ہے۔

سا ای طرح کوئی کسی معزز شخص کے محبوب کو برا کہے تو وہ اس کی بھی مذمت کرتا ہے اور اس کے متعلقین کی بھی مذمت کرتا ہے کہ تم ایسے ہو اور تمہاری اولاد ایسی ہے اور تمہاری بیوی ایسی ہے، اس نہج پر جب ابولہب نے آپ کے متعلق کہا کہ آپ کا ہاتھ ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ خود ہلاک ہو گیا اور اس کا بیٹا بھی ہلاک ہو گیا اور آخرت میں وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا اور اس کی بیوی بھی دوزخ میں لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے جائے گی اور اس کے گلے میں رسی ہوگی۔ (تفسیر تبیان القرآن، سورۂ لہب، لاہور)

بَابُ 77: شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَالِبٍ وَّالتَّخْفِيْفِ عَنْهُ بِسَبَبِهٖ

نبی اکرم ﷺ کا جناب ابوطالب کیلئے شفاعت کرنا اور آپ ﷺ کی بدولت ان کے عذاب میں تخفیف ہونا

418- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْاُمَوِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ اَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَاِنَّهٗ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ نَعَمْ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ

حدیث 418: بخاری (3670)، (3672)، (5855)، احمد (1763)، (1768)، (1774)، ابن حبان (6271) ابو یعلیٰ (6694)، (6715)، (1360)

نَارٍ وَّلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

حضرت عباس بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں' انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ابوطالب کو کوئی فائدہ پہنچایا ہے؟ حالانکہ وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے' آپ کی وجہ سے لوگوں سے ناراض ہوتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! وہ جہنم کے اوپر والے حصے میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نیچے والے حصے میں ہوتے۔

419- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَنْصُرُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ فَهَلْ نَفَعَهُ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُهُ اِلٰى ضَحْضَاحٍ

✧✧ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ' حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! ابوطالب آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے' آپ کی مدد کرتے تھے' آپ کی وجہ سے لوگوں کی ناراضگی مول لیتے تھے' کیا اس کا انہیں فائدہ ہوا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! میں نے انہیں جہنم کی گہرائیوں میں پایا تو وہاں سے نکال کر انہیں اوپر والے حصے میں لے آیا۔ (جہاں ہلکا عذاب ہے)

420-حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ اَخْبَرَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ اَبِي عَوَانَةَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

421- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ اَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے سامنے آپ کے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: شاید قیامت کے دن انہیں میری شفاعت سے فائدہ پہنچے' انہیں اب جہنم کے اوپر والے حصے میں رکھا گیا ہے اور آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچتی ہے' لیکن اس کی وجہ سے ان کا دماغ کھولتا ہے۔

422- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِي عَيَّاشٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا جو

حدیث 421: بخاری (3670)' (3672)' (5855)' احمد (1763)' (1768)' (1774)' ابن حبان (6271)' ابویعلیٰ (6694)' (6715)

حدیث 422: بخاری (6193)' (6194) احمد (2690)' (9573)' (9658)' ابن حبان (7472) مستدرک (8729)' (8730)' (8733)

آگ کے جوتے پہنے گا اوران جوتوں کی گرمی کی وجہ سے اس کا دماغ کھول جایا کرے گا۔

423- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ النَّهْدِىِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَّهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِىْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا' انہیں (آگ کے) جوتے پہنائے جائیں گے جس کی وجہ سے ان کا دماغ کھول جایا کرے گا۔

424- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَّاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَّخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ يُّوْضَعُ فِىْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِىْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے بعد جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا جس کے پاؤں کے نیچے انگارے رکھے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول جایا کرے گا۔

425- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَّهٗ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَّغْلِىْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِ الْمِرْجَلُ مَا يُرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا' جسے تسموں والے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے اوران کی وجہ سے اس کا دماغ کھول جایا کرے گا' جیسے ہنڈیا (میں پانی کھول جاتا ہے) وہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ شدید عذاب اسے ہورہا ہے' حالانکہ اسے سب سے ہلکا عذاب ہورہا ہوگا۔

شفاعت کے معنی ومفہوم کا بیان

شفاعت کے معنی" شفاعت کا مطلب ہے گناہوں کی معافی کی سفارش کرنا!" چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن بارگاہ رب العزت میں گنہگار اور مجرم بندوں کے گناہوں اور جرموں کے معاف کئے جانے کی درخواست پیش کریں گے اس لئے عام طور پر "شفاعت" کا لفظ اسی مفہوم کے لئے استعمال ہوتا! ویسے "شفاعت" کا لفظ شفع سے نکلا ہے جس کے اصل معنی جوڑا (جفت) کرنے، کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ ملانے کے ہیں وتر (بمعنی طاق) کے مقابلہ پر شفع (بمعنی جفت) کا لفظ آتا ہے وہ اس معنی کے اعتبار سے ہے۔اسی طرح زمین یا مکان میں ہمسائیگی کی وجہ سے جو حق خرید حاصل ہوتا ہے اس کو بھی "شفعہ" اسی معنی کی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔پس "شفاعت" میں بھی یہ معنی اس اعتبار سے موجود ہیں کہ شفاعت کرنے والا جرم وگناہ کرنے والے کی

حدیث 423: دارمی (2848) احمد (2636)

حدیث 424: بخاری (6193)' (6194) دارمی (2848) احمد (9658) ابن حبان (7472) مستدرک (8734)' (8735)

معافی کی درخواست پیش کر کے گویا خود کو اس مجرم و گناہ گار) کے ساتھ ملاتا ہے۔

شفاعت کی دو قسمیں جن لوگوں نے اس دنیا میں کبیرہ اور صغیرہ گناہ کیئے ہونگے ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا قبول ہونا اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ واضح رہے کہ شفاعت کی مختلف نوعیتیں ہوں گی۔ اور وہ تمام نوعیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے ثابت ہیں چنانچہ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مخصوص ہوں گی اور بعض ایسی ہیں جن میں دوسروں کے ساتھ مشارکت ہوگی لیکن شفاعت کا دروازہ چونکہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کھولیں گے اس لئے حقیقت میں تمام شفاعتیں لوٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف منسوب ہوں گی اور علی الاطلاق تمام شفاعتوں کے والی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ شفاعت کی سب سے پہلی قسم "شفاعت عظمی" ہے اور یہ وہ شفاعت ہے جو تمام مخلوق کے حق میں ہوگی۔ اور یہ شفاعت کرنے کا شرف صرف ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا۔ انبیاء کرام صلواۃ اللہ علیہم اجمعین میں سے بھی کسی کو اس شفاعت کی مجال و جرأت نہیں ہوگی اور اس شفاعت عظمی" سے مراد ہے تمام میدان حشر کے لوگوں کو راحت دینے، وقوف کی طوالت و شدت کو ختم کرنے، حساب کتاب اور پروردگار کے آخری فیصلے کو ظاہر کرنے اور تمام لوگوں کو محشر کی ہولناکیوں، شدتوں اور سختیوں سے چھٹکارا دینے کی سفارش کرنا اس کی تفصیل احادیث سے معلوم ہوگی! شفاعت کی دوسری قسم وہ ہے جس کے ذریعہ ایک طبقہ کو حساب کتاب کے بغیر جنت میں پہنچانا مقصود ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے اس شفاعت کا ثبوت بھی منقول ہے بلکہ بعض حضرات کے نزدیک یہ شفاعت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات کے لئے مخصوص ہے۔

شفاعت کی تیسری قسم وہ ہے جس کی مدد سے ان لوگوں کو جنت میں پہنچانا مقصود ہوگا جن کے نامہ اعمال میں ثواب اور گناہ مساوی طور پر ہوں گے۔ شفاعت کی چوتھی قسم وہ ہے جس کے ذریعہ ان لوگوں کو جنت میں پہنچانا مقصود ہوگا جو اپنے گناہ اور جرائم کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ کے مستوجب قرار پائیں گے۔ چنانچہ آنحضرت ان لوگوں کے حق میں شفاعت کریں گے اور ان کو جنت میں داخل کرائیں گے! شفاعت کی پانچویں قسم وہ ہے جس کے ذریعہ کچھ لوگوں کے درجات و مراتب اور ان کے اعزاز و اکرام میں ترقی اور اضافہ کرنا مقصود ہوگا شفاعت کی چھٹی قسم وہ ہے جو ان گناہ گاروں کے حق میں ہوگی جنہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا اور وہ اس شفاعت کے بعد وہاں سے نکال کر جنت میں پہنچائے جائیں گے، اس شفاعت کا حق مشترکہ ہوگا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے انبیاء، ملائکہ، علماء اور شہدا بھی اپنے اپنے طور پر اور اپنے اپنے لوگوں کے لئے یہ شفاعت کریں گے۔ شفاعت کی ساتویں قسم وہ ہے جس کے ذریعہ ان لوگوں کے عذاب میں تخفیف کرانا مقصود ہوگا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب و دوزخ کے مستوجب قرار دیئے جاچکے ہوں گے۔

شفاعت کی نویں قسم وہ ہے جو صرف اہل مدینہ کے حق میں ہوگی اور شفاعت کی دسویں قسم وہ ہے جو امتیاز و اختصاص کے طور پر صرف ان لوگوں کے حق میں کی جائے گی۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کا شرف حاصل کیا

جائے گا۔ علماء نے کہا ہے کہ شفاعت کے متعدد مواقع ومحل ہوں گے، شفاعت کا سب سے پہلا موقع تو وہ ہوگا جب لوگوں کو درگاہ رب العزت میں پیش کرنے کے لئے میدان محشر میں لا کھڑا کر دیا جائے گا۔

اس وقت لوگ خوف وخجالت کے پسینے میں غرق ہوں گے، ہر ایک پر ہیبت ودہشت چھائی ہوگی ہر شخص مواخذہ وعذاب کے خوف سے کانپ رہا ہوگا اس وقت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے تا کہ لوگوں کو کچھ اطمینان وراحت مل جائے اور وہ بیٹھ کر دم لے سکیں پھر جب درگاہ رب العزت سے حکم ہوگا کہ ان سب کو لے جایا جائے اور حساب لیا جائے تو اس موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخواست کریں گے کہ ان کو حساب سے مستثنیٰ قرار دیا جائے اور یوں ہی معاف فرما دیا جائے اور اگر سب کا حساب ضروری لیا جانا ہو تو سرسری حساب پر اکتفا کر لیا جائے، حساب میں سختی وشدت اور سخت باز پرس نہ کی جائے، کیونکہ جو بھی سخت حساب سے دوچار ہوگا، اس کا عذاب سے بچنا ممکن ہی نہیں ہوگا۔ پھر حساب کے بعد جو لوگ مستوجب عذاب قرار پائیں گے، ان کو دوزخ میں بھیجا جائے گا تو یہ موقع بھی شفاعت کا ہوگا تا آنکہ ان کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے اور ان کو دوزخ سے نکلوا کر جنت میں پہنچوائیں گے۔ غرضیکہ ان ہولناک مواقع پر شروع سے لے کر آخر تک رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور غفار وکریم پروردگار کی رحمت وعنایت سے عفو وکرم کی بہت کچھ امید رکھنی چاہئے۔ ویسے جو کچھ بھی فیصلہ صادر ہو۔

شفاعت کا بیان احادیث کی روشنی میں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سرور عالم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو منصب شفاعت کبری مرحمت فرمایا، جس پر قرآن و حدیث شاہد؛ چنانچہ ارشاد رب کریم ہے، قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل آیت 79) مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود سے مراد کیا ہے؟ فرمایا شفاعت۔ (ترمذی ابواب التفسیر القران) تفسیر جلالین میں ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ (تفسیر جلالین صفحہ 490)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ گروہ بنا کر اپنے اپنے نبی کی خدمت میں حاضر ہونگے، اور عرض کریں گے کہ ہماری شفاعت فرمایئے۔ یہاں تک کہ بات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک آ پہنچے گی۔ پس اس روز (شفاعت کے لئے) اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر کھڑا کریگا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

یہی مضمون مسند امام اعظم باب الشفاعۃ، مشکوۃ باب الحوض والشفاعۃ فصل اول میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے، میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ لوگوں کیلئے ہے؟ نہیں بلکہ وہ (شفاعت) ان گناہ گاروں کیلئے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت خطا کار ہیں۔

(سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعۃ عن ابوموسیٰ اشعری، مسند احمد بن حنبل جلد 2، الترغیب والترہیب للمنذری فصل فی الشفاعۃ وغیرہا جلد 4 صفحہ 235)

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری شفاعت میری امت میں ان کیلئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعہ۔ سنن ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی الشفاعہ؛ جامع الترمذی ابواب صفۃ القیمہ باب ماجآء فی الشفاعہ؛)

حضور شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں، اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا، میں سب سے پہلے قیامت کے دن قبر انور سے باہر تشریف لاؤں گا اور یہ بطور فخر نہیں فرماتا، اور میں سب سے پہلا شفیع ہوں اور وہ جسکی سب سے پہلے شفاعت قبول ہوگی اور اس پر مجھے افتخار نہیں، اور میرے ہاتھوں میں لوائے حمد ہوگا اور یہ براہ فخر نہیں فرماتا۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی جمیع الخلائق؛ عن ابی ہریرہ؛ سنن ابن ماجہ باب ذکر الشفاعۃ عن ابی سعید الخدری؛ مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعہ فصل اول)۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث پاک مروی، جس میں قیامت کی ہولناکیوں، ہر ایک کا اپنی نجات کی فکر میں مبتلا ہونا اور سیدنا آدم تا سیدنا عیسیٰ علی نبینا الکریم وعلیہم السلام کی بارگاہوں میں حاضری اور ان جلیل القدر عالی مرتبت ہستیوں کا اذہبوالی غیری فرمانا مذکور، اور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں حاضری ہوگی، پھر کیا ہوگا؟ چلئے اس منظر کی خوبیوں کا لطف پاتے ہیں، فرمایا، پھر لوگ حاضر ہوکر عرض کریں گے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ انبیائے کرام میں سب سے آخری ہیں؛ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تصدق آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے، لہٰذا اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت فرمایئے، کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ ہم کس حال کو پہنچ گئے ہیں، پس میں اس کام (شفاعت) کیلئے چل پڑونگا اور عرش اعظم کے تلے آکر اپنے رب تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی ایسی حمدیں اور حسن ثناء ظاہر فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر ظاہر نہیں فرمائی ہوں گی، پھر مجھ سے فرمایا جائے گا اے (حبیب) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر انور اٹھاؤ مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا، شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول فرمائی جائے گی، پس میں اپنا سر (مبارک) اٹھا کر عرض کرونگا، اے رب: میری امت، میری امت؛ پھر فرمایا جائے گا اے (حبیب مکرم) محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کو ہمیں حساب نہیں لینا ہے باب ایمن سے داخل کردو جو جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنت میں دوسرے دروازوں سے بھی جاسکتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ بنی اسرائیل)

اک محرم راز نے اس سارے واقعے کی کیا خوب منظر کشی کی ہے کہ

خلیل ونجی مسیح وصفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی؟ یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

حضور اکرم الاولین والاخرین سید الشافعین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا فرمائی گئیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ اور ان پانچ میں سے ایک بارے فرمایا، واعطیت الشفاعہ مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

(صحیح بخاری کتاب التیمم صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، سنن نسائی کتاب الغسل والتیمم)۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قیامت کے دن میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا امام اور ان کا خطیب اور ان کا شفاعت والا ہونگا اور یہ بطور فخر نہیں فرماتا۔ (سنن ترمذی ابواب المناقب؛ سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر الشفاعت؛ المستدرک للحاکم کتاب الایمان

رقم الحدیث 241، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل باب مااعطی اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں وہ وہ پہلا ہوں جو جنت میں جانے کیلئے شفاعت کرونگا اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ میرے پیروکار ہونگے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعت)۔

حضور شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر نبی کیلئے ایک خاص دعا ہے جو وہ اپنی امت کے بارے کر چکے؛ میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کیلئے بچا رکھا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات؛ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعت)۔

شیر خدا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے مروی جان عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب عزوجل فرمائے گا اے (حبیب مکرم) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم راضی ہوئے؟ میں عرض کروں گا؛ اے رب (عزوجل) میرے؛ میں راضی ہوا۔ (تفسیر در منثور سورہ الضحی زیر آیت نمبر 4 الترغیب والترہیب فصل فی الشفاعۃ وغیرہا جلد 4 صفحہ 241 امام منذری نے اس حدیث کے حوالے ذکر کرتے ہوئے کہا، رواہ البزار والطبر انی واسنادہ حسن ان شآ اللہ تعالی)۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر ہیں میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماوں گا۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث بریدہ اسلمی جلد 6 صفحہ 476، کنز العمال کتاب القیامہ رقم الحدیث 39056)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی مالک جنت قاسم نعمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، انبیاء (کرام) کیلئے سونے کے منبر بچھائیں جائیں گے، وہ ان پر بیٹھیں گے، اور میرا منبر باقی رہے گا میں اس پر جلوس نہ فرماوں گا بلکہ اپنے رب عزوجل کے حضور سروقد کھڑا رہوں گا؛ اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے؛ پھر عرض کرونگا اے رب میرے، میری امت، میری امت، اللہ تعالی فرمائے گا اے (محبوب معظم) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری کیا مرضی ہے؟ میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کرونگا اے رب میرے، ان کا حساب جلد فرما دے، پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی چٹھیاں ملیں گی جنہیں فوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک داروغہ دوزخ عرض کریگا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے اپنی امت میں رب العزت کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔ (المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب الانبیاء منابر من ذہب، الترغیب والترہیب کتاب البعث فصل فی الشفاعت وغیرہا جلد 4 کنز العمال کتاب القیامہ رقم الحدیث 39111)

سیدی اعلی حضرت رحمہ بارگاہ اقدس میں عرض کرتے ہیں؛

تمنا ہے فرمایئے روز محشر یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے

اور اک غیرت مند امتی کا شفاعت پر یقین کتنا مضبوط ہونا چاہیے؟ آؤ دیکھیں؛

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں جن وانس اور سرخ وسیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا، اور سب انبیاء کرام علیہم السلام سے الگ میرے ہی لئے غنیمتیں حلال کی گئیں، اور میرے لئے

ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری، اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورہ بقرہ کی آخری آیات خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئیں۔ یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء کرام علیہم السلام سے جدا، اور مجھے تورات کے بدلے قران کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ سوسو آیتوں والی، اور زبور کے عوض حٰم کی سورتیں (عطا ہوئیں) اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی کہ سورہ حجرات سے آخر قران تک ہے، اور دنیا و آخرت میں میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں، اور کچھ فخر نہیں، اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں، اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ لوائے حمد ہوگا اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس کے نیچے ہوں گے، اور کچھ فخر نہیں، اور میرے ہی اختیار میں جنت کی کنجیاں ہوں گی، اور کچھ فخر نہیں، اور مجھ ہی سے شفاعت کی پہل ہوگی، اور کچھ فخر نہیں، اور میں روز قیامت تمام مخلوق سے پہلے جنت میں تشریف لے جاؤں گا، اور کچھ فخر نہیں، میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

(دلائل النبوہ لابی نعیم فصل رابع صفحہ 69، سنن دارمی باب مااعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل جلد 1)

امام المسلمین الشاہ امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے اس حدیث پاک کو اپنی شہرہ آفاق کتاب تجلی الیقین بان نبینا سیدالمرسلین میں نقل فرمایا اور محبت سے بھرپور عشق سے معمور مشورہ عنایت فرمایا، لکھتے ہیں کہ فقیر کہتا ہے مسلمان پر لازم ہے کہ اس نفیس حدیث شریف کو حفظ کر لے تا کہ اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص پر مطلع رہے۔

چلیں اس مشورہ پر عمل کریں اور فرط محبت میں یہ پڑھتے چلیں۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں سب سے پہلے (مزار انور) سے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے، اور میں سب کا ہوں گا جب اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ دم بخود رہ جائیں گے، اور میں ان کا شفیع ہوں گا جب عرصہ محشر میں روکے جائیں گے، اور میں انہیں بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے، عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی، اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب تعالیٰ کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں، میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے، گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

(دلائل النبوہ لابی نعیم فصل رابع: دلائل النبوہ للبیہقی، باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 5: سنن دارمی باب مااعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اسی مضمون کی سنن ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اس حدیث پاک کی لذت سے اگر آپ بہرہ مند ہو چکے تو پھر محرم رموزِ محبت کی بولی میں خوب لطف اندوز ہو کر پڑھیے:

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں خسرو اعرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے؛ حضور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری شفاعت روز قیامت حق ہے، جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس (شفاعت) کے قابل نہ ہوگا

(جامع الصغیر للسیوطی جلد 2 حدیث نمبر 4896 صفحہ 301: کنزالعمال کتاب القیامہ جلد 14 حدیث نمبر 3953 صفحہ 171)

قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں جو شفاعت کے موضوع پر مضمون ہے اس میں مذکورہ حدیث کا نمبر 14 ہے: اور کیسا حسنِ اتفاق ہے کہ اس حدیث پاک کو 14 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت فرمایا، الحمدللہ عزوجل ہم نہ صرف عقیدہ شفاعت مصطفٰے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حامل ہیں بلکہ شفاعت کی خیرات کے طلب گار بھی ہیں، ہم تو اس عقیدے پر کاربند ہیں کہ

پیشِ حق مُژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے ۔۔۔ آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو ۔۔۔ جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور اکرم الاولین والاخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری شفاعت سے ایک قوم جہنم سے نکالی جائے گی، جس کا نام جہنمین ہوگا۔ (ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعۃ: ترمذی ابواب صفۃ جہنم: مجمع الزوائد کتاب البعث؛ باب منہ فی الشفاعۃ جلد 10 صفحہ 502: جامع الصغیر للسیوطی جلد 2 حدیث نمبر 7552)۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے؛ رحمت عالم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری شفاعت میرے گناہ گار امتیوں کیلئے ہے، حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، اگر چہ زانی ہو، اگر چہ چور ہو؟ حضور راحت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر چہ زانی ہو، اگر چہ چور ہو، برخلاف خواہش ابودرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے۔

(تاریخ بغداد جلد 1: جامع الصغیر للسیوطی جلد 2 حدیث نمبر 4893 صفحہ 301)

خوار و بیمار خطاوار گنہگار ہوں میں ۔۔۔ رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا؛ (الفاظ کتاب الشفا کے ہیں)

شب معراج اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مانگو؛ عرض کی اے میرے رب تعالیٰ تو نے (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے نوازا، (حضرت) نوح علیہ السلام کو برگزیدہ کیا، (حضرت) سلیمان علیہ السلام کو وہ ملک عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی کو لائق نہیں، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا، میں نے تجھے جو عطا فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے، میں نے تمہیں کوثر عطا فرمایا، اور تیرے ذکر کو اپنی یاد سے ملایا کہ اس کے ساتھ آسمان کے درمیان پکارا جاتا ہے، اور تمہارے لئے اور تمہاری امت کے لئے زمین کو پاک بنایا، اور تمہارے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کئے، لوگوں میں مغفور چلتے ہیں۔ یہ باتیں میں نے تم سے پہلوں کیلئے نہیں کیں، تمہاری امت کے دلوں کو مصاحف بنایا (کہ وہ قران کریم کو حفظ کرتے ہیں) میں نے تیرے لئے شفاعت پردے میں رکھی اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفےٰ باب ثالث فصل اول: دلائل النبوہ للبیہقی جلد 2 صفحہ 402)

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری ۔۔۔ حیراں ہو میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے؛ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے اذان سن کر کہا اے اللہ (عزوجل) اس دعوت کاملہ کے رب اور دائمی قائم ہونے والی نماز کے رب، (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں بلند

مقام عطا فرما اور فضیلت عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے؛ اس کیلئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان: سنن ابن ماجہ ابواب الاذان والسنتہ فیہا: ترمذی ابواب الصلوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم موذن کی آواز سنو تو وہی کہو جو وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو کیونکہ وہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ایک ہی بندے کے لائق ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں؛ پس جو میرے لئے وسیلہ مانگے گا اس کیلئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القول مثل قول الموذن: سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب مایقول اذا سمع الموذن)

شافع روز جزا تم پہ کروڑوں درود ۔۔۔ دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود

یاد رہے کہ بخاری شریف کے حوالے سے بیان کردہ حدیث پاک کہ جس میں اذان کے بعد دعا کے کلمات ذکر ہوئے اس میں "وررزقنا شفاعته یا وجعلنا فی شفاعته کے الفاظ مذکور نہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ کلمات حدیث میں موجود ہی نہیں، ان کلمات کا ذکر و ثبوت دیگر کتب احادیث میں موجود ہے، حافظ الحدیث نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی المصری (متوفی 807ھ) نے مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب اجابتہ الموذن، جلد 2، صفحہ 68 پر دو حدیثیں امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی 360ھ) کی معجم کبیر کے حوالے سے نقل فرمائیں۔

پہلی حدیث کے راوی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جب کہ دوسری حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک میں الفاظ یہ ہیں: واجعلنا فی شفاعته یوم القیامه اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث پاک میں بھی یہی الفاظ ہیں۔

(مجمع الزوائد للہیثمی کتاب الصلوٰۃ باب اجابتہ الموذن ومایقول عند الاذان والاقامتہ جلد 2 صفحہ 69: معجم کبیر للطبرانی حدیث نمبر 12554)

حصول شفاعت کیلئے دعا کے سوا ہم سیاہ کاروں کے پاس اور چارہ بھی کیا ہے۔

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے ۔۔۔ میرا ہے کون تیرے سوا لے خبر

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وبارك وسلم)

قارئین کرام! اس مضمونِ شفاعت کی حدیث نمبر انیس میں درود پاک پڑھنے کا حکم اور اس کی فضیلت کا ذکر ہوا، اس لئے بہتر سمجھتا ہوں کہ آئندہ سطور میں وہ احادیث مبارکہ نقل کروں کہ جن میں درود شریف پڑھنے پر شفاعت کی خبر راحت اثر کا ذکر ہوا۔

حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، قاسم نعمت صاحب شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو یہ پڑھے؛ اللهم صل علی محمد وانزله المقعد المقرب عندك یوم القیامه تو اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

(مسند امام احمد، حدیث رویفع بن ثابت انصاری جلد 5 صفحہ 80: معجم کبیر للطبرانی حدیث نمبر 4480 جلاء الافہام لابن قیم باب اول صفحہ 57)

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا ۔۔۔ اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار دو جہاں شفیع مجرماں سیاح لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دس

مرتبہ صبح کو اور دس مرتبہ شام کو مجھ پر درود پاک بھیجے وہ قیامت کے دن میری شفاعت کو پالے گا۔

(مجمع الزوائد للہیثمی کتاب الاذکار باب مایقول اذا اصبح واذا امسی جلد 10 صفحہ 120: حافظ الحدیث ہیثمی رحمہ اللہ نے اسے طبرانی کے حوالہ سے لکھا اور کہا کہ دو سندوں سے مروی ہے، سند جید اور رجال ثقہ ہیں، جامع الصغیر للسیوطی جلد 2 حدیث نمبر 8811 صفحہ 532 امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔ جلاء الافہام لابن قیم الجوزیہ باب اول صفحہ 66)

سنو سنو وہ ایک حریم ناز میں بسنے والا؛ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کا شناسا کیا کہہ رہا ہے۔

آخر جج غم امت میں پریشاں ہوکر — تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو (حدائق بخشش)

بَابُ 78: الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ

کفر پر مرنے والے شخص کا کوئی نیک عمل اسے فائدہ نہیں دے گا

426- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ قَالَ لَا يَنْفَعُهُ اِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَّبِّ اغْفِرْ لِیْ خَطِيْئَتِیْ يَوْمَ الدِّيْنِ

✧✧ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! زمانہ جاہلیت میں ابن جدعان' صلہ رحمی اور مسکین نوازی کے حوالے سے معروف تھا' کیا اسے ان اعمال کا کوئی فائدہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ اس نے کبھی یہ نہیں کہا' اے میرے پروردگار! قیامت کے دن میرے گناہوں کو بخش دینا۔

شرح

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۔ (آل عمران،۲۲)

یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوجائیں گے اور کوئی بھی ان کا مددگار نہ ہوگا۔

یعنی جو لوگ دینداری کے پردے میں اللہ کی ہدایت کو ماننے سے انکار کریں، قتلِ انبیاء (علیہ السلام) جیسے جرم کے مرتکب ہوں اور ان نیک لوگوں کے درپے آزار ہوجائیں جو اصلاح کی کوشش کریں اور حق وعدل کی دعوت لے کر اٹھیں ان کی یہ دینداری اللہ کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتی اور ان کی تمام کوششیں اور ان کے سارے مذہبی اعمال بالکل اکارت جانے والے ہیں آخرت میں اکارت جانا تو واضح ہی ہے۔ رہا دنیا میں اکارت جانا تو دنیا نے دیکھ لیا کہ قرآن اور اس کو لانے والے پیغمبر (علیہ السلام) کے مخالفین کا کیا حشر ہوا۔

بنی اسرائیل کے جرائم اور سزا: حدیث میں ہے کہ "بنی اسرائیل" نے ایک دن میں تینتالیس نبی اور ایک سو ستر یا ایک سو بارہ صالحین کو شہید کیا یہاں نصاریٰ نجران اور دوسرے کفار کو سنایا جارہا ہے کہ احکام الٰہی سے منکر ہوکر انبیاء اور انصاف پسند ناصحین سے مقابلہ کرنا اور پرلے درجے کی شقاوت وسنگدلی سے ان کے خون میں ہاتھ رنگنا معمولی چیز نہیں۔ ایسے لوگ سخت دردناک عذاب کے

حدیث 426: احمد (24665) ابن حبان (330) مستدرک (3524) ابویعلی (4672)

مستحق اور دونوں جہان کی کامیابی سے محروم ہیں۔ ان کی محنت برباد اور ان کی کوششیں اکارت ہوں گی اور دنیا و آخرت میں جب سزا ملے گی تو کوئی بچانے والا اور مدد کرنے والا نہ ملے گا۔

بَابُ 79: مُوَالَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمُقَاطَعَةِ غَيْرِهِمْ وَالْبَرَآئَةِ مِنْهُمْ

اہلِ ایمان سے دوستی رکھنا غیر مسلموں سے لاتعلقی اختیار کرنا اور ان سے برأت کا اظہار کرنا

427-حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ آلَ اَبِيْ يَعْنِيْ فُلَانًا لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ

✧✧ حضرت عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: خبردار! فلاں خاندان کے لوگ میرے مددگار نہیں ہیں، میرا مددگار اللہ اور نیک مسلمان ہیں۔

غیر مسلموں سے دوستی، محبت و تعلقات کی حیثیت

موجودہ دور میں جہاں دنیا ترقی کی منازل طے کر رہی ہے ایٹمی ٹیکنالوجی اور مشنری کا دور دورہ ہے۔ سالوں میں ہونے والے کام ہفتوں میں ہوجاتے ہیں جہاں دور بدل گیا وہاں ہمارے اذہان بھی بدل گئے۔ ہم روشن خیال ہوگئے۔ ہم آرام پسند ہوگئے بلند و بالا عالیشان مکانات میں رہنے والے ہوگئے۔ جب ہماری سوچ فکر اور حالات بدل گئے تو پھر ہمیں اسلامی قوانین بھی پرانے لگنے لگ گئے۔ پھر ہماری سوچ یہ ہوگئی کہ پوری انسانیت ایک ملت ہے یعنی مسلمان ہندو عیسائی یہودی پارسی بدھ مت اور سکھ وغیرہ تمام کے تمام آپس میں دوست اور بھائی بھائی ہیں۔ تمام مذاہب برابر ہیں۔ کیا معلوم کہ دوسرے مذاہب کے لوگ جنت میں جائیں کیا معلوم (معاذ اللہ) مسلمانوں کو روک لیا جائے۔ اسی بناء پر بعض روشن خیال مسلمان اغیار سے دوستی ان سے محبت اور تعلقات استوار کرنے کو ایک اچھا فعل سمجھتے ہیں لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ کیا تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر کرنے والے ہمارے دوست وفادار اور مددگار ہو سکتے ہیں؟

قرآن مجید سے سوال: کیا کفار مسلمانوں کے دوست ہو سکتے ہیں؟

قرآن مجید کا جواب: یاایھا الذین امنوا لاتتخذو الیھود والنصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم (سورہ مائدہ)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ بناؤ یہود و نصاریٰ کو (اپنا) دوست (مددگار) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جس نے دوست بنایا انہیں تم میں سے سو وہ ان ہی میں سے ہے۔

القرآن: بشر المنفقین بان لھم عذابا الیما o الذین یتخذون الکفرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا o (سورہ نساء)

حدیث 427: بخاری (5644) احمد (17837)

ترجمہ: منافقوں کوخوشخبری دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیاان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔

القرآن: لایتخذوا المومنون الکفرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شی (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: مسلمان کافروں کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے سوااور جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کچھ تعلق نہ رہا۔

القرآن: یاایھا الذین امنوا لا تتولو اقوما غضب اللہ علیھم قدیسوا من الاخرۃ کمایئس الکفار من اصحب القبور ٥

ترجمہ: اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے ہیں قبر والوں سے۔ (سورہ ممتحنہ)

القرآن: یاالھا الذین امنوا لاتتخذو عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن یعنی کافر کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان کو پیغام بھیجو دوستی کے۔ (سورہ ممتحنہ)

القرآن: ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل (سورہ ممتحنہ)

ترجمہ: یعنی جس شخص نے ان سے دوستی کی (کفار سے) تو وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہو گیا۔

القرآن: لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخریوادون من حاداللہ ورسولہ ولو کانوا ابائھم او ابنائھم اواخوانھم او عشیرتھم (سورہ مجادلہ)

ترجمہ: آپ نہ پائیں گے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر کہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خواہ وہ (ان کے) اپنے باپ دادا ہی ہوں یا اپنی اولاد یا اپنے بھائی یا اپنے خاندان والے)

مذکورہ بالا آیات سے درج ذیل احکامات سامنے آئے۔

- کفار کو دوست مت بناؤ کیونکہ وہ تمہارے دوست نہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔
- کفار سے دوستی رکھنے میں مسلمانوں کی عزت نہیں بے عزتی ہے۔
- کفار سے دوستی رکھنا اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے احکامات سے روگردانی ہے۔
- جو کفار سے تعلقات رکھے اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔
- کفار کو دوستی کے پیغامات بھی مت بھیجو۔

قرآن مجید سے سوال: جب کفار ہمارے دوست نہیں تو پھر ہمارے دوست اور بھائی کون ہیں؟

قرآن مجید کا جواب: فان تابو واقابو الصلوٰۃ واتو الزکواۃ فاخوانکم فی الدین ونفصل الایت لقوم

یعلمون (سورہ توبہ آیت پارہ ۱۰)

ترجمہ: پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکواۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں جاننے والوں کے لئے۔

القرآن: انما المومنین اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون

ترجمہ: مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔ (سورہ حجرات)

معلوم ہوا کہ: مسلمان ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں دیگر مذاہب کے لوگ ہمارے بھائی اور دوست ہرگز نہیں بن سکتے۔

قرآن مجید سے سوال: کیا ہم غیر مسلموں کو اپنا رازدار بنائیں کیا ہم ان پر بھروسہ کریں؟

قرآن مجید کا جواب: یاایھا الذین امنوا لاتتخذو بطانۃ من دونکم لایالونکم خیالاء و داماعنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قدبینالکم الایت ان کنتم تعقلون (سورہ آل عمران)

ترجمہ: اے ایمان والو! غیر مسلموں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ یہ تمہاری بدخواہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے۔ ان کی آرزو ہے کہ تمہیں ایذا پہنچے۔ دلی عداوت ان کی باتوں سے ٹپک پڑتی ہے اور جو سینوں میں کوڑھ چھپا ہوا ہے وہ بہت بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر بتادیں کہ تمہیں عقل ہو۔

قرآن مجید فرقان حمید نے اپنا دوٹوک فیصلہ سنا دیا کہ غیر مسلم تمہارے خیرخواہ نہیں ہیں تمہیں تکلیف پہنچا کر ان کو خوشی ہوتی ہے انہیں اپنا رازدار بھی نہ بناؤ چنانچہ اب ہم بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنتے ہیں۔

حدیث شریف: سرکار اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مشرک سے صحبت رکھے اور اس کے ساتھ سکونت پذیر رہے تو وہ بھی اسی جیسا ہے (بحوالہ: ابوداؤد کتاب الجہاد رقم الحدیث جلد دوم)

فائدہ: مشرکوں میں گھل مل کر رہنا یعنی ان سے میل محبت رکھنا ان کے ساتھ اتحاد کرنا ان سے استعداد و استعانت کرنا انہیں اپنا خیرخواہ و خیراندیش سمجھنا اور باور کرانا کہ یہ ہمارے یار و غم خوار اور مددگار ہیں یہ دراصل خود فریبی اور دوسروں کو فریب دینا ہے جبکہ کافر و مشرک ہرگز ہرگز مسلمانوں کے خیرخواہ نہیں ہوسکتے۔ اگر خیرخواہ ہوتے ہیں تو صرف اپنے مفاد کے لئے نہ کہ مسلمانوں کی خیرطلبی میں جو انہیں مسلمانوں کا خیرخواہ بتائے وہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ سچے خدا نے اپنی سچی کتاب میں صاف صاف فرمایا ہے۔

مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا

حدیث شریف: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرکار اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا قاصدوں سے وہی سلوک کرنا جو میں کیا کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیسری بات سے آپ خاموش ہوگئے۔ یا یہ فرمایا کہ میں اسے بھول گیا۔

(سنن ابوداؤد جلد دوم کتاب الخراج رقم الحدیث)

حدیث شریف: ابوالزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا جنہوں نے

سرکار اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ یہود نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے ضرور نکال دوں گا اور اس میں نہیں چھوڑوں گا مگر مسلمان (یعنی مسلمانوں کے سوا) جزیرہ عرب میں کسی کو رہنے نہیں دیا جائے گا۔ (ابوداؤد جلد دوم کتاب الخراج رقم الحدیث)

مشرکین کے تحائف بھی قبول مت کرو

حدیث شریف: یزید بن عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے کہ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکار اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اونٹنی تحفے کے طور پر پیش کی۔ فرمایا کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟ میں نے کہا نہیں سرکار اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مشرکین کے تحفوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ (ابوداؤد حصہ دوم کتاب الخراج رقم الحدیث)

کفار کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں؟

یہ مضمون بہت سی آیات قرآنیہ میں مجمل اور مفصل مذکور ہے۔ جس میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ موالات دوستی اور محبت سے شدت کے ساتھ روکا گیا ہے۔ ان تصریحات کو دیکھ کر حقیقت حال سے ناواقف غیر مسلموں کو یہ تو شبہ ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں غیر مسلموں سے کسی قسم کی رواداری اور تعلق بلکہ حسن اخلاق کی بھی کوئی گنجائش نہیں اور دوسری طرف اس کے بالمقابل جب قرآن کریم کی بہت سی آیات سے اور پھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات وعمل سے اور خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے تعامل سے غیر مسلموں کے ساتھ احسان سلوک ہمدردی اور غم خواری کے ایسے ایسے واقعات ثابت ہوتے ہیں جن کی مثالیں دنیا کی اقوام میں ملنا مشکل ہیں۔

ایسے احکامات اور واقعات سے ایک سطحی نظر رکھنے والے مسلمان کو بھی قرآن وسنت کے احکام وارشادات ہیں۔ باہم تعارض اور تصادم محسوس ہونے لگتا ہے۔ مگر یہ دونوں خیال قرآن پاک کی حقیقی تعلیمات پر طائرانہ اور ناقص تحقیق کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اگر مختلف مقامات سے قرآن پاک کی آیات کو (جو اس معاملہ سے متعلق ہیں) جمع کر کے غور کیا جائے تو غیر مسلموں کے لئے وجہ شکایت باقی رہتی ہے نہ آیات وروایات میں کسی قسم کا تعارض اس لئے اس مقام کی پوری تشریح کر دی جاتی ہے جس سے موالات اور احسان وسلوک یا ہمدردی وغمخواری میں باہمی فرق اور ہر ایک کی حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی۔ اور یہ پتہ چل جائے گا کہ ان میں کون سا درجہ جائز اور کون سا درجہ ناجائز ہے اور جو جائز ہے اس کی وجوہ کیا ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ دو شخصوں یا دو جماعتوں میں تعلقات کے مختلف درجات ہوتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلا درجہ

ایک درجہ تعلق کا قلبی موالات یا دلی مودت ومحبت ہے۔ یہ صرف مومنین کے ساتھ مخصوص ہے۔ غیر مومن کے ساتھ مومن کا یہ تعلق کسی حال میں بھی قطعاً جائز نہیں۔

دوسرا درجہ

دوسرا درجہ موالات کا ہے۔ جس کے معنی ہمدردی وخیر خواہی اور نفع رسانی کے ہیں یہ بجز کفار اہل حرب (اہل حرب سے مراد وہ

غیر مسلم ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ برسر پیکار و جنگ ہوں) کے باقی سب غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔

دلیل پنجم

سورہ ممتحنہ میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم (ممتحنہ)

یعنی اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا ان سے جو لڑتے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تمہیں تمہارے گھروں سے کہ ان کے ساتھ احسان اور انصاف کا سلوک کرو۔

تیسرا درجہ

تیسرا درجہ مدارت کا ہے جس کے معنی ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ کے ہیں۔ یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے جبکہ اس سے مقصود ان کو دینی نفع پہنچانا ہو (دینی نفع سے مراد اسلام کی دعوت دینا کہ وہ اسلام قبول کر لیں اور اپنی عاقبت سنوار لیں) یا وہ اپنے مہمان ہوں یا ان کے شر اور ضرر رسانی سے اپنے آپ کو بچانا مقصود ہو۔ دلیل دوم میں سورہ آل عمران کی مذکورہ آیت میں الا ان تتقوا منھم تقۃ سے یہی درجہ مدارت کا مراد ہے۔ یعنی کافروں سے معاملات جائز نہیں مگر ایسی حالت میں کہ جب تم ان سے اپنا بچاؤ کرنا چاہو اور چونکہ مدارت میں بھی صورت موالات کی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو موالات سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

چوتھا درجہ

چوتھا درجہ موالات کا ہے کہ ان سے تجارت یا اجرت و ملازمت اور صنعت و حرفت کے معاملات کئے جائیں۔ یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔ بجز ایسی حالت کے کہ ان معاملات سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا تعامل اس پر شاہد ہے۔ فقہاء نے اسی بناء پر کفار اہل حرب کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے اور باقی تجارت وغیرہ کی اجازت دی ہے۔ اسی طرح ان کے ملازم رکھنا یا خود ان کے کارخانوں اور اداروں وغیرہ میں ملازم ہونا یہ سب جائز ہے۔ اس تفصیل سے آپ کو یہ تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ قلبی اور دلی دوستی و محبت تو کسی کافر کے ساتھ کسی حال میں بھی جائز نہیں اور احسان و ہمدردی اور نفع رسانی بجز اہل حرب (جنگجو کفار) کے اور سب کے ساتھ جائز ہے۔ اسی طرح ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ بھی سب کے ساتھ جائز ہے۔ اسی طرح ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ بھی سب کے ساتھ جائز ہے جبکہ اس کا مقصد مہمان کی خاطر داری یا غیر مسلموں کو دینی معلومات اور دینی نفع پہنچانا یا اپنے آپ کو ان کے کسی داؤ نقصان اور ضرر سے بچانا ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہو کر اس دنیا میں تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ جو احسان و ہمدردی اور خوش خلقی کے معاملات کئے۔ اس کی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے غیر مسلم محتاج ذمیوں کو مسلمانوں کی طرح بیت المال سے وظیفے دیئے۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے معاملات اس قسم کے واقعات سے

بھرے پڑے ہیں۔ یہ سب مواسات یامدارات یا معاملات کی صورتیں تھیں اور جس موالات وقلبی دوستی سے منع کیا گیا ہے وہ نہ تھی۔

غیر مسلموں کے ساتھ قلبی موالات سے منع کرنے کی حکمت

اس تفصیل وتشریح سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوگیا کہ غیر مسلموں کے لئے اسلام میں کتنی رواداری اور حسن سلوک کی تعلیم ہے۔ دوسری طرف جوظاہری تعارض ترک موالات کی آیات سے محسوس ہوتا تھا وہ بھی رفع ہوگیا۔ اب ایک بات یہ باقی رہ گئی کہ قرآن پاک نے کفار کے ساتھ موالات قلبی دوستی اور دلی محبت کو اتنی شدت کے ساتھ کیوں روکا کہ وہ کسی حال میں بھی کسی کافر کے ساتھ جائز نہیں رکھی۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ اسلام کی نظر میں اس دنیا کے اندر انسان کا وجود عام جانوروں یا جنگل کے درختوں اور گھاس پھوس کی طرح نہیں کہ پیدا ہوئے پھلے پھولے اور پھر مرسڑ کر ختم ہوگئے۔ بلکہ انسان کی زندگی اس جہان میں ایک مقصدی زندگی ہے۔ اس کی زندگی کے تمام ادوار اس کا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا یہاں تک کہ جینا اور مرنا سب ایک مقصد کے گرد گھومتے ہیں۔ جب تک وہ اس مقصد کے مطابق ہے۔ تو یہ سارے کام صحیح اور درست ہیں اور اگر اس کے مخالف ہے تو یہ سب کے سب غلط ہیں۔ دانائے روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

زندگی از بہر ذکر و بندگی است   بے عبادت زندگی شرمندگی است

جو انسان اس مقصد سے ہٹ جائے وہ عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اہل حقیقت کے نزدیک انسان ہی نہیں۔ اسی لئے تو فرمایا

آنچہ مے بینی خلاف آدم اند   نیستند آدم غلاف آدم اند

یعنی ذکر خداوندی اور عبادت الٰہی کے بغیر جو انسان نظر آتے ہیں۔ ان کی شکلیں آدمیوں کی ہیں لیکن حقیقت میں یہ انسان نہیں ہیں۔ قرآن کریم نے اسی مقصد کا اقرار انسان سے ان الفاظ میں لیا ہے۔

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای و مماتی للہ رب العالمین

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہے۔ (سورہ انعام)

جب انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ رب اللعالمین کی اطاعت وعبادت ٹھہرا تو دنیا کے کاروبار ریاست وسیاست اور عائلی و منزلی تعلقات سب کے سب اس کے تابع ٹھہرے۔ تو جو انسان کے اس مقصد کے مخالف ہیں وہ انسان کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور اس دشمنی میں چونکہ شیطان سب سے آگے ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے فرمایا۔

ان الشیطٰن لکم عدو فاتخذوہ عدوا

یعنی شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس کی دشمنی کو ہمیشہ یاد رکھو۔ (سورہ فاطر)

چونکہ پیٹ انسان سے گناہ کرواتا ہے اس لئے بخاری ومسلم کی حدیث شریف میں فرمایا۔

اعدی عدوك الذی بین ایدك و ارجلك

یعنی تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا پیٹ ہے۔ اسی طرح جو لوگ شیطانی وسواس کے پیرو اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعے آئے ہوئے احکام خداوندی کے مخالف ہیں۔ ان کے ساتھ دلی ہمدردی اور قلبی دوستی اس شخص کی ہو ہی نہیں سکتی جس کی زندگی ایک مقصدی زندگی ہے اور دوستی و دشمنی اور موافقت و مخالفت سب اس مقصد کے تابع ہیں۔ اسی مضمون کو صحیحین کی ایک حدیث مبارک میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے۔

من احب للہ و ابغض للہ فقد استکمل ایمانہ

یعنی جس شخص نے اپنی دوستی اور دشمنی کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

معلوم ہوا کہ ایمان کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب انسان اپنی محبت و دوستی اور نفرت و دشمنی کو اللہ تعالیٰ کے تابع بنا دے۔ اس لئے مومن کی قلبی موالات اور مودت صرف اسی کیلئے ہو سکتی ہے جو اس مقصد کا ساتھی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا تابع فرمان ہو۔

دیکھئے نوح علیہ السلام نے جب بیٹے کو غرق ہوتا دیکھ کر عرض کیا ان ابنی من اھلی

یعنی اے میرے رب میرا بیٹا میرے اہل سے ہے۔ تو یہ مطابق تیرے وعدہ کے بچنا چاہئے تو جواب ملا

انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح

یعنی یہ تیرے اہل سے نہیں ہے کہ یہ تو بداعمال ہے

اسی لئے قرآن حکیم کی مذکورہ بالا آیتوں میں کافروں کے ساتھ دلی اور قلبی موالات اور دوستی کرنے والوں کے بارے میں کہا گیا کہ وہ انہی میں سے ہیں اور ظاہری طور پر ایسی نشست و برخاست ان کے ساتھ رکھنا کہ جو ان کے ساتھ دوستی کی غمازی کرے اور اس پر دلالت کرے یہ بھی نہ چاہئے۔

کفر کہیں کا بھی ہو کفر ایک ملت ہے اور مسلمان ایک ملت ہیں۔ چاہے وہ کسی بھی خطے میں بستے ہوں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ غیر مسلموں سے دوستی نہ کریں۔ ان کی مجلسوں میں نہ جائیں غیر مسلموں میں تمام کفار شامل ہیں جن میں ہندو سکھ یہودی عیسائی بدھ مت پارسی اور دیگر مذاہب شامل ہیں۔ ان سے قلبی رشتہ رکھنا حرام ہے۔ یہ مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ یہ سب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک ہیں کوئی کم نفرت رکھتا ہے تو کوئی زیادہ نفرت رکھتا ہے مگر پس پردہ سب ایک ہیں۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی نہیں چاہتے۔ یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی لمحہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور مٹانے کے لئے یہ سب ایک ہیں جس کا عملی نمونہ دور حاضر میں سب کے سامنے ہے۔

نائن الیون کے بعد عالم کفر کھل کر مسلمانوں کے خلاف سامنے آ گیا اور ڈٹ گیا اگر یہ مسلمانوں کے ہمدرد ہیں تو مسلمانوں کے قتل عام پر آج تک آواز کیوں نہیں اٹھائی؟

کشمیر میں سوا لاکھ سے زائد مسلمانوں کو بھارتی قابض فوجیوں نے ہلاک کر دیا مگر عالم کفر خاموش رہا۔ فلسطین میں لاکھ مسلمانوں کو اسرائیلی یہودی فوجیوں نے ہلاک کر دیا مگر عالم کفر خاموش رہا۔ ہندوستان میں ہزاروں مسلمانوں کو سر عام قتل کیا گیا اور مسلمانوں کی املاک کو جلا دیا گیا اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے مگر عالم کفر خاموش رہا۔ چیچنیا میں ہزاروں مسلمانوں کو ظالم روسی فوجیوں نے قتل کیا اور پوری آبادی کو نقل مکانی پر مجبور کیا مگر عالم کفر خاموش رہا۔ کوسوو میں ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا گیا اور مسلمانوں

کے اموال پر قبضہ کیا گیا مگر عالم کفر خاموش رہا۔ افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے خوب بمباری کی جس کے نتیجے میں پانچ لاکھ سے زائد مسلمان شہید ہوئے مگر عالم کفر خاموش رہا۔ عراق کے مسلمانوں پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے مل کر بمباری کی جس کے نتیجے میں لاکھوں مسلمان شہید ہوئے اور منتخب عراقی حکومت کو ہٹا کر اسے پھانسی دی گئی اور اب تک امریکی اور اتحادی فوج وہاں قابض ہے مگر عالم کفر خاموش رہا۔

آپ اپنے ضمیر سے پوچھیئے کہ اگر غیر مسلم مسلمانوں کے حقیقی حمایتی اور چاہنے والے ہوتے تو کیا وہ دنیا بھر میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف اٹھ کھڑے نہ ہوتے؟ ہندوستان روس امریکہ برطانیہ اسرائیل جرمنی فرانس اور دیگر اتحادیوں کا سیاسی سماجی اور اقتصادی بائیکاٹ نہ کرتے؟

اے کاش کہ مسلمان اس بات کو سمجھیں اور غیر مسلموں سے قلبی وابستگی دوستی نہ رکھیں اور اپنے مولیٰ جل جلالہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل کریں اور حقیقی مومن ہونے کا ثبوت دیں۔

تشبہ بالکفار کے مفاسد

غیروں کی وضع قطع اور ان جیسا لباس اختیار کرنے میں بہت سے مفاسد ہیں۔

1 پہلا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ کفر اور اسلام میں ظاہراً کوئی امتیاز نہیں رہے گا اور ملتِ حقہ، ملتِ باطلہ کے ساتھ ملتبس ہو جائے گی، سچ پوچھیے تو حقیقت یہ ہے کہ تشبہ بالنصاریٰ (معاذ اللہ) نصرانیت کا دروازہ اور دہلیز ہے۔

2 دوم یہ کہ غیروں کی مشابہت اختیار کرنا غیرت کے بھی خلاف ہے، آخر دینی نشان اور دینی پہچان بھی تو کوئی چیز ہے، جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ شخص فلاں دین کا ہے، پس اگر یہ ضروری ہے تو اس کا طریقہ سوائے اس کے اور کیا ہے کہ کسی دوسری قوم کا لباس نہ پہنیں؟ جیسے اور قومیں اپنی اپنی وضع کی پابند ہیں، اسی طرح اسلامی غیرت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ہم اپنی وضع کے پابند رہیں اور دوسری قوموں کے مقابلہ میں ہماری خاص پہچان ہو۔

3 کافروں کا معاشرہ، تمدن اور لباس اختیار کرنا در پردہ ان کی سیادت اور برتری کو تسلیم کرنا ہے، بلکہ اپنی کم تری اور تابع ہونے کا اقرار اور اعلان ہے، جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

4 نیز! اس تشبہ بالکفار کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ کافروں سے مشابہت کا دل میں میلان اور داعیہ پیدا ہوگا، جو صراحۃً نصِ قرآنی سے ممنوع ہے۔

كما قال الله تعالىٰ: ولا تركنوا إلى الذين ظلموا فتمسّكم النار، وما لكم من دون الله من أولياء ثم لا تنصرون صلى الله عليه وسلم (الھود:113)

اور تم ان کی طرف مت جھکو، جو ظالم ہیں، مبادا ان کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے تم کو آگ پکڑ لے اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا دوست اور مددگار نہیں، پھر تم کہیں مدد نہ پاؤ گے۔

بلکہ غیر مسلموں کا لباس اور شعار اختیار کرنا ان کی محبت کی علامت ہے، جو شرعاً ممنوع ہے،

كـمـا قال الله تعالىٰ: يا أيها الذين اٰمنوا لا تتخذوا اليهود والنصارىٰ أولياء، بعضهم أولياء بعض، ومن يتولهم منكم، فإنه منهم، إن الله لا يهدى القوم الظالمين (المآئدة:51)

اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناوء، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور رفیق ہیں، وہ تمہارے دوست نہیں اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا، وہ انہی میں سے ہوگا، تحقیق اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

5 اس کے بعد رفتہ رفتہ اسلامی لباس اور اسلامی تمدن کے استہزا اور تمسخر کی نوبت آئے گی، اسلامی لباس کو حقیر سمجھے گا اور تبعاً اس کے پہننے والوں کو بھی حقیر سمجھے گا، اگر اسلامی لباس کو حقیر نہ سمجھتا تو انگریزی لباس کو کیوں اختیار کرتا؟

6 اسلامی احکام کے اجرا میں دشواری پیش آئے گی، مسلمان اس کافرانہ صورت کو دیکھ کر گمان کریں گے کہ یہ کوئی یہودی یا نصرانی ہے، یا ہندو ہے اور اگر کوئی ایسی لاش مل جائے تو تردد ہوگا کہ اس کافرنما مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھیں یا نہیں؟! اور کس قبرستان میں دفن کریں؟

7 جب اسلامی وضع کو چھوڑ کر دوسری قوم کی وضع اختیار کرے گا تو قوم میں اس کی کوئی عزت باقی نہیں رہے گی اور جب قوم ہی نے اس کی عزت نہ کی تو غیروں کو کیا پڑی ہے کہ وہ اس کی عزت کریں غیر بھی اُسی کی عزت کرتے ہیں جس کی قوم میں عزت ہو۔

8 دوسری قوم کا لباس اختیار کرنا اپنی قوم سے لاتعلقی کی دلیل ہے۔

9 افسوس! کہ دعویٰ تو اسلام کا، مگر لباس، طعام، معاشرت، تمدن، زبان اور طرزِ زندگی سب کا سب اسلام کے دشمنوں جیسا! جب حال یہ ہے تو اسلام کے دعوے ہی کی کیا ضرورت ہے؟! اسلام کو ایسے مسلمانوں کی نہ کوئی حاجت ہے اور نہ ہی کوئی پرواہ کہ جو اس کے دشمنوں کی مشابہت کو اپنے لیے موجبِ عزت اور باعثِ فخر سمجھتے ہوں۔ (التنبہ علی مافی التشبہ للکاندھلوی: 16 تا 20)

تشبہ کے فقہی اعتبار سے مراتب

تشبہ کی ممانعت اور مفاسد اچھی طرح ظاہر ہو جانے کے بعد جاننا چاہیے کہ تشبہ بالکفار کے وہ کون سے مراتب ہیں، جن سے تشبہ کے جواز، عدمِ جواز، حرمت وکراہت، استحسان وعدمِ تحسان اور امکان وعدمِ امکان کی تفصیلات واضح ہو کر سامنے آسکیں۔

چنانچہ انسان سے صادر ہونے والے افعال واعمال کی دو ہی قسمیں ہو سکتی ہیں: اضطراری امور اور اختیاری امور۔ ذیل میں ہر دو قسموں پر تفصیلی بحث نقل کی جاتی ہے۔

اضطراری امور میں تشبہ اختیار کرنے کا حکم

اضطراری امور سے مراد وہ امور ہیں جن کے ایجاد وعدمِ ایجاد میں انسانی اختیارات کو کوئی دخل نہیں ہوتا، مثلاً: انسان کی خلقی اوضاع واطوار اور جبلّی اقتضاءات، یعنی: اس کے اعضائے بدن، چہرہ مہرہ، پھر اس کے ذاتی عوارض، مثلاً: بھوک پیاس لگنا، اس اندرونی داعیہ کی بنا پر کھانے پینے پر مجبور ہونا، اپنے بدن کو ڈھانپنا وغیرہ ایسے امور ہیں جو اضطراری ہیں اور وہ نہ بھی چاہے، تب بھی یہ جذبات اس کے دل پر ہجوم کرتے رہتے ہیں۔

تو ظاہر ہے کہ شریعت ایسے امور میں انسان کو خطاب نہیں کرتی، یہ امور کفار وغیر کفار میں مشترک ہیں، یہ نہیں کہا جائے گا کہ منع

تشبہ کی وجہ سے اس اشتراک کو ختم کیا جائے، یعنی: شریعت ان امور میں یہ نہیں کہتی کہ چوں کہ کفار کھانا کھاتے ہیں تو ان کی مشابہت کو ترک کرتے ہوئے تم کھانا نہ کھاؤ، یا چوں کہ وہ (کفار) لباس پہنتے ہیں تم ان کی مشابہت سے بچنے کے لیے لباس نہ پہنو، یا چوں کہ ان کے ہاتھ، پیر، ناک، کان ہیں تم ان کی مخالفت میں اپنے یہ اعضا کاٹ ڈالو۔

بلکہ شریعت اس بات کا حکم دیتی ہے کہ تم کھانا تو ضرور کھاؤ، لیکن تم کھانے کے طریقے کو ترکِ تشبہ کے ذریعے ممتاز ضرور بناؤ، کیوں کہ یہ تمہارا اختیاری فعل ہے، اضطراری نہیں۔ اسی طرح شریعت یہ نہیں کہتی کہ ترکِ تشبہ کے جوش میں تم لباس پہننا ہی ترک کردو، لیکن یہ ضرور کہتی ہے کہ تم لباس کی وضع قطع کو غیر اقوام کے لباس سے ممتاز اور نمایاں رکھو کہ یہ ضرور تمہارے حدود واختیار میں ہے۔

شریعت کبھی یہ نہیں کہے گی کہ اپنے اعضائے بدن کاٹ ڈالو کہ یہ تمہارے اعضائے جوارح غیر مسلم اقوام کی طرح ہیں، اس لیے بوجہ مشابہت یہ نہیں ہونے چاہییں، ہاں یہ ضرور کہے گی کہ ٹھیک ہے کہ ان کا وجود میں آنا تمہارے اختیار یا ایجاد سے نہیں ہوا، لیکن تمہارے ان اعضا کی تزیین اور بناؤ سنگھار کا غیر اقوام سے ممتاز اور نمایاں ہونا تو تمہارے اختیار کا ہی فعل ہے نا، وہ چھوٹنے نہ پائے۔

اختیاری امور میں تشبہ اختیار کرنے کا حکم

اس کے بعد انسان سے صادر ہونے والے افعال اختیاری طور پر صادر ہوتے ہیں، ان اختیاری امور کی دو قسمیں ہیں: مذہبی امور اور معاشرتی وعادی امور۔

مذہبی امور میں تشبہ کا حکم

مذہبی امور سے مراد وہ امور واعمال ہیں جن کا تعلق مذہب سے ہو، یعنی: ان افعال واعمال کو عبادت کے طور پر کیا جاتا ہو، جیسے: نصاریٰ کی طرح سینے پر صلیب لٹکانا، ہندوؤں کی طرح زنار باندھنا یا پیشانی پر قشقہ لگانا، یا سکھوں کی طرح ہاتھ میں لوہے کا کڑا پہننا وغیرہ، تو اس قسم کے مذہبی امور میں غیر اقوام کی مشابہت اختیار کرنا بالکلیہ ناجائز اور حرام ہے۔

معاشرت وعادی امور میں تشبہ کا حکم

معاشرتی وعادی امور بھی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ امور جو قبیح بالذات ہیں، یعنی: وہ امور جن سے شریعت نے براہِ راست منع کیا ہے کہ ان افعال کو نہ کیا جائے؛ دوسرے: وہ امور جو مباح بالذات ہیں، یعنی: وہ امور جن سے شریعت نے براہِ راست تو منع نہیں کیا، لیکن دیگر خارجی امور کی وجہ سے وہ ممنوع قرار دیے جاتے ہیں۔

قبیح بالذات امور میں تشبہ کا حکم

قبیح بالذات امور میں غیر مسلم اقوام کی مشابہت اختیار کرنا بھی حرام ہے، جیسے: ٹخنوں سے نیچے شلوار لٹکانا، ریشمی لباس استعمال کرنا، یا کسی قوم کی ایسی حرکت کی نقل اتارنا جن میں ان کے معبودانِ باطلہ کی تعظیم ہوتی ہو، جیسے: بتوں کے آگے جھکنا وغیرہ، ان

افعال میں تشبہ کی حرمت اس وجہ سے ہے کہ یہ امور قبیح بالذات ہیں، شریعت کی طرف سے ان کی ممانعت صاف طور پر آئی ہے۔

مباح بالذات امور میں تشبہ کا حکم

اگر وہ امور اپنی ذات کے اعتبار سے قبیح نہ ہوں، بلکہ مباح ہوں تو ان کی بھی دو صورتیں ہیں، ایک: وہ امور جو کسی غیر قوم کا شعار (یعنی: علامتی وشناختی علامت) ہوں، دوسرے: وہ افعال جو کسی غیر قوم کا شعار نہ ہوں، ہر دو کی تفصیل ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

غیر اقوام کے شعار میں مشابہت کا حکم

اگر تو وہ (مباح بالذات) امور غیر مسلم اقوام کے شعار (یعنی: علامتی وشناختی علامت) میں سے ہوں تو بھی ان امور میں غیر اقوام کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے، مثلاً: غیر مسلم اقوام کا وہ لباس جو صرف انہی کی طرف منسوب ہو اور انہی کی نسبت سے مشہور ہو اور اس مخصوص لباس کو استعمال کرنے والا انہی میں سے سمجھا جاتا ہو، جیسے: ہمارے زمانے اور علاقوں میں ماہِ محرم میں خصوصاً اور باقی دنوں میں عموماً سیاہ لباس یا فقط سیاہ قمیص اہل روافض کا شعار ہے اور اسی طرح اس دور میں سبز عمامہ اور گہری براؤن رنگ کی چادر ایک خاص بدعتی گروہ کا شعار بن چکا ہے۔

مطلقاً غیروں کے افعال میں مشابہت کا حکم

اور اگر وہ مباح بالذات امور غیر مسلم اقوام کے شعار میں سے نہیں ہیں، تو پھر ان افعال کی دو قسمیں ہیں کہ ان افعال کا بدل مسلمانوں کے پاس موجود ہے یا ان کا بدل مسلمانوں کے پاس موجود نہیں ہے، ان دونوں قسموں میں مشابہت کا حکم ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

ذی بدل اشیا میں غیروں کی مشابہت کا حکم

اگر ان مباح بالذات امور میں مسلمانوں کے پاس امتیازی طور پر ایسے طور طریقے موجود ہوں جو کفار کے طور طریقوں کے مشابہ نہ ہوں تو ایسے امور میں غیروں کی مشابہت مکروہ ہے، کیوں کہ اسلامی غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم ان اقوام کی ان اشیا کا استعمال بھی ترک کر دیں جن کا بدل ہمارے پاس موجود ہو، ورنہ یہ مسلم اقوام کے لیے عزت کے خلاف ایک چیز ہوگی اور بلا ضرورت خواہ مخواہ دوسروں کا محتاج و دستِ نگر بننا پڑے گا۔

جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ہاتھ میں فارسی کمان (یعنی: ملکِ ایران کی بنی ہوئی کمان) دیکھی تو ناخوشی سے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا لیے ہوئے ہو؟ اسے پھینک دو اور عربی کمان اپنے ہاتھ میں رکھو، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمہیں قوت وشوکت دی اور بلادِ ارض کو مفتوح کیا۔

ملاحظہ ہو: عن علی رضی اللہ عنہ قال: کانت بید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوس عربیة، فرأی رجلاً بیدہ قوس فارسیة، فقال: ما ھذہ؟ ألقھا؛ وعلیکم بھذہ، و أشباھھا ورماح القناء، فإن اللہ یزید اللہ لکم بھما فی الدین، ویمکن لکم فی البلاد (سنن ابن ماجۃ، باب السلاح، رقم الحدیث: 2810)

چوں کہ فارسی کمان کا بدل عربی کمان موجود تھی، اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیرت دلا کر روک دیا، تا کہ غیر اقوام کے ساتھ ہر ممکن سے ممکن امتیاز پیدا ہو سکے اور چھوٹے سے چھوٹے اشتراک کا بھی انقطاع ہو جائے۔

کفار سے تعلقات کی ممانعت میں احادیث وآثار کا بیان

1 شیخین اور دیگر محدثین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے کفار قریش کو مکتوب بھیجا تھا، جس میں انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض خفیہ معاملات کی اطلاع دی تھی؛ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ دعنی اضرب عنق ھذا المنافق یعنی مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کا سر قلم کر دوں۔ ایک اور روایت میں ان کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ فقد کفر یعنی اس نے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔

اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی نصرت واعانت کا اصل حکم یہی ہے کہ یہ عمل دائرہ اسلام سے خروج اور ارتداد ہے؛ اس کے تین وجوہ ہیں۔

وجہ اول: یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق کہہ کر ان کے قتل کی اجازت مانگی ہے اور دوسری روایت کے مطابق انھوں نے اس فعل کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حاطب رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں شرکت نہیں کی؟ تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جی ہاں! لیکن بعد میں اس نے عہد شکنی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دشمنوں کا ساتھ دیا۔ یہ گفتگو بتلاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ امر طے شدہ تھا کہ کفار کی امداد کرنا کفر وارتداد کے مترادف ہے۔

وجہ دوم: یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فہم کی نفی نہیں کی، بلکہ اسے برقرار رکھتے ہوئے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا عذر بیان فرمایا ہے۔

وجہ سوم: یہ ہے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر یہ وضاحت پیش کی کہ میں نے ایسا کفر وارتداد یا کفر پر اظہار رضامندی کے طور پر نہیں کیا؛ اس سے بھی یہی مفہوم نکلتا ہے کہ خود حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بھی یہی سمجھتے تھے کہ اہل کفر کی اعانت ونصرت کفر وارتداد اور کفر پر رضامندی ہی کے ہم معنی ہے۔

قابل غور امر یہ ہے کہ جب سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ ایسے جلیل القدر صحابی کے باب میں اس کا تصور کیا جا سکتا ہے، تو اس شخص کی کیا کیفیت ہوگی جو بالفعل کفار کی معاونت کرتا اور مسلمانوں کے خلاف انھیں امداد فراہم کرتا ہے؟

بلاشبہ وہ بالاولی اس حدیث میں مذکور احکام کا مصداق ہے۔

2 امام اسحاق رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں کفار کی جانب سے شریک ہوئے تھے اور انھیں گرفتار کر لیا گیا تھا؛ جنگ کے بعد جب قیدی فدیہ دے کر رہائی حاصل کر رہے تھے، تو ان سے بھی فدیہ ادا کرنے کا مطالبہ ہوا؛ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بامر مجبوری اس جنگ میں شامل ہوئے تھے، چنانچہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو مسلمان ہو چکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الله اعلم باسلامك، فإن يكن كما تقول فإن الله يجزيك، و اما كان ظاهرك فقد كان علينا، فافتد نفسك و ابني اخيك.

آپ کے اسلام کا علم اللہ ہی کو ہے؛ اگر آپ کی بات درست ہے، تو اللہ آپ کو اس کی جزا دے گا؛ ہم تو آپ کے ظاہر کے پابند ہیں، چنانچہ اپنا اور اپنے بھتیجوں کا فدیہ دیجیے۔

باوجود اس کے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجبوراً لشکر قریش میں شامل ہوئے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہر پر حکم لگایا اور ان سے دیگر مشرکوں ہی کی مانند معاملہ کیا؛ اب جو شخص اپنے اختیار وارادہ سے کفار کی پشت پناہی اور معاونت کرتا ہے، اس کی کیا حیثیت ہوگی؟ اس معاملہ کو با آسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

3 اسی حقیقت پر یہ روایت بھی دلالت کرتی ہے، جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی الصحیح میں محمد بن عبد الرحمٰن ابوالاسود رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اہل مدینہ کو (عہدِ خلافت ابن زبیر رضی اللہ عنہما میں) شام والوں کے خلاف ایک فوج نکالنے کا حکم دیا گیا؛ اس فوج میں میرا نام بھی لکھا گیا، تو میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عکرمہ رحمہ اللہ سے ملا اور انھیں اس صورتِ حال کی اطلاع کی؛ انھوں نے بڑی سختی کے ساتھ اس سے منع کیا اور فرمایا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی تھی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے تھے اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کی کثرتِ تعداد کا باعث بنتے تھے۔؛ دورانِ جنگ تیر آتا اور وہ سامنے پڑ جاتے، تو انھیں لگ جاتا اور اس طرح ان کی جان جاتی یا تلوار سے (از راہِ خطا) انھیں قتل کر دیا جاتا؛ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ (النساء 97:4) جن لوگوں کی جان فرشتے اس حال میں قبض کریں گے کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم ڈھائے ہوئے ہیں۔

ہم قارئین کی توجہ عین اس نکتے کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ نے ظاہر ہی کی بنا پر انھیں کفار کے ساتھ ملایا ہے، حالانکہ وہ مجبور و مضطر تھے؛ اس کا سبب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اس عمل کے مرتکب کو کافر قرار دیتے تھے۔

4 حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ و سَكَنَ مَعَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ. (ابوداؤد)

جو شخص کسی مشرک کی صحبت اختیار کرے اور اس کے ساتھ سکونت رکھے، تو وہ بھی اسی کی طرح کا مشرک ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرک کے ساتھ مل جل کر رہنے اور شراکت داری رکھنے والے کو اسی مشرک ہی کی مثل بتلایا ہے، خواہ وہ اس سے موافقت نہ بھی رکھتا ہو؛ اب جو آدمی مشرکوں کا دست و بازو بنے، اس کی کیا کیفیت ہوگی؟

5 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَنَا بَرِيءٌ مِّن كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ ظَهْرَانَي الْمُشْرِكِينَ. (ابوداؤد، ترمذی)

میں ہر اس مسلمان سے اعلانِ براءت کرتا ہوں جو مشرکوں کے مابین مقیم ہے۔

6 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْ مُشْرِكٍ عَمَلاً بَعْدَ مَا اَسْلَمَ اَوْ یُفَارِقُ الْمُشْرِکِیْنَ.
(نسائی)

اللہ مشرک کا عمل قبول نہیں فرماتا، خواہ وہ اسلام قبول کرلے، تا آنکہ وہ مشرکین سے جدا ہو کر مسلمانوں سے آ ملے۔

7 حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ میں اقامتِ صلوٰۃ کا اہتمام کروں گا؛ زکاۃ ادا کروں گا؛ ہر مسلمان سے خیر خواہی کروں گا اور مشرک سے الگ رہوں گا۔

یہ بات ہماری خاص توجہ کی مستحق ہے کہ جب مشرک سے علیحدہ اور جدا رہنا واجب ہے، تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف اس کی نصرت واعانت کس قدر سنگین جرم ہوگا؟

اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم

(۱) اس ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا قول اوپر گزر چکا ہے۔

(۲) عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ تمھیں اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ تم یہودی یا نصرانی ہو جاؤ اور تمھیں پتا بھی نہ چلے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہمارے خیال میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ اس آیت کی جانب تھا: یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِیَاءَ ۔ الآیۃ (المائدۃ 5:51)

اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔

(۳) کتب سیرت میں منقول ہے کہ جب مجاعہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ واللہ میں مسیلمہ کذاب کا پیرو نہیں ہوں، تو انھوں نے فرمایا کہ پھر تم وہاں سے نکل کر میرے پاس کیوں نہ آئے اور ثمامہ بن اثال کی مانند بات کیوں نہ کی؟

(۴) اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ طرزِ عمل بھی اہم ہے جو انھوں نے مسیلمہ، سجاح، طلیحہ ایسے مدعیانِ نبوت، مانعین زکاۃ اور دیگر مرتدوں کے باب میں روا رکھا کہ ان سب سے بلاتفریق جنگ کی، حالانکہ یہ احتمال موجود تھا کہ ان میں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں، جو فکر وعقیدہ میں ان سے اختلاف رکھتے ہوں اور محض قبائلی عصبیتوں کی بنا پر شریک قتال ہوئے ہوں؛ لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تمام افراد سے یکساں سلوک کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کفار کی مدد و نصرت کرتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی نگاہ میں وہ بھی انھی کی مانند کافر ہے۔

قیاس

اس ضمن میں قیاس سے استدلال دو طریقوں پر ہے:

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مَنْ جَهَّزَ غَازِیًا فَقَدْ غَزٰی یعنی جس نے مجاہد کو ساز وسامان سے لیس کیا، وہ خود جہاد میں شریک ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے اس شخص کو بھی شریک جہاد قرار دیا ہے، جو کسی مجاہد کو وسائل وسامانِ جہاد فراہم کرتا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت کا داخلہ عطا فرمائے گا: ایک اسے بنانے والا، جو خیر و بھلائی کی نیت سے اسے بناتا ہے؛ دوسرا اس سے تیر اندازی کرنے والا؛ اور تیسرا وہ شخص، جو مجاہد کو تیر مہیا کرتا ہے۔

ان نصوص کی روشنی میں قیاس عکس سے کام لیا جائے، تو ثابت ہوگا کہ جو کسی کافر کو آلاتِ جنگ سے آراستہ کرتا اور حرب وقتال میں اس کی نصرت واعانت کرتا ہے، وہ سبیل طاغوت میں جاری اس کی جنگ میں شریک اور حصے دار ہے۔

(2) صحیح موقف کے مطابق کسی عمل کو براہِ راست سرانجام دینے والے اور اس کے معاون و مددگار، ہر دو کا شرعی حکم یکساں ہے، کیونکہ معاون ہی کے ذریعے تو فاعل فعل پر قدرت پاتا ہے۔

جب محارب افراد ایک گروہ کی صورت میں ہوں اور ان میں سے بالفعل قتل کرنے والا تو ایک ہی ہو، جب کہ باقی اس کے معاون و مددگار ہوں، تو اس صورت میں ایک قول یہ ہے کہ صرف اسی کو قتل کیا جائے گا، جو براہِ راست قاتل ہے؛ لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ تمام لوگ قتل ہوں گے، خواہ سو افراد ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ مباشر و معاون برابر ہیں؛ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے بھی یہی منقول ہے۔ مسئلہ زیر بحث سے متعلق اسلامی تاریخ سے بھی کئی دلائل ملتے ہیں، جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(1) غزوہ بدر میں لشکر کفار کی کثرت بڑھانے کے باب میں روایتیں ہم نے اوپر بیان کی ہیں۔

(2) مرتدین سے قتال میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وطرزِ عمل کا تذکرہ بھی سطورِ بالا میں گزر چکا ہے۔

(3) بابک خرمی مشرکوں کے علاقے میں رہائش پذیر تھا؛ اس نے جب دیگر مسلمانوں پر حملہ کر دیا، تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں ارتداد کا فتویٰ دیا؛ میمونی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ امام صاحب موصوف نے اس کے بارے میں فرمایا:

خرج الينا يحاربنا و هو مقيم بارض الشرك، اى شيءٍ حكمه إن كان هكذا فحكمه حكم الارتداد. (الفروع 163/6)

اس نے ہم پر چڑھائی کی اور ہم سے برسرِ قتال ہوا، جب کہ وہ سرزمین شرک میں مقیم ہے؛ اس کا حکم کیا ہے؟ اگر اس کی یہی کیفیت ہے، تو اس کا حکم ارتداد کا ہے۔

480ھ کے بعد کا واقعہ ہے کہ حاکم اشبیلیہ المعتمد بن عباد، جو طوائف الملوکی کے عہد میں اندلس کا ایک فرماں رواں تھا، فرنگیوں کی مدد سے مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے نکلا؛ اس موقع پر مالکی علما نے فتویٰ دیا کہ وہ اسلام سے پھر کر مرتد ہو چکا ہے۔
(الاستقصاء 75/2)

661ھ میں حاکم کرک الملک المغیث عمر بن العادل نے ہلاکو خاں اور تاتاریوں سے خط و کتابت کی کہ وہ ان کے لیے مصر فتح کر سکتا ہے؛ ظاہر الدین بیبرس نے اس سے متعلق فقہا سے رہنمائی چاہی، تو انھوں نے فتویٰ دیا کہ یہ شخص عزل وقتل کا مستحق ہے؛ چنانچہ بیبرس نے اسے معزول کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (البدایۃ والنھایۃ 238/13؛ الشذرات: 305/6)

700ھ کے آس پاس تاتاری لشکروں نے اسلامی مملکت شام اور دیگر علاقوں پر شورش کی، تو بعض نام نہاد مسلمانوں نے ان

کی معاونت کی۔

980ھ میں شاہِ مراکش محمد بن عبداللہ السعدی نے اپنے چچا ابو مروان المعتصم باللہ کے خلاف پرتگالی بادشاہ سے مدد کی درخواست کی، تو علمائے مالکیہ نے اس پر ارتداد کا فتویٰ لگایا۔ (الاستقصاء 70/2)

چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں الجزائر کے بعض قبائل نے ظالم فرانسیسی فوجوں کی امداد و نصرت کی تو فقیہ مغرب ابوالحسن التسولی رحمہ اللہ نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا۔

چودھویں صدی ہجری کے درمیانی عرصے میں فرانسیسی اور برطانوی فوجیں مصر اور بعض دیگر علاقوں پر چڑھ دوڑیں، تو علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا کہ جو کسی بھی طریقے سے جارح افواج کی مدد کرے گا، وہ کافر ہے۔ (کلمۃ الحق، ص 126)

جب یہود فلسطین پر قابض ہوئے اور ننگ ملت مسلمانوں نے ان کی اعانت کی، تو شیخ عبدالمجید سلیم کی سربراہی میں ازہر کی فتویٰ کمیٹی نے 1366ھ میں ان معاونین کے کفر کا فتویٰ جاری کیا۔

چودھویں صدی ہجری کے اخیر میں کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں نے بلاد اسلامیہ پر یلغار کی اور تاریخ کو دہراتے ہوئے بعض غدار مسلمانوں نے ان کو امداد فراہم کی، تو علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ (مجموع فتاوی 274/1)

پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں جب روس افغانستان میں اپنے لشکروں کے ساتھ آ دھمکا، تو علمائے عرب و عجم نے ان لوگوں کو کافر قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف قتال کا فتویٰ دیا، جنھوں نے روس کی مدد کی تھی؛ وہ تمام لوگ اس کے تحت آتے تھے، جو افغانستان میں رہتے ہوئے روس کے معاون و مددگار تھے؛ چنانچہ مجاہدین نے ان سے جنگ کی، حالانکہ ان میں سے اکثر نماز یں پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔

اللہ کے فضل اور اس کی حسن توفیق سے اب ہم یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ جو لوگ امریکیوں کے دست و بازو اور معاون و مددگار ہیں اور ان کا دفاع کرتے ہیں، وہ بھی انھی کی مانند کافر ہیں، بلکہ اپنے نفاق اور ارتداد کی بنا پر کفر میں ان سے بھی زیادہ سخت ہیں؛ ان کے کفر کی شدت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ امریکی اندھے ہیں، یہ مرتد ان کے لیے آنکھوں کا کام دیتے ہیں۔ اگر آپ غیرت وحمیت سے متصف ہیں، تو ان حقائق پر غور وفکر کیجیے اور شک وارتیاب پھیلانے والوں کی تشکیک اور مغالطہ آفرینیوں کی جانب متوجہ نہ ہوں؛ پھر ہم اپنے اس فتوے میں شذوذ وتفرد کی راہ پر نہیں ہیں، بلکہ خشیتِ الٰہی رکھنے والا ہر سلفی اور حنفی عالم یہی فتوی دے گا۔

علما کے اقوال

اب ہم زیر بحث قضیہ سے متعلق اربابِ علم ونظر کی آرا پیش کرتے ہیں:

(1) معروف حنفی فقیہ علامہ ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

فيه نهي المومنين عن موالاة الكفار و نصرتهم و الانتصار بهم و تفويض امورهم إليهم، و إيجاب التبرى منهم و ترك تعظيمهم و إكرامهم (احکام القرآن 130/3)

اللہ نے مومنوں کو اس سے منع کیا ہے کہ وہ اہل کفر سے دوستی رکھیں، ان کی نصرت کریں، یا ان سے مدد مانگیں، یا اپنے امور و

معاملات کی زمام ان کے ہاتھ میں دیں؛ اللہ نے ان پر یہ لازم کیا ہے کہ وہ ان سے اظہار براءت کریں اور ان کی تعظیم و توقیر سے باز رہیں۔

(2) علامہ ابوالبرکات النسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: لا تتخذوهم اولياء تنصرونهم و تستنصرونهم و تواخونهم و تعاشرونهم معاشرة المومنين (تفسیر النسفی 287/1)

کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ، یعنی ایسا نہ ہو کہ تم ان کی مدد کرو، یا ان سے نصرت واعانت چاہو، یا ان سے بھائی چارہ اور اہل ایمان کی سی معاشرت روا رکھو۔

(3) مفسر قرطبی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں:

ومن يتولهم منكم: اى يعضدهم على المسلمين فإنه منهم، بين تعالىٰ ان حكمه كحكمهم.

(تفسیر قرطبی 217/6)

تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے، یعنی مسلمانوں کے برخلاف ان کی پشت پناہی کرے، تو وہ انھی میں سے ہے؛ اللہ نے واضح فرما دیا کہ اس کا حکم بھی انھی کفار کی مانند ہے۔

(4) امام البرزلی رحمہ اللہ نے کتاب القضاء میں لکھا ہے کہ امیر المسلمین یوسف بن تاشفین رحمہ اللہ نے علما سے فتویٰ طلب کیا کہ ابن عباد الاندلسی (حاکم اشبیلیہ) نے مسلمانوں کے مقابلے میں امداد و نصرت کی خاطر فرنگیوں سے مراسلت کی ہے، تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس موقع پر اہل علم کی بڑی تعداد نے اس کے کفر وارتداد کا فتویٰ دیا؛ یہ 480ھ کا واقعہ ہے۔ (الاستقصاء 275/2)

(5) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ حدیث مبارکہ اذا انزل اللہ بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیھم ثم بعثوا علی اعمالھم کی شرح میں رقم طراز ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار اور ظالم لوگوں کے پاس سے راہِ فرار اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ ان کے ہاں سکونت رکھنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے؛ یہ اس صورت میں ہے، جب وہ ان کی اعانت کرے اور نہ ہی ان کے افعال پر اظہارِ رضامندی کرے؛ اگر وہ ان کا معاون بنا، یا ان کے اعمال پر رضامندی کا اظہار کرتا ہے، تو وہ بھی انھی میں شامل ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ 80: الدَّلِيلِ عَلٰى دُخُولِ طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ

مسلمان کے بعض گروہ حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے

428- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعُونَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ

حدیث 428: بخاری (3075) (5474)، (6177) ترمذی (2437) ابن ماجہ (4286) داری (2807) احمد (8003)، (10555)، (22) ابن حبان (726)، (7244)، (7246) بیہقی (20271)، (19329) ابویعلی (7512)، (112)، (3783) معجم کبیر (5782)، (1413)، (2825)

اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ لِىْ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میری اُمت کے ستر ہزار افراد حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے' ایک شخص نے درخواست کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی' اے اللہ! اسے ان لوگوں میں شامل کر دے پھر ایک اور شخص نے درخواست کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دعا کریں کہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دے تو آپ نے فرمایا: عکاشہ! (پہلا شخص) تم پر سبقت لے گیا ہے۔

429- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ الرَّبِيْعِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

430- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِىْ زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِىْءُ وُجُوْهُهُمْ اِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِىُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میری اُمت کے ستر ہزار افراد کا گروہ جنت میں اس طرح داخل ہوگا کہ ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' (یہ سُن کر) حضرت عکاشہ بن محصن اسدی اپنی چادر سمیٹتے ہوئے اُٹھے اور درخواست کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کرے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی' اے اللہ! اس کو بھی ان میں شامل کر دے! پھر ایک اور انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور درخواست کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عکاشہ! تم پر سبقت لے گیا ہے۔

431- وَحَدَّثَنِىْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ يُوْنُسَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِىْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا زُمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ مِنْهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میری اُمت کے ستر ہزار افراد کا گروہ (اس شان سے) جنت میں داخل ہوگا کہ ان میں سے ہر ایک چاند کی مانند ہوگا۔

حدیث 431: بخاری (3075)' (5474)' (6177) ترمذی (2437) ابن ماجہ (4286) دارمی (2807)' احمد (8003)' (10555) (22) ابن حبان (726)' (7244)' (7246) بیہقی (20271)' (19329) ابویعلی (7512)' (112)' (3783) معجم کبیر (5782)' (1413)' (2825)۔

432- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي عِمْرَانُ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

✧✧ حضرت عمران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری اُمت کے ستر ہزار افراد کسی حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا: وہ کون لوگ ہوں گے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے' جو داغ نہیں لگوائیں گے' (کفریہ کلمات پر مشتمل) دم نہیں کروائیں گے اور وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہوں گے' حضرت عکاشہ کھڑے ہوئے اور درخواست کی' اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کردے۔ آپ نے جواب دیا: تم ان میں شامل ہوگئے۔ ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور درخواست کی' اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کردے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عکاشہ! تم پر سبقت لے گیا ہے۔

433-حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ عُمَرَ أَبُو خُشَيْنَةَ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْأَعْرَجِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میری اُمت کے ستر ہزار افراد حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (کفریہ کلمات پر مشتمل) دم نہیں کروائیں گے' فال نہیں نکلوائیں گے' داغ نہیں لگوائیں گے' اور اپنے پروردگار پر توکل کریں گے۔

434- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْرِي أَبُو حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِكُونَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

حدیث 432: بخاری (3075)' (5474) (6177) ترمذی (2437) ابن ماجہ (4286) دارمی (2807) احمد (8003)' (10555)' (22) ابن حبان (726)' (7244)' (7246) بیہقی (20271)' (19329) ابویعلی (7512)' (112)' (3783) معجم کبیر (5782)' (1413)' (2825)

حدیث 434: بخاری (3075)' (5474)' (6177) ترمذی (2437) ابن ماجہ (4286) دارمی (2807) احمد (8003)' (10555)' (22) ابن حبان (726)' (7244)' (7246) مستدرک (4087)' (5010) بیہقی (20271)' (19329) ابویعلی (7512)' (112)' (3783) معجم کبیر (5782)' (1413)' (2825)

✧✧ حضرت سہل بن سعد نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میری اُمت کے ستر ہزار افراد (راوی کو شک ہے کہ شاید آپ نے یہ فرمایا تھا) سات لاکھ افراد ایک دوسرے کو تھام کر اکٹھے جنت میں داخل ہوں گے جب تک ان کا آخری شخص بھی جنت میں داخل نہیں ہو جاتا' پہلا بھی نہیں ہوگا اور ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی مانند ہوں گے۔

435- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ اَيُّكُمْ رَاَى الْكَوْكَبَ الَّذِىْ انْقَضَّ الْبَارِحَةَ قُلْتُ اَنَا ثُمَّ قُلْتُ اَمَا اِنِّىْ لَمْ اَكُنْ فِىْ صَلٰوةٍ وَّلٰكِنِّىْ لُدِغْتُ فَقَالَ فَمَاذَا صَنَعْتَ قُلْتُ اسْتَرْقَيْتُ قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ قُلْتُ حَدِيْثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِىُّ فَقَالَ وَمَا حَدَّثَكُمُ الشَّعْبِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الْاَسْلَمِىِّ اَنَّهُ قَالَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ فَقَالَ قَدْ اَحْسَنَ مَنِ انْتَهٰى اِلٰى مَا سَمِعَ وَلٰكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَتْ عَلَىَّ الْاُمَمُ فَرَاَيْتُ النَّبِىَّ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ وَالنَّبِىَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِىَّ لَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ اِذْ رُفِعَ لِىْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ اُمَّتِىْ فَقِيْلَ لِىْ هٰذَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْمُهُ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقَالَ لِىْ انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ الْاٰخَرِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِىْ هٰذِهٖ اُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَخَاضَ النَّاسُ فِىْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِى الْاِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ وَذَكَرُوْا اَشْيَاءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الَّذِىْ تَخُوْضُوْنَ فِيْهِ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَرْقُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ فَقَالَ اَنْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

✧✧ حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں' میں سعید بن جبیر کے پاس بیٹھا ہوا تھا' انہوں نے حاضرین سے پوچھا' تم میں سے کس نے وہ ستارہ دیکھا ہے' جو آج صبح ٹوٹ کے گرا ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے دیکھا ہے' پھر مزید وضاحت کی' میں اس وقت نماز نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ مجھے بچھو نے ڈس لیا تھا۔ انہوں نے پوچھا' پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا: جھاڑ پھونک کروائی۔ انہوں نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے جواب دیا: میں نے شعبی کے حوالے سے یہ حدیث سنی ہے کہ نظر لگنے اور بچھو کے ڈنگ مارنے کے علاوہ کسی اور بیماری میں جھاڑ پھونک مفید نہیں ہے۔ وہ بولے حدیث سن کر اسے مان لینا ٹھیک ہے' لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مجھے سنایا ہے۔

"مختلف اُمتوں کو میرے سامنے پیش کیا گیا' کسی نبی کے ساتھ چند لوگ تھے' کسی کے ساتھ ایک یا دو لوگ تھے' کسی کے ساتھ ایک بھی نہیں تھا' پھر بہت سے لوگوں کا ایک گروہ آیا' میں یہ سمجھا کہ شاید یہ میری اُمت ہے' تو مجھے بتایا گیا' یہ

حدیث 435: بخاری (3075)' (5474)' (6177) ترمذی (2437) ابن ماجہ (4286) دارمی (2807) احمد (8003)' (10555)' (22) ابن حبان (726)' (7244)' (7246) بیہقی (20271)' (19329) ابویعلیٰ (7512)' (112)' (3783) معجم کبیر (5782)' (2825)' (1413)

حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور یہ ان کی اُمت ہیں' پھر کہا گیا' آپ اُفق کی طرف دیکھیں تو وہاں بہت بڑا گروہ تھا' پھر آواز آئی' آپ دوسرے اُفق کی طرف دیکھیں' میں نے ادھر دیکھا تو وہاں بھی بہت بڑا گروہ تھا' مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کی اُمت ہے اوران کے ہمراہ ایسے ستر ہزار لوگ بھی ہیں جو حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُتر کر اپنے گھر تشریف لے گئے' لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ جو ستر ہزار لوگ حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے' وہ کون ہو سکتے ہیں؟ بعض کا خیال تھا کہ ان سے مراد وہ لوگ ہوں گے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے' بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو اسلامی گھرانے میں پیدا ہوئے اور انہوں نے کبھی بھی شرک کا ارتکاب نہیں کیا۔ غرضیکہ ہر کسی نے اپنا خیال ظاہر کیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے اور آپ نے دریافت کیا: تم کس بات پر گفتگو کر رہے ہو؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کو موضوع بتایا تو آپ نے فرمایا:

یہ وہ لوگ ہیں جو (کفریہ کلمات پر مشتمل) دم نہیں کریں گے اور نہ ہی کروائیں گے اور نہ ہی فال نکالیں گے اور اپنے پروردگار پر توکل کریں گے۔

حضرت عکاشہ کھڑے ہوئے اور درخواست کی' آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ آپ نے فرمایا: تم ان میں شامل ہو گئے۔ ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور درخواست کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے جا چکا ہے۔

436- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِیَ الْحَدِیْثِ نَحْوَ حَدِیْثِ هُشَیْمٍ وَّلَمْ یَذْكُرْ اَوَّلَ حَدِیْثِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے

بَابُ 81: كَوْنِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ

اہلِ جنت کی نصف تعداد کا تعلق اس اُمت سے ہوگا

437- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُو اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَاُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ مَا الْمُسْلِمُوْنَ فِی الْكُفَّارِ اِلَّا كَشَعْرَةٍ بَیْضَآءَ فِیْ ثَوْرٍ اَسْوَدَ اَوْ كَشَعْرَةٍ سَوْدَآءَ فِیْ ثَوْرٍ اَبْیَضَ

✧✧ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ اہلِ جنت کا چوتھائی

حدیث 437: بخاری (6163)' (6266) ترمذی (2547) ابن ماجہ (4283) احمد (3661)' (4166)' (4251) ابن حبان (7245)' (7458) مستدرک (275) بیہقی (5410) ابو یعلیٰ (5358) معجم کبیر (10350)' (11902)

حصہ تم ہو ہم نے اللہ اکبر کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس بات سے خوش نہیں کہ اہلِ جنت کا تہائی حصہ تم ہو گے ہم نے اللہ اکبر کہا تو آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ نصف اہلِ جنت تم ہو گے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کفار کے درمیان مسلمان کیسا ہو گا جیسے سیاہ بیل (کے جسم پر) سفید بال ہوں یا سفید بیل (کے جسم پر) سیاہ بال ہوں۔

438 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا فَقَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَاكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا یَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَّمَا اَنْتُمْ فِیْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَیْضَآءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ

✧✧ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں ہم تقریباً چالیس کی تعداد میں ایک خیمہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ اہلِ جنت کا چوتھائی حصہ تم ہو؟ ہم نے عرض کی جی ہاں! آپ نے پوچھا: کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ اہلِ جنت کا تہائی حصہ تم ہو؟ ہم نے عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے مجھے امید ہے کہ نصف اہلِ جنت تم ہی ہو گے جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوں گے۔ اہلِ شرک کے درمیان تمہاری موجودگی کی مثال بالکل اسی طرح ہے جیسے سیاہ بیل کے (جسم پر) سفید بال ہو یا سرخ بیل کے جسم پر سیاہ بال ہو۔

شرح

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے اسی صفیں امت (مسلمانوں) کی ہوں گی اور چالیس صفیں دوسری امتوں کے لوگوں کی۔" اس روایت کو ترمذی دارمی اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 209)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کے جنتیوں کی تعداد دوسری امتوں کے مقابلہ میں دو تہائی زائد ہو گی لیکن پیچھے باب الشفاعت میں ایک روایت گزری ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ مجھے امید ہے تم (مسلمان) اہل جنت کی مجموعی تعداد کا نصف حصہ ہو گے۔ ان دونوں روایتوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کی بارگاہ سے یہی امید قائم کی ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ اہل جنت کی مجموعی تعداد کا نصف حصہ ہوں' مگر بعد میں حق تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امید کو اور بڑھا دیا ہو اور جنتیوں میں امتِ محمدیہ کی تعداد کو دو تہائی تک کرنے کی بشارت عطا فرمائی ہو اور یہ اضافہ وزیادتی یقیناً رب کریم کے اس خاص فضل وکرم کا آئینہ دار ہے جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کا نصیب ہے۔

ایک احتمال یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوسری امتوں کے چالیس صفوں کے مقابلہ میں اہل اسلام کی اسی صفیں اس طرح کی ہوں گی کہ

وہ صفوں کے اعتبار سے تو زیادہ ہونگی مگر اشخاص کی تعداد سے چالیس صفوں ہی کے برابر ہوں گی گویا اہل جنت میں جتنے لوگ دوسری امتوں کی چالیس صفوں میں ہوں گے اتنے ہی لوگ امت محمدیہ کی اسی صفوں میں ہوں گے لیکن یہ احتمال بس یوں ہی ہے صحیح توجیہہ وہی ہے جو پہلے بیان کی گئی۔

439- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ ظَهْرَهٗ اِلٰى قُبَّةِ اَدَمٍ فَقَالَ اَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَتُحِبُّوْنَ اَنَّكُمْ رُبُعُ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُو اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَا اَنْتُمْ فِيْ سِوَاكُمْ مِنَ الْاُمَمِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ

✧✧ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے چمڑے کے خیمے میں ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے' ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: جنت میں صرف مسلمان داخل ہوں گے۔ اے اللہ! کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے؟ اے اللہ! تو گواہ ہو جا! (پھر ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا) کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ چوتھائی اہلِ جنت تم ہو؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تہائی اہلِ جنت تم ہو؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' جی ہاں! یارسول اللہ ﷺ! تو آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ نصف اہلِ جنت تم ہو گے' دوسری اُمتوں کے درمیان تمہاری مثال اس طرح ہے جیسے کسی سفید بیل (کے جسم میں) سیاہ بال ہو یا کسی سیاہ بیل (کے جسم میں) سفید بال ہوں۔

440- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ قَالَ يَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ قَالَ فَذَاكَ حِيْنَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ قَالَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْاُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالرَّقْمَةِ فِيْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے آدم! وہ جواب دیں گے' میں حاضر ہوں ہر بھلائی تیرے دستِ قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' جہنمیوں کو نکالو۔ وہ پوچھیں گے' ان کی تعداد کتنی ہے؟ جواب ملے گا' ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ یہ وہ وقت ہوگا جب (خدا کے خوف کی وجہ سے) ہر بچہ بوڑھا ہو جائے گا' ہر حاملہ عورت کا حمل ضائع ہو جائے گا اور لوگ مدہوش محسوس ہوں گے' حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب شدید ہوگا۔

حدیث 440: بخاری (3170)' (6165)' (7045) احمد (11302) مستدرک (80) معجم کبیر (4932)

(حضرت ابوسعید کہتے ہیں) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت پریشان ہوئے اور عرض کی، ہم میں سے کون وہ شخص ہے؛ (جو ہزار میں اکیلا جنتی ہوگا؟) آپ نے فرمایا: یہ خوش خبری وصول کرو کہ ہزار یاجوج ماجوج ہوں گے اور تمہارا ایک فرد ہوگا اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، میری خواہش تھی کہ تم اہلِ جنت کا چوتھائی حصہ ہوتے۔ (حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں) ہم نے الحمدللہ اور اللہ اکبر کہا تو آپ نے فرمایا: میری تو خواہش تھی کہ تم لوگ اہلِ جنت کا تہائی حصہ ہوتے۔ (حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں) ہم نے الحمدللہ اور اللہ اکبر کہا تو آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، میری تو یہ آرزو ہے کہ تم لوگ اہلِ جنت کا نصف حصہ ہو۔ دوسری اُمتوں کے درمیان تمہاری مثال اس طرح ہے جیسے سیاہ بیل (کے جسم پر) سفید بال ہو یا گدھے کے پاؤں میں کوئی نشانی ہو۔

شرح

حضرت نواس ابن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال (کے نکلنے) اس کی فریب کاریوں اور اس کے فتنہ میں لوگوں کے مبتلا ہونے) کا ذکر فرمایا اگر دجال نکلے اور (بالفرض) میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو میں اس سے تمہارے سامنے جھگڑوں اور دلیل کے ذریعہ اس پر غالب آ ؤں) اور اگر دجال اس وقت نکلا جب میں نہ ہوں گا تو پھر تم میں سے ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے اس سے جھگڑنے والا ہوگا اور میرا وکیل وخلیفہ ہر مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ ہے دجال جوان ہوگا اس کے بال گھونگریالے ہوں گے اور اس کی آنکھ پھولی ہوگی گویا میں اس کو قطن کے بیٹے عبدالعزی سے تشبیہ دے سکتا ہوں پس تم میں سے جو شخص اس کو پائے اس کو چاہیے کہ وہ اس کے سامنے سورت کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے" اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے یہ الفاظ ہیں کہ اس کو چاہئے کہ وہ اس کے سامنے سورت کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے کیونکہ وہ آیتیں تمہیں دجال کے فتنہ سے مامون ومحفوظ رکھیں گی (جان لو) دجال اس راستہ سے نمودار ہوگا جو شام اور عراق کے درمیان ہے اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا (پس) اے اللہ کے بندو! (اس وقت جب کہ دجال نکلے) تم (اپنے دین پر) ثابت قدم رہنا" راوی کہتے ہیں کہ) ہم نے (یہ سن کر) عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کتنے دنوں زمین پر رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس دن، (اور زمانہ کی طوالت کے اعتبار سے ان میں سے) ایک دن تو ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دونوں کے مطابق (یعنی ہمیشہ کے دنوں کی طرح) ہوں گے" ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان دنوں میں سے جو ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس روز ہماری ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ نماز پڑھنے کے لئے ایک دن کا حساب لگانا ہوگا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمین پر کتنا زیادہ تیز چلے گا (یعنی اس کی رفتاری کی کیا کیفیت ہوگی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس مہینہ یعنی ابر کی مانند تیز رفتار ہوگا جس کے پیچھے ہوا ہو! وہ ایک ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو اپنی دعوت دے گا (یعنی اپنی اتباع کی طرف بلائے گا اور برائی کے راستہ پر لگائے گا) لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے یعنی اس کے فریب میں آ کر اس کی اتباع کرنے لگیں) پھر وہ (اپنے تابعداروں کو نوازنے کے لئے) ابر کو بارش برسانے کا حکم دیگا تو ابر بارش برسائے گا اور زمین کو سبزہ اگانے کا حکم دے گا تو زمین سبزہ اگائے گی۔ پھر جب شام کو اس قوم کے (وہ) مویشی آئیں گے جو چرنے کے لئے صبح کے وقت جنگل وبیابان گئے تھے تو

ان کے کوہان بڑے بڑے ہو جائیں گے اور ان کی کوکھیں (خوب کھانے پینے کی وجہ سے) تن جائیں گی پھر اس کے بعد دجال ایک اور قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو اپنی دعوت دے گا (یعنی اپنی خدائی کی طرف بلائے گا اور کہے گا کہ مجھے اپنا پروردگار تسلیم کرو) لیکن اس قوم کے لوگ اس کی دعوت کو رد کر دیں گے (یعنی وہ اس کی بات کو قبول نہیں کریں گے اور اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیں گے اور وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو اس قوم کی طرف سے پھیر دے گا) پھر اس قوم کے لوگ قحط وخشک سالی اور تباہ حالی کا شکار ہو جائیں گے یہاں تک کہ وہ مال واسباب سے وبالکل خالی ہاتھ ہو جائیں گے، اس کے بعد دجال ایک ویرانہ پر سے گزرے گا اور اس کو حکم دے گا وہ اپنے خزانوں کو نکال دے چنانچہ وہ ویرانہ دجال کے حکم کے مطابق اپنے خزانوں کو اگل دے گا اور) وہ خزانے اس طرح اس کے پیچھے پیچھے ہولیں گے جس طرح شہد کی مکھیوں کے سردار ہوتے ہیں، پھر دجال ایک شخص کو جو جوانی سے بھرپور یعنی نہایت قوی وتوانا جوان ہوگا اپنی طرف بلائے گا اور (اس بات سے غصہ ہو کر کہ وہ اس کی الوہیت سے انکار کر دے گا، یا محض اپنی طاقت وقدرت ظاہر کرنے اور اپنے غیر معمولی کارناموں کی ابتداء کے لئے) اس پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارے گا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے جیسا کہ تیر نشانے پے پھینکا جاتا ہے (یعنی اس کے جسم کے وہ دونوں ٹکڑے ایک دوسرے سے اس قدر فاصلہ پر جا کر گریں گے جتنا فاصلہ تیر چلانے والے اور اس کے نشانے کے درمیان ہوتا ہے اور بعض حضرات نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اس کی تلوار کا ہاتھ اس کے جسم پر اس طرح پہنچے گا جس طرح تیر اپنے نشانے پر پہنچتا ہے) اس کے بعد دجال اس نوجوان (کے جسم کے ان ٹکڑوں) کو بلائے گا، چنانچہ وہ زندہ ہو کر دجال کے طرف متوجہ ہوگا اور اس وقت اس کا چہرہ نہایت بشاش، روشن اور کھلا ہوا ہوگا غرضیکہ دجال اسی طرح کی فریب کاریوں اور گمراہ کرنے والے کاموں میں مشغول ہوگا کہ اچانک اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو نازل فرمائے گا جو دمشق کے شرقی جانب کے سفید منارہ پر سے اتریں گے، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوں گے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے (آسمان سے نازل ہونگے وہ جس وقت اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو ان کے سر سے چاندی کے دانوں کی مانند قطرے گریں گے جو موتیوں کی طرح ہوں گے، یہ ناممکن ہوگا کہ کسی کافر تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے اور وہ مر نہ جائیں (یعنی جو بھی کافران کے سانس کی ہوا پائے گا مر جائے گا) اور ان کے سانس کی ہوا ان کی حد نظر تک جائے گی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ وہ اس کو باب لد پر پائیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے مکر وفریب اور فتنہ سے محفوظ رکھا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے چہروں سے گرد وغبار صاف کریں گے اور ان کو ان درجات ومراب کی بشارت دیں گے جو وہ جنت میں پائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی حال میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس یہ وحی آئے گی کہ میں نے اپنے بہت سے ایسے بندے پیدا کئے ہیں جن سے لڑنے کی قدرت وطاقت کوئی نہیں رکھتا۔ لہٰذا تم میرے بندوں کو جمع کر کے کوہ طور کی طرف لے جاؤ اور ان کی حفاظت کرو، پھر اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو ظاہر کرے گا جو ہر بلند زمین کو پھلانگتے ہوئی اتریں گے اور دوڑیں گے، (ان کی تعداد اتنی زیادہ ہوگی کہ جب ان سب سے پہلی جماعت بحیرہ طبریہ کو خالی دیکھ کر) کہے گی کہ اس میں کبھی پانی تھا اس کے بعد یاجوج ماجوج آگے بڑھیں گے یہاں تک کہ جبل خمر تک پہنچ جائیں گے اور پھر کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو ختم کر دیا ہے، چلو آسمان والوں کا خاتمہ کر دیں، چنانچہ وہ آسمان کی طرف اپنے تیر پھینکیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹا دے گا (تا کہ وہ اس بھرم

میں رہیں کہ ہمارے تیر واقعۃ آسمان والوں کا کام تمام کر کے واپس آئے ہیں، گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ڈھیل دے دی جائے گی اور یہ احتمال بھی ہے کہ وہ تیر فضا میں پرندوں کو لگیں گے اور ان کے خون سے آلودہ ہو کر واپس آئیں گے، پس اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ دجال کا فتنہ زمین ہی تک محدود نہیں رہیں گا بلکہ زمین کے اوپر بھی پھیل جائے گا) اس عرصہ میں اللہ کے نبی اور ان کے رفقاء یعنی حضرت عیسیٰ اور اس وقت کے مؤمن کوہ طور پر روکے رکھے جائیں گے اور (ان پر اسباب معیشت کی تنگی وقلت اس درجہ کو پہنچ جائے گی کہ) اس کے لئے بیل کا سر تمہارے آج کے سو دیناروں سے بہتر ہوگا (جب یہ حالت ہو جائے گی تو) اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے لئے دعا وزاری کریں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں نغف یعنی کیڑے پڑ جانے کی بیماری بھیجے گا جس کی صورت میں ان پر اللہ کا قہر اس طرح نازل ہوگا کہ سب کے سب ایک ہی وقت موت کے گھاٹ اتر جائیں گے) اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (اس بات سے آگاہ ہو کر) پہاڑ سے زمین پر آئیں گے اور انہیں زمین پر ایک بالشت کا ٹکڑا بھی ایسا نہیں ملے گا جو یاجوج ماجوج کی چربی اور بدبو سے خالی ہو (اس مصیبت کے دفعیہ کے لئے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تب اللہ تعالیٰ بختی اونٹ کی گردن جیسی لمبی لمبی گردنوں والے پرندوں کو بھیجے گا جو یاجوج ماجوج کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہوگی وہاں پھینک دیں گے اور مسلمان یاجوج ماجوج کی کمانوں، تیروں اور ترکشوں کو سات سال تک چلاتے رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ایک زوردار بارش بھیجے گا جس سے کوئی بھی مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا پتھر کا اور خواہ صوف کا ہو، نہیں بچے گا وہ بارش زمین کو دھو کر آئینہ کی مانند صاف کر دے گی پھر زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے پھلوں "یعنی اپنی پیداوار کو نکال اور اپنی برکت کو واپس لا، چنانچہ (زمین کی پیداوار اس قدر بابرکت اور باافراط ہوگی کہ) دس سے لے کر چالیس آدمیوں تک کی پوری جماعت ایک انار کے پھل سے سیر ہو جائے گی اور اس انار کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے، نیز دودھ میں برکت دی جائے گی، (یعنی اونٹ اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ بہت ہوگا) یہاں تک کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگی، دودھ دینے والی ایک گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کے لئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی ایک بکری آدمیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے کافی ہوگی۔ بہر حال لوگ اسی طرح کی خوش حال اور امن وچین کی زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا جو ان کی بغل کے نیچے کے حصہ کو پکڑے گی (یعنی اس ہوا کی وجہ سے ان کی بغلوں میں ایک درد پیدا ہوگا) اور پھر وہ ہوا ہر مؤمن اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی اور صرف بدکار شریر لوگ دنیا میں باقی رہ جائیں گے جو آپس میں گدھوں کی طرح مختلط ہو جائیں گے اور ان ہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ اس پوری روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے علاوہ دوسری روایت کو ان الفاظ تطرحہم بالنہبل تا سبع سنین کے کہ اس کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 41)

تو میں اس سے تمہارے سامنے جھگڑوں۔" میں اس طرف اشارہ ہے کہ بالفرض اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں دجال کا ظہور ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دلیل وحجت کے ذریعہ اس پر غالب آنے کے لئے اپنی امت میں سے کسی معاون ومددگار کی مدد کا محتاج نہیں تھے! بہر حال مذکورہ بالا جملہ کی وضاحت کے سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ یہ بات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھی کہ دجال کا ظہور زمانہ نبوی کے بعد ہوگا جیسا کہ دوسری احادیث اور دیگر دلائل وقرائن سے واضح ہے لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ جملہ ارشاد فرمانا دراصل دجال کے ظاہر ہونے کی حقیقت کو زیادہ یقین کے ساتھ بیان

کرنے اور موکد کرنے، اس کے ظہور کے وقت مبہم ہونے کی طرف اشارہ کرنے اور جن لوگوں کا دجال سے سابقہ پڑنے والا ہے ان کو اس کے فتنہ سے چوکنا کرنے کے پیش نظر تھا۔

تو پھر تم میں سے ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے اس سے جھگڑنے والا" کا مطلب یہ ہے کہ دجال کے ظاہر ہونے کے وقت جو مسلمان اس دنیا میں ہوں گے ان میں سے ہر ایک کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس کے شر سے بچنے کے لئے شرعی وقطعی اور عقلی دلائل کے ذریعہ اس سے بحث ومباحثہ کرے اور اس پر غالب آئے لیکن یہ بات فرض کر لینے کے بعد کہ دجال بحث ومباحثہ کو سننے اور دلائل کو تسلیم کرنے والا ہوگا ورنہ اس جملہ کے اصل معنی یہ ہوں گے کہ اس وقت ہر مؤمن کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ دجال کی تکذیب کرے، اس کی بات کو قبول کرنے اور اس کو تکلیف واذیت پہنچانے کی صورت اختیار کر کے اس کے شر سے اپنے کو بچائے۔ "میرا وکیل وخلیفہ ہر مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ ہے" میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مومن ومسلمان کا حافظ وناصر ہوگا اور دجال کے فتنہ سے بچنے میں مدد دے گا پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کامل یقین رکھنے والا مومن ہمیشہ مدد ونصرت پاتا ہے اگر چہ ان کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم وامام موجود نہ ہو، اس اعتبار سے حدیث فرقہ امامیہ کے خلاف مضبوط دلیل ہے۔

دجال جوان ہوگا۔" سے یہ ثابت ہوا کہ ابن صیاد پر دجال کا اطلاق کرنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، ان الفاظ سے اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ سفید بالوں کی صورت میں کسی شخص کو جو وقار حاصل ہوتا ہے اس سے دجال محروم ہوگا۔ "عبد العزی ابن قطن" ایک یہودی کانا تھا اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی مشرک تھا کیونکہ "عزی" ایک بت کا نام ہے۔ اس کی طرف عبد یعنی بندہ کی نسبت رکھنے والا مشرک ہی ہو سکتا ہے، اس کی تائید بعض حضرات کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ اس عبد العزی قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص تھا جو زمانہ جاہلیت میں مر چکا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو عبد العزی کے ساتھ تشبیہ دی تو اس میں جزم کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ " گویا" کا لفظ اظہار شک کے لئے نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یعنی عبد العزی، اس کا تعارف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف یا خواب میں حاصل ہوا تھا اس لئے اس کے ساتھ دجال کو تشبیہ دیتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کانے کا لفظ استعمال فرمایا جیسا کہ کسی خواب کو بیان کرنے کا یہی اسلوب معتبر ہے۔

سورت کہف کی ابتدائی آیتوں سے مراد شروع سے ان یقولون الا کذبا تک کی آیتیں ہیں آیتوں کو دجال کے سامنے پڑھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ ان میں جو مضامین مذکورہ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت، اس کی کتاب اور آیات بینات کے ثبوت اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور رسول کی اس اعجازی شان پر دلالت کرتے ہیں جس کی برکت سے دجال کے محیر العقول کارنامے ملیامیٹ ہو کر رہ جائیں گے اور اس کی اتباع کرنے والے ہلاکت وتباہی کے علاوہ اور کچھ نہیں پائیں گے! طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ سورت کہف کی ابتدائی آیتیں یہ خاصیت رکھتی ہیں کہ ان کا پڑھنے والا دجال کے فتنہ سے امن وحفاظت میں رہے گا جیسا کہ اصحاب کہف نے اپنے زمانے کی سب سے بڑی طاقت سے شر وفتنہ سے امان ونجات پائی تھی واضح رہے کہ بعض احادیث میں ان آیتوں کو رات میں سوتے وقت بھی پڑھنا منقول ہے! مسلم کی دوسری روایت میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ فانها جوار كم من فتنة (کیونکہ وہ آیتیں تمہیں دجال کے فتنہ سے محفوظ ومامون رکھیں گی) تو اکثر صحیح نسخوں میں "جوار" کا لفظ جیم کے زیر اور آخر میں ر کے ساتھ ہے، جس کے معنی اس پروانہ راہ داری کے ہیں جس کی بنیاد پر کوئی شخص

سفر کرتا ہے اور راستہ میں اس کو کوئی روک ٹوک نہیں کرتا۔

پھر بعض شروح میں "جوار" جیم کے زبر اور پیش کے ساتھ بیان کیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ جیم کے زیر کے ساتھ ہی فصیح ہے اس موقع پر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ حصن حصین میں سورت کہف کے تعلق سے متعدد روایتیں منقول ہیں مثلاً ایک روایت میں یہ ہے کہ جس شخص نے سورت کہف پڑھ لی اس کو اس کے پاس سے لے کر مکہ مکرمہ تک کی نورانیت حاصل ہوتی ہے اور دس شخصوں نے اس سورت کی آخری دس آیتیں پڑھیں اور پھر اس کے زمانہ میں دجال نکل آئے تو دجال اس پر تسلط پانے میں ناکام رہے گا ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جس شخص نے سورت کہف کی ابتدائی تین آیتیں پڑھ لیں وہ دجال سے محفوظ ہو گیا ان آخری دونوں روایتوں میں دس آیتوں اور تین آیتوں کی صورت میں جو ظاہری تضاد ہے اس کو ختم کرنے کے لئے یوں تو بہت سے اقوال ہیں لیکن زیادہ واضح قول یہ ہے کہ سورت کہف کا کم سے کم حصہ کہ جس کا پڑھنا دجال کے شر سے محفوظ رکھے گا تین آیتیں ہیں اور ان تین آیتوں کو حفظ کر لینا اولی ہے لہٰذا یہ بات زیادہ حصہ مثلاً دس آیتوں کے پڑھنے یا اس کو حفظ کرنے کے منافی نہیں ہے۔

اور وہ دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔" سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ دجال جن شہروں اور علاقوں سے گزرے گا صرف انہی جگہوں پر فتنہ وفساد پھیلانے پر اکتفا نہیں کرے گا بلکہ وہ اپنے دائیں بائیں اور ادھر ادھر، جہاں خود نہیں جا سکے گا اپنے لشکر اور اپنے تابعداروں کی جماعت بھیجے گا، اس طرح اس کے فتنہ وشر سے کوئی مومن امن میں نہیں ہوگا اور ایسی کوئی جگہ باقی نہیں بچے گی جہاں اس کا فتنہ نہ پہنچے۔ اے اللہ کے بندوں، تم ثابت قدم رہنا۔" یہ خطاب ان مومنین سے ہے جو دجال کے زمانہ میں ہوں گے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اپنے صحابہ کرام سے فرمائی کہ اگر بالفرض تم دجال کا زمانہ پاؤ تو اس وقت دین پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ "چالیس دن" کے سلسلے میں یہ ملحوظ رہے کہ یہاں مسلم کی روایت میں تو دجال کی مدت قیام چالیس دن فرمائی گئی ہے جب کہ آگے آنے والی ایک حدیث میں یہ مدت چالیس سال بیان کی گئی ہے پس بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ چالیس سال بیان کرنے والی حدیث صحت واسناد کے اعتبار سے اس درجہ کی نہیں ہے کہ اس کو مسلم کی اس روایت کے معارض قرار دیا جا سکے اور بالفرض اس کو اس درجہ کی صحیح حدیث بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ ان دونوں حدیثوں میں جو الگ الگ دو مدتیں بیان کی گئی ہیں۔

ان میں سے ایک مدت تو وہ ہے جس میں دنیا والوں پر اس کا ظہور ہی نہیں ہوگا بلکہ اس دنیا میں اس کی موجودگی غیر معلوم ہوگی اور دوسری مخصوص مدت ہے جس کے دوران دنیا والوں پر ظاہر رہے گا اور انہیں تعین کے ساتھ اس کی موجودگی کا علم ہوگا۔ "نماز پڑھنے کے لئے ایک دن حساب لگانا ہوگا۔" کا مطلب یہ ہے کہ جب طلوع فجر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں کے اعتبار سے فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت ظہر کی نماز پڑھی جائے اور جب ظہر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں میں ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت عصر کی نماز پڑھی جائے اور جب عصر کے بعد اتنا وقت گزر جائے، جو عام دنوں میں عصر، مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت مغرب کی نماز پڑھی جائے۔

اسی حساب سے عشاء وفجر کی نماز پڑھی جائے۔ غرضیکہ پانچوں نمازیں اس اندازے اور حساب سے پڑھی جائیں گی یہاں تک کہ وہ دن، ایک برس کے برابر ہو کر گزر جائے نیز یہی اندازہ اور حساب ان دنوں میں اختیار کیا جائے گا جو ایک مہینہ اور ایک

ہفتہ کے برابر ہوں گے واضح رہے کہ مذکورہ دنوں کی طوالت کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ حقیقت میں اتنے ہی طویل ہوں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ شب و روز کی گردش کو مختصر سے مختصر اور طویل سے طویل کر سکتا ہے اس بارے میں بعض حضرات نے جو یہ کہا ہے کہ وہ دن حقیقت میں اس قدر طویل نہیں ہوں گے بلکہ ہجوم افکار اور کثرت آلام کی بنا پر اس قدر طویل معلوم ہوں گے تو یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے اس کی سب سے بڑی دلیل صحابہ کرام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ سوال کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں یہ جواب دینا کہ نماز پڑھنے کے لئے ایک دن کا حساب لگانا ہوگا نیز بعض حضرات جو یہ اشکال ظاہر کرتے ہیں کہ نماز تو وقتوں یعنی سورج کے طلوع وغروب وغیرہ کے اعتبار سے مقرر ہوتی ہے اور جب اس طلوع وغروب وغیرہ کا وقت ہی نہیں ہوگا تو نمازیں کس طرح پڑھی جائیں گی؟ تو یہ اشکال بالکل لغو ہے، حقیقت یہ ہے کہ اصل چیز شارع کا حکم ہے جب شارع علیہ السلام نے اس مخصوص دن کے لئے مذکورہ حکم ارشاد فرمایا ہے تو پھر کسی کو چون وچرا کی کیا گنجائش ہے علامہ تورپشتی وغیرہ نے اس موقع پر مذکورہ اشکال کے اور جواب بھی لکھے ہیں۔

اہل علم مرقات میں دیکھ سکتے ہیں۔ "ان کے کوہان بڑے بڑے ہو جائیں گے۔ "میں کوہان "ذری" کا ترجمہ ہے جو "ذروہ" کی جمع ہے، جس کے اصل معنی بلندی، بلند جگہ کے ہیں، اسی اعتبار سے اونٹ کے کوہان پر بھی ذروۃ کا اطلاق ہوتا ہے اس جملہ کا حاصل یہ ہے کہ جو جانور چرنے کے لئے جنگل گئے ہوں گے وہ بہت فربہ ہو کر واپس آئیں گے۔ "پھر اس قوم کے لوگ قحط وخشک سالی اور تباہ حالی کا شکار ہو جائیں گے" کے ذریعہ اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ مومن چونکہ دجال کی بات کو قبول کرنے اور اس کی پیروی سے انکار کر دیں گے اس لئے وہ دجال کی طرف سے طرح طرح کی سختیوں اور مصیبتوں میں مبتلا کئے جائیں لیکن وہ ان تمام سختیوں اور مصائب کو صبر وشکر کے ساتھ برداشت کریں گے اور اپنے دین وعقیدہ پر قائم رہیں گے اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ان مؤمنوں کو اولیاء کاملین کی صفات وخصوصیات عطاء فرما دے گا۔ فتتبعہ کنوزہا کیعا سیب النحل (وہ خزانے اس طرح اس کے پیچھے پیچھے ہولیں گے جس طرح شہد کی مکھیوں کے سردار ہوتے ہیں "یعاسیب" اصل میں "یعسوب" کی جمع ہے جس کے معنی ہیں شہد کی مکھیوں کا سردار، حاصل یہ کہ جس طرح "یعسوب" آگے ہوتا ہے اور شہد کی مکھیاں اس کے ساتھ پیچھے پیچھے ہوتی ہیں اس طرح دجال کے ساتھ خزانے اس کے پیچھے پیچھے ہوں گے اور سردار کے تعلق کی مناسبت سے قوم وجماعت کے سربراہ کو بھی "یعسوب" کہا جاتا ہے، جیسا کہ دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں یہ مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ علی یعسوب المؤمنین والمال یعسوب المنافقین یعنی علی مؤمنوں کے سردار ہیں کہ تمام مؤمن ان کی اتباع کرتے ہیں اور ان کی امان وپناہ میں رہتے ہیں) اور مال منافقوں کا سردار ہے (کہ منافق مال وزر کے پیچھے رہتا ہے اور اس کی امان وپناہ میں رہنا چاہتا ہے) نیز حضرت ابوبکر کی مدح میں بھی منقول ہے کہ حضرت علی نے ان کے مرثیہ میں فرمایا تھا کنت للدین یعسوب (یعنی اے ابوبکر آپ تو دین کے رئیس سردار تھے۔ "جو دمشق کے مشرقی جانب کے سفید منارہ پر اتریں گے۔

اس روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں اتریں گے، لیکن ایک روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بیت المقدس میں، ایک روایت میں اردن میں اترنا منقول ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کی اجتماع گاہ میں اتریں گے واضح رہے کہ جس روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیت المقدس میں اترنا منقول ہے وہ ابن ماجہ کی ہے اور اسی کو راجح قرار دیا جا

سکتا ہے کیونکہ حقیقت میں یہ دوسری روایتوں کے منافی نہیں ہے اس وجہ سے کہ بیت المقدس، دمشق کے جانب مشرق میں واقع ہے ، بیت المقدس مسلمانوں کا اجتماع گاہ بھی ہے اور بیت المقدس اردن ہی کا علاقہ ہے، صرف ایک چیز رہ جاتی ہے وہ یہ کہ بیت المقدس میں سفید منارہ نہیں ہے، لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے سے پہلے المقدس میں منارہ بھی بن سکتا ہے۔ بین مہزدتین (اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے) لفظ مہزدتین دال سے بھی منقول ہے اور ذال سے بھی اس جملہ کا حاصل یہ ہے کہ آسمان سے اترنے کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم پر جو دو کپڑے ہوں گے وہ زعفران سے یا عصفر (زرد رنگ کی ایک گھاس) سے رنگے ہوئے ہوں گے۔ واذا رفعه تحدر منه مثل جمان اللؤ لؤ . (اور جب سر اٹھائیں گے تو ان کے بالوں سے چاندی کے دانوں کی مانند قطرے گریں گے جو موتیوں کی طرح ہوں گے) کا مطلب یہ ہے کہ ان سے ٹپکنے والے پسینہ کے قطرے اس قدر صاف اور سفید ہوں گے جیسا کہ موتیوں کی طرح چاندی کے دانے ہوتے ہیں۔

نہایہ میں لکھا ہیں کہ لفظ جمان عذاب کے وزن پر ہے اور اس کے معنی ہیں چاندی کے بنے ہوئے بڑے بڑے موتی اس کا واحد جمانۃ ہے ! طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پسینہ کے قطروں کو پہلے تو بڑائی میں جمان کے ساتھ تشبیہ دی اور پھر صفائی اور خوشنمائی کے اعتبار سے جمان کو موتی کے ساتھ تشبیہ دی ! اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ لفظ "جمان" میم کی تشدید کے ساتھ تو چھوٹے موتی کو کہتے ہیں اور جمان جیم کی تشدید کے بغیر، ان دانوں کے کہتے ہیں جو چاندی کے بنائے گئے ہوں اور یہاں یہی دوسرے معنی مراد ہیں اور حاصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنا سر جھکائیں گے تو ان کے سر کے بالوں میں نورانی قطرے ظاہر ہونگے اور جب سر اٹھائیں گے تو وہ قطرے ٹپک پڑیں گے یہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادابی و تازگی اور ان کے جمال واطراوت سے کنایہ ہے۔ "یہ ناممکن ہوگا کہ کسی کافر تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے اور وہ مر نہ جائے۔

اس جملہ سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس حکم میں خود دجال شامل کیوں نہیں ہوگا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کو اس حکمت ومصلحت کے پیش نظر اس حکم سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہو اور وہ اس کے خون سے آلود اپنا نیزہ لوگوں کو دکھائیں تا کہ مؤمنین کے ذہن میں دجال کا ساحر وفریب کار ہونا ظاہر ہو اور اپنی آنکھوں سے اس کے فریب کا پردہ چاک ہوتے دیکھ لیں یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی ہوا سے کافروں کا مر جانا ان کی ایک ایسی کرامت ہوگی جو ان کے آسمان سے اترنے کے وقت یا اس کے کچھ بعد تک ظاہر رہے گی اور پھر جب وہ دجال کی طرف متوجہ ہوں گے تو یہ کرامت اٹھالی جائے گی، چنانچہ کسی کرامت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ اور ہر وقت ظاہر رہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ کرامت ان کے معمول کے مطابق ہر آنے والے سانس کی نہیں ہوگی بلکہ اس کا تعلق صرف اس مخصوص سانس سے ہوگا جس سے کسی کافر کو مارنا مقصود ہوگا سبحان اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اعجازی شان کے کیا کہنے، ایک وہ وقت تھا جب وہ اپنی پھونک سے مردہ کو زندہ کر دیتے تھے اور ایک وقت ہوگا کہ ان کے سانس کی ہوا سے زندہ لوگ موت کے گھاٹ اتریں گے۔ لد (لام کے پیش اور دال کی تشدید کے ساتھ) شام کے ایک پہاڑ کا نام ہے اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ لد بیت المقدس کے ایک گاؤں کا نام

ہے اور بعض حضرات کے نزدیک وہ فلسطین کے ایک گاؤں کا نام ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے چہروں سے گرد وغبار صاف کریں گے "ہوسکتا ہے کہ چہروں سے گرد وغبار کا صاف کرنا اپنے ظاہری معنی پر محمول ہو، کہ واقعۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ازراہ لطف وکرم ان لوگوں کے چہروں سے گرد وغبار صاف کریں گے، یا اس جملہ کے ذریعہ اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے دلوں سے دجال کا خوف دور کریں گے اور ان کو راحت واکرام کے اسباب فراہم کرکے ان کی تعب وکلفت کو ختم کریں گے۔

بحیرہ طبریہ "اضافت کے ساتھ ہے اور لفظ "بحیرہ" اصل میں بحرۃ کی تصغیر ہے جس کے معنی اس جگہ کے ہیں جہاں پانی جمع ہوتا ہے جیسے سمندر یا بڑا دریا، چنانچہ بحیرہ کے معنی چھوٹے دریا یعنی جھیل کے ہیں، بحیرہ طبریہ اس جھیل کو کہتے ہیں جو دس کوس لمبی ہے اور شام کے علاقہ طبریہ میں واقع ہے۔ "جبل خمر" ایک پہاڑ کا نام ہے خمر اصل میں گھنی جھاڑی کو کہتے ہیں یا اس زمین کو کہتے ہیں جو درختوں اور جھاڑیوں میں چھپی ہوئی ہو، چنانچہ اس پہاڑ پر درخت اور گھنی جھاڑیاں بہت ہیں اس لئے اس کو جبل خمر کا نام دیا گیا۔"

ان کے لئے بیل کا سر تمہارے آج کے سو دیناروں سے بہتر ہوگا" کے ذریعہ اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ لوگوں کو اشیاء کی قلت اور بے تحاشا گرانی اس طرح گھیرے گی کہ معمولی چیز بڑی سے بڑی قیمت پر مشکل سے دستیاب ہوگی۔ مثلاً جانور کے تمام اعضاء میں سب سے سستا کلہ کا گوشت سمجھا جاتا ہے مگر اس وقت ان لوگوں کے نزدیک اسی کلہ کا گوشت ایک سو دینار میں بھی بہت غنیمت معلوم ہوگا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دوسرے اجزاء کے گوشت کی اہمیت ان کے نزدیک کیا ہوگی اور وہ کس قدر بیش قیمت ہوں گے۔

وہ پرندے ان کی لاشوں کو "نہبل" میں ڈال دیں گے) یہ لفظ نون کے زبرہ کے جزم اور ب کے زبر کے ساتھ "نہبل" ہے اور مشکوٰۃ کے اکثر نسخوں میں اسی طرح منقول ہے، یہ دراصل ایک جگہ کا نام ہے جو بیت المقدس کے علاقہ میں واقع ہے، لیکن مجمع البحار میں کومانی سے منقول ہے کہ یہ لفظ میم کے ساتھ "منہل" ہے جس کے معنی زمین میں گہرے گڑھے کے ہیں! قاموس میں لام کے باب اور میم کی فصل میں لفظ "منھل" کی معنی پہاڑ سے گر پڑنے کے لکھے ہیں نیز کہا ہے کہ ترمذی نے دجال سے متعلق حدیث میں فطرحہم بالنہبل (یعنی "نھبل" کا لفظ ذکر کیا ہے جب کہ زیادہ صحیح میم کے ساتھ "منہل" ہے۔ جس سے کوئی بھی مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا پتھر اور سوف کا ہو نہیں بچے گا۔" میں مٹی اور پتھر کے مکان سے شہری علاقے اور صوف (یعنی خیموں اور چھپر) کے مکان سے دیہاتی اور جنگلی علاقے مراد ہیں، حاصل یہ کہ وہ بارش ہر جگہ اور ہر علاقہ میں برسے گی، ایسی کوئی جگہ نہیں ہوگی جہاں اس بارش کا پانی نہ پہنچے اور کوئی دیوار وخیمہ وغیرہ اس پانی کو کسی بھی جگہ سے روک نہیں سکے گا! واضح رہے کہ لفظ "لا یکن" ی کے زبر اور کاف کے پیش کے ساتھ کن سے بھی منقول ہے اور ی کے پیش کاف کے زبر کے ساتھ "اکنان" سے بھی نقل کیا گیا ہے، ویسے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی حفاظت و پوشیدگی۔

اور اس انار کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے۔" کے بارے میں ایک شارح نے کہا ہے کہ "چھلکے" سے انار کے اوپر کا آدھا چھلکا مراد ہے اصل میں "قحف" اس گول ہڈی (یعنی کھوپڑی) کو کہتے ہیں جو دماغ کے اوپر ہوتی ہے اور لکڑی کے پیالہ کو بھی "قحف" کہتے ہیں لہٰذا اس مشابہت کی وجہ سے حدیث میں انار کے چھلکے کو "قحف" سے تعبیر کیا گیا ہے۔" الفأ ام من الناس "(لوگوں

کی ایک بڑی جماعت) میں لفظ "فآام" دجال کے وزن پر ہمزہ کے ساتھ ہے اور عام بول چال میں ہمزہ کوی سے بدل دیتے ہیں، بہرحال یہ لفظ "آدمیوں کی جماعت۔" کے معنی ہیں ہے اور یہاں اس سے مراد لوگوں کی اتنی بڑی جماعت ہے جس پر "قبیلہ" سے زیادہ لوگوں کا اطلاق ہو، جیسا کہ "قبیلہ کا اطلاق، لوگوں کی اس جماعت پر ہوتا ہے جو "فخذ" سے زیادہ ہو اور "فخذ" یہاں ف کے زبر اور خ کے جزم کے ساتھ ہے، جس کے معنی صرف عزیز و اقربا کی جماعت کے ہیں اور اس کا اطلاق لوگوں کی اس جماعت پر ہوتا ہے جو "بطن" سے کم ہو اور "بطن" کا اطلاق "قبیلہ" سے بھی کم جماعت پر ہوتا ہے! ویسے فخذ "خ" کے زیر کے ساتھ بلکہ خ کے جزم کے ساتھ بھی) کے معنی "ران" کے آتے ہیں۔ "اور پھر وہ ہوا ہر مومن ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی" میں ہوا کی طرف روح قبض کرنے کی نسبت مجازی ہے، حقیقت میں روح کو قبض کرنے کا کام ملک الموت (یعنی موت کے فرشتے) کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ارواح قبض کرتا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ بیان ہو چکی ہے کہ مؤمن اور مسلم دونوں ایک ہی ہیں، جو مؤمن ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مؤمن ہے، البتہ ان دونوں کے درمیان جو لطیف فرق علماء نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ مؤمن تو تصدیق قلبی کے اعتبار سے کہتے ہیں جس کا تعلق باطن سے ہوتا ہے اور مسلمان ظاہری انقیاد اطاعت کے اعتبار سے کہتے ہیں، لہٰذا یہاں ان دونوں کو الگ الگ بیان کرنے سے مراد تاکید بھی ہے اور تعمیم بھی اس حکم کے دائرے سے کوئی بھی باہر نہ رہے۔

جو آپس میں گدھوں کی طرح مختلط ہو جائیں گے" کے بارے میں بعض شارحین نے کہا ہے کہ یہاں اختلاط سے مراد جماع کرنا یعنی وہ لوگ بے حیاء اور بے لحاظ ہو کر علانیہ لوگوں کے سامنے جماع کریں گے جیسا کہ گدھے کرتے ہیں چنانچہ "ھرج" کا لفظ جماع کے معنی میں بھی آتا ہے۔ "اور انہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی" کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت آئے گی تو اس وقت اس دنیا میں صرف وہی بدکار و اشرار لوگ (یعنی کفار و فجار ہوں گے، ان کے برعکس لوگ یعنی مؤمنین و صالحین نہ اس وقت اس دنیا میں موجود ہوں گے اور نہ ان پر قیامت قائم ہوگی چنانچہ آگے ایک حدیث آرہی ہے اس میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ روئے زمین پر اللہ اللہ کہنا بند نہ ہو جائے (یعنی قیامت اسی وقت آئے گی جب روئے زمین پر ایک بھی اللہ کا نام لیوا باقی نہیں رہے گا۔

441-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُمَا قَالَ مَا اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوْ كَالرَّقْمَةِ فِيْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ مختلف ہیں' اس دن لوگوں میں تمہاری مثال اس طرح ہوگی جیسے کسی سیاہ بیل (کے جسم پر) سفید بال ہو یا کسی سفید بیل (کے جسم پر) سیاہ بال ہوں' اس روایت میں گدھے کے پاؤں کے نشان کا ذکر نہیں ہے۔

کِتَابُ الْحَجّ

یہ کتاب حج کے بیان میں ہے

حج کے لغوی وشرعی معنی کا بیان

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں۔ لغوی رُو سے حج کا معنی قصد کرنا، زیارت کا ارادہ کرنا ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں مخصوص اوقات میں خاص طریقوں سے ضروری عبادات اور مناسک کی بجا آوری کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنا، کعبۃ اللہ کا طواف کرنا اور میدانِ عرفات میں ٹھہرنا حج کہلاتا ہے۔ لغت کے اعتبار سے حج کے معنی ہیں کسی باعظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح شریعت میں کعبہ مکرمہ کا طواف اور مقام عرفات میں قیام انہیں خاص طریقوں سے جو شارع نے بتائے ہیں اور اسی خاص زمانے میں جو شریعت سے منقول ہے، حج کہلاتا ہے۔

حج دین کے ان پانچ بنیادی ستونوں میں سے ایک عظیم القدر ستون ہے جن پر اسلام کے عقائد واعمال کی پوری عمارت کھڑی ہوئی ہے حج کا ضروری ہونا (جس کو اصطلاح فقہ میں فرض کہا جاتا ہے) قرآن مجید سے اسی طرح صراحت کے ساتھ ثابت ہے جس طرح زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں۔ حج دین اسلام کا پانچواں رکن ہے، جس کے لفظی معنی ہیں قصد کرنا، کسی جگہ ارادے سے جانا جبکہ اصطلاح شریعت میں اس سے مراد مقررہ دنوں میں مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنا ہے۔

(ابن منظور افریقی، لسان العرب، 52:3)

حج کے مقررہ دنوں کے علاوہ بھی کسی وقت مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنے کو عمرہ کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں عمرہ سے مراد شرائطِ مخصوصہ اور افعالِ خاصہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا ہے۔

(الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، 1121:1)

حج کی وجہ تسمیہ کا بیان

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر قرطبی میں کہتے ہیں۔ عرب کے ہاں حج معلوم ومشہور تھا، اور جب اسلام آیا تو انہیں اس سے ہی مخاطب کیا جسے وہ جانتے تھے اور جس کی انہیں معرفت تھی اسے ان پر لازم بھی کیا۔

(تفسیر القرطبی (2/92) احکام القرآن لابن العربی، ج ۱، ص ۲۸۶)

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ حج کے اصل معنی ارادے کے ہیں، کسی چیز کا ارادہ کیا جائے تو کہا جاتا ہے "حججت

الشئی"۔ شریعت کی اصطلاح میں بیت اللہ شریف کی از راہِ تعظیم مخصوص اعمال کے ساتھ زیارت کا ارادہ کرنے کا نام حج ہے۔
حج "ح" کے زبر اور "ح" کے زیر دونوں طرح یہ لفظ نقل کیا گیا ہے اور قرآن مجید میں بھی دونوں طریقوں پر قرات جائز ہے۔(عمدۃ القاری، ج۱۴، ص۱۷۲، بیروت)

حج کی فرضیت کی تاریخ:

فرضیت حج کی سعادت عظمیٰ ہمارے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ساتھ مختص ہے گو کہنے کو تو حج کا رواج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہے مگر اس وقت اس کی فرضیت کا حکم نہ تھا۔ چنانچہ صحیح مسلک یہی ہے کہ حج صرف امت محمدیہ پر فرض ہوا ہے۔

حج کب فرض ہوا؟ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں، کچھ حضرات کہتے ہیں سن ۵ ھجری میں فرض ہوا، اکثر علما سن ۶ ھجری میں فرضیت کے قائل ہیں لیکن زیادہ صحیح قول ان علماء کا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حج سن ۹ ھ کے آخر میں فرض ہوا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا آیت (**وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا**)۔ یعنی اللہ کی خوشنودی کے لئے لوگوں پر کعبہ کا حج (ضروری) ہے اور یہ اس شخص پر جو وہاں تک جاسکے۔

چونکہ یہ حکم سال کے آخر میں نازل ہوا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فعال حج کی تعلیم میں مشغولیت اور آئندہ سال کے لئے سفر حج کے اسباب کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے خود حج کے لئے تشریف نہیں لے جاسکے، بلکہ اس سال یعنی سن ۹ ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا امیر مقرر فرما کر مکہ بھیج دیا تا کہ وہ لوگوں کو حج کرا دیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سال آئندہ یعنی سن ۱۰ ھ میں اس حکم الٰہی کی تعمیل میں حج کے لئے تشریف لے گئے یہ عجیب اتفاق ہے کہ فرضیت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہی پہلا حج کیا جو آخری حج بھی ثابت ہوا۔ چنانچہ یہی حج حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے اسی حج کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ عالم تاب اور وجود پرنور نے اس دنیا سے پردہ کیا۔

حج کی فرضیت کی حکمتوں کا بیان

انسان فائدے کا حریص ہے، فائدہ دیکھ کر مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے، حج کی خوبیاں وفضائل تو بہت زیادہ ہیں، یہاں بعض کو بطور تذکرہ ذکر کیا جاتا ہے تا کہ حج کا داعیہ اور شوق پیدا ہو۔

صحیحین میں ہے کہ جو شخص اللہ کے لیے حج کرے اور (دوران حج) نہ اپنی اہلیہ سے ہم بستری کرے اور نہ فسق میں مبتلا ہو تو وہ اس طرح (بے گناہ ہو کر) لوٹتا ہے جیسے (اس دن بے گناہ تھا) جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ شراح حدیث نے رفث سے اگرچہ جماع مراد لیا ہے، لیکن معنی عام مراد لینے سے دیگر معانی جیسے تعریض بالجماع فحش گوئی وغیرہ بھی اس میں شامل ہو جائیں گے، امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرو، دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں، جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر

دیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔

طبرانی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حج اور عمرہ کے لیے جانے والے خدا کے خصوصی مہمان ہیں، وہ خدا سے دعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فریضہ حج ادا کرو، اس لیے کہ حج گناہوں کو ایسے دھو دیتا ہے، جیسے پانی میل کو دھو دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے کی مغفرت کی جاتی ہے اور جس کے لیے حاجی مغفرت کی دعا کرے اس کی بھی مغفرت کی جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اے اللہ! مغفرت فرما حاجی کی اور جس کے لیے وہ مغفرت طلب کرے۔

قرآن کے مطابق فرضیت حج کا بیان

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۔(البقرہ) اور تم اللہ کے لئے حج وعمرہ مکمل کرو۔

(۲) وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آل عمران، ۹۷) اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنزالایمان)

اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر زاد و راحلہ سے فرمائی زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے کہ جا کر واپس آنے تک کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہئے راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطعی کا منکر کافر ہے۔

(۳) وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ (الحج، ۲۷)

اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔

(۴) فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (البقرہ، ۱۵۸)

تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

(۵) وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔(التوبہ، ۳)

اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن۔ کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کرو۔ تو تمہارا بھلا ہے اور اگر منہ پھیرو۔ تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے۔ اور کافروں کو خوشخبری سناؤ دردناک

عذاب کی۔ (کنزالایمان)

ان آیات میں حج کا بیان ہے اوران میں جو آیت کا استدلال صاحب ہدایہ نے بیان کیا ہے وہ اور دیگر کئی آیات سے حج کی فرضیت ثابت ہے۔لہٰذااس کے ثبوت قطعیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔اس لئے حج فرض ہے اوراس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

احادیث کے مطابق فرضیت حج کا بیان

(۱) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ آیت قرآنی لانے کے بعد وہ حدیث لائے جس میں صاف صاف ''ان فریضة الله علی عباده فی الحج ادر کت ابی الخ'' کے الفاظ موجود ہیں۔اگر چہ یہ ایک قبیلہ خثعم کی مسلمان عورت کے الفاظ ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔اس لحاظ سے یہ حدیث تقریری ہوگئی اور اس سے فرضیت حج کا واضح لفظوں میں ثبوت ہوا۔

(۲) میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من ملك زاداً وراحلة تبلغه الی بیت الله ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیاً او نصرانیا۔

امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔

(۳) مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے،پس تم حج کرو۔

(۴) صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں،اور نماز پڑھنا،اور زکوٰۃ دینا،اور بیت اللہ کا حج کرنا،اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(۵) امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو خرچ اخراجات سواری وغیرہ سفر بیت اللہ کے لیے روپیہ میسر ہو(اور وہ تندرست بھی ہو) پھراس نے حج نہ کیا تو اس کو اختیار ہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہوکر۔(ترمذی شریف باب ماجاء من التغلیظ فی ترک الحج)

یہ بڑی سے بڑی وعید ہے جو ایک سچے مرد مسلمان کے لیے ہوسکتی ہے۔پس جو لوگ باوجود استطاعت کے مکہ شریف کا رخ نہیں کرتے بلکہ یورپ اور دیگر ممالک کی سیر وسیاحت میں ہزار ہا روپیہ برباد کردیتے ہیں مگر حج کے نام سے ان کی روح خشک ہوجاتی ہے،ایسے لوگوں کو اپنے ایمان واسلام کی خیر مانگنی چاہیے۔اسی طرح جو لوگ دن رات دنیاوی دھندوں میں منہمک رہتے ہیں اور اس پاک سفر کے لیے ان کو فرصت نہیں ہوتی ان کا بھی دین ایمان سخت خطرے میں ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہوجائے اس کو اس کی ادائیگی میں حتیٰ الامکان جلدی کرنی چاہیے۔اور لیت ولعل میں وقت نہ ٹالنا چاہیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ممالک محروسہ میں مندرجہ ذیل پیغام شائع کرایا تھا۔ لقد هممت ان ابعث رجالا الى هذه الامصار فينظروا كل من كان له جدة ولا يحج فيضربوا عليهم الجزية ماهم بمسلمين ماهم بمسلمين (نیل الاوطار ج4 ص165) میری دلی خواہش ہے کہ میں کچھ آدمیوں کو شہروں اور دیہاتوں میں تفتیش کے لیے روانہ کروں جوان لوگوں کی فہرست تیار کریں جو استطاعت کے باوجود اجتماع حج میں شرکت نہیں کرتے، ان پر کفار کی طرح جزیہ مقرر کردیں۔ کیونکہ ان کا دعویٰ اسلام فضول و بیکار ہے وہ مسلمان نہیں ہیں۔

وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ بدنصیبی کیا ہوگی کہ بیت اللہ شریف جیسا بزرگ اور مقدس مقام اس دنیا میں موجود ہو اور وہاں تک جانے کی ہر طرح سے آدمی طاقت بھی رکھتا ہو اور پھر کوئی مسلمان اس کی زیارت کو نہ جائے جس کی زیارت کے لیے بابا آدم علیہ السلام سینکڑوں مرتبہ پیدل سفر کر کے گئے۔

(۶) اخرج ابن خزيمة وابو الشيخ فى العظمة والديلمى عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم. قال ان ادم اتى هذا البيت الف اتية لم يركب قط فيهن من الهند على رجليه۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کا ملک ہند سے ایک ہزار مرتبہ پیدل چل کر حج کیا۔ ان حجوں میں آپ کبھی سواری پر سوار ہو کر نہیں گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کافروں کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو رخصتی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو چوما اور آپ وسط مسجد میں کھڑے ہو کر بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے اور آبدیدہ نم آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تو اللہ کے نزدیک تمام جہاں سے پیارا و بہتر گھر ہے اور یہ شہر بھی اللہ کے نزدیک احب البلاد ہے۔ اگر کفار قریش مجھ کو ہجرت پر مجبور نہ کرتے تو میں تیری جدائی ہرگز اختیار نہ کرتا۔ (ترمذی)

(۷) جب آپ مکہ شریف سے باہر نکلے تو پھر آپ نے اپنی سواری کا منہ مکہ شریف کی طرف کر کے فرمایا: والله انك لخير ارض الله واحب ارض الله الى الله ولولا اخرجت منك ماخرجت (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

قسم اللہ کی! اے شہر مکہ تو اللہ کے نزدیک بہترین شہر ہے، تیری زمین اللہ کو تمام روئے زمین سے پیاری ہے۔ اگر میں یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو کبھی یہاں سے نہ نکلتا۔

(۸) امام ابن ماجہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كما ولدته امه (ابن ماجہ ص213)

جس نے پورے آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ نہ جماع کے قریب گیا اور نہ کوئی بے ہودہ حرکت کی وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک صاف تھا۔

(۹) حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حج بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوتا ہے۔ اس شخص کی سواری جتنے قدم چلتی ہے ہر قدم کے عوض اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹاتا ہے۔ اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے۔ اور ایک درجہ جنت میں اس کے لیے بلند کرتا ہے۔ جب وہ شخص بیت اللہ شریف میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں طواف بیت اللہ اور

صفا ومروہ کی سعی کرتا ہے پھر بال منڈواتا یا کترواتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔ (ترغیب وترہیب ص 224)

(۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ابن خزیمہ کی روایت ہے کہ جو شخص مکہ معظمہ سے حج کے واسطے نکلا اور پیدل عرفات گیا پھر واپس بھی وہاں سے پیدل ہی آیا تو اس کو ہر قدم کے بدلے کروڑوں نیکیاں ملتی ہیں۔

(۱۱) امام بیہقی نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حج وعمرہ ساتھ ساتھ ادا کرو۔ اس پاک عمل سے فقر کو اللہ تعالیٰ دور کردیتا ہے اور گناہوں سے اس طرح پاک کردیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کو میل سے پاک کردیتی ہے۔

(۱۲) حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس مسلمان پر حج فرض ہوجائے اس کو ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے۔ اور فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے۔ نہ معلوم کل کیا پیش آئے اے زفرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش۔ میدان عرفات میں جب حاجی صاحبان اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دین ودنیا کی بھلائی کے لیے دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر فرشتوں میں ان کی تعریف فرماتا ہے۔ (مسند احمد)

ابویعلیٰ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو حاجی راستے میں انتقال کرجائے اس کے لیے قیامت تک ہر سال حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

تفاسیر قرآنی کے مطابق فرضیت حج کا بیان

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (الحج، ۲۷)

اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے۔ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔

(۱) صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

جو اس کی حرمت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرندے کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو ادھر اُدھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہوجاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہوکر گزر جائیں اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے اور وُحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتیٰ کہ کتے اس سرزمین میں ہرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظمہ کی طرف کھچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔

اور ہر شب جمعہ کو ارواحِ اولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہوجاتا ہے انہیں آیات میں سے مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا آیت میں بیان فرمایا گیا۔ (مدارک وخازن واحمدی)

(۲) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

اور یہ حکم ملا کہ اس گھر کے حج کی طرف تمام انسانوں کو بلا۔ مذکور ہے کہ آپ نے اس وقت عرض کی کہ باری تعالیٰ میری آواز

ان تک کیسے پہنچے گی؟ جواب ملا کہ آپ کے ذمہ صرف پکارنا ہے آواز پہنچانا میرے ذمہ ہے۔ آپ نے مقام ابراہیم پر یا صفا پہاڑی پر ابوقبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر ندا کی کہ لوگو! تمہارے رب نے اپنا ایک گھر بنایا ہے پس تم اس کا حج کرو۔ پہاڑ جھک گئے اور آپ کی آواز ساری دنیا میں گونج گئی۔ یہاں تک کہ باپ کی پیٹھ میں اور ماں کے پیٹ میں جو تھے انہیں بھی سنائی دی۔ ہر پتھر درخت اور ہر اس شخص نے جس کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا با آواز لبیک پکارا۔ بہت سے سلف سے یہ منقول ہے، پھر فرمایا پیدل لوگ بھی آئیں گے اور سواریوں پر سوار بھی آئیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، حج ۲۷)

اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ جسے طاقت ہو اس کے لئے پیدل حج کرنا سواری پر حج کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ پہلے پیدل والوں کا ذکر ہے پھر سواروں کا۔ تو ان کی طرف توجہ زیادہ ہوئی اور ان کی ہمت کی قدردانی کی گئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری یہ تمنا رہ گئی کہ کاش کہ میں پیدل حج کرتا۔ اس لئے کہ فرمان الٰہی میں پیدل والوں کا ذکر ہے۔ لیکن اکثر بزرگوں کا قول ہے کہ سواری پر افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود کمال قدرت وقوت کے پاپیادہ حج نہیں کیا تو سواری پر حج کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اقتدا ہے پھر فرمایا دور دراز سے حج کے لئے آئیں گے خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا بھی یہی تھی کہ آیت (فاجعل افئدة من الناس تهوی اليهم) لوگوں کے دلوں کو اے اللہ تو ان کی طرف متوجہ کر دے۔ آج دیکھ لو وہ کونسا مسلمان ہے جس کا دل کعبے کی زیارت کا مشتاق نہ ہو؟ اور جس کے دل میں طواف کی تمنائیں تڑپ نہ رہی ہوں۔

اجماع امت سے فرضیت حج کا بیان:

ملک العلماء علامہ کاسانی رحمہ اللہ اپنی شہرہء آفاق تصنیف بدائع الصنائع میں حج کی فرضیت پر اجماع کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

"وأما الإجماع: فلأن الأمة أجمعت على فرضيته" یعنی تمام امت نے حج کی فرضیت پر اجماع کیا ہے۔

ائمہ مذاہب اربعہ کے مطابق فرضیت حج کا بیان:

علامہ علی بن سلطان ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

حج کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع سے محکم ہے۔ قرآن میں اس کی دلیل یہ ہے کہ لوگوں پر بیت اللہ کا حج لازم ہے جو اس کی اس راہ کی طاقت رکھتا ہو' اس آیت میں کلمہ ''علی' جو ایجاب کے لئے آیا ہے۔ لہٰذا حج فرض ہے۔

جبکہ احادیث میں اس کی فرضیت میں کثیر احادیث موجود ہیں۔ جس طرح یہ حدیث ہے۔ حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات پر کہ اللہ کو ایک مانا جائے، نماز کے اہتمام پر، زکوٰۃ کی ادائیگی پر، رمضان کے روزوں پر اور حج پر۔ ایک آدمی نے پوچھا: حج اور رمضان کے روزے؟ انھوں نے کہا: نہیں، رمضان کے روزے اور حج۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سنا ہے۔" (صحیح مسلم، رقم ۱۶)

(شرح الوقایہ، ج ۱، ص ۴۵۰، بیروت)

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ حج کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن سے اس طرح

ثابت ہے کہ ''لوگوں پر بیت اللہ کا حج لازم ہے'' حدیث کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے جن میں حج کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح کثیر احادیث ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حج عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔

(المغنی، ج ۳، ص ۱۶۳، بیروت)

علامہ شرف الدین نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ حج ارکان اسلام میں سے رکن ہے اور اس کے فرائض میں سے فرض ہے۔ اور اس آیت ''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا'' میں واؤ ترتیب کا تقاضہ نہیں کرتی کیونکہ انہوں نے اس سے حج کے رکن ہونے کا استدلال کیا ہے۔ اور احادیث سے جو استدلال ہے اس کا تقاضہ بھی یہ ہے کہ حج فرض ہے۔

(المجموع، ج ۴، ص ۷، بیروت)

علامہ شہاب الدین قرافی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا'' اس آیت میں حکم کا وصفیت کے طریقے پر بیان ہونا اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا حج فرض ہے۔ اور باقی دلائل اسی طرح ہیں جس طرح پہلے فقہاء مذاہب ثلاثہ کے ہیں۔ (ذخیرہ، ج ۳، ص ۱۶۷، بیروت)

عمر میں ایک مرتبہ فرضیت حج کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا تم حج کرو یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم ہر سال حج کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہی بات کہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا ہوں تو یقیناً حج ہر سال کے لئے فرض ہو جاتا اور تم ہر سال حج کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے تھے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک میں تمہیں چھوڑوں تم مجھے چھوڑ دو (یعنی جو کچھ میں نہ کہا کروں مجھ سے مت پوچھا کرو) کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں یعنی یہود ونصاریٰ وہ اسی سبب سے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے انبیاء سے پوچھتے اور ان سے اختلاف کرتے تھے (جیسا کہ بنی اسرائیل کے بارے میں منقول ہے) لہٰذا جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اس میں سے جو کچھ تم کرنے کی طاقت رکھتے ہو کرو اور جب میں تمہیں کسی بات سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔ (مسلم، ترمذی، حاکم، ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ نے جب حج کی فرضیت کا فرمان نازل فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو امت کے اوپر نافذ کرنے کے لئے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حج کریں چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے سامنے حج کی فرضیت بیان فرما رہے تھے اور انہیں حج کرنے کا حکم دے رہے تھے تو ایک صحابی جن کا نام اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ تھا پوچھ بیٹھے کہ حج ہر سال کیا جائے گا؟ وہ یہ سمجھے کہ جس طرح دیگر عبادتیں یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ بار بار ادا کی جاتی ہیں اسی طرح یہ حج بھی مکرر ہی ہوگا اسی لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات ناگوار ہوئی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تو تنبیہاً سکوت اختیار فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ جب انہوں نے کئی بار پوچھا تو آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر میں اس سوال کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تو یقیناً ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا کیونکہ میں یہ جواب اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب دیتا بغیر

اس کے حکم سے میری زبان سے کوئی تشریعی بات نہیں نکلتی، اور اگر ہر سال حج فرض ہو جاتا تو تم میں اتنی طاقت نہ ہوتی کہ ہر سال اس کی ادائیگی پر قادر نہ ہوتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ کسی بھی دینی حکم کو مجھ پر چھوڑ دو، جب میں کسی فعل کا حکم دوں تو مجھ سے یہ نہ پوچھوں کہ یہ فعل کتنا ہے اور کیسا ہے جب تک میں خود یہ بیان نہ کروں کہ یہ فعل کتنا کیا جائے اور کس طرح کیا جائے۔ میں جس طرح کہوں تم اسی طرح ادا کرو۔ اگر کسی فعل کے بارے میں بلا قید و تعین اعداد کے مطلق حکم کروں تو اس حکم کی اسی طرح بجا آوری کرو اور اگر یہ بیان کروں کہ اس فعل کو اتنی بار اور اس طرح کرو تو اسے اتنی ہی بار اور اسی طرح کرو۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ میں دنیا میں اسی لئے آیا ہوں کہ تم تک اسلام کے احکام پوری وضاحت کے ساتھ پہنچا دوں اور شریعت کو بیان کر دوں جو بات جس طرح ہوتی ہے اسے اسی طرح بیان کر دیتا ہوں۔ تمہارے سوال کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

پھر آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احکام کی بجا آوری کے سلسلے میں تائید و مبالغہ کے طور پر فرمایا کہ فاتوا منه مااستطعتم (اس میں سے جو کچھ تم کرنے کی طاقت رکھتے ہو کرو) یعنی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پر عمل کرنے کی تم جتنی بھی طاقت رکھتے ہو اس کے مطابق عمل کرو یا پھر یہ کہ اس جملے کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع حرج پر اشارہ فرمایا کہ مثلاً نماز کے بعض شرائط وارکان ادائیگی سے تم اگر عاجز ہو تو جس قدر ہو سکے اسی قدر کرو، جو تم سے نہ ہو سکے اسے چھوڑ دو جیسے اگر تم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر سکو تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر بیٹھ کر پڑھنے سے بھی عاجز ہو تو لیٹے ہی لیٹے پڑھو مگر پڑھو ضرور، اسی پر دوسرے احکام واعمال کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔

حج کی فوری یا تاخیر سے ادائیگی میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص حج کرنے پر قادر ہو اور حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ جلدی کرے اور اس فرض کو ادا کرنے کے لئے ملے ہوئے موقع کو غنیمت جانے کیونکہ تاخیر کرنے کی صورت میں نہ معلوم کتنی رکاوٹیں پیدا ہو جائیں اور مآل کار اس نعمت عظمی سے محرومی رہے۔

اس بارے میں کہ حج علی الفور واجب ہے یا علی التراخی؟ حنفیہ کے ہاں سب سے صحیح قول یہ ہے کہ جب حج واجب ہو یعنی شرائط حج پائے جائیں اور حج کا وقت آ جائے نیز قافلہ مل جائے (بشرطیکہ قافلے کی ضرورت ہو جیسا کہ پہلے زمانے میں بغیر قافلہ کے سفر کرنا تقریباً ناممکن ہوتا تھا) تو اسی سال حج کرے دوسرے سال تک تاخیر نہ کرے، اگر کوئی شخص بلا عذر کئی سال تاخیر کرتا رہے گا تو وہ فاسق کہلائے گا اور شرعی نقطہ نظر سے اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ یعنی وہ شریعت کی نظر میں ناقابل اعتبار قرار پائے گا یہاں تک کہ اس عرصے میں اگر اسباب حج (کہ جن کی وجہ سے اس پر حج واجب ہوا تھا) جاتا رہے گا تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا بلکہ باقی رہے گا (جس کی وجہ سے حج نہ کر سکنے کی صورت میں گنہگار ہوگا) حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کے ہاں واجب علی التراخی ہے یعنی آخر عمر تک حج میں تاخیر جائز ہے جیسا کہ نماز میں آخر وقت تک تاخیر جائز ہے، حضرت امام محمد رحمۃ اللہ کا بھی یہی قول ہے لیکن اس سلسلے میں دونوں یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تاخیر اسی وقت جائز ہو گی جب کہ حج کے فوت ہو جانے کا گمان نہ ہو، اگر یہ گمان ہو کہ تاخیر کرنے میں حج فوت ہو جائے گا (یعنی کبھی حج نہیں کر سکے گا) تو پھر تاخیر نہ کرے، اس صورت میں اگر کوئی شخص حج فرض ہونے کے باوجود بغیر حج کے مرے گا تو تمام ہی علماء کے نزدیک گنہگار مرے گا چنانچہ حج نہ کرنے کا اس سے مواخذہ ہوگا۔

حنفی علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے شرائط حج پائے جانے کے بعد حج میں تاخیر کی اور اس عرصے میں اس کا مال وزر تلف ہو گیا تو وہ قرض لے کر حج کرے اگرچہ اس قرض کی ادائیگی پر وہ قادر نہ ہو اور اس بات کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قرض کی عدم ادائیگی پر مواخذہ نہیں کرے گا بشرطیکہ اس کی نیت یہ ہو کہ میرے پاس جب بھی مال آ جائے گا میں یہ قرض ضرور ادا کروں گا۔ (شرح الوقایہ فی مسائل الہدایہ، ج ۲ ص ۲۰، بیروت)

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو اور حج کے فرض ہونے کی تمام شروط متوفر ہوں تو اس پر فوراً حج فرض ہو جاتا ہے اس لیے اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنی جائز نہیں۔

"جس پر حج واجب ہو چکا ہو اور وہ اس کے لیے حج کرنا ممکن بھی ہو تو اس پر حج کی فوری ادائیگی واجب ہوگی، اور اس کے لیے حج کی ادائیگی میں تاخیر کرنی جائز نہیں، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا قول یہی ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھے، اور جو کوئی کفر کرے۔ تو اللہ تعالیٰ (اس سے) اور سارے جہان والوں سے بے پرواہ ہے (آل عمران 97)

امر فوراً پر دلالت کرتا ہے، اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مروی ہے: جو حج کرنا چاہتا ہے وہ جلدی کرے" مسند احمد، ابوداود، اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا ہے، اور مسند احمد اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ۔ ہوسکتا ہے مریض بیمار ہو جائے، اور سواری گم ہو جائے اور کوئی ضرورت پیش آ جائے" اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

امر فوراً پر دلالت کرتا ہے کا معنی یہ ہے کہ: مکلف پر واجب ہے کہ اسے جس کام کا حکم دیا جا رہا ہے جیسے ہی اس کا کرنا ممکن ہو اسے فوری طور پر سرانجام دے، اور اس میں بغیر کسی عذر کے تاخیر کرنی جائز نہیں ہے۔ (المغنی، کتاب الحج، بیروت)

بَاب 1: مَا يُبَاحُ لِلْمُحْرِمِ بِحَجَّةٍ اَوْ عُمْرَةٍ لُبْسُهُ وَمَا لَا يُبَاحُ

حج یا عمرے کا احرام باندھنے والے کے لیے کیا پہننا جائز ہے اور کیا جائز نہیں ہے؟

442- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ

حدیث442: بخاری (134)' (359)' (1468) ابو داؤد (1823)' (1824)' (1826) ترمذی (833) نسائی (2666)' (2667)' (26669) ابن ماجہ (2929)' (2930) مالک (707)' (708)' (709) دارمی (1798)' (1800) احمد (4482)' (4538)' (4740) ابن حبان (3784)' (3955)' (3956) ابن خزیمہ (2597)' (2598)' (2599) حاکم (1788) بیہقی (13633)' (8822)' (8827) ابی یعلی (5425)' (5533)' (5805) معجم کبیر (13099)' (953) دارقطنی (63)' (68)

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا' احرام باندھنے والا کیسے کپڑے پہنے؟ آپ نے جواب دیا' قمیص' عمامہ' شلوار' ٹوپی اور موزے نہ پہنو! البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے لیکن انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے اور تم ایسے کپڑے نہ پہنو جن پر زعفران یا ورس لگا ہوا ہو۔

443- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَّلَا زَعْفَرَانٌ وَّلَا الْخُفَّيْنِ اِلَّا اَنْ لَّا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

✧✧ سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا' احرام باندھنے والا شخص کیا پہنے؟ تو آپ نے جواب دیا' احرام باندھنے والا شخص قمیص' عمامہ' ٹوپی' شلوار اور ایسا کپڑا نہ پہنے جس پر ورس یا زعفران لگا ہوا ہو اور نہ ہی موزے پہنے البتہ جس کے پاس جوتے نہ ہوں' وہ ان (موزوں کو) اتنا کاٹ لے کر وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

444- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ اَوْ وَرْسٍ وَّقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ احرام باندھنے والا شخص ورس یا زعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہنے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے: جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں' وہ موزے پہن لے البتہ انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

شرح

موزوں کے استعمال کے بارہ میں تو گزشتہ حدیث میں بتایا جا چکا ہے کہ جوتے میسر نہ ہوں تو محرم موزے پہن سکتا ہے۔ اس صورت میں امام شافعی کے نزدیک اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں ہوگا۔ لیکن حضرت امام اعظم کا مسلک اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر تہہ بند نہ ہو تو پائجامہ کو پھاڑ کر اسے تہ بند کی صورت میں باندھ لیا جائے اور اگر کوئی شخص اسے پھاڑ کر استعمال نہ کرے بلکہ پائجامہ ہی پہن لے تو اس پر دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب ہوگا۔

445- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى اَخْبَرَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ السَّرَاوِيْلُ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْاِزَارَ وَالْخِفَافُ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ يَعْنِي الْمُحْرِمَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے' جس شخص کے پاس چادر نہ ہو' وہ شلوار پہن لے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں' وہ موزے پہن لے۔ (راوی کہتے ہیں یہ حکم) احرام باندھنے والے کے لیے ہے۔

446- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي اَبُوْغَسَّانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالاَ جَمِيْعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ عرفات میں خطبہ دے رہے تھے۔

447- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ غَيْرُ شُعْبَةَ وَحْدَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم شعبہ کے علاوہ کسی اور نے عرفات میں خطبہ دینے کا ذکر نہیں کیا۔

448- وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُوالزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے اور جس شخص کے پاس (تہبند کے طور پر باندھنے کے لیے) چادر نہ ہو وہ شلوار پہن لے۔

449- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَّعَلَيْهَا خَلُوْقٌ اَوْ قَالَ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ كَيْفَ تَاْمُرُنِيْ اَنْ اَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِيْ قَالَ وَاُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَّكَانَ يَعْلٰى يَقُوْلُ وَدِدْتُ اَنِّيْ اَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَقَالَ اَيَسُرُّكَ اَنْ

حدیث445: بخاری (359)' (1744)' (1746) ابو داؤد (1829) ترمذی (834) نسائی (2671)' (2672)' (2679) ابن ماجہ (2931)' (2932)' (322) دارمی (1799) احمد (1848)' (1917)' (2015) ابن حبان (3780)' (3781)' (3782) ابن خزیمہ (2681)' (2683) بیہقی (1259)' (8847)' (8848) ابی یعلی (2395) معجم کبیر (11351)' (12407)' (12809) دارقطنی (54)' (56)' (57)

حدیث449: بخاری (1697) ابوداؤد (1819)' (1820)' (1821) ترمذی (835) نسائی (2709)' (2710) احمد (12390) ابن حبان (3779) بیہقی (564)' (1447)' (1516) معجم کبیر (653)' (658)' (660)

تَنْظُرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَرَفَعَ عُمَرُ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ قَالَ وَاَحْسَبُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ قَالَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اغْسِلْ عَنْكَ اَثَرَ الصُّفْرَةِ اَوْ قَالَ اَثَرَ الْخَلُوْقِ وَاخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا اَنْتَ صَانِعٌ فِيْ حَجِّكَ

✧✧ صفوان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت ''جعرانہ'' میں تھے اس شخص نے ایک جبہ پہنا ہوا تھا جس پر خوشبو کا نشان موجود تھا اس نے دریافت کیا' آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ میں کس طرح عمرہ کروں۔ (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی تو آپ نے کپڑے سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ راوی کہتے ہیں' میری بڑی خواہش تھی کہ میں نبی اکرم ﷺ کو ایسی حالت میں دیکھوں جب آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا' کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم نبی اکرم ﷺ کو ایسی حالت میں دیکھو جب نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہو؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کپڑے کا ایک کنارہ ہٹایا۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ خراٹے لے رہے تھے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اونٹ کے خراٹوں کی طرح آواز نکال رہے تھے جب آپ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے دریافت کیا' عمرہ کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ (وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا) اپنے اوپر سے خوشبو کا نشان دھو دو' اپنا جبہ اُتار دو اور جس طرح حج کرتے ہو اسی طرح عمرہ کرلو۔

450- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَّهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَاَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ يَعْنِيْ جُبَّةً وَّهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوْقِ فَقَالَ اِنِّيْ اَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَعَلَيَّ هٰذَا وَاَنَا مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوْقِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْنَعْ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِيْ حَجِّكَ قَالَ اَنْزِعُ عَنِّيْ هٰذِهِ الثِّيَابَ وَاَغْسِلُ عَنِّيْ هٰذَا الْخَلُوْقَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِيْ حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِيْ عُمْرَتِكَ

✧✧ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت ''جعرانہ'' میں تھے اور میں آپ کے پاس موجود تھا اس شخص نے جبہ پہن رکھا تھا اور خوشبو لگا رکھی تھی اس نے عرض کی' میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور یہ جبہ بھی پہن رکھا ہے اور اس پر خوشبو بھی لگی ہوئی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے کہا' تم جو کچھ حج میں کرتے ہو وہی (عمرے میں) کرو اس نے عرض کی' کیا میں یہ کپڑے (جبہ) اُتار کر خوشبو کو دھولوں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے کہا' تم حج میں جو کچھ کرتے ہو وہی عمرے میں کرو۔

451- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَّاللَّفْظُ لَهُ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْتَنِيْ اَرَى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ قَدْ اُظِلَّ بِهِ عَلَيْهِ مَعَهُ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ فِيْهِمْ عُمَرُ اِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِىْ رَجُلٍ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِىْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ سَكَتَ فَجَآئَهُ الْوَحْىُ فَاَشَارَ عُمَرُ بِيَدِهٖ اِلٰى يَعْلٰى بْنِ اُمَيَّةَ تَعَالَ فَجَآءَ يَعْلٰى فَاَدْخَلَ رَاْسَهُ فَاِذَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّىَ عَنْهُ فَقَالَ اَيْنَ الَّذِىْ سَاَلَنِىْ عَنِ الْعُمْرَةِ اٰنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِىْءَ بِهٖ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا الطِّيبُ الَّذِىْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّاَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِىْ عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِىْ حَجِّكَ

✧✧ صفوان بن یعلی فرماتے ہیں' حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا' اے کاش! میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں دیکھ سکتا جب آپ پر وحی نازل ہورہی ہوتی ہے۔

(راوی کہتے ہیں' ایک مرتبہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''جعرانہ'' میں تھے' ایک کپڑے کے ذریعے آپ پر سایہ کیا گیا تھا' آپ کے ہمراہ آپ کے کچھ اصحاب بھی موجود تھے جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اس دوران ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے خوشبو میں بسا ہوا جبہ پہن رکھا تھا اس نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ جس نے عمرے کا احرام باندھنے (کی نیت کی ہو) اور اس نے خوشبو میں بسا ہوا جبہ پہن رکھا ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمحے کے لیے اس کی طرف دیکھا اور خاموش رہے' آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارے کے ذریعے حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آگے آئیں۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ آگے آئے اور انہوں نے اپنا سر (اس کپڑے میں) داخل کیا۔ (اور دیکھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ ہے' آپ نے ذرا سی دیر کے لیے خراٹے لیے اور پھر آپ کی وہ کیفیت ختم ہوگئی۔ آپ نے دریافت کیا' وہ شخص کہاں ہے جس نے ابھی مجھ سے عمرے کے بارے میں سوال کیا تھا؟ اس شخص کو تلاش کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: تمہارے (جسم) پر جو خوشبو لگی ہوئی ہے اسے تین مرتبہ دھولو اور جبے کو اُتار دو اور عمرے میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔

ممنوعہ چیز کے سبب وجوب فدیہ میں فقہی مذاہب کا بیان

زعفران کا استعمال چونکہ مردوں کے لئے حرام ہے اور خلوق زعفران ہی سے تیار ہوتی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ اسے دھوڈالے نیز تین مرتبہ دھونے کا حکم صرف اس لئے دیا تا کہ وہ خوب اچھی طرح چھوٹ جائے ورنہ اصل مقصد تو یہ تھا کہ خلوق کو بالکل صاف کر دو خواہ وہ کسی طرح اور کتنی ہی مرتبہ میں صاف ہو۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں حج کے احرام کی حالت میں ممنوع ہیں وہی عمرہ کے احرام کی حالت میں بھی ممنوع ہیں اس لئے تم عمرہ کے احرام کی حالت میں ان تمام چیزوں سے پرہیز کرو جن سے حج کے احرام کی حالت میں پرہیز کیا جاتا ہے۔ مسئلہ احرام کی حالت میں بغیر خوشبو سرمہ لگانا جائز ہے بشرطیکہ اس سے زیب وزینت مقصود نہ ہو۔ اگر کوئی شخص زیب وزینت کے بغیر خوشبو کا بھی سرمہ لگائے تو مکروہ ہوگا۔ اس موقع پر ایک خاص بات یہ جان لینی چاہئے کہ جو چیزیں احرام کی حالت میں حرام ہو جاتی ہیں ان کا ارتکاب اگر قصداً ہوگا تو متفقہ طور پر تمام علماء کے نزدیک اس کی وجہ سے مرتکب پر فدیہ لازم ہوگا۔ ہاں بھول چوک سے ارتکاب کرنے والے پر فدیہ واجب نہیں ہوگا جیسا کہ حضرت امام شافعی' ثوری' احمد اور اسحٰق رحمہم اللہ کا قول ہے البتہ امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک کے

نزدیک اس صورت میں بھی فدیہ واجب ہوگا۔

452- وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ قَدْ اَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لِّحْيَتَهٗ وَرَاْسَهٗ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَّاَنَا كَمَا تَرٰى فَقَالَ انْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِیْ حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِیْ عُمْرَتِكَ

✧✧ صفوان بن یعلی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ''جعرانہ'' میں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے عمرے کا احرام باندھنے کی نیت کی تھی اس نے اپنی داڑھی اور سر (کے بالوں) کو زرد رنگ سے رنگا ہوا تھا اور جبہ پہن رکھا تھا اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں عمرے کا احرام باندھنا چاہتا ہوں اور میری حالت آپ ملاحظہ کر رہے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم جبہ اُتار دو اور زرد (خضاب) کو دھو لو اور جو کچھ حج میں کرتے ہو وہ عمرے میں کرو۔

453- وَحَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَلِيٍّ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ اَبِیْ مَعْرُوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءً قَالَ اَخْبَرَنِیْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ بِهَا اَثَرٌ مِّنْ خَلُوْقٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ اَفْعَلُ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتُرُهٗ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْیُ يُظِلُّهٗ فَقُلْتُ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنِّیْ اُحِبُّ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْیُ اَنْ اُدْخِلَ رَاْسِیْ مَعَهٗ فِی الثَّوْبِ فَلَمَّا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْیُ خَمَّرَهٗ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالثَّوْبِ فَجِئْتُهٗ فَاَدْخَلْتُ رَاْسِیْ مَعَهٗ فِی الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَلَمَّا سُرِّیَ عَنْهُ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ اٰنِفًا عَنِ الْعُمْرَةِ فَقَامَ اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ انْزِعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاغْسِلْ اَثَرَ الْخَلُوْقِ الَّذِیْ بِكَ وَافْعَلْ فِیْ عُمْرَتِكَ مَا كُنْتَ فَاعِلًا فِیْ حَجِّكَ

✧✧ صفوان بن یعلی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے اسی دوران ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے جبہ پہن رکھا تھا جس پر خوشبو لگی ہوئی تھی اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں عمرے کا احرام باندھنا چاہتا ہوں' میں کیا کروں؟ آپ خاموش رہے اور اسے جواب نہیں دیا۔ جب نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو کپڑے سے ڈھانپ دیا کرتے تھے۔ (حضرت یعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میری یہ خواہش تھی کہ جب آپ پر وحی نازل ہو تو میں اس کپڑے میں اپنا سر ڈال کر (آپ پر وحی کے نزول کی کیفیت کا مشاہدہ کروں) اس وقت آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ میں آپ کے پاس آیا اور کپڑے میں سر ڈال کر آپ کی زیارت کی جب آپ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے دریافت کیا' عمرے کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ وہ شخص کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا' تم اپنا جبہ اُتار دو اور اپنے (جسم) پر موجود خوشبو کا نشان دھو ڈالو اور عمرے میں وہی کچھ کرو جو حج میں کرتے ہو۔

محرم کے لئے ممنوعہ لباس کا بیان

قمیص و کرتہ اور پاجامہ پہننے سے مراد ان کو اس طرح پہننا ہے جس طرح کہ عام طور پر یہ چیزیں پہنی جاتی ہیں جیسے قمیص و کرتہ

گلے میں ڈال کر پہنتے ہیں یا پاجامہ ٹانگوں میں ڈال کر پہنا جاتا ہے، چنانچہ احرام کی حالت میں ان چیزوں کو اس طرح پہننا ممنوع ہے۔ ہاں اگر کوئی محرم ان چیزوں کو مروج طریقہ پر پہننے کی بجائے بدن پر چادر کی طرح ڈالے تو یہ ممنوع نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے قمیص و کرتہ پہنا ہے یا پاجامہ پہنا ہے۔ "برنس" اس لمبی ٹوپی کو کہتے ہیں جو عرب میں اوڑھی جاتی تھی اور برنس وہ لباس بھی ہوتا ہے جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ کام دیتا ہے جیسے برساتی وغیرہ۔ چنانچہ نہ برنس اوڑھو، سے مراد یہ ہے کہ ایسی کوئی چیز نہ اوڑھو جو سر کو ڈھانپ لے خواہ وہ ٹوپی ہو یا برساتی اور خواہ کوئی اور چیز۔ ہاں جو چیز ایسی ہو جس پر عرف عام میں پہننے یا اوڑھنے کا اطلاق نہ ہوتا ہو مثلاً سر پر کونڈا یا گھڑا وغیرہ رکھ لینا یا سر پر گٹھر اٹھا لینا تو اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ "وہ موزہ دونوں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے" میں یہاں ٹخنے سے مراد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک وہ ہڈی ہے جو پیر کی پشت پر بیچ میں ہوتی ہے جب کہ حضرت امام شافعی کے ہاں وہی متعارف ٹخنہ مراد ہے جس کو وضو میں دھونا فرض ہے۔ اس بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں اور وہ موزے پہن لے تو آیا اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی تو یہ کہتے ہیں کہ اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے۔ جس طرح یہ مسئلہ ہے کہ اگر احرام کی حالت میں کسی کو سر منڈانے کی احتیاج و ضرورت لاحق ہو جائے تو وہ سر منڈا لے اور فدیہ ادا کرے۔ "ورس" ایک قسم کی گھاس کا نام ہے جو زرد رنگت کی اور زعفران کے مشابہ ہوتی ہے۔ اس گھاس سے رنگائی کا کام لیا جاتا ہے۔ زعفران اور اس کے رنگ آلود کپڑوں کو پہننے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ ان میں خوشبو ہوتی ہے۔ "محرم عورت نقاب نہ ڈالے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے منہ کو برقع اور نقاب سے نہ ڈھانکے ہاں اگر وہ پردہ کی خاطر کسی ایسی چیز سے اپنے منہ کو چھپائے جو منہ سے الگ رہے تو جائز ہے، اسی طرح حنفیہ کے ہاں مرد کو بھی عورت کی طرح احرام کی حالت میں منہ ڈھانکنا حرام ہے، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی ایک روایت کے مطابق یہی ہے جب کہ امام شافعی کا مسلک اس کے برخلاف ہے۔ ہودج میں بیٹھنا ممنوع ہے بشرطیکہ سر ہودج میں لگتا ہو، اگر سر ہودج میں نہ لگتا ہو تو پھر اس میں بیٹھنا ممنوع نہیں ہے، اسی طرح اگر کعبہ کا پردہ یا خیمہ سر میں لگتا ہو تو ان کے نیچے کھڑا ہونا ممنوع ہے اور اگر سر میں نہ لگتا ہو تو ممنوع نہیں ہے۔

محرم ہوتے ہی حرام ہو جانے والے امور کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ عورت سے صحبت، بوسہ، مساس، گلے لگانا، اس کی اندام نہانی پر نگاہ، جبکہ یہ چاروں باتیں بشہوت ہوں، عورتوں کے سامنے اس کا نام لینا، فحش گناہ، ہمیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہو گئے، کسی سے دینوی لڑائی جھگڑا، جنگل کا شکار، اس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا یا کسی طرح بتانا، بندوق یا بارود یا اس کے ذبح کے لیے چھری دینا، اس کے انڈے توڑنا، پر اکھاڑنا، پاؤں یا بازو توڑنا، اس کا دودھ دوہنا، اس کا گوشت یا انڈے پکانا، بھوننا، بیچنا، خریدنا، کھانا، ناخن کترنا، سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال جدا کرنا، منہ یا سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا، بستر یا کپڑے عہ کی بقچی یا گٹھڑی سر پر رکھنا،

اگر محرم نے کئی ایسی شئی اٹھائی جسے لوگ پہنتے ہیں تو اب لباس پہننے والا سمجھا جائے گا، اور اگر لوگ اسے نہیں پہنتے مثلاً ٹب

وغیرہ تواب لابس نہ ہوگا، اھ ش نہر اور خانیہ کے حوالے سے ہے۔

عمامہ باندھنا، برقع ودستانے پہننا، موزے یا جرابیں وغیرہ جو پنڈلی اور اقدام کے جوڑ کو چھپائے پہننا، سلا کپڑا پہننا، خوشبو بالوں یا بدن یا کپڑوں میں لگانا، ملاگیری یا کسم کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جبکہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں، خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الائچی، دارچینی، زنجبیل وغیرہ کھانا، ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو، جیسے مشک، عنبر، زعفران، سر یا داڑھی خطمی یا کسی خوشبودار ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں، وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا، گوند وغیرہ سے بال جمانا، زیتون یا تل کا تیل اگر چہ بے خوشبو ہو بدن یا بالوں میں لگانا، کسی کا سر مونڈنا اگر چہ اس کا احرام نہ ہو، جوں مارنا پھینکنا، کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا، کپڑا اس کے مارنے کو دھونا یا دھوپ میں ڈالنا، بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مرنے کو لگانا، غرض جوں کے ہلاک پر کسی طرح باعث ہونا ہے۔ (ردمحتار، کتاب الاحرام)

ممنوعات احرام سہو یا عمد کے ساتھ کرنے میں وجوب دم کا بیان

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہر محرم بالغ پر دم واجب ہوتا ہے خواہ اس نے وہ عمل نسیاناً یا جہالۃً یا مجبوراً کیا ہو یا حالتِ نیند میں محرم نے اگر بطور عادت پورا دن یا پوری رات سر ڈھانپ لیا (تمام سر یا چوتھائی سر) تو دم لازم ہوگا، اگر کسی نے ٹب یا گٹھڑی اٹھائی تو کوئی شے لازم نہیں، اور اگر دن سے کم وقت سر ڈھانپا (لفظ اقل ایک ساعت اور اس سے کم کو بھی شامل ہے) تو گندم کا ایک صاع صدقہ کیا جائے گا جیسے فطرانہ (یہ عبارت بتا رہی ہے کہ نصف صاع گندم کا تذکرہ اتفاقی ہے احترازی نہیں، تو ایک صاع کھجور یا جو دے سکتے ہیں، قہستانی (اگر چہ عذر کی وجہ سے ہو (اعذار میں سے بخار، سردی، زخم، پھوڑا، شیقعہ وسر کا درد اور جُوں کا ہونا ہے لیکن عمل خطاً، نسیاناً، اغماء، مجبوری نیند یا کفارہ پر عدم قدرت، یہ عذر نہیں بن سکتے) اسے اختیار ہے چاہے حرم میں دم ذبح کرے یا جہاں چاہے چھ مساکین کو تین صاع طعام دے دے یا تین روزے متفرق طور پر رکھ لے (یہ اس صورت میں ہے جہاں دم لازم ہوتا ہے اور جس صورت میں صدقہ لازم ہوگا تو اگر چاہے تو نصف صاع یا اس سے کم کسی مسکین کو دے دے یا ایک دن کا روزہ رکھ لے، اللباب)

دونوں عبارتیں مختصر ہیں، اور فتاوی شامی میں بھی اسی طرح ہے کہ اور اسی طرح روزہ حرم کے ساتھ مخصوص نہیں جہاں چاہے رکھ سکتا ہے اھ، اور اس میں یہ بھی ہے کہ تمام کفارات واجبہ کی ادائیگی فی الفور لازم نہیں لہٰذا وہ جس وقت بھی ادا کرے ادا ہو جائے گا

(درمختار، باب الجنایات، ردالمحتار، باب الجنایات)

بَاب: 2 مَوَاقِيتِ الْحَجِّ

حج کے مواقیت کا بیان

مواقیت حج اور اس کے احکام کا بیان

اور مواقیت وہ جگہیں ہیں جہاں سے انسان احرام کے بغیر آگے نہیں جا سکتا ہے۔ وہ پانچ ہیں۔ اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ ہے اور اہل عراق کے لئے ذات عرق ہے اور اہل شام کے لئے جحفہ ہے اور اہل نجد کے لئے قرن ہے۔ اور اہل یمن کے لئے یلملم

ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے لئے اسی طرح مقرر فرمائے ہیں۔ اور میقات کو مقرر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ احرام میں تاخیر سے بچنا ہے۔ ان مواقیت سے احرام کو مقدم کرنا جائز ہے۔

آفاقی آدمی جب مکہ میں داخل ہونے کے ارادے کے لئے میقات پر پہنچے تو ہمارے نزدیک اس پر احرام باندھنا واجب ہے خواہ وہ حج کا ارادہ کرے یا عمرے کا ارادہ کرے یا کچھ بھی ارادہ نہ کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص میقات سے آگے نہ بڑھے حتیٰ کہ احرام باندھ لے۔ (ابن ابیہ شیبہ، طبرانی) کیونکہ احرام کا وجوب اس بقعہ مبارکہ کے ادب کے لئے ہے۔ اس لئے اس میں حج یا عمرہ کرنے کا ارادہ کرنے والا اور ان دونوں کے سوا سب (احرام باندھنے میں) برابر ہیں۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

میقات حرم حدود کا تعین ہے

حدود حرم میں رہنے والے افراد حرمی کہلاتے ہیں۔ حدود حرم میں رہنے والے شخص کا میقات، حج کے لئے حرم ہے اور عمرہ کے لئے حل یعنی حدود حرم کے باہر کا حصہ مثلاً: مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، جعرانہ وغیرہ

حدود حرم کے باہر کا وہ حصہ جو میقات تک پھیلا ہوا ہے اسے حل کہتے ہیں، میقات اور حل کے درمیان میں رہنے والے افراد کو حلی کہتے ہیں مثلاً ساکنان جدہ وغیرہ، ان کی میقات حل ہے، اگر وہ حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ آئیں تو وہ اپنے مقام ہی سے احرام باندھ لیں۔

میقات سے باہر رہنے والے افراد جو حج وعمرہ کا قصد کر کے آئیں ان کو آفاقی کہتے ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اقطاع عالم سے حج وعمرہ کے لئے آنے والوں کے مواقیت مقرر فرمائے ہیں، کہ وہ ان مقامات نے سے احرام باندھ کر آئیں۔ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ ، وَلِأَهْلِ الشَّأْمِ الْجُحْفَةَ ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اہل مدینہ منورہ کے لئے ذوالحلیفہ میقات مقرر فرمائی اور اہل شام کے لئے جحفہ اور اہل نجد کے لئے قرن المنازل اور اہل یمن کے لئے یلملم مقرر فرمایا۔ (صحیح بخاری شریف، باب مهل اهل الشام . ،حدیث نمبر:1526)

اور صحیح مسلم شریف میں حدیث مبارک ہے:

وَمُهَلُّ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ۔ اہل عراق کے لئے میقات ذات عرق ہے۔ (صحیح مسلم شریف، باب مواقیت الحج والعمرۃ ،حدیث نمبر:2867) کعبۃ اللہ شریف کے چاروں جانب مندرجہ ذیل مواقیت ہیں۔

(1) ذوالحلیفہ "مدینہ طیبہ سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (۲) "جحفہ" مصر اور شام سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (۳) قرن "نجد سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (۴) "یلملم" یمن، تہامہ، ہندوستان، پاکستان اور اس کے محاذات سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (۵) "ذات عرق" عراق وغیرہ سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔

برصغیر والوں کے لئے میقات حرم کا بیان:

برصغیر میں رہنے والے حضرات کی میقات یلملم ہے جو یمن سے مکہ کے راستے پر ایک پہاڑ کا نام ہے، اسے آج کل سعدیہ کہا جاتا ہے، اگر کوئی انسان حج یا عمرہ کی نیت سے بذریعہ ہوائی جہاز مکہ مکرمہ آ رہا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جب میقات کے اوپر سے گزرے تو وہاں سے عمرہ وغیرہ کی نیت کر کے تلبیہ کہنا شروع کر دے۔ اسے جدہ پہنچنے تک احرام مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ جدہ میقات سے آگے ہے، اس کے بالمقابل نہیں ہے، حدیث میں ہے کہ اہل کوفہ اور بصرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجد کے لئے قرن منازل کو میقات قرار دیا ہے اور یہ میقات ہمارے راستے سے بہت دور ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم دیکھو کہ اس کے بالمقابل تمہارے راستہ میں کونسا مقام ہے، چنانچہ آپ نے ان کے لئے ذاتِ عرق میقات مقرر کر دی۔ (صحیح بخاری، الحج)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے معلوم ہوا کہ میقات کے بالمقابل جگہ کا وہی حکم ہے جو میقات کا ہے اس بناء پر اگر کوئی میقات کے اوپر سے گزر رہا ہو تو اس کے بالمقابل اوپر والے مقام سے تلبیہ شروع کر دے کیونکہ اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ عمرہ کرنے والا میقات کے بالمقابل خشکی میں ہو یا ہوا میں، یا سمندر میں یہی وجہ ہے کہ بحری جہاز سے آنے والے حضرات جب یلملم یا رابغ کے بالمقابل آتے ہیں تو احرام باندھ لیتے ہیں بہرحال بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرنے والے کے احرام کی درج ذیل چار صورتیں ہیں۔

(۱) گھر میں غسل کر کے اپنے معمول کے کپڑے زیب تن کرے اور اگر چاہے تو وہ گھر ہی سے احرام پہن لے۔

(۲) اگر گھر میں احرام نہ باندھا ہو تو ہوائی جہاز میں اس وقت احرام باندھ لے جب ہوائی جہاز کا عملہ اس کے متعلق اعلان کرتا ہے، وہ تقریباً بالمقابل پہنچنے سے پندرہ منٹ پہلے اعلان کرتا ہے۔

(۳) جب ہوائی جہاز میقات کے بالمقابل پہنچے اور عملہ اس امر کا اعلان کر دے تو حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ کہنا شروع کر دے۔

(۴) اگر کوئی شخص غفلت یا بھول کے اندیشے کے پیش نظر از راہ احتیاط میقات پر آنے سے پہلے احرام باندھ لے اور اس کی نیت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بہرحال عمرہ کرنے والے کو خبردار رہنا چاہئے کہ جب بھی ہوائی جہاز کا عملہ اعلان کرے کہ ہم پندرہ منٹ بعد میقات کے بالمقابل پہنچ جائیں گے تو اسے بروقت حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ شروع کر دینا چاہئے بہتر ہے سوار ہوتے وقت ہی احرام کی نیت کرے اور تلبیہ کہنا شروع کر دے۔

454 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ قَالَ

فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمِنْ اَهْلِهِ وَكَذَا فَكَذٰلِكَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ کے لیے "ذوالحلیفہ" کو اہلِ شام کے لیے "جحفہ" کو اہلِ نجد کے لیے "قرن المنازل" کو اور اہلِ یمن کے لیے "یلملم" کو میقات مقرر کیا اور فرمایا یہ (مواقیت) ان (علاقوں) کے لیے ہیں اور اس شخص کے لیے جو ان سے مواقیت سے پرے کسی علاقے کا رہنے والا ہو اور حج وعمرے کے ارادے کے تحت ان (اطراف) سے آئے اور جو ان سے اندر (کی طرف) رہتا ہو وہ اپنے علاقے سے ہی احرام باندھ لے یہاں تک کہ اہلِ مکہ "مکہ" ہی میں احرام باندھ لیں۔

455- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَقَالَ هُنَّ لَهُمْ وَلِكُلِّ اٰتٍ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَاَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ کے لیے "ذوالحلیفہ" اہلِ شام کے لیے "جحفہ" اہلِ نجد کے لیے "قرن المنازل" اور اہلِ یمن کے لیے "یلملم" کو میقات مقرر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا' یہ (مواقیت) ان (علاقوں) کے لیے ہیں اور اس شخص کے لیے ہیں جو حج یا عمرے کے ارادے کے تحت ان مواقیت سے پرے کسی علاقے سے آتا ہے اور جو شخص (ان مواقیت کی حدود) کے اندر رہتا ہے' وہ اپنی (بستی سے) ہی احرام باندھ لے یہاں تک کہ اہلِ مکہ "مکہ" میں ہی احرام باندھیں گے۔

456- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَبَلَغَنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَّلَمْلَمَ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: اہلِ مدینہ "ذوالحلیفہ" سے اہلِ شام "جحفہ" سے اور اہلِ نجد "قرن" سے احرام باندھیں گے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ اہلِ یمن "یلملم" سے احرام باندھیں۔

457- وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ اَبِىْ عُمَرَ قَالَ ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ

حدیث454: بخاری (133)' (1450)' (1452) ابوداؤد (1337)' (1738)' (1740) ترمذی (831) نسائی (2651)' (2652)' (2654) ابن ماجہ (2914)' (2915) مالک (724)' (725) دارمی (1790)' (1792) احمد (2128)' (2240)' (2272) ابن حبان (3759)' (3760)' (3761) ابن خزیمہ (2589)' (2590)' (2591) بیہقی (8508)' (8688)' (8689) ابی یعلی (5423)' (5475)' (5610) معجم کبیر (6564)' (10886)' (10911) دارقطنی (8)' (1)' (4)

اَبِیۡهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُهِلُّ اَهۡلُ الۡمَدِیۡنَةِ مِنۡ ذِی الۡحُلَیۡفَةِ وَیُهِلُّ اَهۡلُ الشَّامِ مِنَ الۡجُحۡفَةِ وَیُهِلُّ اَهۡلُ نَجۡدٍ مِّنۡ قَرۡنٍ قَالَ ابۡنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا وَذُکِرَ لِیۡ وَلَمۡ اَسۡمَعۡ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَیُهِلُّ اَهۡلُ الۡیَمَنِ مِنۡ یَّلَمۡلَمَ

✧✧ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اہلِ مدینہ ''ذوالحلیفہ'' سے احرام باندھیں' اہلِ شام ''جحفہ'' سے احرام باندھیں اور اہلِ نجد ''قرن'' سے احرام باندھیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' مجھے یہ بتایا گیا ہے' یہ بات میں نے خود (نبی اکرم ﷺ کی زبانی) نہیں سنی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اہلِ یمن ''یلملم'' سے احرام باندھیں۔

458- وَحَدَّثَنِیۡ حَرۡمَلَةُ بۡنُ یَحۡیٰی اَخۡبَرَنَا ابۡنُ وَهۡبٍ اَخۡبَرَنِیۡ یُوۡنُسُ عَنِ ابۡنِ شِهَابٍ عَنۡ سَالِمِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَنۡ اَبِیۡهِ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ مُهَلُّ اَهۡلِ الۡمَدِیۡنَةِ ذُو الۡحُلَیۡفَةِ وَمُهَلُّ اَهۡلِ الشَّامِ مَهۡیَعَةُ وَهِیَ الۡجُحۡفَةُ وَمُهَلُّ اَهۡلِ نَجۡدٍ قَرۡنٌ قَالَ عَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا وَزَعَمُوۡا اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَلَمۡ اَسۡمَعۡ ذٰلِكَ مِنۡهُ قَالَ وَمُهَلُّ اَهۡلِ الۡیَمَنِ یَلَمۡلَمُ

✧✧ سالم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اہلِ مدینہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ''ذوالحلیفہ'' ہے۔ اہلِ شام کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ''مہیعہ'' ہے۔ (راوی کہتے ہیں) یعنی ''جحفہ'' اہلِ نجد کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ''قرن'' ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' یہ بات میں نے خود (نبی اکرم ﷺ کی زبانی) نہیں سُنی ہے۔ لوگ یہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے' اہلِ یمن کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ''یلملم'' ہے۔

459- حَدَّثَنَا یَحۡیٰی بۡنُ یَحۡیٰی وَیَحۡیٰی بۡنُ اَیُّوۡبَ وَقُتَیۡبَةُ بۡنُ سَعِیۡدٍ وَّعَلِیُّ بۡنُ حُجۡرٍ قَالَ یَحۡیٰی اَخۡبَرَنَا وَقَالَ الۡاٰخَرُوۡنَ حَدَّثَنَا اِسۡمٰعِیۡلُ بۡنُ جَعۡفَرٍ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ دِیۡنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابۡنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا قَالَ اَمَرَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَهۡلَ الۡمَدِیۡنَةِ اَنۡ یُّهِلُّوۡا مِنۡ ذِی الۡحُلَیۡفَةِ وَاَهۡلَ الشَّامِ مِنَ الۡجُحۡفَةِ وَاَهۡلَ نَجۡدٍ مِّنۡ قَرۡنٍ وَّقَالَ عَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا وَاُخۡبِرۡتُ اَنَّهٗ قَالَ وَیُهِلُّ اَهۡلُ الۡیَمَنِ مِنۡ یَّلَمۡلَمَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ حکم دیا کہ اہلِ مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں' اہلِ شام ''جحفہ'' سے اور اہلِ نجد ''قرن'' سے (احرام باندھیں)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے اہلِ یمن ''یلملم'' سے احرام باندھیں۔

460- حَدَّثَنَا اِسۡحٰقُ بۡنُ اِبۡرَاهِیۡمَ اَخۡبَرَنَا رَوۡحُ بۡنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابۡنُ جُرَیۡجٍ اَخۡبَرَنِیۡ اَبُو الزُّبَیۡرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بۡنَ عَبۡدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا یُسۡاَلُ عَنِ الۡمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعۡتُ ثُمَّ انۡتَهٰی فَقَالَ اُرَاهُ یَعۡنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ

✧✧ ابوزبیر کہتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے احرام باندھنے کے مخصوص مقام کے بارے میں دریافت کیا گیا'

انہوں نے جواب دیا میں نے سنا ہے (اس کے بعد حسبِ سابق مواقیت کا بیان ہے ابوزبیر کہتے ہیں) میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی ہی یہ سنا ہوگا۔

461-وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ حَاتِمٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُسْاَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ اَحْسَبُهٗ رَفَعَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيْقُ الْاٰخَرُ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَّمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَّمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَّلَمْلَمَ

✧✧ ابوزبیر بیان کرتے ہیں حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے احرام باندھنے کے مخصوص مقام کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ سنا ہے (ابوزبیر کہتے ہیں) میرا یہ خیال ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو ہی یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہوگا۔ (حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں) اہلِ مدینہ کے لیے احرام باندھنے کا مخصوص مقام ''ذوالحلیفہ'' ہے اور دوسرا راستہ (یعنی دوسرے راستے کے حوالے سے) ''جحفہ'' ہے۔ اہلِ عراق کے لیے احرام باندھنے کا مخصوص مقام ''ذات عرق'' ہے۔ اہلِ نجد کے لیے احرام باندھنے کا مخصوص مقام ''قرن'' ہے اور اہلِ یمن کے لیے احرام باندھنے کا مخصوص مقام ''یلملم'' ہے۔

میقات سے پہلے احرام باندھنے میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص حج یا عمرہ کے لئے مسجد اقصیٰ (ہی سے احرام باندھ کر چلے) تو اس کے وہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے پہلے کئے ہوں گے اور جو بعد میں کرے گا یا فرمایا کہ اس شخص کے لئے ابتداء ہی میں جنت واجب ہو جائے گی (یعنی وہ شروع ہی میں جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد ابن ماجہ)

جب کوئی شخص بیت المقدس سے مکہ کے لئے چلتا ہے تو وہ راستہ میں مدینہ منورہ سے گزرتا ہے، اس طرح وہ شخص اپنے راستہ میں تینوں افضل ترین مقامات سے مشرف ہوتا ہے بایں طور کہ اس راستہ کے سفر کی ابتداء بیت المقدس سے ہوتی ہے درمیان میں مدینہ منورہ آتا ہے اور آخر میں مکہ مکرمہ پہنچتا ہے لہٰذا اس شخص کی خوش بختی کا اندازہ لگایئے جو اپنے سفر حج کی ابتداء بیت المقدس سے کرے کہ اول تو خود سفر مقدس و باعظمت پھر سفر کی ابتداء بیت المقدس سے درمیان میں مدینہ منورہ اور سفر کی انتہاء حرم محترم پر اس سبب سے مذکورہ بالا شخص یہ عظیم ثواب پاتا ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ احرام باندھنے کی جگہ حرم محترم سے جتنی دور ہوگی ثواب بھی اتنا زیادہ ہوگا۔

حضرت امام اعظم کے نزدیک مواقیت سے احرام کی تقدیم یعنی احرام باندھنے کی جگہوں سے پہلے ہی احرام باندھ لینا یا اپنے گھر ہی سے احرام باندھ کر چلنا افضل ہے۔

حضرت امام شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ ممنوعات احرام سے بچ سکے، ورنہ اگر یہ جانے

کہ اس صورت میں ممنوعات احرام سے اجتناب ممکن نہیں ہوگا تو پھر میقات ہی سے احرام باندھنا افضل ہوگا۔

اسی طرح حج کے مہینوں میں (یعنی شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن) سے پہلے احرام باندھنے کے بارے میں حنفیہ کے ہاں جواز کا قول بھی ہے اور مکروہ کہا گیا ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بھی کراہت ہی کے قائل ہیں۔ حضرت امام شافعی کا ایک قول اگرچہ یہ بھی ہے کہ حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھنے والوں کا احرام درست نہیں ہوگا لیکن ان کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھے گا تو اس کا وہ احرام حج کی بجائے عمرہ کا ہو جائے گا۔

حج وعمرے کے میقات حرم کے فرق کا بیان

علماء کرام کے ہاں یہ قاعدہ معروف اور مسلمہ ہے کہ جب عام اور خاص کا آپس میں تعارض ہو تو عام کو خاص پر محمول کرتے ہوئے خاص پر عمل کیا جائیگا، اور یہاں بھی وہی ہے کہ تنعیم یا حل کی کسی دوسری جگہ سے عمرہ کا احرام باندھنا، تو (حتی کہ اہل مکہ مکہ ہی سے) اس کا معنی یہ ہوگا کہ اہل مکہ حج مفرد یا حج اور عمرہ کا اکٹھا ہی احرام مکہ سے ہی باندھیں گے اور انہیں حل یا حدیث میں مذکور دوسرے میقات کی طرف نکلنے کی ضرورت نہیں تا کہ وہ وہاں سے احرام باندھ سکیں۔

لیکن صرف عمرہ کے لیے یہ ہے کہ جو کوئی بھی صرف عمرہ کا احرام باندھنا چاہے اور وہ مکہ کا رہائشی ہو یا حرم کی حدود میں رہتا ہو تو اسے حل کی جانب نکلنا ہوگا یعنی تنعیم وغیرہ کی طرف تا کہ وہ وہاں سے احرام باندھے، جمہور علماء کرام کا یہی کہنا ہے، بلکہ المحب طبری کا کہنا ہے کہ: مجھے کسی کے بارہ میں علم نہیں کہ اس نے مکہ کو عمرہ کے لیے میقات مقرر کیا ہو۔

تو اس طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (حتی کہ اہل مکہ مکہ سے ہی) کو حج مفرد اور قران والے متعین کیا جائے گا، نہ کہ صرف عمرہ کرنے والے کے لیے۔

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کسی دو معاملوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ اگر وہ گناہ نہ ہوتا تو اس میں سے آسان کو اختیار کرتے تھے، لھذا اگر صرف عمرہ کا احرام حرم کی حدود سے باندھنے کی اجازت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے اختیار کر لیتے، کیونکہ یہ ان کے لیے بھی اور عائشہ اور ان کے بھائی کے لیے بھی آسان تھا اور اس میں تکلیف اور مشقت بھی کم تھی، لھذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تنعیم یا حل جا کر احرام باندھنے کا حکم نہ دیتے۔

لہٰذا ان کا حرم کی حدود سے احرام باندھنے سے احتراز کرنا جو کہ حل میں جا کر احرام باندھنے سے سب کے لیے آسان اور سہل ہے حالانکہ حل جانے میں مشقت اور تکلیف ہے اور پہلے معاملے یعنی حرم سے احرام باندھنے میں کوئی مشقت نہیں اس بات کی دلیل ہے کہ صرف عمرے کا احرام حرم کی حدود کی بجائے حل سے باندھنا شرعی مقصود ہے اور شرعی طور پر مامور ہے کہ جو حرم میں رہتے ہوئے صرف عمرہ کرنا چاہے وہ حل جا کر احرام باندھے۔

بَاب:3 التَّلْبِيَةِ وَصِفَتِهَا وَوَقْتِهَا

تلبیہ اس کا طریقہ اور اس کا وقت

احرام کے معنی ہیں "حرام کر دینا" چونکہ حج کرنے والے پر کئی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں لہٰذا اس اظہار کے واسطے کہ اس وقت یہ چیزیں حرام ہوگئی ہیں ایک لباس جو صرف ایک چادر اور تہبند ہوتا ہے۔ بہ نیت حج یا عمرہ باندھا جاتا ہے جس کو احرام کہتے ہیں۔ "تلبیہ" یعنی لبیک کہنے سے مراد یہ عبارت پڑھنا ہے۔ لبیک اللّٰھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک

462- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَزِيدُ فِيهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں تلبیہ کہا کرتے تھے:

"لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ ."

"اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں۔ بے شک ہر طرح کی حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہے اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں۔"

(راوی کہتے ہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تلبیہ کے ان الفاظ میں ان کلمات کا اضافہ کیا کرتے تھے:

"لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ ."

"میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں' بھلائی تیرے دستِ قدرت میں ہے' میں حاضر ہوں' امیدیں اور عمل تیری ہی طرف (لوٹتے) ہیں۔"

تلبیہ کے کلمات میں کمی بیشی پر فقہی مذاہب کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ تلبیہ کے کلمات میں زیادتی کرنا نہ مستحب ہے اور نہ ہی مکروہ ہے۔ اسی طرح حضرت امام شافعی، ابن منذر نے کہا ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (فأهل رسول الله صلى الله عليه و سلم بالتوحيد لبيك اللّٰهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك إن الحمد و النعمة لك و الملك لا شريك لك"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کلمات کے ساتھ زیادتی فرمایا کرتے تھے۔" لبيك لبيك لبيك وسعديك و الخير بيديك و الرغباء إليك و العمل "(متفق عليه)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کلمات کا اضافہ فرمایا کرتے تھے "لبيك ذا النعماء و الفضل لبيك لبيك مرهوبا

حدیث 462: ابوداؤد (2599) بیہقی (4372) ابی یعلی (5647)

ومرغوبا إليك لبيك "

اسی طرح یہ بھی اثر وارد ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کلمات کا اضافہ کیا کرتے تھے۔" أنسا كان يزيد لبيك حقا حقا تعبدا ورقا"

لہٰذا ان آثار کی دلالت یہ ہے کہ تلبیہ کے کلمات میں زیادتی جائز ہے جس طرح احناف کا مؤقف ہے۔اور دیگر فقہاء کے نزدیک جائز نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمات کو مکرر کی کردیا ہے۔(المغنی،۳،ص۲۵۰،بیروت)

تلبیہ کے کلمات میں زیادتی کے جواز میں فقہ حنفی کے تائیدی دلائل:

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے تلبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھی۔آپ فرمارہے تھے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ حضرت ابن عمر مزید یہ بھی پڑھتے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ .(سنن ابن ماجه حج)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ .

حضرت ابو ہریرہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلبیہ میں یہ بھی ارشاد مبارکہ فرمایا لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ .

حضرت سہل بن سعد ساعدی بیان فرماتے ہیں کہ جو (شخص بھی) تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں زمین کے دونوں کناروں تک سب پتھر درخت اور ڈھیلے بھی (اس کے ساتھ) تلبیہ کہتے ہیں۔

حضرت سائب بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کو تلبیہ بلند آواز سے کہنے کا حکم دوں۔

حضرت زید بن خالد جہنی فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبراءیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اے محمد اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے تلبیہ کہنے کا حکم دو کیونکہ تلبیہ حج کا شعار (اور نشانی) ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ (دوران حج) کون سا عمل سب زیادہ فضیلت والا ہے؟ ارشاد فرمایا پکار کر لبیک کہنا اور قربانی کا خون بہانا۔(سنن ابن ماجہ، کتاب الحج)

لبیک کے الفاظ جو مذکور ہوئے اُن میں کمی نہ کی جائے، زیادہ کر سکتے ہیں بلکہ بہتر ہے مگر زیادتی آخر میں ہو درمیان میں نہ ہو۔(جوہرہ نیرہ، کتاب الحج)

جو شخص بلند آواز سے لبیک کہہ رہا ہے تو اُس کو اس حالت میں سلام نہ کیا جائے کہ مکروہ ہے اور اگر کرلیا تو ختم کر کے جواب دے، ہاں اگر جانتا ہو کہ ختم کرنے کے بعد جواب کا موقع نہ ملے گا تو اس وقت جواب دے سکتا ہے۔ (منسک)

احرام کے لیے ایک مرتبہ زبان سے لبیک کہنا ضروری ہے اور اگر اس کی جگہ سُبْحٰنَ اللهِ، یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یا

کوئی اور ذکرِ الٰہی کیا اور احرام کی نیت کی تو احرام ہو گیا مگر سنت لبیک کہنا ہے۔ گونگا ہو تو اُسے چاہیے کہ ہونٹ کو جنبش دے۔

(عالمگیری وغیرہ)

463- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ اِسْمٰعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَنَافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَحَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِى الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ فَقَالَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالُوْا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ هٰذِهٖ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ نَافِعٌ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَزِيْدُ مَعَ هٰذَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، مسجد ذوالحلیفہ کے قریب جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (احرام باندھنے کے بعد) اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور وہ کھڑی ہوئی تو آپ نے (تلبیہ کے کلمات پڑھے)

''اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بے شک ہر طرح کی حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہے اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔''

(راوی کہتے ہیں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ ہے۔ (راوی) نافع کہتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس تلبیہ میں ان الفاظ کا اضافہ کیا کرتے تھے:

''میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں، بھلائی تیرے دستِ قدرت میں ہے، میں حاضر ہوں، امیدیں اور عمل تیری ہی طرف (لوٹتے) ہیں۔''

شرح

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد نے دوسری روایت کو اختیار کیا ہے۔ لہٰذا ان تینوں ائمہ کے ہاں مستحب یہ ہے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھنے کے بعد احرام کی نیت کی جائے اور پھر وہیں مصلی پر بیٹھے ہی ہوئے لبیک کہے تو یہ جائز ہے لیکن نماز کے بعد ہی لبیک کہنا افضل ہے۔

اب ان تینوں روایتوں کے تضاد کو اس تطبیق کے ساتھ دور کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھ کر مصلے پر بیٹھے ہوئے لبیک کہی پھر جب اونٹنی پر بیٹھے تو اس وقت بھی لبیک کہی اور اس کے بعد جب مقام بیداء پر پہنچے تو وہاں بھی لبیک کہی چنانچہ علماء نے اسی لیے لکھا ہے کہ حالت وقت اور جگہ کے تغیرات کے وقت لبیک کی تکرار مستحب ہے۔

بہرکیف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح تین مرتبہ لبیک کہی اور جس راوی نے جہاں لبیک کہتے سنا وہ یہ سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہیں سے لبیک کہنی شروع کی ہے اس لئے ہر ایک راوی نے اپنے سننے کے مطابق ذکر کر دیا۔ اس تطبیق و توجیہ کی بنیاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت ہے جسے شیخ عبدالحق نے اشعۃ اللمعات میں شرح کتاب خرقی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

حلالی کے تلبیہ پڑھنے میں مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی لکھتے ہیں۔کہ حضرت امام حسن، امام نخعی، عطاء بن سائب، حضرت امام شافعی، حضرت ابوثور، ابن منذر اور اصحاب رائے نے کہا ہے کہ حلالی شخص کے لئے تلبیہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔جبکہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک مکروہ ہے۔(المغنی، ج۳،ص۲۵۶، بیروت)

ولا بأس أن يلبي الحلال وبه قال الحسن و النخعي و عطاء بن السائب و الشافعي و أبو ثور وابن المنذر وأصحاب الرأي وكرهه مالك .(المغنی)

464- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیٰی یَعْنِی ابْنَ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَلَقَّفْتُ التَّلْبِیَةَ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِهِمْ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' میں نے تلبیہ (کے الفاظ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے ہیں (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔)

465- وَحَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ فَاِنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَنِیْ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُهِلُّ مُلَبِّدًا یَقُوْلُ لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَا یَزِیْدُ عَلٰی هٰٓؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَاِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ یَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْكَعُ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَیْفَةِ اَهَلَّ بِهٰٓؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُهِلُّ بِاِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰٓؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ لَبَّیْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْكَ وَالْعَمَلُ

✧✧ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلبیہ کہتے ہوئے سنا ہے' آپ نے بال گوندھے ہوئے تھے اور یہ کلمات پڑھ رہے تھے:

''اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں۔ بے شک ہر طرح کی حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہے اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں۔''

(راوی کہتے ہیں) آپ نے ان سے زیادہ کوئی کلمہ نہیں پڑھا البتہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ذوالحلیفہ'' میں دو رکعات ادا کیں پھر مسجد ''ذوالحلیفہ'' کے پاس جب آپ کی اونٹنی (چلنے کے لیے) کھڑی ہوئی تو آپ نے بلند آواز سے یہ کلمات پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے یہ کلمات پڑھنے کے بعد یہ کلمات بھی پڑھا کرتے تھے:

''میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں' بھلائی تیرے دست قدرت میں ہے' میں حاضر ہوں'

امیدیں اور عمل تیری ہی طرف (لوٹتے) ہیں۔"

466- وَحَدَّثَنِیْ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِیْمِ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْیَمَامِیُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ یَعْنِی ابْنَ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْزُمَیْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ یَقُوْلُوْنَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ قَالَ فَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْلَكُمْ قَدْ قَدْ فَیَقُوْلُوْنَ اِلَّا شَرِیْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا وَهُمْ یَطُوْفُوْنَ بِالْبَیْتِ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' مشرکین یہ تلبیہ پڑھا کرتے تھے:

"(اے اللہ!) میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' صرف ایک ہی شریک ہے' تو اس کا مالک ہے اور اس کا بھی مالک ہے جس کا وہ مالک ہے۔"

مشرکین یہ کہتے جاتے اور طواف کرتے جاتے۔

(ابتدائے اسلام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کا یہ تلبیہ سنتے تو فرمایا کرتے) تمہیں عذاب ہو بس یہی کہو (میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں اس سے آگے والے کلمات نہ کہو)

تلبیہ کہنے کے وقت میں مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے پاؤں رکاب میں ڈالے اور اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی مسجد کے قریب تلبیہ کیا (یعنی بآواز بلند لبیک کہی) (بخاری ومسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر رخت سفر باندھا اور ظہر کی نماز مدینہ میں پڑھ کر روانہ ہوئے۔ عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی جو اہل مدینہ کے لئے میقات ہے رات وہیں گزاری اور پھر صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھا۔

اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ کر اور اونٹ کے کھڑے ہو جانے کے بعد لبیک کہی جب ایک دوسری روایت میں یہ منقول ہے کہ احرام کے لیے بہ نیت نفل دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد لبیک کہی نیز ایک روایت یہ بتاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیداء پہنچ کر جو ایک بلند جگہ کا نام ہے لبیک کہی اس طرح لبیک کہنے کے وقت کے سلسلہ میں تین طرح کی روایتیں منقول ہیں۔

حضرت امام شافعی نے تو پہلی روایت پر کہ جو یہاں نقل کی گئی ہے عمل کرتے ہوئے کہا کہ اونٹ پر (یا جو بھی سواری ہو اس پر)

حدیث 466: بخاری (1466)' (1474)' (1475) ابو داؤد (1812)' (2599) ترمذی (825)' (826)' (941) نسائی (2747)' (2748)' (2749)' ابن ماجہ (2918)' (2919)' مالک (730)' (869) داری (1808)' (1811) احمد (2754)' (3549)' (3897) ابن حبان (2696)' (3799) ابن خزیمہ (2621)' (2624)' (2626) حاکم (1650)' (1706)' (1707) بیہقی (8776)' (8785)' (8808) ابی یعلی (2480)' (2768)' (3630) معجم کبیر (11005)' (11909)' (12348) دارقطنی (38)' (39)

بیٹھ کر لبیک کہی جائے،۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد نے دوسری روایت کو اختیار کیا ہے۔ لہٰذا ان تینوں ائمہ کے ہاں مستحب یہ ہے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھنے کے بعد احرام کی نیت کی جائے اور پھر وہیں مصلیٰ پر بیٹھے ہی ہوئے لبیک کہے تو یہ جائز ہے لیکن نماز کے بعد ہی لبیک کہنا افضل ہے۔

اب ان تینوں روایتوں کے تضاد کو اس تطبیق کے ساتھ دور کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھ کر مصلے پر بیٹھے ہوئے لبیک کہی پھر جب اونٹنی پر بیٹھے تو اس وقت بھی لبیک کہی اور اس کے بعد جب مقام بیداء پر پہنچے تو وہاں بھی لبیک کہی چنانچہ علماء نے اسی لیے لکھا ہے کہ حالت وقت اور جگہ کے تغیرات کے وقت لبیک کا تکرار مستحب ہے۔

بہرکیف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح تین مرتبہ لبیک کہی اور جس راوی نے جہاں لبیک کہتے سنا وہ یہ سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہیں سے لبیک کہنی شروع کی ہے اس لئے ہر ایک راوی نے اپنے سننے کے مطابق ذکر کر دیا۔ اس تطبیق و توجیہ کی بنیاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت ہے جسے شیخ عبدالحق نے اشعۃ اللمعات میں شرح کتاب خرقی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

فقہاء کے نزدیک تلبیہ کی شرعی حیثیت کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلبیہ اس طرح آواز بلند کہتے سنا اور اس وقت آپ تلبید کیے ہوئے تھے۔ لبيك اللّٰهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد و النعمة لك و الملك لا شريك لك ۔ یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں اے اللہ! حاضر ہوں تیری خدمت میں، میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں میں تیری خدمت میں بے شک تمام تعریف اور ساری نعمت تیرے ہی لئے ہے اور بادشاہت بھی تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کلمات سے زیادہ نہیں کہتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تلبید کرنا یہ کہ محرم (احرام باندھنے والا) اپنے سر کے بالوں میں گوند یا خطمی یا مہندی یا اور کوئی چیز لگا لیتا ہے تا کہ بال آپس میں یکجا رہیں اور چپک جائیں ان میں گرد و غبار نہ بیٹھے اور جوؤں سے محفوظ رہیں۔ تلبیہ یعنی لبیک کہنے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک احرام کے صحیح ہونے کے لئے تلبیہ شرط ہے، حضرت امام مالک کہتے ہیں کہ تلبیہ واجب ہے لہٰذا تلبیہ ترک کرنے کی وجہ سے دم (جانور ذبح کرنا) لازم آتا ہے۔

حضرت امام شافعی کے ہاں تلبیہ سنت ہے اس کو ترک کرنے کی صورت میں دم لازم نہیں ہوتا۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلبیہ میں اکثر اتنے ہی الفاظ کہتے تھے کیونکہ اور روایتوں میں تلبیہ کے الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ بھی منقول ہیں چنانچہ اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ تلبیہ کے جو الفاظ یہاں حدیث میں نقل کئے گئے ہیں، ان میں کمی کرنا تو مکروہ ہے زیادتی مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

حدیث سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ تلبیہ بآواز بلند ہونا چاہیے چنانچہ تمام علماء کے نزدیک بلند آواز سے لبیک کہنا مستحب ہے۔ (المغنی،۳،ص ۲۴۵، بیروت)

بَاب: 4 اَمْرِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بِالْاِحْرَامِ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ

اہلِ مدینہ کو مسجد ذوالحلیفہ کے پاس سے احرام باندھنے کا حکم دیا جائے

467- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِيْ تَكْذِبُوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ ذَا الْحُلَيْفَةِ

✧✧ سالم بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' یہ ''بیداء'' ہے۔ جس کے بارے میں تم لوگ نبی اکرم ﷺ کی طرف یہ غلط بات منسوب کرتے ہو (کہ آپ نے یہاں احرام باندھا تھا) نبی اکرم ﷺ نے صرف مسجد کے پاس تلبیہ پڑھنے کا آغاز کیا۔ (راوی کہتے ہیں) یعنی ذوالحلیفہ کی مسجد۔

468- وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذَا قِيْلَ لَهُ الْاِحْرَامُ مِنَ الْبَيْدَاءِ قَالَ الْبَيْدَاءُ الَّتِيْ تَكْذِبُوْنَ فِيْهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ حِيْنَ قَامَ بِهِ بَعِيْرُهُ

✧✧ سالم بیان کرتے ہیں' جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ کہا جاتا کہ بیداء کے مقام سے احرام شروع ہو جاتا ہے' تو وہ یہ کہا کرتے تھے کہ بیداء (سے احرام شروع ہونے کے بارے میں) تم نبی اکرم ﷺ کی طرف غلط بات منسوب کرتے ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے جب آپ کا اونٹ (روانگی کے لیے) کھڑا ہوا تو درخت کے پاس (ذوالحلیفہ میں) تلبیہ پڑھنے کا آغاز کیا۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے پاؤں رکاب میں ڈالے اور اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی مسجد کے قریب تلبیہ کیا (یعنی بآواز بلند لبیک کہی) (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلددوم: حدیث نمبر 1085)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر رخت سفر باندھا اور ظہر کی نماز مدینہ میں پڑھ کر روانہ ہوئے۔ عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی جو اہل مدینہ کے لئے میقات ہے رات وہیں گزاری اور پھر صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا۔ اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ کر اور اونٹ کے کھڑے ہو جانے کے بعد لبیک کہی جب ایک دوسری روایت میں یہ منقول ہے کہ احرام کے لئے بہ نیت نفل دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد لبیک کہی نیز ایک روایت یہ

حدیث 467: بخاری (1467) ابوداؤد (1771) ترمذی (818) نسائی (2757) ابن ماجہ (2916) مالک (731)' (732)' (734) احمد (207)' (4570)' (4820) ابن حبان (3762) ابن خزیمہ (2611)' (2716)' (2763) بیہقی (8763)' (8766)' (8809) معجم کبیر (13168)

بتاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداء پہنچ کر جو ایک بلند جگہ کا نام ہے لبیک کہی اس طرح لبیک کہنے کے وقت کے سلسلہ میں تین طرح کی روایتیں منقول ہیں۔ چنانچہ حضرت امام شافعی نے تو پہلی روایت پر کہ جو یہاں نقل کی گئی ہے عمل کرتے ہوئے کہا کہ اونٹ پر (یا جو بھی سواری ہو اس پر) بیٹھ کر لبیک کہی جائے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد نے دوسری روایت کو اختیار کیا ہے۔ لہٰذا ان تینوں ائمہ کے ہاں مستحب یہ ہے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھنے کے بعد احرام کی نیت کی جائے اور پھر وہیں مصلیٰ پر بیٹھے ہی ہوئے لبیک کہے تو یہ جائز ہے لیکن نماز کے بعد ہی لبیک کہنا افضل ہے۔ اب ان تینوں روایتوں کے تضاد کو اس تطبیق کے ساتھ دور کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر مصلےٰ پر بیٹھے ہوئے لبیک کہی پھر جب اونٹنی پر بیٹھے تو اس وقت بھی لبیک کہی اور اس کے بعد جب مقام بیداء پر پہنچے تو وہاں بھی لبیک کہی چنانچہ علماء نے اسی لئے لکھا ہے کہ حالت وقت اور جگہ کے تغیرات کے وقت لبیک کی تکرار مستحب ہے۔ بہر کیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح تین مرتبہ لبیک کہی اور جس راوی نے جہاں لبیک کہتے سنا وہ یہ سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں سے لبیک کہنی شروع کی ہے اس لئے ہر ایک راوی نے اپنے سننے کے مطابق ذکر کر دیا۔ اس تطبیق و توجیہ کی بنیاد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ روایت ہے جسے شیخ عبدالحق نے اشعۃ اللمعات میں شرح کتاب خرقی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

بَاب:5 بَيَانِ اَنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ يُّحرِمَ حِيْنَ تَنْبَعِثُ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ مُتَوَجِّهًا اِلٰى مَكَّةَ لَا عَقَبَ الرَّكْعَتَيْنِ

افضل یہ ہے کہ تلبیہ پڑھنے کا آغاز اس وقت کیا جائے جب سواری مکہ کی طرف (چلنے کے لیے) کھڑی ہو دو نوافل کے بعد (ہی تلبیہ پڑھنا شروع کر دینا افضل نہیں ہے)

469- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَاَيْتُكَ تَصْنَعُ اَرْبَعًا لَمْ اَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَاَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَاَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَاَيْتُكَ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهْلِلْ اَنْتَ حَتّٰى يَكُوْنَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّىْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّىْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِىْ لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّاُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّىْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّىْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ

✧✧ عبید بن جریج نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا' اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے آپ کو چار ایسے کام کرتے ہوئے

حدیث 469: بخاری (164)' (5513) ابوداؤد (1772) نسائی (2950) مالک (733) احمد (3532)' (4672)' (5338) ابن حبان (3763) ابن خزیمہ (2696) بیہقی (1272)' (8717)' (8762) معجم کبیر (10635)' (10636)' (13649) دارقطنی (83)

دیکھا ہے جو آپ کے کسی ایک ساتھی (یعنی کسی اور صحابی رسول) کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا' اے ابن جریج! وہ کون سے ہیں؟ تو ابن جریج نے کہا' آپ صرف دو یمانی ارکان کو چھوتے ہیں' آپ سبتی جوتے پہنتے ہیں' آپ زرد خضاب استعمال کرتے ہیں۔ (مکہ میں رہنے والے) لوگ (ذوالحج کا) چاند دیکھنے کے ساتھ ہی احرام باندھ لیتے ہیں لیکن آپ جب مکہ میں موجود ہوں تو ترویہ کے دن (یعنی آٹھ ذوالحج کو) احرام باندھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا جہاں تک ''ارکان'' کے مسئلے کا تعلق ہے' تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو صرف دو یمانی رکنوں کو چھوتے ہوئے دیکھا ہے جہاں تک سبتی جوتوں کا تعلق ہے' تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو (چمڑے کے) جوتے پہنے ہوئے دیکھا ہے جن پر بال نہیں ہوتے۔ آپ ان میں وضو بھی کر لیتے تھے اس لیے میں انہیں پہننا پسند کرتا ہوں جہاں تک زرد خضاب کا تعلق ہے' تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسے استعمال کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لیے میں بھی اسے استعمال کرنا پسند کرتا ہوں جہاں تک احرام باندھنے کا تعلق ہے' تو میں نے دیکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اسی وقت تلبیہ کا آغاز کرتے تھے جب آپ کی سواری (مکہ روانگی کے لیے) کھڑی ہو جاتی۔

470- حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي اَبُوْ صَخْرٍ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَيْنَ حَجٍّ وَّعُمْرَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ مَرَّةً فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِنْكَ اَرْبَعَ خِصَالٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى اِلَّا فِيْ قِصَّةِ الْاِهْلَالِ فَاِنَّهٗ خَالَفَ رِوَايَةَ الْمَقْبُرِيِّ فَذَكَرَهٗ بِمَعْنًى سِوٰى ذِكْرِهٖ اِيَّاهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

471- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِي الْغَرْزِ وَانْبَعَثَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ قَائِمَةً اَهَلَّ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ذوالحلیفہ میں جب نبی اکرم ﷺ نے رکاب میں پاؤں رکھا اور آپ کی سواری (روانگی کے لیے) تیار ہوگئی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔

472- وَحَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يُخْبِرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ قَائِمَةً

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی (روانگی کے لیے) کھڑی ہوئی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔

473- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حِيْنَ تَسْتَوِيْ بِهٖ قَائِمَةً

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوئے اور جب وہ (روانگی کے لیے) کھڑی ہوئی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔

474- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ بَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مَبْدَاَهُ وَصَلَّى فِي مَسْجِدِهَا

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سفرحج کے آغاز میں رات ذوالحلیفہ میں بسر کی اور وہاں کی مسجد میں نماز بھی ادا کی۔

بَاب:6 اِسْتِحْبَابِ الطِّيبِ قُبَيْلَ الْاِحْرَامِ فِي الْبَدَنِ وَاسْتِحْبَابِهِ فِي الْمِسْكِ وَاَنَّهُ لَابَاْسَ بِبَقَاءِ وَبِيصِهِ

احرام باندھنے سے کچھ پہلے جسم پر خوشبو لگانا مستحب ہے اور (خوشبو میں بھی) مشک لگانا مستحب ہے اور اگر اس کا نشان باقی رہ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں

475-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهِ حِينَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ اَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جب احرام باندھا تو (اس سے کچھ پہلے) میں نے آپ کو خوشبو لگائی اور بیت اللہ کے (الوداعی) طواف سے پہلے جب آپ نے احرام کھولا تو بھی میں نے آپ کو خوشبو لگائی۔

476- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ لِحُرْمِهِ حِينَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِينَ اَحَلَّ قَبْلَ اَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جب نبی اکرم ﷺ نے احرام باندھا تو (اس سے کچھ پہلے) میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی اور بیت اللہ کے (الوداعی) طواف سے پہلے جب آپ نے احرام کھولا (تو بھی میں نے آپ کو خوشبو لگائی)

477- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِهِ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ اَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے احرام باندھنے سے پہلے اور بیت اللہ کے (الوداعی) طواف سے پہلے آپ کے احرام کھولنے کے بعد میں آپ کو خوشبو لگایا کرتی۔

حدیث 474: ابی یعلی (5565)

حدیث 475: بخاری (1667)' (5586) احمد (26120)' (26121) ابن حبان (3768)

478- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھولنے (کے بعد) اور احرام باندھنے (سے پہلے) میں آپ کو خوشبو لگایا کرتی تھی۔

479- وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِیْ بِذَرِيْرَةٍ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْاِحْرَامِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھولنے (کے بعد) اور باندھنے (سے پہلے) اپنے ہاتھوں کے ذریعے آپ کو "ذریرہ" (نامی خوشبو) لگائی۔

480- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَّزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا بِاَیِّ شَیْءٍ طَيَّبْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ حُرْمِهٖ قَالَتْ بِاَطْيَبِ الطِّيْبِ

✧✧ عروہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا' آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے انہیں کون سی خوشبو لگائی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا' سب سے بہترین خوشبو۔

481- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَا اَقْدِرُ عَلَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ ثُمَّ يُحْرِمُ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے جتنا میرے لیے ممکن تھا' میں نے سب سے بہترین خوشبو آپ کو لگائی پھر آپ نے احرام باندھ لیا۔

483- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ اَبِی الرِّجَالِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهٖ حِيْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يُّفِيْضَ بِاَطْيَبِ مَا وَجَدْتُّ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے (سے پہلے) اور آپ کے طواف افاضہ سے پہلے' احرام کھولنے کے بعد' میرے پاس جو سب سے اچھی خوشبو آتی تھی' وہ میں آپ کو لگاتی تھی۔

484- وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّاَبُو الرَّبِيْعِ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَّقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ

حدیث 484: بخاری (264)' (267)' (268) ابوداؤد (1745)' (1746)' (1978) ترمذی (917) نسائی (417)' (431)' (2685) ابن ماجہ (3042)' (2927)' (2928) مالک (719) داری (1801)' (1802)' (1803) احمد (5416)' (24151)' (24157) ابن حبان (3766)' (3768)' (3770) ابن خزیمہ (2581)' (2582)' (2588) بیہقی (8734)' (8735)' (8736) ابی یعلی (4391)' (4712)' (4833) دارقطنی (69)' (177)' (178)

یَحْیٰی اَخْبَرَنَا و قَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّلَمْ یَقُلْ خَلَفٌ وَّهُوَ مُحْرِمٌ وَّلٰکِنَّهٗ قَالَ وَذَاكَ طِیْبُ اِحْرَامِهٖ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں لگی ہوئی خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔آپ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ''آپ اس وقت حالتِ احرام میں تھے'' البتہ یہ الفاظ ہیں ''وہ احرام باندھنے (سے پہلے لگائی جانے والی) خوشبو تھی''۔

485- وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَاَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ قَالَ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا و قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُهِلُّ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں لگی ہوئی خوشبو کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔آپ اس وقت تلبیہ پڑھ رہے تھے۔

486- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاَبُوْسَعِیْدِ الْاَشَجُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُلَبِّیْ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں لگی ہوئی خوشبو کا منظر آج بھی میری آنکھ میں ہے' آپ اس وقت تلبیہ پڑھ رہے تھے۔

487- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ بِمِثْلِ حَدِیْثِ وَکِیْعٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

488- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَکَمِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِیْمَ یُحَدِّثُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں لگی ہوئی خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے' آپ اس وقت حالتِ احرام میں تھے۔

489- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنْ کُنْتُ لَاَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ

مُحْرِمٌ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں لگی ہوئی خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے' آپ اس وقت حالتِ احرام میں تھے۔

490- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنِي اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّهُوَ السَّلُوْلِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ وَهُوَ ابْنُ اِسْحٰقَ ابْنِ اَبِي اِسْحٰقَ السَّبِيْعِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ سَمِعَ ابْنَ الْاَسْوَدِ يَذْكُرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ يَتَطَيَّبُ بِاَطْيَبِ مَا يَجِدُ ثُمَّ اَرٰى وَبِيْصَ الدُّهْنِ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو میرے پاس موجود سب سے عمدہ خوشبو استعمال کرتے' میں نے (آپ کے احرام باندھ لینے کے بعد) آپ کے سر اور داڑھی میں تیل کی چمک دیکھی ہے۔

491- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الْمِسْكِ فِيْ مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں لگے ہوئے مشک کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے' آپ اس وقت حالتِ احرام میں تھے۔

492-وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ اَبُوْعَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

493- وَحَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّيَعْقُوْبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے اور آپ کے' قربانی کے دن' طواف بیت اللہ (طواف افاضہ) کرنے سے پہلے (اور احرام کھول دینے کے بعد) میں آپ کو مشک آمیز خوشبو لگایا کرتی تھی۔

شرح

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام کا ارادہ کرتے تو احرام باندھنے سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی اور وہ خوشبو ایسی ہوتی جس میں مشک بھی ہوتا تھا۔ لہٰذا اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر خوشبو احرام سے پہلے لگائی جائے اور اس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ خوشبو کا احرام کے بعد استعمال کرنا ممنوعات احرام سے ہے نہ کہ احرام سے پہلے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے کہ احرام کے بعد خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے احرام سے

پہلے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کے ہاں احرام سے پہلے بھی ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی باقی رہے۔ ولحلہ قبل ان یطوف بالبیت (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لئے الخ) کا مفہوم سمجھنے سے پہلے یہ تفصیل جان لینی چاہیے کہ بقرعید کے روز (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) حاجی مزدلفہ سے منیٰ میں آتے ہیں اور وہاں رمی جمرہ عقبہ (جمرہ عقبہ پر کنکر مارنے) کے بعد احرام سے نکل آتے ہیں یعنی وہ تمام باتیں جو حالت احرام میں منع تھیں اب جائز ہو جاتی ہیں البتہ رفث (جماع کرنا یا عورت کے سامنے جماع کا ذکر اور شہوت انگیز باتیں کرنا) جائز نہیں ہوتا یہاں تک کہ جب مکہ واپس آتے ہیں اور طواف افاضہ کر لیتے ہیں تو رفث بھی جائز ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس جملہ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام سے نکل آتے یعنی مزدلفہ سے منیٰ آ کر رمی جمرہ عقبہ سے فارغ ہو جاتے لیکن ابھی تک مکہ آ کر طواف افاضہ نہ کر چکے ہوتے تو میں اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھی۔

494- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَّاَبُوْ كَامِلٍ جَمِيعًا عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الرَّجُلِ يَتَطَيَّبُ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا فَقَالَ مَا اُحِبُّ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِيبًا لَاَنْ اَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَفْعَلَ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَخْبَرْتُهَا اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِيبًا لَاَنْ اُطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَفْعَلَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْرَامِهٖ ثُمَّ طَافَ فِيْ نِسَآئِهٖ ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا

✧✧ ابراہیم بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو خوشبو لگاتا ہے پھر احرام باندھ لیتا ہے' تو انہوں نے جواب دیا' مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ جب میں احرام باندھ لوں تو میرے جسم سے خوشبو آ رہی ہو میرے نزدیک ایسا کرنے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ میں اپنے جسم پر ''قطران'' مل لوں۔ (راوی کہتے ہیں) پھر میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہیں' حالتِ احرام میں میرے جسم سے خوشبو آ رہی ہو' مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ میں اپنے جسم پر ''قطران'' مل لوں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے' آپ کو خوشبو لگائی پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے اور پھر آپ نے احرام باندھ لیا۔

495- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی پھر آپ اپنی ازواج کے پاس تشریف لے گئے پھر آپ نے احرام باندھ لیا اور آپ سے خوشبو آ رہی تھی۔

496- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَّسُفْيَانَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيهِ

قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ لَاَنْ اُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِيْبًا قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهٖ فَقَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ فِيْ نِسَآئِهٖ ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا

✧✧ ابراہیم بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا' میرے نزدیک ''قطران'' مل لینا اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ حالتِ احرام میں مجھ سے خوشبو آ رہی ہو۔ (راوی کہتے ہیں) پھر میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کے بارے میں بتایا تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی پھر آپ اپنی ازواج کے پاس تشریف لے گئے اور پھر آپ نے احرام باندھ لیا (اس کے بعد بھی آپ کے جسم سے خوشبو آ رہی تھی)

بَاب: 7 تَحْرِيْمِ الصَّيْدِ الْمَاْكُوْلِ الْبَرِّيِّ عَلَى الْمُحْرِمِ بِحَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ اَوْ بِهِمَا

حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھنے والے شخص کے لیے خشکی (غیر سمندری) کا شکار حرام ہے

497- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ اَنَّهٗ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا اَنْ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِيْ وَجْهِيْ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ

✧✧ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نیل گائے کا گوشت پیش کیا' آپ اس وقت ''ابواء'' یا شاید ''ودان'' میں (حالتِ احرام میں) قیام پذیر تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا۔ (حضرت صعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) جب آپ نے میرے چہرے پر (ملال کے اثرات) دیکھے تو ارشاد فرمایا: ہم نے یہ اس لیے واپس کیا ہے کیونکہ ہم حالتِ احرام میں ہیں (اور اسے شکار کیا گیا ہے)

شرح

بظاہر یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے جو مطلق شکار کا گوشت کھانے کو محرم کے لئے حرام قرار دیتے ہیں اور چونکہ حنفیہ کا مسلک جو ذکر کیا گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کے مطابق ہے اس لئے حنفیہ کے نزدیک اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ زندہ گورخر بطور شکار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا تھا اور چونکہ شکار قبول کرنا محرم کے لئے درست نہیں ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا۔ لیکن پھر ایک اشکال اور پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ایک روایت میں وضاحت کے ساتھ یہ منقول ہے کہ گورخر کا

حدیث 497: بخاری (2456)' (1729) نسائی (2822)' (2823) احمد (1856)' (2530)' (2535) ابن حبان (3968)' (3970) ابن خزیمہ (2639) بیہقی (9708) ابی یعلی (4616) معجم کبیر (4964)' (4965)' (4966)

گوشت بھیجا گیا تھا، ایک روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ گورخر کی ران بھیجی گئی تھی، اسی طرح ایک روایت یہ بتاتی ہے کہ اس کا ایک ٹکڑا بھیجا گیا تھا۔ لہٰذا ان روایتوں کے پیش نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندہ گورخر نہیں بھیجا گیا تھا بلکہ یہاں حدیث میں بھی گورخر سے اس کا گوشت ہی مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زندہ گورخر ہی بھیجا گیا ہوگا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کیا، پھر بعد میں دوسرے گورخر کی ران بھیجی گئی اسی کو کسی نے تو گوشت سے تعبیر کیا اور کسی نے اسے اس کا ٹکڑا کہا۔ اس بارہ میں حنفیہ کی بڑی دلیل یہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گورخر پیش کیا گیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام عرف میں تشریف فرما تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اسے رفقاء میں تقسیم کردو۔ مذکورہ بالا حدیث کے بارہ میں شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گورخر کو اس گمان کی بناء پر واپس کردیا کہ بطور خاص میرے لئے شکار کیا گیا ہے۔

498-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَقُتَيْبَةُ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَهْدَيْتُ لَهُ حِمَارَ وَحْشٍ كَمَا قَالَ مَالِكٌ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَصَالِحٍ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَخْبَرَهُ

✧✧ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

499-وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَهْدَيْتُ لَهُ مِنْ لَحْمِ حِمَارٍ وَحْشٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

500- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّا مُحْرِمُونَ لَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت صعب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نیل گائے کا گوشت پیش کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حالتِ احرام میں تھے اس لیے آپ نے اسے قبول نہیں کیا اور فرمایا اگر ہم حالتِ احرام میں نہ ہوتے تو تم سے (یہ ہدیہ) قبول کر لیتے۔

501-وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورًا يُحَدِّثُ عَنِ الْحَكَمِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي رِوَايَةِ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَ حِمَارٍ وَحْشٍ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ

حدیث 500: بخاری (2456)' (1729) ابوداؤد (1849)' (1850) نسائی (2822)' (2823) احمد (1856)' (2530)' (2535) ابن حبان (3968)' (3970)' (136) ابن خزیمہ (2639) بیہقی (9708)' (9711)' (9712) ابی یعلی (4616)' (4827) معجم کبیر (4964)' (4965)' (4966)

عَنِ الْحَكَمِ عَجُزَ حِمَارٍ وَّحْشٍ يَقْطُرُ دَمًا وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقُّ حِمَارٍ وَّحْشٍ فَرَدَّهُ

✧✧ حکم روایت کرتے ہیں (اور ایک سند کے مطابق) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نیل گائے کی ٹانگ ہدیئے کے طور پر پیش کی (اور ایک روایت کے مطابق) نیل گائے کا ایک حصہ پیش کیا جس سے خون ٹپک رہا تھا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں کیا۔

حالت احرام میں شکار کی ممانعت کا بیان

تمام فقہاء کے نزدیک شکار یا شکار میں کسی کی اعانت محرم کے لئے حرام ہے، چنانچہ کسی شکار کے جانور کو قتل کرنے یا اس کے قتل میں اعانت کرنے سے محرم پر جزاء لازم آتی ہے۔ شکار کی جزاء یا کفارہ شکار کی وجہ سے محرم پر جو جزاء یا کفارہ لازم ہوتا ہے اس سے مراد وہ قیمت ہے جو دو عادل و تجربہ کار شخص اس شکار کی تجویز کریں اور یہ قیمت یا تو اس مقام کے اعتبار سے ہو جہاں وہ شکار مارا گیا ہے یا اگر اس مقام پر کوئی قیمت نہ ہو تو اس مقام کے اعتبار سے ہو جو شکار کے مقام سے قریب تر ہو کیونکہ ایک چیز کی قیمت مختلف مقامات کے اعتبار سے بدل جاتی ہے۔

اسی طرح یہ قیمت اس زمانہ کے اعتبار سے ہو جس میں وہ شکار مارا گیا ہے کیونکہ ایک چیز کی قیمت مختلف اوقات و زمانہ میں بدل جاتی ہے، پھر اس بارہ میں محرم کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو وہ اس مجوزہ قیمت سے قربانی کا کوئی جانور خرید کر اگر اس قیمت میں کوئی جانور مل سکتا ہو حرم میں ذبح کر دے اور چاہے اس قیمت سے غلہ خرید کر ہر فقیر کو، اگر گیہوں ہو تو نصف نصف صاع اور اگر جو یا کھجور ہو تو ایک ایک صاع تقسیم کر دے کسی فقیر کو اس تعداد سے کم نہ دے اور چاہے ہر فقیر کی تعداد صدقہ یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کے عوض ایک روزہ رکھ لے اور اس صورت میں اگر ایک فقیر کے مقدار صدقہ کا کوئی حصہ باقی بچے تو اس کو خیرات کر دے یا اس کے بدلہ بھی ایک روزہ رکھ لے۔

اس صورت میں یہ بات ملحوظ رہے کہ شکار کی جزا بہر صورت واجب ہوگی خواہ کوئی محرم قصداً شکار مارے یا سہواً اس کا مرتکب ہو جائے۔ اگر کوئی محرم کسی شکار کے ہاتھ پیر کاٹ دے یا اس کے پر نوچ اکھاڑ دے کہ جس کی وجہ سے وہ اپنی حفاظت سے معذور ہو جائے تو اس شکار کی پوری قیمت دینا پڑے گی اور اس کا دودھ دوہے تو اس دودھ کی قیمت اس پر واجب ہوگی، اسی طرح اگر اس کا انڈا توڑ دے تو اس کی قیمت دینی پڑے گی۔ محرم شکار کھائے یا نہ کھائے؟

اس بارے میں تفصیل ہے اس بات میں تو بالاتفاق تمام علماء کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی محرم خود شکار کرے یا کوئی دوسرا محرم شکار کرے تو وہ شکار کھانا محرم کے لئے حرام ہے ہاں اگر صورت یہ ہو کہ کوئی غیر محرم اپنے لئے شکار کرے یا محرم کے لئے اس کی اجازت سے یا اس کی اجازت کے بغیر شکار کرے تو اس کے کھانے کے بارہ میں علماء کے مختلف اقوال و مسلک ہیں چنانچہ بعض صحابہ و تابعین کہ جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں کا قول تو یہ ہے کہ محرم کے لئے مطلق شکار کھانا حرام ہے، ان کی دلیل حضرت صعب ابن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ اگر محرم خود شکار کرے یا کوئی دوسرا شخص اس کے لئے یا اس کی اجازت سے یا اس کی اجازت کے بغیر شکار کرے تو اس کے لئے اس شکار کو کھانا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی غیر محرم اپنے لئے شکار کرے اور اس میں سے کچھ بطور ہدیہ محرم کو بھیجے تو اس کا کھانا اس کے لئے حلال ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے متبعین علماء کا مسلک یہ ہے کہ محرم کے لئے شکار کا گوشت کھانا حلال ہے خواہ وہ شکار اس کے لئے ہی کیوں نہ کیا گیا ہو بشرطیکہ وہ شکار نہ تو اس نے خود کیا ہو، نہ اس شکار کرنے کا کسی کو حکم دیا ہو، نہ اس شکار کی راہ کسی کو دکھائی ہو، نہ اس شکار کی طرف کسی کو متوجہ کیا ہو اور نہ اس شکار میں خود اس نے یا کسی اور محرم نے اعانت کی ہو۔ حنفیہ کی دلیل حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ شکار سے کون جانور مراد ہیں؟ محرم کے لئے جس شکار کی ممانعت ہے اس سے مراد جنگلی شکار کو قتل کرنا ہے۔

جنگلی ان جانوروں کو کہتے ہیں جن کا توالد و تناسل خشکی یا جنگل میں ہوتا ہو گو ان کی بود و باش پانی میں ہو جیسے مرغابی وغیرہ۔ اسی طرح شکار اس جانور کو کہتے ہیں جو اصل خلقت میں وحشی ہو خواہ وہ کسی وجہ سے مانوس ہو گیا ہو جیسے ہرن کہ وہ پالنے والے سے مانوس ہو جاتا ہے مگر چونکہ وہ دراصل وحشی ہے اس لئے شکار کہلائے گا خواہ وہ جنگل میں رہتا ہو یا پلا ہوا ہو بہر صورت اس کا شکار کرنے سے جزا واجب ہوگی۔ جو جانور دراصل وحشی نہ ہو اس کا قتل کرنا حالت احرام میں بھی جائز ہے چنانچہ بکری، دنبہ، بھیڑ گائے اونٹ اور گھر کی پلی ہوئی بطخ کو ذبح کرنا محرم کے لئے جائز ہے۔

کبوتر کو فقہاء نے وحشی الاصل قرار دیا ہے اس لئے اس کے شکار پر جزا واجب ہوتی ہے۔ دریائی جانوروں کا شکار آیت کریمہ (اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ ،المائدہ:96)۔ کے پیش نظر محرم اور غیر محرم دونوں کے لئے حلال ہے خواہ وہ جانور کھائے جانے والے ہوں یا کھائے جانے والے نہ ہوں۔ جو جنگلی جانور کھائے جاتے ہیں ان کا شکار تو متفقہ طور پر حرام ہے، ہاں جو جانور کھائے نہیں جاتے ان کو صاحب بدائع نے دو قسمیں کی ہیں ایک قسم تو ان جانوروں کی ہے جو طبعاً ایذاء پہنچاتے ہیں اور اکثر و بیشتر ایذاء پہنچانے میں خود ابتداء کرتے ہیں، جیسے شیر، چیتا اور بھیڑیا چنانچہ ان جانوروں کو قتل کرنا محرم کے لئے جائز ہے اور ان کو قتل کرنے سے محرم پر جزاء واجب نہیں ہوتی۔

دوسری قسم ان جانوروں کی ہے جو ایذا پہنچانے میں ابتداء نہیں کرتے جیسے چرغ (شکرہ کی ایک قسم وغیرہ) ایسے جانوروں کے بارہ میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر یہ جانور محرم پر پہلے حملہ کریں تو وہ ان کو مار سکتا ہے اور اس کی وجہ سے اس پر جزاء واجب نہیں ہوگی اور اگر وہ حملہ نہ کریں تو پھر محرم کے لئے یہ مباح نہیں ہے کہ وہ ان کو مارنے میں ابتداء کرے اگر ابتداء کرے گا تو اس پر جزا واجب ہوگی۔

502- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَذْكِرُهُ كَيْفَ اَخْبَرْتَنِي

حدیث502: ابوداؤد(1849)'(1850) نسائی(2821)'(2822) ابن ماجہ(3091) احمد(830)'(15197)'(15222) ابن حبان(3968)'(3972) ابن خزیمہ(2639)'(2640) حاکم(1659)'(1748) بیہقی(9718)'(9721) ابی یعلی(433) معجم کبیر(4963)'(4964)'(4965)

عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ اُهْدِيَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَرَامٌ قَالَ قَالَ اُهْدِيَ لَهُ عُضْوٌ مِّنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهُ فَقَالَ اِنَّا لَا نَاكُلُهُ اِنَّا حُرُمٌ

✧✧ طاؤس فرماتے ہیں' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں یاد کرواتے ہوئے دریافت کیا آپ نے وہ حدیث مجھے کس طرح سنائی تھی؟ جس میں یہ ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ احرام میں تھے تو اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکار کا گوشت پیش کیا گیا تو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکار کے گوشت کا ایک عضو پیش کیا گیا جسے آپ نے قبول نہیں کیا اور ارشاد فرمایا' ہم اسے نہیں کھا سکتے (کیونکہ) ہم حالتِ احرام میں ہیں۔

503- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُحَمَّدٍ مَوْلٰى اَبِي قَتَادَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْقَاحَةِ فَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ اِذْ بَصُرْتُ بِاَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَاِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَاَسْرَجْتُ فَرَسِي وَاَخَذْتُ رُمْحِي ثُمَّ رَكِبْتُ فَسَقَطَ مِنِّي سَوْطِي فَقُلْتُ لِاَصْحَابِي وَكَانُوْا مُحْرِمِيْنَ نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَنَزَلْتُ فَتَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ فَاَدْرَكْتُ الْحِمَارَ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ وَرَاءَ اَكَمَةٍ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي فَعَقَرْتُهُ فَاَتَيْتُ بِهِ اَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَاكُلُوْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَامَنَا فَحَرَّكْتُ فَرَسِي فَاَدْرَكْتُهُ فَقَالَ هُوَ حَلَالٌ فَكُلُوْهُ

✧✧ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے اور ''قاحہ'' پہنچ گئے' ہم میں سے بعض لوگ حالتِ احرام میں تھے اور بعض حالتِ احرام میں نہیں تھے' میں نے اپنے ساتھیوں کی آواز سنی جو کسی چیز کو تلاش کر رہے تھے' میں نے غور کیا' تو وہ ایک نیل گائے تھی۔ میں نے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی' اپنا نیزہ پکڑا اور سوار ہو گیا' میرا چابک گر گیا' میں نے اپنے ساتھیوں' جو حالتِ احرام میں تھے' سے کہا مجھے یہ چابک پکڑا دو' انہوں نے جواب دیا' اللہ کی قسم! ہم اس بارے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کریں گے' میں نیچے اُترا اور چابک اُٹھا کر دوبارہ سوار ہو گیا۔ وہ نیل گائے ایک ٹیلے کے پیچھے چھپی ہوئی تھی میں اس کے پیچھے کی جانب سے اس تک پہنچا' نیزے کے ذریعے اسے زخمی کیا اور پھر اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر میں اسے لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو ان میں سے ایک نے کہا' اسے کھا لو اور ایک نے کہا' اسے نہ کھاؤ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے کچھ آگے تھے' میں گھوڑا دوڑا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (یہ مسئلہ دریافت کیا) تو آپ نے فرمایا' وہ حلال ہے اسے کھا لو۔

احناف کی مستدل حدیث کا بیان

504- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اَبِي

حدیث503: بخاری (1725)' (1726)' (2757) ابوداؤد (1852) ترمذی (847) نسائی (2816)' (2824)' (2825) ابن ماجہ (3093) مالک (778)' (781) دارمی (1826)' (1827) احمد (21301)' (22622)' (22643) ابن حبان (3975)' (5111) ابن خزیمہ (2642) بیہقی (9685)' (9689)' (9700) دارقطنی (248)

النَّضْرِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِبَعْضِ طَرِیْقِ مَکَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَّهٗ مُحْرِمِیْنَ وَهُوَ غَیْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰی حِمَارًا وَّحْشِیًّا فَاسْتَوٰی عَلٰی فَرَسِهٖ فَسَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ یُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا عَلَیْهِ فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا عَلَیْهِ فَاَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَی الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَاَکَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰی بَعْضُهُمْ فَاَدْرَکُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِیَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَکُمُوْهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

✧✧ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (سفر حج یا عمرہ) کے لیے روانہ ہوئے' مکہ کے راستے میں کسی مقام پر وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے) پیچھے رہ گئے' ان کے ساتھی حالتِ احرام میں تھے اور وہ خود حالتِ احرام میں نہیں تھے' انہوں نے ایک نیل گائے دیکھی' وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ انہیں چابک پکڑا دیں' ساتھیوں نے انکار کر دیا' انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ انہیں ان کا نیزہ پکڑا دیں۔ ساتھیوں نے اس سے بھی انکار کر دیا' انہوں نے خود ہی نیزہ پکڑا اور اس نیل گائے کا تعاقب کرتے ہوئے آخر اسے مار ڈالا (اس شکار کا) گوشت بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کھالیا اور بعض نے کھانے سے انکار کر دیا جب یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ وہ کھانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھلایا ہے۔

شرح

بخاری و مسلم ہی کی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب وہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارہ میں مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ گورخر پر حملہ آور ہوں یا تم میں سے کسی نے گورخر کی طرف اشارہ کر کے اس کے شکار پر متوجہ کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس کے گوشت میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے کھالو۔ تشریح اس حدیث کے بارہ میں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں تو بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گورخر میں سے بچا ہوا پاؤں تیار کرا کر کھایا جب کہ ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا نہیں؟ لہٰذا اس اشکال کو دور کرنے کے لئے علماء ان دونوں روایتوں میں یہ مطابقت پیدا کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خود حالت احرام میں تھے اس لئے ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا ہوگا کہ اس گورخر کے شکار میں کسی محرم کے حکم یا اس کی اعانت کو دخل رہا ہوگا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے سے انکار کر دیا ہوگا مگر جب صحیح صورت حال سامنے آگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ اس کے شکار میں کسی محرم کے حکم یا اس کی اعانت کا کوئی دخل نہیں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا۔ محرم کے لئے جس طرح یہ ممنوع ہے کہ وہ شکار کے لئے کسی کو حکم دے اسی طرح دلالت اور اشارت بھی ممنوع ہے دلالت اور اشارت میں فرق یہ ہے کہ دلالت کا تعلق زبان سے ہوتا ہے مثلاً محرم کو کسی ہاتھ کے اشارہ سے شکار کی طرف متوجہ کرے۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ دلالت کا تعلق اس شکار سے ہوتا ہے جو نظر کے سامنے نہ ہو اور اشارت کا تعلق اس شکار سے ہوتا

ہے جو نظر کے سامنے ہو۔ اس موقع پر یہ بات جان لیجئے کہ محرم کے لئے تو دلالت حدود حرم میں بھی حرام اور حدود حرم سے باہر بھی لیکن غیر محرم کے لئے حدود حرم میں تو حرام ہے اور حدود حرم سے باہر نہیں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا حلال ہے بشرطیکہ وہ شکار نہ تو خود اس نے کیا ہو اور نہ اس شکار میں اس کی دلالت اشارت اور اعانت کا قطعاً دخل ہو، چنانچہ یہ حدیث حنفیہ کے اس مسلک کی دلیل ہے اور ان حضرات کے مسلک کی تردید کرتی ہے جو محرم کو مطلق شکار کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔

505- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حِمَارِ الْوَحْشِ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِي النَّضْرِ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَّحْمِهٖ شَيْءٌ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا' کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ گوشت (باقی بچا) ہے؟

506- وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ اَبِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَدُوًّا بِغَيْقَةَ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَمَا اَنَا مَعَ اَصْحَابِهٖ يَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلَيَّ اِذْ نَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهُ فَاَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُّعِيْنُوْنِيْ فَاَكَلْنَا مِنْ لَّحْمِهٖ وَخَشِيْنَا اَنْ نُقْتَطَعَ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَفِّعُ فَرَسِيْ شَاْوًا وَّاَسِيْرُ شَاْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ اَيْنَ لَقِيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَصْحَابَكَ يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَاِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا اَنْ يُّقْتَطَعُوْا دُوْنَكَ انْتَظِرْهُمْ فَانْتَظَرَهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَدْتُ وَمَعِيْ مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ

✧✧ عبداللہ بن ابوقتادہ کہتے ہیں جس سال صلح حدیبیہ ہوئی اس سفر میں میرے والد (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب نے احرام باندھ لیا تھا اور بعض نے نہیں باندھا۔ نبی اکرم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ دشمن ''غیقہ'' کے مقام پر موجود ہے' تو آپ (چند ساتھیوں کے ہمراہ) وہاں تشریف لے گئے (جن میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شامل نہیں تھے' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے ساتھی میرے ساتھ ہنسی مذاق کر رہے تھے اس دوران میری نظر ایک نیل گائے پر پڑی' میں نے اس پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا۔ میں نے (اس کے شکار کے لیے) اپنے ساتھیوں سے مدد چاہی تو انہوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا (پھر میں نے خود ہی اس کا شکار کیا) اور ہم سب نے وہ گوشت کھا لیا پھر ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ ہم نبی اکرم ﷺ سے بچھڑ نہ جائیں اس لیے میں نبی اکرم ﷺ کی تلاش میں روانہ ہوا' کبھی اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا اور کبھی آہستہ چلاتا۔ نصف رات کے وقت میری ملاقات ''بنوغفار'' سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب سے ہوئی' میں نے

ان سے دریافت کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ سے کہاں ملاقات کی تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ''تعھن'' کے مقام پر آپ سے رخصت ہوا تھا۔ آپ کا ''سقیا'' کے مقام پر دوپہر گزارنے کا ارادہ تھا۔ (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' آپ کے اصحاب نے آپ کی خدمت میں سلام بھیجا ہے' انہیں یہ اندیشہ ہے کہ وہ آپ سے بچھڑ کر پیچھے نہ رہ جائیں اس لیے (مناسب ہوگا) کہ آپ ان کا انتظار کرلیں۔ نبی اکرم ﷺ ان کے انتظار میں ٹھہر گئے تو میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک شکار کیا تھا اور میرے پاس اس کا گوشت موجود ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے حاضرین کو حکم دیا' اسے کھالو! (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) وہ سب حضرات حالتِ احرام میں تھے۔

506- حَدَّثَنِي اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجًّا وَّخَرَجْنَا مَعَهٗ قَالَ فَصَرَفَ مِنْ اَصْحَابِهٖ فِيْهِمْ اَبُوْقَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ قَالَ فَاَخَذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قِبَلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ اِلَّا اَبَا قَتَادَةَ فَاِنَّهٗ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيْرُوْنَ اِذْ رَاَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْقَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلُوْا فَاَكَلُوْا مِنْ لَّحْمِهَا قَالَ فَقَالُوْا اَكَلْنَا لَحْمًا وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ قَالَ فَحَمَلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِ الْاَتَانِ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَحْرَمْنَا وَكَانَ اَبُوْقَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَاَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْقَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلْنَا فَاَكَلْنَا مِنْ لَّحْمِهَا فَقُلْنَا نَاْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِهَا فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَوْ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ قَالَ قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِهَا

✧✧ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ حج کے ارادے کے تحت روانہ ہوئے' آپ کے ہمراہ ہم بھی روانہ ہوئے' آپ نے بعض اصحاب کو سمندر کے ساحلی علاقے کی طرف جانے کی ہدایت کی جن میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہ حضرات ساحلی علاقے میں سفر کرتے ہوئے جب نبی اکرم ﷺ (کے قافلے) کی طرف جانے لگے تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب حضرات نے احرام باندھ لیا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں باندھا' سفر کے دوران انہیں کچھ نیل گائے دکھائی دیں۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک کی کونچیں کاٹ دیں' سب لوگوں نے اس کا گوشت کھالیا۔ بعض نے کہا ہم نے حالتِ احرام میں (شکار کا) گوشت کھالیا ہے' ان لوگوں نے بقیہ گوشت اپنے ساتھ رکھ لیا جب یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! ہم لوگ حالتِ احرام میں تھے لیکن ابوقتادہ حالتِ احرام میں نہیں تھے' ہم نے چند نیل گائے دیکھیں۔ ابوقتادہ نے ان پر حملہ کر کے ان میں ایک کی کونچیں کاٹ دیں۔ ہم سب نے وہ گوشت کھالیا پھر ہم نے یہ سوچا' ہم نے حالتِ احرام میں شکار کا گوشت کھالیا ہے (کہیں ہم نے غلط تو نہیں کیا؟) اس لیے ہم نے بقیہ گوشت اپنے پاس رکھ لیا تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' کیا تم میں سے کسی نے ایسا کرنے کے لیے کہا تھا یا کسی شے سے اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ تو انہوں نے عرض کی' نہیں! آپ نے فرمایا' تم اس کا بقیہ گوشت بھی کھالو۔

508-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ شَيْبَانَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهُ اَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ اَشَرْتُمْ اَوْ اَعَنْتُمْ اَوْ اَصَدْتُّمْ قَالَ شُعْبَةُ لَا اَدْرِي قَالَ اَعَنْتُمْ اَوْ اَصَدْتُّمْ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' کیا تم میں سے کسی نے اس پر حملہ کرنے کے لیے کہا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ (شعبہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں) کیا تم نے اشارہ کیا تھا؟ یا مدد کی تھی؟ یا شکار کیا تھا؟ (شعبہ کہتے ہیں) مجھے یہ یاد نہیں کہ روایت کے اصل الفاظ کیا ہیں مدد کی تھی یا شکار کیا تھا۔

509- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ اَخْبَرَنِي يَحْيَى اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهُ اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ فَاَهَلُّوْا بِعُمْرَةٍ غَيْرِي قَالَ فَاصْطَدْتُّ حِمَارَ وَحْشٍ فَاَطْعَمْتُ اَصْحَابِي وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْبَاْتُهُ اَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَّحْمِهِ فَاضِلَةً فَقَالَ كُلُوْهُ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ

✧✧ عبداللہ بن ابوقتادہ بیان کرتے ہیں' ان کے والد نے انہیں بتایا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوۂ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میرے علاوہ سب نے عمرے کا احرام باندھ لیا' میں نے ایک نیل گائے شکار کی اور اس کا گوشت اپنے ساتھیوں کو کھلا دیا جو حالتِ احرام میں تھے پھر جب میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میرے پاس اس (شکار) کا گوشت موجود ہے' تو آپ نے (حاضرین سے) فرمایا' اسے کھالو!

(حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) وہ سب حضرات حالتِ احرام میں تھے۔

510-حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَاَبُوْ قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيهِ فَقَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالُوْا مَعَنَا رِجْلُهُ قَالَ فَاَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَهَا

✧✧ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' یہ سب حضرات حالتِ احرام میں تھے' جبکہ حضرت ابوقتادہ حالتِ احرام میں نہیں تھے۔ (اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ مختلف ہیں) نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟ تو انہوں نے عرض کی' ہمارے پاس اس کی ٹانگ (کا گوشت ہے)

(راوی کہتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے اسے قبول کیا اور خود بھی اسے تناول کیا۔

511-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاِسْحٰقُ عَنْ جَرِيْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ فِي نَفَرٍ مُحْرِمِيْنَ وَاَبُوْ قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَّاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ وَفِيهِ هَلْ اَشَارَ اِلَيْهِ اِنْسَانٌ مِّنْكُمْ اَوْ اَمَرَهُ بِشَيْءٍ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَكُلُوْا

✧✧ عبداللہ بن ابوقتادہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بعض ایسے حضرات کے ساتھ (سفر کر رہے) تھے جو حالتِ احرام میں تھے' جبکہ ابوقتادہ حالتِ احرام میں نہیں تھے (اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے تاہم اس کے آخر میں یہ الفاظ مختلف ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا' کیا تم میں سے کسی نے اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ یا اس کے بارے میں کوئی ہدایت کی تھی؟ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی' نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسے کھالو!

512 - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَاُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَّطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ اَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَفَّقَ مَنْ اَكَلَهُ وَقَالَ اَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ معاذ بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ہم حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' ہم سب حالتِ احرام میں تھے' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے تحفہ کے طور پر ایک پرندے (کا گوشت) آیا' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت سو رہے تھے' ہم میں سے بعض نے وہ گوشت کھالیا اور بعض نے اس سے گریز کیا۔ بیدار ہونے کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی تائید کی جن لوگوں نے گوشت کھایا تھا اور یہ بتایا کہ ہم نے بھی (ایک مرتبہ حالتِ احرام میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (شکار کا) گوشت کھایا تھا۔

بَاب: 8 مَا يَنْدُبُ لِلْمُحْرِمِ وَغَيْرِهٖ قَتْلَهُ مِنَ الدَّوَابِّ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ

محرم اور غیر محرم شخص کے لیے حل (غیر حرم) اور حرم میں کون سے جانوروں کو مارنا جائز ہے؟

513 - حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيدٍ الْاَيْلِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ مِقْسَمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَرْبَعٌ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحِدَاَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ قَالَ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ اَفَرَاَيْتَ الْحَيَّةَ قَالَ تُقْتَلُ بِصُغْرٍ لَّهَا

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: چار جانور فاسق ہیں' انہیں حل (غیر حرم) اور حرم میں مارا جاسکتا ہے۔ چیل' کوا' چوہا' کاٹنے والا کتا (راوی کہتے ہیں) میں نے (اپنے استاد) قاسم سے دریافت کیا' سانپ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا' اسے اس کے زہر کی وجہ سے مارا جائے گا۔

حدیث512: نسائی (2817) دارمی (1829) احمد (1383)' (1392) ابن حبان (3972)' (3973)' (5256) ابن خزیمہ (2638) بیہقی (9691) ابی یعلی (635)' (658)

حدیث513: بخاری (1731)' (1732)' (3136) ابوداؤد (1846)' (1847)' (1848) ترمذی (837)' (838) نسائی (2828)' (2829)' (2830) ابن ماجہ (3087)' (3088)' (3089) مالک (789)' (790)' (791) دارمی (1816)' (1817) احمد (2330)' (4543)' (4851) ابن حبان (3961)' (3962)' (5632) ابن خزیمہ (2665)' (2666)' (2669) بیہقی (9811)' (9812)' (9813) ابی یعلی (2428)' (2693)' (4503) معجم کبیر (479)' (10959)' (333) دارقطنی (66)

514- وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحُدَيَّا

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' پانچ جانور فاسق ہیں' انہیں حل (غیرحرم) میں مارا جائے گا' سانپ' کوا' چوہا' کاٹنے والا کتا اور چیل

515- وَحَدَّثَنَا اَبُوالرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَّهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: پانچ جانور فاسق ہیں' انہیں حرم میں بھی مار دیا جائے گا۔ بچھو' چوہا' چیل' کوا اور کاٹنے والا کتا

516- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُوْكُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

517- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' پانچ جانور فاسق ہیں' انہیں حرم میں بھی مار دیا جائے گا۔ چوہا' بچھو' چیل' کوا اور کاٹنے والا کتا

518- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ خَمْسِ فَوَاسِقَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ

✧✧ ابن شہاب زہری روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حل (غیرحرم) اور حرم میں پانچ فاسق جانوروں کو مار دینے کا حکم دیا ہے (ان جانوروں کی تفصیل) سابقہ روایت کے مطابق ہے۔

519- وَحَدَّثَنِي اَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: پانچ جانور فاسق ہیں' انہیں حرم میں بھی مار دیا جائے گا۔ کوا' چیل' کاٹنے والا کتا' بچھو اور چوہا

520 - وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ اَبِىْ عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ لاَ جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِى الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَقَالَ ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ فِىْ رِوَايَتِهٖ فِى الْحُرُمِ وَالْاِحْرَامِ

✧✧ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ پانچ جانوروں کو حرم یا حالتِ احرام میں ماردینے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ چوہا' بچھو' کوا' چیل اور کاٹنے والا کتا۔

521 - حَدَّثَنِىْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِىْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ لاَ حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

✧✧ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: پانچ جانور فاسق ہیں' انہیں ماردینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بچھو' کوا' چیل' چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

522 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ اَخْبَرَتْنِىْ اِحْدٰى نِسْوَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَمَرَ اَوْ اُمِرَ اَنْ يَّقْتُلَ الْفَارَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَاةَ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ وَالْغُرَابَ

✧✧ زید بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا' آدمی حالتِ احرام میں کون سے جانوروں کو مارسکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے یہ حکم دیا' یا شاید یہ فرمایا' آپ کو یہ حکم دیا گیا کہ (حالتِ احرام میں) چوہے' بچھو' چیل' کاٹنے والے کتے اور کوے کو ماردیا جائے۔

523 - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ مَا يَقْتُلُ الرَّجُلُ مِنَ الدَّوَابِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ حَدَّثَتْنِىْ اِحْدٰى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ وَالْفَارَةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابِ وَالْحَيَّةِ قَالَ وَفِى الصَّلٰوةِ اَيْضًا

✧✧ زید بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ انسان حالتِ احرام میں کون سے جانوروں کو مارسکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ نے مجھے یہ بتایا ہے کہ آپ نے کاٹنے والے کتے' چوہے' بچھو' چیل' کوے اور سانپ کو ماردینے کا حکم دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) ارشاد فرمایا ہے' نماز میں بھی انہیں مارا جاسکتا ہے۔

524 - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِىْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں مار دینے سے حالتِ احرام والے شخص کو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ کوا' بچھو' چیل' چوہا' کاٹنے والا کتا

525- وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَاذَا سَمِعْتَ ابْنَ عُمَرَ يُحِلُّ لِلْحَرَامِ قَتْلَهُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ لِيْ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِيْ قَتْلِهِنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

✧✧ حضرت عبداللہ (بن عمر رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں مار دینے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ کوا' چیل' بچھو' چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

526-وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ يَّعْنِي ابْنَ حَازِمٍ جَمِيْعًا عَنْ نَّافِعٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ جَمِيْعًا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَّابْنِ جُرَيْجٍ وَّلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا ابْنُ جُرَيْجٍ وَّحْدَهٗ وَقَدْ تَابَعَ ابْنَ جُرَيْجٍ عَلٰى ذٰلِكَ ابْنُ اِسْحٰقَ

✧✧ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

527-وَحَدَّثَنِيْهِ فَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ نَّافِعٍ وَّعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ فِيْ قَتْلِ مَا قُتِلَ مِنْهُنَّ فِي الْحَرَمِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهٖ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پانچ (جانوروں کو) مار دینے میں کوئی حرج نہیں (اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے)۔

528- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا و قَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مَّنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ حَرَامٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيْهِنَّ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى بْنِ يَحْيٰى

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں حالتِ احرام میں مار دینے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ بچھو' چوہا' کاٹنے والا کتا' کوا اور چیل۔

حدیث 529: بخاری (1720)' (1722)' (3727) ابوداؤد (1856)' (1857)' (1858) ترمذی (914)' (953)' (2974) احمد (12505)' (13532)' (18126) ابن حبان (3978)' (3979)' (3980) ابن خزیمہ (2676)' (2678)' (2677) بیہقی (7507)' (8486)' (8875) معجم کبیر (209)' (213)' (215) دارقطنی (279)' (280)' (281)

شرح

اس کتے کو مارنا حرام ہے جس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے، اسی طرح اس کتے کو بھی مارنا حرام ہے جس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا ہو تو اس سے کوئی ضرر ونقصان بھی نہ پہنچتا ہو۔ مذکورہ بالا دونوں حدیث میں جن جانوروں کا ذکر کیا گیا ہے مارنے کی اجازت صرف انہیں پر منحصر نہیں بلکہ یہی حکم ان تمام جانروں کا بھی ہے جن سے ایذاء پہنچتی ہو جیسے چیونٹی، پسو، چچڑی اور کھٹمل وغیرہ۔ ہاں اگر جوئیں ماری جائیں گی تو پھر حسب استطاعت وتوفیق صدقہ دینا واجب ہوگا۔

بَاب: 9 جَوَازِ حَلْقِ الرَّأْسِ لِلْمُحْرِمِ اِذَا كَانَ بِهٖ اَذًى وَوُجُوْبِ الْفِدْيَةِ لِحَلْقِهٖ وَبَيَانِ قَدْرِهَا

اگر حالتِ احرام والے شخص کو (سر یا بالوں میں) کوئی تکلیف ہو تو اس کے لیے سر منڈوانا جائز ہے لیکن اس کا فدیہ دینا واجب ہے اس فدیہ کی مقدار کا بیان

529- وَحَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَاَنَا اُوْقِدُ تَحْتَ قَالَ الْقَوَارِيْرِيُّ قِدْرٍ لِيْ و قَالَ اَبُو الرَّبِيْعِ بُرْمَةٍ لِيْ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَاْسِكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ اَوِ انْسُكْ نَسِيْكَةً قَالَ اَيُّوْبُ فَلَا اَدْرِيْ بِاَيِّ ذٰلِكَ بَدَاَ

✧✧ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حدیبیہ (کے سفر) کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے پتیلی کے نیچے آگ جلائی ہوئی تھی جبکہ جوئیں میرے چہرے پر آ گئیں تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا یہ تمہیں تنگ کر رہی ہیں؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم اپنا سر منڈوا لو اور (اس کے فدیئے کے طور پر) تین روزے رکھ لینا یا چھ غریبوں کو کھانا کھلا دینا یا ایک قربانی کر لینا۔

530- حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

531- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِيَّ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ) قَالَ فَاَتَيْتُهٗ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَاَظُنُّهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَمَرَنِيْ بِفِدْيَةٍ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ مَّا تَيَسَّرَ

✧✧ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے:

''تم میں سے جو مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو اس کا فدیہ روزہ رکھنا ہوگا یا صدقہ کرنا ہوگا یا قربانی دینا ہوگا۔''

میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا' پاس آ جاؤ' میں اور قریب ہوا تو آپ نے فرمایا' پاس آ جاؤ' میں اور قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تمہیں جوئیں تکلیف دے رہی ہیں؟ (راوی کہتے ہیں) انہوں نے جواب دیا' ہاں! تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا' روزہ رکھنے' صدقہ کرنے یا قربانی کرنے میں سے جو (تمہارے لیے) آسان ہو' وہ فدیہ (ادا کردو)

532- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ لَيْلٰى حَدَّثَنِىْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلَيْهِ وَرَاْسُهٗ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ اَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاْسَكَ قَالَ فَفِىَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ) فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ اَوِ انْسُكْ مَا تَيَسَّرَ

✧✧ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ان کے پاس آئے' ان کے سر سے جوئیں گر رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' کیا تمہیں جوئیں تنگ کر رہی ہیں؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا' تم (ابھی) اپنا سر منڈوا لو۔ (حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) قرآن کی یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے:

''تم میں سے جو مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو اس کا فدیہ روزہ رکھنا ہوگا یا صدقہ کرنا ہوگا یا قربانی دینا ہوگی۔''

تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے ہدایت کی' تمہارے لیے جو آسان ہو (ان تینوں میں سے وہ فدیہ ادا کردو)

تین روزے رکھ لو چھ مسکینوں کو (کھانے کے سامان کا) ٹوکرا صدقہ کردو یا قربانی کردو۔

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر ائمہ لغت کی تصریحات

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ائمہ لغت میں سے ابن قتیبہ ابوعبیدہ اور کسائی نے یہ کہا ہے کہ سفر میں مرض کا لاحق ہونا احصار ہے اسی سلسلہ میں مشہور امام لغت فراء لکھتے ہیں:

جو شخص سفر میں خوف یا مرض کے لاحق ہونے کی وجہ سے حج یا عمرہ کو پورا نہ کر سکے اس کے لیے عرب احصار کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (معانی القرآن ج ۱ ص ۱۱۷ مطبوعہ بیروت)

علامہ حماد جوہری لکھتے ہیں: ابن السکیت نے کہا: جب کسی شخص کو مرض سفر سے روک دے تو کہتے ہیں حصرہ المرض اخفش نے کہا: جب کسی شخص کو مرض روک دے تو کہتے ہیں: احصرنی مرضی۔ (الصحاح ج ۲ ص ۶۳۲ مطبوعہ دار العلم بیروت ۱۴۰۴ھ)

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر احادیث سے استدلال

احادیث میں تصریح ہے کہ جب کوئی شخص مرض لاحق ہونے کی وجہ سے حج یا عمرہ کا سفر جاری نہ رکھ سکے تو اگلے سال اس کی قضاء کرے۔ امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت حجاج بن عمرو انصاری کہتے ہیں کہ جس شخص کی ہڈی ٹوٹ گئی یا ٹانگ ٹوٹ گئی تو وہ حلال ہو گیا اور اس پر اگلے سال حج ہے ایک اور سند سے روایت ہے: یا وہ بیمار ہو گیا۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے۔ (امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۵۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابن ماجہ۔ ۲ (امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۲۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔

۳ (امام ابوبکر احمد بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ المصنف ج ا۔ ۴ ص ۱۳۹۔ ۱۳۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام بخاری لکھتے ہیں: عطاء نے کہا: ہر وہ چیز جو حج کرنے سے روک دے وہ احصار ہے۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہنے فرمایا: جس شخص کو کوئی عذر حج کرنے سے روک دے یا اس کے سوا اور کوئی چیز مانع ہو تو وہ حلال ہو جائے اور رجوع نہ کرے اور جس وقت وہ محصر ہو تو اگر اس کے پاس قربانی ہو اور وہ اس کو حرم میں بھیجنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہی ذبح کردے اور اگر وہ اس کو حرم میں بھیجنے کی استطاعت رکھتا ہو تو جب تک وہ قربانی حرم میں ذبح نہیں ہوگی وہ حلال نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۲۴۴۔ ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث میں عذر کے لفظ سے استدلال ہے جو عام ہے اور دشمن کے منع کرنے اور بیمار پڑنے دونوں کو شامل ہے۔

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر آثار صحابہ سے استدلال

امام ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: جس شخص نے حج کا احرام باندھا پھر وہ بیمار ہوگیا یا کوئی اور رکاوٹ پیش آ گئی تو وہ وہاں ٹھہرا رہے حتی کہ ایام حج گزر جائیں پھر عمرہ عمرہ کرکے لوٹ آئے اور اگلے سال حج کرے۔ (المصنف ج ا۔ ۴ ص ۱۴۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

عبدالرحمان بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرہ کرنے گئے جب ہم ذات السقوف میں پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کو (سانپ یا) بچھو نے ڈس لیا ہم راستہ میں بیٹھ گئے تاکہ اس کا شرعی حکم معلوم کریں ناگاہ ایک قافلہ میں حضرت ابن مسعود آ پہنچے ہم نے بتایا کہ ہمارا ساتھی ڈسا گیا ہے حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اس کی طرف سے ایک قربانی حرم میں بھیجو اور ایک دن مقرر کرلو جب وہ ھدی حرم میں ذبح کردی جائے تو یہ حلال ہو جائے گا۔ (المصنف ج ا۔ ۴ ص ۱۴۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر اقوال تابعین سے استدلال

امام ابن جریر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: مجاہد بیان کرتے ہیں: جس شخص کو حج یا عمرہ کے سفر میں کوئی رکاوٹ در پیش ہو خواہ مرض ہو یا دشمن وہ احصار ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت ۱۴۰۹ھ)

عطاء نے کہا: ہر وہ چیز جو سفر سے روک دے وہ احصار ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت ۱۴۰۹ھ)

قتادہ نے کہا: جب کوئی شخص مرض یا دشمن کی وجہ سے سفر جاری نہ رکھ سکے تو وہ حرم میں ایک قربانی بھیج دے اور جب وہ قربانی ذبح ہو جائے گی تو وہ حلال ہو جائے گا۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت ۱۴۰۹ھ)

ابراہیم نخعی نے کہا: مرض ہو یا ہڈی ٹوٹ جائے یا دشمن نہ جانے دے یہ سب احصار ہیں۔

(جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت ۱۴۰۹ھ)

امام ابوحنیفہ حنیفہ کے مؤقف کی ہمہ گیری اور معقولیت

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارشاد آثار صحابہ اور اقوال تابعین ائمہ لغت کی تصریحات ان سب سے امام ابوحنیفہ کا مسلک ثابت ہے کہ احصار دشمن کے روکنے اور مرض کے خارج ہونے دونوں کو شامل ہے اور اس میں یسر اور سہولت ہے اسلام ہر مسئلہ کا حکم پیش کرتا ہے ائمہ ثلاثہ کے مؤقف پر یہ اشکال ہوگا کہ جو شخص حج یا عمرہ کے سفر میں کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جس کی وجہ سے وہ اپنا سفر جاری نہ رکھ سکے تو اس کے لیے اسلام میں کیا حل ہے؟ ہر چند کہ اب ہوئی جہاز کے ذریعہ بیشتر حجاج کرام حج اور عمرہ کا سفر کرتے ہیں لیکن پھر بھی بہت سے علاقوں سے لوگ سڑک کے ذریعہ سفر کرتے ہیں۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ۶ ہجری میں اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ سے سے مکہ مکرمہ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تھے جب آپ مقام حدیبیہ پر پہنچے تو کفار نے آپ کو مکہ جانے سے روک دیا۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر کے دو بیٹے سالم اور عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں حجاج نے حضرت ابن الزبیر پر مکہ میں حملہ کیا ہوا تھا ان دنوں میں حضرت ابن عمر نے حج کا ارادہ کیا ان کے بیٹوں نے منع کیا کہ اس سال آپ حج نہ کریں ہمیں خدشہ ہے کہ آپ کو بیت اللہ جانے سے روک دیا جائے گا حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ تھے آپ مکے اور بیت اللہ کے درمیان کفار حائل ہو گئے تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی قربانی کی اونٹنی کو نحر کیا اور اپنا سر مونڈ لیا اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ لازم کر لیا ہے میں ان شاء اللہ روانہ ہوں گا اگر کوئی رکاوٹ نہ ہوئی تو میں عمرہ کروں گا اور اگر کوئی رکاوٹ پیش آئی تو میں طرح کروں گا جس طرح نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کیا تھا پھر انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا پھر کچھ دور چل کر کہا: احصار میں عمرہ اور حج دونوں برابر ہیں میں عمرہ کے ساتھ حج کی نیت کرتا ہوں پھر یوم نحر کو قربانی کر کے وہ حلال ہو گئے۔ (صحیح بخاری ج ۱ص ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ہر چند کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ جو احصار پیش آیا تھا وہ دشمن کی وجہ سے تھا لیکن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مرض کی وجہ سے رکاوٹ کو بھی یہ حل بیان فرمایا ہے اس لیے دلائل شرعیہ کی قوت یسر ہمہ گیری اور معقولیت کے اعتبار سے ائمہ ثلاثہ کے مؤقف کی بہ نسبت امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کا مسلک راجح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سو اگر تم کو (حج یا عمرہ سے) روک دیا جائے تو جو قربانی تم کو آسانی سے حاصل ہو وہ بھیج دو اور جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے اس وقت تک اپنے سروں کو نہ منڈ واؤ۔ (البقرہ: ۱۹۶)

محصر کے لیے قربانی کی جگہ کے تعین میں امام ابوحنیفہ کا مسلک

امام ابوحنیفہ کے جو شخص راستہ میں مرض یا دشمن کی وجہ سے رک جائے وہ کسی اور شخص کے ہاتھ قربانی (اونٹ گائے یا بکری) یا اس کی قیمت بھی دے اور ایک دن مقرر کر لے کہ فلاں دن اس قربانی کو حرم میں ذبح کیا جائے گا اور اس دن وہ اپنا احرام کھول دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس وقت تک سر نہ منڈ واؤ جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے اور قربانی کی جگہ حرم ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جس جگہ کسی شخص کو رک جانا پڑے وہی قربانی کر کے احرام کھولے کیونکہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حدیبیہ میں

رک جانا پڑا تھا اور آپ نے حدیبیہ میں ہی قربانی کی اور امام بخاری نے لکھا ہے کہ حدیبیہ حرم سے خارج ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ بدرالدین عینی اس دلیل کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کا بعض حصہ حرم سے خارج ہے اور بعض حصہ حرم میں اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حدیبیہ کے جس حصہ میں رکے تھے وہ حرم میں تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے ابو عمیس سے روایت کیا ہے کہ عطاء نے کہا ہے کہ حدیبیہ کے دن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قیام حرم میں تھا۔

(عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۱۴۹ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ)

علامہ ابوحیان اندلسی لکھتے ہیں: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جس جگہ روک دیا گیا تھا آپ نے وہیں قربانی کی تھی وہ جگہ حدیبیہ کی ایک طرف تھی جس کا نام الربی ہے اور یہ اسفل مکہ میں ہے اور وہ حرم ہے زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے اونٹ کو حرم میں نحر کیا تھا واقدی نے کہا: حدیبیہ مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر طرف حرم میں ہے۔

(البحر المحیط ج ۲ ص ۲۵۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حتی کہ قربانی اپنے محل میں پہنچ جائے۔ (البقرہ: ۱۹۶)

محصر کے لیے قربانی کی جگہ کے تعین میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: محل کے متعلق دو قول ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد حرم ہے حضرت ابن مسعود حسن بصری عطاء طاؤس مجاہد ابن سیرین ثوری اور امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ جگہ ہے جد جگہ محرم کو رکاوٹ پیش آئی وہ اس جگہ قربانی کا جانور ذبح کر کے احرام کھول دے امام مالک امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے۔

(زاد المسیر ج ۱ ص ۲۰۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ماوردی شافعی۔ ۱ (علامہ ابوالحسن علی بن حبیب شافعی ماوردی بصری متوفی ۴۵۰ھ النکت والعیون ج ۱ ص ۲۵۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور علامہ ابن العربی۔ ۲ (علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ) مالکی نے بھی یہی لکھا ہے۔

قوت دلائل کے اعتبار سے ابوحنیفہ کا مسلک راجح ہے اور یسر اور سہولت کے اعتبار سے ائمہ ثلاثہ کا مسلک راجح ہے کیونکہ بیمار یا دشمن میں گھرے ہوئے آدمی کے لیے اس وقت تک انتظار کرنا جب تک قربانی حرم میں ذبح ہو بہت مشکل اور دشوار ہوگا اس کے برعکس موضع احصار میں قربانی کر کے احرام کھول دینے میں اس کے لیے بہت آسانی ہے جب کہ اس طریقہ کو محصر کی آسانی ہی کے لیے مشروع کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو تو وہ اس کے بدلہ میں روزے رکھے یا کچھ صدقہ دے یا قربانی کرے۔ (البقرہ: ۱۹۶)

ضرورت کی وجہ سے منیٰ میں پہنچنے سے پہلے سر منڈانے کی رخصت

امام بخاری روایت کرتے ہیں: عبداللہ بن معقل بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت کعب بن عجرہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس مسجد

کوفہ میں بیٹھا ہوا تھا میں نے ان سے روزہ کے فدیہ کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا: مجھے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس لے جایا گیا درآں حالیکہ میرے منہ پر جوئیں ٹپک رہی تھیں آپ نے فرمایا: میں تم پر کیسی مصیبت دیکھ رہا ہوں کیا تمہارے پاس (قربانی کیلیے) ایک بکری نہیں ہے؟ میں نے کہا: نہیں آپ نے فرمایا: تین دن کے روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ ہر مسکین کو نصف صاع (دوکلوگرام) طعام (گندم) دو اور اپنا سر منڈا دو یہ آیت خاص میرے متعلق نازل ہوئی ہے لیکن تمہارے لیے بھی عام ہے۔ (صحیح بخاری ج۲ص۶۴۲مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)۔

ملاجیون حنفی لکھتے ہیں: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص مریض ہو اور اس کو فوراً سر منڈانے کی حاجت ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو مثلاً کوئی زخم ہو یا جوئیں ہوں تو پھر اس کے لیے منی پہنچنے اور قربانی کرنے تک سر منڈانے کو موقوف کرنا ضروری نہیں ہے البتہ سر منڈانے کے بعد اس پر فدیہ دینا واجب ہوگا قربانی کرے تین دین کے روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے قربانی کو حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے اور روزہ رکھنا یا مسکینوں کو کھانا کھلانا حرم میں ضروری نہیں ہے۔

(تفسیرات احمدیہ ص۸۸ مطبوعہ مطبع کریمی بمبئی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سو جب تم حالت امن میں ہو تو جو شخص حج کے ساتھ عمرہ ملائے تو وہ ایک قربانی کرے جس کو وہ آسانی کے ساتھ کر سکے اور جو قربانی نہ کر سکے وہ تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات روزے جب تم لوٹ آؤ یہ کامل دس (روزے) ہیں یہ (حج تمتع کا) حکم اس شخص کے لیے جس کے اہل وعیال مسجد حرام (مکہ مکرمہ) کے رہنے والے نہ ہوں۔ (البقرہ:۱۹۶)

حج تمتع کا بیان

اس آیت کی ایک تفسیر تو یہ ہے کہ اس آیت میں زمانہ امن میں حج تمتع کا بیان فرمایا ہے دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے مسلمانو! اگر تم سفر حج میں روک دیئے جاؤ تو تم کو جو قربانی سہولت سے حاصل ہو وہ قربانی کر کے احرام کھول دو اور جب تم سے دشمن کا خوف جاتا رہے یا مرض دور ہو جائے اور تم حج کے ساتھ عمرہ ملاؤ تو ایک قربانی کرو جس کو آسانی کے ساتھ کر سکو۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عہد میں تمتع کیا اور قرآن (اس کے موافق) نازل ہو چکا تھا پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا۔

(صحیح بخاری ج۱ص۲۱۳مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس قول میں حضرت عمر اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی طرف تعریض ہے جو تمتع کرنے سے تنزیہاً منع کرتے تھے اکابر علماء صحابہ نے ان کی مخالفت کی اور اس کا انکار کیا اور حق ان ہی کے ساتھ ہے۔

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے حج تمتع کے متعلق سوال کیا گیا انہوں نے فرمایا: مہاجرین اور انصار اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج اور ہم نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جن لوگوں نے قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈال دیا ہے۔ا (کیونکہ قربانی کے گلے میں ہار ڈالنے سے حج کی نیت ہوگئی اور جنہوں نے ہار نہیں ڈالا تھا ان کی نیت نہیں ہوئی تھی ان کو آپ نے عمرہ کرنے کی نیت کا حکم دیا) ان کے سوا باقی لوگ حج کے احرام میں عمرہ کی نیت کر لیں سو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا صفا اور مروہ میں سعی کی اور (احرام کھول کر) اپنی اپنی ازواج سے

مقاربت کی اور سلے ہوئے کپڑے پہن لیے اور جن لوگوں نے اپنی قربانی کے جانوروں میں قلادہ (ہار) ڈال دیا تھا وہ (عمرہ کرنے کے بعد بھی) بہ دستور اپنے احرام پر برقرار رہے کیونکہ جب تک ان کی قربانی اپنی جگہ پر ذبح نہ ہو جاتی وہ احرام نہیں کھول سکتے تھے پھر آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آٹھ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ لیں سو جب ہم عرفات اور مزدلفہ کے وقوف سے فارغ ہو گئے تو ہم نے بیت اللہ میں آ کر طواف (زیارت) کیا اور صفا اور مروہ میں سعی کی تو ہمارا حج مکمل ہو گیا اور ہم پر ایک قربانی لازم تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) فما استیسر من الھدی ۔ (البقرہ:۱۹۶) اور ایک بکری کی قربانی کافی ہے سو ان لوگوں نے ایک سال میں حج اور عمرہ کی دو عبادتیں جمع کر لیں اس حکم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے اور یہ اس کے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت ہے اور اس تمتع کو مکہ والوں کے سوا باقی تمام مسلمانوں کے لیے مشروع فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ذلك لمن لم يكن اهله حاضری المسجدالحرام ۔ (البقرہ:۱۹۶) اور حج کے جن مہینوں کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے وہ شوال ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہیں سو جو شخص ان مہینوں میں تمتع کرے اس پر قربانی لازم ہے یا روزے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۴ ـ ۲۱۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو حج کیا وہ حج قران تھا اور یہی سب سے افضل حج ہے۔

533- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيحٍ وَّاَيُّوْبَ وَحُمَيْدٍ وَّعَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّهُوَ يُوْقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَّالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ اَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هٰذِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاْسَكَ وَاَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ اَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ ابْنُ اَبِىْ نَجِيحٍ اَوِ اذْبَحْ شَاةً

✧✧ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مکہ میں داخل ہونے سے پہلے حدیبیہ کے مقام پر نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے' وہ اس وقت حالتِ احرام میں تھے تو انہوں نے پتیلی کے نیچے آگ جلائی ہوئی تھی۔ ان کے چہرے پر جوئیں رینگ رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' کیا تمہیں یہ جوئیں تکلیف دے رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا' تم اپنا سر منڈوا دو اور چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو یا تین دن کے روزے رکھ لو یا قربانی کر لو۔ (ایک روایت میں ہے) بکری ذبح کر لو۔

534- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ لَهٗ اٰذَاكَ هَوَامُّ رَاْسِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلِقْ رَاْسَكَ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسُكًا اَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ ثَلَاثَةَ آصُعٍ مِّنْ تَمْرٍ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ

✧✧ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حدیبیہ کے زمانے میں نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور

دریافت کیا' کیا تمہیں جوئیں تنگ کررہی ہیں؟ انہوں نے عرض کی' جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی' اپنا سر منڈوا کے (فدیئے کے طور پر) ایک بکری ذبح کردو یا تین دن روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو تین صاع کھجوریں کھلا دو۔

535- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ اِلٰى كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَاَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ) فَقَالَ كَعْبٌ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَزَلَتْ فِيَّ كَانَ بِيْ اَذًى مِّنْ رَّاْسِيْ فَحُمِلْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ مِنْكَ مَا اَرٰى اَتَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ) قَالَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اَوْ اِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ نِصْفَ صَاعٍ طَعَامًا لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَّهِيَ لَكُمْ عَامَّةً

✧✧ عبداللہ بن معقل کہتے ہیں' میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ (بن عجرہ) کے پاس بیٹھ گیا' وہ اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے' میں نے ان سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

''تو اس کا فدیہ روزہ رکھنا ہوگا یا صدقہ کرنا ہوگا یا قربانی دینا ہوگا۔''

تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی تھی' مجھے سر میں (جوؤں کی) تکلیف تھی' مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے جایا گیا اس وقت میرے چہرے پر جوئیں رینگ رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جس تکلیف کا شکار ہو' میرا خیال ہے کہ (فدیہ کے طور پر قربان کرنے کے لیے) تمہارے پاس بکری نہیں ہوگی۔ میں نے عرض کی' نہیں ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

''تو اس کا فدیہ روزہ رکھنا ہوگا یا صدقہ کرنا ہوگا یا قربانی دینا ہوگا۔''

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' تین دن روزے رکھنا' چھ مسکینوں کو اتنا کھانا کھلانا کہ ہر مسکین کو نصف صاع ملے۔ (یہ فدیہ ہے) حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن معقل سے کہا' یہ آیت بطورِ خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی لیکن اس کا حکم عام ہے اور تمہارے لیے بھی ہے۔

536- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَصْبَهَانِيِّ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَعْقِلٍ حَدَّثَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَقَمِلَ رَاْسُهُ وَلِحْيَتُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَ رَاْسَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ هَلْ عِنْدَكَ نُسُكٌ قَالَ مَا اَقْدِرُ عَلَيْهِ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّصُوْمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ يُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنَيْنِ صَاعٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ خَاصَّةً (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ) ثُمَّ كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً

✧✧ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ حالتِ احرام میں (عمرہ ادا کرنے کے لیے) نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ان کے سر اور داڑھی کے بالوں میں جوئیں پڑ گئیں اس کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ نے انہیں بُلوایا اور

پھر حجام کو بُلوا کر ان کا سر منڈ وا دیا پھر دریافت کیا (فدیہ کے طور پر قربان کرنے کے لیے) کیا تمہارے پاس کوئی جانور ہے؟ انہوں نے عرض کی، میں ایسا نہیں کر سکتا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی کہ وہ تین دن روزے رکھیں یا چھ مسکینوں کو اس حساب سے کھانا کھلائیں کہ ہر مسکین کو ایک صاع ملے اس وقت اللہ تعالیٰ نے بطورِ خاص ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی جس کا حکم مسلمانوں کے لیے بھی عام تھا:

''تم میں سے جو شخص مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو۔''

شرح

اگر کوئی محرم جوں مارے تو بطور صدقہ تھوڑی سی کھانے کی چیز مثلاً ایک مٹھی آٹا دے دے بشرطیکہ اس نے وہ جوں اپنے بدن سے یا سر سے یا کپڑے سے نکال کر ماری ہو، اور اگر زمین سے پکڑ کر مارے تو کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔

اور اگر اس نے اپنے کپڑے دھوپ میں اس نیت سے ڈال دیئے کہ اس میں موجود جوئیں مرجائیں اور پھر بہت ساری جوئیں مرجائیں تو اس پر نصف صاع گیہوں کا صدقہ واجب ہوگا۔ ہاں اگر کپڑے کو خشک کرنے کی نیت سے دھوپ میں ڈالے اور جوئیں مارنا اس کا مقصد نہ ہو اور پھر اس صورت میں جوئیں مرجائیں تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔ اگر محرم شکار مارے یا کسی کو شکار کی راہ بتائے یا شکار کی طرف کسی کو متوجہ کرے تو اس پر بطور جزاء اس شکار کی وہ قیمت واجب ہوگی جو دو عادل شخص تجویز کریں اور وہ قیمت اس مقام کے اعتبار سے ہو جہاں شکار مارا گیا ہے ہو یا اس کے قریب تر مقام کے اعتبار سے ہو،

اس بارہ میں محرم کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو وہ اس قیمت سے قربانی کا کوئی جانور خرید کر ذبح ہونے کے لئے حرم بھیج دے چاہے اس قیمت سے گیہوں وغیرہ خرید کر ہر فقیر کو صدقہ فطر کی ایک مقدار تقسیم کر دے اور چاہے ہر فقیر کی مقدار صدقہ کے عوض ایک ایک روزہ رکھ لے۔

آخر میں یہ بات بھی بتا دینی ضروری ہے کہ ان تمام جنایات کے ارتکاب میں قصداً اور اضطرار علم اور لاعلمی، رغبت اور جبر سب برابر ہے یعنی محرم ممنوعات احرام میں سے جو بھی فعل کرے گا اس پر جزاء بہر صورت واجب ہوگی خواہ اس سے اس فعل کا ارتکاب قصداً ہوا ہو یا بلا قصد اس کے علم کے باوجود ہوا ہو یا اس کی لاعلمی کی وجہ سے اور اس نے وہ فعل اپنی رغبت سے کیا ہو یا کسی دوسرے کی زبردستی کی وجہ سے کیا ہو۔

قارن کے عدم ہدی کی صورت میں روزوں کے اختیار میں مذاہب اربعہ

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ چاروں اماموں کا بھی یہی مذہب ہے، حضرت عائشہ اور حضرت ابن عمر وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد صرف اونٹ اور گائے ہی ہے، غالباً ان کی دلیل حدیبیہ والا واقعہ ہوگا اس میں کسی صحابی سے بکری کا ذبح کرنا منقول نہیں، گائے اور اونٹ ہی ان بزرگوں نے قربان کیے ہیں، بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم سات سات آدمی گائے اور اونٹ میں شریک ہو جائیں،

حضرت ابن عباس سے یہ بھی منقول ہے کہ جس جانور کے ذبح کرنے کی وسعت ہو اسے ذبح کر ڈالے، اگر مالدار ہے تو

اونٹ اس سے کم حیثیت والا ہے تو گائے ورنہ پھر بکری حضرت عروہ فرماتے ہیں مہنگے سستے داموں پر موقوف ہے، جمہور کے اس قول کی کہ بکری کافی ہے کہ یہ دلیل ہے کہ قرآن نے میسر آسان ہونے کا ذکر فرمایا ہے یعنی کم سے کم وہ چیز جس پر قربانی کا اطلاق ہو سکے اور قربانی کے جانور اونٹ گائے بکریاں اور بھیڑیں ہیں جیسے حبر البحر ترجمان قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے، بخاری ومسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بکری کی قربانی کی۔ پھر فرمایا جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے تم اپنے سروں کو نہ منڈواؤ، اس کا عطف آیت (واتموا الحج) الخ پر ہے، آیت (فان احصرتم) پر نہیں امام ابن جریر سے یہاں سہو ہو گیا ہے وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے حدیبیہ والے سال جبکہ مشرکین رکاوٹ بن گئے تھے اور آپ کو حرم میں نہ جانے دیا تو حرم سے باہر ہی سب نے سر بھی منڈوائے اور قربانیاں بھی کر دیں، لیکن امن کی حالت میں جبکہ حرم میں پہنچ سکتے ہوں تو جائز نہیں جب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے اور حاجی حج وعمرے کے جملہ احکام سے فارغ نہ ہو لے اگر وہ حج وعمرے کا ایک ساتھ احرام باندھے ہوئے ہو تو ان میں سے ایک کو کرنے والے ہو تو خواہ اس نے صرف حج کا احرام باندھا ہو خواہ تمتع کی نیت کی ہو،

بخاری مسلم میں ہے کہ حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب تو احرام کھول ڈالے لیکن آپ تو احرام میں ہی ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں نے اپنا سر منڈوالیا ہے اور اپنی قربانی کے جانور کے گلے میں علامت ڈال دی ہے جب تک یہ ذبح نہ ہو جائے میں احرام نہیں اتار سکتا۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ بیمار اور سر کی تکلیف والا شخص فدیہ دے دے صحیح بخاری شریف میں ہے عبداللہ بن معقل کہتے ہیں کہ میں کوفے کی مسجد میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ مجھے لوگ اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے جوئیں میرے منہ پر چل رہی تھیں آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا تمہاری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہوگی میں خیال بھی نہیں کر سکتا کیا تمہیں اتنی طاقت نہیں کہ ایک بکری ذبح کر ڈالو میں نے کہا حضور! میں تو مفلس آدمی ہوں آپ نے فرمایا جاؤ اپنا سر منڈوا دو اور تین روزے رکھ لینا یا چھ مسکینوں کو آدھا آدھا صاع (تقریبا سوا سیر سوا چھٹانک) اناج دے دینا یہ آیت میرے بارے میں اتری ہے اور حکم کے اعتبار سے ہر ایک ایسے معذور شخص کو شامل ہے ایک اور روایت میں ہے کہ میں ہنڈیا تلے آگ سلگا رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھ کر مجھے یہ مسئلہ بتایا، ایک اور روایت میں ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ کا ہے اور میرے سر پر بڑے بڑے بال تھے جن میں بکثرت جوئیں ہو گئی تھیں، ابن مردویہ کی روایت میں ہے کہ پھر میں نے سر منڈوا دیا اور ایک بکری ذبح کر دی، ایک اور حدیث میں ہے (نسک) یعنی قربانی ایک بکری ہے اور روزے اگر رکھے تو تین رکھے اگر صدقہ دے تو ایک فرق (پیمانہ) چھ مسکینوں کے درمیان تقسیم کر دینا ہے۔

حضرت علی، محمد بن کعب، علقمہ، ابراہیم، مجاہد، عطا، سدی اور ربیع بن انس رحمہم اللہ کا بھی یہی فتویٰ ہے، ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو تینوں مسئلے بتا کر فرما دیا تھا کہ اس میں سے جس پر تم چاہو عمل کرو کافی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جہاں دو تین صورتیں لفظ "او" کے ساتھ بیان ہوئی ہوں وہاں اختیار ہوتا ہے جیسے

چاہے کر لے، حضرت مجاہد، عکرمہ، عطاء، طاؤس، حسن، حمید، اعرج، ابراہیم نخعی اور ضحاک سے بھی یہی مروی ہے۔

چاروں اماموں کا اور اکثر علماء کا بھی یہی مذہب ہے کہ اگر چاہے روزے رکھ لے اگر چاہے صدقہ کر دے اگر چاہے قربانی کر لے روزے تین ہیں صدقہ ایک فرق یعنی تین صاع یعنی آٹھ سیر میں آدھی چھٹانک کم ہے چھ مسکینوں پر تقسیم کر دے اور قربانی ایک بکری کی ہے، ان تینوں صورتوں میں سے جو چاہے کر لے، پروردگار رحمٰن ورحیم کو چونکہ یہاں رخصت دینی تھی اس لئے سب سے پہلے روزے بیان فرمائے جو سب سے آسان صورت ہے، صدقہ کا ذکر کیا پھر قربانی کا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ افضلیت پر عمل کرانا تھا اس لئے پہلے قربانی کا ذکر کیا پھر چھ مسکینوں کو کھلانے کا پھر تین روزے رکھنے کا، سبحان اللہ دونوں مقام کے اعتبار سے دونوں ترکیبیں کس قدر درست اور برمحل ہیں۔

سعید بن جبیر سے اس آیت کا مطلب پوچھا جاتا ہے تو فرماتے ہیں کہ غلہ کا حکم لگایا جائے گا اگر اس کے پاس ہے تو ایک بکری خرید لے ورنہ بکری کی قیمت درہموں سے لگائی جائے اور اس کا غلہ خریدا جائے اور صدقہ کر دیا جائے ورنہ ہر آدھے صاع کے بدلے ایک روزہ رکھے، حضرت حسن فرماتے ہیں جب محرم کے سر میں تکلیف ہو تو بال منڈوا دے اور ان تین میں سے ایک فدیہ ادا کر دے روزے دس ہیں، صدقہ دس مسکینوں کا کھانا بتلاتے ہیں لیکن یہ اقوال ٹھیک نہیں اس لئے کہ مرفوع حدیث میں آچکا ہے کہ روزے تین ہیں اور چھ مسکینوں کا کھانا ہے اور ان تینوں صورتوں میں اختیار ہے قربانی کی بکری کر دے خواہ تین روزے رکھ لے خواہ چھ فقیروں کو کھانا کھلا دے، ہاں یہ ترتیب احرام کی حالت میں شکار کرنے والے پر ہے جیسے کہ قرآن کریم کے الفاظ ہیں اور فقہاء کا اجماع ہے لیکن یہاں ترتیب ضروری نہیں اختیار ہے، طاؤس فرماتے ہیں یہ قربانی اور یہ صدقہ مکہ میں ہی کر دے لیکن روزے جہاں چاہے رکھ لے، ایک اور روایت میں ہے ابو اسماء جو ابن جعفر کے مولیٰ ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حج کو نکلے آپ کے ساتھ حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بھی تھے میں ابو جعفر کے ساتھ تھا ہم نے دیکھا کہ ایک شخص سویا ہوا ہے اور اس کی اونٹنی اس کے سرہانے بندھی ہوئی ہے میں نے اسے جگایا دیکھا تو وہ حضرت حسین تھے ابن جعفر انہیں لے کر چلے یہاں تک کہ ہم سقیا میں پہنچے وہاں بیس دن تک ہم ان کی تیمارداری میں رہے ایک مرتبہ حضرت علی نے پوچھا کیا حال ہے؟ جناب حسین نے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا آپ نے حکم دیا کہ سر منڈ والو پھر اونٹ منگوا کر ذبح کر دیا، تو اگر اس اونٹ کا نحر کرنا احرام سے حلال ہونے کے لئے تھا تو خیر اور اگر یہ فدیہ کے لئے تھا تو ظاہر ہے کہ مکہ کے باہر یہ قربانی ہوئی۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ تمتع والا شخص بھی قربانی کرے، خواہ حج وعمرے کا ایک ساتھ احرام باندھا ہو یا پہلے عمرے کا احرام باندھا ہو یا اس سے فارغ ہو کر حج کا احرام باندھ لیا ہو، اصل تمتع یہی ہے اور فقہاء کے کلام میں بھی مشہور یہی ہے۔

اور عام تمتع ان دونوں قسموں میں شامل ہے، جیسے کہ اس پر صحیح حدیثیں دلالت کرتی ہیں بعض راوی تو کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج تمتع کیا تھا بعض کہتے ہیں آپ قارن تھے اور اتنا سب کہتے ہیں کہ قربانی کے جانور آپ کے ساتھ تھے، پس آیت میں یہ حکم ہے کہ تمتع کرنے والا جس قربانی پر قادر ہو وہ کر ڈالے جس کا ادنیٰ درجہ ایک بکری کو قربان کرنا ہے گو گائے کی قربانی بھی کر سکتا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے کی قربانی کی تھی جو سب کی سب تمتع والی تھیں (ابن مردویہ) اس سے ثابت ہوا کہ تمتع بھی مشروع ہے، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمتع کی آیت بھی قرآن میں نازل ہو

چکی ہے اور ہم نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کیا پھر نہ تو قرآن میں اس کی ممانعت نازل ہوئی نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا لیکن لوگوں نے اپنی رائے سے اسے ممنوع قرار دیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد غالبًا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں حضرت امام المحدثین کی یہ بات بالکل صحیح ہے، حضرت عمر سے منقول ہے کہ وہ لوگوں کو اس سے روکتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ہم کتاب اللہ کو لیں تو اس میں بھی حج وعمرے کے پورا کرنے کا حکم موجود ہے آیت (واتموا الحج والعمرة لله) لیکن یہ یاد رہے کہ لوگ بکثرت بیت اللہ شریف کا قصد حج وعمرے کے ارادے سے کریں جیسے کہ آپ سے صراحۃً مروی ہے رضی اللہ عنہ۔ پھر فرمایا جو شخص قربانی نہ کر سکے وہ تین روزے حج میں رکھ لے اور سات روزے اس وقت رکھ لے جب حج سے لوٹے یہ پورے دس ہو جائیں گے، یعنی قربانی کی طاقت جسے نہ ہو وہ روزے رکھ لے تین تو ایام حج میں اور بقیہ بعد میں، علماء کا فرمان ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ یہ روزے عرفے سے پہلے ذی الحج کے دنوں میں رکھ لے حضرت طاؤس مجاہد وغیرہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اول شوال میں بھی یہ روزے جائز ہیں،

حضرت شعبی وغیرہ فرماتے ہیں روزوں کو اگر عرفہ کے دن کا روزہ شامل کر کے ختم کرے تو بھی اختیار ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ منقول ہے کہ اگر عرفے سے پہلے دو دنوں میں دو روزے رکھ لے اور تیسرا عرفہ کے دن ہو تو بھی جائز ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ بھی فرماتے ہیں ایک روزہ یوم الترویہ سے پہلے ایک یوم الترویہ کا اور یک عرفہ کا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی وہی ہے۔ اگر کسی شخص سے یہ تینوں روزے یا ایک دو چھوٹ گئے ہوں اور ایام تشریق یعنی بقرعید کے بعد کے تین دن آ جائیں تو حضرت عائشہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ وہ ان دنوں میں بھی یہ روزے رکھ سکتا ہے (بخاری) امام شافعی کا بھی پہلا قول یہی ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی یہی مروی ہے، حضرت عکرمہ، حسن بصری اور عروہ بن زبیر سے بھی شامل ہے۔

حضرت امام شافعی کا نیا قول یہ ہے کہ ان دنوں میں یہ روزے ناجائز ہیں، کیونکہ صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے کہ ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔ پھر سات روزے لوٹنے کے وقت اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ جب لوٹ کر اپنی قیام گاہ پہنچ جاؤ پس لوٹتے وقت راستہ میں بھی یہ سات روزے رکھ سکتا ہے۔

مجاہد اور عطا یہی کہتے ہیں، یا مراد وطن میں پہنچ جانے سے ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ یہی فرماتے ہیں اور بھی بہت سے تابعین کا یہی مذہب ہے بلکہ ابن جریر تو اس پر اجماع بتاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ، بیروت)

بَاب: 10 جَوَازِ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

محرم شخص کے لیے پچھنے لگوانا جائز ہے

537- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا و قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ وَّعَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ احرام میں پچھنے لگوائے تھے۔

538- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّسَطَ رَاْسِهٖ

✧✧ حضرت ابن بحینہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے راستے میں حالتِ احرام میں سر کے درمیان میں پچھنے لگوائے۔

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سر کے بیچوں بیچ پچھنے لگوائے تو سر مبارک کے بال کچھ نہ کچھ ضرور ٹوٹے ہوں گے لہٰذا یہ حدیث ضرورت پر محمول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر وضرورت کی بناء پر سر میں پچھنے لگوائے تھے، چنانچہ اگر محرم کسی ایسی جگہ پچھنے لگوائے جہاں بال ہوں تو اس پر فدیہ واجب نہیں ہوتا۔

اگر کوئی محرم سر کے بال چوتھائی حصہ سے کم منڈوائے یا پچھنے وغیرہ کی وجہ سے اس کے سر کے چوتھائی حصہ سے کم بال ٹوٹ جائیں تو اس پر صدقہ واجب ہوگا یعنی وہ بطور جزاء یا تو کسی بھوکے کے پیٹ بھر کھانا کھلا دے یا اسے نصف صاع گیہوں دے دے۔

اگر کوئی محرم بلا عذر چوتھائی سر سے زیادہ منڈوا دے یا بلا عذر پچھنے لگوالے اور اس کی وجہ سے چوتھائی سر سے زیادہ بال ٹوٹ جائیں تو اس پر دم واجب ہوگا یعنی وہ بطور جزاء ایک بکری یا اس کی مانند کوئی جانور ذبح کرے اور اگر کوئی کسی عذر کی بناء پر چوتھائی سر سے زیادہ منڈوائے یا کسی عذر کی وجہ سے پچھنے لگوائے اور اس کی وجہ سے چوتھائی سر سے زائد بال ٹوٹ جائیں تو اسے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا اختیار ہوگا کہ چاہے تو وہ ایک بکری ذبح کرے، چاہے نصف صاع فی مسکین کے حساب سے چھ مسکینوں کو تین صاع گیہوں دے اور چاہے تین روزے رکھے خواہ تین روزے مسلسل رکھ لے یا متفرق طور پر۔

اگر کوئی محرم پچھنے لگوانے کی وجہ سے محاجم یعنی "پچھنوں کی جگہ سے بال منڈوائے تو اس صورت میں امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک تو اس پر دم واجب ہوگا اور صاحبین کے نزدیک صدقہ۔ "پچھنوں کی جگہ" سے گردن کے دونوں کنارے اور گدی مراد ہے، اس لئے اگر کوئی پوری گردن منڈوائے گا تو پھر متفقہ طور پر سب کے نزدیک اس پر دم واجب ہوگا اور اگر پوری سے کم منڈوائے گا تو صدقہ واجب ہوتا ہے! خود بخود بال ٹوٹنے سے کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔

حدیث 537: بخاری (1836)' (1837)' (5369) ابو داؤد (1835)' (1836)' (1837) ترمذی (776)' (777)' (839) نسائی (2845)' (2846)' (2848) ابن ماجہ (3081)' (3082)' (3481) مؤطا (659)' (661)' (776) دارمی (1821) احمد (1849)' (1922)' (1923) ابن حبان (3531)' (3950)' (3951) ابن خزیمہ (2655)' (2659) مستدرک (1566)' (1665) بیہقی (8052)' (8088)' (8929) ابویعلی (2390)' (2471)' (2726) معجم کبیر (11039)' (11386)' (11387) دارقطنی (12)' (14)

بَاب: 11 جَوَازِ مُدَاوَاةِ الْمُحْرِمِ عَيْنَيْهِ

محرم شخص کا اپنی آنکھوں پر دوائی لگانا جائز ہے

539- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَلَلٍ اشْتَكٰى عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَيْنَيْهِ فَلَمَّا كُنَّا بِالرَّوْحَاءِ اشْتَدَّ وَجَعُهُ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْاَلُهُ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ اَنِ اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ فَاِنَّ عُثْمَانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الرَّجُلِ اِذَا اشْتَكٰى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهَا بِالصَّبِرِ

✧✧ نبیہ بن وہب کہتے ہیں' ہم ابان بن عثمان کے ہمراہ (حج کے لیے) روانہ ہوئے ''ملل'' کے مقام پر پہنچ کر عمر بن عبیداللہ کی آنکھوں میں تکلیف شروع ہوگئی جب ہم ''روحاء'' پہنچے تو ان کی تکلیف بڑھ گئی' انہوں نے ابان بن عثمان سے یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے کسی کو بھیجا تو ابان نے انہیں یہ جواب بھجوایا کہ وہ آنکھوں پر ''ایلوے'' کا لیپ لگالیں کیونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک صاحب کو آنکھوں کی یہی تکلیف ہوئی تھی اور وہ صاحب حالتِ احرام میں تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر ایلوے کا لیپ لگوادیا تھا۔

540- وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنِىْ نُبَيْهُ بْنُ وَهْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ رَمِدَتْ عَيْنُهُ فَاَرَادَ اَنْ يَّكْحُلَهَا فَنَهَاهُ اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ وَاَمَرَهُ اَنْ يُّضَمِّدَهَا بِالصَّبِرِ وَحَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ فَعَلَ ذٰلِكَ

✧✧ نبیہ بن وہب کہتے ہیں عمر بن عبیداللہ کی آنکھوں میں تکلیف شروع ہوگئی تو انہوں نے ان میں سرمہ لگانا چاہا تو ابان بن عثمان نے انہیں منع کردیا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ ''ایلوے'' کا لیپ کریں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صاحب کو یہی ہدایت) کی تھی۔

شرح

تضمید" کے معنی "لیپ کرنا" ہی لکھتے ہیں۔لیکن کچھ علماء نے اس کے معنی آنکھوں کے اندر لگانا لکھے ہیں۔یعنی جس طرح سرمہ لگایا جاتا ہے اسی طرح وہ آنکھوں میں ایلوا لگائے۔

علامہ طیبی نے یہ لکھا ہے کہ تضمید زخم پر پٹی باندھنے کو کہتے ہیں اسی طرح زخم پر دوا لگانے کو بھی تضمید کہتے ہیں۔یہ بات پہلے بتائی جاچکی ہے کہ محرم کو بغیر خوشبو کا سرمہ لگانا جائز ہے اور اس کی وجہ سے بطور جزاء کوئی چیز واجب نہیں ہوتی بشرطیکہ اس سے زیب و زینت مقصود نہ ہو کیونکہ زیب و زینت کے لئے سرمہ لگانا مکروہ ہے۔اس موقع پر خوشبودار سرمہ کے بارہ میں یہ تفصیل جان لیجئے کہ

حدیث 539: ابوداؤد (1838)' (1839) ترمذی (952) نسائی (2711)' (2844) دارمی (1930) احمد (422)' (465)' (494) بیہقی (8908)' (8909)' (8910)

اگر سرمہ میں کم خوشبو ہو تو اس کو لگانے سے صرف صدقہ واجب ہوگا اور اگر خوشبو زیادہ ہوگی تو ایسے سرمہ کو لگانے سے دم یعنی جانور کو ذبح کرنا واجب ہوگا۔ ایسے ہی یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی محرم اپنے سر اور منہ کے علاوہ کسی اور عضو پر پٹی باندھے تو اس پر اگرچہ بطور جزاء کچھ واجب نہیں ہوتا لیکن یہ مکروہ ہے۔ اور اگر کوئی محرم اپنے سر یا منہ کے چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ کو کسی کپڑے وغیرہ سے ڈھانکے گا تو اس پر دم لازم ہوگا اور چوتھائی حصہ سے کم کو ڈھانکے گا تو صرف صدقہ واجب ہوگا۔

بَاب:12 جَوَازِ غَسْلِ الْمُحْرِمِ بَدَنَهٗ وَرَاْسَهٗ

محرم شخص کے لیے اپنے سر اور جسم کو دھونا جائز ہے

541- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّهٰذَا حَدِيْثُهٗ عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ فَاَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ اِلٰى اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَوَجَدْتُّهٗ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ اَبُوْاَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَهٗ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاْطَاَهٗ حَتّٰى بَدَا لِيْ رَاْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَّصُبُّ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ''ابواء'' کے مقام پر اس مسئلے میں اختلاف رائے ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ فرما رہے تھے کہ محرم شخص اپنا سر دھو سکتا ہے جبکہ حضرت مسور رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا تھا کہ محرم اپنا سر نہیں دھو سکتا۔ (راوی کہتے ہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تا کہ میں ان سے یہ مسئلہ دریافت کروں' وہ دو لکڑیوں کے درمیان کپڑے کا پردہ تان کر غسل کر رہے تھے' میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے دریافت کیا' کون ہے؟ میں نے عرض کی' میں عبداللہ بن حنین ہوں' مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ میں آپ سے یہ مسئلہ دریافت کروں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ احرام میں اپنا سر کس طرح دھویا کرتے تھے؟ تو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اس کپڑے کو ذرا سا ہٹایا یہاں تک کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا پھر انہوں نے ایک شخص کو ہدایت کی کہ وہ پانی ڈالے اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے سر کو حرکت دی' انہیں پہلے پیچھے کی طرف لے گئے اور پھر آگے لائے اور پھر بولے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (حالتِ احرام میں) اسی طرح (سر دھوتے ہوئے) دیکھا ہے۔

542-وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَاَمَرَّ اَبُوْاَيُّوْبَ بِيَدَيْهِ عَلٰى رَاْسِهٖ جَمِيْعًا عَلٰى جَمِيْعِ رَاْسِهٖ فَاَقْبَلَ بِهِمَا

وَاَدْبَرَ فَقَالَ الْمِسْوَرُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لَا اُمَارِیْكَ اَبَدًا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں' حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ پورے سر پر پھیرے۔ پہلے انہیں پیچھے کی طرف لے گئے پھر واپس آگے لے آئے (جب یہ بات دونوں حضرات کو بتائی گئی) تو حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اب میں کبھی بھی آپ کے ساتھ بحث نہیں کروں گا۔

محرم کے لئے غسل ودخول حمام کا بیان

محرم کے لئے غسل کرنے اور حمام میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا ہے۔ حالانکہ آپ حالت احرام میں تھے۔ اور کسی جھونپڑی یا محمل سے سایہ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ کسی بڑے خیمے یا اسی طرح کی کسی چیز سے سایہ کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ سر ڈھانپنے کے مشابہ ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے حالت احرام میں ایک بڑا خیمہ نصب کیا گیا اور وہ اس طرح نصب کیا جاتا کہ آپ کا بدن اس کو مس نہیں کرتا تھا۔ اس لئے وہ جھونپڑی کی طرح ہو گیا۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

فقہ مالکی کے مطابق محرم کے غسل کرنے کی کراہت کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ محرم (غسل کے لیے) حمام میں جا سکتا ہے۔ ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم بدن کو کھجانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرہ)

ابن منذر نے کہا محرم کو غسل جنابت بالاجماع درست ہے لیکن غسل صفائی اور پاکیزگی میں اختلاف ہے امام مالک نے اس کو مکروہ جانا ہے کہ محرم اپنا سر پانی میں ڈبائے اور موطا میں نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احرام کی حالت میں اپنا سر نہیں دھوتے تھے، لیکن جب احتلام ہوتا تو دھوتے۔

فقہ حنفی کے مطابق محرم کے غسل کی اباحت کا بیان

حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن حنین نے، انہیں ان کے والد نے کہ عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم کا مقام ابواء میں (ایک مسئلہ پر) اختلاف ہوا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ابوایوب رضی اللہ عنہ کے یہاں (مسئلہ پوچھنے کے لیے) بھیجا، میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کنوئیں کی دولکڑیوں کے بیچ غسل کر رہے تھے، ایک کپڑے سے انہوں نے پردہ کر رکھا تھا میں نے پہنچ کر سلام کیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ کون ہو؟ میں نے عرض کی کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں، آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھیجا ہے یہ دریافت کرنے کے لیے کہ احرام کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک کس طرح دھوتے تھے۔ یہ سن کر انہوں نے کپڑے پر (جس سے پردہ تھا) ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا۔ اب آپ کا سر دکھائی دے رہا تھا، جو شخص ان کے بدن پر پانی ڈال رہا تھا، اس سے انہوں نے پانی ڈالنے کے لیے کہا۔ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا، پھر انہوں نے اپنے سر کو دونوں ہاتھ سے ہلایا اور دونوں ہاتھ آگے لے گئے اور پھر پیچھے لائے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (احرام کی حالت میں) اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرہ)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں و فی الحدیث من الفوائد مناظرة الصحابة فی الاحکام و رجوعهم الی النصوص و قبولهم لخبر الواحد و لو کان تابعیا و ان قول بعضهم لیس بحجة علی بعض الخیعنی ۔

اس حدیث کے فوائد میں سے صحابہ کرام کا باہمی طور پر مسائل احکام سے متعلق مناظرہ کرنا، پھر نص کی طرف رجوع کرنا اور ان کا خبر واحد کو قبول کر لینا بھی ہے اگر چہ وہ تابعی ہی کیوں نہ ہو اور یہ اس حدیث کے فوائد میں سے ہے کہ ان کے بعض کا کوئی محض قول بعض کے لیے حجت نہیں گردانا جاتا تھا۔

حالت احرام مکروہ امور کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بدن کا میل چھڑانا، بال یا بدن کھلی یا صابون وغیرہ بے خوشبو کی چیز سے دھونا، کنگھی کرنا، اس طرح کھجانا کہ بال ٹوٹے یا جوں گرے، انگرکھا، کرتا یا جُبّہ پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا، خوشبوں کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہوں پہننا، اوڑھنا، قصداً خوشبو سونگھنا اگر چہ خوشبودار پھل یا پتہ ہو جیسے لیموں، نارنگی، پودینہ، عطردانہ، سر یا منہ پر پٹی باندھنا، غلاف کعبہ مکہ معظمہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا منہ سے لگے، ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپائے، یا کوئی ایسی چیز کھانا پینا جس میں خوشبو پڑی ہو اور نہ ہو پکائی گئی ہو نہ زائل ہوگئی ہو، بے سلا کپڑا رفو کیا یا پیوند لگا ہوا پہننا، تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھا لیٹنا، مہکتی خوشبو ہاتھ سے چھونا جبکہ ہاتھ میں نہ لگ جائے ورنہ حرام ہے، بازو یا گلے پر تعویز باندھا اگر چہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر، بلاعذر بدن عہ پر پٹی باندھنا، سنگھار کرنا، چادر اوڑھ کر اس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا، تہبند باندھ کر کمر بند سے کسنا، اگر کسی نے سر پر یا ایڑی پر پٹی باندھی اگر چہ ایک دن یا رات ہو تو اس پر صدقہ ہوگا، اور اگر سر کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ پر پٹی باندھی خواہ کسی تکلیف کی وجہ سے تھی یا بلاوجہ، تو کوئی شیء لازم نہ ہوگی، ہاں بلاوجہ باندھنا مکروہ ہوگا۔

(فتح القدیر، باب الاحرام، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

بَاب: 13 مَا یُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ اِذَا مَاتَ

اگر محرم شخص (حالتِ احرام میں) انتقال کر جائے تو اس (کی میت) کے ساتھ کیا' کیا جائے؟

543 - حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَّ رَجُلٌ مِّنْ بَعِیْرِهٖ فَوُقِصَ فَمَاتَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّکَفِّنُوْهُ فِیْ ثَوْبَیْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مُلَبِّیًا

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک صاحب (حالتِ احرام میں) اونٹ سے گرے' ان کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ انتقال کر گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی' اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں

حدیث 543: بخاری (1206)' (1207)' (1209) نسائی (2855)' (2714)' (1904) ابن ماجہ (3084) داری (1852) احمد (2394) بیہقی (6430)' (6433)' (6434) ابو یعلی (2473) معجم کبیر (12239)' (12361)' (12523) دار قطنی (264)' (268)' (270)

کفن دو اس کا سر نہ ڈھانپنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن (اس حال میں) زندہ کرے گا کہ یہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔

544- وَحَدَّثَنَا اَبُوالرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَّاَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ اِذْ وَقَعَ مِنْ رَّاحِلَتِهٖ قَالَ اَيُّوْبُ فَاَوْقَصَتْهُ اَوْ قَالَ فَاَقْعَصَتْهُ و قَالَ عَمْرٌو فَوَقَصَتْهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ قَالَ اَيُّوْبُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میدانِ عرفات میں موجود تھا۔ اچانک وہ اپنی سواری سے گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اس کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا' اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو! کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس حال میں زندہ کرے گا کہ یہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔

545-وَقَالَ عَمْرٌو فَاِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُلَبِّيْ وَحَدَّثَنِيْهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ نُبِّئْتُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا كَانَ وَاقِفًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَذَكَرَ نَحْوَ مَا ذَكَرَ حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (میدانِ عرفات میں) ایک شخص موجود تھا' وہ حالتِ احرام میں تھا (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)۔

546- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى يَعْنِي ابْنَ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَّ مِنْ بَعِيْرِهٖ فَوُقِصَ وَقْصًا فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاَلْبِسُوْهُ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُلَبِّيْ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک شخص بھی (حج میں) شریک تھا' وہ حالتِ احرام میں تھا' وہ اپنی سواری سے گرا اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ انتقال کر گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے (کفن میں) دو کپڑے پہناؤ اس کے سر کو نہ ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا (میدانِ محشر میں) آئے گا۔

547-وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامٌ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا وَّزَادَ لَمْ يُسَمِّ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ حَيْثُ خَرَّ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک شخص حالتِ احرام میں (حج میں شریک تھا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں) اسے قیامت کے دن جب زندہ کیا جائے گا تو وہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔

548- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا اَوْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْهَهُ وَلَا رَاْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص حالتِ احرام میں تھا' وہ اپنی سواری سے گرا اور انتقال کر گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو اس کے چہرے اور سر کو نہ ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے زندہ ہوگا۔

549- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّدًا

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص حالتِ احرام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (حج میں شریک تھا) وہ اپنی اونٹنی سے گر کر انتقال کر گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی' اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو' اسے خوشبو نہ لگاؤ اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن اس حال میں زندہ ہوگا کہ (موجودہ حالتِ احرام کی طرح اس کے بال) جمے ہوئے ہوں گے۔

550- وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا وَّقَصَهُ بَعِيْرُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّغْسَلَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّلَا يُمَسَّ طِيبًا وَّلَا يُخَمَّرَ رَاْسُهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّدًا

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص اپنے اونٹ سے گر کر (انتقال کر گیا) وہ حالتِ احرام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (حج میں شریک) تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ہدایت کی کہ اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دیا جائے اسے خوشبو نہ لگائی جائے اس کا سر نہ ڈھانپا جائے کیونکہ قیامت کے دن جب اسے زندہ کیا جائے گا (تو موجودہ حالتِ احرام کی طرح) اس کے بال جمے ہوئے ہوں گے۔

551- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ ابْنُ نَافِعٍ اَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بِشْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَقَعَ مِنْ نَاقَتِهِ فَاَقْعَصَتْهُ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّغْسَلَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاَنْ يُّكَفَّنَ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا يُمَسَّ طِيبًا خَارِجٌ رَّاْسُهُ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ حَدَّثَنِيْ بِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ خَارِجٌ رَّاْسُهُ وَوَجْهُهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّدًا

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص حالتِ احرام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ اپنی اونٹنی سے گر گیا اس کی گردن ٹوٹ گئی (اور وہ انتقال کر گیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دیا جائے اور اسے دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور اسے خوشبو نہ لگائی جائے اس کا سر اور چہرہ (کفن سے) باہر ہوں کیونکہ قیامت کے دن جب اسے زندہ کیا جائے گا تو (موجودہ حالتِ احرام کی طرح) اس کے بال جمے ہوئے ہوں گے۔

552- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَصَتْ رَجُلًا رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاَنْ يَّكْشِفُوْا وَجْهَهُ حَسِبْتُهُ قَالَ وَرَاْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ يُهِلُّ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (حج میں شریک) ایک شخص اپنی اونٹنی سے گر کر گردن ٹوٹنے کی وجہ سے (انتقال کر گیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دیں اس کے چہرے کو کھلا رکھیں۔ (راوی کہتے ہیں) میرا یہ خیال ہے کہ حدیث میں سر کو کھلا رکھنے کے الفاظ ہیں۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا) کیونکہ قیامت کے دن جب اسے زندہ کیا جائے گا تو یہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔

553- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ طِيبًا وَّلَا تُغَطُّوا وَجْهَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يُلَبِّى

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (حج میں شریک) ایک صاحب اونٹنی سے گر کر انتقال کر گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی' اسے غسل دو لیکن اسے خوشبو نہ لگانا اور اس کا چہرہ نہ ڈھانپنا کیونکہ اسے (قیامت کے دن) جب زندہ کیا جائے گا تو یہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔

بَاب: 14 جَوَازِ اشْتِرَاطِ الْمُحْرِمِ التَّحَلُّلَ بِعُذْرِ الْمَرَضِ وَنَحْوِهٖ

احرام باندھنے والے شخص کے لیے یہ شرط رکھنا جائز ہے کہ وہ بیماری یا کسی اور عذر کی وجہ سے احرام کھول دے گا

554- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِىُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا اَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُنِىْ اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّىْ وَاشْتَرِطِىْ وَقُوْلِىْ اللّٰهُمَّ مَحِلِّىْ حَيْثُ حَبَسْتَنِىْ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے

حدیث 554: بخاری (4801) ابوداؤد (1776) نسائی (2765)' (2768) ابن ماجہ (2936) دارمی (1811) احمد (3054)' (3117)' (25347) ابن حبان (3774)' (3775) بیہقی (9882)' (9884)' (9885) معجم کبیر (504)' (233)' (773) دارقطنی (19)' (82)' (20)

دریافت کیا، تم نے حج کا ارادہ کرلیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! مجھے درد کی شکایت ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی، تم حج کا ارادہ کرلو اور اس شرط کے ساتھ نیت کرو کہ اے اللہ! جہاں بیماری کی وجہ سے (میں سفر جاری نہ رکھ سکی) وہیں احرام کھول دوں گی۔

(راوی کہتے ہیں) یہ خاتون حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ (اور نبی اکرم ﷺ کی چچازاد تھیں)

555 - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ وَاَنَا شَاكِيَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ اَنَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ، زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی سیّدہ ضباعہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں لیکن میں بیمار ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم حج (کا احرام باندھ لو) اور یہ شرط رکھو کہ جہاں میں رُک گئی (اور بیماری کی وجہ سے آگے نہ جاسکی) تو وہیں احرام کھول دوں گی۔

556 - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِثْلَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

557 - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ وَاَبُوْ عَاصِمٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ طَاوُسًا وَّعِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ امْرَاَةٌ ثَقِيْلَةٌ وَّاِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَمَا تَاْمُرُنِيْ قَالَ اَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَاشْتَرِطِيْ اَنَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ تَحْبِسُنِيْ قَالَ فَاَدْرَكَتْ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی سیّدہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی میں بیمار عورت ہوں اور میرا حج کا ارادہ ہے، آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، تم احرام باندھ لو اور یہ شرط رکھو کہ (اس بیماری نے) مجھے جہاں روک لیا (میں وہیں احرام کھول دوں گی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) وہ حج میں شریک ہوگئی تھیں۔

558 - حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّعِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ ضُبَاعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَرَادَتِ الْحَجَّ فَاَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا نے حج کرنے کا ارادہ کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی کہ تم شرط رکھو، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت ایسا ہی کیا۔

559- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ الْغَيْلَانِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُوْعَامِرٍ وَّهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا رَبَاحٌ وَّهُوَ ابْنُ اَبِيْ مَعْرُوْفٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِضُبَاعَةَ حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ اَنَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ تَحْبِسُنِيْ وَفِيْ رِوَايَةِ اِسْحٰقَ اَمَرَ ضُبَاعَةَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کو یہ حکم دیا کہ تم احرام باندھ لو اور یہ شرط رکھو (کہ اس بیماری نے) مجھے جہاں روک لیا' میں وہیں احرام کھول دوں گی۔

بَاب:15 اِحْرَامِ النُّفَسَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِهَا لِلْاِحْرَامِ وَكَذَا الْحَائِضُ

نفاس والی خواتین کا احرام' ان کیلئے مستحب ہے کہ وہ احرام باندھتے وقت غسل کرلیں' حیض والی خواتین کا بھی یہی حکم ہے

560- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عَبْدَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نُفِسَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ يَّاْمُرُهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' شجرہ (ذوالحلیفہ) کے مقام پر محمد بن ابوبکر کی پیدائش کی وجہ سے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ) سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو نفاس آ گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا (کہ انہیں ہدایت کریں) کہ وہ غسل کر کے احرام باندھ لیں۔

561- حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ حَدِيْثِ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِيْنَ نُفِسَتْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جب ذوالحلیفہ میں نفاس کا شکار ہوئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ انہیں حکم دیں کہ وہ (سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا) غسل کر کے احرام باندھ لیں۔

بَاب:16 بَيَانِ وُجُوْهِ الْاِحْرَامِ

احرام کی مختلف صورتیں

562- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ

حدیث560: ابوداؤد (1743) نسائی (214)' (392)' (2663) ابن ماجہ (2911)' (2912)' (2913) موطا (700)' (701) دارمی (1804)' (1805) بیہقی (8722)' (8723)' (8724) ابویعلی (54) معجم کبیر (366)' (368)' (374)

اللّٰهُ عَنهَا اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ لَّمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِىْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِىْ وَاَهِلِّىْ بِالْحَجِّ وَدَعِى الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانُ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِيْنَ اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِّنًى لِحَجِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَانُوْا جَمَعُوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے برس ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم نے عمرے کے لیے احرام باندھا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت کی کہ جس شخص کے ساتھ ''ہدی'' (قربانی کا جانور) ہو وہ عمرے کے ہمراہ حج کے احرام (کی نیت کرلے) اور اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک (حج اور عمرے) دونوں سے فارغ نہ ہو جائے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں' میں حائضہ ہوگئی اس لیے میں بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکتی تھی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی نہیں کرسکتی تھی' میں نے اس کی شکایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے فرمایا: تم اپنے بال کھول کر انہیں کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو' عمرے کا احرام ختم کردو۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے ایسا ہی کیا پھر جب ہم حج سے فارغ ہوگئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے ہمراہ ''تنعیم'' بھیجا جہاں سے میں نے عمرے کا احرام باندھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے اس عمرے کے عوض میں ہے (جس کا احرام تم نے پہلے کھول دیا تھا۔)

(سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) جن لوگوں نے (مدینہ منورہ سے چلتے وقت) عمرے کا احرام باندھا تھا' انہوں نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرنے کے بعد احرام کھول دیا پھر منیٰ سے واپس آنے کے بعد انہوں نے اپنے حج کے لیے دوبارہ طواف کیا جن لوگوں نے (مدینہ منورہ سے روانہ ہوتے وقت) حج اور عمرہ دونوں کی نیت کی تھی' انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

563 - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ جَدِّىْ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَّاَهْدٰى فَلَا يَحِلُّ حَتّٰى يَنْحَرَ هَدْيَهٗ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهٗ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا فَحِضْتُ فَلَمْ اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَنْقُضَ رَاْسِىْ وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِحَجٍّ وَّاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا

حدیث 562: بخاری (313)' (1481)' (1487) ابوداؤد (1779)' (1780) ترمذی (670)' (1265)' (2120) نسائی (2991)' (242)' (2716) موطا (738)' (824)' (925) احمد (24920)' (25346)' (24139) ابن حبان (3926)' (3917)' (3835) ابن خزیمہ (2605)' (2607)' (3079) مستدرک (1780) بیہقی (8517)' (8583)' (9211) ابویعلیٰ (7154) معجم کبیر (312)' (313)' (314)

قَضَيْتُ حَجِّيْ بَعَثَ مَعِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّاَمَرَنِيْ اَنْ اَعْتَمِرَ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِيْ الَّتِيْ اَدْرَكَنِي الْحَجُّ وَلَمْ اَحْلِلْ مِنْهَا

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا جب ہم مکہ پہنچے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے عمرے کا احرام باندھا تھا اور وہ ''ہدی'' (قربانی کا جانور) نہیں لایا تھا' وہ (عمرہ کر لینے کے بعد) احرام کھول دے جس نے عمرے کا احرام باندھا تھا اور ''ہدی'' (قربانی کا جانور) بھی ساتھ لایا تھا' وہ اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک (حج کے بعد ۱۰ ذوالحج کو) اس کی قربانی نہ کرلے جس نے حج کا احرام باندھا تھا' وہ اپنا حج پورا کرے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' مجھے حیض آ گیا اور یہ عرفہ کے دن تک رہنا تھا' میں نے عمرے کا احرام باندھا تھا (اس لیے میں عمرہ نہیں کرسکتی تھی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے بال کھول کران میں کنگھی کروں یعنی عمرے کا احرام کھول دوں اور حج کا احرام باندھ لوں۔ میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب میں نے حج پورا کرلیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہمراہ (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو بھیجا اور مجھے یہ حکم دیا کہ حج کا وقت آ جانے کی وجہ سے میں جو عمرہ نہیں کرسکی تھی اس کے عوض میں اب ''تنعیم'' سے عمرہ کرلوں۔

564- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ اَكُنْ سُقْتُ الْهَدْيَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ عُمْرَتِهٖ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمَّا دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ اَصْنَعُ بِحَجَّتِيْ قَالَ انْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَمْسِكِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَيْتُ حَجَّتِيْ اَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْدَفَنِيْ فَاَعْمَرَنِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِيْ الَّتِيْ اَمْسَكْتُ عَنْهَا

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حجۃ الوداع کے برس ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' میں نے عمرے کا احرام باندھا تھا اور میں قربانی کا جانور نہیں لائی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہو' وہ عمرے کے ہمراہ حج کی بھی نیت کرلے اور جب تک دونوں سے فارغ نہیں ہو جاتا' احرام نہ کھولے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' مجھے حیض آ گیا جب عرفہ کی رات آئی تو میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو عمرے کا احرام باندھا تھا اب میں حج کے لیے کیا کروں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بال کھول کران میں کنگھی کرو' عمرے کو چھوڑ دو اور حج کا احرام باندھ لو۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں نے حج پورا کرلیا تو آپ نے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو حکم دیا' وہ مجھے اپنے ساتھ بٹھا کرلے گئے اور میں جو عمرہ نہیں کرسکی تھی اس کے بدلے میں انہوں نے مجھے ''تنعیم'' سے عمرہ کروایا۔ (یعنی عمرے کا احرام ''تنعیم'' سے باندھا)

565- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا

مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجٍّ وَّاَهَلَّ بِهِ نَاسٌ مَّعَهُ وَاَهَلَّ نَاسٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ وَاَهَلَّ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَّكُنْتُ فِيْمَنْ اَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' آپ نے حکم دیا جس شخص نے حج اور عمرے (کا ایک ساتھ) احرام باندھنا ہو'وہ ایسا ہی کرے جس نے صرف حج کا احرام باندھنا ہو'وہ (صرف حج کا) احرام باندھے اور جس نے صرف عمرے کا احرام باندھنے کا ارادہ کیا ہو'وہ (صرف عمرے کا) احرام باندھے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا۔ بعض لوگوں نے بھی یہی احرام باندھا' بعض لوگوں نے حج اور عمرے کا ایک ساتھ احرام باندھا اور بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا' میں ان میں شامل تھی جنہوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا۔

566- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِى الْحِجَّةِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَلَوْلَا اَنِّىْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَكُنْتُ اَنَا مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَاَدْرَكَنِىْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَآئِضٌ لَّمْ اَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِىْ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِىْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِىْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِىْ وَاَهِلِّىْ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ وَقَدْ قَضَى اللّٰهُ حَجَّنَا اَرْسَلَ مَعِىْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ فَاَرْدَفَنِىْ وَخَرَجَ بِىْ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا وَلَمْ يَكُنْ فِىْ ذٰلِكَ هَدْىٌ وَّلَا صَدَقَةٌ وَّلَا صَوْمٌ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحج کا چاند دیکھتے ہی ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جس کا صرف عمرے کا احرام باندھنے کا ارادہ ہو'وہ (صرف عمرے کا) احرام باندھے اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی صرف عمرے کا احرام باندھتا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' بعض لوگوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا۔ میں ان لوگوں میں شامل تھی جنہوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا۔ ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے' عرفہ کا دن آ گیا اور میں حائضہ تھی۔ میں نے عمرے کا احرام بھی نہیں کھولا تھا' میں نے اس کی شکایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے فرمایا: تم اپنے عمرے کو رہنے دو اور بال کھول کر کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے ایسا ہی کیا جب اللہ تعالیٰ نے ہمارا حج پورا کروا دیا تو ''حصبہ'' کی رات (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) میرے ساتھ (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو بھیجا' وہ مجھے ساتھ لے کر ''تنعیم'' آئے جہاں سے میں نے عمرے کا احرام باندھا یوں اللہ تعالیٰ نے میرا حج اور عمرہ پورے کروا دیے اور مجھے (فدیے کے طور پر کوئی) قربانی' صدقہ (نہیں دینا پڑا اور نہ ہی) روزہ (رکھنا پڑا)

567-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا

مُوَافِينَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِلَالِ ذِى الْحِجَّةِ لَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَبْدَةَ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ذوالحج کا چاند دیکھتے ساتھ ہی ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا صرف حج کا ارادہ تھا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو صرف عمرے کا احرام باندھنا چاہتا ہو' وہ صرف عمرے کا احرام باندھے (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

568- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِى الْحِجَّةِ مِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ فَكُنْتُ فِيْمَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمَا و قَالَ فِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ فِىْ ذٰلِكَ اِنَّهٗ قَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا قَالَ هِشَامٌ وَّلَمْ يَكُنْ فِىْ ذٰلِكَ هَدْىٌ وَّلَا صِيَامٌ وَّلَا صَدَقَةٌ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ذوالحج کا چاند دیکھتے ساتھ ہی ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہو گئے' ہم میں سے بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا' بعض نے حج اور عمرے کا (ایک ساتھ) احرام باندھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا۔ میں ان لوگوں میں شامل تھی جنہوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے جس کے آخر میں (راوی) عروہ کے یہ الفاظ ہیں یوں اللہ تعالیٰ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حج اور عمرہ مکمل کروا دیا' ہشام کہتے ہیں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو (فدیے کے طور پر) قربانی نہیں (دینی پڑی) روزے (نہیں رکھنے پڑے یا) صدقہ (بھی نہیں دینا پڑا)

569- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ اَبِى الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَاَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حجۃ الوداع کے برس ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم میں سے بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج اور عمرے کا (ایک ساتھ) احرام باندھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا تھا جن لوگوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا۔ انہوں نے (عمرہ کر لینے کے بعد) احرام کھول دیا اور جنہوں نے صرف حج یا حج و عمرے کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا' انہوں نے قربانی کے دن تک احرام نہیں کھولا۔

570- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِسَرِفَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْهَا حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَىَّ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِىْ فَقَالَ اَنَفِسْتِ يَعْنِىْ الْحَيْضَةَ قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا شَىْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِىْ مَا يَقْضِى الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا

تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَغْتَسِلِي قَالَتْ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَآئِهِ بِالْبَقَرِ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا صرف حج کرنے کا ارادہ تھا جب ہم ''سرف'' یا شاید اس کے قریب کہیں پہنچے' تو مجھے حیض آ گیا۔ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' کیا تمہیں نفاس (یعنی حیض) آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے مقرر کیا ہے' تم وہ تمام مناسک ادا کرو جو حاجی لوگ کرتے ہیں البتہ بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرنا جب تک (حیض سے فارغ ہو جانے کے بعد) غسل نہ کر لو۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔

571 - حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْغَيْلَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ اِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى جِئْنَا سَرِفَ فَطَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّي لَمْ اَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ قَالَ مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِي قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْتُ مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهِ اجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَاَحَلَّ النَّاسُ اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ قَالَتْ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارِ ثُمَّ اَهَلُّوْا حِيْنَ رَاحُوْا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ طَهُرْتُ فَاَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَضْتُ قَالَتْ فَاُتِيَنَا بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالُوْا اَهْدٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَآئِهِ الْبَقَرَ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَاَرْجِعُ بِحَجَّةٍ قَالَتْ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي بَكْرٍ فَاَرْدَفَنِي عَلٰى جَمَلِهِ قَالَتْ فَاِنِّي لَاَذْكُرُ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ اَنْعَسُ فَيُصِيْبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ حَتّٰى جِئْنَا اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهْلَلْتُ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوْا

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم صرف حج کا ذکر کر رہے تھے جب ہم ''سرف'' پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی' آپ نے دریافت کیا' تم کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کی' اللہ کی قسم! میری یہ خواہش ہے کہ کاش میں اس سال نہ آئی ہوتی' آپ نے دریافت کیا' تمہیں کیا ہوا ہے؟ شاید تمہیں نفاس (حیض) آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لیے مقرر کر دیا ہے' تم وہ سب کچھ کرو جو حاجی کرتے ہیں البتہ بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرنا جب تک تم پاک نہ ہو جاؤ۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں مکہ آئی تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا اس (احرام) کو عمرہ (کے احرام میں تبدیل) کر لو جن لوگوں کے پاس ''ہدی'' (قربانی کا جانور) نہیں تھا' ان سب نے (عمرہ کر لینے کے بعد) احرام کھول دیا' نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر خوش حال لوگوں کے ہمراہ ''ہدی'' (یعنی قربانی کا جانور) موجود تھا (جن

لوگوں نے عمرے کا احرام کھول دیا تھا' وہ میدانِ عرفات کی طرف) جب روانہ ہونے لگے تو انہوں نے حج کا احرام باندھ لیا' قربانی کے دن میں پاک ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا اور میں نے طواف افاضہ کیا۔ ہمیں گائے کا گوشت دیا گیا تو میں نے دریافت کیا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے قربان کی ہے۔

''حصبہ'' کی رات میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! لوگ حج اور عمرہ کر کے واپس جائیں گے اور میں صرف حج کر کے واپس جاؤں گی؟ تو آپ نے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو حکم دیا' انہوں نے مجھے اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' مجھے یاد ہے میں اس وقت نوجوان لڑکی تھی اس لیے مجھے اونگھ آ جاتی تھی اور پالان کی پچھلی لکڑی میرے چہرے سے ٹکرا جاتی تھی یہاں تک کہ ہم ''تنعیم'' آ گئے اور میں نے وہاں سے عمرے کا احرام باندھا' یہ اس عمرے کا عوض تھا جو لوگ پہلے کر چکے تھے۔

572- وَحَدَّثَنِي اَبُوْاَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِي وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ الْمَاجِشُوْنِ غَيْرَ اَنَّ حَمَّادًا لَيْسَ فِي حَدِيْثِهِ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ اَهَلُّوْا حِيْنَ رَاحُوا وَلَا قَوْلُهَا وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ اَنْعَسُ فَيُصِيْبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہم نے حج کا احرام باندھا جب ہم ''سرف'' پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے تاہم اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں' نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر خوش حال لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور موجود تھا۔

(جن لوگوں نے عمرے کا احرام کھول دیا تھا' وہ میدانِ عرفات کی طرف) جب روانہ ہونے لگے تو انہوں نے حج کا احرام باندھ لیا اسی طرح سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بھی نہیں ہے کہ میں ان دنوں نوجوان لڑکی تھی اور اونگھ آ جاتی تھی اور پالان کی پچھلی لکڑی میرے چہرے سے ٹکرا جاتی تھی۔

573- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُوَيْسٍ حَدَّثَنِي خَالِي مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے صرف حج کیا تھا۔

574- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ وَفِي حُرُمِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ حَتّٰى نَزَلْنَا بِسَرِفَ فَخَرَجَ اِلٰى اَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ مِنْكُمْ هَدْيٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا فَمِنْهُمُ الْاٰخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِمَّنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَاَمَّا رَسُوْلُ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ مَعَهُ الْهَدْیُ وَمَعَهُ رِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ لَهُمْ قُوَّةٌ فَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ سَمِعْتُ كَلَامَكَ مَعَ اَصْحَابِكَ فَسَمِعْتُ بِالْعُمْرَةِ قَالَ وَمَا لَكِ قُلْتُ لَا اُصَلِّيْ قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ فَكُوْنِيْ فِيْ حَجِّكِ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّرْزُقَكِيهَا وَاِنَّمَا اَنْتِ مِنْ بَنَاتِ اٰدَمَ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ قَالَتْ فَخَرَجْتُ فِيْ حَجَّتِيْ حَتّٰى نَزَلْنَا مِنًى فَتَطَهَّرْتُ ثُمَّ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اخْرُجْ بِاُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ لِتَطُفْ بِالْبَيْتِ فَاِنِّيْ اَنْتَظِرُكُمَا هَا هُنَا قَالَتْ فَخَرَجْنَا فَاَهْلَلْتُ ثُمَّ طُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَجِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ مَنْزِلِهٖ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ هَلْ فَرَغْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَاَذِنَ فِيْ اَصْحَابِهٖ بِالرَّحِيْلِ فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں: حج کے مہینوں اور حج کے ایام میں ہم حج کا احرام باندھ کر نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے جب ہم ''سرف'' پہنچے تو نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم میں سے جس کے پاس ''ہدی'' نہ ہو اور وہ (اپنے حج کو) عمرے میں تبدیل کرنا چاہتا ہو وہ ایسا کر لے لیکن جس کے پاس ''ہدی'' ہے وہ ایسا نہ کرے۔ (سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں) جن لوگوں کے پاس ''ہدی'' نہیں تھی ان میں سے بعض نے ایسا کر لیا اور بعض نے نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ قربانی کا جانور تھا اور آپ کے بعض اصحاب کے ہمراہ بھی قربانی کے جانور تھے۔ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ نے دریافت کیا: تم کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کی: آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کی ہے وہ میں نے سن لی ہے اور عمرے کے بارے میں (جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے وہ بھی) سن لیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ میں نے عرض کی: میں نماز نہیں پڑھ سکتی۔ آپ نے فرمایا: اس سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا، تم حج کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں عمرے کا موقع بھی عطا کر دے گا، تم آدم کی بیٹیوں میں سے ایک ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ چیز مقرر کی ہے جو ان کے لیے کی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں: میں حج کے افعال سرانجام دیتی رہی یہاں تک کہ جب ہم منیٰ آئے تو میں پاک ہوگئی پھر ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر نبی اکرم ''محصب'' کے مقام پر تشریف لے آئے آپ نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو حکم دیا: اپنی بہن کو (حدود) حرم سے لے جاؤ تاکہ وہ عمرے کا احرام باندھ لے پھر وہ بیت اللہ کا طواف کر کے (عمرہ کر لے) میں یہیں تم دونوں کا انتظار کروں گا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں: ہم روانہ ہوئے میں نے احرام باندھا پھر بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا اور پھر ہم نصف رات کے وقت نبی اکرم ﷺ تک پہنچ گئے آپ اسی مقام پر قیام پذیر تھے۔ آپ نے دریافت کیا: کیا تم فارغ ہو چکی ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے اپنے ساتھیوں کو کوچ کا حکم دیا روانہ ہوتے وقت آپ بیت اللہ کے پاس سے گزرے آپ نے فجر کی نماز سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوگئے۔

شرح

سرف" ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً چھ میل اور مقام تنعیم سے جانب شمال تین یا چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے

اس جگہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح بھی اسی جگہ ہوا، شب زفاف بھی یہیں گزری اور انتقال بھی یہیں ہوا۔ اس حدیث کے پیش نظر ایک خلجان پیدا ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ الفاظ لانذکر الا الحج (ہم صرف حج کا ذکر کرتے تھے) خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی اس روایت کے بالکل متضاد ہیں۔ جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بارہ میں یہ بتایا تھا کہ ولم اہلل الا بعمرۃ (یعنی میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا) لہٰذا اس ظاہر تضاد کو دفع کرنے کے لئے یہ تاویل کی جائے گی کہ یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ لانذکر الا الحج کی مراد یہ ہے کہ اس سفر سے ہمارا اصل مقصد حج تھا اور چونکہ حج کی تین قسمیں ہیں یعنی افراد، تمتع اور قران، اس لئے ہم میں سے بعض تو مفرد تھے اور بعض متمتع اور بعض قارن۔ میں نے تمتع کا قصد کیا تھا، چنانچہ میں نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا مگر مکہ پہنچنے سے پہلے ہی میرے ایام شروع ہو گئے جس کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ عرفہ کا دن اور وقوف عرفات کا وقت آ گیا اور اس طرح عمرہ کا وقت گزر کر ایام حج شروع ہو گئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں عمرہ کا احرام توڑ کھول دوں اور حج کا احرام باندھ لوں اور پھر طواف اور سعی کے علاوہ دیگر افعال حج کروں۔

575- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَّمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَمِنَّا مَنْ تَمَتَّعَ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہم میں سے بعض نے صرف حج کا احرام باندھا تھا' بعض نے ''قران'' کیا (یعنی حج و عمرے کا ایک ساتھ احرام باندھ لیا) اور بعض نے تمتع کیا (یعنی عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دیا اور پھر حج کا احرام باندھا)

576-حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ جَائَتْ عَائِشَةُ حَاجَّةً

✧✧ قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حج کا احرام باندھ کر آئی تھیں۔

577- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نَرٰى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ حَتّٰى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقِيلَ ذَبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيثِ عَلٰى وَجْهِهِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ''ذیقعدہ'' کا مہینہ ختم ہونے میں ابھی پانچ دن باقی تھے جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا صرف حج کرنے کا ارادہ تھا لیکن جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا جس شخص کے پاس قربانی کا جانور موجود نہ ہو وہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کر لینے کے بعد احرام کھول دے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت آیا تو میں نے دریافت کیا' یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف

سے (گائے) ذبح کی ہے (یہ اس کا گوشت ہے)۔

578- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَتْنِىْ عَمْرَةُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

579- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَاَصْدُرُ بِنُسُكٍ وَّاحِدٍ قَالَ انْتَظِرِىْ فَاِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِىْ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّىْ مِنْهُ ثُمَّ الْقَيْنَا عِنْدَ كَذَا وَكَذَا قَالَ اَظُنُّهٗ قَالَ غَدًا وَّلٰكِنَّهَا عَلٰى قَدْرِ نَصَبِكِ اَوْ قَالَ نَفَقَتِكِ

✧✧ سیّدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں نے دو مناسک (حج اور عمرہ) ادا کیے ہیں جبکہ میں نے صرف ایک مناسک (حج) ادا کیا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم انتظار کرو جب تم پاک ہو جاؤ تو "تنعیم" جاؤ اور وہاں سے (عمرے کا) احرام باندھ کر (عمرہ کر لینا) اور فلاں مقام پر آ کر ہم سے مل جانا (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ روایت میں "کل" کا لفظ بھی ہے۔ (یعنی کل فلاں مقام پر آ کے ہم سے مل لینا) نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: تمہاری مشقت (راوی کہتے ہیں) یا شاید یہ فرمایا کہ تمہارے خرچ (یعنی کوشش) کے مطابق (تمہیں اس کا اجر ملے گا)

580- وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِىٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ وَاِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَا اَعْرِفُ حَدِيْثَ اَحَدِهِمَا مِنَ الْاٰخَرِ اَنَّ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

✧✧ قاسم بن محمد کہتے ہیں، سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں نے دو مناسک (حج و عمرہ) ادا کیے ہیں۔ (امام مسلم ؒ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے۔

581- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا و قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْىَ اَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ فَحَلَّ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْىَ وَنِسَآؤُهٗ لَمْ يَسُقْنَ الْهَدْىَ فَاَحْلَلْنَ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّاَرْجِعُ اَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ اَوْ مَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِىَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِىْ مَعَ اَخِيْكِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّىْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ صَفِيَّةُ مَا اُرَانِىْ اِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى اَوْ مَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلٰى قَالَ لَا بَاْسَ انْفِرِىْ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَلَقِيَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِّنْ مَّكَّةَ وَاَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا اَوْ اَنَا مُصْعِدَةٌ وَّهُوَ مُنْهَبِطٌ مِّنْهَا و قَالَ اِسْحٰقُ مُتَهَبِّطَةٌ وَّمُتَهَبِّطٌ

✧✧ سیّدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے، ہمارا صرف حج کرنے کا ارادہ تھا جب ہم

(مکہ) پہنچ گئے اور ہم نے بیت اللہ کا طواف کرلیا تو نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا' وہ احرام کھول دے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' جو مرد قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائے تھے انہوں نے احرام کھول دیا۔ خواتین بھی جانور ساتھ نہیں لائیں تھیں' انہوں نے بھی احرام کھول دیا' مجھے حیض آ گیا اس لیے میں بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکی۔ ''حصبہ'' کی رات میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! لوگ عمرہ اور حج کر کے واپس جائیں گے اور میں صرف حج کر کے واپس جاؤں گی' آپ نے دریافت کیا' جب ہم لوگ مکہ آئے تھے تو کیا تم نے طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کی' جی نہیں! آپ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کے ساتھ ''تنعیم'' جاؤ اور پھر فلاں جگہ (ہمارے ساتھ) مل جانا۔ سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' مجھے لگ رہا ہے کہ میری وجہ سے آپ کو رکنا پڑے گا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے قربانی کے دن طواف نہیں کرلیا تھا؟ انہوں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں تم روانہ ہو جاؤ۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' پھر میری ملاقات نبی اکرم ﷺ سے اس وقت ہوئی جب آپ اوپر کی طرف جارہے تھے اور میں نیچے کی طرف اُتر رہی تھی (یا شاید سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا تھا) میں اوپر کی طرف جارہی تھی اور آپ نیچے کی طرف اُتر رہے تھے (یعنی آپ مکہ سے روانہ ہورہے تھے اور میں عمرے کا احرام باندھ کر عمرے کے لیے آرہی تھی)

582- وَحَدَّثَنَاهُ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُلَبِّیْ لَا نَذْكُرُ حَجًّا وَّلَا عُمْرَةً وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہم تلبیہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے' ہمارا (بطورِ خاص) حج یا عمرے (میں سے کسی ایک) کا ارادہ نہیں تھا (اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے)

583- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعٍ مَّضَيْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ اَوْ خَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَیَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ مَنْ اَغْضَبَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ اَوَمَا شَعَرْتِ اَنِّیْ اَمَرْتُ النَّاسَ بِاَمْرٍ فَاِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُوْنَ قَالَ الْحَكَمُ كَاَنَّهُمْ يَتَرَدَّدُوْنَ اَحْسِبُ وَلَوْ اَنِّیْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْیَ مَعِیْ حَتّٰى اَشْتَرِيَهُ ثُمَّ اَحِلُّ كَمَا حَلُّوْا

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ذوالحج کی چار یا پانچ تاریخ کو نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے' آپ اس وقت غصے میں تھے۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! آپ کس وجہ سے غصے میں ہیں؟ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے غور نہیں کیا کہ میں نے لوگوں کو ایک حکم دیا اور وہ (اس پر عمل کرنے کے بارے میں) تردد کا شکار ہیں؟ جو بات مجھے بعد میں پتہ چلی ہے اگر وہ پہلے پتہ چل جاتی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا (بلکہ مکہ آکر) اسے خریدتا اور اس طرح احرام کھول دیتا جیسے ان لوگوں نے احرام کھول دیا (جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائے تھے)

584- وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعٍ أَوْ خَمْسٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّكَّ مِنَ الْحَكَمِ فِي قَوْلِهِ يَتَرَدَّدُونَ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحج کی چار یا پانچ تاریخ کو تشریف لائے (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور اس روایت میں راوی حکم کا شک منقول نہیں ہے جو لفظ ''یتر ددون'' کے بارے میں سابقہ روایت میں منقول ہے۔

585- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ فَقَدِمَتْ وَلَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا وَقَدْ أَهَلَّتْ بِالْحَجِّ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّفْرِ يَسَعُكِ طَوَافُكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ فَأَبَتْ فَبَعَثَ بِهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' انہوں نے عمرے کا احرام باندھا اور مکہ آ گئی لیکن حیض آ جانے کی وجہ سے انہوں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا دیگر تمام مناسک ادا کر لیے اور پھر انہوں نے حج کا احرام باندھ لیا (حج سے فارغ ہو جانے کے بعد) روانگی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا (حج کے دوران) تمہارا طواف حج اور عمرے کے لیے کافی ہوگا۔ (یعنی تم عمرہ نہ کرو) لیکن سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کو قبول نہیں کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ ''تنعیم'' بھیجا اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد عمرہ کیا۔

586- وَحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَاضَتْ بِسَرِفَ فَتَطَهَّرَتْ بِعَرَفَةَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْزِئُ عَنْكِ طَوَافُكِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ''سرف'' کے مقام پر انہیں حیض آ گیا اور وہ عرفہ کے دن پاک ہوئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج سے فارغ ہونے کے بعد) ان سے کہا' صفا و مروہ کا تمہارا طواف' حج اور عمرے (دونوں) کے لیے کافی ہے۔

587-وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قُرَّةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ شَيْبَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيَرْجِعُ النَّاسُ بِأَجْرَيْنِ وَأَرْجِعُ بِأَجْرٍ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَنْطَلِقَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ قَالَتْ فَأَرْدَفَنِي خَلْفَهُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ أَرْفَعُ خِمَارِي أَحْسُرُهُ عَنْ عُنُقِي فَيَضْرِبُ رِجْلِي بِعِلَّةِ الرَّاحِلَةِ قُلْتُ لَهُ وَهَلْ تَرَى مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْحَصْبَةِ۔

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' انہوں نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا لوگ دو اجر لے کر واپس جائیں گے اور میں ایک اجر لے کر واپس جاؤں گی تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر تنعیم جائیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' انہوں نے مجھے اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا' میں نے (سفر کے دوران تنہا ہونے کی وجہ

سے) اپنی چادر سر سے اُتار لی تو عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے میرے پاؤں پہ پالان کی لکڑی کے ذریعے مارا تو میں نے ان سے پوچھا' کیا تمہیں کوئی شخص نظر آ رہا ہے (جو مجھے چادر اہتمام سے اوڑھنے کی ضرورت ہو) پھر میں نے عمرے کا احرام باندھا (اور عمرے سے فارغ ہونے کے بعد) ہم نبی اکرم ﷺ تک پہنچ گئے' آپ اس وقت ''حصبہ'' میں مقیم تھے۔

588- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو اَخْبَرَهٗ عَمْرُو بْنُ اَوْسٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يُّرْدِفَ عَآئِشَةَ فَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ

✧✧ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ لے جائیں اور انہیں ''تنعیم'' سے عمرے (کا احرام بندھوا کر) لائیں۔

589- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيْعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اَقْبَلْنَا مُهِلِّيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَّاَقْبَلَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِعُمْرَةٍ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِسَرِفَ عَرَكَتْ عَآئِشَةُ حَتّٰى اِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّحِلَّ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ هَدْيٌ قَالَ فَقُلْنَا حِلُّ مَاذَا قَالَ الْحِلُّ كُلُّهٗ فَوَاقَعْنَا النِّسَآءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيْبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا اَرْبَعُ لَيَالٍ ثُمَّ اَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَوَجَدَهَا تَبْكِيْ فَقَالَ مَا شَاْنُكِ قَالَتْ شَاْنِيْ اَنِّيْ قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ اَحْلِلْ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُوْنَ اِلَى الْحَجِّ الْاٰنَ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاغْتَسِلِيْ ثُمَّ اَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ حَتّٰى اِذَا طَهَرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيْعًا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ اَنِّيْ لَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَجَجْتُ قَالَ فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ وَذٰلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم صرف حج کا احرام باندھ کر نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے جبکہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا جب ہم سرف پہنچے تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا۔ (مکہ مکرمہ) آ کر ہم نے خانہ کعبہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جس شخص کے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دے۔ ہم نے دریافت کیا' احرام کھولنے کا مطلب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: مکمل طور پر احرام (کی پابندیوں سے آزاد) ہو جانا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہم نے اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کی' خوشبو لگائی' (سلے ہوئے) کپڑے پہنے جبکہ ہمارے اور عرفہ کے درمیان چار راتیں رہ گئی تھیں پھر ترویہ کے دن (آٹھ ذوالحج کو) ہم نے (حج کا) احرام باندھ لیا پھر نبی اکرم ﷺ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رو رہی تھیں' آپ نے دریافت کیا' کیا بات ہے؟ انہوں نے جواب دیا' مجھے حیض آ گیا۔

حدیث 588: بخاری (1692)' (2822)' (2823) ابوداؤد (1995) ترمذی (934) ابن ماجہ (2999) داری (1862)' (1863) احمد (1705)' (1710)' (26007) ابن خزیمہ (3025)' (3026) مستدرک (1766)' (6017) بیہقی (8426)' (8578)' (8580)

حدیث 589: احمد (14362)' (14986)' (15281) مستدرک (2650)' (5873) بیہقی (8605)' (8777)' (9206) ابو یعلی (3908) معجم کبیر (6570)' (4461)' (13349)

لوگوں نے (طواف کرنے کے بعد عمرہ کر کے) احرام کھول دیا۔ (لیکن میں حیض کی وجہ سے طواف نہیں کر سکی اس لیے میرا عمرہ نہیں ہوا اس لیے میں عمرے کا احرام نہیں کھول سکی اور اب حج کا احرام بھی نہیں باندھ سکی) لیکن میں نے احرام نہیں کھولا اور بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا اور اب لوگ حج کے لیے (میدانِ عرفات) جانے (کے لیے تیار) ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لیے مقرر کر دیا ہے، تم غسل کر کے حج کا احرام باندھ لو۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا اور وہ (مزدلفہ، عرفات وغیرہ) ہر مقام پر ٹھہریں پھر جب وہ پاک ہوگئی تو انہوں نے خانہ کعبہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے حج اور عمرے سے اکٹھی فارغ ہوگئی ہو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے یہ اُلجھن درپیش ہے کہ میں نے حج سے پہلے (عمرے میں) بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! اسے تنعیم لے جاؤ تا کہ وہاں سے یہ عمرے کا احرام باندھ لے۔ (راوی کہتے ہیں) یہ واقعہ ''حصبہ'' کی رات پیش آیا۔

590- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ تَبْكِي فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا قَبْلَ هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رو رہی تھیں۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

591-وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَّعْنِي ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ مَّطَرٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا سَهْلًا اِذَا هَوِيَتِ الشَّيْءَ تَابَعَهَا عَلَيْهِ فَاَرْسَلَهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مِّنَ التَّنْعِيْمِ قَالَ مَطَرٌ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عَآئِشَةُ اِذَا حَجَّتْ صَنَعَتْ كَمَا صَنَعَتْ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے حج (حجۃ الوداع) کے موقع پر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے تاہم اس میں یہ بات زائد ہے۔ نبی اکرم ﷺ نرم مزاج تھے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو بھی فرمائش کرتی تھیں، آپ اسے پورا کر دیتے تھے۔ آپ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ بھجوایا، انہوں نے ''تنعیم'' سے عمرے کا احرام باندھا۔

شیخ ابوزبیر بیان کرتے ہیں، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (نبی اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد) جب بھی حج کرتی تھیں تو اسی طرح حج کرتی تھیں جیسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ہمراہی میں کیا تھا۔

حدیث 590: بخاری (1538) ابو داؤد (1895) ترمذی (942)، (948) نسائی (2770)، (2986) ابن ماجہ (2975) احمد (4964)، (5350)، (14454) ابن حبان (3819) بیہقی (9139)، (9201)، (9202) ابو یعلی (2012) دار قطنی (81)، (94)، (108)

592- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُوْالزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ اَخْبَرَنَا اَبُوْخَيْثَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ مَعَنَا النِّسَآءُ وَالْوِلْدَانُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ قَالَ قُلْنَا اَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ قَالَ فَاَتَيْنَا النِّسَآءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَمَسِسْنَا الطِّيبَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ وَكَفَانَا الطَّوَافُ الْاَوَّلُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْتَرِكَ فِي الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِيْ بَدَنَةٍ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کا احرام باندھ کر روانہ ہوئے' ہمارے ساتھ بچے بھی تھے جب ہم مکہ آئے اور ہم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی کر لی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دے۔ ہم نے عرض کی' وہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا: مکمل طور پر (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہم نے اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کی' سلے ہوئے کپڑے پہنے' خوشبو لگائی۔ ترویہ کے دن (آٹھ ذوالحج) کو ہم نے حج کا احرام باندھ لیا۔ ہمارے لیے صفا و مروہ کا پہلا طواف ہی کافی تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے مشترکہ طور پر قربان کریں یوں کہ ایک جانور میں سات لوگوں کا حصہ ہو۔

593- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْالزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَحْلَلْنَا اَنْ نُّحْرِمَ اِذَا تَوَجَّهْنَا اِلٰى مِنًى قَالَ فَاَهْلَلْنَا مِنَ الْاَبْطَحِ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب ہم نے (عمرے کا) احرام کھول دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم منیٰ جانے لگیں تو (حج کا) احرام باندھ لیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' ہم نے ''ابطح'' کے مقام پر (حج کا) احرام باندھا۔

594- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْالزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا زَادَ فِيْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ طَوَافَهُ الْاَوَّلَ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' (حجۃ الوداع کے موقع پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے صفا و مروہ کی ایک ہی مرتبہ سعی کی۔

595- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ

حدیث595: بخاری (1623)' (1633)' (2793) ابوداؤد (1787)' (1788)' (1792) نسائی (2650)' (2804)' (2805) ابن ماجہ (2980)' (2981)' (2983) مؤطا (881) احمد (2348)' (2360)' (4996) ابن حبان (3791)' (3929)' (4019) ابن خزیمہ (2785)' (2795)' (2786) بیہقی (8399)' (8468)' (8603) ابویعلی (2822)' (4345)' (5693) معجم کبیر (6574)' (6577)' (6581) دارقطنی (32)

بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي نَاسٍ مَّعِيَ قَالَ اَهْلَلْنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَّحْدَهُ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَّضَتْ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ فَاَمَرَنَا اَنْ نُّحِلَّ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ حِلُّوْا وَاَصِيبُوا النِّسَآءَ قَالَ عَطَآءٌ وَّلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ اَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ اَمَرَنَا اَنْ نُّفْضِيَ اِلٰى نِسَآئِنَا فَنَاْتِيَ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَنِيَّ قَالَ يَقُوْلُ جَابِرٌ بِيَدِهٖ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى قَوْلِهٖ بِيَدِهٖ يُحَرِّكُهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ اَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَصْدَقُكُمْ وَاَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِيْ لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّوْنَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْيَ فَحِلُّوْا فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيٌّ مِّنْ سِعَايَتِهٖ فَقَالَ بِمَ اَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا قَالَ وَاَهْدٰى لَهٗ عَلِيٌّ هَدْيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ فَقَالَ لِاَبَدٍ

✧✧ عطا کہتے ہیں' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کئی لوگوں کی موجودگی میں یہ بات بیان کی کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے صرف حج کا احرام باندھا پھر چار ذوالحج کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم احرام کھول دیں۔ عطاء کہتے ہیں' (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) احرام کھول دو اور اپنی بیویوں سے صحبت کرلو۔ عطا کہتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لازمی حکم نہیں دیا بلکہ ان کے لیے ایسا کرنا صرف حلال قرار دیا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہم نے (ایک دوسرے سے) کہا ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن رہ گئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنی بیویوں کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرلیں۔ (اگر ہم ایسا کر لیتے ہیں) تو اس کے فوراً بعد ہم عرفہ چلے جائیں گے۔ اور ہماری شرمگاہوں سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے۔ عطا کہتے ہیں' یہ بات حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارے کے ذریعے کہی' ان کے ہاتھ کی حرکت کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا' تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں' تم سب سے زیادہ سچا اور نیک ہوں اگر (میرے ساتھ) قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی تمہاری طرح احرام کھول دیتا اور جو حکم مجھے بعد میں ملا ہے اگر وہ پہلے مل جاتا تو میں قربانی کا جانور ساتھ لے کر ہی نہ آتا لہٰذا تم احرام کھول دو۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہم نے احرام کھول دیئے اور آپ کے حکم پر عمل کیا۔

عطا کہتے ہیں' حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ (یمن سے) صدقات وغیرہ وصول کر کے (سیدھا مکہ آ گئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا' تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ انہوں نے عرض کی' وہی جو اللہ کے نبی نے باندھا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا' تم قربانی کا جانور تیار رکھو اور حالتِ احرام میں رہو۔ (راوی کہتے ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کا جانور تیار رکھا۔ (اس موقع پر) حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ حکم اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ آپ نے جواب دیا' ہمیشہ کے لیے ہے۔

596 - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَهْلَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ اَمَرَنَا اَنْ نُحِلَّ وَنَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيْنَا وَضَاقَتْ بِهٖ صُدُوْرُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَدْرِیْ اَشَیْءٌ بَلَغَهٗ مِنَ السَّمَآءِ اَمْ شَیْءٌ مِّنْ قِبَلِ النَّاسِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اَحِلُّوْا فَلَوْلَا الْهَدْیُ الَّذِیْ مَعِیَ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ قَالَ فَاَحْلَلْنَا حَتّٰى وَطِئْنَا النِّسَآءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کا احرام باندھا جب ہم مکہ آئے تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم احرام کھول دیں اور اسے عمرے کا احرام قرار دیں۔ یہ بات ہمارے لیے مشکل کا باعث بنی اور ہمارے ذہن میں اُلجھن پیدا ہوئی جب اس کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی۔ (راوی کہتے ہیں) ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کو وحی کے ذریعے پتہ چلا یا کسی آدمی کے ذریعے پتہ چلا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! احرام کھول دو اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جو تم نے کیا ہے (یعنی احرام کھول دیتا)۔ حضرت جابر ﷛ کہتے ہیں' ہم نے احرام کھول دیا' اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کی اور وہ تمام کام کیے (جو حالتِ احرام میں نہیں کیے جا سکتے جیسے خوشبو لگانا' سلے ہوئے کپڑے پہننا وغیرہ) پھر ترویہ کے دن (آٹھ ذوالحج کو) ہم نے مکہ کی طرف پشت کی اور حج کا احرام باندھ کر (منیٰ روانہ ہوئے)

597- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ نَافِعٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ مُتَمَتِّعًا بِعُمْرَةٍ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِاَرْبَعَةِ اَيَّامٍ فَقَالَ النَّاسُ تَصِيْرُ حَجَّتُكَ الْاٰنَ مَكِّيَّةً فَدَخَلْتُ عَلٰى عَطَآءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ فَاسْتَفْتَيْتُهٗ فَقَالَ عَطَآءٌ حَدَّثَنِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ حَجَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ سَاقَ الْهَدْیَ مَعَهٗ وَقَدْ اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِلُّوْا مِنْ اِحْرَامِكُمْ فَطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوْا وَاَقِيْمُوْا حَلَالًا حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَاَهِلُّوْا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِیْ قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً قَالُوْا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَّقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ قَالَ افْعَلُوْا مَا اٰمُرُكُمْ بِهٖ فَاِنِّیْ لَوْلَا اَنِّیْ سُقْتُ الْهَدْیَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِیْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ لَّا يَحِلُّ مِنِّیْ حَرَامٌ (حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ) فَفَعَلُوْا

✧✧ موسیٰ بن نافع کہتے ہیں' میں ترویہ سے چار دن پہلے عمرے کا احرام باندھ کر مکہ آیا تو لوگوں نے کہا' اب تمہارا حج اہلِ مکہ کی مانند ہو گیا ہے۔ میں حضرت عطا بن ابی رباح کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا' مجھے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ﷠ نے یہ حدیث سنائی ہے جس سال نبی اکرم ﷺ قربانی کا جانور ساتھ لے کر حج کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی اس حج میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ شرکت کی تھی' سب لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھا۔ (مکہ پہنچ کر) نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا' احرام کھول دو' بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کر لو اور بال کاٹ لو پھر ترویہ کے دن تک حالتِ احرام کے بغیر رہو پھر حج کا احرام باندھ لو' اپنے سابقہ احرام کو تمتع کر لو۔ لوگوں نے عرض کی' ہم اسے کیسے تمتع کریں؟ حالانکہ ہم نے حج کی نیت کی تھی۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں جو حکم دے رہا ہوں' وہی کرو اگر میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جس کا تمہیں حکم دے رہا ہوں لیکن میرے لیے اس وقت تک احرام کھولنا جائز نہیں ہے جب تک قربانی کا یہ جانور اپنے مخصوص مقام تک نہ پہنچ جائے (یعنی ۱۰ ذوالحج کو قربان نہ ہو جائے۔ راوی کہتے ہیں) لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

598 - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْهِشَامٍ الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُوْمِيُّ عَنْ اَبِي عَوَانَةَ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَّنَحِلَّ قَالَ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ہم لوگ حج کا احرام باندھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (مکہ) آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا' ہم اسے عمرے میں تبدیل کر کے احرام کھول دیں اور آپ کے ہمراہ کیونکہ قربانی کا جانور بھی تھا اس لیے آپ اپنے (حج کے) احرام کو عمرے (کے احرام) میں تبدیل نہیں کر سکتے تھے۔

599 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّاْمُرُ بِالْمُتْعَةِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهٰى عَنْهَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ عَلٰى يَدَيَّ دَارَ الْحَدِيْثُ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ يُحِلُّ لِرَسُوْلِهٖ مَا شَآءَ بِمَا شَآءَ وَاِنَّ الْقُرْاٰنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهٗ (فَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ) كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ وَاَبِتُّوا نِكَاحَ هٰذِهِ النِّسَآءِ فَلَنْ اُوْتٰى بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَاَةً اِلٰى اَجَلٍ اِلَّا رَجَمْتُهٗ بِالْحِجَارَةِ

✧✧ ابونضیر کہتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں حج تمتع کرنے کا حکم دیتے تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہمیں اس سے منع کرتے تھے۔ میں نے اس بات کا ذکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کیا' تو وہ بولے یہ حدیث میرے ذریعے ہی مشہور ہوئی ہے کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج تمتع کیا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں یہ حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے اپنی مشیت کے مطابق جو چاہا' جائز قرار دیا لیکن قرآن نے ضروری احکام بیان کر دیئے ہیں اس لیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) تمہیں حکم دیا ہے' تم حج اور عمرے کو پورا ادا کرو اور خواتین کے ساتھ باقاعدہ نکاح کرو اب اگر میرے پاس کوئی ایسا شخص لایا گیا جس نے کسی عورت کے ساتھ عارضی نکاح کیا ہو تو میں اسے سنگسار کر دوں گا۔

600 - وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ فَافْصِلُوْا حَجَّكُمْ مِنْ عُمْرَتِكُمْ فَاِنَّهٗ اَتَمُّ لِحَجِّكُمْ وَاَتَمُّ لِعُمْرَتِكُمْ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ زائد ہیں' تم حج اور عمرہ الگ' الگ ادا کرو اس طرح تمہارا حج بھی پورا ہوگا اور تمہارا عمرہ بھی پورا ہوگا۔

601 - وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَّاَبُوالرَّبِيْعِ وَقُتَيْبَةُ جَمِيْعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّجْعَلَهَا عُمْرَةً

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ کہتے ہوئے (مکہ) آئے' ہم حج کے لیے

حدیث 599: (نسائی (2728) موطا (769) احمد (369)' (21321)' (26991) ابن حبان (3940) بیہقی (8660)' (8661) ابو یعلی (5061) معجم کبیر (231)' (233)' (235)

حاضر ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم (اپنے ارادے کو) عمرے میں تبدیل کر لیں۔

بَاب: 17 حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم ﷺ کا حج

602- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ جَمِيْعًا عَنْ حَاتِمٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ الْمَدَنِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ فَقُلْتُ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى رَاْسِىْ فَنَزَعَ زِرِّىَ الْاَعْلٰى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّىَ الْاَسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ اَخِىْ سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَسَاَلْتُهٗ وَهُوَ اَعْمٰى وَحَضَرَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ فَقَامَ فِىْ نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلٰى مَنْكِبِهٖ رَجَعَ طَرَفَاهَا اِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا وَرِدَاؤُهٗ اِلٰى جَنْبِهٖ عَلَى الْمِشْجَبِ فَصَلّٰى بِنَا فَقُلْتُ اَخْبِرْنِىْ عَنْ حَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِيَدِهٖ فَعَقَدَ تِسْعًا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اُذِّنَ فِى النَّاسِ فِى الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ اَنْ يَّاْتَمَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهٖ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِىْ وَاسْتَثْفِرِىْ بِثَوْبٍ وَّاَحْرِمِىْ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ عَلَى الْبَيْدَاءِ نَظَرْتُ اِلٰى مَدِّ بَصَرِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَّاكِبٍ وَّمَاشٍ وَّعَنْ يَّمِيْنِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَّسَارِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْاٰنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَاْوِيْلَهٗ وَمَا عَمِلَ بِهٖ مِنْ شَىْءٍ عَمِلْنَا بِهٖ فَاَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِىْ يُهِلُّوْنَ بِهٖ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ وَلَزِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلْبِيَتَهٗ قَالَ جَابِرٌ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ لَسْنَا نَنْوِىْ اِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ اِلٰى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَرَاَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَكَانَ اَبِىْ يَقُوْلُ وَلَا اَعْلَمُهٗ ذَكَرَهٗ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِى الرَّكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ اِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَاَ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ فَبَدَاَ بِالصَّفَا فَرَقِىَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَاَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهٗ وَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ اِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى انْصَبَّتْ

حدیث 602: ابوداؤد (1905) ابن ماجہ (3074) دارمی (1850) ابن حبان (3944) بیہقی (8609)'(9221)

قَدَمَاهُ فِی بَطْنِ الْوَادِیْ سَعٰی حَتّٰی اِذَا صَعِدَتَا مَشٰی حَتّٰی اَتَی الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَی الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَی الصَّفَا
حَتّٰی اِذَا كَانَ اٰخِرُ طَوَافٍ عَلَی الْمَرْوَةِ فَقَالَ لَوْ اَنِّیْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْیَ وَجَعَلْتُهَا
عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْیٌ فَلْيُحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَهٗ وَاحِدَةً فِی الْاُخْرٰی وَقَالَ دَخَلَتِ
الْعُمْرَةُ فِی الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِاَبَدِ اَبَدٍ وَّقَدِمَ عَلِیٌّ مِّنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَّاكْتَحَلَتْ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ اِنَّ اَبِیْ اَمَرَنِیْ بِهٰذَا قَالَ
فَكَانَ عَلِیٌّ يَّقُوْلُ بِالْعِرَاقِ فَذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّشًا عَلٰی فَاطِمَةَ لِلَّذِیْ صَنَعَتْ
مُسْتَفْتِيًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا ذَكَرَتْ عَنْهُ فَاَخْبَرْتُهٗ اَنِّیْ اَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ صَدَقَتْ
صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِيْنَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُهِلُّ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُكَ قَالَ فَاِنَّ مَعِیَ الْهَدْیَ فَلَا
تَحِلُّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْیِ الَّذِیْ قَدِمَ بِهٖ عَلِیٌّ مِّنَ الْيَمَنِ وَالَّذِیْ اَتٰی بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً قَالَ
فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوْا اِلَّا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْیٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا
اِلٰی مِنًی فَاَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ
وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلًا حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاَمَرَ بِقُبَّةٍ مِّنْ شَعَرٍ تُضْرَبُ لَهٗ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ اِلَّا اَنَّهٗ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ فَاَجَازَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَتٰی عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهٗ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰی اِذَا زَاغَتِ
الشَّمْسُ اَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهٗ فَاَتٰی بَطْنَ الْوَادِیْ فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ دِمَائَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ
كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَیَّ مَوْضُوْعٌ
وَّدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَّاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِیْ بَنِیْ سَعْدٍ
فَقَتَلَهٗ هُذَيْلٌ وَّرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَّاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ فَاتَّقُوْا
اللّٰهَ فِی النِّسَآءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ
فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَّلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابَ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تُسْاَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ
قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَی السَّمَآءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَی النَّاسِ
اللّٰهُمَّ اشْهَدْ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا
ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَتَی الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ اِلَی الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ
حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا حَتّٰی غَابَ
الْقُرْصُ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ خَلْفَهٗ وَدَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتّٰی اِنَّ رَاْسَهَا
لَيُصِيْبُ مَوْرِكَ رَحْلِهٖ وَيَقُوْلُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰی اَيُّهَا النَّاسُ السَّكِيْنَةَ السَّكِيْنَةَ كُلَّمَا اَتٰی جَبَلًا مِّنَ الْجِبَالِ اَرْخٰی لَهَا

قَلِيلًا حَتّٰى تَصْعَدَ حَتّٰى اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِاَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّاِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ وَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى اَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى اَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَاَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ وَّكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ اَبْيَضَ وَسِيْمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهٖ ظُعُنٌ يَّجْرِيْنَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهِنَّ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ فَحَوَّلَ الْفَضْلُ وَجْهَهٗ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ يَنْظُرُ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ يَصْرِفُ وَجْهَهٗ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ يَنْظُرُ حَتّٰى اَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطَى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى اَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا مِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَّسِتِّيْنَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَعْطٰى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَاَشْرَكَهٗ فِيْ هَدْيِهٖ ثُمَّ اَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَاَكَلَا مِنْ لَّحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَّرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ اِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَاَتٰى بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُوْنَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوْا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا اَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوْهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ

✧✧ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ہم حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے سب لوگوں کا تعارف دریافت کیا' جب میری باری آئی تو میں نے کہا' میں محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم ہوں انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ میرے سر کی طرف بڑھائے پھر میری قمیص کا اوپر والا پھر نیچے والا بٹن کھول کر اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا۔ میں ان دنوں نوجوان تھا' وہ بولے' اے بھتیجے! خوش آمدید! تم اپنے چچا سے جو چاہو' پوچھ سکتے ہو' میں نے ان سے کچھ دریافت کیا' وہ نابینا ہو چکے تھے' نماز کا وقت ہوا تو وہ ایک چادر اوڑھ کر کھڑے ہو گئے' وہ جب بھی اپنا پلو کندھے پر ڈالتے تو چادر چھوٹی ہونے کی وجہ سے وہ پلو نیچے گر جاتا حالانکہ اس وقت ان کی ایک بڑی چادر پاس لٹکی ہوئی تھی۔ انہوں نے ہمیں نماز پڑھا دی تو میں نے ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں دریافت کیا' انہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے نو کا اشارہ کرتے ہوئے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ منورہ میں قیام کے ابتدائی) نو برس تک حج نہیں کیا پھر دسویں برس لوگوں میں یہ اعلان کیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے تاکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں حج ادا کریں اور اسی طرح حج کریں جیسے آپ کریں۔ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں روانہ ہوئے اور ''ذوالحلیفہ'' پہنچ گئے وہاں سیّدہ اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ پیغام بھجوایا کہ اب میں کیا کروں؟ تو آپ نے جواب بھجوایا' تم غسل کر کے (شرم گاہ پہ) ایک کپڑا باندھ کر احرام باندھ لو۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز ادا کی اور (اپنی اونٹنی) قصواء پر سوار ہوئے۔ ''بیداء'' کے مقام پر جب وہ اونٹنی روانگی کے لیے کھڑی ہوئی تو میں نے دیکھا کہ جہاں تک نظر جاتی تھی' پیدل اور سوار (بے شمار) لوگ تھے جو آپ کے آگے پیچھے' دائیں بائیں ہر طرف موجود تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان

موجود تھے اور آپ پر قرآن نازل ہو رہا تھا جس کے مفہوم سے آپ آگاہ تھے۔ آپ نے جو بھی عمل کیا ہم نے بھی وہی کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار پر مشتمل یہ تلبیہ پڑھنا شروع کیا:

لبيك اللهم لبيك لاشريك لك لبيك ان الحمد والنعمته لك والملك لاشريك لك ۔

لوگوں نے بھی یہی تلبیہ پڑھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ سے زیادہ کوئی لفظ نہیں پڑھا۔ آپ بالالتزام یہی تلبیہ پڑھتے رہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا' عمرے کا کوئی خیال نہیں تھا یہاں تک کہ ہم آپ کی ہمراہی میں بیت اللہ تک پہنچ گئے۔ آپ نے رُکن کا استلام کیا پھر تین مرتبہ رمل کیا اور چار مرتبہ (عام چال میں) چل کر طواف کیا پھر آپ مقامِ ابراہیم کی طرف بڑھ گئے اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔

''مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔''

پھر آپ نے مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کر کے (نماز ادا کی)

(امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میرے والد نے یہ بات بھی بیان کی اور یہ یقیناً حدیث کا حصہ ہوگی کہ نبی اکرم ﷺ نے دو رکعات ادا کی اور ان میں سورۂ اخلاص اور سورۂ الکافرون پڑھی پھر آپ رُکن کی طرف واپس آئے اس کا استلام کیا پھر دروازے سے نکل گئے۔ ''صفا'' کی طرف تشریف لے گئے جب آپ صفا کے قریب پہنچے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''

(پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) میں وہیں سے آغاز کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ نے پہلے کیا ہے۔ آپ نے صفا سے (سعی کرنے) کا آغاز کیا اس پر چڑھے یہاں تک کہ جب آپ نے بیت اللہ کو دیکھا تو قبلہ کی طرف رُخ کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کبریائی کا اعتراف کیا اور یہ کلمات پڑھے:

لا الـه الا الله وحـده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير لا اله الا الله وحده انجز وعده و نصر عبده وهزم الاحزاب وحده ۔

''ایک اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے اور حمد اسی کے لیے خاص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ ایک اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا' اپنے خاص بندے کی مدد کی اور اسی ایک نے (کفار کے) لشکروں کو ہزیمت سے دوچار کیا۔''

(راوی کہتے ہیں) پھر آپ نے دعا کی پھر یہی کلمات تین مرتبہ کہے پھر آپ مروہ آئے جب آپ کے قدم وادی کے درمیان میں پہنچے تو آپ دوڑے جب اوپر چڑھ گئے تو چلنے لگے پھر آپ مروہ آئے اور وہاں بھی وہی عمل کیا جو صفا میں کیا تھا۔ مروہ کا آخری چکر لگانے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے معاملے میں جس چیز کی طرف بعد میں میری توجہ مبذول ہوئی اگر پہلے ہو جاتی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا اور (احرام کو) عمرے میں تبدیل کر لیتا لہٰذا تم میں سے جس کے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ (اپنے احرام کو) عمرے میں تبدیل کر لے۔ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! یہ حکم اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال کر دو مرتبہ ارشاد فرمایا: عمرہ حج میں داخل ہو گیا'

(اور یہ حکم) ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی کے اونٹ لے کر آئے تھے' انہوں نے دیکھا کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی احرام کھول چکی ہیں۔ انہوں نے رنگین کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرمہ لگایا ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ناراضگی کے عالم میں کہا' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جارہا ہوں۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا) کہ وہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طرزِ عمل پر ناراضگی کا اظہار کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کریں' (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے ان (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) پر اعتراض کیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس نے سچ کہا ہے' اس نے سچ کہا ہے۔ (پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا) تم نے حج کے بارے میں کیا نیت کی تھی؟ انہوں نے عرض کی' میں نے یہ نیت کی تھی' اے اللہ! میں وہی احرام باندھ رہا ہوں جو تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے باندھا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھ تو ہدی موجود ہے (اس لیے میں احرام نہیں کھول سکتا) تم بھی احرام نہ کھولنا (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ سے) قربانی کے جو جانور لائے تھے' ان کی تعداد ایک سو تھی اور جن لوگوں کے ہمراہ قربانی کے جانور تھے' ان کے علاوہ سب لوگوں نے احرام کھول دیئے۔ ترویہ کے دن (آٹھ ذوالحج کو) جب یہ لوگ منیٰ روانہ ہونے لگے تو انہوں نے حج کا احرام باندھ لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہوئے اور آپ نے (منیٰ میں) ظہر' عصر' مغرب' عشا اور فجر کی نماز ادا کی پھر آپ سورج نکلنے تک وہیں ٹھہرے رہے پھر آپ نے ''نمرہ'' میں خیمہ لگانے کا حکم دیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے' قریش کو یقین تھا کہ آپ ''مشعرِ حرام'' کے قریب ٹھہریں گے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں قریش ٹھہرا کرتے تھے' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزر کر عرفات آ گئے وہاں آپ نے دیکھا کہ ''نمرہ'' میں آپ کے لیے خیمہ تیار کر دیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصواء (اونٹنی) کو تیار کرنے کا حکم دیا (پھر آپ اس پر سوار ہو کر) میدان کے درمیان میں تشریف لے گئے' وہاں آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال ایک دوسرے کے لیے اسی طرح قابلِ احترام ہیں جیسے آج کا یہ دن' یہ مہینہ اور یہ شہر قابلِ احترام ہے۔ خبردار! (آج) زمانہ جاہلیت سے تعلق رکھنے والی ہر چیز میرے پیروں تلے موجود ہے۔ زمانہ جاہلیت کے خون (قتل) معاف ہیں' سب سے پہلے میں ربیعہ بن حارث کے صاحب زادے کا خون معاف کرتا ہوں جو بنو سعد میں پرورش پا رہا تھا اور اسے قبیلہ ہذیل کے کسی فرد نے قتل کر دیا تھا۔ زمانہ جاہلیت کے سود بھی معاف ہیں اور میں سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کے سود (جو انہوں نے لوگوں سے وصول کرنے ہیں) معاف کرتا ہوں۔ وہ مکمل طور پر معاف ہے' خواتین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ تم نے اللہ کی امان کے ذریعے انہیں حاصل کیا ہے اور اللہ کے حکم کے تحت ان کی شرم گاہوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے' تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے ہاں کسی ایسے شخص کو آنے نہ دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اگر وہ ایسا کریں تو ان کی پٹائی کرو لیکن انہیں زخم نہ آئے۔ تمہارے ذمہ ان کا حق یہ ہے کہ تم مناسب طور پر ان کی خوراک اور لباس فراہم کرو۔

میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم انہیں مضبوطی سے تھام لو تو کبھی گمراہی کا شکار نہیں ہو گے' وہ اللہ کی کتاب ہے۔ (قیامت کے دن) جب تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟ لوگوں نے عرض کی' ہم یہ گواہی دیں گے کہ آپ نے (شرعی احکام کی) تبلیغ کر دی ہے۔ (اپنا فرض) ادا کر دیا ہے اور (ہمیں) نصیحت کر دی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف بلند کر کے لوگوں کی طرف پھیر کے تین مرتبہ فرمایا:

''اے اللہ! تو گواہ ہو جا' اے اللہ! تو گواہ ہو جا''

پھر اذان ہوئی' اقامت کہی گئی اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر اقامت کہی گئی اور آپ نے عصر کی نماز پڑھائی۔

ان دونوں کے درمیان آپ نے کوئی نماز ادا نہیں کی' پھر آپ سوار ہوئے اور ''موقف'' تک آ گئے' آپ نے اپنی اونٹنی ''قصوا'' کا پیٹ پتھروں کی طرف کیا اور لوگوں کے ہجوم کو اپنے سامنے کر کے قبلہ کی طرف منہ کر لیا' آپ سورج غروب ہونے تک وہاں ٹھہرے رہے۔ زردی رخصت ہوتی رہی یہاں تک کہ سورج مکمل طور پر غروب ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا اور روانہ ہوئے' آپ نے مہار کو اتنا زیادہ کھینچا ہوا تھا کہ اونٹنی کا سر پالان کے اگلے حصے سے لگ رہا تھا' آپ نے ہاتھ کے اشارے کے ذریعے لوگوں کو اطمینان سے چلنے کی تلقین کی جب آپ کسی پہاڑ کے قریب جاتے تو مہار کو ڈھیلا کر دیتے تاکہ اونٹنی آسانی سے اوپر چڑھ سکے یہاں تک کہ آپ مزدلفہ تشریف لے آئے وہاں آپ نے مغرب اور عشا کی نماز ایک ہی اذان اور دو اقامتوں کے ہمراہ ادا کی۔ آپ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل ادا نہیں کیے پھر نبی اکرم ﷺ لیٹ گئے یہاں تک کہ صبح صادق کا وقت ہو گیا۔ آپ نے ایک اذان اور ایک اقامت کے ہمراہ فجر کی نماز اس وقت ادا کی جب واضح طور پر صبح ہو چکی پھر آپ قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام تشریف لائے اور قبلہ کی طرف رُخ کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اس کی کبریائی کا تذکرہ کیا اس کے معبود ہونے اور اس کی وحدانیت کا اعتراف کیا' آپ اس وقت تک وہاں ٹھہرے رہے جب تک اچھی طرح روشنی نہیں پھیل گئی۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے آپ واپسی کے لیے روانہ ہوئے آپ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے بال بہت خوب صورت تھے' وہ خود بھی خوب صورت اور گورے چٹے تھے' واپسی کے سفر کے دوران نبی اکرم ﷺ کچھ خواتین کے قافلے کے پاس سے گزرے' فضل نے ان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے چہرے پر رکھ کے ان کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔ فضل نے پھر اس طرف دیکھا تو نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ اپنے ہاتھ کے ذریعے ان کا منہ دوسری طرف کر دیا یہاں تک کہ آپ ''بطن محسر'' تک پہنچ گئے۔ آپ نے اونٹنی کو ذرا تیز چلایا اور درمیانی راستے سے گزرے جو سیدھا ''جمرہ کبریٰ'' جا کر نکلتا ہے' درخت کے پاس جو جمرہ ہے وہاں آ کر آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں' ہر کنکری مارتے وقت آپ نے تکبیر کہی۔ وہ کنکری اتنی چھوٹی تھی جسے چٹکی میں پکڑا جا سکے' آپ نے بطن وادی سے کنکریاں پھینکی تھی پھر آپ قربان گاہ میں تشریف لائے اور وہاں آپ نے 3 اونٹ اپنے ہاتھوں سے قربان کیے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے جو انہوں نے قربان کیے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی قربانی میں شریک کیا پھر آپ نے حکم دیا' قربانی کے ہر جانور میں سے کچھ گوشت لے کر اسے ایک ہنڈیا میں پکایا جائے جب وہ گوشت پک گیا تو دونوں حضرات نے اسے کھایا اور اس کا شوربہ پیا پھر نبی اکرم ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ آ کر طواف افاضہ کیا۔ ظہر کی نماز آپ نے مکہ مکرمہ میں ادا کی پھر آپ بنو عبدالمطلب کے افراد کے پاس آئے جو زم زم کے پاس لوگوں کو پانی پلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے بنو عبدالمطلب! پانی نکالو اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ (اس پانی پلانے کو حج کا ضروری رُکن سمجھ کر) تمہیں تنگ کریں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا۔ (راوی کہتے ہیں) ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں پانی کا ڈول پیش کیا' تو آپ نے اس میں سے پانی پی لیا۔

شرح

حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے آدمی تھے؟ اس بارہ میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس حج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نوے ہزار آدمی تھے، بعض حضرات نے ایک لاکھ تیس ہزار اور بعضوں نے اس سے بھی زائد تعداد بیان کی ہے۔ بعض حضرات نے ایک لاکھ تیس ہزار اور بعضوں نے اس سے بھی زائد تعداد بیان کی ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں ان کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے نکاح میں آئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان سے نکاح کیا۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے روانہ ہوئے ہیں تو اس وقت یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق کے نکاح میں تھیں اور ان سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل کرنے کی ہدایت اس بات کی دلیل ہے کہ نفاس والی عورت کو احرام کے لئے غسل کرنا مسنون ہے اور یہ غسل نظافت یعنی ستھرائی کے لئے ہوتا ہے طہارت یعنی پاکی کے لئے نہیں، اسی لئے نفاس والی عورت کو تیمم کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اور یہی حکم حائضہ کا بھی ہے نیز ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کہ "اور پھر احرام باندھ لو یعنی احرام کی نیت کرو اور لبیک کہو" سے یہ بات ثابت ہوتی ہوتی ہے کہ نفاس والی عورت کا احرام صحیح ہوتا ہے۔

اس مسئلہ پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ میں نماز پڑھی" کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی سنت دو رکعت نماز پڑھی، اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر میقات میں مسجد ہو تو مسجد ہی میں یہ دو رکعتیں پڑھنا زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ پڑھ لے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں، نیز اوقات مکروہہ میں یہ نماز نہ پڑھی جائے، علماء یہ بھی لکھتے ہیں کہ تحیۃ المسجد کی طرح فرض نماز بھی اس نماز کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ لسنا نعرف العمرۃ (اور ہم عمرہ سے واقف نہیں تھے۔ یہ جملہ دراصل پہلے جملہ لسنا ننوی الا الحج ہم حج ہی کی نیت کیا کرتے تھے) کی تاکید کے طور پر استعمال کیا گیا۔ ان جملوں کی وضاحت یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں یہ معمول تھا کہ لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو بڑا گناہ سمجھتے تھے، چنانچہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا رد کیا اور حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا حکم فرمایا اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ پہنچے یعنی پہلے ہم ذی طویٰ میں اترے اور رات کو وہیں قیام کیا اور پھر ۱۴ ذی الحجہ کو نہا دھو کر ثنیہ علیا کی طرف سے یعنی جانب بلند سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور پھر باب السلام کی جانب سے مسجد حرام میں آئے اور وہاں آ کر تحیۃ المسجد کی نماز نہیں پڑھی کیونکہ بیت اللہ کا طواف ہی وہاں کا تحیہ ہے۔

تین بار رمل کیا اور چار مرتبہ اپنی رفتار سے طواف کیا" اس بارہ میں یہ تفصیل جان لینی چاہئے کہ خانہ کعبہ کے گرد مطاف پر سات چکر کرنے کو طواف کہتے ہیں۔ کل طواف کے ساتھ چکر ہوتے ہیں اور ہر چکر حجر اسود سے شروع ہو کر حجر اسود ہی پر ختم ہوتا ہے ہر چکر کو اصطلاح شریعت میں "شوط" کہا جاتا ہے۔ طواف کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکر میں تو رمل کرنا چاہئے اور پہلوانوں کی

طرف کندھے ہلا ہلا کر، اکڑ کر اور کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا "رمل" کہلاتا ہے، طواف کے باقی چار چکروں میں آہستہ آہستہ یعنی اپنی معمولی چال کے ساتھ چلنا چاہئے۔ "رمل" یعنی اکڑ کر تیز تیز چلنے کی وجہ یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے لئے مکہ تشریف لائے تو مشرکین نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ تپ یثرب یعنی مدینہ کے بخار نے ان کو بہت ضعیف وست کر دیا ہے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس طرح چل کر اپنی قوت وچستی کا اظہار کرو۔ وہ وقت تو گزر گیا مگر اس علت اور وجہ کے دور ہو جانے کے بعد بھی یہ حکم باقی رہا چنانچہ یہ طریقہ اب تک جاری ہے۔

اس حدیث میں "اضطباع" کا ذکر نہیں کیا گیا ہے لیکن طواف کے وقت اضطباع بھی مسنون ہے چنانچہ دوسری احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔ چادر کو اس طرح اوڑھنا کہ ان کا ایک سرا داہنے کاندھے سے اتار کر اور داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال لیا جائے اضطباع کہلاتا ہے چادر کو اس طرح اوڑھنے کا حکم بھی اظہار قوت کے لئے دیا گیا تھا اور یہ حکم بھی بعد میں باقی رہا۔ "مقام ابراہیم" کے معنی ہیں حضرت ابراہیم کے پاؤں کے نشان بن گئے تھے جو آج تک قائم ہیں۔

بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ مقام ابراہیم ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھنے مکہ آتے تھے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اترتے تھے اور جب جانے لگتے تو اسی پتھر پر کھڑے ہو کر سوار ہوتے اس پتھر پر ان کے دونوں مبارک قدموں کا نشان بن گیا ہے! بہرکیف یہ پتھر اب خانہ کعبہ کے آگے ایک حجرے میں رکھا ہوا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف سے فارغ ہو کر اسی مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی یہ دو رکعت نماز اگرچہ اسی جگہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے لیکن جائز حرم میں ہر جگہ پڑھنا ہے چاہے مسجد حرام میں پڑھی جائے اور چاہے مسجد حرام سے باہر نیز ہر طواف کے بعد یہ نماز حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے۔

جب کہ حضرت امام شافعی کے ہاں سنت ہے۔ ان دو رکعتوں میں قل ہواللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون کی قرات کی اس عبادت سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قل ہواللہ احد پہلی رکعت میں پڑھی اور قل یا ایہا الکافرون دوسری رکعت میں جب کہ اس طرح سورت مقدم پر سورت متاخر کی تقدیم یعنی بعد کی سورت کو پہلے اور پہلے کی سورت کو بعد میں پڑھنے کی صورت لازم آتی ہے، اس لئے علماء نے اس کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ حدیث میں اس بارہ میں جو عبارت نقل کی گئی ہے اس میں حرف واؤ صرف اظہار جمع کے لئے یعنی آپ کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رکعتوں میں یہ دونوں سورتیں پڑھیں، اب یہ کہ ان میں سے کون سی پہلی رکعت میں پڑھی اور کون سی سورت دوسری رکعت میں؟ اس کی وضاحت نہ اس سے مقصود ہے اور نہ یہاں اس کی وضاحت موجود ہی ہے اس توجیہ کے پیش نظر کوئی اشکال پیدا نہیں ہو سکتا۔

علامہ طیبی نے اس عبارت میں ان دونوں سورتوں کے ذکر کی مذکورہ ترتیب کے بارہ میں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ قل ہواللہ احد، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اثبات واظہار کے لئے ہے اور قل یا ایہا الکافرون شرک سے بیزاری کے واسطے ہے، اس لئے توحید کی عظمت شان اور اس کی سب سے زیادہ اہمیت کی بناء پر اس سورت کو پہلے ذکر کیا جس سے توحید کا اثبات ہوتا ہے۔ ان تمام باتوں کے علاوہ بعض روایتوں میں اس عبارت کو اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ اس میں پہلے قل یا ایہا الکافرون ذکر ہے اور بعد میں قل ہواللہ احد کا اس صورت میں بات بالکل ہی صاف ہو جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی سات بار کی، بایں

طور کہ صفا سے مروہ تک ایک بار، مروہ سے صفا تک دوسری بار، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پھیرے کئے اس طرح سعی کی ابتداء تو صفا سے ہوئی اور ختم مروہ پر ہوئی جیسا کہ حدیث کے الفاظ یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروہ سعی کا اختتام کیا سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ سعی یعنی صفا مروہ کے درمیان پھیرے کرنا واجب ہے۔

اس کی اصل یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جن دنوں چھوٹے تھے تو ان کی والدہ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش کو گئیں جب نشیب میں پہنچیں تو حضرت اسمٰعیل ان کی نظر سے پوشیدہ ہو گئے وہ صفا اور مروہ پر چڑھ کر ان کو دیکھنے کے لئے ان دونوں کے درمیان پھیرے کرتی تھیں، چنانچہ یہ سعی انہیں کی سنت ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا کیا اب صفا و مروہ کے درمیان چونکہ مٹی بھر گئی ہے اس لئے وہ نشیب باقی نہیں رہا البتہ وہاں نشان بنا دیئے گئے ہیں اور حضرت ہاجرہ کی سنت کو پورا کرنے کے لئے وہاں دوڑتے پھرتے ہیں۔ لو انی استقبلت من امری الخ اگر اپنے بارہ میں مجھے پہلے سے وہ بات معلوم ہوتی الخ۔ اس سلسلہ میں اگر چہ بڑی طویل بحث ہے تاہم خلاصہ کے طور پر سمجھ لیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ پہنچے اور عمرہ سے فارغ ہو گئے تو صحابہ کو حکم دیا کہ جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہیں لایا ہے وہ عمرہ کے بعد احرام سے باہر آ جائے اور حج کو عمرہ کے ساتھ فسخ کر دے یعنی حج کے احرام کو عمرہ کا احرام قرار دے لے جب حج کے دن آ جائیں تو دوبارہ احرام باندھے اور حج کرے اور جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا ہے وہ عمرہ کے بعد احرام نہ کھولے بلکہ حج تک حالت احرام ہی میں رہے اور حج کے بعد احرام کھول دے۔

چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا جانور اپنے ساتھ لائے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام نہیں کھولا بلکہ عمرہ کے بعد بھی حالت احرام ہی میں رہے۔ یہ حکم صحابہ کو بڑا گراں گزرا، ایک تو اس لئے ہم تو احرام کھول دیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں رہیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا ترک ہوگا جو صحابہ کو کسی حال میں بھی گوارا نہیں تھا، دوسرے انہوں نے یہ سوچا کہ اب عرفہ میں صرف پانچ رہ گئے ہیں اس لئے یہ بات مناسب نہیں معلوم ہوتی کہ احرام کھول دیا جائے اور پھر ہم اس عرصہ میں اپنی عورتوں کے پاس جاتے ہیں اور جب عرفہ کا دن آئے تو فوراً احرام باندھ کر عرفات روانہ ہو جائیں اور حج کریں۔

ان کی خواہش تھی کہ یہ درمیانی پانچ دن بھی احرام ہی کی حالت میں گزر جائیں اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت بھی ہوگی اور ان ایام میں طبعی خواہشات اور دنیاوی امور میں مشغولیت سے اجتناب بھی رہے گا۔ پھر یہ کہ ایام جاہلیت میں چونکہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو برا سمجھا جاتا تھا اور ان کے ذہن میں بھی ابھی تک یہی بات تھی اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس وقت مستقل طور پر عمرہ کی صورت پیدا ہو جائے انہیں سب وجوہ کی بناء پر وہ چاہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں احرام کھولنے کا حکم نہ دیں، اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برہمی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ تو دین کی بات ہے میں کیا کروں، اللہ تعالیٰ نے جس طرح حکم دیا ہے اسی طرح کرنا پڑے گا، چاہے طبیعت پر بار ہی کیوں نہ ہو، اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری متابعت کے ترک کی بناء پر تم لوگوں کو احرام کھولنا گراں گزرے گا تو میں بھی قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا اور احرام کھول کر اس وقت حج کو عمرہ کے ساتھ فسخ کر دیتا لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ حکم الٰہی یہ ہوگا۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ عمرہ کے ساتھ اس فسخ حج کے بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ آیا یہ اس سال میں صرف صحابہ ہی

کے لئے تھا یا ہمیشہ کے لئے دوسروں کو بھی ایسا جائز ہے؟ چنانچہ امام احمد اور اہل ظاہر کی ایک جماعت نے تو یہ کہا ہے کہ یہ فسخ حج صرف صحابہ ہی کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی ہے، لہٰذا اس شخص کے لئے کہ جو حج کا احرام باندھے اور ہدی اس کے ساتھ نہ ہو یہ جائز ہے کہ وہ حج کا احرام عمرہ کے ساتھ فسخ کر دے اور افعال عمرہ کی ادائیگی کے بعد حلال ہو جائے یعنی احرام کھول دے، جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور علماء سلف وخلف کی اکثریت کا کہنا یہ ہے کہ یہ حکم صرف اسی سال میں صحابہ کے لئے تھا کہ زمانہ جاہلیت میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو جو حرام سمجھا جاتا تھا اس کی تردید ہو جائے۔

اسی حدیث کے پیش نظر حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد کا مسلک یہ بھی ہے کہ جو شخص عمرہ کا احرام باندھے اور ہدی اپنے ساتھ نہ لائے تو افعال عمرہ کی ادائیگی کے بعد احرام سے باہر آ جائے اور اگر ہدی ساتھ لایا ہو تو احرام سے باہر نہ ہوتا آنکہ "نحر" قربانی کے دن اس کی ہدی ذبح ہو جائے، لیکن حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک یہ کہتے ہیں کہ محض افعال عمرہ کی ادائیگی کے بعد احرام سے باہر آ جانا جائز ہے خواہ ہدی ساتھ لایا ہو یا ساتھ نہ ہو۔ "معشر حرام" مزدلفہ میں ایک پہاڑی کا نام ہے۔ ایام جاہلیت میں قریش کا یہ طریقہ تھا کہ وہ حج کے لئے بجائے عرفات میں ٹھہرنے کے مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ یہ "موقف حمس" یعنی قریش اور حرم والوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ قریش کے علاوہ تمام اہل عرب عرفات میں ہی وقوف کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قریش سے تھے اس لئے اہل قریش نے یہ گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عرفات کی بجائے مزدلفہ ہی میں وقوف کریں گے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں وقوف نہیں کیا بلکہ سیدھے عرفات میں پہنچنے میں خطبہ ارشاد فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خطبے پڑھے، پہلے خطبہ میں تو حج کے احکام بیان کئے اور عرفات میں کثرت ذکر و دعا پر ترغیب دلائی، دوسرا خطبہ پہلے خطبہ کی بہ نسبت چھوٹا تھا اس میں صرف دعا تھی۔ ربیعہ ابن حارث کے بیٹے کے خون کا قصہ یہ ہے کہ حارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور عبدالمطلب کے بیٹے تھے ان کا لڑکا تھا ربیعہ اور ربیعہ کا ایک شیر خوار بچہ تھا جس کا نام تھا ایاس، عرب کے عام قاعدہ کے مطابق ایاس کو دودھ پلانے کے لئے قبیلہ بنی سعد میں دے دیا گیا تھا جن دنوں قبیلہ بنی سعد اور قبیلہ ہذیل کے درمیان معرکہ آرائی ہو رہی تھی ایاس قبیلہ بنی سعد ہی میں تھا، اسی لڑائی کے دوران قبیلہ ہذیل کے کسی شخص نے ایاس کو پتھر مارا جس سے وہ شیر خوار بچہ مر گیا ایاس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا پوتا تھا اس لئے اس کے قتل کا انتقام لینے کا حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون معاف کر دیا۔

اس طرح حضرت عباس بن عبدالمطلب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم تھے، ایام جاہلیت میں سود کا لین دین کرتے تھے اسی وقت کا ان کا بہت زیادہ سود لوگوں کے ذمہ باقی تھا اسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا۔ "پھر (دوبارہ) اقامت کہی گئی اور عصر کی نماز ہوئی" یعنی ظہر ہی کے وقت پہلے تو ظہر کی نماز پڑھی گئی، پھر عصر کی نماز ہوئی، گویا ظہر و عصر کی نماز کو جمع کر کے پڑھا گیا۔ اس کو جمع تقدیم کہتے ہیں عرفات میں وقوف کے لئے یہ دونوں نمازیں ملا کر ظہر کے وقت پڑھی جاتی ہیں اس طرح کہ ظہر کے چار فرض کے بعد مؤذن دوسری اقامت کہتا ہے اور پھر عصر کی نماز ہوتی ہے نیز ان دونوں نمازوں کے درمیان سنن و نوافل وغیرہ نہیں پڑھی جاتیں تا کہ دونوں نمازوں کے درمیان وقفہ ہو جانے کی وجہ سے جمع باطل نہ ہو جائے کیونکہ ان نمازوں کو پے در پے

پڑھنا واجب ہے۔ اور تیز تیز چل کر مزدلفہ آ گئے۔ مزدلفہ منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔
دسویں تاریخ کی رات پھر مزدلفہ میں ٹھہرنا حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کے ہاں واجب ہے۔ حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ پہنچ کر مغرب وعشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو تکبیر کے ساتھ پڑھیں جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر وعصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیر کے ساتھ پڑھی تھی چنانچہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں مزدلفہ میں یہ دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک ہی تکبیر کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں کیونکہ اس موقع پر عشاء کی نماز چونکہ اپنے وقت میں پڑھی جاتی ہے اس لئے زیادتی اعلام کے لئے علیحدہ سے تکبیر کی ضرورت نہیں برخلاف عرفات میں عصر کی نماز کے کہ وہاں عصر کی نماز چونکہ اپنے وقت میں نہیں ہوتی بلکہ ظہر کے وقت ہوتی ہے۔
اس لئے وہاں زیادتی اعلام کے لئے علیحدہ تکبیر کی ضرورت ہے، صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی روایت منقول ہے اور ترمذی نے بھی اس کی تحسین وتصحیح کی ہے۔ "مشعر حرام" جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے عرفات میں ایک پہاڑ کا نام ہے، دسویں تاریخ کی صبح وہاں وقوف حنفیہ کے نزدیک واجب ہے جب کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک رکن حج ہے۔ "وادی محسر" مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ایک گھاٹی کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ اصحاب فیل یہیں عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک و برباد ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مشعر حرام مزدلفہ سے روانہ ہوئے اور اس وادی میں پہنچے تو اپنی سواری کو تیز کر دیا اور اس وادی کی مسافت کو تیزی سے گزر کر پورا کیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جس جگہ کسی قوم پر عذاب نازل ہوا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم از راہ عبرت اس جگہ سے تیزی سے گزر جاتے۔
بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حج کے موقعہ پر نصاریٰ یا مشرکین عرب وادی محسر میں ٹھہرا کرتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کے پیش نظر اس وادی میں اپنی سواری کو تیز تیز چلا کر وہاں سے جلد گزر گئے۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے پیش نظر ہر شخص کے لئے مستحب ہے کہ اس وادی میں تیزی سے گزرے۔ اور اس درمیانی راہ پر ہوئے جو جمرہ کبریٰ کے اوپر نکلتی ہے کا مطلب یہ ہے کہ جس راستہ سے جاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے وہ راستہ اور تھا اور یہ راستہ دوسرا تھا جو جمرہ کبریٰ یعنی جمرہ عقبہ پر جا کر نکلتا ہے۔ پہلا راستہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات ومزدلفہ تشریف لے گئے تھے اس کو طریق ضب کہتے تھے اور یہ راستہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ کے لئے منیٰ واپس آرہے تھے۔ طریق مازمین کہلاتا تھا ضب اور مازمین دو پہاڑوں کے نام ہیں۔ تا آنکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جمرہ کے پاس پہنچے جو درخت کے قریب ہے یہاں جمرہ سے جمرہ عقبہ مراد ہے، جس کا پہلے ذکر ہوا جمرہ منار کو کہتے ہیں منیٰ میں کئی ایسے منار ہیں جن پر سنگریزے مارے جاتے ہیں اس کا تفصیلی بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے جانوروں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شریک کر لیا تھا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ اونٹ دے دیئے تا کہ وہ اپنی طرف سے ذبح کر لے اب یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہ اونٹ اپنے باقی اونٹوں میں سے دیئے یا پھر دوسرے اونٹوں میں سے دیئے گئے ہوں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قربانی کا گوشت کھایا اور اس کا شوربہ پیا۔ اس سے

یہ بات معلوم ہوئی کہ اپنی قربانی میں سے گوشت کھانا مستحب ہے۔ اور خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر طواف کیا اس طواف کو طواف افاضہ بھی کہتے ہیں اور طواف رکن بھی یہ طواف حج کا ایک رکن ہے، اس پر حج کا اختتام ہو جاتا ہے۔ ویسے تو یہ طواف قربانی کے دن ہی کرنا افضل ہے لیکن بعد میں کرنا بھی جائز ہے۔

اور مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کے خلاف ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مکہ ہی میں پڑھی البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں نفل نماز پڑھی تھی جسے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی نماز گمان کیا یا یوں کہا جائے کہ جب دونوں راوایتیں متعارض ہوئیں تو دونوں ساقط ہو گئیں اب ترجیح اس بات کو دی جائے گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی کیونکہ مکہ میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

603- وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَاتِمِ بْنِ إِسْمٰعِيلَ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَكَانَتِ الْعَرَبُ يَدْفَعُ بِهِمْ أَبُو سَيَّارَةَ عَلَى حِمَارٍ عُرْيٍ فَلَمَّا أَجَازَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ لَمْ تَشُكَّ قُرَيْشٌ أَنَّهُ سَيَقْتَصِرُ عَلَيْهِ وَيَكُونُ مَنْزِلُهُ ثَمَّ فَأَجَازَ وَلَمْ يَعْرِضْ لَهُ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَاتٍ فَنَزَلَ

✧✧ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں دریافت کیا' (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے تاہم اس میں یہ بات زائد ہے'' (زمانہ جاہلیت میں) عربوں کا یہ معمول تھا کہ ابوسیارہ نامی آدمی انہیں گدھے کی ننگی پشت پر بٹھا کر لے جاتا تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے گزر کر مشعر حرام کی طرف گئے تو قریش کو یقین تھا کہ آپ وہاں قیام کریں گے لیکن آپ آگے تشریف لے گئے اور ''عرفات'' آ کر وہاں قیام کیا''۔

604- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَابِرٍ فِي حَدِيثِهِ ذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحَرْتُ هَاهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ هَاهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ هَاهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ

✧✧ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے یہاں (منیٰ میں) قربانی کی ہے اور منیٰ میں ہر جگہ قربانی ہو سکتی ہے لہٰذا تم اپنی اپنی جگہ قربانی کر لو میں نے یہاں (عرفہ میں) وقوف کیا ہے اور عرفہ میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جا سکتا ہے اور میں نے یہاں (مزدلفہ وغیرہ میں) وقوف کیا ہے یہاں ہر جگہ وقوف کیا جا سکتا ہے۔

605- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَشٰى عَلٰى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا

✧✧ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع کے لیے) مکہ تشریف لائے (تو طواف کے دوران) آپ حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اسے بوسہ دیا پھر آپ نے دائیں طرف سے طواف شروع کیا اور تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔

606 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَّمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيْضَ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ (ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ)

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' قریش اور ان کے نظریاتی حامی مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے' وہ خود کو ''حمس'' کا نام دیتے تھے' جبکہ دیگر عرب لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ وہ عرفات آ کر وہاں وقوف کریں اور وہیں سے واپس جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ .

''پھر تم وہیں سے واپس جاؤ جہاں سے لوگ واپس جاتے ہیں۔''

607 - وَحَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَتِ الْعَرَبُ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرَاةً اِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَّمَا وَلَدَتْ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ عُرَاةً اِلَّا اَنْ تُعْطِيَهُمُ الْحُمْسُ ثِيَابًا فَيُعْطِي الرِّجَالُ الرِّجَالَ وَالنِّسَآءُ النِّسَآءَ وَكَانَتِ الْحُمْسُ لَا يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ وَكَانَ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَبْلُغُوْنَ عَرَفَاتٍ قَالَ هِشَامٌ فَحَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ الْحُمْسُ هُمُ الَّذِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِمْ (ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ) قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُفِيْضُوْنَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَّكَانَ الْحُمْسُ يُفِيْضُوْنَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ يَقُوْلُوْنَ لَا نُفِيْضُ اِلَّا مِنَ الْحَرَمِ فَلَمَّا نَزَلَتْ (اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ) رَجَعُوْا اِلٰى عَرَفَاتٍ

✧✧ ہشام اپنے والد (عروہ بن زبیر بن عوام) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' (زمانہ جاہلیت میں) عرب بیت اللہ کا برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے صرف ''حمس'' ایسا نہیں کرتے تھے' حمس سے مراد قریش اور ان کی اولاد تھی دیگر عرب اس لیے برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے تاکہ ''حمس'' کے افراد انہیں کپڑے عطا کریں۔ مرد' مردوں میں کپڑے تقسیم کرتے تھے اور خواتین عورتوں میں کپڑے تقسیم کرتی تھیں۔ ''حمس'' کے افراد مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے' جبکہ دیگر تمام لوگ عرفات جایا کرتے تھے۔

ہشام کہتے ہیں' مجھے میرے والد نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' یہ بات بتائی ہے کہ ''حمس'' وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ .

حدیث 606: بخاری (4248)' (1582) ابو داؤد (1910) ترمذی (884) نسائی (3012) ابن خزیمہ (2823)' (3058) مستدرک (1704)' (1777) بیہقی (9233)' (9236) معجم کبیر (1578)

"پھر تم وہیں سے واپس جاؤ جہاں سے لوگ واپس جاتے ہیں۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' دوسرے لوگ عرفات سے واپس جاتے تھے' جبکہ "حمس" مزدلفہ سے واپس چلے جایا کرتے تھے' وہ یہ کہتے تھے کہ ہم "حرم" سے ہی واپس جارہے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرفات سے واپس جانا شروع کر دیا۔

608- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِىْ فَذَهَبْتُ اَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَمِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَاْنُهُ هَاهُنَا وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُعَدُّ مِنَ الْحُمْسِ

✧✧ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرا ایک اونٹ گم ہوگیا' عرفہ کے دن میں اسے ڈھونڈنے نکلا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے ہمراہ عرفات میں ٹھہرے ہوئے پایا تو میں نے سوچا اللہ کی قسم! یہ تو "حمس" سے تعلق رکھتے ہیں ان کا یہاں کیا کام؟ (راوی کہتے ہیں' زمانہ جاہلیت میں) قریش کو "حمس" قرار دیا جاتا تھا۔

بَاب:18 جَوَازِ تَعْلِيْقِ الْاِحْرَامِ وَهُوَ اَنْ يُّحْرِمَ بِاِحْرَامٍ كَاِحْرَامِ فُلَانٍ

احرام کو معلق کرنا جائز ہے یعنی انسان کسی اور شخص کے احرام (کی نیت) کے مطابق احرام باندھے

609- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنِيْخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ لِىْ اَحَجَجْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِمَ اَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَحِلَّ قَالَ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً مِّنْ بَنِىْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِىْ ثُمَّ اَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ قَالَ فَكُنْتُ اُفْتِىْ بِهِ النَّاسَ حَتّٰى كَانَ فِىْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَّا اَبَا مُوْسٰى اَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِىْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى النُّسُكِ بَعْدَكَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا اَفْتَيْنَاهُ فُتْيَا فَلْيَتَّئِدْ فَاِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهٖ فَاْتَمُّوْا قَالَ فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اِنْ نَّاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ يَاْمُرُ بِالتَّمَامِ وَاِنْ نَّاْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت "بطحاء" میں مقیم

حدیث608: بخاری (1581) نسائی (3013) دارمی (1878) احمد (16783)' (16822) ابن حبان (3849) ابن خزیمہ (3059)' (3060) مستدرک (1773) بیہقی (9235) معجم کبیر (1556)' (1598)' (1608)

حدیث609: بخاری (1483)' (1484)' (1568) ترمذی (956) نسائی (2738)' (2743)' (2744) احمد (273)' (12950)' (19566) ابن حبان (3776) بیہقی (8634)' (8470)' (8789)

تھے۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا' کیا تم نے حج کی نیت کر لی ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے دریافت کیا' تم نے کیا نیت کی ہے؟ میں نے عرض کی' (میں نے یہ نیت کی ہے) کہ میں اسی احرام کی نیت کرتا ہوں جو احرام نبی اکرم ﷺ نے باندھا ہے' آپ نے فرمایا' تم نے اچھا کیا ہے' تم بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرو اور احرام کھول دو۔ (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرنے کے بعد (احرام کھول دیا) پھر میں بنوقیس قبیلے کی ایک (بزرگ) خاتون کے پاس آیا' انہوں نے میرے سر سے جوئیں نکالیں پھر میں نے حج کا احرام باندھ لیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت آنے تک میں یہی فتویٰ دیتا رہا لیکن (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں) ایک شخص نے مجھ سے کہا' اے ابوموسیٰ! آپ بعض فتوے بیان کرنا بند کر دیں کیونکہ آپ نہیں جانتے؟ کہ آپ کے بعد امیر المومنین نے حج کے بارے میں کیا حکم جاری کیا ہے؟ (راوی کہتے ہیں) تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا' اے لوگو! میں نے جس کسی کو بھی فتویٰ دیا ہے' وہ اس پر عمل نہ کرے' امیر المومنین تمہارے پاس آنے والے ہیں' تم ان کی پیروی کرنا۔ (راوی کہتے ہیں) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے اس بات کا ذکر ان سے کیا' تو وہ بولے اگر ہم کتاب اللہ کے حکم پر عمل کریں تو کتاب اللہ نے ہمیں (حج اور عمرہ) پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر ہم نبی اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کریں تو نبی اکرم ﷺ نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک قربانی کا جانور اپنے مخصوص مقام (قربان گاہ) تک نہیں پہنچ گیا۔

610- وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِىْ هٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

611- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِى ابْنَ مَهْدِىٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَ اَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ سُقْتَ مِنْ هَدْىٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً مِّنْ قَوْمِىْ فَمَشَطَتْنِىْ وَغَسَلَتْ رَاْسِىْ فَكُنْتُ اُفْتِى النَّاسَ بِذٰلِكَ فِىْ اِمَارَةِ اَبِىْ بَكْرٍ وَّاِمَارَةِ عُمَرَ فَاِنِّىْ لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ اِذْ جَائَنِىْ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّكَ لَا تَدْرِىْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِىْ شَاْنِ النُّسُكِ فَقُلْتُ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا اَفْتَيْنَاهُ بِشَىْءٍ فَلْيَتَّئِدْ فَهٰذَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهٖ فَاْتَمُّوْا فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا هٰذَا الَّذِىْ اَحْدَثْتَ فِىْ شَاْنِ النُّسُكِ قَالَ اِنْ نَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ (وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ) وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْىَ

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت بطحاء میں مقیم تھے' آپ نے دریافت کیا' تم نے کون سا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کی' میں نے اسی احرام کی نیت کی ہے جو احرام نبی اکرم ﷺ کا ہے' آپ نے دریافت کیا' کیا تم قربانی کا جانور ساتھ لائے ہو؟ میں نے عرض کی' نہیں! آپ نے فرمایا: تم بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرنے کے بعد احرام کھول دو۔ (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرنے کے بعد (احرام کھول دیا) پھر میں اپنی قوم کی (ایک بزرگ) خاتون کے پاس آیا' انہوں نے میرا سر دھویا اور کنگھی کر دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کے دورِ خلافت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت (کے ابتدائی حصے) میں' میں یہی فتویٰ دیتا رہا۔ ایک مرتبہ حج کے ایام میں' میں کھڑا ہوا۔ (مسائل بیان کر رہا تھا) ایک شخص میرے پاس آیا اور بولا' آپ نہیں جانتے کہ امیر المومنین نے حج کے اعمال کے بارے میں کیا حکم جاری کیا ہے؟ تو میں نے کہا' اے لوگو! میں نے جس کسی کو جو بھی فتویٰ دیا ہے' وہ اس پر عمل نہ کرے' امیر المومنین تمہارے پاس تشریف لانے والے ہیں' تم ان کی پیروی کرنا۔ (راوی طارق بن شہاب یا شاید حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے عرض کی' امیر المومنین! آپ نے حج کے اعمال کے بارے میں کیا حکم جاری کیا ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' اگر ہم اللہ کی کتاب پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۔ ''اللہ کے لیے (کیے گئے) حج اور عمرے کو مکمل طور پر ادا کرو۔''

اور اگر ہم اپنے پیارے نبی کی سنت کا جائزہ لیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک آپ نے قربانی کے جانور کی قربانی نہیں کر دی۔

612- وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِيْ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ فَوَافَقْتُهُ فِي الْعَامِ الَّذِيْ حَجَّ فِيْهِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا مُوْسٰى كَيْفَ قُلْتَ حِيْنَ اَحْرَمْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ اِهْلَالًا كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ سُقْتَ هَدْيًا فَقُلْتُ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَحِلَّ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیج دیا تھا پھر میں آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ حج کے لیے (مکہ مکرمہ) تشریف لائے' آپ نے مجھ سے دریافت کیا' اے ابوموسیٰ! جب تم نے احرام باندھا تھا تو کیا نیت کی تھی؟ میں نے عرض کی' (میں نے یہ نیت کی تھی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی احرام باندھا ہے میں اسی احرام کے لیے حاضر ہوں۔ (یعنی اسی احرام کی نیت کرتا ہوں) آپ نے دریافت کیا' کیا تم قربانی کا جانور ساتھ لائے ہو؟ میں نے عرض کی' نہیں! تو آپ نے فرمایا: تم جاؤ! بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرنے کے بعد احرام کھول دو۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے۔

613- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهُ كَانَ يُفْتِيْ بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النُّسُكِ بَعْدُ حَتّٰى لَقِيَهُ بَعْدُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَهُ وَاَصْحَابُهُ وَلٰكِنْ كَرِهْتُ اَنْ يَظَلُّوْا مُعْرِسِيْنَ بِهِنَّ فِي الْاَرَاكِ ثُمَّ يَرُوْحُوْنَ فِي الْحَجِّ تَقْطُرُ رُءُوْسُهُمْ

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ ''متعہ'' کے بارے میں فتویٰ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے ان سے کہا'

حدیث 613: نسائی (2735) ابن ماجہ (2979) احمد (351)' (15115) بیہقی (8654)

آپ یہ فتویٰ نہ دیں کیونکہ آپ نہیں جانتے کہ امیرالمومنین نے حج کے اعمال کے بارے میں کیا حکم جاری کیا ہے؟ (راوی کہتے ہیں) پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور انہوں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے پتہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ایسا کیا ہے' لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ رات کے وقت ازدواجی تعلق قائم کریں اور صبح جب وہ حج کے لیے روانہ ہوں تو ان کے سروں سے (غسل کے بعد) پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں۔

بَاب:19 جَوَازِ التَّمَتُّعِ
(حج میں) تمتع جائز ہے

حج تمتع کی تعریف

حج تمتع اس حج کو کہتے ہیں جس میں میقات سے اشہر حج میں عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے اور مناسک عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھل جاتا ہے پھر جب حج کے دن شروع ہوتے ہیں اس وقت دوبارہ حج کا احرام باندھ کر حج ادا کیا جاتا ہے۔

حج کو تمتع بنانے کا بیان

حضرت ابوشہاب نے کہا کہ میں مکہ میں عمرہ کا احرام باندھ کر آیا تو یوم ترویہ سے تین دن پہلے پہنچا، مکہ کے چند لوگوں نے کہا کہ اب تیرا حج مکی ہوجائے گا، میں عطاء کے پاس مسئلہ پوچھنے گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے جابر بن عبداللہ نے کہا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا، جس دن قربانی کا جانور آپ ساتھ ہانک کر لائے تھے، ان لوگوں نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا، آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ اپنے احرام سے خانہ کعبہ کا طواف کرکے اور صفا ومروہ کے درمیان طواف کرکے باہر جاؤ۔

614- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَقِيْقٍ كَانَ عُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَكَانَ عَلِيٌّ يَاْمُرُ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ كَلِمَةً ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ لَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا كُنَّا خَآئِفِيْنَ

✧✧ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع کیا کرتے تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم دیتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں کچھ کہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ اس بات سے واقف ہیں کہ ہم لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج تمتع کیا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے' ٹھیک ہے' لیکن اس وقت ہم حالت خوف میں تھے۔

615- وَحَدَّثَنِيْهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

حدیث 614: بخاری (1488)' (1494) نسائی (2722)' (2723)' (2733) دارمی (1923) احمد (402)' (431)' (432) مستدرک (1735) بیہقی (8555)' (8662)' (8663) ابویعلی (342)' (434) دارقطنی (231)

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

616- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اجْتَمَعَ عَلِيٌّ وَّعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِعُسْفَانَ فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ اَوِ الْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيْدُ اِلٰى اَمْرٍ قَدْ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنْهٰى عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنَا مِنْكَ فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَدَعَكَ فَلَمَّا اَنْ رَاٰى عَلِيٌّ ذٰلِكَ اَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا

✧✧ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں' ''عسفان'' کے مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکٹھے ہوئے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حج تمتع (یا ایام حج میں صرف) عمرہ کرنے سے منع کیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا جو فعل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرانجام دیا ہے' آپ اس سے منع کیوں کرتے ہیں؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' آپ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' میں آپ کو یوں نہیں چھوڑ سکتا (راوی کہتے ہیں) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا (کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے مؤقف پر مصر ہیں) تو انہوں نے حج اور عمرے کا ایک ساتھ احرام باندھا۔

617- وَحَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حج تمتع (کے جواز کا حکم) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ مخصوص ہے۔

618- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَيَّاشٍ الْعَامِرِيِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لَنَا رُخْصَةً يَعْنِي الْمُتْعَةَ فِي الْحَجِّ

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' (حج تمتع) کی رخصت صرف ہمارے لیے تھی۔

619- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ اَبُوْذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا تَصْلُحُ الْمُتْعَتَانِ اِلَّا لَنَا خَاصَّةً يَعْنِيْ مُتْعَةَ النِّسَآءِ وَمُتْعَةَ الْحَجِّ

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' دو اقسام کے ''متعہ'' کی رخصت صرف ہمارے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے لیے تھی۔ (راوی کہتے ہیں) یعنی عورتوں کے ساتھ ''متعہ'' کرنا اور حج تمتع کرنا۔

620- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ اَتَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيَّ وَاِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيَّ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَهُمُّ اَنْ اَجْمَعَ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ الْعَامَ فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ لٰكِنْ اَبُوْكَ لَمْ يَكُنْ لِيَهُمَّ بِذٰلِكَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ مَرَّ بِاَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالرَّبَذَةِ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً دُوْنَكُمْ

✧✧ عبدالرحمٰن بن ابوشعثاء بیان کرتے ہیں' میں ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا' میں

حدیث 617: نسائی (2811) ابن ماجہ (2985) بیہقی (8516)' (8666)' (8787) معجم کبیر (5695)' (6519) دارقطنی (23)' (25)

اس سال حج اور عمرہ ایک ساتھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو ابراہیم نخعی نے کہا' آپ کے والد تو یہ ارادہ نہیں کرتے تھے۔

ابراہیم تیمی اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ وہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ''ربذہ'' میں تھے' انہوں نے اس مسئلے کا ذکر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کیا' تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا (حج تمتع کے جواز کا حکم) صرف ہمارے لیے مخصوص تھا' تمہارے لیے نہیں ہے۔

621- وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ اَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ فَعَلْنَاهَا وَهٰذَا يَوْمَئِذٍ كَافِرٌ بِالْعُرُشِ يَعْنِي بُيُوتَ مَكَّةَ

✧✧ غنیم بن قیس بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ''متعہ'' کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا' ہم نے یہ اس وقت کیا تھا جب یہ (صاحب جو اس کے قائل نہیں ہیں) ''عروش'' میں کفر کی زندگی گزار رہے تھے۔ (راوی کہتے ہیں) یعنی مکہ مکرمہ میں

622-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِي رِوَايَتِهٖ يَعْنِي مُعَاوِيَةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

623-وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اَبُوْاَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِهِمَا وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں حج میں متعہ کرنے (یعنی حج تمتع کرنے) کے الفاظ ہیں۔

624- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ اِنِّي لَاُحَدِّثُكَ بِالْحَدِيثِ الْيَوْمَ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ الْيَوْمِ وَاعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَعْمَرَ طَائِفَةً مِّنْ اَهْلِهٖ فِي الْعَشْرِ فَلَمْ تَنْزِلْ اٰيَةٌ تَنْسَخُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهٖ ارْتَاٰى كُلُّ امْرِئٍ بَعْدُ مَا شَاۤءَ اَنْ يَّرْتَئِيَ

✧✧ مطرف بیان کرتے ہیں' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا' آج میں تمہیں ایک ایسی حدیث سناؤں گا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ آج کے بعد بھی تمہیں فائدہ عطا کرے گا' یہ بات جان لو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند اہل خانہ کو (ذوالحج کے پہلے) عشرے میں عمرہ کروایا تھا اور پھر کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جس نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ہو اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث 622: احمد (1568) بیہقی (8637)' (8638)

حدیث 624: ابن ماجہ (2978) بیہقی (8513) معجم کبیر (211)' (212)' (213)

نے کبھی اس سے منع کیا یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے' بعد میں جس نے جو رائے پیش کی' وہ اس کی ذاتی رائے تھی۔

625- وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ كِلاَهُمَا عَنْ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي رِوَايَتِهِ ارْتَاٰى رَجُلٌ بِرَاْيِهِ مَا شَآءَ يَعْنِي عُمَرَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے آخر میں راوی کے یہ الفاظ ہیں کہ "جس نے" سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

626- وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ اُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ قُرْاٰنٌ يُّحَرِّمُهُ وَقَدْ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ حَتّٰى اكْتَوَيْتُ فَتُرِكْتُ ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيَّ فَعَادَ

✧✧ مطرف بیان کرتے ہیں' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا' میں تمہیں ایک ایسی حدیث سنانے لگا ہوں جس کی بدولت اللہ تعالیٰ تمہیں نفع عطا کرے گا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کیا ہے اور پھر آپ نے وصال تک اس سے منع نہیں کیا اور نہ ہی اس بارے میں قرآن کا کوئی حکم نازل ہوا ہو جس نے اسے حرام قرار دیا ہو۔ (فرشتے) مجھے سلام کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے (بواسیر کی وجہ سے) داغ لگوالیا تو وہ سلام آنا بند ہو گیا پھر میں نے اسے ترک کر دیا تو سلام آنا دوبارہ شروع ہو گیا۔

627- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالاَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

628- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ بَعَثَ اِلَيَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ اِنِّي كُنْتُ مُحَدِّثَكَ بِاَحَادِيثَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّنْفَعَكَ بِهَا بَعْدِي فَاِنْ عِشْتُ فَاكْتُمْ عَنِّي وَاِنْ مُتُّ فَحَدِّثْ بِهَا اِنْ شِئْتَ اِنَّهُ قَدْ سُلِّمَ عَلَيَّ وَاعْلَمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَّعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابُ اللّٰهِ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ فِيهَا بِرَاْيِهِ مَا شَآءَ

✧✧ مطرف بیان کرتے ہیں' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا جس بیماری میں انتقال ہوا اس کے دوران انہوں نے مجھے بُلوایا اور بولے میں تمہیں چند احادیث سناؤں گا شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے میرے بعد تمہیں فائدہ عطا کرے اگر میں زندہ رہا تو تم انہیں بیان نہ کرنا اور اگر میں انتقال کر گیا تو اگر تم چاہو تو اسے بیان کر سکتے ہو۔ میری طرف (فرشتوں کی طرف سے) سلام آتا ہے اور یہ بات جان لو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کیا ہے اور پھر اس کے بعد اس بارے میں اللہ کی کتاب کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے' ایک صاحب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے اپنی ذاتی رائے کے

تحت اسے (ممنوع قرار دیا ہے)

629- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُّطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَّعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيْهَا كِتَابٌ وَّلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْهَا رَجُلٌ بِرَاْيِهٖ مَا شَآءَ

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' یہ بات جان لو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرے کو ایک ساتھ ادا کیا ہے پھر اس کے بعد اس بارے میں قرآن کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع کیا۔ ایک صاحب نے اپنی ذاتی رائے کے تحت اسے (ممنوع قرار دیا ہے)

630- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُّطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَاْيِهٖ مَا شَآءَ

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں حج تمتع ادا کیا اور اس بارے میں (ممنوعیت کا) قرآن کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ ایک صاحب نے اپنی ذاتی رائے کے تحت اسے ممنوع قرار دیا ہے۔

631-وَحَدَّثَنِيْهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُّطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ تَمَتَّعَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهٗ

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا ہے اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی حج تمتع کیا ہے۔

632- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِىُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِىُّ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ قَالَ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمُتْعَةِ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ يَعْنِىْ مُتْعَةَ الْحَجِّ وَاَمَرَنَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ تَنْزِلْ اٰيَةٌ تَنْسَخُ اٰيَةَ مُتْعَةِ الْحَجِّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَاْيِهٖ بَعْدُ مَا شَآءَ

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حج تمتع کے بارے میں اللہ کی کتاب میں آیت نازل ہوئی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کا حکم دیا پھر کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جس نے اسے منسوخ کیا ہو اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہو یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ ایک صاحب نے اپنی ذاتی رائے کے تحت اسے (ممنوع قرار دیا ہے)

633-وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عِمْرَانَ الْقَصِيْرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ وَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ وَاَمَرَنَا بِهَا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب:20 وُجُوْبِ الدَّمِ عَلَى الْمُتَمَتِّعِ وَاَنَّهُ اِذَا عَدَمَهُ لَزِمَهُ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهِ

حج تمتع کرنے پر (فدیئے کے طور پر) قربانی دینا واجب ہے اور جب وہ (عمرہ کر کے احرام) ختم کر دے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ حج کے ایام میں تین روزے رکھے اور گھر واپس پہنچ کر سات روزے رکھے

634- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ جَدِّىْ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ وَاَهْدٰى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْىَ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَبَدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْىَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِىَ حَجَّهُ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهِ وَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَىْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ وَمَشٰى اَرْبَعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْىَ مِنَ النَّاسِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج کے ساتھ عمرہ بھی ادا کیا اور قربانی کا جانور بھی ساتھ لے کر گئے۔ آپ ''ذوالحلیفہ'' سے ہی قربانی کا جانور ساتھ لے گئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے پہلے عمرے کی نیت کی اور پھر حج کی نیت کی۔ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ چند لوگوں نے بھی حج کے ساتھ عمرہ ادا کیا۔ بعض لوگ قربانی کا جانور ساتھ لے کر آئے اور بعض ساتھ نہیں لائے جب نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا' تم میں سے جس شخص کے ہمراہ قربانی کا جانور موجود ہے اس کے لیے حالتِ احرام کی ممنوعہ اشیاء اس وقت تک حلال نہیں ہوں گی جب تک وہ حج نہیں کر لیتا اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ بیت اللہ صفا و مروہ کا طواف کرنے کے بعد بال کٹوائے اور احرام کھول دے پھر وہ حج کا احرام باندھ لے اور (فدیئے کے طور پر) قربانی کرے جس کے پاس قربانی کے لیے (جانور) نہ ہو' وہ حج کے ایام میں تین روزے رکھے اور گھر واپس پہنچ کر سات روزے رکھے۔

حدیث634: بخاری (1557)' (1606)' (1696) ترمذی (822)' (824) نسائی (2806)' (2807)' (2804) ابن ماجہ (2983)' (1962) دارمی (2195)' (1814) احمد (27010)' (2865)' (2879) ابن حبان (3912)' (3924) ابن خزیمہ (2789)' (2788)' (2795) بیہقی (8471)' (8527)' (8644) ابویعلی (5451)' (5693)' (6625) معجم کبیر (6604)' (10965)' (6567)

نبی اکرم ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ نے طواف کیا' سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کیا پھر طواف کے تین چکر آپ نے دوڑ کر لگائے اور چار چکر عام رفتار سے چل کر لگائے۔ بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے حجر اسود کے پاس دو نوافل ادا کیے' سلام پھیرنے کے بعد آپ صفا آئے جہاں آپ نے صفا و مروہ کے سات چکر لگائے پھر آپ نے احرام کی ممنوعہ اشیاء میں سے کسی ایک کو بھی اس وقت تک حلال نہیں کیا جب تک آپ نے حج مکمل نہیں کر لیا اور قربانی کے دن قربانی نہیں کر لی پھر آپ (منیٰ سے) واپس آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر ان تمام امور کو حلال قرار دیا جو (احرام میں) ممنوع تھے۔ (یعنی احرام کھول دیا) جو لوگ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے' انہوں نے بھی نبی اکرم ﷺ کے طریقے کی پیروی کی (یعنی حج سے فارغ ہو جانے کے بعد احرام کھولا)

635- وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْحَجِّ اِلَى الْعُمْرَةِ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حج کے ہمراہ عمرہ بھی کیا تھا اور آپ کی ہمراہی میں بعض لوگوں نے بھی حج تمتع کیا۔ (عروہ کہتے ہیں) سالم بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ (کے اس عمل سے متعلق) روایت مجھے سنائی ہے۔

حاجی کے ایام تشریق میں روزے رکھنے میں مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وہ ان سات دنوں میں روزے نہ رکھے گا کیونکہ یہ روزے اپنے اہل کی طرف لوٹ کر آنے کی شرط کے ساتھ معلق ہیں۔ اور جب اس سے شرط مفقود ہو گئی تو حکم بھی ختم ہو جائے گا۔

احناف کے نزدیک اس کی فراغت ہی اس کے وجوع کا سبب ہے۔ پس یہ اداء سبب کے بعد ہوئی۔ یعنی وجود سبب کے بعد ادا پائی گئی ہے۔ لہٰذا اس باب میں سبب کے ذکر سے ارادہ مسبب ہے۔ اور وہ فراغت ہے۔ پس اس کو مجاز کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ تو بہ اتفاق یہ شرط نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جب کوئی مکہ میں اقامت کی نیت کرے تو اس کے لئے مکہ میں روزے رکھنا جائز ہے۔ حالانکہ رجوع الی اہل نہیں پایا گیا۔ اس کا مطلب ہے۔ یہاں رجوع سے مراد فراغت ہے۔

اگر اس نے روزے نہ رکھے یہاں تک کہ یوم نحر آ گیا تو اس کی کفایت صرف دم ہے۔ حضرت علی، ابن عباس، رضی اللہ عنہم، سعید بن جبیر، طاؤس، مجاہد، حسن، عطا سے روایت کی گئی ہے۔

حضرت حماد، ثوری، ابن منذر اور امام شافعی علیہ الرحمہ کا ایک قول اسی طرح ہے کہ ان ایام کے گزر جانے کے بعد روزے رکھنا کفایت کرے گا۔ لہٰذا امام شافعی علیہا الرحمہ کا مذہب یہی ہے کہ ان دنوں کے بعد روزے رکھے جائیں۔

حدیث 635: احمد (6240) بیہقی (8656)

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے اس مسئلہ میں چھ اقوال ہیں:

(۱) روزہ نہیں ہے وہ ہدی کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔

(۲) دس دنوں کے روزے اس پر ہیں۔ خواہ وہ متفرق ہوں یا مسلسل رکھے جائیں۔

(۳) وہ متفرق دس دنوں کے روزے رکھے۔

(۴) چار دنوں کے متفرق رکھے۔

(۵) امکان سہولت تک متفرق رکھے

(۶) چار دنوں کے روزے متفرق حتی الامکان رکھے۔ جب تک اس کو سہولت ہو۔ (شرح مہذب، امام نووی)

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ وہ ایام تشریق میں روزے رکھے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو نہ پائے تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے۔

فقہاء احناف کے نزدیک ایام تشریق کی نفی مشہور ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم ان دنوں میں روزے نہ رکھو کیونکہ یہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (فقہاء حنابلہ کے موقف سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بھی وہی موقف ہے جو احناف کا موقف ہے)۔ (البنائیہ شرح الہدایہ، ج ۵، ص ۱۹۲، حقانیہ ملتان)

بَاب: 21 بَيَانِ اَنَّ الْقَارِنَ لَا يَتَحَلَّلُ اِلَّا فِيْ وَقْتِ تَحَلُّلِ الْحَاجِّ الْمُفْرِدِ

اس بات کا بیان کہ حج قران کرنے والا اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک صرف حج کرنے والا احرام نہ کھولے

636 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ احرام کھول چکے ہیں لیکن آپ نے عمرہ کر لینے کے بعد احرام نہیں کھولا؟ تو آپ نے جواب دیا' میں نے اپنے بال (گوند جیسی چیز کے ذریعے) جمائے ہوئے ہیں اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر آیا ہوں اس لیے میں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک اسے ذبح نہ کرلوں۔

637 - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ لَمْ تَحِلَّ بِنَحْوِهٖ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' انہوں نے یہ عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے احرام کیوں نہیں کھولا؟ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

حدیث 636: بخاری (1491)' (1638)' (5572) ابوداؤد (1806) نسائی (2781) ابن ماجہ (3046) احمد (26479)' (26480) بیہقی (8627)' (8628)' (9634) ابویعلی (7050)' (7052) معجم کبیر (12187)' (313)' (314)' (315)

638- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّىْ قَلَّدْتُ هَدْيِىْ وَلَبَّدْتُ رَاْسِىْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی' لوگ احرام کھول چکے ہیں لیکن آپ نے عمرہ کر لینے کے باوجود احرام نہیں کھولا تو آپ نے جواب دیا' میں قربانی کا جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے اپنے بال جمائے ہوئے ہیں' میں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک حج (کے تمام ارکان) سے فارغ نہیں ہو جاتا۔

639- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ حَفْصَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

640- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَخْزُوْمِىُّ وَعَبْدُ الْمَجِيْدِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَتْنِىْ حَفْصَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يَّحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَحِلَّ قَالَ اِنِّىْ لَبَّدْتُ رَاْسِىْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِىْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ هَدْيِىْ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا حجۃ الوداع کے برس' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو حکم دیا کہ وہ احرام کھول دیں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' میں نے عرض کی' آپ نے خود کیوں احرام نہیں کھولا؟ آپ نے جواب دیا' میں نے اپنے بال جمائے ہوئے ہیں اور قربانی کا جانور میرے ساتھ ہے' میں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک اس کی قربانی نہ کرلوں۔

بَاب:22 جَوَازِ التَّحَلُّلِ بِالْاِحْصَارِ وَجَوَازِ الْقِرَانِ وَاقْتِصَارِ الْقَارِنِ عَلٰى طَوَافٍ وَّاحِدٍ وَّسَعْيٍ وَّاحِدٍ

محصور ہو جانے کے وقت احرام کھول دینا جائز ہے (حج میں)'' قران جائز ہے' قران کرنے والا ایک ہی مرتبہ طواف کرے گا اور ایک ہی مرتبہ سعی کرے گا

641- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ فِى الْفِتْنَةِ مُعْتَمِرًا وَّقَالَ اِنْ صُدِدْتُّ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّسَارَ حَتّٰى اِذَا ظَهَرَ عَلَى الْبَيْدَاءِ الْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا جَآءَ الْبَيْتَ طَافَ بِهٖ سَبْعًا وَّبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ وَرَاٰى اَنَّهٗ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَاَهْدٰى

حدیث 641: بخاری (1622)' (1712)' (1718) نسائی (2933) ابن ماجہ (2073) احمد (6227)' (24854)' (4595) بیہقی (8529)' (9855) معجم کبیر (12461) دارقطنی (119)

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فتنے کے زمانے میں عمرے کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے' تو کہنے لگے اگر مجھے بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تو ہم وہی کریں گے جو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں کیا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (مدینہ منورہ سے) نکلے' آپ نے عمرے کی نیت کی اور روانہ ہوئے جب ''بیداء'' پہنچے تو آپ نے اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ (حج اور عمرہ) ان دونوں کا حکم ایک جیسا ہے' میں تمہیں گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں کہ میں نے عمرے کے ساتھ حج کی بھی نیت کر لی ہے وہاں سے روانہ ہوئے جب آپ بیت اللہ آئے تو آپ نے اس کا سات مرتبہ طواف کیا اور صفا و مروہ کی سات مرتبہ سعی کی اس سے زیادہ نہیں کی' وہ اس بات کے قائل تھے (کہ حج اور عمرہ دونوں کے لیے یہی طواف اور یہی سعی) کافی ہیں۔ (حج سے فارغ ہونے کے بعد) انہوں نے قربانی کی۔

642 - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِى نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ حِيْنَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَا لَا يَضُرُّكَ اَنْ لَّا تَحُجَّ الْعَامَ فَاِنَّا نَخْشٰى اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ يُحَالُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَالَ فَاِنْ حِيْلَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهٗ حِيْنَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ فَلَبّٰى بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ قَالَ اِنْ خُلِّىَ سَبِيْلِىْ قَضَيْتُ عُمْرَتِىْ وَاِنْ حِيْلَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهٗ ثُمَّ تَلَا (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) ثُمَّ سَارَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اِنْ حِيْلَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ الْعُمْرَةِ حِيْلَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ الْحَجِّ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰى ابْتَاعَ بِقُدَيْدٍ هَدْيًا ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا بِحَجَّةٍ يَوْمَ النَّحْرِ

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں' جب حجاج بن یوسف' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے آیا تو اسی زمانے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کرنے کا ارادہ کیا' آپ کے صاحب زادوں' سالم اور عبداللہ نے اس بارے میں ان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا اس سال حج نہ کریں تو آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ لوگوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے گی اور آپ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر (یہ جنگ) میرے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوئی تو میں وہی کروں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اس وقت میں بھی آپ کے ہمراہ تھا جب کفار قریش نے آپ کو بیت اللہ تک نہیں جانے دیا تھا' میں تمہیں گواہ بنا کر یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے عمرے کا پکا ارادہ کر لیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں' مدینہ منورہ سے چل کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) ذوالحلیفہ آئے اور عمرے کا تلبیہ کہا پھر یہ بولے اگر راستہ صاف ہوا تو میں عمرہ ادا کر لوں گا اور اگر میں وہاں تک نہ پہنچ سکا تو میں وہی کچھ کروں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور میں بھی آپ کے ساتھ موجود تھا۔ (راوی کہتے ہیں) پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی۔

''اللہ کے رسول (کی سنت) میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔''

(راوی کہتے ہیں) پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے جب ''ظہر البیداء'' پہنچے تو کہنے لگے (حج اور عمرہ) دونوں ایک جیسے ہیں

اگر (جنگ) میرے اور بیت اللہ کے درمیان عمرے میں حائل ہوئی تو حج میں بھی حائل ہوگی۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کے ہمراہ حج کرنے کا بھی ارادہ کرلیا ہے پھر آپ روانہ ہوئے۔ ''قدید'' کے مقام پر پہنچ کر آپ نے قربانی کا جانور خریدا (پھر مکہ آ کر آپ نے حج اور عمرہ) دونوں کے لیے ایک ہی مرتبہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کی پھر آپ نے احرام نہیں کھولا یہاں تک کہ قربانی کے دن (قربانی کر لینے کے بعد) حج سے فارغ ہو کر آپ نے دونوں کا احرام ایک ساتھ کھولا۔

643- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اَرَادَ ابْنُ عُمَرَ الْحَجَّ حِيْنَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ وَقَالَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفَاهُ طَوَافٌ وَّاحِدٌ وَّلَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں' جن دنوں حجاج بن یوسف' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ کے لیے (مکہ مکرمہ) آیا ہوا تھا' انہی دنوں میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کرنے کا ارادہ کیا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے تاہم اس کے آخر میں یہ بات ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے جو شخص حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کرے اس کے لیے ایک ہی مرتبہ طواف کرنا کافی ہوگا اور وہ دونوں کے احرام کو ایک ہی مرتبہ کھولے گا۔

644- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَّاِنَّا نَخَافُ اَنْ يَّصُدُّوْكَ فَقَالَ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) اَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَاْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ اشْهَدُوْا قَالَ ابْنُ رُمْحٍ اُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِیْ وَاَهْدٰى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ ثُمَّ انْطَلَقَ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيْعًا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَیْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں' جب حجاج بن یوسف' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے آیا تو اسی سال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کا ارادہ کیا' ان سے کہا گیا' لوگوں کے درمیان جنگ ہونے والی ہے۔ ہمیں یہ ڈر ہے کہ وہ آپ کو جانے نہیں دیں گے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا (ارشادِ باری تعالیٰ ہے) ''تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی سنت) میں بہترین نمونہ ہے''۔ (اگر ایسا ہوا) تو میں وہی کروں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا' میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (مدینہ منورہ سے) روانہ ہوئے جب ''ظاہر البیداء'' پہنچے' تو کہنے لگے' حج اور عمرے کے اعمال (تقریباً) ایک جیسے ہیں' تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے عمرے کے ساتھ حج کرنے کا بھی پختہ ارادہ کرلیا ہے اور میں قربانی کا جانور بھی ساتھ لے جا رہا ہوں جسے میں نے ''قدید'' سے خریدا تھا۔

(راوی کہتے ہیں) پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (حج اور عمرہ) دونوں کا تلبیہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے

وہاں آپ نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا اور اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا (یعنی حج کے لیے از سر نو طواف نہیں کیا) لیکن آپ نے قربانی نہیں کی اور نہ ہی بال کٹوائے اور نہ ہی کسی ایسی چیز کو حلال قرار دیا جو حالتِ احرام میں ممنوع ہوتی ہے یہاں تک کہ قربانی کے دن' قربانی کر لینے کے بعد آپ نے سر منڈوایا (اور احرام کھول دیا) وہ اس بات کے قائل تھے کہ حج اور عمرہ کے لیے (الگ' الگ طواف کرنے کی بجائے) ایک ہی مرتبہ طواف کر لینا کافی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بھی بیان کی' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

645-حَدَّثَنَا اَبُوالرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَاَبُوْ كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي اِسْمٰعِيْلُ كِلَاهُمَا عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِي اَوَّلِ الْحَدِيْثِ حِيْنَ قِيْلَ لَهٗ يَصُدُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ اِذَنْ اَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي اٰخِرِ الْحَدِيْثِ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا ذَكَرَهُ اللَّيْثُ

✧✧ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہی بات بیان کی ہے تاہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت کے آغاز میں صرف یہ ذکر کیا ہے' جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ کہا گیا' لوگ آپ کو بیت اللہ تک نہیں پہنچنے دیں گے تو انہوں نے جواب دیا' پھر میں وہی کروں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس روایت کے آخر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ الفاظ نہیں ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

احصار کے معنی ومفہوم کا بیان

احصار کے معنی لغت کے اعتبار سے تو روک لیا جانا ہیں اور اصطلاح فقہ میں احرام باندھ لینے کے بعد حج یا عمرہ سے روکا جانا احصار کہلاتا ہے۔

جس شخص پر ایسا واقعہ پیش آ جائے یعنی جس شخص نے احرام باندھا اور پھر جس کام کے واسطے یعنی حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھا تھا اس کے ادا کرنے سے وہ رکا گیا تو اس کو محصر کہتے ہیں۔

فقہ حنفی کے مطابق ثبوت احصار کے ذرائع کا بیان

فقہ حنفی کے مطابق احصار کی کئی صورتیں ہیں جو اس چیز کی ادائیگی سے کہ جس کا احرام باندھا ہے یعنی حج یا عمرہ، حقیقۃً یا شرعاً مانع ہو جاتی ہیں، ان صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) کسی دشمن کا خوف ہو! دشمن سے مراد عام ہے خواہ کوئی آدمی ہو یا درندہ جانور۔ مثلاً یہ معلوم ہو کہ راستہ میں کوئی دشمن بیٹھا ہے جو حاج کو ستاتا ہے یا لوٹتا ہے یا مارتا ہے آگے نہیں جانے دیتا، یا ایسے ہی کسی جگہ شیر وغیرہ کی موجودگی کا علم ہو۔

(۲) بیماری! احرام باندھنے کے بعد ایسا بیمار ہو جائے کہ اس کی وجہ سے آگے نہ جا سکتا ہو یا آگے جا تو سکتا ہے مگر مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو۔

(۳) عورت کا محرم نہ رہے! احرام باندھنے کے بعد عورت کا محرم یا اس کا خاوند مر جائے، یا کہیں چلا جائے یا آگے جانے سے

انکار کردے۔

(۴) خرچ کم ہو جائے! مثلاً احرام باندھنے کے بعد مال و اسباب چوری ہو جائے، یا پہلے ہی سے خرچ کم لے کر چلا ہو اور اب آگے کی ضروریات کے لئے روپیہ پیسہ نہ رہے۔

(۵) عورت کے لئے عدت! احرام باندھنے کے بعد عورت کا شوہر مر جائے یا طلاق دے دے جس کی وجہ سے وہ پابند عدت ہو جائے تو یہ احصار ہو جائے گا۔ ہاں اگر وہ عورت اس وقت مقیم ہے اور اس کے جاء قیام سے مکہ بقدر مسافت سفر نہیں ہے تو احصار نہیں سمجھا جائے گا۔

(۶) راستہ بھول جائے اور کوئی راہ بتانے والا نہ مل سکے

(۷) عورت کو اس کا شوہر منع کر دے! بشرطیکہ اس نے حج کا احرام اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر باندھا ہو، حج فرض کے روکنے اور حج نفل میں اجازت دینے کے بعد روکنے کا اختیار شوہر کو نہیں ہے۔

(۸) لونڈی یا غلام کو اس کا مالک منع کر دے۔

احصار کی یہ تمام صورتیں حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہیں، بقیہ تینوں ائمہ کے ہاں احصار کی صرف ایک ہی صورت یعنی دشمن کا خود ہے، چنانچہ ان حضرات کے نزدیک دیگر صورتوں میں احصار درست نہیں ہوتا بلکہ احرام کی حالت برقرار رہتی ہے۔

احصار کے بارے میں فقہی حکم کا بیان

جس محرم کو احصار کی مندرجہ بالا صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اگر مفرد ہو تو ایک ہدی کا جانور مثلاً ایک بکری اور اگر قارن ہو تو دو ہدی کے جانور مثلاً دو بکری کسی شخص کے ذریعہ حرم میں بھیج دے تاکہ وہ اس کی طرف سے وہاں ذبح ہو۔ یا قیمت بھیج دے کہ وہاں ہدی کا جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی ذبح کا دن اور وقت بھی متعین کر دے یعنی جس شخص کے ذریعہ جانور حرم بھیج رہا ہو اس کو یہ تاکید کر کے کہ یہ جانور وہاں فلاں دن اور فلاں وقت ذبح کیا جائے پھر وہ اس متعین دن اور وقت کے بعد احرام کھول دے، سر منڈانے یا بال کتروانے کی ضرورت نہیں! اور پھر آئندہ سال اس کی قضا کرے بایں طور کہ اگر اس نے احصار کی وجہ سے حج کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور قران کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور دو عمرے کرے جب کہ عمرہ کا احرام اتارنے کی صورت میں صرف ایک عمرہ کیا جائے گا۔

اگر ہدی کا جانور بھیجنے کے بعد احصار جاتا رہے اور یہ ممکن ہو کہ اگر محصر روانہ ہو جائے تو قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے پہنچ جائے گا اور حج بھی مل جائے گا تو اس پر واجب ہوگا کہ وہ فوراً روانہ ہو جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اس پر فوراً جانا واجب نہیں ہوگا۔ تاہم اگر وہ حج کو روانہ ہو جائے اور وہاں اس وقت پہنچے جب کہ ہدی کا جانور بھی ذبح ہو چکا ہو اور حج کا وقت بھی گزر چکا ہو تو اس صورت میں عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام کھول دے۔

حج فوت ہو جانے کا مطلب اور اس کا حکم

حج فوت ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص حج کے لئے گیا، اس نے احرام بھی باندھ لیا تھا مگر کوئی ایسی بات پیش آ گئی

کہ عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد سے بقرعید کی صبح تک کے عرصہ میں ایک منٹ کے لئے بھی وقوف عرفات نہ کرسکا، (یاد رہے کہ وقوف عرفات کا وقت عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور بقرعید کی فجر طلوع ہوتے ہی ختم ہوجاتا ہے اس عرصہ میں وقوف عرفات فرض ہے۔ خواہ ایک منٹ کے لئے ہی کیوں نہ ہو تو اس صورت میں حج فوت ہوجائے گا اور جس شخص کا حج فوت ہوجاتا ہے اسے فائت الحج کہتے ہیں۔

جس شخص کا حج فوت ہوجائے اس کو چاہئے کہ عمرہ کرکے یعنی خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد احرام کھول دے، اگر مفرد ہو تو ایک عمرہ کرے اور اگر قارن ہو دو عمرے کرے اور اس کے بعد سر منڈوادے یا بال اتروادے اور پھر سال آئندہ میں اس حج کی قضا کرے۔

بَاب: 23 فِي الْإِفْرَادِ وَالْقِرَانِ

حج افراد اور حج قران

حج افراد کی تعریف وطریقہ

حج افراد یہ ہے کہ صرف اکیلے حج کا احرام باندھا جائے اور جب مکہ مکرمہ پہنچے تو طواف قدوم اور حج کی سعی کرلے نہ تو اپنے سر کو منڈائے اور نہ ہی بال چھوٹے کروائے اور نہ ہی احرام کھولے گا بلکہ وہ عید کے دن جمرہ عقبہ کو رمی کرنے تک اپنے اسی احرام میں رہے گا، اور اگر وہ حج کی سعی کو طواف حج یعنی طواف افاضہ کے بعد تک مؤخر کرنا چاہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں وہ ایسا کرسکتا ہے۔

حج قران کی تعریف وطریقہ

قران کی لغوی واصطلاحی تعریف: قران کے لغوی معنی: دو چیزوں کو جمع کرنا، قران کے اصطلاحی معنی: میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنا ہمارے یہاں قران تمتع سے افضل ہے، اور تمتع افراد سے افضل ہے۔ قارن کو اس طرح کے الفاظ کہنا مسنون ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ" اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں اور دونوں کو میرے لئے آسان فرما۔ اور ان دونوں کو مجھ سے قبول فرما۔ پھر تلبیہ کہے۔

جب قارن مکہ آئے تو عمرہ کے طواف مع سات چکروں سے شروعات کرے صرف پہلے تین چکروں میں رمل کرے، پھر طواف کی دو رکعت نماز پڑھے، پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے اور میلین اخضرین کے درمیان تیزی سے چلے اور سات چکر پورے کرے، یہ عمرہ کے افعال ہیں، پھر اعمال حج کی شروعات کرے، حج کے لئے طواف قدوم کرے، پھر حج کے اعمال پورے کرے جس طرح ان کی تفصیل گزر چکی۔

حج قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا جائے یا پھر پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور پھر بعد میں عمرہ کا طواف کرنے سے قبل اس پر حج کو بھی داخل کردے (وہ اس طرح کہ وہ اپنے طواف اور سعی کو حج اور عمرہ کی سعی کرنے کی نیت کرے)۔

حج قران اور حج افراد کرنے والے شخص کے اعمال حج ایک جیسے ہی ہیں صرف فرق یہ ہے کہ حج قران کرنے والے پر قربانی ہے اور حج افراد کرنے والے پر قربانی نہیں۔

ان تینوں اقسام میں افضل قسم حج تمتع ہے اور یہی وہ قسم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو جس کا حکم دیا اور اس پر انہیں ابھارا، حتیٰ کہ اگر کوئی انسان حج قران یا حج افراد کا احرام باندھے تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ کا احرام بنا لے اور عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول کر حلال ہو جائے تاکہ وہ حج تمتع کر سکے اگرچہ وہ طواف قدوم اور سعی کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال جب طواف اور سعی کر لی اور آپ کیساتھ صحابہ کرام بھی تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ بھی قربانی نہ تھی اسے حکم دیا کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ کیا حرام میں بدل لے اور بال چھوٹے کروا کر حلال ہو جائے اور فرمایا: اگر میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا تو میں بھی وہی کام کرتا جس کا تمہیں حکم دے رہا ہوں۔

حج مفرد، قران و تمتع میں سے افضل ہونے میں مذاہب اربعہ:

علامہ شرف الدین نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ تمام ائمہ وفقہاء کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ حج افراد، تمتع اور قران کرنا جائز ہے۔ لیکن ان میں فضیلت کس کو حاصل ہے اس میں اختلاف ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، سفیان ثور، اسحاق بن رہویہ، مزی ما ابن منذر اور ابواسحاق مروزی علیہم الرحمہ کے نزدیک حج قران افضل ہے۔

حضرت امام شافعی، امام مالک اور داؤد بن علی اصفہانی (منکر تقلید) کے نزدیک حج افراد افضل ہے۔ جبکہ حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک تمتع افضل ہے اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک تمتع اور قران یہ دونوں حج مفرد سے افضل ہیں۔

(شرح مہذب، ج ۷، ص ۱۵۰، بیروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سواری پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور اکثر صحابہ دونوں چیزوں یعنی حج وعمرہ کے لئے چلاتے تھے۔ (یعنی بآواز بلند کہتے تھے) (بخاری)

اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قران افضل ہے چنانچہ حنفیہ کا یہی مسلک ہے۔ اس حدیث کو مستدل قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف عمل کرنا کب گوارا کر سکتے تھے۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قران کیا ہوگا اس لئے اکثر صحابہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ہی میں قران کیا۔

646 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى قَالَ أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا

حدیث 646: بخاری (4146) نسائی (2807) ابن ماجہ (3075) احمد (26475)' (5719)' (15892) ابن حبان (3792) ابن خزیمہ (2604)' (2790) مستدرک (1782) بیہقی (8644)' (8570)' (8584) ابویعلی (4504)' (4652) معجم کبیر (372)' (6604) دارقطنی (13)

وَفِی رِوَایَةِ ابْنِ عَوْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج افراد کا احرام باندھا تھا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کا احرام باندھا تھا۔

647- وَحَدَّثَنَا سُرَیْجُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ عَنْ بَکْرٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُلَبِّیْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِیْعًا قَالَ بَکْرٌ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبّٰی بِالْحَجِّ وَحْدَهٗ فَلَقِیْتُ اَنَسًا فَحَدَّثْتُهٗ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَنَسٌ مَا تَعُدُّوْنَنَا اِلَّا صِبْیَانًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَبَّیْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرے کا ایک ساتھ تلبیہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے اس بات کا ذکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا۔ وہ بولے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا تلبیہ کہا تھا پھر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دوبارہ ملا اور انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیان کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگے' تم ہمیں بچہ سمجھتے ہو' میں نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے' میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں۔

648- وَحَدَّثَنِیْ اُمَیَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ الْعَیْشِیُّ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ یَعْنِیْ ابْنَ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا حَبِیْبُ بْنُ الشَّهِیْدِ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَنَسٌ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَیْنَهُمَا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ قَالَ فَسَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ فَرَجَعْتُ اِلٰی اَنَسٍ فَاَخْبَرْتُهٗ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ کَاَنَّمَا کُنَّا صِبْیَانًا

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نیت کے الفاظ میں) حج اور عمرے کا ایک ساتھ (ذکر کرتے) ہوئے دیکھا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا' تو وہ بولے' ہم نے (اس وقت) صرف حج کی نیت کی تھی۔ (راوی کہتے ہیں) میں دوبارہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیان کے بارے میں بتایا تو وہ بولے (تمہاری بات سے تو یوں لگتا ہے) جیسے ہم اس وقت بچے تھے۔

بَاب: 24 اسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْقُدُوْمِ لِلْحَاجِّ وَالسَّعْیِ بَعْدَهٗ

حاجی کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ پہلے طواف قدوم کرے اور پھر سعی کرے

649- حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اَیَصْلُحُ لِیْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَیْتِ قَبْلَ اَنْ اٰتِیَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ لَا تَطُفْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَاْتِیَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَدْ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَ الْمَوْقِفَ فَبِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ تَاْخُذَ اَوْ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنْ کُنْتَ صَادِقًا

حدیث647: نسائی (2731) دارقطنی (1925) احمد (1979) بیہقی (8784)' (8611) ابویعلیٰ (3646)' (4154)' (5695)

حدیث649: احمد (4512)' (5194) بیہقی (9028)

✧✧ وبرہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا' ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا' کیا ''موقف'' میں آنے سے پہلے میں بیت اللہ کا طواف کرسکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! تو وہ بولا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہیں' موقف آنے سے پہلے تم بیت اللہ کا طواف نہ کرو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا تو آپ نے موقف آنے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا تھا اگر تم سچے (مسلمان) ہو (تو بتاؤ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا زیادہ ضروری ہے یا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر عمل کرنا ضروری ہے۔

650- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ فَقَالَ وَمَا يَمْنَعُكَ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ فُلَانٍ يَكْرَهُهُ وَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْهُ رَأَيْنَاهُ قَدْ فَتَنَتْهُ الدُّنْيَا فَقَالَ وَأَيُّنَا أَوْ أَيُّكُمْ لَمْ تَفْتِنْهُ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَسُنَّةُ اللَّهِ وَسُنَّةُ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ تَتَّبِعَ مِنْ سُنَّةِ فُلَانٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا

✧✧ وبرہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' کیا میں بیت اللہ کا طواف کرسکتا ہوں؟ حالانکہ میں حج کا احرام باندھ چکا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا' اس میں کیا چیز رکاوٹ ہے؟ تو وہ بولا' فلاں صاحب اسے مکروہ قرار دیتے ہیں جب کہ آپ ان کی بہ نسبت ہمیں زیادہ محبوب ہیں' پھر ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ دنیا نے انہیں آزمائش میں مبتلا کردیا ہے' تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے' ہمارے اور تمہارے میں سے کون ہے؟ جسے دنیا نے آزمائش میں مبتلا نہیں کیا پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کا احرام باندھ لینے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے دیکھا ہے لہٰذا اگر تم (دعویٰ ایمان میں) سچے ہو تو (تمہیں اس بات کا یقین ہونا چاہیے) کہ فلاں شخص کی سنت کے مقابلے میں' اللہ اور اس کے رسول کی سنت اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔

بَاب:25 بَيَانِ أَنَّ الْمُحْرِمَ بِعُمْرَةٍ لَا يَتَحَلَّلُ بِالطَّوَافِ قَبْلَ السَّعْيِ وَأَنَّ الْمُحْرِمَ بِحَجٍّ لَا يَتَحَلَّلُ بِطَوَافِ الْقُدُومِ وَكَذٰلِكَ الْقَارِنُ

عمرے کا احرام باندھنے والا سعی کرنے سے پہلے صرف طواف کر کے احرام نہیں کھول سکتا اور حج کا احرام باندھنے والا صرف طواف قدوم کر لینے کے بعد احرام نہیں کھول سکتا' حج قران کرنے والے (کا بھی یہی حکم ہے)

651- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ

حدیث 651: بخاری (387)' (1523)' (1544) ابوداؤد (1871)' (1872)' (1902) ترمذی (2965) نسائی (758)' (2930)' (2934) ابن ماجہ (2959)' (2973)' (2986) دارمی (1931) احمد (2305)' (2830)' (2836) ابن حبان (3809) ابن خزیمہ (2620)' (2760)' (2769) بیہقی (9000)' (9109)' (9121) ابویعلیٰ (2339)' (4730)' (5627) معجم کبیر (11293)' (11827)' (12461) دارقطنی (97)' (133)' (118)

قَدِمَ بِعُمْرَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَيَاْتِي امْرَاَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

✧✧ عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں' ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا' جو عمرہ کرنے کے لیے آئے' بیت اللہ کا طواف کرے لیکن صفا و مروہ کا طواف نہ کرے۔ کیا وہ اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے یا نہیں؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ) تشریف لائے تھے' آپ نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا' پھر مقامِ ابراہیم کے پاس دو نوافل ادا کیے' پھر صفا و مروہ کے سات چکر لگائے اور تمہارے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کی سنت) میں بہترین نمونہ ہے۔

652- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ جَمِيْعًا عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

653- حَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهُ سَلْ لِيْ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَاِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ اَيَحِلُّ اَمْ لَا فَاِنْ قَالَ لَكَ لَا يَحِلُّ فَقُلْ لَهُ اِنَّ رَجُلًا يَقُوْلُ ذٰلِكَ قَالَ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لَا يَحِلُّ مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اِلَّا بِالْحَجِّ قُلْتُ فَاِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ قَالَ بِئْسَ مَا قَالَ فَتَصَدَّانِي الرَّجُلُ فَسَاَلَنِيْ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ فَقُلْ لَهُ فَاِنَّ رَجُلًا كَانَ يُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَمَا شَاْنُ اَسْمَآءَ وَالزُّبَيْرِ قَدْ فَعَلَا ذٰلِكَ قَالَ فَجِئْتُهُ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ لَا اَدْرِيْ قَالَ فَمَا بَالُهُ لَا يَاْتِيْنِيْ بِنَفْسِهٖ يَسْاَلُنِيْ اَظُنُّهُ عِرَاقِيًّا قُلْتُ لَا اَدْرِيْ قَالَ فَاِنَّهُ قَدْ كَذَبَ قَدْ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْنِيْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ اَنَّهُ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَجَّ اَبُوْبَكْرٍ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَاَيْتُهُ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ اَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ رَاَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ اٰخِرُ مَنْ رَاَيْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا بِعُمْرَةٍ وَّهٰذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ اَفَلَا يَسْاَلُوْنَهُ وَلَا اَحَدٌ مِمَّنْ مَّضٰى مَا كَانُوْا يَبْدَءُوْنَ بِشَيْءٍ حِيْنَ يَضَعُوْنَ اَقْدَامَهُمْ اَوَّلَ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّوْنَ وَقَدْ رَاَيْتُ اُمِّيْ وَخَالَتِيْ حِيْنَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَاٰنِ بِشَيْءٍ اَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوْفَانِ بِهٖ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ اَخْبَرَتْنِيْ اُمِّيْ اَنَّهَا اَقْبَلَتْ هِيَ وَاُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ قَطُّ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا وَقَدْ كَذَبَ فِيْمَا ذَكَرَ مِنْ ذٰلِكَ

حدیث 653: ابن حبان (3808) بیہقی (9026)

✧✧ محمد بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ اہلِ عراق میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے میرے لیے یہ مسئلہ دریافت کرنا' ایک شخص جس نے حج کا احرام باندھا ہو جب وہ بیت اللہ کا طواف (قدوم) کر لے تو کیا وہ احرام کھول سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ تمہیں یہ جواب دیں کہ وہ شخص احرام نہیں کھول سکتا تو تم انہیں بتانا کہ ایک صاحب اسی بات کے قائل ہیں (کہ وہ شخص احرام کھول سکتا ہے) محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں' میں نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا' حج کا احرام باندھنے والا شخص' حج (کے تمام ارکان) ادا کر لینے کے بعد ہی احرام کھول سکتا ہے۔ میں نے کہا' ایک صاحب اس بات کے قائل ہیں (کہ انسان طواف قدوم کے بعد احرام کھول سکتا ہے) تو انہوں نے جواب دیا اس کی رائے بہت غلط ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں' پھر وہی عراقی شخص مجھ سے ملا تو اس نے مجھ سے اس بارے میں دریافت کیا' میں نے اسے عروہ کا جواب بتایا تو وہ بولا' تم ان سے کہنا کہ ایک صاحب نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تھا اور سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا کیا تھا۔ محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں' میں عروہ بن زبیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اس روایت کا تذکرہ کیا' انہوں نے دریافت کیا' (یہ روایت بیان کرنے والا) شخص کون ہے؟ میں نے جواب دیا' میں نہیں جانتا' عروہ بولے' کیا وجہ ہے کہ وہ خود آ کر مجھ سے سوال نہیں کرتا؟ میرا خیال ہے کہ وہ کوئی عراقی ہوگا۔ (محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں) میں نے کہا' مجھے یہ بھی معلوم نہیں' عروہ بولے اس نے جھوٹ بولا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا ہے' مجھے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بتایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ آنے کے بعد سب سے پہلے وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔

(عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد خلافت میں) حج کیا' انہوں نے بھی آغاز میں بیت اللہ کا طواف کیا پھر کچھ اور نہیں کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد خلافت میں) اسی طرح (حج) کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد خلافت میں) حج کیا۔ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا پھر کچھ اور نہیں کیا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آتے ہیں پھر میں نے اپنے والد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حج کیا ہے' انہوں نے بھی بیت اللہ کے طواف سے آغاز کیا اور پھر کچھ اور نہیں کیا۔ میں نے مہاجرین اور انصار کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ انہوں نے اس کے علاوہ کچھ نہیں کیا' سب سے آخر میں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے دیکھا ہے' انہوں نے عمرہ کر لینے کے بعد (حج کے) احرام کو نہیں کھولا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حیات ہیں' یہ لوگ ان سے کیوں نہیں سوال کرتے؟ اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (دنیا سے) رخصت ہو چکے ہیں' وہ بھی مکہ مکرمہ آنے کے بعد سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتے تھے لیکن اس کے بعد احرام کھول نہیں دیتے تھے۔ میں نے اپنی والدہ (سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا) اور اپنی خالہ (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کو دیکھا ہے کہ مکہ مکرمہ آنے کے بعد وہ سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتی تھیں اور پھر احرام کھول نہیں دیتی تھیں' مجھے میری والدہ نے یہ بتایا ہے کہ ایک مرتبہ وہ' ان کی بہن (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں صاحب صرف عمرہ کرنے کے لیے آئے تھے جب انہوں نے رُکن کو چھو لیا تو انہوں نے احرام کھول دیا (اس عراقی نے) جو کچھ کہا ہے' وہ جھوٹ ہے۔

654 - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ

وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ خَرَجْنَا مُحْرِمِينَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَقُمْ عَلٰى اِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ فَلَمْ يَكُنْ مَعِي هَدْيٌ فَحَلَلْتُ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ فَلَمْ يَحْلِلْ قَالَتْ فَلَبِسْتُ ثِيَابِي ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَلَسْتُ اِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ قُومِي عَنِّي فَقُلْتُ اَتَخْشٰى اَنْ اَثِبَ عَلَيْكَ

✧✧ سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہم احرام باندھ کر روانہ ہوئے۔ (مکہ پہنچ کر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا جس کے ہمراہ قربانی کا جانور ہے' وہ حالتِ احرام میں رہے اور جس کے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دے۔ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میرے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں تھا اس لیے میں نے احرام کھول دیا' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ قربانی کا جانور تھا اس لیے انہوں نے احرام نہیں کھولا۔ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے عام کپڑے پہنے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر بیٹھی تو وہ بولے' میرے پاس سے اُٹھ جاؤ تو میں نے کہا کہ آپ کو یہ خوف ہے کہ میں آپ پر حملہ کر دوں گی؟

655- وَحَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْهِشَامٍ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَقَالَ اسْتَرْخِي عَنِّي اسْتَرْخِي عَنِّي فَقُلْتُ اَتَخْشٰى اَنْ اَثِبَ عَلَيْكَ

✧✧ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر بیان کرتی ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کا احرام باندھ کر روانہ ہوئے۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسبِ سابق حدیث ہے' تاہم اس روایت میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں' مجھ سے دُور رہو' مجھ سے دُور رہو'۔ تو میں نے کہا' کیا آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ میں آپ پر حملہ کر دوں گی؟

656- وَحَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ سَعِيدٍ الْاَيْلِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ اَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ اَسْمَآءَ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ تَقُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هَاهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافُ الْحَقَائِبِ قَلِيلٌ ظَهْرُنَا قَلِيلَةٌ اَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ اَنَا وَاُخْتِي عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ اَحْلَلْنَا ثُمَّ اَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ قَالَ هَارُوْنُ فِي رِوَايَتِهِ اَنَّ مَوْلٰى اَسْمَآءَ وَلَمْ يُسَمِّ عَبْدَ اللّٰهِ

✧✧ عبداللہ بیان کرتے ہیں' سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا جب بھی "حجون" کے مقام سے گزرتی تھی تو یہ کہا کرتی تھی' اللہ تعالیٰ اپنے رسول پر درود نازل کرے' ہم نے آپ کے ہمراہ یہاں پڑاؤ کیا تھا' اس دن ہمارے پاس سامان تھوڑا تھا اور سواریاں بھی کم تھیں اور زادِراہ بھی کم تھا۔ میں نے' میری بہن عائشہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اور فلاں فلاں صاحب نے عمرے کا احرام باندھا

حدیث 654: بخاری (1557)' (1606)' (1696)' (1783)' ابوداؤد (1792)' ترمذی (822)' (824) نسائی (2806)' (2807)' (2804) ابن ماجہ (2983)' (1962)' (2981) داری (2195) احمد (27010)' (2865)' (2879) ابن حبان (3912)' (3924) ابن خزیمہ (2789)' (2788)' (795) بیہقی (8471)' (8527)' (8644) ابویعلی (5451)' (5693)' (6625) معجم کبیر (6604)' (6567)' (10965)

ہوا تھا جب ہم نے بیت اللہ کو چھو لیا (یعنی عمرہ ادا کرلیا) تو احرام کھول لیا پھر ہم نے شام کے وقت حج کا احرام باندھا۔

657- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَرَخَّصَ فِيهَا وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهٰى عَنْهَا فَقَالَ هٰذِهٖ اُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيهَا فَادْخُلُوْا عَلَيْهَا فَاسْاَلُوْهَا قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَاِذَا امْرَاَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ فَقَالَتْ قَدْ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا

✧✧ مسلم القری بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے اس کی اجازت دے دی۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس سے منع کیا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بولے' ابن زبیر رضی اللہ عنہما حج تمتع سے منع کرتے ہیں جبکہ ان کی والدہ یہ حدیث بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے' تم لوگ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو اور ان سے اس بارے میں دریافت کرو۔ (راوی کہتے ہیں) ہم سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے' وہ بھاری بھرکم نابینا خاتون تھیں۔ (ہمارے سوال کرنے پر) انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے۔

658-وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فَاَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَفِيْ حَدِيْثِهِ الْمُتْعَةُ وَلَمْ يَقُلْ مُتْعَةُ الْحَجِّ وَاَمَّا ابْنُ جَعْفَرٍ فَقَالَ قَالَ شُعْبَةُ قَالَ مُسْلِمٌ لَا اَدْرِيْ مُتْعَةُ الْحَجِّ اَوْ مُتْعَةُ النِّسَآءِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں حج تمتع کی بجائے صرف ''متعہ'' کا لفظ منقول ہے۔
امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' یہ میں نہیں جانتا کہ اس سے مراد حج کا ''متعہ'' ہے یا عورتوں کے ساتھ کیا جانے والا ''متعہ'' ہے۔

659- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الْقُرِّيُّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُمْرَةٍ وَّاَهَلَّ اَصْحَابُهُ بِحَجٍّ فَلَمْ يَحِلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَحَلَّ بَقِيَّتُهُمْ فَكَانَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فِيْمَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمْ يَحِلَّ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندھا اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا لیکن نہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ہی ان اصحاب نے (عمرہ کر لینے کے بعد) احرام کھولا جن کے ہمراہ قربانی کا جانور تھا بقیہ لوگوں نے احرام کھول دیا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ قربانی کا جانور تھا اس لیے انہوں نے احرام نہیں کھولا۔

660-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ وَكَانَ مِمَّنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَاَحَلَّا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ منقول ہے کہ جن لوگوں کے ہمراہ قربانی کا جانور

حدیث 655: بخاری (1702)

حدیث 656: بخاری (1603) نسائی (2728) مؤطا (769)' (861) احمد (369)' (21321)' (26991) ابن حبان (3940) بیہقی (8660) ابویعلی (5061) معجم کبیر (231)

حدیث 659: بخاری (1568) ابوداؤد (1789) احمد (14318) بیہقی (8590)

نہیں تھا' ان میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب بھی تھے' ان دونوں نے احرام کھول دیا۔

بَاب: 26 جَوَازِ الْعُمْرَةِ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے

661- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ اَنَّ الْعُمْرَةَ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ اَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الْاَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ اِذَا بَرَاَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْاَثَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' (زمانۂ جاہلیت میں) لوگوں کا یہ نظریہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا روئے زمین کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہ لوگ محرم کو بھی صفر بنا دیتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے جب جانوروں کی پشت بری الذمہ ہو جائے' (حاجیوں کے) قدموں کے نشان مٹ جائیں اور صفر کا مہینہ گزر جائے اس وقت عمرہ کرنا جائز ہوتا ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چار ذوالحج کی صبح حج کا احرام باندھ کر (مکہ آئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا (کہ وہ اپنے احرام) کو عمرے میں تبدیل کر دیں' ان لوگوں کو ایسا کرنا بہت مشکل محسوس ہوا۔ انہوں نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کس طرح احرام کھولیں؟ تو آپ نے فرمایا: مکمل طور پر احرام کھول دو۔

662- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَقَدِمَ لِاَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَقَالَ لَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ مَنْ شَاءَ اَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا اور چار ذوالحج کی صبح (مکہ مکرمہ) تشریف لائے' فجر کی نماز کے بعد آپ نے حکم دیا' جو اس (حج کے احرام) کو عمرہ قرار دینا چاہے' وہ اسے عمرے میں تبدیل کر لے۔

663-وَحَدَّثَنَاهُ اِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ الْمُبَارَكِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْشِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا رَوْحٌ وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ فَقَالَا كَمَا قَالَ نَصْرٌ اَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ وَاَمَّا اَبُوْشِهَابٍ فَفِي رِوَايَتِهِ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُهِلُّ بِالْحَجِّ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ خَلَا الْجَهْضَمِيَّ فَاِنَّهُ لَمْ يَقُلْهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔

664- وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ السَّدُوسِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ اَخْبَرَنَا اَيُّوبُ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ لِاَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنَ

حدیث 661: بخاری (1489) نسائی (2813) احمد (2274) بیہقی (8515) معجم کبیر (10906)

الْعَشْرِ وَهُمْ يُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً

✧✧ حضرت ابن عباس ﷜ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب چار ذوالحج کو (مکہ مکرمہ) آئے' ان سب کا حج کرنے کا ارادہ تھا لیکن نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسے (حج کے احرام کو) عمرے میں تبدیل کر دیں۔

665- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ بِذِىْ طَوًى وَقَدِمَ لِاَرْبَعٍ مَّضَيْنَ مِنْ ذِى الْحَجَّةِ وَاَمَرَ اَصْحَابَهُ اَنْ يُّحَوِّلُوْا اِحْرَامَهُمْ بِعُمْرَةٍ اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْىُ

✧✧ حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ''ذوطوی'' میں فجر کی نماز ادا کی اور چار ذوالحج کو (مکہ مکرمہ) تشریف لے آئے' آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اپنے احرام کو عمرے میں تبدیل کر دیں۔ (سب لوگ ایسا کریں) سوائے اس شخص کے جس کے ہمراہ قربانی کا جانور موجود ہو۔

666- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْىُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهٗ فَاِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِى الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

✧✧ حضرت ابن عباس ﷠ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے' یہ عمرہ ہے جس سے ہم نے فائدہ حاصل کیا ہے' جس شخص کے ہمراہ قربانی کا جانور نہ ہو' وہ مکمل طور پر احرام کھول دے کیونکہ قیامت کے دن تک (کے لیے حکم یہ ہے) کہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا۔

667- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَمْرَةَ الضُّبَعِىَّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِىْ نَاسٌ عَنْ ذٰلِكَ فَاَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَنِىْ بِهَا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ اِلَى الْبَيْتِ فَنِمْتُ فَاَتَانِىْ اٰتٍ فِىْ مَنَامِىْ فَقَالَ عُمْرَةٌ مُّتَقَبَّلَةٌ وَّحَجٌّ مَّبْرُوْرٌ قَالَ فَاَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِىْ رَاَيْتُ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ سُنَّةُ اَبِى الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ ابوجمرہ بیان کرتے ہیں' میں نے حج تمتع (کا ارادہ) کیا' لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا' میں حضرت ابن عباس ﷠ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے مجھے اسے (حج تمتع کو) کرنے کا حکم دیا' پھر میں بیت اللہ کے پاس آ کر سو گیا تو خواب میں کسی نے یہ کہا' حج اور عمرہ دونوں قبول ہو گئے ہیں۔ میں پھر حضرت ابن عباس ﷠ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اس خواب کے بارے میں بتایا تو وہ بولے' اللہ اکبر! اللہ اکبر! یہ حضرت ابوالقاسم ﷺ کی سنت (پر عمل کرنے کی برکت) ہے۔

حدیث 666: ابوداؤد (1790) نسائی (2815) دارمی (1856) احمد (3172) معجم کبیر (11045)

حدیث 667: بخاری (1492) احمد (2158) بیہقی (8648) معجم کبیر (12962)

بَاب: 27 اِشْعَارِ الْبُدْنِ وَتَقْلِيْدِهٖ عِنْدَ الْاِحْرَامِ

احرام باندھتے وقت قربانی کے جانور پرنشان لگانا اوراسے قلادہ پہنانا

668- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَدِيٍّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِذِی الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهٖ فَاَشْعَرَهَا فِیْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْاَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز ادا کی پھر اپنی اونٹنی منگوائی اور اس کی کوہان کے دائیں طرف (قربانی کا جانور ہونے کا) علامتی نشان لگوایا (یعنی ہلکا سا چیر دیا) اس میں سے خون نکلا پھر آپ نے اسے جوتے کے جوڑے کا قلادہ پہنایا پھر آپ اس پر سوار ہوئے جب وہ ''بیداء'' کے مقام پر روانگی کے لیے سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے حج کی نیت کی۔

669-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ شُعْبَةَ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَمْ يَقُلْ صَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں صرف ذوالحلیفہ آنے کا ذکر ہے' ظہر کی نماز پڑھانے کا ذکر نہیں ہے۔

اشعار اور تقلید کے مسئلے کا فقہی بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (سفر حج میں) ذوالحلیفہ پہنچ کر ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اپنی اونٹنی کو (جو قربانی کے لئے تھی) طلب فرمایا اور اس کی کوہان کے داہنے پہلو کو زخمی کیا اور اس کے خون کو پونچھ کر اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈال دیا اور اس کے بعد اپنی (سواری کی) اونٹنی پر (کہ جس کا نام قصواء تھا) سوار ہوئے اور جب مقام بیداء میں اونٹنی کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لبیک کہی۔ (مسلم)

پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ اشعار اور تقلید کسے کہتے ہیں؟ حج میں ہدی کا جو جانور ساتھ لے جایا جاتا ہے اس کے پہلو کو زخم آلود کر دیتے ہیں جسے اشعار کہا جاتا ہے نیز اس جانور کے گلے میں جوتے یا ہڈی وغیرہ کا ہار ڈال دیتے ہیں جسے تقلید کہا جاتا ہے اور ان دونوں کا مقصد اس امر کی علامت کر دینا ہوتا ہے کہ یہ ہدی کا جانور ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حج کے لئے چلے اور ذوالحلیفہ کو جو اہل مدینہ کا میقات ہے پہنچے تو نماز پڑھنے کے بعد اس اونٹنی کو طلب فرمایا جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور ہدی اپنے ساتھ لے چلے تھے، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی

حدیث 668: بخاری (1443) ابو داؤد (1752) ترمذی (906) نسائی (2758) ابن ماجہ (2916) موطا (731) دارمی (1912) احمد (1855) ابن حبان (2696) ابن خزیمہ (2575) مستدرک (1638) بیہقی (8597) ابویعلی (2821) معجم کبیر (2752)

کوہان کے داہنے پہلو میں نیزہ مارا جب اس سے خون بہنے لگا تو اسے پونچھ دیا اور پھر اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈال دیا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ علامت مقرر فرما دی کہ یہ ہدی کا جانور ہے تا کہ لوگ جب اس نشانی و علامت کے ذریعہ یہ جانیں کہ یہ ہدی ہے تو اس سے کوئی تعارض نہ کریں اور قزاق وغیرہ اسے غائب نہ کریں اور اگر یہ جانور راستہ بھٹک جائے تو لوگ اسے اس کی جگہ پہنچا دیں۔ ایام جاہلیت میں لوگوں کا یہ شیوہ تھا کہ جس جانور پر ایسی کوئی علامت نہ دیکھتے اسے ہڑپ کر جاتے تھے اور جس جانور پر یہ علامت ہوتی تھی اسے چھوڑ دیتے تھے، چنانچہ شارع اسلام نے بھی اس طریقہ کو مذکورہ بالا مقصد کے تحت جائز رکھا۔

اب اس فقہی مسئلہ کی طرف آیئے، جمہور ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اشعار یعنی جانور کو اس طرح زخمی کرنا سنت ہے لیکن غنم یعنی بکری، دنبہ اور بھیڑ میں اشعار کو ترک کر دینا چاہئے کیونکہ یہ جانور بہت کمزور ہوتے ہیں ان جانوروں کے لئے صرف تقلید یعنی گلے میں ہار ڈال دینا کافی ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک تقلید تو مستحب ہے لیکن اشعار مطلقاً مکروہ ہے خواہ بکری و چھترہ ہو یا اونٹ وغیرہ علماء حضرت امام اعظم کی اس بات کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم مطلق طور پر اشعار کی کراہت کے قائل نہیں تھے بلکہ انہوں نے صرف اپنے زمانے کے لئے اشعار کو مکروہ قرار دیا تھا کیونکہ اس وقت لوگ اس مقصد کے لئے ہدی کو بہت زیادہ زخمی کر دیتے تھے جس سے زخم کے سرایت کر جانے کا خوف ہوتا تھا۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ کی مسجد میں پڑھی جب کہ باب صلوٰۃ السفر کی پہلی حدیث میں جو بخاری و مسلم نے روایت کی ہے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مدینہ ہی میں پڑھ لی تھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔ لہٰذا ان دونوں روایتوں کے تضاد کو یوں دور کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مدینہ ہی میں پڑھی تھی مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے چونکہ مدینہ میں ظہر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نہیں پڑھی ہوگی اس لئے جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے دیکھا تو یہ گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں اسی لئے انہوں نے یہاں یہ بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔

اھل بالحج (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے لئے لبیک کہی) سے یہ نہ سمجھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعۃً صرف حج ہی کے لئے لبیک کہی بلکہ یہ مفہوم مراد لیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کے لئے لبیک کہی کیونکہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول اس روایت نے اس بات کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حج اور عمرہ کے لئے لبیک کہتے سنا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر راوی نے یا تو عمرہ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ اصل چونکہ حج ہی ہے اس لئے صرف اسی کے ذکر پر اکتفاء کیا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دونوں کے لئے لبیک کہی تو راوی نے صرف حج کو سنا عمرہ کا ذکر نہیں سنا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ بکریوں کو بطور ہدی خانہ کعبہ کو بھیجا اور ان کے گلے میں ہار ڈالا۔ (بخاری و مسلم)

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ بکریوں میں اشعار یعنی ان کو زخمی کرنا مشروع نہیں ہے البتہ ان میں تقلید یعنی ان کے گلے میں ہار ڈالنا سنت ہے لیکن اس بارے میں حضرت امام مالک کا اختلافی قول ہے۔

تقلید کی تعریف کا بیان

اور تقلید کی تعریف یہ ہے کہ اپنے بدنہ کی گردن پر اپنے نعل کا ٹکڑا یا لوٹے کا دستہ یا درخت کی ٹہنی باندھ دے۔ اگر اس نے بدنہ کو قلادہ پہنایا اور اس کو بھیج دیا لیکن خود نہ گیا تو وہ محرم نہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے قلادہ کو گرہ باندھتی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کو بھیج دیا اور خود بغیر احرام کے اپنے اہل میں ٹھہرے۔ اس کے بعد اگر وہ خود بھی متوجہ ہوا تو محرم نہ ہوگا حتیٰ کہ ہدی کے جانور کو جا ملے۔ اس لئے کہ جب وہ روانہ ہوا تو اس وقت اس کے سامنے ہدی نہ تھی جس کو وہ لے جائے لہٰذا یہاں اس کے پاس سوائے نیت کے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور خالی نیت سے تو محرم نہیں ہوتا۔ پھر جب اس نے ہدی پائی اور اس کو وہ لے گیا یا صرف ہدی پائی تو اس صورت میں اس کی نیت ایسے عمل کے ساتھ ملنے والی ہے جو احرام کے خصائص میں سے ہے۔ پس وہ محرم ہو گیا۔ جس طرح اگر کسی نے شروع میں ہدی کو چلایا۔

فرمایا: جب اس نے بدنہ متعہ کہا تو اس کی طرف متوجہ ہوتے ہی محرم ہو جائے گا۔ یعنی جب اس نے احرام کی نیت کی ہو۔ اور یہ استحسان ہے اور اس میں قیاس کی وہی دلیل ہے جو ہم نے ذکر کر دی ہے اور استحسان کی دلیل یہ ہے کہ اس طرح کی ہدی کو شریعت نے مناسک حج میں ایک قربانی بنا کر وضع کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ ہدی مکہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور قربانیاں حج و عمرہ جمع کرنے میں بطور شکر واجب ہیں۔ اور ہدی تمتع کے سوا کبھی جنایت کے طور پر بھی واجب ہوتی ہے۔ اگرچہ اس میں تکرار نہیں۔ اسی لئے تمتع کی ہدی میں توجہ پر اکتفاء کیا ہے اور تمتع کے سوا میں ہدی فعل کی حقیقت پر موقوف ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

اشعار و تقلید کے مستحسن ہونے میں ائمہ وفقہاء کا اجماع

اس فقہی مسئلہ کی طرف آئیے، جمہور ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اشعار یعنی جانور کو اس طرح زخمی کرنا سنت ہے لیکن غنم یعنی بکری، دنبہ اور بھیڑ میں اشعار کو ترک کر دینا چاہئے کیونکہ یہ جانور بہت کمزور ہوتے ہیں ان جانوروں کے لئے صرف تقلید یعنی گلے میں ہار ڈال دینا کافی ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک تقلید تو مستحب ہے لیکن اشعار مطلقاً مکروہ ہے خواہ بکری و چھترہ ہو یا اونٹ وغیرہ علماء حضرت امام اعظم کی اس بات کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم مطلق طور پر اشعار کی کراہت کے قائل نہیں تھے بلکہ انہوں نے صرف اپنے زمانے کے لئے اشعار کو مکروہ قرار دیا تھا کیونکہ اس وقت لوگ اس مقصد کے لئے ہدی کو بہت زیادہ زخمی کر دیتے تھے جس سے زخم کے سرایت کر جانے کا خوف ہوتا تھا۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ کی مسجد میں پڑھی جب کہ باب صلوٰۃ السفر کی پہلی حدیث میں جو بخاری و مسلم نے روایت کی ہے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مدینہ ہی میں پڑھ لی تھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔ لہٰذا ان دونوں روایتوں کے تضاد کو یوں دور کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مدینہ ہی میں پڑھی تھی مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے چونکہ مدینہ میں ظہر کی نماز

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نہیں پڑھی ہوگی اس لئے جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے دیکھا تو یہ گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں اسی لئے انھوں نے یہاں یہ بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔

(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے لئے لبیک کہی) سے یہ نہ سمجھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعۃً صرف حج ہی کے لئے لبیک کہی بلکہ یہ مفہوم مراد لیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کے لئے لبیک کہی کیونکہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول اس روایت نے اس بات کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حج اور عمرہ کے لئے لبیک کہتے سنا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر راوی نے یا تو عمرہ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ اصل چونکہ حج ہی ہے اس لئے صرف اسی کے ذکر پر اکتفاء کیا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دونوں کے لئے لبیک کہی تو راوی نے صرف حج کو سنا عمرہ کا ذکر نہیں سنا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ بکریوں کو بطور ہدی خانہ کعبہ کو بھیجا اور ان کے گلے میں ہار ڈالا۔ (بخاری ومسلم)

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ بکریوں میں اشعار یعنی ان کو زخمی کرنا مشروع نہیں ہے البتہ ان میں تقلید یعنی ان کے گلے میں ہار ڈالنا سنت ہے لیکن اس بارے میں حضرت امام مالک کا اختلافی قول ہے۔

بدنہ پر جل ڈالنے یا اشعار کرنے کا بیان

اگر کسی شخص نے بدنہ پر جل ڈالی یا اس کو اشعار کیا یا اس نے بکری کو قلادہ پہنایا تو محرم نہ ہوگا کیونکہ جل ڈالنا خواہ گرمی، سردی اور مکھیوں کے دور کرنے کے لئے ہی کیوں نہ ہو یہ افعال حج کے خصائص میں سے نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اشعار کرنا مکروہ ہے لہٰذا وہ افعال حج میں نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اگرچہ اچھا ہے۔ اس لئے کہ کبھی یہ علاج کے طور پر کیا جاتا ہے بہ خلاف تقلید کے اس لئے کہ وہ ہدی کے ساتھ خاص ہے جبکہ بکری کو تقلید کرنا نہ معتاد ہے اور نہ ہی سنت ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک اشعار کرنے کا بیان

علامہ سرخسی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک اشعار کرنا مکروہ ہے۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک اشعار کرنا اچھا عمل ہے۔ لیکن جب وہ اشعار کو چھوڑ دیتا ہے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔

اشعار کی تعریف یہ ہے کہ نشتر یا تیز دھار دار چیز سے اونٹ کے کوہان کو دونوں اطراف میں سے کسی ایک جانب سے کھال کو اتنا کاٹا جائے کہ اس کا خون نکل آئے اور پھر اس خون کو اس کی کوہان کے ساتھ مل دیا جائے۔ اسے اشعار کہتے ہیں۔ اسی ہدی کی نشانی قائم ہوتی ہے۔ کیونکہ اشعار کا معنی اعلام ہے۔

ابن ابی یعلی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ کوہان کی بائیں جانب سے کاٹا جائے گا کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے نے اپنی ہاتھوں سے اونٹوں کا اشعار کیا اوران کو کوہان کی بائیں طرف سے کاٹ دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح کا اشعار روایت کیا گیا ہے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی حنفی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ امام اعظم کے نزدیک اشعار مکروہ نہیں ہے کیونکہ جب کثیر احادیث سے اشعار ثابت ہے۔ حضرت امام اعظم نے صرف اپنے دور کے لوگوں کو اس وجہ سے منع کیا تھا کہ لوگ گہرا چھرا گھونپ دیتے تھے جس کی وجہ سے اونٹ کی ہلاکت کا خطرہ ہوتا تھا۔ کیونکہ انہیں اشعار کا صحیح طریقہ ہی نہیں آتا تھا۔ البتہ جو لوگ اشعار کرنا جانتے ہیں ان کے لئے اونٹ کی کھال وغیرہ کاٹنا مکروہ نہیں ہے۔ (مبسوط ج ۴، ص ۱۴۰، بیروت)

بَاب: 28 قَوْلِهِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَّا هٰذَا الْفُتْيَا الَّتِيْ قَدْ تَشَغَّفَتْ اَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ

(ایک شخص کا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ کہنا کہ آپ کے فتویٰ نے لوگوں کو پریشان کر دیا ہے

670- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَسَّانَ الْاَعْرَجَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْهُجَيْمِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَّا هٰذَا الْفُتْيَا الَّتِيْ قَدْ تَشَغَّفَتْ اَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ اَنَّ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ رَغِمْتُمْ

✧✧ ابوحسان کہتے ہیں' ایک مرتبہ بنوجہیم کے ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں کہا' ان صاحب کے اس فتوے نے لوگوں کو پریشان کر دیا ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے' وہ احرام کھول سکتا ہے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' یہ تمہارے نبی کی سنت (سے ثابت) ہے' اگرچہ تمہیں کتنا ہی ناگوار ہو۔

671- وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ حَسَّانَ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ قَدْ تَفَشَّغَ بِالنَّاسِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ الطَّوَافُ عُمْرَةٌ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ رَغِمْتُمْ

✧✧ ابوحسان بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا (آپ کی) اس بات پر بڑی چہ مگوئیاں ہو رہی ہیں کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کر لے' وہ احرام کھول سکتا ہے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بولے' یہ تمہارے نبی کی سنت (سے ثابت) ہے' اگرچہ تمہیں کتنا ہی ناگوار ہو۔

672- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَّلَا غَيْرُ حَاجٍّ اِلَّا حَلَّ قُلْتُ لِعَطَآءٍ مِّنْ اَيْنَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ) قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ هُوَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ وَقَبْلَهُ وَكَانَ يَاْخُذُ ذٰلِكَ مِنْ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّحِلُّوْا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

✧✧ عطاء بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ حج کرنے والا یا عمرہ کرنے والا بیت اللہ کا

حدیث 670: بخاری (4135) احمد (2513) معجم کبیر (2927)

حدیث 672: بخاری (4135) احمد (2513) بیہقی (9028) معجم کبیر (12927)

طواف کر لینے کے بعد احرام کھول سکتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے عطاء سے پوچھا' ان کی دلیل کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا' اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ" (اس قربانی کے ذبح ہونے کی جگہ "بیت عتیق" ہے۔)

(راوی کہتے ہیں) میں نے کہا' قربانی تو عرفات سے واپسی پر ہوتی ہے' تو عطاء نے جواب دیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس بات کے قائل تھے کہ عرفات جانے سے پہلے یا وہاں سے آنے کے بعد کسی بھی وقت قربانی ہو سکتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس حدیث سے بھی استدلال کرتے تھے (جس میں یہ مذکور ہے) کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (عمرے کا) طواف کر لینے کے بعد (عمرے کا) احرام کھول دینے کا حکم دیا تھا۔

بَاب: 29 جَوَازِ تَقْصِيرِ الْمُعْتَمِرِ مِنْ شَعْرِهِ وَاَنَّهُ لَا يَجِبُ حَلْقُهُ وَاَنَّهُ يَسْتَحِبُّ كَوْنَ حَلْقِهِ اَوْ تَقْصِيرِهِ عِنْدَ الْمَرْوَةِ

عمرہ کرنے والے شخص کے لیے بال چھوٹے کروالینا جائز ہے' سر منڈوانا اس کے لیے واجب نہیں ہے اور یہ بات مستحب ہے کہ مروہ کے پاس سر منڈوایا جائے یا بال چھوٹے کروائے جائیں

673- حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِيْ مُعَاوِيَةُ اَعَلِمْتَ اَنِّيْ قَصَّرْتُ مِنْ رَّاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ فَقُلْتُ لَهُ لَا اَعْلَمُ هٰذِهِ اِلَّا حُجَّةً عَلَيْكَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا' کیا تم جانتے ہو؟ میں نے مروہ کے پاس تیر کی پیکان کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال کاٹے تھے تو میں نے ان سے کہا' مجھے اس بات کا علم نہیں ہے مگر یہ آپ کے خلاف حجت ہے۔

674- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ اَخْبَرَهُ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ وَّهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ اَوْ رَاَيْتُهُ يُقَصَّرُ عَنْهُ بِمِشْقَصٍ وَّهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ میں نے تیر کی پیکان کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال چھوٹے کیے تھے' آپ اس وقت مروہ (پہاڑی) پر موجود تھے۔ (راوی کہتے ہیں) یا شاید (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے) یہ کہا تھا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر کی پیکان کے ذریعے بال چھوٹے کرتے ہوئے دیکھا ہے' آپ اس وقت مروہ (پہاڑی) پر موجود تھے۔

شرح

دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ ہی میں ہدی ذبح کی جاتی ہے اس کے بعد سر منڈا کر یا بال کتروا کر

حدیث 673: بخاری (1643) ابوداؤد (1802) نسائی (2988) احمد (16932) بیہقی (9177) معجم کبیر (1582)

احرام کھول دیا جاتا ہے اس طرح رفث (عورت سے جماع وغیرہ) کے علاوہ ہر وہ چیز جو احرام کی حالت میں ممنوع تھی، جائز ہو جاتی ہے۔ احرام سے نکلنے کے لئے بال کتروانے کی بہ نسبت سر منڈانا افضل ہے۔ یہ بات جان لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ کہیں ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کے علاوہ اور کبھی سر منڈایا ہو۔

بَاب:30 جَوَازِ التَّمَتُّعِ فِي الْحَجِّ وَالْقُرْاٰنِ

حج میں تمتع اور قران کا جواز

675- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ اَمَرَنَا اَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً اِلَّا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَرُحْنَا اِلٰى مِنًى اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم بلند آواز میں حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے جب ہم مکہ پہنچے' تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے (احرام کو) عمرے میں تبدیل کر دیں تاہم وہ شخص ایسا نہ کرے جس کے ہمراہ قربانی کا جانور موجود ہو پھر ترویہ کے دن (آٹھ ذوالحج کو) منیٰ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے ہم نے حج کا احرام باندھا۔

676- وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ دَاوُدَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ وَّعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بلند آواز میں حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے (مکہ مکرمہ) آئے۔

677- حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَاَتَاهُ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّابْنَ الزُّبَيْرِ اخْتَلَفَا فِي الْمُتْعَتَيْنِ فَقَالَ جَابِرٌ فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا

✧✧ ابونضیر بیان کرتے ہیں' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہاں ایک شخص آیا اور بولا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان دو قسم کے متعہ (کے جواز) کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ بولے' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دونوں قسم کا متعہ کیا ہے' لیکن پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کر دیا تو ہم نے ان دونوں کو

حدیث 675: بخاری (1623) ابوداؤد (1787) نسائی (2650) ابن ماجہ (2980) مؤطا (881) احمد (2348) ابن حبان (3791) ابن خزیمہ (2785) بیہقی (8399) ابویعلی (2822) معجم کبیر (6574) دارقطنی (32)

حدیث 676: بخاری (1623) ابوداؤد (1787) نسائی (2650) ابن ماجہ (2980) مؤطا (881) احمد (2348) ابن حبان (3791) ابن خزیمہ (2785) بیہقی (8399) ابویعلی (2822) معجم کبیر (6574) دارقطنی (32)

حدیث 677: بخاری (1492) احمد (2158) ابن حبان (4151) بیہقی (8648) معجم کبیر (12962) دارقطنی (52)

دوبارہ نہیں کیا۔

678- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنِي سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ اَهْلَلْتَ فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے (مکہ مکرمہ) آئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا، تم نے کس کا احرام باندھا ہے؟ (حج یا عمرہ؟) انہوں نے عرض کی، میں نے اس احرام کی نیت کی ہے جو احرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں احرام کھول دیتا۔

679-وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَا حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ فِي رِوَايَةِ بَهْزٍ لَحَلَلْتُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

680- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي اِسْحٰقَ وَعَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ اَنَّهُمْ سَمِعُوْا اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، آپ نے دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھتے ہوئے کہا تھا، میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں، میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں (یعنی ان دونوں کی نیت کرتا ہوں)

681- وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي اِسْحٰقَ وَحُمَيْدِ الطَّوِيْلِ قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا وَ قَالَ حُمَيْدٌ قَالَ اَنَسٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (ان الفاظ میں نیت کرتے ہوئے) سنا ہے، میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہی روایت ایک اور سند سے تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ہمراہ منقول ہے۔

682- وَحَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حدیث 678: بخاری (1483) ترمذی (956) نسائی (2738) احمد (273) ابن حبان (3776) بیہقی (8634)

حدیث 680: بخاری (1623) ابوداؤد (1787) نسائی (2650) ابن ماجہ (2980) مؤطا (881) احمد (2348) ابن حبان (3791) ابن خزیمہ (2785) بیہقی (8399) ابویعلی (2822) معجم کبیر (6574) دارقطنی (32)

حدیث 682: احمد (7271) ابن حبان (6820) بیہقی (8585)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' ابن مریم (حضرت عیسیٰ) ''فج الروحاء'' کے مقام سے ضرور بالضرور حج یا عمرہ یا دونوں کا تلبیہ کہیں گے۔

683-وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں ''اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے''۔

684-وَحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں ''اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے''۔

بَابٌ: 31 بَيَانِ عَدَدِ عُمَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَمَانِهِنَّ

نبی اکرم ﷺ کے عمروں کی تعداد اور ان کے زمانے کا تذکرہ

685- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنْ جِعِرَّانَةَ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے چار عمرے کیے تھے' جن میں سے تین ذیقعد کے مہینے میں کیے اور ایک عمرہ جو آپ نے حج کے ہمراہ (ذوالحج کے مہینے میں) کیا۔ آپ نے حدیبیہ سے جو عمرہ کیا' وہ ذیقعد کے مہینے میں کیا پھر اگلے برس جو عمرہ کیا' وہ بھی ذیقعد کے مہینے میں کیا پھر حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کرنے کے بعد ''جعرانہ'' سے ذیقعد کے مہینے میں عمرہ کیا اور ایک عمرہ آپ نے حج (حجۃ الوداع) کے ہمراہ (ذوالحج کے مہینے میں) کیا۔

686-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَمْ حَجَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَجَّةً وَاحِدَةً وَاعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هَدَّابٍ

✧✧ قتادہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' نبی اکرم ﷺ نے کتنی مرتبہ حج کیا؟ تو انہوں نے

حدیث 685: بخاری (1685) ابوداؤد (1991) ترمذی (815) ابن ماجہ (2996) موطا (759) داری (2468) احمد (6126) ابن حبان (3945) ابن خزیمہ (3070) بیہقی (8618) ابویعلی (2872) معجم کبیر (13526)

جواب آپ نے ایک مرتبہ حج کیا اور چار مرتبہ عمرہ کیا۔

687 - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرَى

✧✧ ابواسحاق بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کتنے غزوات میں شرکت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' سترہ (غزوات میں) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس غزوات میں حصہ لیا اور (مدینہ منورہ کی طرف) ہجرت کر لینے کے بعد آپ نے ایک ہی مرتبہ حج کیا جو ''حجۃ الوداع'' کہلاتا ہے۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ابواسحاق کہتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں (قیام کے دوران) ایک اور حج کیا تھا۔

688 - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يُخْبِرُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ مُسْتَنِدَيْنِ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِنَّا لَنَسْمَعُ ضَرْبَهَا بِالسِّوَاكِ تَسْتَنُّ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيْ أُمَّتَاهُ أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ وَمَا يَقُولُ قُلْتُ يَقُولُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَعَمْرِي مَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ وَمَا اعْتَمَرَ مِنْ عُمْرَةٍ إِلَّا وَإِنَّهُ لَمَعَهُ قَالَ وَابْنُ عُمَرَ يَسْمَعُ فَمَا قَالَ لَا وَلَا نَعَمْ سَكَتَ

✧✧ عطاء بیان کرتے ہیں' مجھے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے (کی دیوار) کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' ہمیں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے کہا' اے ابوعبدالرحمٰن! (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں عمرہ کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! میں نے کہا' امی جان! (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کیا آپ نے نہیں سنا' ابوعبدالرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں؟ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا' وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا' وہ کہہ رہے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں عمرہ کیا تھا تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن کی مغفرت کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ نہیں کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ نہیں کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی عمرے کیے' وہ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) بھی ان میں آپ کے ہمراہ شریک تھے۔ (عروہ کہتے ہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ بات سن رہے تھے' انہوں نے نہ ہی ''نہیں'' اور نہ ہی ''ہاں'' کہا' بلکہ خاموش رہے۔

689 - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ

حدیث 687: بخاری (4142) ترمذی (815) ابن ماجہ 3076) دارمی (1786) احمد (2847) ابن حبان (4503) ابن خزیمہ (3056) مستدرک (4256) بیہقی (8491) ابویعلی (1963) معجم کبیر (1742) دارقطنی (195)

حدیث 688: بخاری (3243) احمد (24324) ابن حبان (1598) ابن خزیمہ (3070) بیہقی (8619) معجم کبیر (13529)

الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى فِى الْمَسْجِدِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ صَلٰوتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرْبَعَ عُمَرٍ اِحْدَاهُنَّ فِىْ رَجَبٍ فَكَرِهْنَا اَنْ نُكَذِّبَهُ وَنَرُدَّ عَلَيْهِ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ فِى الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ اَلَا تَسْمَعِيْنَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى مَا يَقُوْلُ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ وَمَا يَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عُمَرٍ اِحْدَاهُنَّ فِىْ رَجَبٍ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَهُوَ مَعَهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِىْ رَجَبٍ قَطُّ

✧✧ مجاہد بیان کرتے ہیں' میں اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوئے وہاں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے (کی دیوار) کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے' ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لوگوں کی اس نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو وہ بولے' یہ بدعت ہے پھر عروہ نے ان سے سوال کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی مرتبہ عمرہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا' چار مرتبہ جن میں ایک رجب کے مہینے میں کیا۔ (مجاہد کہتے ہیں) ہم نے ان کی تکذیب یا تردید مناسب نہیں سمجھی۔ حجرے میں سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز آئی تو عروہ بولے' اے اُم المومنین! کیا آپ نے سنا نہیں' ابوعبدالرحمن کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے دریافت کیا' وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ عروہ نے کہا' وہ کہہ رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مرتبہ عمرہ کیا جن میں سے ایک عمرہ رجب کے مہینے میں کیا' تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن پر رحم کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی عمرہ کیا' وہ (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) اس میں آپ کے ہمراہ شریک تھے۔ تاہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

بَاب: 32 فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِىْ رَمَضَانَ

رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت

690- وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُنَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيْتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ اَنْ تَحُجِّىْ مَعَنَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ لَّنَا اِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ اَبُوْ وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلٰى نَاضِحٍ وَّتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ قَالَ فَاِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِىْ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْهِ تَعْدِلُ حَجَّةً

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری خاتون سے (راوی کہتے ہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا نام بتایا تھا لیکن وہ مجھے یاد نہیں رہا' دریافت کیا' تم ہمارے ساتھ حج کے لیے کیوں نہیں جا رہی ہو؟ تو اس نے عرض کی' ہمارے پاس صرف دو اونٹ ہیں' ایک پر میرا شوہر اور بیٹا حج کے لیے جا رہے ہیں اور دوسرا اونٹ پانی لانے کے لیے یہیں چھوڑ کر جا رہے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آ جائے تو تم (اس مہینے میں) عمرہ کر لینا کیونکہ اس میں عمرہ کرنا (ثواب کے اعتبار سے) حج کے برابر ہے۔

حدیث 690: بخاری (1690) احمد (2025) بیہقی (8524)

691- وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَاَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا اُمُّ سِنَانٍ مَا مَنَعَكِ اَنْ تَكُوْنِيْ حَجَجْتِ مَعَنَا قَالَتْ نَاضِحَانِ كَانَا لِاَبِيْ فُلَانٍ زَوْجِهَا حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلٰى اَحَدِهِمَا وَكَانَ الْاٰخَرُ يَسْقِيْ عَلَيْهِ غُلَامُنَا قَالَ فَعُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَقْضِيْ حَجَّةً اَوْ حَجَّةً مَعِيْ

✧✧ حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اُم سنان نامی ایک انصاری خاتون سے دریافت کیا' تم ہمارے ساتھ حج کے لیے کیوں نہیں جا رہی ہو؟ اس نے عرض کی' ابوفلاں (یعنی اس کا شوہر) کے پاس دو اونٹ ہیں جن میں سے ایک پر وہ اور اس کا بیٹا حج کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں اور دوسرے اونٹ پر ہمارا غلام ہمیں پانی لا کر دیا کرے گا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (تمہارا) رمضان میں عمرہ کر لینا حج کے برابر ہوگا۔ (راوی کو شک ہے) یا شاید آپ نے یہ فرمایا تھا' میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہوگا۔

بَاب: 33 اسْتِحْبَابِ دُخُوْلِ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَالْخُرُوْجِ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى

(حج کے لیے آتے وقت) مکہ مکرمہ میں بالائی حصے کی طرف سے داخل ہونا (اور واپس جاتے وقت) زیریں حصے کی جانب سے باہر نکلنا مستحب ہے

692- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ وَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى

✧✧ حضرت ابن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ درخت والے راستے سے (شہر سے) باہر نکلتے تھے اور ''معرس'' کے راستے سے شہر میں داخل ہوتے تھے جب آپ مکہ میں داخل ہوتے تھے تو بالائی گھاٹی کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور جب (مکہ سے) باہر نکلتے تھے تو زیریں گھاٹی کی طرف سے باہر نکلتے تھے۔

693-وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ و قَالَ فِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ الْعُلْيَا الَّتِيْ بِالْبَطْحَآءِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں' وہ بالائی گھاٹی ''بطحاء'' میں ہے۔

694- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَآءَ اِلٰى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ

حدیث692: بخاری (1460) ابوداؤد (1865) ترمذی (853) نسائی (2865) ابن ماجہ (2940) مؤطا (705) احمد (4625) ابن حبان (3908) ابن خزیمہ (959) بیہقی (2629) ابویعلی (3579) معجم کبیر (21)

حدیث494: بخاری (1460) ابوداؤد (1865) ترمذی (853) نسائی (2865) ابن ماجہ (2940) مؤطا (705) احمد (4625) ابن حبان (3908) ابن خزیمہ (959) بیہقی (2629) ابویعلی (3579) معجم کبیر (21)

مِنْ اَسْفَلِهَا

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لاتے تو بالائی حصے سے اس میں داخل ہوتے اور جب (مکہ سے) باہر نکلتے تو زیریں حصے سے باہر نکلتے تھے۔

695- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِّنْ اَعْلٰى مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ فَكَانَ اَبِىْ يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ اَبِىْ اَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَآءٍ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال "کداء" جو مکہ کا بالائی حصہ ہے سے مکہ میں داخل ہوئے۔

(راوی) ہشام کہتے ہیں: میرے والد (عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما) دونوں طرف سے مکہ میں داخل ہو جایا کرتے تھے تاہم وہ اکثر "کداء" کی طرف سے مکہ میں داخل ہوا کرتے تھے۔

بَاب: 334 اسْتِحْبَابِ الْمَبِيْتِ بِذِىْ طُوًى عِنْدَ اِرَادَةِ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَالْاِغْتِسَالِ لِدُخُوْلِهَا وَدُخُوْلِهَا نَهَارًا

جب مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ ہو (تو اس سے پہلے والی) رات "ذوطویٰ" میں بسر کر کے، غسل کر کے دن کے وقت مکہ میں داخل ہونا مستحب ہے

696- حَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاتَ بِذِىْ طُوًى حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَفِىْ رِوَايَةِ ابْنِ سَعِيْدٍ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ يَحْيٰى اَوْ قَالَ حَتّٰى اَصْبَحَ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) "ذوطویٰ" میں رات بسر کی اور صبح مکہ میں داخل ہو گئے۔ (راوی کہتے ہیں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: صبح کی نماز پڑھ لینے کے بعد آپ مکہ میں داخل ہوئے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صبح کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔

697- وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِىُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْدَمُ مَكَّةَ اِلَّا بَاتَ بِذِىْ طُوًى حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَّيَذْكُرُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ فَعَلَهُ

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی مکہ آتے تو رات "ذوطویٰ" میں ٹھہرتے اور صبح کے وقت غسل

حدیث 696: بخاری (1039) ابوداؤد (1202) ترمذی (546) نسائی (469) داری (1507) احمد (4656) ابن حبان (2743) بیہقی (3876) ابویعلی (2794)

کرنے کے بعد دن میں مکہ میں داخل ہوتے' آپ یہ بات بیان کیا کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

698- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِىْ اَنَسٌ يَّعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُّوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِىْ طُوًى وَيَبِيْتُ بِهٖ حَتّٰى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَّيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِىْ بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ مکہ آتے وقت نبی اکرم ﷺ ''ذوطویٰ'' میں پڑاؤ کیا کرتے تھے اور رات وہیں بسر کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک بڑے ٹیلے پر نماز ادا کی تھی' اس جگہ نہیں جہاں پر بعد میں مسجد بنا دی گئی تھی' بلکہ اس سے کچھ نیچے بڑے ٹیلے کے اوپر (آپ نے نماز ادا کی تھی)۔

699- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِىْ اَنَسٌ يَّعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُّوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِىْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ يَجْعَلُ الْمَسْجِدَ الَّذِىْ بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ الَّذِىْ بِطَرَفِ الْاَكَمَةِ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْاَكَمَةِ السَّوْدَاءِ يَدَعُ مِنَ الْاَكَمَةِ عَشَرَةَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ يُصَلِّيْ مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا' نبی اکرم ﷺ نے پہاڑ کی ان دو چوٹیوں کی طرف منہ کیا جو آپ کے اور طویل پہاڑ کے درمیان موجود تھیں وہاں سے خانہ کعبہ کی طرف رُخ کر کے بعد میں جو مسجد بنائی گئی ہے' اسے آپ نے اس مسجد کے بائیں طرف کر دیا جو ٹیلے کے ایک طرف بنی ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ سیاہ ٹیلے سے تقریباً دس ہاتھ نیچے ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے طویل پہاڑ کی ان دو چوٹیوں کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی' وہ پہاڑ جو تمہارے اور خانہ کعبہ کے درمیان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام نازل کرے۔

بَاب:35 اسْتِحْبَابِ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ وَالْعُمْرَةِ وَفِي الطَّوَافِ الْاَوَّلِ مِنَ الْحَجِّ

طواف اور عمرے میں رمل کرنا مستحب ہے' حج کے پہلے طواف میں (بھی ایسا کرنا مستحب ہے)

700- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْاَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا وَّكَانَ يَسْعٰى بِبَطْنِ الْمَسِيْلِ اِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ نے بیت اللہ کا پہلا طواف کیا' تو ابتدائی تین چکروں میں تیز

حدیث 699: احمد (5601)

حدیث 700: بخاری (1527) ابوداؤد (1893) نسائی (2943) ابن ماجہ (2950) مؤطا (811) دارمی (1841) احمد (4844) ابن حبان (3813) ابن خزیمہ (2717) مستدرک (1781) بیہقی (9037) معجم کبیر (11132)

چلے اور بقیہ چار چکروں میں معمول کی رفتار سے چلے۔ صفا ومروہ کے طواف کے دوران آپ ''بطن مسیل'' والے حصے سے دوڑ کر گزرے (راوی کہتے ہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

701- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَاِنَّهٗ يَسْعٰى ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَمْشِيْ اَرْبَعَةً ثُمَّ يُصَلِّيْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ) آنے کے بعد حج یا عمرے کا جو سب سے پہلا طواف کرتے تھے اس میں بیت اللہ کے طواف میں' ابتدائی تین چکر دوڑ کر لگاتے تھے اور چار چکر چل کر لگاتے تھے پھر آپ دو نوافل ادا کرتے پھر صفا ومروہ کا طواف کرتے۔

702- وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَرْمَلَةُ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ اِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ اَوَّلَ مَا يَطُوْفُ حِيْنَ يَقْدَمُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ مکہ تشریف لائے (تو طواف کے دوران) آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اپنے پہلے طواف کے سات چکروں میں سے ابتدائی تین چکر تیز چل کر لگائے۔

703- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ اَبَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (طواف کے دوران) حجر (اسود) سے لے کر حجر (اسود) تک ابتدائی تین چکروں میں رمل کیا اور باقی چار چکر چل کر لگائے۔

704- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ اَخْضَرَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ وَذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهٗ

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجر سے لے کر حجر تک (یعنی طواف کعبہ کے پورے چکر میں) رمل کیا اور یہ بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

705- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ

حدیث703: بخاری (1526) ابوداؤد (1890) ترمذی (856) نسائی (2939) ابن ماجہ (314) مؤطا (810) دارمی (1842) احمد (2688) ابن حبان (3813) ابن خزیمہ (2717) مستدرک (1781) بیہقی (9060) ابویعلی (1882) معجم کبیر (12055)

حدیث705: بخاری (1526) ابوداؤد (1890) ترمذی (856) نسائی (2939) ابن ماجہ (314) مؤطا (1842) احمد (2688) ابن حبان (3813) ابن خزیمہ (2717) مستدرک (1781) بیہقی (9060) ابویعلی (1882) معجم کبیر (12055)

✧✧ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرِ اسود سے لے کر حجرِ اسود تک (یعنی طواف کعبہ کے پورے چکر میں) تین چکروں میں رمل کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

706- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَّابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ الثَّلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِّنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ

✧✧ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (طوافِ کعبہ کے دوران) تین چکروں میں حجر سے لے کر حجر تک (یعنی مکمل چکر میں) رمل کیا۔

707- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ هٰذَا الرَّمَلَ بِالْبَيْتِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَّمَشْيَ أَرْبَعَةِ أَطْوَافٍ أَسُنَّةٌ هُوَ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ فَقَالَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ قُلْتُ مَا قَوْلُكَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا وَّأَصْحَابَهُ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ مِنَ الْهُزَلِ قَالَ وَكَانُوا يَحْسُدُونَهُ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا ثَلَاثًا وَّيَمْشُوا أَرْبَعًا قَالَ قُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَاكِبًا أَسُنَّةٌ هُوَ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَوْلُكَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثُرَ عَلَيْهِ النَّاسُ يَقُولُونَ هٰذَا مُحَمَّدٌ هٰذَا مُحَمَّدٌ حَتّٰى خَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنَ الْبُيُوتِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُضْرَبُ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ رَكِبَ وَالْمَشْيُ وَالسَّعْيُ أَفْضَلُ

✧✧ ابوطفیل بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا' بیت اللہ کے طواف کے دوران تین چکروں میں رمل کرنا اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلنا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا یہ سنت ہے؟ کیونکہ لوگ اسے سنت سمجھتے ہیں' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' کہ وہ ٹھیک بھی سمجھتے ہیں اور غلط بھی سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا' آپ کی اس بات کا مطلب کیا ہے؟ کہ وہ ٹھیک اور غلط دونوں باتوں کے قائل ہیں' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو بعض مشرکین نے یہ کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب اتنے کمزور ہیں کہ یہ بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کر سکیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' وہ مشرکین آپ سے حسد کرتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ طواف کے تین چکروں میں رمل کریں اور چار چکروں میں معمول کی رفتار سے چلیں۔ (ابوطفیل کہتے ہیں) میں نے کہا' صفا اور مروہ کے درمیان سوار ہو کر چکر لگانا اس کے بارے میں مجھے بتائیں' کیا یہ سنت ہے؟ کیونکہ لوگ یہ سمجھتے ہیں' یہ سنت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' وہ ٹھیک بھی سمجھتے ہیں اور غلط بھی۔ میں نے کہا' آپ کی اس بات کا کیا مطلب ہے؟ کہ وہ ٹھیک اور غلط دونوں باتوں کے قائل ہیں؟

حدیث 707: بخاری (1527) ابوداؤد (1893) نسائی (2943) ابن ماجہ (2950) مؤطا (811) دارمی (1841) احمد (4844) ابن حبان (3813) ابن خزیمہ (2717) مستدرک (1781) بیہقی (9037) معجم کبیر (11132)

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بہت سے لوگوں کا ہجوم ہوگیا' ہر کوئی یہی کہہ رہا تھا یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہاں تک کہ جوان لڑکیاں بھی گھروں سے نکل آئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ہاتھوں کے ذریعے ہٹاتے نہیں تھے جب ہجوم زیادہ ہوگیا تو آپ سوار ہوگئے۔ (اور آپ نے سواری کی حالت میں صفا و مروہ کا چکر لگایا) لیکن افضل یہی ہے کہ صفا و مروہ کا چکر پیدل چل کر (اور مخصوص حصے میں) دوڑ کر لگایا جائے۔

708- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهِيَ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا.

✧✧ ابوطفیل بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا' آپ کی قوم کے لوگ یہ سمجھتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ (کے طواف کے دوران) رمل کیا تھا اور ایسا کرنا سنت ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (ایک اعتبار سے) وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور (دوسرے اعتبار سے) غلط کہتے ہیں۔

709- وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْاَبْجَرِ عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اُرَانِیْ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصِفْهُ لِیْ قَالَ قُلْتُ رَاَيْتُهُ عِنْدَ الْمَرْوَةِ عَلٰى نَاقَةٍ وَّقَدْ كَثُرَ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يُدَعُّوْنَ عَنْهُ وَلَا يُكْرَهُوْنَ

✧✧ ابوطفیل بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا' میرا خیال ہے کہ میں نے (اپنے بچپن میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (کب اور کہاں؟) اس بارے میں مجھے بتاؤ تو میں نے کہا' میں نے آپ کو مروہ کے پاس ایک اونٹنی پر سوار دیکھا تھا۔ آپ کے گرد بہت سے لوگوں کا ہجوم تھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا کہ وہ آپ کو تنہا نہیں چھوڑتے تھے اور نہ ہی آپ سے دُور رہا کرتے تھے۔

710- وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَّعْنِیْ ابْنَ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ مَكَّةَ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمّٰى يَثْرِبَ قَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ غَدًا قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمُ الْحُمّٰى وَلَقُوْا مِنْهَا شِدَّةً فَجَلَسُوا مِمَّا يَلِی الْحِجْرَ وَاَمَرَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْمُلُوْا ثَلَاثَةَ اَشْوَاطٍ وَّيَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ لِيَرَى الْمُشْرِكُوْنَ جَلَدَهُمْ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّ الْحُمّٰى قَدْ وَهَنَتْهُمْ هٰؤُلَاءِ اَجْلَدُ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّلَمْ يَمْنَعْهُ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ اَنْ يَّرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ تشریف لائے' یثرب کے بخار نے

حدیث 710: بخاری (1525) ابوداؤد (1886) احمد (2639) ابن خزیمہ (2720) بیہقی (9055)

ان سب کو کمزور کر دیا تھا۔ مشرکین ایک دوسرے سے کہنے لگے کل تمہارے پاس وہ لوگ آئیں گے جنہیں بخار نے کمزور کر دیا اور وہ انتہائی بیمار لوگ ہیں۔ (اگلے دن جب مسلمان مکہ میں داخل ہوئے) تو مشرکین حجر اسود کے پاس بیٹھ گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کو حکم دیا کہ (طواف کے ابتدائی) تین چکروں میں رمل کریں اور دونوں ارکان کے درمیان معمول کی رفتار سے چلیں تاکہ مشرکین کو ان کی جسمانی طاقت کا اندازہ ہو جائے۔ (یہ منظر دیکھ کر) مشرکین نے ایک دوسرے سے کہا' کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں تم یہ سمجھ رہے تھے کہ انہیں بخار نے کمزور کر دیا ہے' یہ تو فلاں' فلاں سے بھی زیادہ طاقت ور ہیں۔

حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ان حضرات کو طواف کے تمام چکروں میں رمل کرنے کا حکم اس لیے نہیں دیا تاکہ وہ تھک نہ جائیں۔

711- وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا سَعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَمَلَ بِالْبَيْتِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ

✧✧ حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے بیت اللہ کے دوران اس لیے رمل کیا تھا تاکہ مشرکین کے سامنے اپنی (جسمانی) قوت کا اظہار کریں۔

712- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ اَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ وَكَانَ اَهْلُ مَكَّةَ قَوْمٌ حَسَدٌ وَّلَمْ يَقُلْ يَحْسُدُوْنَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں کہ اہلِ مکہ کی طبیعت میں حسد پایا جاتا تھا۔

بَاب: 36 اسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ

طواف کے دوران دو یمانی ارکان کی تعظیم کرنا مستحب ہے

713- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو بیت اللہ کے صرف دو یمانی ارکان کو چھوتے ہوئے دیکھا ہے۔

714- وَحَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنْ اَرْكَانِ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ مِنْ نَحْوِ دُوْرِ الْجُمَحِيِّيْنَ

حدیث 713: بخاری (1531) ابوداؤد (1874) ترمذی (858) نسائی (2948) ابن ماجہ (2946) احمد (3074) ابن حبان (3827) ابن خزیمہ (2725) بیہقی (5148) ابویعلی (5473) معجم کبیر (9472) دار قطنی (83)

✧✧ سالم اپنے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رُکن اسود (حجر اسود) اور اس کے پاس والے رُکن جو "جمحیین" کے گھروں والی سمت میں ہے' کے علاوہ بیت اللہ کے کسی اور رُکن کا استلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

715- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ اِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ

✧✧ حضرت عبداللہ (بن عمر رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف حجر اسود اور رُکن یمانی کا استلام کرتے تھے۔

716- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ يَحْيٰى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا فِيْ شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے جب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کے بعد شدت یا آسانی (کسی بھی حالت میں) میں نے ان دونوں ارکان حجر اسود اور رُکن یمانی کا استلام کبھی ترک نہیں کیا۔

717- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْخَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهٗ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے حجر اسود کو اپنے ہاتھ کے ذریعے چھوا اور پھر اپنے ہاتھ کا بوسہ لیا پھر وہ بولے میں نے جب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عمل کرتے دیکھا ہے اس کے بعد کبھی بھی اسے ترک نہیں کیا۔

718- وَحَدَّثَنِيْ اَبُوالطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا الطُّفَيْلِ الْبَكْرِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ غَيْرَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو یمانی ارکان کے علاوہ کسی اور (رُکن) کا استلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

بَاب: 37 اسْتِحْبَابِ تَقْبِيْلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فِي الطَّوَافِ

طواف کے دوران حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے

719- وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ وَعَمْرٌو ح وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ

حدیث 716: بخاری (1529) نسائی (2950) داری (1838) احمد (1877) ابن حبان (3824) ابن خزیمہ (2715) مستدرک (1676) بیہقی (9015) معجم کبیر (10634)

حدیث 718: بخاری (1529) نسائی (2950) داری (1838) احمد (1877) ابن حبان (3824) ابن خزیمہ (2715) بیہقی (9015) معجم کبیر (10634)

حدیث 719: بخاری (1520) ابوداؤد (1873) ترمذی (860) نسائی (2973) ابن ماجہ (2943) موطا (818) داری (1864) احمد (99) ابن حبان (3821) ابن خزیمہ (2711) مستدرک (1682) بیہقی (9001) ابویعلی (189)

الْاَیْلِیُّ حَدَّثَنِی ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِی عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَبَّلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَجَرَ ثُمَّ قَالَ اَمَ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَّلَوْلَا اَنِّی رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ زَادَ هَارُوْنُ فِی رِوَایَتِهٖ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِی بِمِثْلِهَا زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْهِ اَسْلَمَ

✧✧ سالم اپنے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور پھر کہنے لگے' اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تم صرف ایک پتھر ہو اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا۔

720- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی بَكْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ اِنِّی لَاُقَبِّلُكَ وَاِنِّی لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَّلٰكِنِّی رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُكَ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور بولے' میں تمہیں بوسہ دے رہا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تم صرف ایک پتھر ہو لیکن (میں پھر بھی تمہیں بوسہ اس لیے دے رہا ہوں کیونکہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بوسہ دیا تھا۔

721- حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَّالْمُقَدَّمِیُّ وَاَبُوْ كَامِلٍ وَّقُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَاَیْتُ الْاَصْلَعَ یَعْنِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَیَقُوْلُ وَاللّٰهِ اِنِّی لَاُقَبِّلُكَ وَاِنِّی اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَّاَنَّكَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّی رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ وَفِیْ رِوَایَةِ الْمُقَدَّمِیِّ وَاَبِیْ كَامِلٍ رَاَیْتُ الْاُصَیْلِعَ

✧✧ عبداللہ بن سرجس بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کا بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے' وہ کہنے لگے' اللہ کی قسم! میں تمہیں بوسہ دے رہا ہوں اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم صرف ایک پتھر ہو جو نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تمہیں بوسہ نہ دیتا۔

722- وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ نُمَیْرٍ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ قَالَ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ یُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَیَقُوْلُ اِنِّی لَاُقَبِّلُكَ وَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَّلَوْلَا اَنِّی رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُكَ لَمْ اُقَبِّلْكَ

✧✧ عابس بن ربیعہ کہتے ہیں' میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دینے کے بعد یہ کہتے ہوئے دیکھا ہے' میں تمہیں بوسہ دے رہا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تم صرف ایک پتھر ہو اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تمہیں بوسہ نہ دیتا۔

723- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِیْعًا عَنْ وَكِیْعٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ

حدیث 723: بخاری (1520) ابوداؤد (1873) ترمذی (860) نسائی (2973) ابن ماجہ (2943) موطا (818) دارمی (1864) احمد (99) ابن حبان (3821) ابن خزیمہ (2711) مستدرک (1682) بیہقی (9001) ابویعلیٰ (189)

سُفْيَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالْتَزَمَهُ وَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَ حَفِيًّا

✧✧ سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اس کے ساتھ چمٹ گئے اور پھر کہنے لگے' میں نے دیکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت کرتے تھے۔

724- وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ وَلٰكِنِّيْ رَاَيْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَ حَفِيًّا وَّلَمْ يَقُلْ وَالْتَزَمَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے الفاظ میں کچھ فرق ہے۔

بَاب: 38 جَوَازِ الطَّوَافِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّغَيْرِهٖ وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ بِمِحْجَنٍ وَّنَحْوِهٖ لِلرَّاكِبِ

اونٹ وغیرہ پر (سوار ہو کے) طواف کرنا جائز ہے اور سوار شخص کے لیے چابک یا اس جیسی کسی اور چیز کے ذریعے حجر اسود کا استلام کرنا (جائز ہے)

725- حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَّسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا تھا' آپ نے چابک کے ذریعے رکن (حجر اسود) کا استلام کیا۔

726- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنِهٖ لِاَنْ يَّرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْاَلُوْهُ فَاِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر سوار ہو کر بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا تا کہ آپ کے بلند ہونے کی وجہ سے لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ سے سوالات کر سکیں۔ (راوی کہتے ہیں) اس وقت آپ کے آس پاس لوگوں کا ہجوم تھا۔

727- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ بَكْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

حدیث 726: بخاری (1530) ابوداؤد (1877) نسائی (713) ابن ماجہ (2948) داری (1845) احمد (2227) ابن حبان (3829) ابن خزیمہ (2722) مستدرک (6667) بیہقی (9155) ابویعلی (903) معجم کبیر (10800)

حدیث 727: بخاری (1530) ابوداؤد (1877) نسائی (713) ابن ماجہ (2948) داری (1845) احمد (2227) ابن حبان (3829) ابن خزیمہ (2722) مستدرک (6667) بیہقی (9155) ابویعلی (903) معجم کبیر (10800)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوْهُ فَإِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ خَشْرَمٍ وَلِيَسْأَلُوْهُ فَقَطْ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا' آپ نے چابک کے ذریعے حجر اسود کا استلام کیا۔ (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر بیٹھ کر طواف اس لیے کیا تا کہ آپ کے بلندی پر موجود ہونے کی وجہ سے لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ سے سوالات کر سکیں اس وقت آپ کے اردگرد لوگوں کا ہجوم تھا۔

728- حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوْسَى الْقَنْطَرِيُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يُّضْرَبَ عَنْهُ النَّاسُ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا اور رُکن (حجر اسود) کا استلام کیا۔ (آپ نے اس لیے ایسا کیا) کیونکہ آپ کو یہ بات ناپسند تھی کہ آپ کے لیے لوگوں کو دھکیل کر پرے کیا جائے۔

729- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا مَعْرُوْفُ بْنُ خَرَّبُوْذَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الطُّفَيْلِ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَّعَهٗ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ

✧✧ حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے' آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا (اور اس دوران) اپنی چھڑی کے ذریعے رُکن (حجر اسود) کا استلام کیا اور پھر اس چھڑی کو بوسہ دیا۔

730- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ قَالَتْ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ يُّصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ

✧✧ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی' میں بیمار ہوں (اس لیے طواف نہیں کر سکتی) تو آپ نے فرمایا: تم لوگوں سے پرے سوار ہو کر طواف کرلو۔ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' جب میں طواف کر رہی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث728: بخاری (1530) ابوداؤد (1877) نسائی (713) ابن ماجہ (2948) داری (1845) احمد (2227) ابن حبان (3829) ابن خزیمہ (2722) مستدرک (6667) بیہقی (9155) ابویعلی (903) معجم کبیر (10800)

حدیث729: بخاری (1530) ابوداؤد (1877) نسائی (713) ابن ماجہ (2948) داری (1845) احمد (2227) ابن حبان (2718) ابن خزیمہ (2722) مستدرک (6667) بیہقی (9155) ابویعلی (903) معجم کبیر (10800)

حدیث730: بخاری (452) ابو[illegible] (187[illegible]) ترمذی (2965) نسائی (758) ابن ماجہ (2959) داری (1931) احمد (2305) ابن حبان (3809) ابن خزیمہ (2620) بیہقی (9000) ابویعلی (2339) معجم کبیر (11293) دارقطنی (97)

بیت اللہ کی ایک جانب نماز پڑھ رہے تھے جس میں آپ سورۂ طور پڑھ رہے تھے۔

بَاب: 39 بَيَانِ اَنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَّا يَصِحُّ الْحَجُّ اِلَّا بِهٖ

اس بات کی وضاحت کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا حج کا بنیادی رُکن ہے جس کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا

731- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا اِنِّيْ لَاَظُنُّ رَجُلًا لَوْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهٗ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَتْ مَا اَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهٗ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَهَلْ تَدْرِيْ فِيْمَا كَانَ ذَاكَ اِنَّمَا كَانَ ذَاكَ اَنَّ الْاَنْصَارَ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لِصَنَمَيْنِ عَلٰى شَطِّ الْبَحْرِ يُقَالُ لَهُمَا اِسَافٌ وَّنَائِلَةُ ثُمَّ يَجِيْئُوْنَ فَيَطُوْفُوْنَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحْلِقُوْنَ فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ كَرِهُوا اَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَهُمَا لِلَّذِيْ كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَتْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) اِلٰى اٰخِرِهَا قَالَتْ فَطَافُوْا

✧✧ ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرے تو اس (کے حج) کو کوئی نقصان لاحق نہیں ہوتا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا' وہ کیوں؟ تو میں نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو شخص صفا و مروہ کے درمیان طواف نہیں کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے حج اور عمرے کو قبول نہیں کرے گا اگر حقیقت وہی ہوتی جو تم نے بیان کی ہے' تو قرآن کی آیت یوں ہونی چاہیے تھی۔

''اس شخص کے لیے کوئی حرج نہیں کہ جو ان دونوں کا طواف نہ کرے۔''

پھر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا' کیا تم جانتے ہو کہ اس کا پسِ منظر کیا ہے؟ زمانہ جاہلیت میں انصار سمندر کے کنارے موجود دو بتوں سے احرام کا آغاز کرتے تھے' ان بتوں کا نام ''اساف'' اور ''نائلہ'' تھے جب اسلام آیا تو انصاری مسلمانوں نے صفا و مروہ کے درمیان طواف کو ناپسند کیا کیونکہ یہ تو ان کا زمانہ جاہلیت کا معمول تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جس میں یہ بات مذکور ہے کہ صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں' تو انصار نے طواف کرنا شروع کیا۔

732- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا اَرٰى عَلَيَّ جُنَاحًا اَنْ لَّا اَتَطَوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) الْاٰيَةَ فَقَالَتْ لَوْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا اِنَّمَا اُنْزِلَ هٰذَا فِيْ اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانُوْا اِذَا اَهَلُّوْا اَهَلُّوْا لِمَنَاةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ اَنْ يَّطَّوَّفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا قَدِمُوْا مَعَ

حدیث 731: بخاری (387) ابوداؤد (1871) ترمذی (2965) نسائی (758) ابن ماجہ (2959) دارمی (1931) احمد (2305) ابن حبان (3809) ابن خزیمہ (2620) بیہقی (9000) ابویعلی (2339) معجم کبیر (11293) دارقطنی (97)

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَجِّ ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَلَعَمْرِىْ مَا اَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ مَنْ لَّمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

✧✧ ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں' مجھے میرے والد نے یہ بتایا ہے' ایک مرتبہ میں (عروہ) نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا' میرا خیال ہے کہ اگر میں صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کروں تو مجھے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا' وہ کیوں؟ تو میں نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر ویسا ہی ہو جو تم کہہ رہے ہو تو آیت یوں ہونی چاہیے تھی:

''کہ اس شخص کو کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان دونوں کا طواف نہ کرے۔''

(پھر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خود وضاحت کی) یہ آیت ان انصاری لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو زمانہ جاہلیت میں ''منات'' سے احرام باندھتے تھے اور اس وقت تک احرام نہیں کھولتے تھے جب تک صفا و مروہ کا طواف نہ کر لیں جب یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کے لیے آئے تو انہوں نے اس بات کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی' مجھے اپنی زندگی کی قسم! جو شخص صفا و مروہ کے درمیان طواف نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ اس کے حج کو پورا قرار نہیں دے گا۔

733- حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِىْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِىَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَرٰى عَلٰى اَحَدٍ لَّمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَّمَا اُبَالِىْ اَنْ لَّا اَطُوْفَ بَيْنَهُمَا قَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ اُخْتِىْ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَافَ الْمُسْلِمُوْنَ فَكَانَتْ سُنَّةً وَّاِنَّمَا كَانَ مَنْ اَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِىْ بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوْفُوْنَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ سَاَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا) وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِىُّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَاَعْجَبَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا كَانَ مَنْ لَّا يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ اِنَّمَا اُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهٖ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) قَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِىْ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ

✧✧ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا' جو شخص صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرے' میرے خیال میں اس پر کوئی چیز (فدیہ) لازم نہیں ہوتی اور میں خود بھی اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ میں ان دونوں کا طواف نہ کروں تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' اے بھانجے! تم نے بہت غلط بات کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اور آپ کے ہمراہ) مسلمانوں نے طواف کیا ہے لہٰذا یہ سنت ہے۔ (آیت کا حکم) ان لوگوں کے لیے ہے جو (زمانہ جاہلیت میں) ''منات طاغیہ'' جو

''مشلل'' میں ہے' سے احرام باندھا کرتے تھے۔ وہ صفا و مروہ کے درمیان طواف نہیں کرتے تھے۔ جب اسلام آ گیا تو ہم نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''بے شک صفا و مروہ' اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اسے اس بات کا کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' اگر وہی مقصد ہوتا جو تم بیان کر رہے ہو تو آیت یوں ہوتی:

''اسے اس بات کا کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ وہ ان دونوں کا طواف نہ کرے۔''

(راوی) ابن شہاب زہری کہتے ہیں' میں نے اس بات کا تذکرہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے کیا' تو انہیں یہ دلیل بہت پسند آئی' وہ بولے' یہ علم ہے' میں نے بہت سے اہلِ علم کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے: بعض عرب صفا و مروہ کے درمیان طواف نہیں کرتے تھے' وہ یہ کہا کرتے تھے' ان دونوں پتھروں کے درمیان طواف کرنا زمانہ جاہلیت کا معمول ہے جبکہ بعض انصار اس بات کے قائل تھے کہ ہمیں صرف بیت اللہ کا طواف کرنے کا حکم دیا گیا ہے' ہمیں صفا و مروہ کے درمیان طواف کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''بے شک صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''

ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میرا یہ خیال ہے کہ یہ آیت انہی دونوں گروہوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

733- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِهٖ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ فَلَمَّا سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ اَنْ نَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا) قَالَتْ عَآئِشَةُ قَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا

✧✧ ابن شہاب بیان کرتے ہیں' عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے' تاہم اس کے آخر میں یہ ہے' لوگوں نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! ہم صفا و مروہ کے طواف میں حرج محسوس کرتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''بے شک صفا و مروہ' اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے ان دونوں کا طواف کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' ان دونوں کے درمیان طواف کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے لہٰذا کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کو ترک کردے۔

735- وَحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَآئِشَةَ

اَخْبَرَتْهُ اَنَّ الْاَنْصَارَ كَانُوْا قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمُوْا هُمْ وَغَسَّانُ يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ فَتَحَرَّجُوْا اَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ سُنَّةً فِيْ اٰبَائِهِمْ مَنْ اَحْرَمَ لِمَنَاةَ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَنَّهُمْ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ حِيْنَ اَسْلَمُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ)

✧✧ عروہ بیان کرتے ہیں' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا' اسلام قبول کرنے سے پہلے انصار اور غسان قبیلے کے لوگ ''مناۃ'' سے احرام باندھتے تھے۔ (اسلام آنے کے بعد) انہیں صفا و مروہ کا طواف کرنے میں حرج محسوس ہوا کیونکہ یہ ان کے آباؤ اجداد کی سنت تھی جو ''مناۃ'' سے احرام باندھتے تھے اس لیے ان لوگوں نے صفا و مروہ کا طواف نہیں کیا۔ اسلام لانے کے بعد انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''بے شک صفا اور مروہ' اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرے کرے اسے ان دونوں کا طواف کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہوگا اور جو شخص نفل نیکیاں کرے تو اللہ تعالیٰ شکر قبول کرنے والا اور علم رکھنے والا ہے۔''

736- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ يَكْرَهُوْنَ اَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انصار صفا و مروہ کے درمیان طواف کرنا مکروہ سمجھتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوگئی:

''بے شک صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے' اسے ان دونوں کا طواف کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔''

صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں مذاہب ائمہ کا بیان

صفا اور مروہ کے درمیان سات بار سعی کرنا واجب ہے یہ سعی صفا سے شروع ہو کر مروہ پر ختم ہوگی ائمہ ثلاثہ اور امام شافعی کا صحیح مذہب یہ ہے کہ صفا سے مروہ تک ایک ایک طواف ہے علامہ نووی نے لکھا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک صفا سے مروہ پھر مروہ سے صفا تک سعی ایک طواف ہے یہ غلط ہے۔ امام شافعی کا مذہب جمہور کے مطابق ہے۔

(شرح المہذب ج ۸ ص ۷۲۔۷۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

صفا اور مروہ میں سعی کے متعلق امام احمد کے دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ یہ سعی رکن ہے اس کے بغیر حج تمام نہیں ہوتا کیونکہ امام مسلم نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے کہ جس نے صفا اور مروہ میں طواف نہیں کیا اللہ نے اس کا حج تمام نہیں کیا سعی کرنا حج اور عمرہ دونوں میں رکن ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سعی سنت ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ اس سعی میں کوئی گناہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ مباح ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شعائر اللہ میں داخل کیا ہے اس لیے اس کا مرتبہ سنت سے کم نہیں ہے۔ (المغنی ج ۳ ص ۱۹۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

حدیث 736: ابن خزیمہ (2768) مستدرک (3072) بیہقی (9103) معجم کبیر (683)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: حج میں صفا اور مروہ میں سعی کرنا رکن ہے دم دینے سے اس کی تلافی نہیں ہوگی اور محرم اس کے بغیر حلال نہیں ہوگا۔ (روضۃ الطالبین ج ۲ ص ۳۷۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابوالعباس رملی شافعی نے لکھا ہے کہ صفا اور مروہ کا طواف کرنا عمرہ کا بھی رکن ہے۔

(نہایت المحتاج ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ)

علامہ حطاب مالکی لکھتے ہیں: حج اور عمرہ دونوں میں صفا اور مروہ میں سعی کرنا رکن ہے۔

(مواہب الجلیل ج ۳ ص ۸۴ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا)

علامہ المرغینانی حنفی لکھتے ہیں کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنا (حج اور عمرہ میں) واجب ہے رکن نہیں ہے امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ یہ رکن ہے کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کردی پس سعی کرو۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۴۲۱) ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنا گناہ نہیں ہے اور یہ مباح ہونے کو مستلزم ہے اور فرضیت کے منافی ہے نیز ہم نے رکن سے وجوب کی طرف اس لیے عدول کیا ہے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور رکنیت دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۲۴۳ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک جس نے خوشی سے کوئی (نفلی) نیکی کی تو بے شک اللہ جزا دینے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ (البقرہ: ۱۵۸)

امام رازی۔ ۱ (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر ج ۲ ص ۴۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

علامہ قرطبی۔ ۲ (علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۱۸۱ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابوالحیان اندلسی۔ ۳ (علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف غرناطی متوفی ۷۵۴ھ البحر المحیط ج ۲ ص ۶۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۲ھ)

اور علامہ ماوردی۔ ۴ (علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری التوفی ۴۵۰ھ النکت والتیون ج ۱ ص ۲۱۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

وغیرہ نے کہا ہے کہ اس نیکی سے مراد نفلی نیکی ہے کیونکہ قرآن اور حدیث کے اطلاقات میں تطوع کا نفل پر اطلاق ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے فرض کی ادائیگی کے بعد نفلی طور پر حج یا عمرہ کیا اور علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد عام نیکی ہے خواہ فرض ہو یا نفل۔ (روح المعانی ج ۲ ص ۲۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

بَاب :40 بَيَانِ اَنَّ السَّعْىَ لاَ يُكَرَّرُ

اس بات کی وضاحت کہ سعی بار بار نہیں کی جاتی

737 - حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِى اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ اَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے صفا و

حدیث 737: نسائی (2986) احمد (14454) ابن حبان (3914)

مروہ کے درمیان صرف ایک مرتبہ طواف کیا (یعنی سعی کی)

738- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَقَالَ اِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا طَوَافَهُ الْاَوَّلَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے آخر میں یہ الفاظ زائد ہیں "پہلے والا طواف"

بَاب: 41 اسْتِحْبَابِ اِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتّٰى يَشْرَعَ فِيْ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

حاجی (حج کے دوران) ہمیشہ تلبیہ کہتا رہے گا یہاں تک کہ قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی میں بھی تلبیہ کہے گا

739- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْاَيْسَرَ الَّذِىْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ اَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَآءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّاَ وُضُوْئًا خَفِيْفًا ثُمَّ قُلْتُ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ فَاَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّىْ حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' عرفات سے (روانگی کے وقت) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (سواری پر) سوار ہو گیا جب آپ مزدلفہ سے پہلے بائیں جانب والی گھاٹی تک پہنچے' اپنے اونٹ کو بٹھالیا' پھر پیشاب کیا' پھر واپس آئے' میں نے آپ کو وضو کروایا' آپ نے خفیف وضو کیا۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نماز (یہیں پڑھیں گے؟) آپ نے فرمایا: نماز آگے (جا کر پڑھیں گے)۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور مزدلفہ تشریف لے آئے' وہاں آپ نے نماز ادا کی۔ پھر آپ نے اگلی صبح حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو (سواری پر) اپنے پیچھے بٹھالیا۔ (راوی کہتے ہیں) مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ پہنچنے تک مسلسل تلبیہ کہتے رہے۔

740- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلِىُّ بْنُ خَشْرَمٍ كِلَاهُمَا عَنْ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَطَآءٌ اَخْبَرَنِى ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنْ جَمْعٍ قَالَ فَاَخْبَرَنِى ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ الْفَضْلَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّىْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' مزدلفہ سے روانگی کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو (سواری پر) اپنے پیچھے بٹھالیا۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک آپ نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

حدیث 739: بخاری (1586) ابوداؤد (1921) نسائی (609) احمد (2265) ابن خزیمہ (2850) بیہقی (9270) ابویعلی (6722)

741- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتَّى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي تُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جو (حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ سے روانگی کے وقت) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھے' وہ مجھے بتاتے ہیں' عرفہ کی رات اور مزدلفہ سے روانگی کی صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہدایت کی کہ اطمینان سے چلو' آپ خود بھی اپنی اونٹنی کو آرام سے لے کر جا رہے تھے' یہاں تک آپ ''وادی محسر'' میں داخل ہو گئے' جو منیٰ کا حصہ ہے۔ آپ نے حکم دیا (یہاں سے) وہ کنکریاں اکٹھی کر لی جائیں جن کے ذریعے جمرہ میں رمی کرنی ہے۔ (حضرت فضل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ میں رمی کر لی۔

742- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ وَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ وَزَادَ فِي حَدِيثِهِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِيَدِهِ كَمَا يَخْذِفُ الْإِنْسَانُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے آخر میں یہ بات زائد ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے کے ذریعے بتایا (کہ رمی کرنے کے لیے اتنی چھوٹی کنکریاں اکٹھی کرنا) جنہیں چٹکی میں پکڑا جا سکے۔

743- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَقَامِ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم مزدلفہ میں تھے جب میں نے اس ہستی (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ کہتے ہوئے سنا جس ہستی پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی۔

744- وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ لَبَّى حِينَ أَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ فَقِيلَ أَعْرَابِيٌّ هَذَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَنَسِيَ النَّاسُ أَمْ ضَلُّوا سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَكَانِ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

✧✧ عبدالرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں' مزدلفہ سے واپسی پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا' تو کسی نے یہ کہا' یہ کوئی دیہاتی آدمی ہے۔ (جسے حج کرنے کا طریقہ نہیں آتا اور وہ یہاں پر تلبیہ پڑھ رہا ہے) تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' کیا

حدیث 741: ابو داؤد (1944) ترمذی (897) نسائی (3019) ابن ماجہ (3023) موطا (915) دارمی (1891) احمد (1794) ابن حبان (3872) ابن خزیمہ (2843) بیہقی (9245) ابو یعلیٰ (2108) معجم کبیر (12124)

لوگ بھول گئے ہیں یا بھٹک گئے ہیں جس ہستی پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی ہے' میں نے اسے اس جگہ لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے سنا ہے۔

745- وَحَدَّثَنَاهُ حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

746- وَحَدَّثَنِيهِ يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادٌ يَعْنِي الْبَكَّائِيَّ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا سَمِعْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ هَاهُنَا يَقُولُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ثُمَّ لَبّٰى وَلَبَّيْنَا مَعَهُ

✧✧ عبدالرحمٰن بن یزید اور اسود بن یزید بیان کرتے ہیں' ہم نے مزدلفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ فرماتے' جس ہستی پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی' میں نے اسے یہاں لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے سنا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے تلبیہ کہا اور ان کے ہمراہ ہم نے بھی تلبیہ کہا۔

بَاب:42 التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ فِي الذِّهَابِ مِنْ مِنًى إِلٰى عَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ

عرفہ کے دن منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے تلبیہ اور تکبیر کہنا

747- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِنًى إِلٰى عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منیٰ سے عرفات روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض لوگ تلبیہ کہہ رہے تھے اور بعض تکبیر کہہ رہے تھے۔

748- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالُوا أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةِ عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ فَأَمَّا نَحْنُ فَنُكَبِّرُ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰهِ لَعَجَبًا مِنْكُمْ كَيْفَ لَمْ تَقُولُوا لَهُ مَاذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' عرفہ کی صبح ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' ہم میں سے بعض لوگ تکبیر کہہ رہے تھے اور بعض لا الٰہ الا اللہ پڑھ رہے تھے' ہم خود تکبیر کہہ رہے تھے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے اپنے استاد سے کہا' مجھے اس بات پر حیرانگی ہے کہ آپ لوگوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ دریافت کیوں نہیں کیا کہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا پڑھ رہے تھے؟

749- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ

حدیث 747: بخاری (1576) ابوداؤد (1816) نسائی (2998) ابن ماجہ (3008) مؤطا (745) دارمی (1876) احمد (4850) ابن حبان (3847) ابن خزیمہ (2805) مستدرک (1113) بیہقی (6065) معجم کبیر (13302) دارقطنی (29)

مَالِكٍ وَّهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ

✧✧ محمد بن ابوبکر ثقفی بیان کرتے ہیں' وہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب منیٰ سے عرفہ جا رہے تھے تو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا' آپ حضرات آج کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا' بعض لوگ لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے اور ان پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا تھا اور بعض تکبیر کہا کرتے تھے اور ان پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوتا تھا۔

750- وَحَدَّثَنِيْ سُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ غَدَاةَ عَرَفَةَ مَا تَقُوْلُ فِي التَّلْبِيَةِ هٰذَا الْيَوْمَ قَالَ سِرْتُ هٰذَا الْمَسِيْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ وَلَا يَعِيْبُ اَحَدُنَا عَلٰى صَاحِبِهٖ

✧✧ محمد بن ابوبکر بیان کرتے ہیں' عرفہ کی صبح میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' آج کے دن تلبیہ پڑھنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ہمراہ یہ سفر کیا ہے اس وقت ہم میں سے بعض لوگ تکبیر کہہ رہے تھے اور بعض لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے' فریقین میں سے کسی ایک نے بھی دوسرے کو غلط قرار نہیں دیا۔

بَاب:43 الْاِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ وَاسْتِحْبَابِ صَلٰوتَيِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ جَمِيْعًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ

عرفات سے مزدلفہ جانا اور اس رات میں مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے کا استحباب

751- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَآءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَآءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے واپس روانہ ہوئے' جب آپ گھاٹی کے پاس پہنچے تو (سواری سے) اُتر کر آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا لیکن اس میں ''اسباغ'' میں نے عرض کی' نماز (یہیں ادا کریں گے؟) آپ نے فرمایا: نماز آگے (پہنچ کر ادا کریں گے) پھر آپ سوار ہوئے اور مزدلفہ پہنچ کر (سواری سے) اُترے پھر اقامت کہی گئی' آپ نے مغرب کی نماز ادا کی پھر ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنی مخصوص جگہ پر بٹھا دیا۔ پھر عشا کی نماز کے لیے اقامت کہی گئی' آپ

حدیث749: بخاری (1576) ابوداؤد (1816) نسائی (2998) ابن ماجہ (3008) موطا (745) داری (1876) احمد (4850) ابن حبان (3847) ابن خزیمہ (2805) مستدرک (1113) بیہقی (6065) معجم کبیر (13302) دارقطنی (29)

نے اسے ادا کیا' آپ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل ادا نہیں کیے۔

752- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الدَّفْعَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ اِلٰى بَعْضِ تِلْكَ الشِّعَابِ لِحَاجَتِهٖ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ فَقُلْتُ اَتُصَلِّيْ فَقَالَ الْمُصَلّٰى اَمَامَكَ

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' عرفات سے روانگی کے بعد (راستے میں) قضائے حاجت کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی میں تشریف لے گئے۔ (جب آپ واپس آئے تو آپ کو وضو کروانے کے لیے) میں نے پانی اُنڈیلا۔ (آپ نے وضو کرلیا تو میں نے عرض کی' کیا آپ (یہیں) نماز ادا کریں گے؟ تو آپ نے جواب دیا' نماز کا مقام آگے ہے۔

753- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَّقُوْلُ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا انْتَهٰى اِلَى الشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ اُسَامَةُ اَرَاقَ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّاَ وُضُوْءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتّٰى بَلَغَ جَمْعًا فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے روانہ ہو کر جب گھاٹی تک پہنچے تو (سواری سے) اُترے اور پیشاب کیا پھر آپ نے پانی منگوا کر اس سے وضو کیا جس میں مبالغہ نہیں کیا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس روایت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان مذکور نہیں ہے کہ انہوں نے پانی اُنڈیلا۔ (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نماز (آپ یہیں ادا کریں گے؟) تو آپ نے فرمایا: نماز آگے (پہنچ کر ادا) کریں گے۔ (راوی کہتے ہیں) پھر آپ روانہ ہوئے اور مزدلفہ پہنچ کر آپ نے مغرب اور عشا کی نماز ادا کی۔

754- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ اَبُوْ خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُقْبَةَ اَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ اَنَّهٗ سَاَلَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَيْفَ صَنَعْتُمْ حِيْنَ رَدِفْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَقَالَ جِئْنَا الشِّعْبَ الَّذِيْ يُنِيْخُ النَّاسُ فِيْهِ لِلْمَغْرِبِ فَاَنَاخَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهٗ وَبَالَ وَمَا قَالَ اَهْرَاقَ الْمَاءَ ثُمَّ دَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّاَ وُضُوْءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ حَتّٰى جِئْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ النَّاسُ فِيْ مَنَازِلِهِمْ وَلَمْ يَحُلُّوْا حَتّٰى اَقَامَ الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ حَلُّوْا قُلْتُ فَكَيْفَ فَعَلْتُمْ حِيْنَ اَصْبَحْتُمْ قَالَ رَدِفَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَّانْطَلَقْتُ اَنَا فِيْ سُبَّاقِ قُرَيْشٍ عَلٰى رِجْلَيَّ

✧✧ کریب بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' عرفہ کی شام جب آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (اونٹنی پر) سوار ہوئے تھے تو آپ لوگوں نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا' ہم اس گھاٹی تک پہنچے جہاں لوگ مغرب کی نماز کے لیے اپنے جانوروں کو بٹھایا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اونٹنی کو وہاں بٹھایا پھر آپ نے پیشاب کیا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس روایت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پانی اُنڈیلنے کا ذکر نہیں کیا' بس یہی کہا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو

لیے پانی منگوایا اور وضو کیا لیکن اس میں مبالغہ نہیں کیا۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! نماز (یہیں ادا کریں گے؟) تو آپ نے فرمایا: نماز آگے (پہنچ کر ادا کریں گے) پھر آپ سوار ہوئے' پھر ہم مزدلفہ آ گئے وہاں آپ نے مغرب کی نماز ادا کی پھر لوگوں نے اپنے ٹھکانوں کے پاس اپنے جانور بٹھا دیئے لیکن انہیں کھولا نہیں' یہاں تک کہ عشا کی نماز ادا کر لی اور پھر انہیں کھول دیا۔ (کریب کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا' اگلی صبح آپ لوگوں نے کیا کیا؟ تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (اگلی صبح) نبی اکرم ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ (سواری پر) بٹھا لیا اور میں قریش کے آگے جانے والے افراد کے ہمراہ پیدل روانہ ہو گیا۔

755- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَتَى النَّقْبَ الَّذِىْ يَنْزِلُهُ الْاُمَرَاءُ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ اَهَرَاقَ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ اس گھاٹی تک پہنچے جہاں (آج کل) امراء اپنی سواریوں سے اُترتے ہیں (اسی جگہ) آپ اپنی سواری سے اُترے' پیشاب کیا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس روایت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پانی اُنڈیلنے کا ذکر نہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے وضو کے لیے پانی منگوایا اور خفیف وضو کیا۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! نماز (یہیں ادا کریں گے؟) آپ نے فرمایا: نماز آگے (پہنچ کر ادا کریں گے)

756- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عَطَآءٍ مَوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ كَانَ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ فَلَمَّا جَآءَ الشِّعْبَ اَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ ذَهَبَ اِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا رَجَعَ صَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بِهَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ عرفہ سے واپس روانہ ہوئے تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ (سواری پر) سوار تھے۔ جب آپ گھاٹی کے پاس آئے تو آپ نے اپنی سواری کو بٹھایا اور پھر رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ واپس آئے تو میں نے برتن سے پانی اُنڈیلا' آپ نے وضو کیا اور پھر سوار ہو گئے پھر آپ مزدلفہ آئے اور وہاں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کی۔

757- حَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَاُسَامَةُ رِدْفُهُ قَالَ اُسَامَةُ فَمَا زَالَ يَسِيْرُ عَلٰى هَيْئَتِهِ حَتّٰى اَتٰى جَمْعًا

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ عرفہ سے واپس آئے تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی آپ

حدیث 757: بخاری (179) ابوداؤد (1920) نسائی (3017) ابن ماجہ (3018) دارمی (1880) احمد (1800) ابن حبان (3856) ابن خزیمہ (2850) مستدرک (1709) بیہقی (9224) ابویعلی (2147) معجم کبیر (698)

کے ساتھ (سواری پر) سوار تھے۔ وہ فرماتے ہیں اسی حالت میں چلتے ہوئے آپ مزدلفہ پہنچ گئے۔

758- وَحَدَّثَنَا اَبُوالرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَبُوالرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ وَاَنَا شَاهِدٌ اَوْ قَالَ سَاَلْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَاتٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَسِيْرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ

✧✧ ہشام اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں' میں خود اس وقت موجود تھا جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے واپسی پر کیسے واپس آئے تھے؟ (راوی کہتے ہیں) عرفات سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر لائے تھے۔ (راوی کہتے ہیں) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' آپ آہستہ روی سے چلتے ہوئے آئے تھے۔ (کیونکہ ہجوم زیادہ تھا) لیکن جہاں راستہ صاف ہوتا' آپ سواری کو تیز چلاتے۔

759-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ حُمَيْدٍ قَالَ هِشَامٌ وَّالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

760- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْخَطْمِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا اَيُّوْبَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ

✧✧ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز (ایک ساتھ) ادا کی تھی۔

761-وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ وَكَانَ اَمِيْرًا عَلَى الْكُوْفَةِ عَلٰى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ اس کے راوی عبداللہ بن یزید ہیں جو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں کوفہ کے گورنر تھے۔

762- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں' مغرب اور عشا کی نماز ایک ساتھ ادا کی تھی۔

763- وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ لَّيْسَ بَيْنَهُمَا

حدیث760: بخاری (1590) ابوداؤد (1926) نسائی (605) ابن ماجہ (3021) موطا (898) دارمی (1884) احمد (5287) ابن حبان (3858) ابن خزیمہ (2848) بیہقی (1743) ابویعلی (5792) معجم کبیر (3863)

سَجْدَةٌ وَّصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ وَّصَلَّى الْعِشَآءَ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ بِجَمْعٍ كَذٰلِكَ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز ایک ساتھ ادا کی تھی اوران دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل نہیں پڑھے' آپ نے مغرب کی تین رکعات ادا کی تھیں اور عشا کی دو رکعات ادا کی تھیں۔

764- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهٗ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِجَمْعٍ وَّالْعِشَآءَ بِاِقَامَةٍ ثُمَّ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ صَلّٰى مِثْلَ ذٰلِكَ وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ

✧✧ سعید بن جبیر کے بارے میں منقول ہے' کہ انہوں نے مزدلفہ میں ایک ہی اقامت کے ساتھ مغرب اور عشا کی نماز ادا کی اور پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بتایا کہ انہوں نے بھی (یہاں) اسی طرح نماز ادا کی تھی اور یہ حدیث بیان کی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (یہاں) ایسا ہی کیا تھا۔

765-وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ صَلَّاهُمَا بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

766- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَّالْعِشَآءَ رَكْعَتَيْنِ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز ایک ساتھ ادا کی تھی' مغرب کی نماز میں آپ نے تین رکعات ادا کی تھیں اور عشا کی نماز میں دو رکعات ادا کی تھیں (یہ دونوں نمازیں آپ نے) ایک ہی اقامت کے ساتھ ادا کی تھیں۔

767- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ اَفَضْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَتّٰى اَتَيْنَا جَمْعًا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ هٰكَذَا صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ

✧✧ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' ہم لوگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ (عرفات سے) واپس آئے اور مزدلفہ پہنچ گئے۔ انہوں نے ایک ہی اقامت کے ساتھ ہمیں مغرب اور عشا کی نماز پڑھائی' نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس جگہ اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

حدیث 763: بخاری (1590) ابوداؤد (1926) نسائی (605) ابن ماجہ (3021) مؤطا (898) دارمی (1884) احمد (5287) ابن حبان (3858) ابن خزیمہ (2848) بیہقی (1743) ابویعلی (5792) معجم کبیر (3863)

بَاب: 44 اسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّغْلِيسِ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

قربانی کے دن مزدلفہ میں صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ لینا مستحب ہے

768- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ وَّصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا

◇◇ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے کبھی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت سے ہٹ کر نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے (ایک موقع کے) آپ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز (ایک ساتھ ادا کی) اور اس دن فجر کی نماز (اپنے ذاتی معمول) سے پہلے ادا کی۔

769- وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ

◇◇ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔تاہم اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں (اس دن آپ نے فجر کی نماز اپنے ذاتی معمول) سے پہلے اندھیرے میں ادا کی۔

بَاب: 45 اسْتِحْبَابِ تَقْدِيْمِ دَفْعِ الضَّعَفَةِ مِنَ النِّسَآءِ وَغَيْرِهِنَّ مِنْ مُزْدَلِفَةَ اِلٰى مِنًى فِىْ اَوَاخِرِ اللَّيْلِ قَبْلَ زَحْمَةِ النَّاسِ

کمزور لوگوں اور خواتین وغیرہ کو لوگوں کا ہجوم ہونے سے پہلے ہی رات کے آخری حصے میں مزدلفہ سے منیٰ روانہ کر دینا مستحب ہے

770- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ يَعْنِىْ ابْنَ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتِ اسْتَاْذَنَتْ سَوْدَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ تَدْفَعُ قَبْلَهٗ وَقَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتِ امْرَاَةً ثَبِطَةً يَقُوْلُ الْقَاسِمُ وَالثَّبِطَةُ الثَّقِيْلَةُ قَالَ فَاَذِنَ لَهَا فَخَرَجَتْ قَبْلَ دَفْعِهٖ وَحُبِسْنَا حَتّٰى اَصْبَحْنَا فَدَفَعْنَا بِدَفْعِهٖ وَلَاَنْ اَكُوْنَ اسْتَاْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَاْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَاَكُوْنُ اَدْفَعُ بِاِذْنِهٖ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ مَّفْرُوْحٍ بِهٖ

◇◇ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' مزدلفہ کی رات میں سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ وہ آپ

حدیث768: بخاری (1598) ابوداؤد (1934) نسائی (608) ابن ماجہ (1069) موطا (327) داری (1518) احمد (4137) ابن حبان (1590) ابن خزیمہ (2854) بیہقی (1749) ابویعلی (5176) معجم کبیر (3870)

حدیث770: بخاری (1596) نسائی (3037) ابن ماجہ (3027) موطا (873) داری (1886) احمد (24679) ابن حبان (3861) ابن خزیمہ (54) بیہقی (9296) ابویعلی (4433) معجم کبیر (12868)

سے پہلے لوگوں کا ہجوم ہونے سے پہلے (مزدلفہ سے منیٰ) چلی جائیں کیونکہ وہ بھاری جسم والی خاتون ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت عطا کردی اور وہ نبی اکرم ﷺ کے روانہ ہونے سے پہلے ہی (مزدلفہ سے منیٰ) چلی گئیں۔ ہم لوگ صبح تک مزدلفہ میں ہی رہے اور آپ کے ساتھ (منیٰ) روانہ ہوئے (اس وقت) سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح اگر میں بھی نبی اکرم ﷺ سے اجازت لے لیتی اور آپ کی اجازت کے ہمراہ (مزدلفہ سے) پہلے ہی روانہ ہو جاتی تو یہ میرے لیے سب سے زیادہ خوشی کی بات ہوتی۔

771- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ سَوْدَةُ امْرَاَةً ضَخْمَةً ثَبِطَةً فَاسْتَاْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُفِيضَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ فَاَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ عَآئِشَةُ فَلَيْتَنِي كُنْتُ اسْتَاْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَاْذَنَتْهُ سَوْدَةُ وَكَانَتْ عَآئِشَةُ لَا تُفِيضُ اِلَّا مَعَ الْاِمَامِ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا بھاری بھرکم خاتون تھیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ رات کے وقت ہی مزدلفہ سے روانہ ہو جائیں تو آپ نے انہیں اجازت عطا کردی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس طرح سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اجازت مانگی تھی کاش! میں بھی آپ سے اجازت مانگ لیتی۔ (راوی کہتے ہیں بعد میں) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول تھا کہ وہ امام (حاکم وقت) کے ہمراہ ہی مزدلفہ سے واپس جایا کرتی تھیں۔

772- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ وَدِدْتُ اَنِّي كُنْتُ اسْتَاْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَاْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَاُصَلِّي الصُّبْحَ بِمِنًى فَاَرْمِي الْجَمْرَةَ قَبْلَ اَنْ يَاْتِيَ النَّاسُ فَقِيلَ لِعَآئِشَةَ فَكَانَتْ سَوْدَةُ اسْتَاْذَنَتْهُ قَالَتْ نَعَمْ اِنَّهَا كَانَتِ امْرَاَةً ثَقِيلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَاْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میری یہ خواہش تھی کہ جس طرح سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی تھی اسی طرح میں بھی آپ سے اجازت مانگ لیتی اور فجر کی نماز منیٰ میں ادا کرنے کے بعد لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ہی "رمی جمار" کر لیتی۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا' کیا سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت حاصل کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! کیونکہ وہ بھاری بھرکم خاتون تھیں اس لیے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی اور آپ نے انہیں اجازت عطا کر دی۔

773-وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

774- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ مَوْلٰى اَسْمَآءَ قَالَ قَالَتْ لِي اَسْمَآءُ وَهِيَ عِنْدَ دَارِ الْمُزْدَلِفَةِ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ

حدیث 774: بخاری (1595) احمد (26986) ابن خزیمہ (2884) بیہقی (9351) معجم کبیر (269)

غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتِ ارْحَلْ بِیْ فَارْتَحَلْنَا حَتّٰی رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ صَلَّتْ فِیْ مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا اَیْ هَنْتَاهُ لَقَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ كَلَّا اَیْ بُنَیَّ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِلظُّعُنِ

✧✧ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ بیان کرتے ہیں' مزدلفہ میں سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھا کہ کیا چاند غروب ہو گیا ہے؟ میں نے کہا' نہیں! وہ کچھ دیر نوافل پڑھتی رہیں پھر انہوں نے دریافت کیا' کیا چاند غروب ہو چکا ہے؟ میں نے کہا' جی ہاں! انہوں نے کہا' میرے ساتھ چل پڑو' ہم روانہ ہوئے یہاں تک انہوں نے ''رمی جمار'' کی اور واپس اپنی قیام گاہ پر آ کر نماز ادا کی۔ میں نے ان سے کہا' محترم خاتون! ہم زیادہ جلدی روانہ ہو گئے تھے؟ تو وہ بولیں' ہرگز نہیں! اے بیٹے! نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو اس کی اجازت عطا کی ہے۔

775- وَحَدَّثَنِيْهِ عَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسَی بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِیْ رِوَايَتِهٖ قَالَتْ لَا اَیْ بُنَیَّ اِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِظُعُنِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں کہ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا' نہیں' اے بیٹے! نبی اکرم ﷺ نے اپنی زوجہ کو اس کی اجازت دی تھی۔

776- حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ سَعِيْدٍ ح وَحَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰی جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَآءٌ اَنَّ ابْنَ شَوَّالٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی اُمِّ حَبِيْبَةَ فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِهَا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

✧✧ ابن شوال بیان کرتے ہیں' وہ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ابن شوال کو بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں مزدلفہ سے رات کے وقت ہی (منیٰ کی طرف) بھجوادیا تھا۔

777- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ كُنَّا نَفْعَلُهٗ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُغَلِّسُ مِنْ جَمْعٍ اِلٰی مِنًی وَفِیْ رِوَايَةِ النَّاقِدِ نُغَلِّسُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ

✧✧ سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں ہم (خواتین) اندھیرے میں ہی مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو گئی تھیں۔

778- حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ يَحْيٰی وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيٰی اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الثَّقَلِ اَوْ قَالَ فِی الضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' (مزدلفہ کی رات) نبی اکرم ﷺ نے مجھے سامان (اور ایک روایت کے مطابق) ضعیف لوگوں کے ہمراہ (پہلے ہی) رات کے وقت روانہ کر دیا۔

حدیث 776: بخاری (1760) نسائی (3033) احمد (27436) بیہقی (9298) ابویعلی (2386) معجم کبیر (12868)

حدیث 778: بخاری (1760) نسائی (3033) ابن ماجہ (3026) احمد (1920) بیہقی (9292) ابویعلی (2386) معجم کبیر (11260)

779- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ يَزِيْدَ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلِ بیت سے جن ضعیف لوگوں کو (رات میں ہی مزدلفہ سے منیٰ) پہلے بھجوادیا تھا' ان میں' میں بھی شامل تھا۔

780- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ قَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلِ خانہ میں سے جن لوگوں کو (رات کے وقت ہی مزدلفہ سے منیٰ) پہلے بھجوادیا تھا' ان میں' میں بھی شامل تھا۔

781- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَآءٌ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَحَرٍ مِّنْ جَمْعٍ فِیْ ثَقَلِ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اَبَلَغَكَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ بِیْ بِلَيْلٍ طَوِيْلٍ قَالَ لَا اِلَّا كَذٰلِكَ بِسَحَرٍ قُلْتُ لَهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ وَاَيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ قَالَ لَا اِلَّا كَذٰلِكَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مزدلفہ کی رات صبح کے وقت (نماز سے پہلے) سامان کے ہمراہ (پہلے ہی منیٰ) روانہ کردیا۔

(راوی کہتے ہیں) میں نے اپنے استاد سے پوچھا' کیا آپ کو اس روایت کا پتہ ہے جس کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ یہ ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طویل رات میں بھجوادیا تھا؟ تو استاد نے جواب دیا' نہیں! بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ یہ ہیں کہ سحری کے وقت بھجوایا تھا۔ میں نے استاد سے پوچھا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کہا تھا کہ ہم نے فجر کی نماز سے پہلے ہی ''رمی جمار'' کرلی تھی تو انہوں نے فجر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ تو استاد نے جواب دیا صرف یہی بات منقول ہے۔

782- وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِاللَّيْلِ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَدْفَعُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَّقِفَ الْاِمَامُ وَقَبْلَ اَنْ يَّدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اَرْخَصَ فِیْ اُولٰٓئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اہلِ خانہ میں سے کمزور لوگوں کو پہلے ہی روانہ کردیتے تھے' وہ لوگ مزدلفہ میں رات کے وقت مشعر حرام کے نزدیک وقوف کرتے' اللہ کا ذکر کرتے اور امام کے وقوف کرنے

حدیث782: بخاری (1592) ابوداؤد (1941) ترمذی (893) نسائی (3065) مؤطا (876) احمد (1811) ابن خزیمہ (2883) بیہقی (9341) ابویعلی (4111) معجم کبیر (11279) دارقطنی (6)

سے پہلے ہی اور روانہ ہونے سے پہلے ہی وہ لوگ روانہ ہو جاتے' ان میں سے بعض لوگ فجر کی نماز کے وقت منیٰ پہنچتے اور بعض اس کے بعد "رمی جمار" بھی کر لیتے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے' ان لوگوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت عطا کی ہے۔

بَاب: 46 رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَتَكُوْنُ مَكَّةُ عَنْ يَّسَارِهٖ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ

وادی کے درمیان میں سے جمرہ عقبہ کو ایسی جگہ سے کنکریاں مارنا کہ مکہ بائیں سمت میں ہو اور ہر کنکری پھینکتے وقت تکبیر کہنا

783- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ اُنَاسًا يَّرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ هٰذَا وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَقَامُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

✧✧ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بطنِ وادی سے جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پھینکتے وقت تکبیر کہی۔ ان سے کہا گیا' لوگ تو اوپر سے اسے کنکریاں مارتے ہیں' تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے جواب دیا' اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے (جہاں کھڑا ہو کر میں کنکریاں مار رہا ہوں) جس ہستی پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی ہے اس نے یہیں کھڑے ہو کر (کنکریاں ماری تھیں)۔

784- وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوْسُفَ يَقُوْلُ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ اَلِّفُوا الْقُرْاٰنَ كَمَا اَلَّفَهٗ جِبْرِيْلُ السُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَآءُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا اٰلُ عِمْرَانَ قَالَ فَلَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِقَوْلِهٖ فَسَبَّهٗ وَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَاَتٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيْ فَاسْتَعْرَضَهَا فَرَمَاهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ النَّاسَ يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ هٰذَا وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَقَامُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

✧✧ اعمش بیان کرتے ہیں' میں نے حجاج بن یوسف کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنا ہے' قرآن کو اس طرح جمع کرو جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے جمع کیا تھا۔ (ان سورتوں کے نام رکھے جائیں بلکہ یہ کہا جائے) وہ سورۃ ہوگی جس میں گائے (البقرہ) کا ذکر ہے' وہ سورۃ جس میں خواتین (النساء) کا ذکر ہے' وہ سورۃ ہوگی جس میں آلِ عمران کا ذکر ہے (وغیرہ) راوی کہتے ہیں بعد میں میری ملاقات ابراہیم نخعی سے ہوئی' میں نے یہ بات انہیں بتائی تو انہوں نے حجاج کو بُرا کہتے ہوئے کہا' مجھے عبدالرحمٰن بن یزید نے یہ بات بتائی ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ کے پاس

حدیث 783: بخاری (1660) ابوداؤد (1966) ترمذی (901) نسائی (3070) ابن ماجہ (3030) دارمی (1903) احمد (3548) ابن حبان (3870) ابن خزیمہ (2880) بیہقی (9322) ابویعلی (4972) معجم کبیر (79)

آئے انہوں نے بطن وادی سے جمرہ کی طرف منہ کر کے اس پر بطنِ وادی سے ہی سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پھینکتے وقت تکبیر کہی۔ میں (عبدالرحمن بن یزید) نے کہا لوگ اس پر اوپر سے کنکریاں مارتے ہیں تو حضرت عبداللہ ؓ بولے اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی اور موجود نہیں ہے (جہاں کھڑا ہو کر میں کنکریاں مار رہا ہوں) جس ہستی پر ''سورۂ بقرہ'' نازل ہوئی ہے اس نے یہیں کھڑے ہو کر (کنکریاں ماری تھیں)

785- وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ لَا تَقُولُوا سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَاقْتَصَّا الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ

✧✧ اعمش بیان کرتے ہیں میں نے حجاج کو یہ کہتے ہوئے سنا ''سورۂ بقرہ'' نہ کہو (امام مسلم ؒ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

786- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَّجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَّسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَّمِينِهِ وَقَالَ هٰذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

✧✧ عبدالرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے ساتھ حج کیا حضرت عبداللہ ؓ نے جمرہ کو سات کنکریاں ماریں (اور ایسی جگہ کھڑے ہوئے) جہاں بیت اللہ ان کے بائیں طرف تھا اور منیٰ ان کے دائیں طرف تھا۔ حضرت عبداللہ ؓ کہنے لگے (جہاں کھڑا ہو کر میں کنکریاں مار رہا ہوں) جس ہستی پر ''سورۂ بقرہ'' نازل ہوئی ہے اس نے یہیں کھڑے ہو کر (کنکریاں ماری تھیں)

787- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا أَتَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ مذکور ہے کہ ''جب وہ جمرہ عقبہ کے پاس آئے۔''

788- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُحَيَّاةِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى أَبُو الْمُحَيَّاةِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ قِيلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ إِنَّ نَاسًا يَّرْمُونَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ فَرَمَاهَا عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ مِنْ هَا هُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ رَمَاهَا الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

✧✧ عبدالرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے کہا گیا لوگ عقبہ کے اوپر سے جمرہ میں کنکریاں پھینکتے ہیں۔ (راوی کہتے ہیں) حضرت عبداللہ ؓ نے بطنِ وادی سے اس پر کنکریاں پھینکیں اور بولے اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے جس ہستی پر ''سورۂ بقرہ'' نازل ہوئی اس نے یہیں سے اس پر کنکریاں پھینکی تھیں۔

بَاب: 47 اسْتِحْبَابِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا وَّبَيَانِ قَوْلِهِ ﷺ لِتَأْخُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ

قربانی کے دن سوار ہو کر جمرہ عقبہ کی رمی کرنا مستحب ہے اور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کی وضاحت ''تمہیں

مجھ سے مناسکِ (حج) سیکھ لینے چاہئیں''

789- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ جَمِيعًا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيسٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي عَلٰى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُولُ لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّي لَا اَدْرِي لَعَلِّي لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هٰذِهٖ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قربانی کے دن سواری پر سے کنکریاں پھینک رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے' تمہیں مناسکِ حج سیکھ لینے چاہئیں کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس حج کے بعد میں دوبارہ حج کر سکوں گا (یا نہیں)؟

790- وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِي اُنَيْسَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ جَدَّتِهِ اُمِّ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ سَمِعْتُهَا تَقُولُ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَاَيْتُهُ حِينَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَانْصَرَفَ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَّاُسَامَةُ اَحَدُهُمَا يَقُودُ بِهٖ رَاحِلَتَهُ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلٰى رَاْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّمْسِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا كَثِيرًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ اِنْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ حَسِبْتُهَا قَالَتْ اَسْوَدُ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاسْمَعُوا لَهُ وَاَطِيعُوا

✧✧ حضرت اُمِ حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (حج میں شریک) تھی۔ جب آپ جمرہ عقبہ کی رمی کر کے واپس ہوئے تو آپ اس وقت اپنی سواری پر سوار تھے' آپ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ تھے' ان میں سے ایک سواری کو چلا رہا تھا اور دوسرے نے دھوپ سے بچانے کے لیے کپڑے کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیا ہوا تھا اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔ میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا' ایک ایسا غلام جس کا ناک کٹا ہوا ہو اگر اسے تمہارا امیر بنا دیا جائے اور وہ اللہ کی کتاب (کے احکام) کے مطابق تمہاری رہنمائی کرے تو تم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔

791- وَحَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِي اُنَيْسَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَاَيْتُ اُسَامَةَ وَبِلَالًا وَّاَحَدُهُمَا اٰخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَالَ مُسْلِمٌ وَّاسْمُ اَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ خَالِدُ بْنُ اَبِي يَزِيدَ وَهُوَ خَالُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ رَوٰى عَنْهُ وَكِيعٌ وَّالْحَجَّاجُ الْاَعْوَرُ

حدیث 789: ابوداؤد (1970) ترمذی (899) نسائی (3062) ابن ماجہ (3034) احمد (14459) ابن خزیمہ (2875) بیہقی (9334) دارقطنی (181)

حدیث 790: ابوداؤد (1834) نسائی (3060) احمد (27300) ابن حبان (4564) ابن خزیمہ (2688) بیہقی (9336) معجم کبیر (380)

✧✧ حضرت اُم حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کیا' میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام پکڑی ہوئی ہے اور دوسرے نے اپنے کپڑے کے ذریعے آپ کو دھوپ سے بچانے کے لیے (سایہ کیا ہوا ہے) یہاں تک کہ آپ نے (سوار حالت میں) جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

بَاب:48 اسْتِحْبَابِ كَوْنِ حَصَى الْجِمَارِ بِقَدْرِ حَصَى الْخَذْفِ

جمرات کو مارنے کے لیے اتنی چھوٹی کنکریاں لینا مستحب ہے جنہیں چٹکی میں پکڑا جاسکے

792- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اتنی چھوٹی کنکریوں کے ذریعے) ''رمی جمار'' کرتے ہوئے دیکھا ہے جو چٹکی میں آسکے۔

بَاب:49 بَيَانِ وَقْتِ اسْتِحْبَابِ الرَّمْيِ

''رمی'' کے مستحب وقت کا بیان

793- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ وَابْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَاَمَّا بَعْدُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' قربانی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کے وقت ''رمی جمار'' کی تھی اور بعد والے دنوں میں سورج ڈھل جانے کے بعد کی تھی۔

794- وَحَدَّثَنَاهُ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

جمرہ عقبہ سے رمی کی ابتداء کرنے کا بیان

امام قدوری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کے بعد وہ جمرہ عقبہ سے شروع کرے۔ پس وہ وادی بطن سے اس پر ٹھیکری کی طرح ساتھ کنکریاں پھینکے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب منیٰ تشریف لائے تو کسی چیز پر توقف نہیں کیا حتیٰ کہ جمرہ عقبہ کی رمی

حدیث 792: ابوداؤد (1944) ترمذی (897) نسائی (3019) ابن ماجہ (3023) مؤطا (915) دارمی (1891) احمد (1794) ابن حبان (3872) ابن خزیمہ (2843) مستدرک (1711) بیہقی (9245) ابویعلیٰ (2108) معجم کبیر (12124)

فرمائی۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر کنکریاں مارنا لازم ہے البتہ تمہارے بعض کو بعضوں سے تکلیف نہ ہو۔

(طبرانی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسلم)

اور اگر حج کرنے والے نے انگلی کے پورے سے بڑی کنکری پھینکی تو جائز ہے اس لئے کہ اس طرح بھی رمی حاصل ہوگئی۔ ہاں البتہ دوسروں کو اذیت پہنچانے سے بچنے کے لئے بڑا پتھر نہ پھینکے۔اور اگر اس نے عقبہ کے اوپر سے رمی کی تو وہ بھی کافی ہے۔کیونکہ جمرہ کے گردونواح میں مقام نسک ہے اور ہماری روایت کردہ حدیث کی بنیاد پر وادی کے اوپر سے رمی کرنا افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق ہر کنکری مارنے کے ساتھ تکبیر کہے۔اور اگر اس نے تکبیر کے مقام پر تسبیح پڑھی تو بھی کافی ہے کیونکہ اللہ کا ذکر اس طرح بھی حاصل ہو گیا۔اور اللہ ذکر کرنا یہ رمی کے آداب میں سے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کے پاس نہیں ٹھہرے تھے اور وہ پہلی تسبیح کے ساتھ ہی تلبیہ ختم کر دے اسی حدیث کی بناء پر جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہم تک پہنچی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی کنکری کے وقت تلبیہ ختم کر دیا تھا۔(مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، بخاری)

اس کے بعد کنکری پھینکنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کنکری کو اپنے دائیں انگوٹھے کی پشت پر رکھے اور شہادت کی انگلی کی مدد کے ساتھ رمی کرے۔اور رمی کی مقدار یہ ہے کہ پھینکنے والے سے گرنے کی جگہ تک پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو۔حضرت امام حسن علیہ الرحمہ نے حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔اس لئے کہ اگر اس نے اس کم کیا تو وہ ڈالنا ہے۔اور اگر وہ کنکری رکھے تو یا کفایت کرنے والا نہ ہوگا کیونکہ یہ رمی نہیں ہے۔اور اگر اس نے رمی کی اور جمرہ کے قریب گری تو اس کے لئے کافی ہے کیونکہ اتنی مقدار سے بچنا ممکن نہیں ہے اور اگر وہ جمرہ سے دور گری تو کافی نہیں ہوگا۔کیونکہ اس طرح اس کی عبادت پہچانی نہ گئی ہاں البتہ ایک خاص مقام تک ہے۔(ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

رمی جمرات کے مفہوم کا بیان

جمار دراصل سنگریزوں اور کنکریوں کو کہتے ہیں اور جمار حج ان سنگریزوں اور کنکریوں کا نام ہے جو مناروں پر مارے جاتے ہیں اور جن مناروں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں انہیں جمار کی مناسبت سے جمرات کہتے ہیں۔

جمرات یعنی وہ منارے جن پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں تین ہیں۔(۱) جمرہ اولیٰ۔(۲) جمرہ وسطی۔(۳) مرہ عقبہ۔ یہ تینوں جمرات منیٰ میں واقع ہیں اور بقرعید کے روز یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں، پھر گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔

رمی جمار کرنے کے وقت میں مذاہب فقہاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے دن کو چاشت کے وقت (یعنی زوال سے

پہلے) میناروں پر کنکریاں پھینکیں اور بعد کے دنوں میں دوپہر ڈھلنے کے بعد کنکریاں پھینکیں۔ (بخاری و مسلم)

ضحیٰ دن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب سے پہلے تک ہوتا ہے، بعد کے دنوں سے مراد ایام تشریق یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ہیں۔ ان دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زوال آفتاب کے بعد رمی کی۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دوسرے دن یعنی گیارہویں تاریخ کو رمی جمار کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہوتا ہے اسی طرح تیسرے دن یعنی بارہویں تاریخ کو بھی رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اب اس کے بعد اگر کوئی شخص مکہ جانا چاہے تو وہ تیرہویں تاریخ کو طلوع فجر سے پہلے جا سکتا ہے اور اگر طلوع فجر کے بعد مکہ جانا چاہے گا تو پھر اس پر اس دن کی رمی جمار واجب ہو جائے گی اب اس کے لئے رمی جمار کئے بغیر مکہ جانا درست نہیں ہوگا ہاں اس دن یعنی تیرہویں تاریخ کو زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی جمار جائز ہو جائے گی۔

اس موقع پر ایک یہ مسئلہ بھی جان لیجئے کہ اگر کوئی شخص کنکریاں میناروں پر پھینکے نہیں بلکہ ان پر ڈال دے تو یہ کافی ہو جائے گا مگر یہ چیز غیر پسندیدہ ہوگی بخلاف میناروں پر کنکریاں رکھ دینے کے کہ یہ اس طرح کافی بھی نہیں ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو پہلے سے روانہ کر دیا اور ان سے فرمایا کہ رمی جمرہ عقبہ آفتاب طلوع ہونے کے بعد ہی کرنا، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے کہ رمی جمرہ عقبہ کا وقت دسویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن بعض روایت میں یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے بس اتنا ہی فرمایا تھا کہ جاؤ اور رمی جمرہ عقبہ کرو، اس روایت میں طلوع آفتاب کی قید نہیں ہے، چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد نے اسی روایت پر عمل کیا کہ ان کے ہاں رمی جمرہ عقبہ کا وقت نصف شب کے بعد ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔

رمی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ یا راستہ سے لے لی جائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو (مزدلفہ سے منیٰ آتے ہوئے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، بیان کیا کہ جب عرفہ کی شام کو (عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے) اور مزدلفہ کی صبح کو (مزدلفہ سے منیٰ جاتے ہوئے) لوگوں نے سواریوں کو تیزی سے ہانکنا اور مارنا شروع کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اطمینان و آہستگی کے ساتھ چلنا تمہارے لئے ضروری ہے اور اس وقت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی کو روکے ہوئے بڑھا رہے تھے، یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی محسر میں جو منیٰ (کے قریب مزدلفہ کے آخری حصہ) میں ہے پہنچے تو فرمایا کہ تمہیں (اس میدان سے) خذف کی کنکریاں اٹھا لینی چاہئیں جو جمرہ (یعنی میناروں) پر ماری جائیں گی۔ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمی جمرہ تک برابر لبیک کہتے رہے تھے (یعنی جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری ماری تو لبیک کہنا موقوف کر دیا)۔ (مسلم)

عرفہ کے دن شام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میدان عرفات سے مزدلفہ کو چلے تو اس وقت حضرت فضل بن عباس

رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔

خذف اصل میں تو چھوٹی کنکری یا کھجور کی گٹھلی دونوں شہادت کی انگلیوں میں رکھ کر پھینکنے کو کہتے ہیں۔ اور یہاں خذف کی مانند کنکریوں سے مراد یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں جو چنے کے برابر ہوتی ہیں یہاں سے اٹھالو جو رمی جمار کے کام آئیں گی۔

اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ رمی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ سے روانگی کے وقت وہیں سے یا راستہ میں سے یا جہاں سے جی چاہے لے لی جائیں ہاں جمرہ کے پاس سے وہ کنکریاں نہ لی جائیں جو جمرہ پر ماری جا چکی ہیں کیونکہ یہ مکروہ ہے ویسے اگر کوئی شخص جمرہ کے پاس ہی سے پہلے پھینکی گئی کنکریاں اٹھا کر مارے تو یہ جائز تو ہو جائے گا مگر خلاف اولیٰ ہوگا۔ چنانچہ شمنی نے شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ ان کنکریوں سے رمی کافی ہو جائے گی مگر ایسا کرنا برا ہے۔

اس بارے میں بھی اختلافی اقوال ہیں کہ کنکریاں کتنی اٹھائی جائیں؟ آیا صرف اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے لئے سات کنکریاں اٹھائی جائیں یا ستر کنکریاں اٹھائی جائیں جن میں سات تو اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے کام آئیں اور تریسٹھ بعد کے تینوں دنوں میں تینوں جمرات پر پھینکی جائیں گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (منیٰ کے لئے) مزدلفہ سے چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار میں سکون و وقار تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو بھی سکون واطمینان کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ ہاں میدان محسر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی کو تیز رفتاری کے ساتھ گزارا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ خذف کی کنکریوں جیسی (یعنی چنے کی برابر) سات کنکریوں سے رمی کریں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) یہ بھی فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہیں دیکھوں گا۔ (صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث بخاری و مسلم میں تو پائی نہیں۔ ہاں ترمذی میں یہ حدیث کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ مذکور ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سال میری دنیاوی زندگی کا آخری سال ہے، آئندہ سال میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، اس لئے تم لوگ مجھ سے دین کے احکام اور حج کے مسائل سیکھ لو۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے کہ اسی حج کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کے احکام پورے طور پر لوگوں تک پہنچا دیئے اور اپنے صحابہ کو رخصت و وداع کیا، پھر اگلے سال یعنی بارہ ہجری کے ماہ ربیع الاول میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔

صاحب مشکوٰۃ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ صاحب مصابیح نے اس حدیث کو پہلی فصل میں نقل کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ترمذی کی روایت ہے۔ اس لئے صاحب مصابیح کو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اس روایت کو پہلی فصل کی بجائے دوسری فصل میں نقل کرتے۔ اگرچہ اس صورت میں تقدیم و تاخیر کا اعتراض پھر بھی باقی رہتا۔

رمی جمار کے وقت تکبیر کہنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ (رمی کے لئے) جمرہ کبریٰ (یعنی جمرہ عقبہ) پر پہنچے تو

(اس طرح کھڑے ہوئے کہ) انہوں نے خانہ کعبہ کو اپنی بائیں طرف کیا اور منیٰ کو دائیں طرف اور پھر انہوں نے سات کنکریاں (اس طرح) پھینکیں کہ ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہتے تھے، پھر انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح اس ذات گرامی (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پھینکی ہیں جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ پر اس طرح کھڑے ہوئے کہ خانہ کعبہ تو ان کی بائیں سمت میں تھا اور منیٰ دائیں سمت لیکن دوسرے جمرات پر اس طرح کھڑا ہونا مستحب ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو۔

رمی جمرہ میں سات کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اور ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہی جاتی ہے چنانچہ بیہقی کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر کنکری کے ساتھ اس طرح تکبیر کہتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر دعا (اللھم اجعلہ حجا مبرورا وذنبا مغفوراً وعملا مشکورا)۔

یوں تو پورا قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے لیکن اس موقع پر خاص طور پر سورہ بقرہ کا ذکر اس مناسبت سے کیا گیا ہے کہ اس سورت میں حج کے احکام وافعال مذکور ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مناروں پر کنکریاں مارنا اور صفا اور مروہ کے درمیان پھرنا ذکر اللہ کے قیام کے لئے ہے (ترمذی، دارمی) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ظاہری طور پر یہ فعل ایسے ہیں کہ ان کا عبادت ہونا معلوم نہیں ہوتا اس لئے فرمایا کہ یہ دونوں فعل اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں، چنانچہ یہ معلوم ہی ہے کہ ہر کنکری مارتے وقت تکبیر سنت اور سعی کے دوران وہ دعائیں پڑھنا بھی سنت ہے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

رمی کی کنکریوں میں کمی یا زیادتی کرنے کا بیان

رمی جمار حج کے واجبات سے ہے، جن جمرات کی رمی کی جاتی ہے ان میں سے ہر ایک کی رمی کے وقت سات کا عدد پورا کرنا رمی کا رکن ہے، تاہم چار یا اس سے زیادہ کنکریاں مارنے سے بھی یہ رکن ادا ہو جاتا ہے، تین یا اس سے کم کنکریاں ماری جائیں تو رمی کا رکن ادا نہیں ہوتا، اسی لئے اگر کسی حاجی صاحب نے تین یا اس سے کم کنکریاں ماری ہوں تو ان پر دم واجب ہوگا جس طرح مطلقاً رمی نہ کرنے والے پر واجب ہوتا ہے، اگر وہ دوبارہ سات کنکریاں مار لیں تو دم واجب نہ ہوگا، اس طرح چار یا اس سے زائد کنکریاں ماری جائیں تو رمی کا رکن ادا ہو جائے گا اور دم واجب نہ ہوگا، تاہم جتنی کنکریاں کم ہونگی ہر ایک کے بدلہ صدقہ واجب ہوگا۔

صدقہ کی مقدار گیہوں دینے کی صورت میں آدھا صاع یعنی سوا کلو اور جو یا کھجور دینا چاہیں تو ایک صاع یعنی ڈھائی کلو ہے ، ایک صاع 2، کلو 212، گرام کے برابر ہوتا ہے اور آدھا صاع ایک کلو 104، گرام کے معادل ہوتا ہے، بطور احتیاط آدھے صاع کیلئے سوا کلو اور ایک صاع کیلئے ڈھائی کلو صدقہ کرنا چاہیے۔ شمالی ہند کے علماء کے پاس آدھا صاع ایک کلو 590، گرام اور ایک صاع تین کلو، 180، گرام ہوتا ہے۔

اگر کسی شخص کو اس امر میں شک ہو کہ اس نے چھ کنکریاں ماری ہیں یا سات، اور شک دور کرنے کیلئے اس نے ایک اور کنکری ماری جبکہ وہ سات کنکریاں مار چکا تھا تو کوئی حرج نہیں بالا رادہ سات سے زائد کنکریاں مارنا مکروہ تنزیہی ہے۔

جیسا کہ مناسک ملا علی قاری مع حاشیہ ارشاد الساری، فصل فی احکام الرمی وشرائطہ وواجباتہ، ص275، میں ہے: (التاسع اتمام العدد او اتیان اکثره) وفیه ان هذا ركن الرمی لاشرطه (فلو نقص الاقل منها) ای من السبعة بان رمی اربعة وترك ثلاثة او اقل (لزمه جزاؤه) ای كماسیاتی (مع الصحة) ای مع صحة رمیه لحصول ركنه (ولو ترك الاكثر) ای بان رمی ثلاثة او اقل (فكانه لم یرم)ای حیث انه یجب علیه دم كما لو ترك الكل

نیز اس کے ص277، میں ہے:(ولو رمی اكثر من سبعة یكره) ای اذا رماه عن قصد واما اذا شك فی السابع ورماه وتبین انه ثامن فانه لایضره هذا۔ صدقہ کے متعلق ص436، میں ہے:(فالمراد نصف صاع من بر او صاع من غیره) كالتمر والشعیر ۔

بَاب:50 بَيَانِ اَنَّ حَصَى الْجِمَارِ سَبْعٌ

اس بات کی وضاحت کہ جمرات کو سات کنکریاں (ماری جائیں گی)

795- وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَّهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْجَزَرِيُّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الِاسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَّرَمْيُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَّالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ وَّالطَّوَافُ تَوٌّ وَّاِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے' (استنجا کرتے وقت) پتھر طاق تعداد میں ہوں گے۔''رمی جمار'' طاق تعداد میں ہوگی' صفا و مروہ کے درمیان سعی طاق تعداد میں ہوگی۔ (بیت اللہ) کا طواف طاق تعداد میں ہوگا اس لیے جو شخص (استنجاء کرتے وقت) پتھر استعمال کرے' وہ طاق تعداد میں استعمال کرے۔

شرح

جمرات (مناروں) پر سات سات کنکریاں پھینکنا واجب ہے، اسی طرح صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی واجب ہے اور جمہور علماء کے نزدیک ایک طواف کے لئے خانہ کعبہ کے گرد سات چکر فرض ہیں جب کہ حنفیہ کے ہاں چار چکر تو فرض ہیں اور باقی واجب ہیں۔

ایک ہی مرتبہ سات کنکریاں پھینکنے کا حکم

اور اگر اس نے ایک ہی مرتبہ سات کنکریاں پھینک دیں تو وہ ایک ہی کنکری شمار ہوگی۔ کیونکہ اس حکم میں نص فعل کا الگ الگ کرنا ہے۔ جمرہ کے سوا جہاں سے چاہے وہ کنکریاں پکڑے گا کیونکہ جمرہ کنکریاں پکڑنا مکروہ ہے۔ اس لئے جمرہ کے پاس جو کنکریاں ہیں وہ پھینکی گئی ہیں۔ اس بارے میں اثر بھی اسی طرح بیان ہوا ہے لہٰذا ان کے لینے میں نحوست ہوگی۔ لیکن اس کے

حدیث795: بیہقی (9014)

باوجود اگر وہ اس طرح کرتا ہے تو اس کے لئے کافی ہوگا کیونکہ رمی کا فعل پایا جا رہا ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک ہر چیز جو زمین کی جنس سے ہے اس سے رمی کرنا جائز ہے۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اصل مقصد پھینکنا ہے یہ جس طرح پتھر سے حاصل ہو جاتا ہے اسی طرح مٹی سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ بہ خلاف اس کے کہ جب کوئی سونے یا چاندی کے ساتھ رمی کرے۔ کیونکہ اس کا یہ عمل بکھیرنا کہلائے گا اس کا یہ عمل رمی کرنا نہیں کہلائے گا۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

رمی، ذبح اور حلق کی ترتیب میں وجوب وعدم وجوب کا بیان

رمی ذبح اور حلق میں ترتیب امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے اور باقی تمام حضرات کے نزدیک سنت لہٰذا تمام حجاج کے لئے ضروری ہے کہ وہ حتی الامکان اس ترتیب کا پورا لحاظ رکھیں بالخصوص ذبح سے پہلے حلق نہ کریں کیونکہ نص قرآنی:

ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الهدیٰ محله

اس کو بالکل ناجائز قرار دیتی ہے اور اس غرض کے لئے حج کے گروپس کو تاکید کی جائے کہ وہ اپنے گروپ کے لوگوں کے لئے قربانی کا انتظام کریں، تاکہ قربانی یقینی طور پر حلق سے پہلے ہو تاہم اگر کسی شخص سے ناواقفیت یا کسی شدید عذر کے تحت مذکورہ بالا ترتیب کی مخالفت (ہو) تو وہ توبہ واستغفار کرے اور صاحب وسعت ہو تو دم بھی دے البتہ جو غریب حاجی اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کے لئے صاحبین اور جمہور کے مذہب پر عمل کی گنجائش ہے۔

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! سر منڈانے والوں کو بخش دے۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اور بال کترانے والوں کو بھی آپ نے فرمایا اے اللہ حلق کرانے والوں کو بخش دیجئے تین بار یہی فرمایا صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بال کترانے والوں کو بھی۔ آپ نے فرمایا اور بال کترانے والوں کو بھی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الحج)

بَاب: 51 تَفْضِيلِ الْحَلْقِ عَلَى التَّقْصِيرِ وَجَوَازِ التَّقْصِيرِ

(حج سے فراغت پر) بال کٹوانے سے سر منڈوانا افضل ہے تاہم بال کٹوانا جائز ہے

796- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَلَقَ طَائِفَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوالیا آپ کے بعض اصحاب نے سر منڈوایا اور بعض نے بال کٹوائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا شاید دو مرتبہ فرمایا اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں

حدیث 796: بخاری (1640) ابوداؤد (1979) ترمذی (913) ابن ماجہ (3043) مؤطا (886) دارمی (1906) احمد (1859) ابن حبان (3880) ابن خزیمہ (2929) بیہقی (9179) ابویعلی (1263) معجم کبیر (3509)

پر رحم کرے پھر فرمایا: بال کٹوانے والوں پر بھی۔

797- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی' اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم کر۔ لوگوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بال کٹوانے والوں (کے لیے بھی دعا کریں) آپ نے دعا کی' اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم کر۔ لوگوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بال کٹوانے والوں (کے لیے بھی دعا کریں) تو آپ نے کہا' بال کٹوانے والوں پر بھی (رحم کر)

798- اَخْبَرَنَا اَبُوْاِسْحٰقَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی' اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بال کٹوانے والوں (کو بھی دعا دیں) آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بال کٹوانے والوں (کو بھی دعا دیں) آپ نے دعا کی اور بال کٹوانے والوں (پر بھی رحم کرے)

799- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ منقول ہے کہ چوتھی مرتبہ آپ نے دعا دی ''اور بال کٹوانے والوں (پر بھی رحم کرے)''۔

800- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی' اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو بخش دے۔ لوگوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بال کٹوانے والوں (کے لیے بھی دعا کریں) آپ نے دعا کی' اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو بخش دے۔ لوگوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بال کٹوانے والوں (کے لیے بھی دعا کریں) آپ نے دعا کی' اے اللہ! سر منڈوانے

والوں کو بخش دے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! بال کٹوانے والوں (کے لیے بھی دعا کریں) تو آپ نے دعا کی اور بال کٹوانے والوں (کو بھی بخش دے)

801- وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

802- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِينَ ثَلَاثًا وَلِلْمُقَصِّرِينَ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ وَكِيعٌ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

✧✧ یحییٰ بن حصین اپنی دادی (اُم حصین) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کو سنا، کہ آپ نے سر منڈوانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعا کی اور بال کٹوانے والوں کے لیے ایک مرتبہ دعا کی۔

803- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ كِلَاهُمَا عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سر منڈوایا تھا۔

حلق کروانے کی فضیلت کا بیان

اور حلق افضل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے حلق کروانے والوں پر رحم فرمایا۔ اس حدیث میں ان پر رحم ظاہر ہے۔ کیونکہ حلق کروانا میل کچیل نکالنا ہے اور مقصود بھی یہی ہے۔ اور بال کتروانے میں کچھ کمی ہے لہٰذا یہ غسل بمع وضو کے مشابہ ہو گیا۔ سر کے مسح پر قیاس کرتے ہوئے سر منڈانے میں چوتھائی حصہ پر اکتفاء کرنا جائز ہے۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے مکمل سر منڈوانا افضل ہے۔ اور کتروانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے سروں سے ایک انگلی کی مقدار کے برابر تراشے۔ (ہدایہ)

سر منڈانے کی فضیلت کے بیان میں احادیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا اور صحابہ میں سے کچھ نے تو اپنے سر منڈائے اور کچھ نے اپنے بال کتروائے۔ (بخاری ومسلم)

جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے سر منڈائے انہوں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے جذبے اور حصول افضلیت کو پیش نظر رکھا اور جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے بال کتروانے پر اکتفاء کیا (انہوں نے گویا جواز پر عمل کیا کہ بال کتروانا بھی جائز ہے)۔ صحیحین وغیرہم میں یہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرۃ القضاء میں سر منڈانے کی بجائے بال کتروائے

حدیث 802: ابن ماجہ (3043) احمد (16698) بیہقی (9181) معجم کبیر (11492)

حدیث 803: بخاری (4148) ابوداؤد (1980) مؤطا (938) احمد (5614) ابن خزیمہ (2930) مستدرک (1744) معجم کبیر (13412)

تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دونوں چیزیں ثابت ہیں لیکن افضل سر منڈانا ہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سر کے بال مروہ کے قریب تیر کی پیکان سے کترے۔ (بخاری و مسلم)

مشقص کے معنی ہیں تیر کی پیکان لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ مشقص بڑی قینچی کو کہتے ہیں اور یہ معنی زیادہ مناسب اور زیادہ صحیح ہیں۔

احادیث سے چونکہ یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حج میں سر کے بال کتروائے نہیں بلکہ منڈوائے تھے اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس بیان کا تعلق حج سے نہیں بلکہ عمرے سے ہے، چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ عند المروۃ (مروہ کے قریب) بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال حج میں کترتے تو مروہ کے قریب نہ کہتے بلکہ یہ کہتے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کے بال منیٰ میں کترے۔

سر منڈانے والوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے رحمت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا۔ اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما! صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بال کتروانے والوں کے لئے دعاء رحمت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے جب پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بال کتروانے والوں کے لئے بھی دعاء رحمت کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے اللہ) اور بال کتروانے والوں پر بھی رحم فرما۔ (بخاری و مسلم)

اس بات سے سر منڈانے کی افضلیت ثابت ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لئے تو کئی بار دعاء رحمت کی اور بال کتروانے والوں کے لئے کئی بار کے بعد ایک ہی مرتبہ دعاء رحمت کی۔

حضرت یحییٰ بن حصین (تابعی) اپنی دادی محترمہ سے (کہ جن کی کنیت ام الحصین ہے) نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سر منڈانے والوں کے لئے تین مرتبہ اور بال کتروانے والوں کے لئے آخر میں ایک مرتبہ دعا کرتے سنا۔ (مسلم)

اس حدیث سے پہلے بخاری و مسلم کی جو روایت نقل کی گئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لئے تو دو مرتبہ دعا کی اور تیسری مرتبہ میں بال کتروانے والوں کو بھی شامل فرمایا، نیز بخاری و مسلم ہی کی ایک اور روایت میں یہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوتھی مرتبہ میں بال کتروانے والوں کو شامل فرمایا، جب کہ مسلم کی یہ روایت بتا رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لئے تو تین مرتبہ دعا کی اور بال کتروانے والوں کے لئے ایک مرتبہ، اب چاہے تو ان کو تو تیسری ہی مرتبہ میں شامل کیا ہو، چاہے چوتھی مرتبہ ان کے لئے علیحدہ سے دعا کی۔

بہر کیف ان تمام روایتوں میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے علماء لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا کئی مجلسوں

میں کی ہوگی، چنانچہ کسی مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لئے دو مرتبہ اور تیسری مرتبہ میں بال کتروانے والوں کے لئے دعا کی اور کسی مجلس میں تین مرتبہ سر منڈانے والوں کے لئے اور چوتھی مرتبہ بال کتروانے والوں کے لئے دعا کی ہوگی، یا پھر یہ کہ جس راوی نے جو سنا اور اس پر جو حقیقت ظاہر ہوئی اس نے اسی کو ذکر کیا۔

سر منڈانے میں دائیں طرف سے ابتداء کرنا سنت ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں آنے کے بعد جمرہ عقبہ کے پاس تشریف لائے اور وہاں کنکریاں ماریں پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور اپنی ہدی کے جانوروں کو ذبح کیا، اس کے بعد سر مونڈنے والے کو (جس کا نام معمر بن عبداللہ تھا) بلایا اور اپنے سر کا دایاں حصہ اس کے سامنے کیا، چنانچہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر (کے اس داہنے حصہ) کو مونڈا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو اپنے وہ مونڈے ہوئے بال دیئے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کا بایاں حصہ مونڈنے والے کی طرف کر کے فرمایا کہ اب اسے مونڈ و، چنانچہ اس نے مونڈ دیا، یہ بال بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور فرمایا کہ یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ سر منڈانے میں دائیں طرف سے ابتداء کرنا سنت ہے، نیز اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دائیں طرف میں منڈوانے والے کا اعتبار ہے کہ وہ اپنے سر کو دائیں طرف سے منڈوانا شروع کرے، جب کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ مونڈنے والے کی دائیں طرف کا اعتبار ہے یعنی مونڈنے والا اپنی دائیں طرف سے سر مونڈنا شروع کرے۔

بَاب: 52 بَيَانِ اَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ اَنْ يُرْمٰى ثُمَّ يُنْحَرَ ثُمَّ يُحْلَقَ وَالِابْتِدَاءِ فِي الْحَلْقِ بِالْجَانِبِ الْاَيْمَنِ مِنْ رَّاْسِ الْمَحْلُوْقِ

(حاجی کے لیے) قربانی کے دن پہلے رمی کرنا پھر قربانی کرنا اور پھر سر منڈوالینا سنت ہے

سر منڈواتے وقت پہلے دائیں حصے کو منڈوایا جائے

804- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مِنًى فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَاَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيْهِ النَّاسَ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ تشریف لائے پھر جمرہ آئے' ان کی رمی کی پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر واپس آئے وہاں قربانی دی پھر حجام سے اپنے سر کے دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہاں سے (شروع کرو) پھر بائیں طرف سے بال صاف کروائے پھر وہ (بال) لوگوں کو عطا کر دیئے۔

805- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالُوْا اَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا

حدیث 804: ابوداؤد (1981) احمد (13187) ابن حبان (1371) ابن خزیمہ (2889) بیہقی (9183) ابویعلیٰ (2827) معجم کبیر (12088)

الْاِسْنَادِ اَمَّا اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ فِیْ رِوَايَتِهٖ لِلْحَلَّاقِ هَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَی الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ هٰكَذَا فَقَسَمَ شَعْرَهٗ بَيْنَ مَنْ يَّلِيْهِ قَالَ ثُمَّ اَشَارَ اِلَی الْحَلَّاقِ وَاِلَی الْجَانِبِ الْاَيْسَرِ فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اُمَّ سُلَيْمٍ وَّاَمَّا فِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ كُرَيْبٍ قَالَ فَبَدَاَ بِالشِّقِّ الْاَيْمَنِ فَوَزَّعَهُ الشَّعْرَةَ وَالشَّعْرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ بِالْاَيْسَرِ فَصَنَعَ بِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ هَا هُنَا اَبُوْطَلْحَةَ فَدَفَعَهٗ اِلٰی اَبِیْ طَلْحَةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم ایک روایت میں یہ بات زائد ہے' آپ نے ہاتھ کے ذریعے (سر کے) دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہاں سے (سر سے جو بال اُترے) وہ آپ نے پاس موجود لوگوں میں تقسیم کر دیئے' پھر آپ نے حجام کو اشارہ کیا کہ بائیں طرف' اس نے وہ بال صاف کیے تو نبی اکرم ﷺ نے وہ بال سیّدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو عطا کر دیئے۔

ایک روایت میں یہ منقول ہے' آپ نے دائیں طرف سے (سر کے بال صاف کروانے کا) آغاز کیا اور انہیں ایک' ایک' دو' دو کر کے لوگوں میں تقسیم کیا پھر بائیں طرف والے حصے میں بھی ایسا ہی کیا پھر فرمایا: یہاں ابوطلحہ تھے۔ (راوی کہتے ہیں) پھر آپ نے وہ بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا کر دیئے۔

806- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْبُدْنِ فَنَحَرَهَا وَالْحَجَّامُ جَالِسٌ وَّقَالَ بِيَدِهٖ عَنْ رَّاْسِهٖ فَحَلَقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَقَسَمَهٗ فِيْمَنْ يَّلِيْهِ ثُمَّ قَالَ احْلِقِ الشِّقَّ الْاٰخَرَ فَقَالَ اَيْنَ اَبُوْطَلْحَةَ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جمرہ عقبہ میں رمی کی' پھر قربانی کے جانوروں کے پاس تشریف لا کر انہیں قربان کیا' حجام تیار بیٹھا تھا' آپ نے ہاتھ کے ذریعے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا' اس نے آپ کے (سر کے) دائیں حصے کے بال صاف کر دیئے' وہ آپ نے پاس موجود لوگوں میں تقسیم کر دیئے' پھر (حجام کو) حکم دیا' بائیں حصے کے بال بھی صاف کر دو (اس نے کر دیئے) آپ نے دریافت کیا' ابوطلحہ کہاں ہیں؟ (وہ آئے تو وہ بال) آپ نے انہیں عطا کر دیئے۔

807- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَسَّانٍ يُّخْبِرُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا رَمٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسُكَهٗ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیَّ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ نے جمرہ کی رمی کر لی اور قربانی بھی کر لی تو آپ نے (اپنے سر کے) دائیں حصے کو حجام کے آگے کیا اس نے (اس حصے کے بال) صاف کر دیئے' پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں وہ (بال) عطا کر دیئے پھر آپ نے (اپنے سر مبارک کا) بایاں حصہ حجام کے آگے کیا اور اسے حکم دیا' اسے صاف کر دو' اس نے صاف کر دیا تو آپ نے وہ بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیئے اور انہیں حکم دیا کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو!

شرح

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حج مفرد کرنے والا اسی دن یعنی یوم نحر میں مکہ آئے۔ یا وہ دوسرے دن آئے یا اس کے بعد والے یعنی بارھویں کے دن آئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حلق کروایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا اور اس کے بعد منیٰ کی طرف گئے اور ظہر کی نماز وہاں ادا فرمائی۔ اس حدیث کو امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوم نحر کو چلے اور پھر لوٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر منیٰ میں پڑھی۔

ابو فتح یعمری نے اپنی سیرت میں کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن لوٹ کی منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی۔ (البنائیہ شرح الہدایہ، ۵، ص ۱۴۱ حقانیہ ملتان)

گیارہویں اور بارہویں کو رمی کرنے میں فقہی مذاہب:

حضرت وبرہ (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں (گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو) رمی جمار کس وقت کروں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جس وقت تمہارا امام رمی کرے، اسی وقت تم بھی رمی کرو (یعنی رمی میں اس شخص کی پیروی کرو جو رمی کے وقت کے بارے میں تم سے زیادہ جانتا ہو) میں نے ان کے سامنے پھر یہ مسئلہ رکھا (یعنی میں نے ان سے رمی کے وقت کی مزید وضاحت چاہی) انہوں نے فرمایا ہم رمی کے وقت کا انتظار کرتے تا آنکہ جب دوپہر ڈھلتی تو ہم کنکریاں مارتے۔ (بخاری)

حضرت سالم، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (یعنی ابن عمر) نزدیک کے جمرہ یعنی جمرہ اولیٰ پر سات کنکریاں مارنے اور ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھتے یہاں تک کہ جب نرم زمین پر پہنچتے تو دیر تک (یعنی بقدر تلاوت سورہ بقرہ) قبلہ رو کھڑے رہتے اور دعا مانگتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، پھر جمرہ وسطی پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے، پھر بائیں جانب کو بڑھتے اور نرم زمین پر پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہو جاتے اور دعا مانگتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور دیر تک کھڑے رہتے، پھر وہ وہاں سے واپس ہوتے اور کہتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری)

مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق رمی اگرچہ حنفیہ کے ہاں سنت ہے لیکن احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ اس ترتیب کو ترک نہ کیا جائے کیونکہ یہ ترتیب حضرت امام شافعی وغیرہ کے نزدیک واجب ہے! موالات یعنی تمام جمرات پر پے در پے رمی بھی سنت ہے جب کہ یہ حضرت امام مالک کے مسلک میں واجب ہے۔

من بطن الوادی (بطن وادی سے) یہ بات معلوم ہوئی کہ رمی جمرہ عقبہ، بطن وادی سے (یعنی نشیبی حصہ میں کھڑے ہو کر) کی جائے چنانچہ نشیب میں کھڑے ہو کر رمی کرنا مسنون ہے۔ لیکن ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر اوپر کی جانب سے جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکی جائیں تو اس طرح بھی رمی ہو جائے گی مگر یہ خلاف سنت ہے۔

جمرہ اولیٰ اور جمرہ وسطیٰ کے پاس ٹھہرنا اور حمد وصلوٰۃ اور وہاں دعا میں مشغول ہونا تو ثابت ہے لیکن تیسرے جمرہ یعنی جمرہ عقبی کے پاس ٹھہرنا اور دعا مانگنا ثابت نہیں ہے اور اس کی کوئی وجہ علت منقول نہیں ہے اگرچہ بعض علماء نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔

بَاب:53 جَوَازِ تَقْدِيمِ الذَّبْحِ عَلَى الرَّمْيِ وَالْحَلْقِ عَلَى الذَّبْحِ وَعَلَى الرَّمْيِ وَتَقْدِيمِ الطَّوَافِ عَلَيْهَا كُلِّهَا

رمی سے پہلے قربانی اور قربانی اور رمی سے پہلے سر منڈوالینا جائز ہے اور ان سب سے پہلے طواف کر لینا (بھی جائز ہے)

808- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ٹھہر گئے تاکہ لوگ آپ سے سوال کر سکیں۔ ایک شخص آیا اس نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پتہ نہیں تھا اور میں نے قربانی کرنے سے پہلے ہی سر منڈوالیا ہے۔ آپ نے فرمایا' کوئی حرج نہیں' تم اب قربانی کر لو پھر ایک اور شخص آیا اور عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پتہ نہیں تھا' میں نے رمی کرنے سے پہلے ہی قربانی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا' کوئی حرج نہیں' تم اب رمی کر لو۔ (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) غرضیکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس بھی عمل کے مقدم یا مؤخر ہو جانے کے بارے میں سوال کیا گیا' آپ نے یہی فرمایا' کوئی حرج نہیں' تم اب کر لو۔

809- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَطَفِقَ نَاسٌ يَسْأَلُونَهُ فَيَقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ أَشْعُرُ أَنَّ الرَّمْيَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْيِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ وَطَفِقَ آخَرُ يَقُولُ إِنِّي لَمْ أَشْعُرْ أَنَّ النَّحْرَ قَبْلَ الْحَلْقِ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَيَقُولُ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهُ سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ أَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ وَيَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْأُمُورِ قَبْلَ بَعْضٍ وَأَشْبَاهِهَا إِلَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلُوا ذَلِكَ وَلَا حَرَجَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' (منیٰ میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے آپ رک گئے' لوگوں نے آپ سے سوال کرنے شروع کر دیئے' ان میں سے ایک نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پتہ نہیں تھا کہ قربانی سے

حدیث 808: بخاری (1650) ابوداؤد (2014) ابن ماجہ (3052) مؤطا (941) دارمی (1879) احمد (3037) ابن خزیمہ (2774) بیہقی (9393) معجم کبیر (476) دارقطنی (67)

پہلے رمی کی جاتی ہے میں نے رمی سے پہلے ہی قربانی کردی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا کوئی حرج نہیں ہے تم اب رمی کرلو۔
ایک اور صاحب بولے مجھے پتہ نہیں تھا کہ سرمنڈوانے سے پہلے قربانی کی جاتی ہے میں نے قربانی سے پہلے ہی سرمنڈوالیا تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا کوئی حرج نہیں تم اب قربانی کرلو۔

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) انسان کے بھول کر یا لاعلمی کی وجہ سے (حج کے) امور میں سے کسی کو مقدم وغیرہ کرنے کے بارے میں اس دن نبی اکرم ﷺ سے جو بھی سوال کیا گیا آپ نے یہی جواب دیا کوئی حرج نہیں اب کرلو۔

810- حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اِلٰى اٰخِرِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

811- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيسٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ مَا كُنْتُ اَحْسِبُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنَّ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنْتُ اَحْسِبُ اَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا لِهٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (حجۃ الوداع کے موقع پر) قربانی کے دن نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مجھے پتہ نہیں تھا کہ فلاں عمل فلاں سے پہلے ہوگا پھر ایک اور صاحب آئے اور انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میرا یہ خیال تھا کہ فلاں عمل فلاں سے پہلے ہوگا۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے ان تینوں کو یہی جواب دیا کوئی حرج نہیں تم اب یہ کرلو۔

812- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْاُمَوِيُّ حَدَّثَنِي اَبِىْ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا رِوَايَةُ ابْنِ بَكْرٍ فَكَرِوَايَةِ عِيسٰى اِلَّا قَوْلَهُ لِهٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَاِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ وَاَمَّا يَحْيَى الْاُمَوِيُّ فَفِي رِوَايَتِهٖ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ وَاَشْبَاهُ ذٰلِكَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے الفاظ میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔

813- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ اَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَتَى النَّبِيَّ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ فَاذْبَحْ وَلَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں نے قربانی کرنے سے پہلے ہی سرمنڈوالیا ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں تم اب قربانی کرلو اس نے عرض کی میں نے رمی سے پہلے ہی قربانی کرلی آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں تم اب رمی کرلو۔

814- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ رَاَيْتُ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَةٍ بِمِنًى فَجَآئَهُ رَجُلٌ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے آغاز میں یہ الفاظ ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو منیٰ میں دیکھا' آپ اونٹنی پر سوار تھے' ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

815- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَتَاهُ رَجُلٌ يَّوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ وَاقِفٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَقَالَ اِنِّيْ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَقَالَ اِنِّيْ اَفَضْتُ اِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا رَاَيْتُهُ سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا قَالَ افْعَلُوْا وَلَا حَرَجَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ قربانی کے دن جمرہ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے' ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! میں نے رمی کرنے سے پہلے ہی سر منڈوالیا ہے۔ آپ نے فرمایا' کوئی حرج نہیں' تم اب رمی کرلو۔

ایک اور شخص حاضر ہوا اور عرض کی' میں نے رمی سے پہلے ہی طواف افاضہ کرلیا ہے۔ آپ نے فرمایا' کوئی حرج نہیں' تم اب رمی کرلو۔ (راوی کہتے ہیں) اس دن نبی اکرم ﷺ سے جس عمل کے بارے میں بھی سوال کیا گیا' میں نے یہی دیکھا کہ آپ نے یہی جواب دیا' کوئی حرج نہیں' تم اب کرلو۔

816- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيْمِ وَالتَّاْخِيْرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے قربانی' سر منڈوانے اور رمی کے مقدم یا مؤخر ہوجانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا' کوئی حرج نہیں۔

بَاب: 54 اِسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْاِفَاضَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

قربانی کے دن طواف افاضہ کرنا مستحب ہے

817- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفِيْضُ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ بِمِنًى وَيَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ

حدیث 816: بخاری (1634) نسائی (3194) ابن ماجہ (3049) دارمی (1907) احمد (1858) ابن خزیمہ (2951) بیہقی (9406) معجم کبیر (479) دارقطنی (71)

حدیث 817: ابوداؤد (1998) احمد (4898) ابن حبان (3883) ابن خزیمہ (2941) مستدرک (1745) بیہقی (9416)

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن طواف افاضہ کیا اور پھر واپس تشریف لا کر منیٰ میں ظہر کی نماز ادا کی۔

(راوی کہتے ہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی قربانی کے دن طواف افاضہ کرتے تھے اور پھر واپس آ کر منیٰ میں ظہر کی نماز ادا کرتے تھے اور یہ بات بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

منیٰ والی راتوں کو منیٰ میں رہنے میں مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہم لوگوں کا مال بیچا کرتے ہیں (جس کی بناء پر ہمارے ساتھ بہت سا مال رہتا ہے جس کی حفاظت ضروری ہے) تو کیا ہم میں سے کوئی شخص (منیٰ سے آ کر) مکہ میں اپنے مال کے پاس رہ سکتا ہے؟ فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات اور دن کو منیٰ ہی میں رہتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منیٰ والی راتوں میں پانی پلانے کی غرض سے مکہ میں رہنے کی اجازت چاہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت اور مجبوری کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔

اب مسئلہ کی طرف آیئے، جو راتیں منیٰ میں گزاری جاتی ہیں ان میں منیٰ میں قیام اکثر علماء کے نزدیک واجب ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں ان راتوں میں منیٰ میں رہنا سنت ہے، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔

اس ضمن میں یہ بات ذہن میں رہے کہ رات کے قیام کے سلسلہ میں رات کے اکثر حصہ یعنی آدھی رات سے زیادہ کے قیام کا اعتبار ہے اور یہی حکم ان راتوں کا بھی ہے جن میں عبادت وغیرہ کے لئے شب بیداری مستحب ہے مثلاً لیلۃ القدر وغیرہ کہ ان راتوں کے اکثر حصہ کی شب بیداری کا اعتبار ہے۔ بہرکیف جن علماء کے نزدیک منیٰ میں رات کا قیام سنت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، ان کی دلیل مذکورہ بالا حدیث ہے کہ اگر منیٰ میں رات میں قیام واجب ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ان راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت کیسے دیتے۔

بعض حنفی علماء کہتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرح جس شخص کے سپرد زمزم کا پانی پلانے کی خدمت ہو یا جس کو کوئی شدید عذر لاحق ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ جو راتیں منیٰ میں گزاری جاتی ہیں وہ ان میں منیٰ کا قیام ترک کر دے، گویا اس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ بلا عذر سنت کو ترک کرنا جائز نہیں ہے اور یہ کہ کسی عذر کی بناء پر سنت کو ترک کرنے میں اساءۃ بھی نہیں ہے۔

منیٰ میں رہنے والوں کے لئے رمی کرنے کا حکم

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو رخصت دی رات کو منیٰ میں رہنے کی اور ان کو یوم النحر کو رمی کرنے کا حکم فرمایا پھر دوسرے اور تیسرے دن دو دن کے لیے (اور اگر منیٰ میں رہیں) تو چوتھے

دن بھی رمی کریں۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو رخصت دی کہ ایک دن وہ رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں (اور پھر رمی کریں یعنی ایک دن چھوڑ کر رمی کریں)۔ (سنن ابوداؤد)

بَاب: 55 اسْتِحْبَابِ نُزُوْلِ الْمُحَصَّبِ يَوْمَ النَّفْرِ

(حج سے واپسی کے لیے) روانگی کے دن وادی محصب میں پڑاؤ کرنا مستحب ہے

818- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْأَزْرَقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ مَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ

✧✧ عبدالعزیز بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اگر آپ کو یاد ہو تو مجھے بتائیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ترویہ" کے دن ظہر کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' منیٰ میں' میں نے پوچھا (واپسی کے لیے) روانگی کے دن آپ نے عصر کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' "وادی ابطح" میں۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ بولے' تم وہی کرو جو تمہارے امراء (قافلوں کے قائدین وغیرہ) کرتے ہیں۔

819- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْأَبْطَحَ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ "وادی ابطح" میں پڑاؤ کیا کرتے تھے۔

820- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى التَّحْصِيْبَ سُنَّةً وَّكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْحَصْبَةِ قَالَ نَافِعٌ قَدْ حَصَّبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک "وادی محصب" میں قیام کرنا سنت تھا' وہ قربانی کے دن ظہر کی نماز "حصبہ" میں ادا کرتے تھے۔ نافع بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفاء نے بھی وادی حصبہ میں پڑاؤ کیا ہے۔

مقام محصب میں ٹھہرنے کا بیان:

اور جب وہ مکہ روانہ ہو تو محصب میں اترے اور وہی ابطح ہے اور یہ ایک جگہ کا نام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے

حدیث818: بخاری (1570) ابوداؤد (1911) ترمذی (964) نسائی (2997) ابن ماجہ (3004) دارمی (1872) احمد (2306) ابن حبان (3846) ابن خزیمہ (958) بیہقی (9222) ابویعلی (4053) معجم کبیر (11373)

حدیث819: ابوداؤد (2009) ترمذی (921) ابن ماجہ (3069) احمد (3289) ابن حبان (3895) ابن خزیمہ (2990) بیہقی (9516) معجم کبیر (916)

تھے اور محصب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اترنا بطور ارادہ تھا۔ اور صحیح روایت یہی ہے۔ لہٰذا محصب میں اترنا سنت ہو گیا اور اس دلیل کی بنیاد پر جو روایت کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ہم کل کے دن خیف میں اتریں گے خیف بنو کنانہ میں ہے جہاں مشرکین نے اپنے شرک پر قسمیں اٹھائیں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مشرکوں نے بنو ہاشم کو چھوڑنے میں بڑی کوشش کی تھی تو ہم نے سمجھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں محصب میں اترے۔ تا کہ مشرکین دیکھائیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت لطیفہ آپ کے ساتھ ہے لہٰذا طواف میں رمل کی طرح یہ سنت ہو گیا۔

مقام محصب میں اترنے کے سنت ہونے کا بیان

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابطح میں اترنا یعنی ٹھہرنا سنت نہیں ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں صرف اس لئے اترے تھے کہ مکہ سے چلنے میں آسانی ہو جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس ہوئے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تیرہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے لوٹے تو ابطح یعنی محصب میں صرف اس غرض سے ٹھہر گئے تھے تا کہ وہاں اپنا سامان وغیرہ چھوڑ کر مکہ جائیں اور وہاں طواف الوداع کریں اور جب مکہ سے مدینہ واپس ہوں تو اس وقت سامان وغیرہ ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے آسانی ہو۔ اس بارہ میں جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے تو اس میں اختلاف ہے، بعض حضرات تو یہ کہتے ہیں کہ تحصب یعنی محصب میں ٹھہرنا سنت ہے اور افعال حج کا ایک تتمہ ہے۔ یہ حضرت ابن عمر کا قول ہے، ان کے نزدیک قیام محصب کے مسنون ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا تھا کہ کل ہم انشاء اللہ خیف بنی کنانہ یعنی محصب میں ٹھہریں گے، اور اس کا سبب یہ تھا کہ خیف بنی کنانہ ہی وہ جگہ ہے جہاں مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں باہم یہ عہد و پیان کیا تھا اور یہ قسم کھائی تھی کہ ہم بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب یعنی ان دونوں خاندانوں کے لوگوں سے میل جول، نکاح بیاہ، خرید و فروخت اور ان میں اٹھنا بیٹھنا اس وقت تک چھوڑے رہیں گے جب تک یہ لوگ محمد کو ہمارے سپرد نہ کر دیں گے گویا اس مقام پر انہوں نے ان خاندانوں سے مکمل مقاطعہ اور بائیکاٹ کا اعلان کر کے شعائر کفر کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی قوت کو غالب فرمایا اور کفر و شرک کا پھیلاؤ دور ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقوع پر منیٰ سے مکہ کو واپس ہوتے ہوئے یہ چاہا کہ اس جگہ یعنی خیف بنی کنانہ (محصب) میں ٹھہر کر شعائر اسلام کو ظاہر کریں جہاں کچھ ہی سال پیشتر کفار نے شعائر کفر کو ظاہر کیا تھا اور اس طرح وہاں اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کیا جو اس نے اسلام کو غلبہ اور عظمت دے کر عطا فرمائی تھیں۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت عمر فاروق کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یوم النفر کی رات میں ابطح میں ٹھہرنا منجملہ سنت ہے، نیز یہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کو اس رات میں ابطح میں ٹھہرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

فقہ حنفی کی مشہور تین کتاب ہدایہ میں لکھا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابطح میں اس مقصد سے قیام ماتے تھے کہ مشکرین کو اللہ تعالیٰ کی قدرت دکھائیں کہ کل جس جگہ انہوں نے مکمل مقاطعہ کا عہد و پیان کر کے اپنی برتری کا اظہار یا تھا آج وہی جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کے زیر تسلط ہے، چنانچہ اس جگہ رات میں قیام سنت ہے۔ اس کے برخلاف،

بعض حضرات کہتے ہیں کہ محصب میں قیام سنت نہیں ہے کہ کیونکہ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام محض اتفاقی طور پر ہو گیا تھا جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان سفر کے نگران تھے اپنی رائے سے اور اتفاقی طور پر وہاں رک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب کر دیا، اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم نہیں تھا۔

قیام محصب کو سنت نہ کہنے والوں میں حضرت ابن عباس کے علاوہ حضرت عائشہ بھی ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا۔ بہر کیف اس بارہ میں بہتر بات یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محصب میں ٹھہرنا منقول ہے چاہے وہ ٹھہرنا اتفاقی طور پر ہی کیوں نہ رہا ہو تو اچھا یہی ہے کہ وہاں قیام کر لیا جائے جیسا کہ دیگر صحابہ اور خلفاء راشدین بھی اس پر عمل کرتے تھے اور اگر کوئی شخص وہاں نہ ٹھہرے تو اس میں کوئی نقصان بھی نہیں ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ محصب میں اترنا کوئی عبادت نہیں ہے وہ تو صرف ایک منزل ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یونہی) ٹھہرا کرتے تھے۔ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے (مقام) ذی طویٰ میں جو کہ مکہ کے ساتھ متصل ہے اور مکہ سے مدینہ لوٹتے وقت اس کنکریلے میدان (بطحاء) میں ٹھہرنا جو ذوالحلیفہ میں ہے (حدیث نمبر 862)

محصب میں ٹھہرنا کوئی حج کا رکن نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں آرام کے لیے اس خیال سے کہ مدینہ کی روانگی وہاں سے آسان ہو گی ٹھہر گئے تھے، چنانچہ عصرین و مغربین آپ نے وہیں ادا کیں، اس پر بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہرے تو یہ ٹھہرنا مستحب ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں ٹھہرا کرتے تھے۔

821- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ نُزُوْلُ الْاَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ اِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ كَانَ اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ اِذَا خَرَجَ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' وادی ابطح میں پڑاؤ کرنا سنت نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اس لیے پڑاؤ کیا تھا کیونکہ آپ کے لیے وہاں سے (روانہ ہو کر مکہ سے) نکلنا آسان تھا۔

822- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُوالرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِی ابْنَ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ الْمُعَلِّمُ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

823- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْاَبْطَحَ قَالَ الزُّهْرِیُّ وَاَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُ ذٰلِكَ وَقَالَتْ اِنَّمَا نَزَلَهُ

حدیث 821: بخاری (1676) ابوداؤد (2088) ترمذی (923) ابن ماجہ (3067) احمد (25616) ابن حبان (3896) ابن خزیمہ (2987) بیہقی (9250) معجم کبیر (916)

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ كَانَ مَنْزِلًا اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ

✧✧ سالم بیان کرتے ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وادی ابطح میں پڑاؤ کیا کرتے تھے۔

زہری کہتے ہیں' عروہ نے مجھے بتایا کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایسا نہیں کرتی تھیں' وہ فرماتی تھیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اس لیے پڑاؤ کیا تھا کیونکہ اس مقام سے (مکہ سے) نکلنا آپ کے لیے آسان ہے۔

824- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِىْ عُمَرَ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَاللَّفْظُ لِاَبِىْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيْبُ بِشَىْءٍ اِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' وادی حصبہ میں پڑاؤ کرنا (حج کا کوئی) حصہ نہیں ہے' بس وہ ایک جگہ ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا تھا۔

825- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ اَبُوْرَافِعٍ لَمْ يَاْمُرْنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَنْزِلَ الْاَبْطَحَ حِيْنَ خَرَجَ مِنْ مِنًى وَلٰكِنِّىْ جِئْتُ فَضَرَبْتُ فِيْهِ قُبَّتَهُ فَجَاءَ فَنَزَلَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِىْ رِوَايَةِ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَّفِىْ رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ وَّكَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ سے روانہ ہوئے تو آپ نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں وادی ابطح میں پڑاؤ کروں (اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑاؤ کا انتظام کروں) بلکہ میں خود وہاں آیا اور میں نے وہاں خیمہ لگالیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں آئے اور آپ نے وہاں پڑاؤ کیا۔

ایک روایت میں یہ بات منقول ہے کہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کے نگران تھے۔

826- حَدَّثَنِىْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِىْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ

حدیث 824: بخاری (1677) ابوداؤد (2009) ترمذی (921) ابن ماجہ (3069) احمد (3289) ابن حبان (3895) ابن خزیمہ (2990) بیہقی (9516) معجم کبیر (916)

حدیث 825: بخاری (1677) ابوداؤد (2009) ترمذی (921) ابن ماجہ (3069) احمد (3289) ابن حبان (3895) ابن خزیمہ (2990) بیہقی (9516) معجم کبیر (13325)

حدیث 826: بخاری (1512) ابوداؤد (2010) احمد (7239) ابن خزیمہ (2981) بیہقی (9514) ابویعلی (6349) معجم کبیر (413) دار قطنی (238)

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کل ان شاء اللہ ہم بنوکنانہ کے ''خیف'' میں پڑاؤ کریں جہاں (زمانہ جاہلیت میں کفار نے) کفر پر (ثابت قدم رہنے کی) قسم اُٹھائی تھی۔

827- حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِی الْاَوْزَاعِیُّ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ حَدَّثَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِمِنًی نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَیْفِ بَنِیْ كِنَانَةَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْكُفْرِ وَذٰلِكَ اِنَّ قُرَیْشًا وَّبَنِیْ كِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ وَّبَنِی الْمُطَّلِبِ اَنْ لَّا یُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا یُبَایِعُوْهُمْ حَتّٰی یُسْلِمُوْا اِلَیْهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ بِذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم منیٰ میں تھے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہا کل ہم بنوکنانہ کے ''خیف'' میں پڑاؤ کریں گے جہاں انہوں نے کفر پر (ثابت قدم رہنے کی) قسم اُٹھائی تھی۔

(راوی کہتے ہیں) وہ قسم یہ تھی کہ قریش اور بنوکنانہ نے بنوہاشم اور بنومطلب کے بارے میں قسم اُٹھائی تھی کہ وہ ان دونوں خاندانوں کے ساتھ رشتہ مناکحت قائم نہیں کریں گے ان سے لین دین نہیں کریں گے جب تک وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سپرد نہیں کردیتے۔ (راوی کہتے ہیں) بنوکنانہ کے ''خیف'' سے مراد (وادی محصب ہے)

828- وَحَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِیْ وَرْقَاءُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْزِلُنَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَیْفُ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْكُفْرِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب اللہ فتح عطا کرے گا تو ہمارے پڑاؤ کی جگہ ''خیف'' ہوگی جہاں ان لوگوں نے زمانہ کفر میں قسم اُٹھائی تھی۔

بَاب:56 وُجُوْبِ الْمَبِیْتِ بِمِنًی لَیَالِیْ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ وَالتَّرْخِیْصِ فِیْ تَرْكِهٖ لِاَهْلِ السِّقَایَةِ

ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔ (زم زم سے) پانی پلانے والوں کے لیے رخصت ہے کہ وہ (منیٰ میں) نہ ٹھہریں

829- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ وَّاَبُوْاُسَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبِیْتَ بِمَكَّةَ لَیَالِیَ مِنًی مِنْ اَجْلِ سِقَایَتِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ وہ منیٰ میں بسر کرنے والی راتیں مکہ میں بسر کریں کیونکہ انہوں نے (زم زم سے) پانی پلانا ہوتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت عطا کردی۔

830- وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنِیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ

حدیث 829: بخاری (1553) ابوداؤد (1959) ابن ماجہ (3065) داری (1943) احمد (4691) ابن حبان (3889) ابن خزیمہ (2957) بیہقی (9473) معجم کبیر (11307)

جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب: 57 فَضْلِ قِيَامِ بِالسِّقَايَةِ وَالثَّنَاءِ عَلٰى اَهْلِهَا وَاسْتِحْبَابِ الشُّرْبِ مِنْهَا

(حج کے موقع پر مشروبات) پلانے کی فضیلت' ان پلانے والوں کی تعریف اور ان سے پینے کا استحباب

831 - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَاَتَاهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَا لِيْ اَرٰى بَنِيْ عَمِّكُمْ يَسْقُوْنَ الْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَاَنْتُمْ تَسْقُوْنَ النَّبِيْذَ اَمِنْ حَاجَةٍ بِكُمْ اَمْ مِنْ بُخْلٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ وَّلَا بُخْلٍ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ اُسَامَةُ فَاسْتَسْقٰى فَاَتَيْنَاهُ بِاِنَاءٍ مِّنْ نَبِيْذٍ فَشَرِبَ وَسَقٰى فَضْلَهُ اُسَامَةَ وَقَالَ اَحْسَنْتُمْ وَاَجْمَلْتُمْ كَذَا فَاصْنَعُوْا فَلَا نُرِيْدُ نُغَيِّرُ مَا اَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ بکر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' میں خانہ کعبہ کے پاس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' ایک دیہاتی ان کے پاس آیا اور بولا' آپ کے چچا زاد تو دودھ اور شہد پلاتے ہیں جبکہ آپ لوگ ''نبیذ'' پلاتے ہیں۔ غربت کی وجہ سے (آپ لوگ ایسا کرتے ہیں) یا بخل کی وجہ سے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا' الحمدللہ! نہ تو ہم غریب ہیں اور نہ ہی کنجوس' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر تشریف لائے تھے' آپ کے پیچھے اسامہ بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے پینے کے لیے کچھ طلب کیا' ہم نے ایک برتن میں نبیذ پیش کی' آپ نے اس میں سے پیا اور باقی ماندہ اسامہ کو عطا کر دی اور فرمایا' تم نے بہت اچھا اور عمدہ (مشروب تیار کیا ہے' ایسا ہی) تیار کرتے رہنا۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ہماری یہ خواہش ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو حکم دیا ہے' ہم اس میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔

بَاب: 58 فِي الصَّدَقَةِ بِلُحُوْمِ الْهَدْيِ

وَجُلُوْدِهَا وَجِلَالِهَا وَلَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنْهَا شَيْئًا وَجَوَازِ الْاِسْتِنَابَةِ فِي الْقِيَامِ عَلَيْهَا

قربانی کے جانوروں کے گوشت' ان کی کھال اور جلال (جھول) کو صدقہ کرنا' قصاب کو اس میں سے کوئی چیز نہیں دی جائے گی ایسا کرنے کے لیے کسی کو اپنا نائب بنانا جائز ہے

832 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهِ وَاَنْ اَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَاَجِلَّتِهَا وَاَنْ لَّا اُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا

حدیث831: ابوداؤد (2021) احمد (2946) ابن خزیمہ (2947) بیہقی (9436) معجم کبیر (11284)

حدیث832: بخاری (1482) ابوداؤد (1769) ابن ماجہ (3099) دارمی (1940) احمد (1002) ابن حبان (4022) ابن خزیمہ (2919) بیہقی (10022) ابویعلی (269) معجم کبیر (11156)

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں قربانی کے جانوروں (کے ذبح ہونے) کی نگرانی کروں' ان کا گوشت' ان کی کھالیں اوران کے جھول صدقہ کردوں اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دوں۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) قصاب کی اُجرت ہم اپنے (مال) میں سے ادا کرتے تھے۔

833- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

834-وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِىْ حَدِيْثِهِمَا اَجْرُ الْجَازِرِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں قصاب کی اُجرت کا ذکر نہیں ہے۔

835- وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوْقٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا و قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِى الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ اَنَّ مُجَاهِدًا اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِىْ لَيْلٰى اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يَّقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَمَرَهُ اَنْ يَّقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا فِى الْمَسَاكِيْنِ وَلَا يُعْطِىَ فِىْ جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا

✧✧ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کے قربانی کے جانوروں (کے ذبح ہونے) کا خیال رکھیں اوران کو یہ بھی حکم دیا کہ قربانی کے ان تمام جانوروں کا گوشت' کھالیں اور جھالیں' مساکین میں تقسیم کردیں اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دیں۔

836-حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ مَالِكٍ الْجَزَرِيُّ اَنَّ مُجَاهِدًا اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِىْ لَيْلٰى اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

قربانی کی کھالوں کو اجرت میں دینے کی ممانعت کا بیان

حضرت علی کرم اللہ وجہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ہدایت فرمائی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹوں کی خبرگیری کروں، ان کے گوشت کو خیرات کردوں اوران کی کھالیں اور جھولیں بھی صدقہ کردوں، اور یہ کہ قصائی کو ان میں سے کوئی چیز (بطور مزدوری) نہ دوں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (مزدوری) ہم اپنے پاس سے دیں گے۔

(بخاری ومسلم)

اونٹوں سے مراد وہ اونٹ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں بطور ہدی مکہ مکرمہ لے گئے تھے اور جن کی تعداد سو تھی، اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

ہدی کے جانور کی کھال، جھول اور مہار وغیرہ بھی خیرات کر دینی چاہیے، ان چیزوں کو قصائی کو مزدوری میں نہ دینا چاہیے ہاں اگر قصائی کو احساناً دیا جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

چاہے تو کھال ہی کسی کو صدقہ وخیرات کر دی جائے اور اگر اس کو فروخت کر کے جو قیمت ملے وہ صدقہ کر دی جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

ہدی کا دودھ نہ نکالنا چاہیے بلکہ اس کے تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑک دیا جائے تا کہ اس کا دودھ اترنا موقوف ہو جائے اور اگر دودھ نہ نکالنے سے جانور کو تکلیف ہو تو پھر دودھ نکال لیا جائے اور اسے خیرات کر دیا جائے۔

قربانی اللہ کی رضا کی لیے دی جاتی ہے اس لیے اس کی کھال اور گوشت وغیرہ بطور اجرت قصاب کو دینا منع ہے۔ اسی طرح کھال کو فروخت کر کے اس کے پیسے خود استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں کھال کا مشکیزہ وغیرہ بنا کر اس کو اپنے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

امام حاکم علیہ الرحمہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قربانی کی کھال فروخت کی اس کی کوئی قربانی نہیں۔ (حاکم، المستدرک، ج ۲، ص ۳۸۹)

اس روایت کے مطابق کھال کو فروخت کر کے اپنے استعمال میں لانے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح قصاب کی اس سے اجرت بھی جائز نہیں۔ سو قربانی کی کھال کو فروخت کرنا سخت ناپسند کیا گیا۔

آج کل بعض لوگ قربانی پر کثیر رقم خرچ کرتے ہیں مگر قصاب یا کسی شخص کو اجرت کے طور پر اس کی کھال یا گوشت دیتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ سو قصاب کو اجرت اپنے پاس سے ادا کرنی چاہیے اور کھال یا اس کی قیمت کو مساکین وفقراء یا فلاحی کاموں میں خرچ کرنا چاہیے۔

قربانی کی کھالوں کو صدقہ کرنے میں فقہی احکام کا بیان

جہاں تک قربانی کے گوشت کا تعلق ہے، اس کا ذکر تو خود قرآن ہی میں موجود ہے کہ اس کو کھاؤ، کھلاؤ اور غریبوں کو دو:

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ. (الحج ۲۲:۲۸) پھر اس میں سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ فقیر کو بھی کھلاؤ۔"

اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ یہ نکتہ ملحوظ رکھنے کا ہے کہ اس میں فقیر کو دینے کا ذکر 'اٰتُوْا' یا 'تَصَدَّقُوْا' کے الفاظ کے ساتھ نہیں آیا ہے، بلکہ 'اَطْعِمُوْا' کے لفظ کے ساتھ آیا ہے۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے یہ فرض کر لیا جائے کہ 'ایتاء' اور 'تصدق' کے الفاظ تملیک شخصی کے مفہوم کے لیے آتے ہیں، جیسا کہ دعویٰ کیا جاتا ہے تو کیا 'اطعام' کا لفظ بھی تملیک شخصی کے مفہوم کا حامل ہے؟ اگر ایک شخص اپنا قربانی کا گوشت پکا کر بہت سے غریبوں کو بلا کر ایک دعوت عام کی صورت میں کھلا دے تو کیا یہ اطعام نہ ہوگا؟ حالانکہ "فتح القدیر" کی تصریح کے مطابق اس صورت میں تملیک نہیں پائی گئی جس کو صدقات وزکوٰۃ کی شرط لازم قرار دیا گیا ہے۔

قربانی کی کھالوں کو ذاتی تصرف میں لانے والوں کا موقف وجواب

جو حکم قربانی کے گوشت کا ہے، احادیث اور فقہا کی تصریحات سے ثابت ہے کہ بعینہٖ وہی حکم قربانی کی کھالوں کا بھی ہے، یعنی

ایک شخص اپنی قربانی کی کھال خود اپنے کسی ذاتی مصرف میں بھی لاسکتا ہے، کسی کو ہبہ بھی کرسکتا ہے اور کسی محتاج اور غریب کو صدقہ بھی کرسکتا ہے۔ پس یہ بات ناجائز ہے کہ خسیسوں اور لئیموں کی طرح اس کو سرمایہ بنانے کی کوشش کرے۔

حضرت قتادہ بن نعمان سے روایت ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قام فقال انی کنت امرتکم ان لا تاکلوا لحوم الا وضاحی فوق ثلاثة ایام لیسعکم. وانی احله لکم فکلوا ما شئتم ولا تبیعوا لحوم الهدی والاضاحی وکلوا وتصدقوا و استمتعوا بجلودها ولا تبیعوها. (نیل الاوطار ۵/۱۲۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے خطبہ دیا کہ میں نے تم کو یہ حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھ چھوڑا کرو، یہ حکم اس لیے دیا تھا کہ وہ تم سب کے لیے کافی ہوسکے۔ اب میں اس کو تمھارے لیے جائز کرتا ہوں۔ پس تم اس کو جس طرح چاہو برتو، البتہ نذر یا قربانی کا گوشت بیچو نہیں۔ کھاؤ، خیرات کرو اور ان کی کھالوں سے فائدہ اٹھاؤ، البتہ ان کو بیچو نہیں۔"

اس حدیث سے واضح ہے کہ قربانی کے گوشت اور اس کی کھال کے مصرف میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص چاہتا ہے تو اس کو اپنے کسی ذاتی مصرف میں بھی لاسکتا ہے، لیکن اس کو سرمایہ بنانے کا ذریعہ نہ بنائے، بلکہ اس کو صدقہ کردے۔

فقہا کی تصریحات بھی اس کے متعلق یہی ہیں۔

امام شوکانی مذکورہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں: اور اس حدیث سے بیچے بغیر ان کھالوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نکلتی ہے۔ محمد بن حسن سے مروی ہے کہ اس کھال کے بدلہ میں آدمی گھر کے لیے چھلنی یا اس طرح کی گھریلو چیزوں میں سے کوئی چیز حاصل کرسکتا ہے، البتہ کھانے پینے کی کوئی چیز اس کے بدلہ میں نہ حاصل کرے۔ امام ثوری کہتے ہیں کہ اس کو بیچے نہیں، گھر کے لیے ڈول یا مشکیزہ بنالے۔

حنفی فقہا کی تصریحات اس بارے میں یہ ہیں۔

ولما جاز الاكل منها دل علی جواز الانتفاع بجلودها من غیر جهة البیع ولذالك قال اصحابنا یجوز الانتفاع بجلد الاضحیة وروی ذالك عن عمر وابن عباس وعائشة وقال الشعبی كان مسروق یتخذ مسك اضحیته مصلی ویصلی علیه. (احکام القرآن، ابوبکر جصاص ۳/ ۲۹۳)

"جب قربانی کا گوشت کھانا جائز ہوا تو یہ بات اس کی دلیل ہے کہ اس کی کھالوں سے آدمی فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے، بشرطیکہ اس سے سرمایہ بنانے کی کوشش نہ کرے۔ اسی وجہ سے ہمارے علما کا مذہب یہ ہے کہ قربانی کی کھال سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ یہی بات حضرت عمر، حضرت ابن عباس، اور حضرت عائشہ سے بھی مروی ہے۔ شعبی کہتے ہیں کہ مسروق اپنی قربانی کی کھال کی جاے نماز بنالیا کرتے اور اس پر نماز پڑھا کرتے۔

غور فرمایئے کہ زکوٰۃ وصدقات کی تمام معروف اقسام میں سے ہے کوئی قسم ایسی جس میں آدمی کے لیے یہ سارے تصرفات جائز ہوں کہ وہ اس سے خود بھی فائدہ اٹھا سکے اور بلا امتیاز امیر وغریب، سید وغیر سید، کسی دوسرے کو بھی دے سکے اور اس کو صدقہ بھی

کر سکے؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو آخر یہ بات کس طرح صحیح ہو سکتی ہے کہ وہ ساری شرطیں جو صدقات واجبہ کے لیے مقرر ہیں، وہ اس پر بھی لا کر چسپاں کردی جائیں؟ ہم نے تھوڑی دیر کے لیے فرض کیا کہ تملیک ادائیگی زکوٰۃ کے لیے رکن کی حیثیت رکھتی ہے، لیکن کیا قربانی کی کھال زکوٰۃ اور صدقہ ہے کہ اس پر سارے احکام صدقہ اور زکوٰۃ کے عائد کیے جائیں؟

میں نے تو مذکورہ بالا احادیث واقوال کی روشنی میں جو کچھ سمجھا ہے، وہ یہ ہے کہ قربانی کے گوشت اور اس کی کھالوں کا معاملہ صدقات وزکوٰۃ کے سلسلہ سے تعلق رکھنے کے بجائے مکارم اخلاق، فیاضی اور احسان وتبرع سے تعلق رکھتا ہے، آدمی ان کو کھائے، کھلائے، خود برتے اور دوسروں کو ہدیے، تحفے اور صدقے کے طور پر دے۔ بس ان کو سینت کر رکھنے یا بیچ کر سرمایہ بنانے کی فکر نہ کرے۔ غربا اور محتاجوں کو اس میں سے پوری فیاضی کے ساتھ دے، بلکہ فضیلت یہی ہے کہ اگر خود ضرورت محسوس نہیں کرتا تو سب کچھ صدقہ کردے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے۔

عن علی ابن ابی طالب قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی بدنہ وان اتصدق بلحومها وجلودها واجلتها. (سنن النسائی الکبریٰ، رقم ۴۱۴۵)

حضرت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ آپ کے قربانی کے اونٹوں کی قربانی کراؤں اور ان کے گوشت، ان کی کھالیں، یہاں تک کہ ان کے جھول سب صدقہ کردوں۔"

قربانی کی کھالوں کے بارے میں حتمی حکم کا بیان

قربانی کھالوں کے بارے میں حدیث صدقہ ہی اس حکم کے لئے اصل ثابت ہوئی اور اسی حدیث کے پیش نظر ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

بَاب: 59 اِلاشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ

قربانی کے جانور میں اشتراک کا جواز

837- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حدیبیہ کے سال، ہم لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات لوگوں کی طرف سے ایک اونٹ اور سات لوگوں کی طرف سے ایک گائے قربان کی تھی۔

838- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا

حدیث 837: ابوداؤد (2807) ترمذی (904) نسائی (4392) ابن ماجہ (3132) موطا (1032) دارمی (1956) احمد (826) ابن حبان (4004) ابن خزیمہ (2901) مستدرک (7558) بیہقی (9572) ابویعلی (2150) معجم کبیر (10026) دارقطنی (35)

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَشْتَرِكَ فِى الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِىْ بَدَنَةٍ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کا احرام باندھ کر روانہ ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ایک اونٹ اور ایک گائے (کی قربانی) میں ہم سات' سات لوگ شریک ہو جائیں۔

839- وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحَرْنَا الْبَعِيْرَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ہم لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا' ہم نے سات لوگوں کی طرف سے ایک اونٹ اور سات لوگوں کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔

840- وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اشْتَرَكْنَا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كُلُّ سَبْعَةٍ فِىْ بَدَنَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِّجَابِرٍ اَيُشْتَرَكُ فِى الْبَدَنَةِ مَا يُشْتَرَكُ فِى الْجَزُوْرِ قَالَ مَا هِىَ اِلَّا مِنَ الْبُدْنِ وَحَضَرَ جَابِرٌ الْحُدَيْبِيَةَ قَالَ نَحَرْنَا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ بَدَنَةً اشْتَرَكْنَا كُلُّ سَبْعَةٍ فِىْ بَدَنَةٍ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج اور عمرے میں ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ کی قربانی پیش کی۔ (راوی کہتے ہیں) ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا' جس طرح قربانی کے اونٹ میں سات حصہ دار ہوں گے اسی طرح خریدے ہوئے اونٹ میں بھی سات حصہ دار ہو سکتے ہیں؟ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' صرف (حج کے) قربانی کے اونٹ میں (سات حصہ دار ہو سکتے ہیں' راوی کہتے ہیں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر شریک تھے وہ فرماتے ہیں' ہم نے اس دن ستر اونٹ ذبح کیے تھے اور ہر اونٹ میں سات حصہ دار تھے۔

841- وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَمَرَنَا اِذَا اَحْلَلْنَا اَنْ نُّهْدِىَ وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ مِنَّا فِى الْهَدِيَّةِ وَذٰلِكَ حِيْنَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّحِلُّوْا مِنْ حَجِّهِمْ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں' آپ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ جب ہم احرام کھولیں تو قربانی کریں اور ایک قربانی کے جانور میں کچھ لوگ اکٹھے (حصہ دار) بن جائیں۔ یہ حکم آپ نے اس وقت دیا تھا جب آپ نے انہیں حج کا احرام کھولنے کا حکم دیا تھا۔

842- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيْهَا

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا اور سات حصہ داروں کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔

843- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ

جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَآئِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' قربانی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔

844- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى الْاُمَوِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَآئِهٖ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ عَآئِشَةَ بَقَرَةً فِيْ حَجَّتِهٖ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے قربانی کی تھی۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور ایک روایت کے مطابق آپ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔

افضل قربانی کے بارے میں مذاہب اربعہ کا بیان

جن جانوروں کی قربانی کا ذکر نص میں ملتا ہے ان میں اونٹ، گائے، بھیڑ بکری شامل ہیں، اور علماء کرام کا کہنا ہے کہ سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، اس کے بعد گائے، اور اس کے بعد بکری کی، اور اس کے بعد اونٹ یا گائے کی قربانی میں حصہ ڈالنا، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے بارہ میں مندرجہ ذیل فرمان ہے: (جو کوئی اول وقت میں جائے گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی یہی کہا ہے، تو اس طرح بکرا و دنبہ، مینڈھے کی قربانی اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے افضل ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: مینڈھے کی قربانی افضل ہے اور اس کے بعد گائے اور اس کے بعد اونٹ کی قربانی افضل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل کام ہی کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی خیر خواہی کرتے ہوئے اولی اختیار کرتے تھے اور امت کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ گائے اور اونٹ کے سات حصے ہوتے ہیں لھذا مندرجہ ذیل حدیث کی بنا پر اس میں سات اشخاص شریک ہو سکتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم نے حدیبیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات آدمیوں کی جانب سے اونٹ اور سات ہی کی جانب سے گائے ذبح کی تھی۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات افراد شریک ہو جائیں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: تو گائے سات اشخاص کی جانب سے ذبح کی جاتی تھی اور ہم اس میں شریک ہوتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاضحیہ)

حدیث 843: بیہقی (10002)

گائے اونٹ کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قربانی میں سب سے افضل اونٹ اور پھر گائے اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنا ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے، کیونکہ جمعہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "جوشخص نماز جمعہ کے لیے پہلے وقت گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جوشخص دوسرے وقت میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی، اور جوشخص تیسرے وقت گیا گویا کہ اس نے سینگوں والا مینڈھا قربان کیا، اور جوشخص چوتھے وقت گیا گویا کہ اس نے مرغی قربان کی، اور جوشخص پانچویں وقت گیا گویا کہ اس نے انڈے کی قربانی کی۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (881) صحیح مسلم حدیث نمبر (850) وقت سے مراد گھڑی ہے۔ اور اس لیے بھی کہ جانور ذبح کرنے میں اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اس لیے ھدی کی طرح سب افضل اونٹ کی قربانی ہوگی۔ اور اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے بکرے کی قربانی کرنا اس لیے افضل ہے کہ قربانی کرنے کا مقصد خون بہانا ہے، اور ایک بکرے کا ایک شخص کی جانب سے خون بہانا سات افراد کی جانب سے ایک خون بہانے سے افضل ہے، اور پھر مینڈھا قربانی کرنا بکرے سے افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ نے خود بھی مینڈھا ذبح کیا ہے اور اس کا گوشت بھی اچھا ہوتا ہے۔ (المغنی ابن قدامہ (13/366)

مینڈھے یا گائے کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ؟

قربانی میں افضل اونٹ ہے، اور پھر گائے، اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنا افضل ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے متعلق فرمان ہے: "جوشخص پہلی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے اونٹ قربان کیا

وجہ دلالت یہ ہے کہ: اونٹ گائے، اور بکری اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے قربان کرنے میں تفاضل یعنی فرق پایا جاتا ہے، اور بلا شک وشبہ قربانی سب سے بہتر چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، اور اس لیے بھی کہ اونٹ کی قیمت بھی زیادہ ہے اور گوشت اور نفع بھی زیادہ ہے آئمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: بھیڑ میں سے جذعہ افضل ہے اور پھر گائے، پھر اونٹ افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہی کام کرتے ہیں جو سب سے افضل اور بہتر ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: بعض اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر نرمی اور شفقت کرتے ہوئے غیر اولی اور افضل چیز اختیار کرتے ہیں؛ کیونکہ امت نے ان کی پیروی واطاعت کرنا ہوتی ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مشقت کرنا پسند نہیں فرماتے، اور اونٹ کی گائے پر فضیلت بیان بھی فرمائی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

بَاب: 60 اسْتِحْبَابِ نَحْرِ الْإِبِلِ قِيَامًا مَّعْقُولَةً

اونٹ (کے پاؤں) باندھ کر اسے کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے

845 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَتَى عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَتَهُ بَارِكَةً فَقَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ زیاد بن جبیر بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک شخص کے پاس آئے جو اپنے بیٹھے ہوئے اونٹ کو نحر کر رہا تھا تو آپ نے اس سے کہا' اسے کھڑا کر کے (اس کے پاؤں) باندھ کر (نحر کرنا) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

بَاب: 61 اسْتِحْبَابِ بَعْثِ الْهَدْيِ اِلَى الْحَرَمِ لِمَنْ لَّا يُرِيْدُ الذِّهَابَ بِنَفْسِهٖ وَاسْتِحْبَابِ تَقْلِيْدِهٖ وَفَتْلِ الْقَلَائِدِ وَاَنَّ بَاعِثَهٗ لَا يَصِيْرُ مُحْرِمًا وَّلَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ بِسَبَبِ ذٰلِكَ

جو شخص بذاتِ خود نہ جانا چاہتا ہو اس کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ قربانی کا جانور حرم بھجوا دے اس کے گلے میں ہار پہنانا اور وہ ہار خود بنانا مستحب ہے البتہ اسے بھیجنے والا حالتِ احرام میں شمار نہیں ہوگا اور اس وجہ سے اس پر کوئی چیز حرام نہیں ہوگی

846- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَاَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهٖ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے قربانی کا جانور (حرم) بھجوایا کرتے تھے' میں اس جانور کا ہار بنایا کرتی تھی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کرتے تھے جس سے حالتِ احرام والا شخص اجتناب کرتا ہے۔

847-وَحَدَّثَنِيْهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

848-وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَّقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالُوْا اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيَّ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانور کے ہار بنانے کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

849- وَحَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ تَقُوْلُ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ثُمَّ لَا يَعْتَزِلُ شَيْئًا وَّلَا يَتْرُكُهٗ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے جانور کے ہار اپنے ان دونوں ہاتھوں سے بنایا کرتی

حدیث845: بخاری (1626) ابوداؤد (2793) ترمذی (1494) نسائی (1588) ابن ماجہ (3120) مؤطا (843) دارمی (1945) احمد (12759) ابن حبان (5900) ابن خزیمہ (2894) مستدرک (6521) بیہقی (10001) ابویعلی (2877) معجم کبیر (921) دارقطنی (52)

حدیث846: بخاری (1609) ابوداؤد (1757) ترمذی (908) نسائی (2780) ابن ماجہ (3094) دارمی (1911) احمد (24130) ابن حبان (4009) ابن خزیمہ (2573) بیہقی (9968) ابویعلی (4659)

تھی لیکن نبی اکرم ﷺ کسی سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کسی چیز کو ترک کرتے تھے۔

850- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ اَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا اِلَى الْبَيْتِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا

✧✧ سیّدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے ہار میں نے اپنے ان ہاتھوں سے بنائے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ان پر نشان لگائے اور انہیں وہ ہار پہنا دیئے اور پھر انہیں بیت اللہ کی طرف بھجوا دیا۔ آپ خود مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے' آپ نے اپنے اوپر کوئی ایسی چیز حرام نہیں کی جو آپ کے لیے حلال تھی۔

851- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ الْقَاسِمِ وَاَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ اَفْتِلُ قَلَائِدَهَا بِيَدَيَّ ثُمَّ لَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ لَا يُمْسِكُ عَنْهُ الْحَلَالُ

✧✧ سیّدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ قربانی کے جانور (مکہ) بھجوایا کرتے تھے' میں اپنے ہاتھوں سے ان کے ہار بناتی تھی اور نبی اکرم ﷺ ایسے کسی عمل سے پرہیز نہیں کرتے تھے جس سے حالتِ احرام والا شخص پرہیز کرتا ہو۔

852- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا فَاَصْبَحَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالًا يَاْتِيْ مَا يَاْتِي الْحَلَالُ مِنْ اَهْلِهٖ اَوْ يَاْتِيْ مَا يَاْتِي الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِهٖ

✧✧ اُم المومنین (سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞) بیان کرتی ہیں' میں نے اپنے پاس موجود ''اون'' سے وہ ہار بنائے تھے۔ نبی اکرم ﷺ اسی حالت میں رہے جو احرام کے بغیر ہوتی ہے۔ آپ اپنی ازواج کے ساتھ اسی طرح تعلق قائم کرتے تھے جیسے حالتِ احرام کے علاوہ کوئی شخص کرتا ہے۔

853- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهٖ ثُمَّ يُقِيْمُ فِيْنَا حَلَالًا

✧✧ سیّدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' مجھے یاد ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی قربانی کے جانوروں کے ہار بھیڑ (کی کھال کی اون) سے بنایا کرتی تھی۔ آپ وہ جانور (مکہ مکرمہ) بھجوا دیا کرتے تھے اور پھر ہمارے درمیان اسی حالت میں رہتے تھے جو حالتِ احرام کے علاوہ ہوتی ہے۔

854- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا و قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رُبَّمَا فَتَلْتُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ هَدْيَهٗ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهٖ ثُمَّ يُقِيْمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِّمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ

✧✧ سیّدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنایا کرتی تھی' آپ وہ ہار

انہیں پہنا دیتے اور پھر (وہ جانور مکہ مکرمہ) بھجوا دیتے۔ آپ خود (مدینہ منورہ میں ہی) قیام پذیر رہتے' حالتِ احرام والا شخص جن چیزوں سے اجتناب کرتا ہے' آپ ان سے اجتناب نہیں کرتے تھے۔

855- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ وَاَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَهْدٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً اِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف بھیڑ بکریاں بھیجی تھیں اور انہیں ہار پہنائے۔

856- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ فَنُرْسِلُ بِهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالٌ لَّمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ مِنْهُ شَىْءٌ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہم بھیڑ بکریوں کو ہار پہنا کر انہیں (مکہ مکرمہ) بھجوا دیا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام حالت میں رہتے تھے اور (حالتِ احرام کی طرح) اپنے اوپر کوئی چیز حرام نہیں کرتے تھے۔

857- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ ابْنَ زِيَادٍ كَتَبَ اِلٰى عَآئِشَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ اَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ الْهَدْىُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِىْ فَاكْتُبِىْ اِلَىَّ بِاَمْرِكِ قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَآئِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَا فَتَلْتُ قَلَآئِدَ هَدْىِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَىَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِىْ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَىْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهٗ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْىُ

✧✧ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتی ہیں' ابن زیاد نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لکھا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہیں' جو شخص (بیت اللہ کی طرف) قربانی کا جانور روانہ کرے گا اس پر ہر وہ چیز حرام ہو جائے گی جو حاجیوں پر حرام ہوتی ہے اور اس وقت تک حرام رہے گی جب تک وہ جانور قربان نہ ہو جائے۔ میں نے بھی (مکہ مکرمہ) قربانی کا جانور روانہ کیا ہے' آپ مجھے تحریری طور پر اپنی رائے سے آگاہ کریں؟

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کہتی ہیں' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' ابن عباس رضی اللہ عنہما جو کہتے ہیں ایسا نہیں ہے' میں نے خود اپنے ہاتھوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے وہ ہار ان جانوروں کو پہنائے اور پھر انہیں میرے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو اس سال امیر حج تھے) کے ہمراہ (مکہ مکرمہ) بھجوا دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قربان ہونے تک ایسی کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال قرار دی ہے۔

858- وَحَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ وَهِىَ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ تُصَفِّقُ وَتَقُوْلُ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَآئِدَ هَدْىِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِیَدَیَّ ثُمَّ یَبْعَثُ بِهَا وَمَا یُمْسِكُ عَنْ شَیْءٍ مِمَّا یُمْسِكُ عَنْهُ الْمُحْرِمُ حَتّٰی یُنْحَرَ هَدْیُهُ

✧✧ مسروق بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پردے کی اوٹ سے یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے پھر آپ نے انہیں (مکہ مکرمہ) بھجوادیا اور آپ نے قربانی کے دن تک ایسی کسی چیز سے پرہیز نہیں کیا جس سے حالتِ احرام میں پرہیز کیا جاتا ہے۔

859- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا زَكَرِیَّاءُ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب: 62 جَوَازِ رُكُوْبِ الْبَدَنَةِ الْمُهْدَاةِ لِمَنِ احْتَاجَ اِلَیْهَا

ضرورت کے وقت قربانی کے لیے بھیجے جانے والے اونٹ پر سوار ہونا جائز ہے

860- حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ قَرَاْتُ عَلٰی مَالِكٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا یَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا وَیْلَكَ فِی الثَّانِیَةِ اَوْ فِی الثَّالِثَةِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا' وہ اونٹ کو ہانک کرلے جارہا تھا' آپ نے اسے حکم دیا' اس پر سوار ہوجاؤ' اس نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے حکم دیا' تم اس پر سوار ہوجاؤ (پھر آپ نے یہی حکم دہرایا) اور دوسری یا شاید تیسری مرتبہ فرمایا ویلك (تمہارا ستیاناس ہو)

861- وَحَدَّثَنَاهُ یَحْیَی ابْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا الْمُغِیْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِیُّ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَّسُوْقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

862- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَیْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا وَقَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَّسُوْقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْلَكَ ارْكَبْهَا فَقَالَ بَدَنَةٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَیْلَكَ ارْكَبْهَا وَیْلَكَ ارْكَبْهَا

✧✧ ہمام بن منبہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جو احادیث سنائی تھیں' ان میں ایک یہ حدیث تھی۔ ایک مرتبہ ایک شخص قربانی کے اونٹ کو ہانک کرلے جارہا تھا' اس اونٹ کے گلے میں ہار بھی تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا' تمہارا ستیاناس ہو اس پر سوار ہوجاؤ اس نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو' تم

حدیث 860: بخاری (1604) ابوداؤد (1760) ترمذی (911) نسائی (2799) ابن ماجہ (3103) مؤطا (242) دارمی (1913) احمد (7344) ابن حبان (4014) ابن خزیمہ (2662) بیہقی (9984) ابویعلی (2763) معجم کبیر (7127)

اس پر سوار ہو جاؤ' تمہارا ستیاناس ہو' تم اس پر سوار ہو جاؤ۔

863- وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ وَأَظُنُّنِي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو قربانی کے اونٹ کو ہانک کر لے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ' تو اس نے عرض کی' یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ' اس نے پھر عرض کی' یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ' اس نے پھر عرض کی' یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے دو یا شاید تین مرتبہ فرمایا' اس پر سوار ہو جاؤ۔

864- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدَنَةٍ أَوْ هَدِيَّةٍ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ أَوْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ وَإِنْ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص قربانی کے اونٹ کے ساتھ گزرا' آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ' اس نے عرض کی' یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر (قربانی کا اونٹ ہے تو بھی اس پر سوار ہو جاؤ)

865-وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ الْأَخْنَسِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدَنَةٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

866- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ سُئِلَ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا

✧✧ ابوزبیر بیان کرتے ہیں' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے قربانی کے جانور پر سوار ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے جواب دیا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جب تمہیں مجبوراً اس پر سوار ہونا پڑے تو جب تک کوئی اور سواری نہیں مل جاتی اس پر مناسب طریقے سے سواری کرو۔

867- وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا

حدیث 863: بخاری (1604) ابو داؤد (1760) ترمذی (911) نسائی (2799) ابن ماجہ (3103) موطا (842) دارمی (1913) احمد (7344) ابن حبان (4014) ابن خزیمہ (2662) بیہقی (9984) ابویعلی (2763) معجم کبیر (7127)

حدیث 866: ابوداؤد (1760) نسائی (2802) احمد (12797) ابن حبان (4015) ابن خزیمہ (2663) بیہقی (9988) ابویعلی (1815)

✧✧ ابوزبیر بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے قربانی کے جانور پر سوار ہونے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے اس پر مناسب طریقے سے سواری کرو! یہاں تک کہ تمہیں کوئی اور سواری مل جائے۔

بَاب:63: مَا يَفْعَلُ بِالْهَدْيِ اِذَا عَطِبَ فِي الطَّرِيقِ

اگر قربانی کا جانور راستے میں تھک جائے تو (آدمی) اس کے ساتھ کیا کرے؟

868- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ حَدَّثَنِي مُوْسَى بْنُ سَلَمَةَ الْهُذَلِيُّ قَالَ انْطَلَقْتُ اَنَا وَسِنَانُ بْنُ سَلَمَةَ مُعْتَمِرَيْنِ قَالَ وَانْطَلَقَ سِنَانٌ مَعَهُ بِبَدَنَةٍ يَّسُوْقُهَا فَاَزْحَفَتْ عَلَيْهِ بِالطَّرِيقِ فَعَيِيَ بِشَاْنِهَا اِنْ هِيَ اُبْدِعَتْ كَيْفَ يَاْتِيْ بِهَا فَقَالَ لَئِنْ قَدِمْتُ الْبَلَدَ لَاَسْتَحْفِيَنَّ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ اَضْحَيْتُ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْبَطْحَاءَ قَالَ انْطَلِقْ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ نَتَحَدَّثْ اِلَيْهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ شَاْنَ بَدَنَتِهِ فَقَالَ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِتَّ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ وَّاَمَّرَهُ فِيْهَا قَالَ فَمَضَى ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ بِمَا اُبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ انْحَرْهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهُ عَلٰى صَفْحَتِهَا وَلَا تَاْكُلْ مِنْهَا اَنْتَ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ رُفْقَتِكَ

✧✧ موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں' میں اور سنان بن سلمہ عمرہ ادا کرنے کے لیے روانہ ہوئے' سنان کے ہمراہ قربانی کا اونٹ بھی تھا جسے وہ ہانک کر لے جا رہے تھے جو راستے میں تھک کر ٹھہر گیا' وہ اس وجہ سے پریشان ہو گئے کہ اگر اس کی یہی حالت رہی تو اسے (مکہ مکرمہ) کیسے لے کر جائیں گے۔ انہوں نے سوچا مجھے شہر جا کر اس کے بارے میں مسئلہ معلوم کرنا چاہیے' چاشت کے وقت جب ہم نے وادیٔ بطحاء میں پڑاؤ کیا' تو وہ (مجھے) کہنے لگے' چلو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر) انہوں نے قربانی کے اونٹ کا معاملہ ذکر کیا' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بولے' تم اس شخص کے پاس آئے ہو جسے یہ معاملہ معلوم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کے ہمراہ قربانی کے سولہ اونٹ (مکہ مکرمہ) روانہ کیے اور ان صاحب کو ان کا نگران بنایا۔ وہ گئے اور پھر واپس آئے اور عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ان میں سے کوئی اونٹ تھک کر (سفر کرنے کے قابل نہ رہے) تو میں کیا کروں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا' تم اسے ذبح کر کے اس (کے گلے میں موجود ہار کی) جوتیاں اس کے خون میں بھگو کر اس کی کوہان پر رکھ دینا' تم اور تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی اس کا گوشت نہ کھائے۔

869-وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ مُوْسَى بْنِ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِثَمَانَ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوَّلَ الْحَدِيْثِ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کے ہمراہ قربانی کے اٹھارہ اونٹ (مکہ مکرمہ) روانہ کیے (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

حدیث 868: ابوداؤد (1762) احمد (2189) ابن حبان (4025) بیہقی (10028) معجم کبیر (12897)

870- حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سِنَانِ ابْنِ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ذُؤَيْبًا أَبَا قَبِيصَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ ثُمَّ يَقُولُ إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ بِهِ صَفْحَتَهَا وَلَا تَطْعَمْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت ابوقبیصہ رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ حدیث سنائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ قربانی کے اونٹ (مکہ مکرمہ) بھجوائے اور انہیں یہ ہدایت کی کہ اگر ان میں سے کوئی اونٹ تھک جائے اور تمہیں اس کے مرجانے کا اندیشہ ہو تو اسے ذبح کر لینا اور اس کے (گلے میں موجود ہار کی) جوتیاں اس کے خون میں بھگو کے ان جوتیوں کے ذریعے اس کی کوہان پر نشان لگانا تم اور تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی اس کا گوشت نہ کھائے۔

راستہ میں قریب المرگ ہو جانے والی ہدی کے بارے میں فقہی بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص (جس کا نام ناجیہ اسلمی رضی اللہ عنہ تھا) کے ہمراہ سولہ اونٹ مکہ روانہ کئے اور اس شخص کو ان اونٹوں کا محافظ بنایا (کہ نہ صرف ان اونٹوں کو حفاظت کے ساتھ لے جائے بلکہ مکہ پہنچ کر انہیں ذبح بھی کر دے) اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان میں سے جو (تھک جانے کی وجہ سے) نہ چل سکے (یا کمزوری وغیرہ کی بناء پر قریب المرگ ہو جائے) تو اس کو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اسے ذبح کر دینا اور پھر وہ دونوں جوتیاں (جو بطریق ہار اس کے گلے میں پڑی ہوں) اس کے خون میں رنگ کر ان کے نشان اس کے کوہان کے کنارہ پر لگا دینا اور اس کا گوشت نہ تم کھانا اور نہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو کھانے دینا۔ (مسلم)

جوتیوں کو خون میں رنگ کر اونٹ کے کوہان پر نشان لگا دینے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے فرمایا تا کہ راستہ چلنے والے یہ جان لیں کہ یہ ہدی ہے اس طرح اس کا گوشت جو فقراء و مساکین ہوں وہ تو کھالیں اور اغنیاء اس سے اجتناب کریں کیونکہ اس کا گوشت کھانا اغنیاء پر حرام ہے۔

آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ہدایت فرمادی کہ اس اونٹ کو ذبح کر کے وہیں چھوڑ دینا، اس کا گوشت نہ تم خود کھانا اور نہ اپنے رفقاء سفر کو کھانے دینا خواہ فقراء و مساکین ہوں یا اغنیاء ان کو ہر حال میں ان کا گوشت کھانے سے منع اس لئے کیا کہ کہیں یہ لوگ اپنی ماندگی کا کوئی بہانہ کر کے اپنے کھانے کے لئے کوئی اونٹ ذبح نہ کر ڈالیں۔

اب یہ بات محل اشکال بن سکتی ہے کہ ایسی صورت میں کہ گوشت کھانے سے خود محافظ کو بھی منع کیا جا رہا ہے اور اس کے رفقاء قافلہ کو بھی، تو پھر اس گوشت کا مصرف کیا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ اس طرح وہ گوشت یوں ہی ضائع ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ گوشت ضائع نہیں ہوگا بلکہ جہاں وہ اونٹ ذبح ہوگا وہاں آس پاس کے رہنے والے اسے اپنے استعمال میں لے آئیں گے، یا قافلے تو آتے جاتے ہی رہتے ہیں ان کے بعد جو قافلہ وہاں سے گزرے گا وہ اس سے فائدہ اٹھائے

حدیث 870: ابوداؤد (1762) ترمذی (910) ابن ماجہ (3105) موطا (851) دارمی (1909) احمد (16660) ابن حبان (4023) ابن خزیمہ (2577) مستدرک (1640) بیہقی (10030) معجم کبیر (4212)

گا۔ بہر کیف راستے میں جو ہدی قریب المرگ ہو جائے اور اس کو ذبح کر دیا جائے تو اس کا حکم یہ ہے جو حدیث میں ذکر کیا گیا کہ اس کا گوشت اغنیاء اور اہل قافلہ کے لئے کھانا درست نہیں ہے۔ اس بارے میں فقہی تفصیل ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ

(۱) اگر ہدی واجب ہو اور وہ راستہ میں قریب المرگ ہو جائے یا ایسی عیب دار ہو کہ اس کی قربانی جائز نہ ہوتی ہو تو اس کے بجائے دوسری ہدی روانہ کرے، اس پہلی ہدی کو چاہے تو ذبح کر کے خود کھا لے یا دوسروں کو کھلا دے یا اور جو چاہے کرے۔

(۲) اگر ہدی نفل ہو اور مرنے کے قریب ہو تو اس کو ذبح کر لے اور جوتیاں (جو بطور ہار اس کے گلے میں پڑی ہوں) اس کے خون میں رنگ کر اس کی گردن پر نشان کر دے اور اس کے گوشت میں سے نہ مالک کھائے اور نہ اغنیاء کھائیں۔

(۳) جو ہدی منزل مقصود پر پہنچ کر ذبح ہو اس کے بارے میں اسی فصل کی آخری حدیث کی تشریح میں بتایا گیا ہے کہ نفل تمتع اور قران کی ہدی اور قربانی کے گوشت میں سے مالک کو کھانا مستحب ہے۔ ان کے علاوہ دوسری قسم کی ہدی کے گوشت میں سے مالک کو کھانا درست نہیں ہے۔ (درمختار، کتاب الاضحیہ)

آخر میں ایک بات اور جان لیجئے کہ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں بعض شارحین سے کچھ چوک ہوگئی ہے کیوں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ حدیث میں گوشت نہ کھانے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اس ہدی سے متعلق ہے جسے اپنے اوپر واجب کیا گیا ہو جیسے نذر کی ہدی اور اگر ہدی نفل ہو تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے، لہٰذا ان شارحین سے راستہ کی اس ہدی کو منزل مقصود پر پہنچ کر ذبح ہونے والی ہدی پر قیاس کر کے یہ بات لکھ دی ہے حالانکہ یہ بات حدیث کے منشاء وحقیقت کے بالکل خلاف ہے۔

حضرت ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہدی کے جانوروں میں سے جو جانور کسی بھی وجہ سے قریب المرگ ہوں تو میں اس کا کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس جانور کو ذبح کر ڈالو پھر اس کی جوتی کو اس کے گلے میں بطور ہار پڑی ہو اس کے خون میں رنگ دو اور اس کے ذریعہ اس کی گردن پر نشان لگا دوں اس کے بعد اس جانور کو لوگوں کے درمیان چھوڑ دو (یعنی اس کا گوشت کھانے سے فقراء کو منع نہ کرو) تا کہ وہ اسے کھائیں۔ (مالک، ترمذی، ابن ماجہ) ابوداؤد، اور دارمی نے اس روایت کو حضرت ناجیہ اسلمی سے نقل کیا ہے۔

بَاب: 64 وُجُوْبِ طَوَافِ الْوَدَاعِ وَسُقُوْطِهٖ عَنِ الْحَائِضِ

طواف افاضہ واجب ہے البتہ یہ حائضہ کے لیے واجب نہیں ہے

871 - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِيْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ قَالَ زُهَيْرٌ يَنْصَرِفُوْنَ كُلَّ وَجْهٍ وَّلَمْ يَقُلْ فِيْ

حدیث 871: ابوداؤد (2002) ترمذی (946) ابن ماجہ (3070) مؤطا (825) دارمی (1932) احمد (1936) ابن حبان (3897) ابن خزیمہ (2999) مستدرک (1724) بیہقی (9525) ابویعلی (2403) معجم کبیر (3354) دارقطنی (189)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' (حج سے فارغ ہونے کے بعد) لوگ کہیں سے بھی واپس چلے جایا کرتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا' کوئی بھی شخص اس وقت تک روانہ نہ ہو جب تک سب سے آخر میں بیت اللہ کا طواف نہ کر لے۔

872- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَّاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالاَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ النَّاسُ اَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ اِلَّا اَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْاَةِ الْحَائِضِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' لوگوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ سب سے آخر میں بیت اللہ کا طواف کریں' البتہ حائضہ عورت کو اس حکم میں تخفیف دی گئی ہے۔

873- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ تُفْتِى اَنْ تَصْدُرَ الْحَائِضُ قَبْلَ اَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِمَّا لاَ فَسَلْ فُلاَنَةَ الْاَنْصَارِيَّةَ هَلْ اَمَرَهَا بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَجَعَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَّضْحَكُ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا اَرَاكَ اِلَّا قَدْ صَدَقْتَ

طاؤس بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ وہاں موجود تھا جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ دریافت کیا' کیا آپ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ حائضہ عورت سب سے آخر میں بیت اللہ کا طواف کیے بغیر واپس جا سکتی ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ اگر آپ (کو میرے فتوے پر اعتماد) نہیں ہے' تو آپ فلاں انصاری خاتون سے دریافت کریں' کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ حکم دیا تھا؟ (راوی کہتے ہیں) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہنس کر یہ کہتے ہوئے واپس گئے' مجھے یقین ہے کہ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

874- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِى سَلَمَةَ وَعُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَذَكَرْتُ حِيْضَتَهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا كَانَتْ اَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْاِفَاضَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی کو طواف افاضہ کر لینے کے بعد حیض آ گیا' میں نے انہیں حیض آنے کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ نے فرمایا: کیا ان کی وجہ سے ہمیں رُکنا پڑے گا؟ تو میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں' طواف افاضہ کر لینے کے بعد انہیں حیض آیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو وہ روانہ ہو سکتی ہیں۔

875- حَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَتْ طَمِثَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ طَاهِرًا بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ

حدیث 872: بخاری (1668) ترمذی (944) ابن حبان (3899) ابن خزیمہ (3001) مستدرک (1724) بیہقی (9527) معجم کبیر (13393) دارقطنی (189)

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی کو حالت طہر میں طواف افاضہ کر لینے کے بعد حیض آ گیا (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

876- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ كُلُّهُمْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ صَفِيَّةَ قَدْ حَاضَتْ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا ہے (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

877- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَتَخَوَّفُ اَنْ تَحِيضَ صَفِيَّةُ قَبْلَ اَنْ تُفِيضَ قَالَتْ فَجَآئَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا صَفِيَّةُ قُلْنَا قَدْ اَفَاضَتْ قَالَ فَلَا اِذَنْ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو طواف افاضہ کر لینے کے بعد ہی حیض آ جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا' کیا صفیہ کی وجہ سے ہمیں رُکنا پڑے گا؟ ہم نے عرض کی' وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر تو (روانہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے)

878- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاخْرُجْنَ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی کو حیض آ گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید ان کی وجہ سے ہمیں بھی رُکنا پڑے گا' کیا انہوں نے تمہارے ساتھ بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا؟ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے) عرض کی' جی ہاں! آپ نے فرمایا: پھر تم روانہ ہو جاؤ۔

879- وَحَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ مِنْ صَفِيَّةَ بَعْضَ مَا يُرِيْدُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا حَائِضٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّهَا لَحَابِسَتُنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ زَارَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ فَلْتَنْفِرْ مَعَكُمْ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' (حج سے فارغ ہونے کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وہی عمل کرنے کا ارادہ کیا جو کوئی بھی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ وہ حالتِ حیض میں ہیں' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے فرمایا: شاید ان کی وجہ سے ہمیں رُکنا پڑے گا۔ لوگوں نے عرض کی' وہ قربانی کے دن طواف زیارت کر چکی تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا پھروہ تمہارے ساتھ روانہ ہوسکتی ہیں۔

880- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْفِرَ اِذَا صَفِيَّةُ عَلٰى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً فَقَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى اِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا ثُمَّ قَالَ لَهَا اَكُنْتِ اَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِی

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکہ مکرمہ سے) روانگی کا ارادہ کیا' تو سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمے کے دروازے پر غمگین اور پریشان کھڑی تھیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک بخت تمہاری وجہ سے ہمیں رُکنا پڑے گا' پھر آپ نے ان سے دریافت کیا' کیا تم نے قربانی کے دن طواف افاضہ کرلیا تھا؟ انہوں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے فرمایا: پھر تم روانہ (ہوسکتی) ہو۔

881-وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِیْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ الْحَكَمِ غَيْرَ اَنَّهُمَا لَا يَذْكُرَانِ كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے غمگین اور پریشان ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

بَاب: 65 اسْتِحْبَابِ دُخُوْلِ الْكَعْبَةِ لِلْحَاجِّ وَغَيْرِهٖ وَالصَّلٰوةِ فِيْهَا

حاجی وغیرہ کے لیے خانہ کعبہ میں داخل ہونا اور اس میں نماز پڑھنا مستحب ہے

882- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِیُّ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِیُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ مَكَثَ فِيْهَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَّسَارِهٖ وَعَمُوْدًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَّرَآءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ' حضرت بلال' اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے پھر اس کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر اس میں ٹھہرے رہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' جب آپ باہر آئے تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا (خانہ کعبہ کے اندر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تھا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نماز پڑھی کہ دوستون آپ کے بائیں جانب تھے۔ ایک ستون آپ کے دائیں جانب تھا اور تین ستون آپ کے پیچھے کی جانب تھے۔ (راوی کہتے ہیں) اس زمانے میں بیت اللہ میں چھ ستون ہوا کرتے تھے۔

883- حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِیُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِیُّ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ

حدیث 882: ابوداؤد (2023) نسائی (2907) احمد (21807) معجم کبیر (1031) دارقطنی (2)

اَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَنَزَلَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ وَاَرْسَلَ اِلٰى عُثْمَانَ ابْنِ طَلْحَةَ فَجَآءَ بِالْمِفْتَحِ وَفَتَحَ الْبَابَ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَّاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَاَمَرَ بِالْبَابِ فَاُغْلِقَ فَلَبِثُوْا فِيْهِ مَلِيًّا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَادَرْتُ النَّاسَ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجًا وَّبِلَالٌ عَلٰى اِثْرِهٖ فَقُلْتُ لِبِلَالٍ هَلْ صَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَيْنَ قَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ قَالَ وَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰى

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) تشریف لائے تو کعبہ کے صحن میں (اپنی سواری سے) اُترے۔ آپ نے عثمان بن طلحہ کو بُلوایا' وہ (خانہ کعبہ کے دروازے کی) چابی لے کر آئے اور دروازہ کھول دیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت دروازہ بند کر دیا گیا' آپ کچھ دیر اس میں ٹھہرے رہے پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے تھے' میں لپک کر آگے بڑھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! میں نے دریافت کیا' کہاں؟ انہوں نے جواب دیا' دو ستون آپ کے سامنے تھے' ان دونوں کے درمیان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' اس وقت مجھے یہ پوچھنے کا خیال نہیں رہا کہ آپ نے کتنی رکعات ادا کی تھیں؟

884- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ عَلٰى نَاقَةٍ لِّاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَتّٰى اَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ دَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَقَالَ ائْتِنِیْ بِالْمِفْتَاحِ فَذَهَبَ اِلٰى اُمِّهٖ فَاَبَتْ اَنْ تُعْطِيَهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَتُعْطِيْنِهٖ اَوْ لَيَخْرُجَنَّ هٰذَا السَّيْفُ مِنْ صُلْبِیْ قَالَ فَاَعْطَتْهُ اِيَّاهُ فَجَآءَ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهٗ اِلَيْهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی اونٹنی پر سوار ہو کر تشریف لائے' آپ نے اسے کعبہ کے صحن میں بٹھایا' پھر آپ نے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بُلا کر حکم دیا (کعبہ کے دروازے کی) کنجی میرے پاس لاؤ' عثمان بن طلحہ اپنی والدہ کے پاس گئے' ان کی والدہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کنجی دینے سے انکار کر دیا' وہ بولے اللہ کی قسم! یا تو آپ ان کے لیے کنجی دیں گی یا میری یہ تلوار میان سے باہر آ جائے گی۔ ان کی والدہ نے انہیں کنجی دے دی' وہ اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے حوالے کر دی' آپ نے دروازہ کھولا (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

885- وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَمَعَهٗ اُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَاَجَافُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ طَوِيْلًا ثُمَّ فُتِحَ فَكُنْتُ

اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَلَقِيْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ فَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهُ كَمْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت ابن عمر ﷄ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے' آپ کے ہمراہ حضرت اسامہ ﷜' حضرت بلال ﷜ اور حضرت عثمان بن طلحہ ﷜ تھے' ان لوگوں نے دروازہ بند کر دیا' جو خاصی دیر بند رہا۔ پھر دروازہ کھولا' سب سے پہلے میں داخل ہوا۔ میں حضرت بلال ﷜ کے پاس آیا اور پوچھا' نبی اکرم ﷺ نے کہاں نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' آگے والے دوستونوں کے درمیان' حضرت ابن عمر ﷄ فرماتے ہیں' مجھے ان سے یہ پوچھنا یاد نہیں رہا کہ نبی اکرم ﷺ نے کتنی رکعات ادا کی تھیں۔

886- وَحَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَّاُسَامَةُ وَاَجَافَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ قَالَ فَمَكَثُوْا فِيْهِ مَلِيًّا ثُمَّ فُتِحَ الْبَابُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَقِيْتُ الدَّرَجَةَ فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ اَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا هَا هُنَا قَالَ وَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهُمْ كَمْ صَلّٰى

✧✧ حضرت ابن عمر ﷄ بیان کرتے ہیں' وہ خانہ کعبہ کے پاس پہنچے' تو نبی اکرم ﷺ' حضرت بلال ﷜ اور حضرت اسامہ ﷜ اس میں داخل ہو چکے تھے اور حضرت عثمان بن طلحہ ﷜ نے اس کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ یہ حضرات کافی دیر اندر موجود رہے پھر دروازہ کھول دیا گیا' نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے' میں سیڑھی چڑھ کر خانہ کعبہ میں داخل ہوا اور دریافت کیا' نبی اکرم ﷺ نے کہاں نماز ادا کی ہے؟ (حضرت بلال ﷜ نے اشارے سے) جواب دیا' یہاں! حضرت ابن عمر ﷄ فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھے ان سے یہ پوچھنا یاد نہیں رہا کہ آپ نے کتنی رکعات ادا کی تھیں۔

887- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ هُوَ وَاُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَّبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَاَغْلَقُوْا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا فَتَحُوْا كُنْتُ فِيْ اَوَّلِ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيْتُ بِلَالًا فَسَاَلْتُهُ هَلْ صَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ صَلّٰى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

✧✧ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ﷄ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ' حضرت اسامہ بن زید ﷄ' حضرت بلال ﷜ اور حضرت عثمان بن طلحہ ﷜ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے' پھر انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔ جب انہوں نے دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں اندر داخل ہوا' میں حضرت بلال ﷜ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا' کیا نبی اکرم ﷺ نے اندر نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! آپ نے دو یمانی ستونوں کے درمیان نماز ادا کی ہے۔

888- وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَلَمْ يَدْخُلْهَا مَعَهُمْ اَحَدٌ ثُمَّ اُغْلِقَتْ عَلَيْهِمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَاَخْبَرَنِيْ بِلَالٌ اَوْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ اَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِىْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

✧✧ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا' آپ کے ہمراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما' حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ عبدان کے ساتھ کوئی دوسرا اندر داخل نہیں ہوا پھر دروازہ بند کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں (بعد میں) حضرت بلال رضی اللہ عنہ یا شاید حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے وسط میں دو یمانی ستونوں کے درمیان نماز ادا کی تھی۔

889- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ بَكْرٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّمَا اُمِرْتُمْ بِالطَّوَافِ وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِدُخُوْلِهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ يَنْهٰى عَنْ دُخُوْلِهِ وَلٰكِنِّىْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِىْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِىْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ حَتّٰى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِىْ قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ قُلْتُ لَهُ مَا نَوَاحِيْهَا اَفِىْ زَوَايَاهَا قَالَ بَلْ فِىْ كُلِّ قِبْلَةٍ مِنَ الْبَيْتِ

✧✧ ابن جریج بیان کرتے ہیں' میں نے عطاء سے دریافت کیا' کیا آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے: تمہیں خانہ کعبہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے اس میں داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا' عطاء نے جواب دیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کعبہ میں داخل ہونے سے منع نہیں کرتے تھے بلکہ میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے مجھے بتایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کے تمام کونوں میں دعا مانگی' لیکن اس میں نماز نہیں پڑھی' یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لے آئے' باہر آنے کے بعد آپ نے بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے دو رکعات ادا کیں اور ارشاد فرمایا' یہ قبلہ ہے (شاید عطاء کہتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے) میں نے دریافت کیا' اس کے کناروں کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ اس کے زاویوں میں شامل ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا' خانہ کعبہ کا ہر حصہ قبلہ ہے۔

890- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَفِيْهَا سِتُّ سَوَارٍ فَقَامَ عِنْدَ كُلِّ سَارِيَةٍ فَدَعَا وَلَمْ يُصَلِّ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس میں چھ ستون تھے' آپ نے ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی' نماز نہیں پڑھی۔

891- وَحَدَّثَنِىْ سُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنِىْ هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدَخَلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فِىْ عُمْرَتِهٖ قَالَ لَا

حدیث 889: ابن حبان (3208) مستدرک (1763) بیہقی (2061)

حدیث 890: ابوداؤد (2026) احمد (2126) بیہقی (3606) ابویعلی (216) معجم کبیر (1037)

حدیث 891: احمد (19148)

✧✧ اسماعیل بن خالد بیان کرتے ہیں' میں نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' کیا عمرے کے موقع پر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا' نہیں!

بَاب: 66 نَقْضِ الْكَعْبَةِ وَبِنَائِهَا

خانہ کعبہ کو توڑنا اور اسے تعمیر کرنا

892 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ وَلَجَعَلْتُهَا عَلٰى اَسَاسِ اِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّ قُرَيْشًا حِيْنَ بَنَتِ الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ وَلَجَعَلْتُ لَهَا خَلْفًا

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ کو توڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی (تعمیر کردہ) بنیادوں پر اسے تعمیر کرتا' کیونکہ قریش نے جب کعبہ کی تعمیر کی تھی تو اسے چھوٹا کر دیا تھا اور میں پیچھے کی طرف بھی اس کا دروازہ بناتا۔

893 - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

894 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا' کیا تم نہیں جانتیں کہ جب تمہاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی تھی تو اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام (کی تعمیر کردہ) بنیادوں سے چھوٹا کر دیا تھا' تو میں نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی (تعمیر کردہ) بنیادوں پر دوبارہ اسے کیوں نہیں بناتے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی (تو میں ایسا ضرور کرتا)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے واقعی یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی' کیونکہ حجر اسود کے قریب والے دونوں ارکان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے استلام نہیں کیا ہوگا کیونکہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی (تعمیر کردہ) بنیادوں کے مطابق پورا بنا ہوا نہیں تھا۔

حدیث 892: بخاری (1508) ترمذی (875) نسائی (2901) مؤطا (807) دارمی (1868) احمد (24342) ابن حبان (3816) ابن خزیمہ (2742) مستدرک (1764) بیہقی (9099) ابویعلی (4628) معجم کبیر (944)

895- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ أَوْ قَالَ بِكُفْرٍ لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَجَعَلْتُ بَابَهَا بِالْأَرْضِ وَلَأَدْخَلْتُ فِيهَا مِنَ الْحِجْرِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ کا تمام خزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا' اس کے دروازے کو زمین کے ساتھ بناتا اور حطیم کو خانہ کعبہ میں شامل کر دیتا۔

896- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنِي ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي يَعْنِي عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِشِرْكٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا وَزِدْتُ فِيهَا سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قُرَيْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے میری خالہ (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے) کہا تھا اے عائشہ! اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ کو منہدم کرتا (اور نئی تعمیر میں) اس (کے فرش کو) زمین کے برابر کرتا اس کے دو دروازے بناتا' ایک مشرقی دروازہ اور ایک مغربی دروازہ اور چھ ذراع کے برابر حطیم کا حصہ خانہ کعبہ میں شامل کرتا' کیونکہ جب قریش نے بنایا تھا تو انہوں نے اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیا تھا۔

897- وَحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حِينَ غَزَاهَا أَهْلُ الشَّامِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَتَّى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيدُ أَنْ يُجَرِّئَهُمْ أَوْ يُحَرِّبَهُمْ عَلَى أَهْلِ الشَّامِ فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَبْنِي بِنَاءَهَا أَوْ أُصْلِحُ مَا وَهَى مِنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنِّي قَدْ فُرِقَ لِي رَأْيٌ فِيهَا أَرَى أَنْ تُصْلِحَ مَا وَهَى مِنْهَا وَتَدَعَ بَيْتًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَوْ كَانَ أَحَدُكُمُ احْتَرَقَ بَيْتُهُ مَا رَضِيَ حَتَّى يُجِدَّهُ فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ إِنِّي مُسْتَخِيرٌ رَبِّي ثَلَاثًا ثُمَّ عَازِمٌ عَلَى أَمْرِي فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ أَجْمَعَ رَأْيَهُ عَلَى أَنْ يَنْقُضَهَا فَتَحَامَاهُ النَّاسُ أَنْ يَنْزِلَ بِأَوَّلِ النَّاسِ يَصْعَدُ فِيهِ أَمْرٌ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى صَعِدَهُ رَجُلٌ فَأَلْقَى مِنْهُ حِجَارَةً فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوا فَنَقَضُوهُ حَتَّى بَلَغُوا بِهِ الْأَرْضَ فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَعْمِدَةً فَسَتَرَ عَلَيْهَا السُّتُورَ حَتَّى ارْتَفَعَ بِنَاؤُهُ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّينِي عَلَى بِنَائِهِ لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَ أَذْرُعٍ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا

يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ قَالَ فَاَنَا الْيَوْمَ اَجِدُ مَا اُنْفِقُ وَلَسْتُ اَخَافُ النَّاسَ قَالَ فَزَادَ فِيْهِ خَمْسَ اَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ حَتّٰى اَبْدَاَ اُسًّا نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ فَبَنٰى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُوْلُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ ذِرَاعًا فَلَمَّا زَادَ فِيْهِ اسْتَقْصَرَهٗ فَزَادَ فِيْ طُوْلِهٖ عَشْرَ اَذْرُعٍ وَّجَعَلَ لَهٗ بَابَيْنِ اَحَدُهُمَا يُدْخَلُ مِنْهُ وَالْاٰخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَتَبَ الْحَجَّاجُ اِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهٗ بِذٰلِكَ وَيُخْبِرُهٗ اَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلٰى اُسٍّ نَظَرَ اِلَيْهِ الْعُدُوْلُ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ اِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيْخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِيْ شَيْءٍ اَمَّا مَا زَادَ فِيْ طُوْلِهٖ فَاَقِرَّهٗ وَاَمَّا مَا زَادَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهٗ اِلٰى بِنَائِهٖ وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِيْ فَتَحَهٗ فَنَقَضَهٗ وَاَعَادَهٗ اِلٰى بِنَآءِهٖ

✧✧ عطاء بیان کرتے ہیں' یزید بن معاویہ کے عہد حکومت میں جب اہلِ شام نے (مکہ والوں کے ساتھ) جنگ کی اور اس میں خانہ کعبہ (کا کچھ حصہ) جل گیا تو (مکہ میں مسلمانوں کے امیر) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے اسی حالت میں رہنے دیا' یہاں تک جب حج کے موقع پر لوگ مکہ آئے تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ ارادہ کیا کہ اہلِ شام کے خلاف ان کے جذبات برانگیختہ کریں' انہوں نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا' اے لوگو! مجھے کعبہ کے بارے میں مشورہ دو' میں اسے توڑ کر دوبارہ تعمیر کروں یا جو حصہ خراب ہو چکا ہے' اسے ٹھیک کر دوں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' میری یہ رائے ہے کہ کعبہ کا جو حصہ خراب ہوا ہے' آپ صرف اسے ٹھیک کر دیں اور کعبہ کو اسی حالت میں رہنے دیں جیسا کہ یہ اس وقت تھا جب لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا اور انہی پتھروں کو رہنے دیں کہ جو لوگوں کے اسلام قبول کرنے اور بعثت کے وقت تھے' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا' اگر آپ میں سے کسی شخص کا گھر جل جائے تو وہ اس وقت تک داخل نہیں ہوگا جب تک اسے دوبارہ تعمیر نہ کر لے تو اپنے پروردگار کے گھر کے ساتھ ایسا کیوں نہ کریں؟ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں تین مرتبہ استخارہ کروں گا اور پھر اس بات کا پختہ عزم کروں گا (جو جواب آئے گا) راوی کہتے ہیں' تین مرتبہ استخارہ کرنے کے بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فیصلہ کیا کہ کعبہ کو توڑ دیں' لوگ اس بات سے خوف زدہ ہو گئے جو شخص اسے توڑنے کے لیے اس پر چڑھے گا تو اس پر کوئی آسمانی آفت نازل ہوگی پھر ایک شخص اس پر چڑھا اس نے ایک پتھر توڑا جب لوگوں نے دیکھا کہ اس پر کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی تو ان سب نے مل کر اسے توڑ دیا یہاں تک کہ وہ زمین کے برابر ہو گیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کچھ ستون بنا کر اس پر پردے ڈال دیئے یہاں تک کہ اس کی تعمیر مکمل ہوتی چلی گئی پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا' میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہوئے سنا ہے اگر لوگ نئے نئے مسلمان نہ ہوئے ہوتے اور میرے پاس اتنا خرچ ہوتا جس کے ذریعے میں کعبہ کو دوبارہ تعمیر کر سکتا (تو میں اسے دوبارہ تعمیر کرتا اور پانچ ذراع کے برابر حطیم کا حصہ اس میں شامل کرتا)

اور اس کا ایک دروازہ اس لیے بناتا کہ لوگ اس میں داخل ہوں اور دوسرا دروازہ ان کے نکلنے کے لیے بناتا۔

(حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا) آج میرے پاس خرچ بھی ہے اور مجھے لوگوں کے بارے میں کوئی خوف بھی نہیں ہے۔

(راوی کہتے ہیں) پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حطیم کا پانچ ذراع کے برابر حصہ کعبہ میں شامل کر دیا جو اس کی اصل بنیادوں کے مطابق تھا' لوگوں نے ان بنیادوں کو دیکھ بھی لیا اور ان بنیادوں پر ہی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کی تعمیر کی' کعبہ کی لمبائی اٹھارہ ذراع تھی۔ جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس میں اضافہ کیا تو اضافے کو کم سمجھتے ہوئے اس میں مزید 10 ذراع کا اضفہ کر دیا۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کے دو دروازے بنائے' ان میں سے ایک دروازے سے لوگ اندر داخل ہوتے تھے اور دوسرے سے باہر آتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں) جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا گیا تو حجاج نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کو خط لکھا جس میں اسے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خانہ کعبہ کو اس کی اصل بنیادوں پر تعمیر کیا تھا اور مکہ کے عادل شہریوں نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے خود اس کی بنیادیں دیکھی ہیں' تو عبدالملک بن مروان نے اس کے جوابی خط میں اسے جواب دیا کہ ہمیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تبدیلیوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ انہوں نے کعبہ کی لمبائی میں جو اضافہ کیا ہے' اسے کم کرو اور انہوں نے حطیم کا جو حصہ اس میں شامل کیا ہے' اسے باہر نکالو اور اسے پہلے کی طرح تعمیر کر دو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کا جو دروازہ کھولا تھا' اسے بند کر دو۔ (راوی کہتے ہیں) کہ حجاج نے اس تعمیر کو ڈھا کر اسے دوبارہ پہلے کی طرح تعمیر کر دیا۔

898- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَّالْوَلِيْدَ بْنَ عَطَاءٍ يُحَدِّثَانِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ رَبِيْعَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدٍ وَّفَدَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ فِىْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ مَا اَظُنُّ اَبَا خُبَيْبٍ يَّعْنِى ابْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ مِنْ عَآئِشَةَ مَا كَانَ يَزْعَمُ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنْهَا قَالَ الْحَارِثُ بَلٰى اَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْهَا قَالَ سَمِعْتَهَا تَقُوْلُ مَاذَا قَالَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوْا مِنْ بُنْيَانِ الْبَيْتِ وَلَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِهِمْ بِالشِّرْكِ اَعَدْتُّ مَا تَرَكُوْا مِنْهُ فَاِنْ بَدَا لِقَوْمِكِ مِنْ بَعْدِىْ اَنْ يَّبْنُوْهُ فَهَلُمِّىْ لِاُرِيَكِ مَا تَرَكُوْا مِنْهُ فَاَرَاهَا قَرِيْبًا مِنْ سَبْعِ اَذْرُعٍ هٰذَا حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدٍ وَّزَادَ عَلَيْهِ الْوَلِيْدُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ مَوْضُوْعَيْنِ فِى الْاَرْضِ شَرْقِيًّا وَّغَرْبِيًّا وَّهَلْ تَدْرِيْنَ لِمَ كَانَ قَوْمُكِ رَفَعُوْا بَابَهَا قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ تَعَزُّزًا اَنْ لَا يَدْخُلَهَا اِلَّا مَنْ اَرَادُوْا فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا هُوَ اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَهَا يَدَعُوْنَهٗ يَرْتَقِىْ حَتّٰى اِذَا كَادَ اَنْ يَّدْخُلَ دَفَعُوْهُ فَسَقَطَ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِلْحَارِثِ اَنْتَ سَمِعْتَهَا تَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَنَكَتَ سَاعَةً بِعَصَاهُ ثُمَّ قَالَ وَدِدْتُّ اَنِّىْ تَرَكْتُهٗ وَمَا تَحَمَّلَ

✧✧ حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بیان کرتے ہیں' وہ ایک وفد کے ہمراہ خلیفہ عبدالملک بن مروان سے ملنے گئے' عبدالملک بولا' میرا یہ خیال ہے (کہ کعبہ کی ازسرنو تعمیر والی روایت) ابوخبیب (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما) نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنی نہیں ہے' بلکہ اپنی طرف سے بیان کر دی ہے' تو حارث نے کہا' میں نے بھی یہ روایت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سُنی ہے' تو عبدالملک سے پوچھا' تم سناؤ کہ وہ کیا روایت ہے؟ تو حارث نے کہا' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تمہاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کے دوران اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیا تھا' اگر یہ لوگ نئے نئے مسلمان نہ ہوئے ہوتے تو جو حصہ انہوں نے چھوڑا تھا' میں اسے دوبارہ تعمیر کر دیتا۔ اگر میرے بعد تمہاری قوم اسے دوبارہ تعمیر کرنا چاہے' تو میرے ساتھ آؤ تاکہ میں دِکھاؤں کہ انہوں نے (یعنی ان کے آباؤ اجداد نے) کون سا حصہ چھوڑا ہے۔"

(راوی کہتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وہ حصہ دکھایا جو تقریباً سات ذراع کے برابر تھا۔

(امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ (نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا) میں اس کے دو دروازے بناؤں گا' جو زمین کے برابر ہوں گے' ایک مشرقی اور دوسرا مغربی۔ پھر آپ نے دریافت کیا' کیا تم جانتی ہو کہ تمہاری قوم کے لوگوں نے اس کا دروازہ اونچا کیوں بنا دیا تھا۔ (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کی' نہیں! تو آپ نے فرمایا: اپنی شان وشوکت کے اظہار کے لیے تاکہ صرف ان کی پسند کے لوگ اس میں داخل ہو سکیں۔ جب کوئی شخص خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتا تو یہ اسے آگے آنے کے لیے کہتے' جب وہ سیڑھیاں چڑھ کر اندر داخل ہونے لگتا تو یہ اسے دھکا دیتے تو وہ نیچے گر پڑتا۔

(راوی کہتے ہیں) خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حارث بن عبداللہ سے پوچھا' کیا آپ نے خود سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ حارث نے جواب دیا' جی ہاں! تو عبدالملک کچھ دیر تک اپنے عصا سے زمین کو کریدتا رہا اور پھر بولا' کاش! میں نے (حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تعمیر کو) ایسے ہی رہنے دیا ہوتا۔

899- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلاَهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ بَكْرٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

900- وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِىُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِىْ صَغِيْرَةَ عَنْ اَبِىْ قَزَعَةَ اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ بَيْنَهُمَا هُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ اِذْ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَيْثُ يَكْذِبُ عَلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَقُوْلُ سَمِعْتُهَا تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَآئِشَةُ لَوْلاَ حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ حَتّٰى اَزِيْدَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ فَاِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرُوْا فِى الْبِنَاءِ فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ رَبِيْعَةَ لاَ تَقُلْ هٰذَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَنَا سَمِعْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تُحَدِّثُ هٰذَا قَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ قَبْلَ اَنْ اَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلٰى مَا بَنَى ابْنُ الزُّبَيْرِ

✧✧ ابوقزعہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا' اسی دوران کہنے لگا' اللہ تعالیٰ ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر ناراضگی کا اظہار کرے' کیونکہ انہوں نے سیّدہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی طرف جھوٹی بات منسوب کر کے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے ہوئے سنا ہے' اے عائشہ! اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں بیت اللہ کو توڑ کر اس میں حطیم بھی شامل کر دیتا کیونکہ تمہاری قوم نے بیت اللہ کی تعمیر کے دوران اسے چھوڑ دیا تھا۔

(ابوقزعہ کہتے ہیں) تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے کہا' امیر المومنین! ایسے نہ کہیں کیونکہ میں نے بھی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے' تو عبدالملک بولا' اگر کی تعمیر منہدم کرنے سے پہلے مجھے اس بات کا پتہ چل جاتا تو میں اسے باقی رہنے دیتا۔

901- وَحَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بْنُ اَبِى الشَّعْثَاءِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ اَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَلِمَ لَمْ يُدْخِلُوْهُ

فِی الْبَیْتِ قَالَ اِنَّ قَوْمَكِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَاْنُ بَابِهٖ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذٰلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَائُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَائُوا وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ فَاَخَافُ اَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ لَنَظَرْتُ اَنْ اُدْخِلَ الْجَدْرَ فِی الْبَيْتِ وَاَنْ اُلْزِقَ بَابَهٗ بِالْاَرْضِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' کیا حطیم کی دیوار بیت اللہ کا حصہ ہے؟ تو آپ نے جواب دیا' ہاں! میں نے پوچھا' لوگوں نے اسے بیت اللہ میں شامل کیوں نہیں کیا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ تمہاری قوم کے لوگوں کے پاس خرچ ختم ہو گیا تھا' میں نے دریافت کیا' کعبہ کے دروازے کو اونچا کیوں رکھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: کہ تمہاری قوم کے لوگوں نے ایسا اس لیے کیا تا کہ وہ جسے چاہیں اندر داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں' اندر داخل نہ ہونے دیں (پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی اور مجھے ان کے انکار کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں حطیم کی دیوار کو بیت اللہ میں شامل کر دیتا اور اس کے دروازے کو سطح زمین کے ساتھ بنا تا۔

902- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِی ابْنَ مُوْسٰی حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِی الشَّعْثَاءِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِجْرِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰی حَدِيْثِ اَبِی الْاَحْوَصِ وَقَالَ فِيْهِ فَقُلْتُ فَمَا شَاْنُ بَابِهٖ مُرْتَفِعًا لَا يُصْعَدُ اِلَيْهِ اِلَّا بِسُلَّمٍ وَقَالَ مَخَافَةَ اَنْ تَنْفِرَ قُلُوْبُهُمْ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حطیم کے بارے میں دریافت کیا' (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے' اس روایت میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جملہ ہے' ان لوگوں نے دروازے کو اتنا اونچا کیوں رکھا کہ سیڑھی کے بغیر اس پر چڑھا ہی نہیں جا سکتا (اور اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں' مجھے) یہ اندیشہ ہے کہ ان کے قلوب متنفر نہ ہو جائیں۔

حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ کو تعمیر کرنے کا واقعہ

ایک مدت کے بعد حضرت ابراہیم کو اجازت ملی اور آپ تشریف لائے تو حضرت اسمٰعیل کو زمزم کے پاس ایک ٹیلے پر تیر سیدھے کرتے ہوئے پایا، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام باپ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور باادب ملے جب باپ بیٹے ملے تو خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا اے اسماعیل مجھے اللہ کا ایک حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا ابا جان جو حکم ہوا ہو اس کی تعمیل کیجئے، کہا بیٹا تمہیں بھی میرا ساتھ دینا پڑے گا۔ عرض کرنے لگے میں حاضر ہوں اس جگہ اللہ کا ایک گھر بنانا ہے کہنے لگے بہت بہتر اب باپ بیٹے نے بیت اللہ کی نیو رکھی اور دیواریں اونچی کرنی شروع کیں، حضرت اسمٰعیل پتھر لا لا کر دیتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم چنتے جاتے تھے جب دیواریں قدرے اونچی ہو گئیں تو حضرت ذبیح اللہ یہ پتھر یعنی مقام ابراہیم کا پتھر لائے، اس اونچے پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم کعبہ کے پتھر رکھتے جاتے تھے اور دونوں باپ بیٹا یہ دعا مانگتے جاتے تھے کہ باری تعالیٰ تو ہماری اس ناچیز خدمت کو قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔

بادل کے سائے تک بیت اللہ کی زمین ہونے کا واقعہ

یہ روایت اور کتب حدیث میں بھی ہے کہیں مختصر اور کہیں مفصلاً ایک صحیح حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ذبیح اللہ کے بدلے جو دنبہ ذبح ہوا تھا اس کے سینگ بھی کعبۃ اللہ میں تھے اوپر کی لمبی روایت بروایت حضرت علی بھی مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب بھی کعبۃ اللہ شریف کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے سر پر ایک بادل سا ملاحظہ فرمایا جس میں سے آواز آئی کہ اے ابراہیم جہاں جہاں تک اس بادل کا سایہ ہے وہاں تک کی زمین بیت اللہ میں لے لو کمی زیادتی نہ ہو اس روایت میں یہ بھی ہے کہ بیت اللہ بنا کر وہاں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو چھوڑ کر آپ تشریف لے گئے لیکن روایت ہی ٹھیک ہے اور اس طرح تطبیق بھی ہوسکتی ہے کہ بنا پہلے رکھدی تھی لیکن بنایا بعد میں، اور بنانے میں بیٹا اور باپ دونوں شامل تھے جیسے کہ قرآن پاک کے الفاظ بھی ہیں

ایک اور روایت میں ہے کہ لوگوں نے حضرت علی سے بناء بیت اللہ شروع کیفیت دریافت کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ میرا گھر بناؤ حضرت ابراہیم گھبرائے کہ مجھے کہاں بنانا چاہئے کس طرح اور کتنا بڑا بنانا چاہئے وغیرہ اس پر سکینہ نازل ہوا اور حکم ہوا کہ جہاں یہ ٹھہرے وہاں تم میرا گھر بناؤ آپ نے بنانا شروع کیا جب حجر اسود کی جگہ پہنچے تو حضرت اسمٰعیل سے کہا بیٹا کوئی اچھا سا پتھر ڈھونڈ لاؤ تو دیکھا کہ آپ اور پتھر وہاں لگا چکے ہیں، پوچھا یہ پتھر کون لایا؟ آپ نے فرمایا اللہ کے حکم سے یہ پتھر حضرت جبرائیل آسمان سے لے کر آئے، حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ اب جہاں بیت اللہ ہے وہاں زمین کی پیدائش سے پہلے پانی پر بلبلوں کے ساتھ جھاگ سی تھی یہیں سے زمین پھیلائی گئی،

حضرت علی فرماتے ہیں کعبۃ اللہ بنانے کے لیے حضرت خلیل آرمینیہ سے تشریف لائے تھے حضرت سدی فرماتے ہیں حجر اسود حضرت جبرائیل ہند سے لائے تھے اس وقت وہ سفید چمکدار یاقوت تھا جو حضرت آدم نے بنا کی،

مسند عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت آدم ہند میں اترے تھے اس وقت ان کا قد لمبا تھا زمین میں آنے کے بعد فرشتوں کی تسبیح نماز و دعا وغیرہ سنتے تھے جب قد گھٹ گیا اور وہ پیاری آوازیں آنی بند ہوگئیں تو آپ گھبرانے لگے حکم ہوا کہ مکہ کی طرف رکھا اور اسے اپنا گھر قرار دیا، حضرت آدم یہاں طواف کرنے لگے اور مانوس ہوئے گھبراہٹ جاتی رہی حضرت نوح کے طوفان کے زمانہ میں یہ پھر اٹھ گیا اور حضرت ابراہیم کے زمانہ میں پھر اللہ تعالیٰ نے بنوایا حضرت آدم نے یہ گھر حرا طور زیتا جیل لبنان طور سینا اور جودی ان پانچ پہاڑوں سے بنایا تھا لیکن ان تمام روایتوں میں تفاوت ہے۔

بیت اللہ کے بارے میں بھیڑوں کی گواہی کا واقعہ

بعض روایتوں میں ہے کہ زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ بنایا گیا تھا، حضرت ابراہیم کے ساتھ بیت اللہ کے نشان بتانے کے لیے حضرت جبرائیل چلے تھے اس وقت یہاں جنگلی درختوں کے سوا کچھ نہ تھا کس دور عمالیق کی آبادی تھی یہاں آپ حضرت ام اسماعیل کو اور حضرت اسمٰعیل کو ایک چھپر تلے بٹھا گئے ایک اور روایت میں ہے کہ بیت اللہ کے چار ارکان ہیں اور ساتویں زمین تک وہ نیچے ہوتے ہیں ایک اور روایت میں ہے کہ ذوالقرنین جب یہاں پہنچے اور حضرت ابراہیم کو بیت اللہ بناتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا اللہ کے حکم سے اس کا گھر بنا رہے ہیں پوچھا کیا دلیل؟ کہا یہ بھیڑیں گواہی

دیں گی پانچ بھیڑوں نے کہا ہم گواہی دیتی ہیں کہ یہ دونوں اللہ کے مامور ہیں، ذوالقرنین خوش ہو گئے اور کہنے لگے میں نے مان لیا الرزقی کی تاریخ مکہ میں ہے کہ ذوالقرنین نے خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا واللہ اعلم۔

صحیح بخاری میں ہے قواعد بنیان اور اساس کو کہتے ہیں یہ قاعدہ کی جمع ہے قرآن میں اور جگہ آیت (وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ 24 ۔ النور 60) بھی آیا ہے اس کا مفرد بھی قاعدۃ ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتیں کہ تمہاری قوم نے جب بیت اللہ بنایا تو قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے بڑھا کر اصلی بنا کر دیں فرمایا کہ اگر تیری قوم نے جب بیت اللہ بنایا تو قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے بڑھا کر اصلی بنا کر دیں فرمایا کہ اگر تیری قوم کا اسلام تازہ اور ان کا زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتا تو میں ایسا کر لیتا حضرت عبداللہ بن عمر کو جب یہ حدیث پہنچی تو فرمانے لگے شاید یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس کے دوستونوں کو چھوتے نہ تھے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے عائشہ اگر تیری قوم کا جاہلیت کا زمانہ نہ ہوتا تو میں کعبہ کے خزانہ کو اللہ کی راہ میں خیرات کر ڈالتا اور دروازے کو زمین دوز کر دیتا اور حطیم کو بیت اللہ میں داخل کر دیتا صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ میں اس کا دوسرا دروازہ بھی بنا دیتا ایک آنے کے لیے اور دوسرا جانے کے لیے چنانچہ ابن زبیر نے اپنے زمانہ خلافت میں ایسا ہی کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اسے میں دوبارہ بنائے ابراہیمی پر بناتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک دروازہ مشرق رخ کرتا اور دوسرا مغرب رخ اور چھ ہاتھ حطیم کو اس میں داخل کر لیتا جسے قریش نے باہر کر دیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پانچ سال پہلے قریش نے نئے سرے سے کعبہ بنایا تھا۔

بیت اللہ کی تعمیر میں پاک مال خرچ کرنے کا واقعہ

اس بنا میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شریک تھے آپ کی عمر پینتیس سال کی تھی اور پتھر آپ بھی اٹھاتے تھے محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال کی ہوئی اس وقت قریش نے کعبۃ اللہ کو نئے سرے سے بنانے کا ارادہ کیا ایک تو اس لئے کہ اس کی دیواریں بہت چھوٹی تھیں چھت نہ تھی دوسرے اس لئے بھی کہ بیت اللہ کا خزانہ چوری ہو گیا تھا جو بیت اللہ کے بیچ میں ایک گہرے گڑھے میں رکھا ہوا تھا یہ مال "دویک" کے پاس ملا تھا جو خزاعہ کے قبیلے بنی ملیح بن عمرو کا مولی تھا ممکن ہے۔

چوروں نے یہاں لا رکھا ہو لیکن اس کے ہاتھ اس چوری کی وجہ سے کاٹے گئے ایک اور قدرتی سہولت بھی اس کے لیے ہو گئی تھی کہ روم کے تاجروں کی ایک کشتی جس میں بہت اعلیٰ درجہ کی لکڑیاں تھیں وہ طوفان کی وجہ سے جدہ کے کنارے آ لگی تھی یہ لکڑیاں چھت میں کام آ سکتی تھیں اس لیے قریشیوں نے انہیں خرید لیا اور مکہ کے ایک بڑھئی جو قبطی قبیلہ میں سے تھا کو چھت کا کام سونپا یہ سب تیاریاں تو ہو رہی تھیں لیکن بیت اللہ کو گرانے کی ہمت نہ پڑتی تھی اس کے قدرتی اسباب بھی مہیا ہو گئے۔

بیت اللہ کے خزانہ میں ایک بڑا اژدھا تھا جب کبھی لوگ اس کے قریب بھی جاتے تو وہ منہ پھاڑ کر ان کی طرف لپکتا تھا یہ

سانپ ہر روز اس کنویں سے نکل کر بیت اللہ کی دیواروں پر آبیٹھتا تھا ایک روز وہ بیٹھا ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑا پرندہ بھیجا وہ اسے پکڑ کر لے اڑا قریشیوں نے سمجھ لیا کہ ہمارا ارادہ مرضی مولا کے مطابق ہے لکڑیاں بھی ہمیں مل گئیں بڑھئی بھی ہمارے پاس موجود ہے سانپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے دفع کیا۔ اب انہوں نے مستقل ارادہ کرلیا کہ کعبۃ اللہ کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں۔ سب سے پہلے ابن وہب کھڑا ہوا اور ایک پتھر کعبۃ اللہ کو گرا کر اتارا جو اس کے ہاتھ سے اڑ کر پھر وہیں جا کر نصب ہو گیا اس نے تمام قریشیوں سے خطاب کر کے کہا سنو بیت اللہ کے بنانے میں ہر شخص اپنا طیب اور پاک مال خرچ کرے۔ اس میں زنا کاری کا روپیہ سودی بیوپار کا روپیہ ظلم سے حاصل کیا ہوا مال نہ لگانا،

حجر اسود کو رکھنے پر اہل عرب کے جنگ پر تیار ہو جانے کا واقعہ

بعض لوگ کہتے ہیں یہ مشورہ ولید بن مغیرہ نے دیا تھا اب بیت اللہ کے حصے بانٹ لئے گئے دروازہ کا حصہ بنو عبد مناف اور زہرہ بنائیں حجر اسود اور رکن یمانی کا حصہ بنی مخزوم بنائیں۔ قریش کے اور قبائل بھی ان کا ساتھ دیں۔ کعبہ کا پچھلا حصہ بنو جمح اور سہم بنائیں۔ حطیم کے پاس کا حصہ بنو عبد الدار بن قصف اور بنو اسد بن عبد العزی اور بنو عدی بن کعب بنائیں۔ یہ مقرر کر کے ابن بنی ہوئی عمارت کو ڈھانے کے لیے چلے لیکن کسی کو ہمت نہیں پڑتی کہ اسے مسمار کرنا شروع کرے۔

آخر ولید بن مغیرہ نے کہا لو میں شروع کرتا ہوں کدال لے کر اوپر چڑھ گئے اور کہنے لگے اے اللہ تجھے خوب علم ہے کہ ہمارا ارادہ برا نہیں ہم تیرے گھر کو اجاڑنا نہیں چاہتے بلکہ اس کے آباد کرنے کی فکر میں ہیں۔ یہ کہہ کر کچھ حصہ دونوں رکن کے کناروں کا گرایا قریشیوں نے کہا بس اب چھوڑ دو اور رات بھر کا انتظار کرو اگر اس شخص پر کوئی وبال آ جائے تو یہ پتھر اسی جگہ پر لگا دینا اور خاموش ہو جانا اور اگر کوئی عذاب نہ آئے تو سمجھ لینا کہ اس کا گرانا اللہ کو ناپسند نہیں پھر کل سب مل کر اپنے اپنے کام میں لگ جانا چنانچہ صبح ہوئی اور ہر طرح خیریت رہی اب سب آ گئے اور بیت اللہ کی اگلی عمارت کو گرا دیا یہاں تک کہ اصلی نیو یعنی بناء ابراہیمی تک پہنچ گئے یہاں سبز رنگ کے پتھر تھے کے ہلنے کے ساتھ ہی تمام مکہ کی زمین ہلنے لگی تو انہوں نے سمجھ لیا کہ انہیں جدا کر کے اور پتھر ان کی جگہ لگانا اللہ کو منظور نہیں اس لئے ہمارے بس کی بات نہیں اس ارادے سے باز رہے اور ان پتھروں کو اسی طرح رہنے دیا۔

پھر ہر قبیلہ نے اپنے اپنے حصہ کے مطابق علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کئے اور عمارت بننی شروع ہوئی یہاں تک کہ باقاعدہ جنگ کی نوبت آ گئی فرقے آپس میں کھچ گئے اور لڑائی کی تیاریاں میں مشغول ہو گئے بنو عبد دار اور بنو عدی نے ایک طشتری میں خون بھر کر اس میں ہاتھ ڈبو کر حلف اٹھایا کہ سب کٹ مریں گے لیکن حجر اسود کسی کو نہیں رکھنے دیں گے اسی طرح چار پانچ دن گزر گئے پھر قریش مسجد میں جمع ہوئے کہ آپس میں مشورہ اور انصاف کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت و دانائی نے سب قبائل کے دل جیت لئے

تو ابو امیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے زیادہ معمر اور عقلمند تھے کہا سنو لو تم اپنا منصف کسی کو بنا لو وہ جو فیصلہ کرے سب منظور کر لو۔ لیکن پھر منصف بنانے میں بھی اختلاف ہو گا اس لئے ایسا کرو کہ اب جو سب سے پہلے یہاں مسجد میں آئے وہی ہمارا منصف۔ اس رائے پر سب نے اتفاق کر لیا۔ اب منتظر ہیں کہ دیکھیں سب سے پہلے کون آتا ہے؟ پس سب سے پہلے حضرت محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی یہ لوگ خوش ہو گئے اور کہنے لگے ہمیں آپ کا فیصلہ منظور ہے ہم آپ کے حکم پر رضا مند ہیں۔ یہ تو امین ہیں یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

پھر سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ کو کہہ سنایا آپ نے فرمایا جاؤ کوئی موٹی اور بڑی سی چادر لاؤ وہ لے آئے۔ آپ نے حجر اسود اٹھا کر اپنے دست مبارک سے اس میں رکھا پھر فرمایا ہر قبیلہ کا سردار آئے اور اس کپڑے کا کونہ پکڑ لے اور اس طرح ہر ایک حجر اسود کے اٹھانے کا حصہ دار بنے اس پر سب لوگ بہت ہی خوش ہوئے اور تمام سرداروں نے اسے تھام کر اٹھا لیا۔ جب اس کے رکھنے کی جگہ تک پہنچے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر اپنے ہاتھ سے اسی جگہ رکھ دیا اور وہ نزاع و اختلاف بلکہ جدال وقتال رفع ہو گیا اور اس طرح اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اپنے گھر میں اس مبارک پتھر کو نصب کرایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پہلے قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے۔ اب پھر اوپر کا حصہ بنا اور کعبۃ اللہ کی عمارت تمام ہوئی ابن اسحاق مورخ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کعبہ اٹھارہ ہاتھ کا تھا۔ قباطی کا پردہ چڑھایا جاتا تھا پھر چادر کا پردہ چڑھنے لگا۔ ریشمی پردہ سب سے پہلے حجاج بن یوسف نے چڑھایا۔ کعبہ کی یہی عمارت رہی یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی ابتدائی زمانہ میں ساٹھ سال کے بعد یہاں آگ لگی اور کعبہ جل گیا۔ یہ یزید بن معاویہ کی ولایت کا آخری زمانہ تھا اور اس نے ابن زبیر کا مکہ میں محاصرہ کر رکھا تھا۔ ان دنوں میں خلیفہ مکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث سنی تھی اسی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پر بیت اللہ کو گرا کر ابراہیمی قواعد پر بنایا حطیم اندر شامل کر لیا، مشرق و مغرب دو دروازے رکھے ایک اندر آنے کا دوسرا باہر جانے کا اور دروازوں کو زمین کے برابر رکھا آپ کی امارت کے زمانہ تک کعبۃ اللہ یونہی رہا یہاں تک کہ ظالم حجاج کے ہاتھوں آپ شہید ہوئے۔ اب حجاج نے عبدالملک بن مروان کے حکم سے کعبہ کو پھر توڑ کر پہلے کی طرح بنا لیا۔

استخارہ کر کے بیت اللہ کی تعمیر کرنے کا واقعہ

صحیح مسلم شریف میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب کہ شامیوں نے مکہ شریف پر چڑھائی کی اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اس وقت حضرت عبداللہ نے بیت اللہ کو یونہی چھوڑ دیا۔ موسم حج کے موقع پر لوگ جمع ہوئے انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا بعد ازاں آپ نے لوگوں سے مشورہ لیا کہ کیا کعبۃ اللہ سارے کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں یا جو ٹوٹا ہوا ہے اس کی اصلاح کر لیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ آپ جو ٹوٹا ہوا ہے اسی کی مرمت کر دیں باقی سب پرانا ہے رہنے دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاتا تو وہ تو خوش نہ ہوتا جب تک اسے نئے سرے سے نہ بناتا پھر تم اپنے رب عزوجل کے گھر کی نسبت اتنی کمزور رائے کیوں رکھتے ہو؟ اچھا میں تین دن تک اپنے رب سے استخارہ کروں گا پھر جو سمجھ میں آئے گا وہ کروں گا۔ تین دن کے بعد آپ کی رائے یہی ہوئی کہ باقی ماندہ دیواریں بھی توڑی جائیں اور از سر نو کعبہ کی تعمیر کی جائے چنانچہ یہ حکم دے دیا لیکن کعبے کو توڑنے کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ڈر تھا کہ جو پہلے توڑنے کے لیے چڑھے گا اس پر عذاب نازل ہو گا لیکن ایک

باہمت شخص چڑھ گیا اور اس نے ایک پتھر توڑا۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ ایذاء نہیں پہنچی تو اب ڈھانا شروع کیا اور زمین تک برابر یکساں صاف کر دیا اس وقت چاروں طرف ستون کھڑے کر دیئے تھے اور ایک کپڑا تان دیا تھا۔ اب بناء بیت اللہ شروع ہوئی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا وہ کہتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر لوگوں کا کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا اور میرے پاس خرچ بھی ہوتا جس میں بنا سکوں تو حطیم میں سے پانچ ہاتھ بیت اللہ میں لے لیتا اور کعبہ کے دو دروازے کرتا ایک آنے کا اور ایک جانے کا حضرت عبداللہ نے یہ روایت بیان کر کے فرمایا اب لوگوں کے کفر کا زمانہ قریب کا نہیں رہا ان سے خوف جاتا رہا اور خزانہ بھی معمور ہے میرے پاس کافی روپیہ ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پوری نہ کروں چنانچہ پانچ ہاتھ حطیم اندر لے لی اور اب جو دیوار کھڑی کی تو ٹھیک ابراہیمی بنیاد نظر آنے لگی جو لوگوں نے اپنی آنکھوں دیکھ لی اور اسی پر دیوار کھڑی کی بیت اللہ کا طول اٹھارہ ہاتھ تھا اب جو اس میں پانچ ہاتھ اور بڑھ گیا تو چھوٹا ہو گیا اس لیے طول میں دس ہاتھ اور بڑھایا گیا اور دو دروازے بنائے گئے ایک اندر آنے کا دوسرا باہر جانے کا ابن زبیر کی شہادت کے بعد حجاج بن عبدالملک کو لکھا اور ان سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے؟ یہ بھی لکھ بھیجا کہ مکہ شریف کے عادلوں نے دیکھا ہے ٹھیک حضرت ابراہیم کی نیو پر کعبہ تیار ہوا ہے لیکن عبد الملک نے جواب دیا کہ طول کو تو باقی رہنے دو اور حطیم کو باہر کر دو اور دوسرا دروازہ بند کر دو۔

حجاج نے اس حکم کے مطابق کعبہ کو تڑوا کر پھر اسی بنا پر بنا دیا لیکن سنت طریقہ یہی تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی بناء کو باقی رکھا جاتا اس لئے کہ حضور علیہ السلام کی چاہت یہی تھی لیکن اس وقت آپ کو یہ خوف تھا کہ لوگ بدگمانی نہ کریں ابھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں لیکن یہ حدیث عبدالملک بن مروان کو نہیں پہنچی تھی اس لئے انہوں نے اسے تڑوا دیا جب انہیں حدیث پہنچی تو رنج کرتے تھے اور کہتے تھے کاش کہ ہم یونہی رہنے دیتے اور نہ تڑاتے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ حارث عبیداللہ جب ایک وفد میں عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچے تو عبدالملک نے کہا میرا خیال ہے کہ ابو حبیب یعنی عبداللہ بن زبیر نے (اپنی خالہ) حضرت عائشہ سے یہ حدیث سنی ہو گی حارث نے کہا ضرور سنی تھی خود میں نے بھی ام المومنین سے سنا ہے پوچھا تم نے کیا سنا ہے؟ کہا میں نے سنا ہے آپ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ عائشہ تیری قوم نے بیت اللہ کو تنگ کر دیا۔ اگر تیری قوم کا زمانہ شرک کے قریب نہ ہوتا تو میں نئے سرے سے ان کی کمی کو پورا کر دیتا لیکن آؤ میں تجھے اصلی نیو بتا دوں شاید کسی وقت تیری قوم پھر اسے اس کی اصلیت پر بنانا چاہے تو آپ نے حضرت صدیقہ کو حطیم میں سے قریباً سات ہاتھ اندر داخل کرنے کو فرمایا اور فرمایا میں اس کے دروازے بنا دیتا ایک آنے کے لیے اور دوسرا جانے کے لیے اور دونوں دروازے زمین کے برابر رکھتا ایک مشرق رخ رکھتا دوسرا مغرب رخ جانتی بھی ہو کہ تمہاری قوم نے دروازے کو اتنا اونچا کیوں رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر نہیں فرمایا محض اپنی اونچائی اور بڑائی کے لیے کہ جسے چاہیں اندر جانے دیں اور جسے چاہیں داخل نہ ہونے دیں جب کوئی شخص اندر جانا چاہتا تو اسے اوپر سے دھکا دے دیتے وہ گر پڑتا اور جسے داخل کرنا چاہتے اسے ہاتھ تھام کر اندر لے لیتے۔

عبدالملک نے کہا اسے حارث خود سنا ہے تو تھوڑی دیر تک تو عبدالملک اپنی لکڑی ٹکائے سوچتے رہے پھر کہنے لگے کاش کہ میں

اسے یونہی چھوڑ دیتا صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ عبدالملک بن مروان نے ایک مرتبہ طواف کرتے ہوئے حضرت عبداللہ کو کوس کر کہا کہ وہ حضرت عائشہ پر اس حدیث کا بہتان باندھنا تھا تو حضرت حارث نے روکا اور شہادت دی کہ وہ سچے تھے میں نے بھی حضرت صدیقہ سے یہ سنا ہے اب عبدالملک افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں ہرگز اسے نہ توڑتا۔

قاضی عیاض اور امام نووی نے لکھا ہے خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک سے پوچھا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں پھر کعبہ کو حضرت ابن زبیر کے بنائے ہوئے کے مطابق بنا دوں، امام مالک نے فرمایا آپ ایسا نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ کعبہ بادشاہوں کا ایک کھلونا بن جائے جو آئے اپنی طبیعت کے مطابق توڑ پھوڑ کرتا رہے چنانچہ خلیفہ اپنے ارادے سے باز رہے یہی بات ٹھیک بھی معلوم ہوتی ہے کہ کعبہ کو بار بار چھیڑنا ٹھیک نہیں۔

سیاہ فام حبشی کا کعبہ کو خراب کرنے کا واقعہ

بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبہ کو دو چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی پھر خراب کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ سیاہ فام ایک ایک پتھر الگ الگ کر دے گا اس کا غلاف لے جائے گا اور اس کا خزانہ بھی وہ ٹیڑھے ہاتھ پاؤں والا اور گنجا ہوگا میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا وہ کدال بجا رہا ہے اور برابر ٹکڑے کر رہا ہے غالباً یہ ناشدنی واقعہ (جس کے دیکھنے سے ہمیں محفوظ رکھے) یاجوج ماجوج کے نکل چکنے کے بعد ہوگا۔ صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی بیت اللہ شریف کا حج و عمرہ کرو گے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اپنی دعا میں کہتے ہیں کہ ہمیں مسلمان بنا لے یعنی مخلص بنا لے مطیع بنا لے موجود ہر شر سے بچا۔ ریا کاری سے محفوظ رکھ خشوع و خضوع عطا فرما۔

حضرت سلام بن ابی مطیع فرماتے ہیں مسلمان تو تھے ہی لیکن اسلام کی ثابت قدمی طلب کرتے ہیں جس کے جواب میں ارشاد باری ہوا قد فعلت میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمائی پھر اپنی اولاد کے لیے بھی یہی دعا کرتے ہیں جو قبول ہوتی ہے بنی اسرائیل بھی آپ کی اولاد میں ہیں اور عرب بھی قرآن میں ہے آیت (وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ) 7. الاعراف: 159) یعنی موسیٰ کی قوم میں ایک جماعت حق عدل پر تھی لیکن روانی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے لیے یہ دعا گو عام طور پر دوسروں پر بھی مشتمل ہو اس لیے کہ اس کے بعد دوسری دعا میں ہے کہ ان میں ایک رسول بھیج اور اس رسول سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ یہ دعا بھی پوری ہوئی جیسے فرمایا آیت (هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم) لیکن اس سے آپ کی رسالت خاص نہیں ہوتی بلکہ آپ کی رسالت عام ہے عرب عجم سب کے لیے جیسے آیت (قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا) 7. الاعراف: 158) کہ دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ ان دونوں نبیوں کی یہ دعا جیسی ہے ایسی ہی ہر متقی کی دعا ہونی چاہئے۔ جیسے قرآنی تعلیم ہے کہ مسلمان یہ دعا کریں آیت (رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا) 25. الفرقان: 74) اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں

سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے انسان یہ چاہے کہ میری اولاد میرے بعد بھی اللہ کی عابد رہے۔اور جگہ اس دعا کے الفاظ یہ ہیں آیت (وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ) 14 .ابراہیم:35)اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انسان کے مرتے ہی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین کام جاری رہتے ہیں صدقہ،علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو دعا کرتی رہے(مسلم) پھر آپ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں مناسک دکھا یعنی احکام و ذبح وغیرہ سکھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو لے کر کعبہ کی عمارت پوری ہو جانے کے بعد صفا پر آتے ہیں پھر مروہ پر جاتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ شعائر اللہ ہیں پھر منی کی طرف لے چلے عقبہ پر شیطان درخت کے پاس کھڑا ہوا ملا تو فرمایا تکبیر پڑھ کر اسے کنکر مارو۔ ابلیس یہاں سے بھاگ کر جمرہ وسطی کے پاس جا کھڑا ہوا۔یہاں بھی اسے کنکریاں ماریں تو یہ خبیث ناامید ہو کر چلا گیا۔اس کا ارادہ تھا کہ حج کے احکام میں کچھ دخل دے لیکن موقع نہ ملا اور مایوس ہو گیا یہاں سے آپ کو مشعر الحرام میں لائے پھر عرفات میں پہنچایا پھر تین پوچھا کہو سمجھ لیا۔آپ نے فرمایا ہاں دوسری روایت میں تین جگہ شیطان کو کنکریاں مارنی مروی ہیں اور یہ شیطان کو سات سات کنکریاں ماری ہیں۔(تفسیر ابن کثیر)

بَاب 67: اَلْحَجِّ عَنِ الْعَاجِزِ لِزَمَانَةٍ وَّهَرَمٍ وَّنَحْوِهِمَا اَوْ لِلْمَوْتِ

زمانہ بڑھاپا ان دونوں جیسی کسی اور چیز کی وجہ سے(حج کرنے سے)عاجز ہونے والے یا کسی مرحوم کی طرف سے حج کرنا

903- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَائَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيْهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں'(حجۃ الوداع کے موقع پر) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما (سواری پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران "خثعم" قبیلے کی ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے مسئلہ پوچھنے لگی' حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا' تو وہ ان کی طرف دیکھنے لگی۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا منہ پکڑ کر دوسری طرف کر دیا اس عورت نے یہ مسئلہ پوچھا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے' میرے والد اتنے بوڑھے ہو چکے ہیں کہ اب وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے' کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ تو آپ نے جواب دیا' ہاں! (راوی کہتے ہیں) یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

904- حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ

حدیث 903: بخاری (1755) ابوداؤد (1810) ترمذی (928) نسائی (2621) ابن ماجہ (2906) مؤطا (798) داری (1832) احمد (1812) ابن حبان (3994) ابن خزیمہ (3030) مستدرک (1768) بیہقی (8409) ابویعلی (2351) معجم کبیر (3550) دارقطنی (209)

ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ عَلَيْهِ فَرِيْضَةُ اللّٰهِ فِى الْحَجِّ وَهُوَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْتَوِىَ عَلٰى ظَهْرِ بَعِيْرِهٖ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحُجِّىْ عَنْهُ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ "خثعم" قبیلے کی ایک عورت نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد بوڑھے ہو چکے ہیں' ان پر حج کرنا فرض ہے' لیکن وہ اونٹ کی پشت پر بیٹھ ہی نہیں سکتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کی طرف سے حج کرلو۔

بَاب: 68 صِحَّةِ حَجِّ الصَّبِيِّ

(نابالغ) بچے کا حج درست ہوتا ہے

905- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ اَبِىْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِىَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَعَتْ اِلَيْهِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' "روحا" کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کچھ سواروں سے ہوئی تو آپ نے دریافت کیا' تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا' مسلمان! انہوں نے دریافت کیا' آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کا رسول! (راوی کہتے ہیں) ان میں سے ایک عورت نے اپنے بچے کو اوپر اٹھاتے ہوئے دریافت کیا' کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور تمہیں بھی اس کا اجر ملے گا۔

906- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک عورت نے اپنے بچے کو بلند کر کے دریافت کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور تمہیں بھی اس کا اجر ملے گا۔

907- وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ اَنَّ امْرَاَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ

✧✧ کریب بیان کرتے ہیں' ایک خاتون نے اپنے بچے کو اٹھا کر دریافت کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور تمہیں بھی اس کا اجر ملے گا۔

908- وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

حدیث 905: ترمذی (924) نسائی (26455) ابن ماجہ (2910) احمد (3195) بیہقی (9483) ابویعلی (2400) معجم کبیر (12176)

نابالغ کو بھی حج کا ثواب ملتا ہے جبکہ بعد بلوغت حج فرض ساقط نہ ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر حج کے دوران روحاء میں جو مدینہ سے ۳۶ کوس کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام تھا ایک قافلے سے ملے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون قوم ہو؟ قافلے والوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں پھر قافلے والوں نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ سن کر ایک عورت نے ایک لڑکے کو ہاتھ میں لے کر کجاوے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پکڑ کر بلند کیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھلایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اس کے لئے حج کا ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! اور تمہارے لئے بھی ثواب ہے۔ (مسلم، ابوداؤد)

عورت کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں کا مطلب یہ تھا کہ لڑکا اگرچہ نابالغ ہے اور اس پر حج فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ حج میں جائے گا تو اسے نفلی حج کا ثواب ملے گا اور چونکہ تم اس بچے کو افعال حج سکھلاؤ گی، اس کی خبر گیری کروگی اور پھر یہ کہ تم ہی اس کے حج کا باعث بنو گی اس لئے تمہیں بھی ثواب ملے گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نابالغ حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا اگر بالغ ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جائیں گے تو اسے دوبارہ پھر کرنا ہوگا، اسی طرح اگر غلام حج کرے تو اس کے ذمہ سے بھی فرض ساقط نہیں ہوتا، آزاد ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جانے کی صورت میں اس کے لئے دوبارہ حج کرنا ضروری ہوگا۔ ان کے برخلاف اگر کوئی مفلس حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ مال دار ہونے کے بعد اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہوگا۔

نابالغ سے فرض حج اس لئے بھی ساقط نہ ہوگا کیونکہ وہ فرض کی نیت کا اہل نہیں ہے۔ اور یہی دلیل غلام وغیرہ کے بارے میں بھی ہے۔

بَاب: 69 فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ

زندگی میں ایک ہی مرتبہ حج کرنا فرض ہے

909- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا فَقَالَ رَجُلٌ أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض

حدیث 909: ترمذی (814) نسائی (2619) ابن ماجہ (2625) دارمی (1788) احمد (2304) ابن حبان (3704) مستدرک (3155) بیہقی (8398) دارقطنی (204)

کر دیا گیا۔ پس تم حج کرو۔ ایک صاحب نے دریافت کیا' یارسول اللہ ﷺ! کیا ہر سال؟ نبی اکرم ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ان صاحب نے تین مرتبہ اپنا سوال دوہرایا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال حج کرنا) فرض ہو جاتا اور تم ایسا نہ کر سکتے۔ پھر آپ نے فرمایا: میں جو چیز چھوڑ دیتا ہوں' اسے رہنے دیا کرو کیونکہ تم سے پہلے والے لوگ اپنے انبیاء سے بکثرت سوالات کرنے اور ان سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے' جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اس پر عمل کرو اور جب کسی چیز سے روک دوں تو اس سے باز رہو۔

عمر میں ایک مرتبہ فرضیت حج کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا تم حج کرو یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ہر سال حج کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہی بات کہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا ہوں تو یقیناً حج ہر سال کے لئے فرض ہو جاتا اور تم ہر سال حج کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے تھے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک میں تمہیں چھوڑوں تم مجھے چھوڑ دو (یعنی جو کچھ میں نہ کہا کروں مجھ سے مت پوچھا کرو) کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں یعنی یہود و نصاریٰ وہ اسی سبب سے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے انبیاء سے پوچھتے اور ان سے اختلاف کرتے تھے (جیسا کہ بنی اسرائیل کے بارے میں منقول ہے) لہٰذا جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اس میں سے جو کچھ تم کرنے کی طاقت رکھتے ہو کرو اور جب میں تمہیں کسی بات سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔ (مسلم، ترمذی، حاکم، ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ نے جب حج کی فرضیت کا فرمان نازل فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو امت کے اوپر نافذ کرنے کے لئے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حج کریں چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے سامنے حج کی فرضیت بیان فرما رہے تھے اور انہیں حج کرنے کا حکم دے رہے تھے تو ایک صحابی جن کا نام اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ تھا پوچھ بیٹھے کہ حج ہر سال کیا جائے گا؟ وہ یہ سمجھے کہ جس طرح دیگر عبادتیں یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ بار بار ادا کی جاتی ہیں اسی طرح یہ حج بھی مکرر ہی ہوگا اسی لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات ناگوار ہوئی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تو تنبیہاً سکوت اختیار فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ جب انہوں نے کئی بار پوچھا تو آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر میں اس سوال کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تو یقیناً ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا کیونکہ میں یہ جواب اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب دیتا بغیر اس کے حکم سے میری زبان سے کوئی تشریعی بات نہیں نکلتی، اور اگر ہر سال حج فرض ہو جاتا تو تم میں اتنی طاقت نہ ہوتی کہ ہر سال اس کی ادائیگی پر قادر نہ ہوتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ کسی بھی دینی حکم کو مجھ پر چھوڑ دو، جب میں کسی فعل کا حکم دوں تو مجھ سے یہ نہ پوچھوں کہ یہ فعل کتنا ہے اور کیسا ہے جب تک میں خود یہ بیان نہ کروں کہ یہ فعل کتنا کیا جائے اور کس طرح کیا جائے۔ میں جس طرح کہوں تم اسی طرح ادا کرو۔ اگر کسی فعل کے بارے میں بلا قید و تعین اعداد کے مطلق حکم کروں تو اس حکم کی اسی طرح بجا آوری کرو اور اگر یہ بیان کروں کہ اس فعل کو اتنی بار اور اس طرح کرو تو اسے اتنی ہی بار اور اسی طرح کرو۔ وجہ اس کی یہ ہے

کہ میں دنیا میں اسی لئے آیا ہوں کہ تم تک اسلام کے احکام پوری وضاحت کے ساتھ پہنچا دوں اور شریعت کو بیان کر دوں جو بات جس طرح ہوتی ہے اسے اسی طرح بیان کر دیتا ہوں۔ تمہارے سوال کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

پھر آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احکام کی بجا آوری کے سلسلے میں تائید و مبالغہ کے طور پر فرمایا کہ فاتوا منہ مااستطعتم (اس میں سے جو کچھ تم کرنے کی طاقت رکھتے ہو کرو) یعنی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پر عمل کرنے کی تم جتنی بھی طاقت رکھتے ہو اس کے مطابق عمل کر و یا پھر یہ کہ اس جملے کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع حرج پر اشارہ فرمایا کہ مثلاً نماز کے بعض شرائط وارکان ادائیگی سے تم اگر عاجز ہو تو جس قدر ہو سکے اسی قدر کرو، جو تم سے نہ ہو سکے اسے چھوڑ دو جیسے اگر تم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر سکو تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر بیٹھ کر پڑھنے سے بھی عاجز ہو تو لیٹے ہی لیٹے پڑھو مگر پڑھو ضرور، اسی پر دوسرے احکام و اعمال کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔

حج کی فوری یا تاخیر سے ادائیگی میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص حج کرنے پر قادر ہو اور حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ جلدی کرے اور اس فرض کو ادا کرنے کے لئے ملے ہوئے موقع کو غنیمت جانے کیونکہ تاخیر کرنے کی صورت میں نہ معلوم کتنی رکاوٹیں پیدا ہو جائیں اور مآل کار اس نعمت عظمیٰ سے محرومی رہے۔

اس بارے میں کہ حج علی الفور واجب ہے یا علی التراخی؟ حنفیہ کے ہاں سب سے صحیح قول یہ ہے کہ جب حج واجب ہو یعنی شرائط حج پائے جائیں اور حج کا وقت آ جائے نیز قافلہ مل جائے (بشرطیکہ قافلے کی ضرورت ہو جیسا کہ پہلے زمانے میں بغیر قافلہ کے سفر کرنا تقریباً ناممکن ہوتا تھا) تو اسی سال حج کرے دوسرے سال تک تاخیر نہ کرے، اگر کوئی شخص بلا عذر کئی سال تاخیر کرتا رہے گا تو وہ فاسق کہلائے گا اور شرعی نقطہ نظر سے اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ یعنی وہ شریعت کی نظر میں ناقابل اعتبار قرار پائے گا یہاں تک کہ اس عرصے میں اگر اسباب حج (کہ جن کی وجہ سے اس پر حج واجب ہوا تھا) جاتا رہے گا تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا بلکہ باقی رہے گا (جس کی وجہ سے حج نہ کر سکنے کی صورت میں گنہگار ہوگا) حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کے ہاں واجب علی التراخی ہے یعنی آخر عمر تک حج میں تاخیر جائز ہے جیسا کہ نماز میں آخر وقت تک تاخیر جائز ہے، حضرت امام محمد رحمۃ اللہ کا بھی یہی قول ہے لیکن اس سلسلے میں دونوں یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تاخیر اسی وقت جائز ہو گی جب کہ حج کے فوت ہو جانے کا گمان نہ ہو، اگر یہ گمان ہو کہ تاخیر کرنے میں حج فوت ہو جائے گا (یعنی کبھی حج نہیں کر سکے گا) تو پھر تاخیر نہ کرے، اس صورت میں اگر کوئی شخص حج فرض ہونے کے باوجود بغیر حج کے مرے گا تو تمام ہی علماء کے نزدیک گنہگار مرے گا چنانچہ حج نہ کرنے کا اس سے مواخذہ ہوگا۔

حنفی علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے شرائط حج پائے جانے کے بعد حج میں تاخیر کی اور اس عرصے میں اس کا مال وزر تلف ہوگیا تو وہ قرض لے کر حج کرے اگر چہ اس قرض کی ادائیگی پر وہ قادر نہ ہو اور اس بات کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قرض کی عدم ادائیگی پر مواخذہ نہیں کرے گا بشرطیکہ اس کی نیت یہ ہو کہ میرے پاس جب بھی مال آ جائے گا میں یہ قرض ضرور ادا کروں گا۔ (شرح الوقایہ فی مسائل الہدایہ، ج ۲، ص، ۲۰، بیروت)

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو اور حج کے فرض ہونے کی تمام شروط متوفر ہوں تو اس پر فوراً حج فرض ہو جاتا ہے اس لیے اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنی جائز نہیں۔

"جس پر حج واجب ہو چکا ہو اور وہ اس کے لیے حج کرنا ممکن بھی ہو تو اس پر حج کی فوری ادائیگی واجب ہوگی، اور اس کے لیے حج کی ادائیگی میں تاخیر کرنی جائز نہیں، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا قول یہی ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھے، اور جو کوئی کفر کرے۔ تو اللہ تعالیٰ (اس سے) اور سارے جہان والوں سے بے پرواہ ہے۔ (آل عمران 97)

امر فوراً پر دلالت کرتا ہے، اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مروی ہے: جو حج کرنا چاہتا ہے وہ جلدی کرے" مسند احمد، ابوداود، اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا ہے، اور مسند احمد اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ۔ ہوسکتا ہے مریض بیمار ہو جائے، اور سواری گم ہو جائے اور کوئی ضرورت پیش آ جائے" اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

امر فوراً پر دلالت کرتا ہے کا معنی یہ ہے کہ: مکلّف پر واجب ہے کہ اسے جس کام کا حکم دیا جا رہا ہے جیسے ہی اس کا کرنا ممکن ہو اسے فوری طور پر سرانجام دے، اور اس میں بغیر کسی عذر کے تاخیر کرنی جائز نہیں ہے۔ (المغنی، کتاب الحج)

حج میں زادراہ خود لے جانے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یمن والے جب حج کرنے آئے تو زادراہ ساتھ نہیں لائے تھے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو توکل کرنے والے ہیں اور پھر جب وہ مکہ میں آتے تو لوگوں سے مانگتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی (وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی 2۔البقرة:197) اور جب حج کو جانے لگو تو زادراہ ضرور ساتھ لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات اور خوبی زادراہ میں گداگری سے بچنا ہے۔ (بخاری)

ان لوگوں نے توکل کو زادراہ کا درجہ دے دیا تھا اور یہ سمجھتے تھے کہ حج کے ضروری اخراجات کی فراہمی سے قطع نظر توکل بہترین چیز ہے لیکن حقیقت میں نہ تو وہ توکل تھا اور نہ یہ کوئی اچھی بات تھی کہ حج کے لئے مکہ مکرمہ پہنچ کر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے جائیں جو انسانی شرف وعظمت کے خلاف ہے اس لئے فرمایا گیا ہے کہ سب سے بڑی بات اور خوبی یہ ہے کہ زادراہ اپنے ساتھ رکھو اور گداگری سے بچو۔

اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ حج کے ضروری اخراجات ساتھ رکھے بغیر اس شخص کے لیے جانا درست نہیں ہے جس کے نفس میں توکل کی قوت نہ ہو اور اس کو غالب گمان ہو کہ میں شکایت و بے صبری اور گداگری میں مبتلا ہو کر خود بھی پوری طمانیت اور سکون

کے ساتھ افعال حج ادا نہ کرسکوں گا اور دوسروں کو بھی پریشانی میں مبتلا کروں گا۔

آیت اور حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اتنا وسائل اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے چنانچہ کاملین کے نزدیک یہ افضل ہے کہ ہاں اگر کوئی بغیر اسباب کے صرف توکل ہی کو اختیار کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ اپنے عزم وارادہ پر مستحکم ومضبوط رہ کر صبر کر سکے اور ایسا کوئی بھی کام نہ کرے جو حقیقی توکل کے منافی ہو۔

حج کی تاکید اور تارک کے لیے وعید کا بیان

حج فرض ہو جانے کے بعد بلا عذر اس میں تاخیر نہ کی جائے، جلد از جلد ادائیگی کی کوشش کرے، حج کے بارے میں احادیث میں بہت تاکید اور باوجود قدرت واستطاعت کے نہ کرنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن کے کتاب المناسک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ جلدی کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن کے ابواب الحج، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص زاد راہ اور سواری کا مالک ہو کہ وہ اسے بیت اللہ تک پہنچادے تو اس کے یہودی، یا نصرانی مرجانے میں (اور بغیر حج کیے مرجانے میں) کوئی فرق نہیں اور یہ (وعید) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کی خوشنودی کے لیے لوگوں پر کعبہ کا حج ضروری ہے، جو وہاں تک جاسکتا ہو۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں فرماتے ہیں کہ استطاعت کے باوجود فرضیت کا منکر ہونے کی وجہ سے حج نہیں کیا تو یہود ونصاریٰ کے ساتھ کفر میں مشابہت ہوگی اور اگر کاہلی وسستی کی وجہ سے بغیر عذر کے حج نہیں کیا تو مشابہت گناہ میں ہوگی۔

حدیث بالا کا مضمون ایک اور حدیث میں بھی وارد ہوا ہے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو حج کرنے سے کوئی کھلی ہوئی ضرورت، یا کوئی ظالم بادشاہ، یا کوئی معذور کردینے والا مرض نہ روکے اور وہ بغیر حج کیے مرجائے تو اسے اختیار ہے، چاہے یہودی مرے، چاہے نصرانی مرے۔

یہود ونصاریٰ کے ساتھ تشبیہ کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ تارک حج کو یہودی اور نصرانی کے ساتھ مشابہ قرار دینے میں نکتہ یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ نماز تو پڑھتے تھے لیکن حج نہیں کرتے تھے۔

بَاب:70 سَفَرِ الْمَرْاَةِ مَعَ مَحْرَمٍ اِلٰى حَجٍّ وَغَيْرِهِ

عورت حج وغیرہ کا سفر اپنے محرم کے ساتھ کرے

910- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ

حدیث 910: بخاری (1036) ابوداؤد (1726) ترمذی (1170) ابن ماجہ (2898) مؤطا (1766) دارمی (2678) احمد (3221) ابن حبان (2718) ابن خزیمہ (2521) مستدرک (1615) بیہقی (5188) ابویعلی (1166) معجم کبیر (12202) دارقطنی (32)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ ثَلَاثًا اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' کوئی عورت محرم کے بغیر تین دن تک (کی مسافت کے برابر) سفر نہ کرے۔

911- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْاُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ جَمِيْعًا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ بَكْرٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِىْ رِوَايَتِهٖ عَنْ اَبِيْهِ ثَلَاثَةً اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔تاہم اس کے الفاظ میں کچھ فرق ہے۔

912- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تین راتوں کی مسافت (کے برابر) کا سفر کسی محرم کے بغیر کرے۔

913- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ وَهُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيْثًا فَاَعْجَبَنِىْ فَقُلْتُ لَهٗ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ اَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِىْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا اَوْ زَوْجُهَا

✧✧ قزعہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سُنی جو مجھے بہت پسند آئی' میں نے ان سے پوچھا' کیا آپ نے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے؟ تو انہوں نے دریافت کیا' کیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی ایسی بات بیان کروں گا جو میں نے آپ سے نہ سُنی ہو؟ (قزعہ کہتے ہیں) میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہوئے سنا ہے:

''(ثواب کے حصول کے لیے) صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے۔میری یہ مسجد' مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ''

(حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کوئی عورت اپنے محرم یا شوہر کے بغیر دو دن سے زیادہ لمبا سفر نہ کرے۔

914- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِىَّ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعًا فَاَعْجَبْنَنِىْ وَآنَقْنَنِىْ نَهٰى اَنْ تُسَافِرَ الْمَرْاَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَّاقْتَصَّ بَاقِىَ الْحَدِيْثِ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی چار باتیں سنی ہیں جو مجھے بہت پسند ہیں (ایک یہ کہ) کوئی عورت اپنے شوہر یا محرم کے بغیر دو دن سے زیادہ لمبا سفر نہ کرے۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد پوری حدیث ہے۔

915 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ ثَلَاثًا اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: کوئی عورت محرم کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے۔

916 - وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ امْرَاَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' عورت محرم کے ساتھ ہی تین دن سے زیادہ لمبا سفر کرے۔

917 - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

918 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ لَيْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُوْ حُرْمَةٍ مِنْهَا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: کسی مسلمان عورت کے لیے کسی محرم مرد کی ہمراہی کے بغیر ایک رات (کی مسافت کے برابر) سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

919 - وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے کسی محرم کے بغیر ایک دن (کی مسافت کے برابر) سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

920 - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ

حدیث 918: بخاری (1036) ابوداؤد (1726) ترمذی (1170) نسائی (3525) ابن ماجہ (2898) مؤطا (1766) دارمی (2678) احمد (3231) ابن حبان (2718) ابن خزیمہ (2521) مستدرک (1615) بیہقی (5188) ابویعلیٰ (1166) معجم کبیر (12202) دارقطنی (32)

اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ عَلَیْهَا

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی محرم کے بغیر ایک دن اور رات (کی مسافت کے برابر) سفر کرے۔

921- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِیُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ یَعْنِی ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا سُهَیْلُ بْنُ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: کسی محرم کے بغیر تین دن (کی مسافت کے برابر) سفر کرنا کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے۔

922- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ كُرَیْبٍ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ قَالَ اَبُوْ كُرَیْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا یَكُوْنُ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ فَصَاعِدًا اِلَّا وَمَعَهَا اَبُوْهَا اَوِ ابْنُهَا اَوْ زَوْجُهَا اَوْ اَخُوْهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے والد' بیٹے' شوہر' بھائی یا کسی اور محرم کے بغیر ایسا سفر کرے جو تین دن یا اس سے زیادہ (مسافت پر مشتمل) ہو۔

923-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

924- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْیَانَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ یَقُوْلُ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ وَّلَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِیْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاِنِّیْ اكْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبے کے دوران یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے' عورت کے محرم کی غیر موجودگی میں کوئی (غیر محرم) اس کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی حج کے لیے جانا چاہتی

حدیث922: بخاری(1036) ابوداؤد(1726) ترمذی(1170) نسائی(3525) ابن ماجہ(2898) موطا(1766) دارمی(2678) احمد(3231) ابن حبان(2718) ابن خزیمہ(2521) مستدرک(1615) بیہقی(5188) ابویعلی(1166) معجم کبیر(12202) دارقطنی(32)

حدیث924: بخاری(1036) ابو داؤد(1726) ترمذی(1170) نسائی(3525) ابن ماجہ(2898) موطا(1766) دارمی(2678) احمد(3231) ابن حبان(2718) ابن خزیمہ(2521) مستدرک(1615) بیہقی(5188) ابویعلی(1166) معجم کبیر(12202) دارقطنی(32)

ہے میرا فلاں جنگ میں شریک ہونے کا ارادہ ہے تو آپ نے فرمایا: تم اپنی بیوی کے ساتھ حج کے لیے جاؤ۔

925-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

926-وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ الْمَخْزُومِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ منقول نہیں ہے "عورت کے محرم کی غیر موجودگی میں کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے"۔

عورت کے لئے محرم کے بغیر حج پر جانے کی ممانعت کا بیان:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے (یعنی اجنبی مرد وعورت کسی جگہ تنہا جمع نہ ہوں) اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! فلاں غزوہ میں میرا نام لکھا جا چکا ہے (یعنی فلاں جہاد جو درپیش ہے اور وہاں جو لشکر جانے والا ہے اس میں میرا نام بھی لکھا جا چکا ہے کہ میں بھی لشکر کے ہمراہ جاؤں) اور حالانکہ میری بیوی نے سفر حج کا ارادہ کر لیا ہے؟ تو کیا کروں؟ آیا جہاد کو جاؤں اور بیوی کو اکیلا حج کے لئے جانے دوں یا بیوی کے ساتھ جاؤں اور جہاد میں نہ جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (کیونکہ جہاد میں جانے والے تو بہت ہیں لیکن تمہاری بیوی کے ساتھ جانے والا تمہارے علاوہ اور کوئی محرم نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

اجنبی عورت ومرد کے لئے حرام ہے کہ وہ تنہائی میں یک جا ہوں۔ اسی طرح عورت کو بقدر مسافت سفر (یعنی ۴۸ میل یا ۷۸ کلومیٹر) یا اس سے زائد مسافت میں خاوند یا محرم کے بغیر سفر کرنا حرام ہے حتیٰ کہ سفر حج میں بھی عورت کے لئے اس کے خاوند یا کسی محرم کا ساتھ ہونا وجوب حج کے لئے شرط ہے یعنی عورت پر حج اسی وقت فرض ہوتا ہے جب کہ اس کے ساتھ خاوند یا محرم ہو۔

جمہور علماء کا اتفاق یہ ہے کہ عورت پر حج کے وجوب کے لئے اصل قاعدہ یہ ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔ یہ عورت کی عزت افزائی کے لئے ہے تا کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص رہے جو اس کی نگہداشت، تحفظ، اور خدمت کی ذمہ داری انجام دے سکے۔

عورت کے لئے شرط محرم میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف:

علامہ نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ عورت کا محرم کے بغیر حج پر جانے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ ہے ایک شخص کے ساتھ بہت ساری عورتیں ہوں وہ ان سب کا محرم ہو تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اس عورت کے ساتھ بہت ساری ثقہ عورتیں ہوں تو اس کے بارے میں دو روایات ہیں۔ جس کو امام بغوی اور دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے۔ کہ سفر حج کے لئے جائز ہے۔ جبکہ دوسری روایت جس میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ سے نص بیان کی گئی ہے اس میں یہ ہے بہ اتفاق یہ سفر جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث عبداللہ بن عمر

رضی اللہ عنہما سے استدلال کا تقاضہ یہی ہے۔ (مجموع، ج ۷، ص ۵۶، بیروت)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ جب کوئی اجنبی شخص اجنبی عورت سے تیسرے کے بغیر خلوت کرے تو علماء کرام اس کی حرمت پر متفق ہیں، اور اسی طرح اگر اس کے ساتھ چھوٹی عمر کا بچہ ہو جس سے شرم نہ آتی ہو تو حرام خلوت زائل نہیں ہوتی۔

اور شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ کہ جس شخص سے خلوت زائل ہوسکتی ہے اسے بڑی عمر کا ہونا ضروری ہے لہٰذا بچہ کی موجودگی کافی نہیں ہوگی، اور بعض عورتیں جو یہ گمان کرتی ہیں کہ جب ان کے ساتھ کوئی بچہ ہو تو خلوت زائل ہو جاتی ہے ان کا یہ گمان غلط ہے۔ (مجموع الفتاوی ۱۰/۵۲)

علامہ محمد امین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ یہ دونوں اس بنا پر ہیں کہ خاوند یا محرم کا ہونا نفس وجوب کے لیے شرط ہے یا وجوب ادا کے لیے، فتح میں جو مختار ہے وہ یہ ہے کہ صحت اور راہ پر امن ہو تو وجوب ادا کے لیے شرط ہے، اگر مرض یا راستہ کا خوف مانع ہے تو حج کے بارے میں وصیت لازم ہوگی یا خاوند اور محرم نہیں تو محرم کی عدم موجودگی میں نکاح کرنا ضروری ہوگا، اور پہلے قول پر ان میں سے کوئی چیز بھی واجب نہیں جیسا کہ بحر اور نہر میں ہے، بدائع نے اول کو صحیح بتایا اور نہایہ نے قاضی خاں کی اتباع میں دوسرے کو ترجیح دی ہے، اور فتح میں بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۲ ص ۱۵۸، مجتبائے دہلی)

اگر کسی عورت کا محرم نہ ہو تو اس کے بارے فقہی مذاہب اربعہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے شیخین کی یہ روایت بھی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ: " کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی میں نہ رہے، اور کوئی عورت ہرگز محرم کے بغیر سفر نہ کرے " پس ایک شخص کھڑا ہوا اور اُس نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے فلاں غزوہ میں شرکت کا ارادہ کیا ہے، اور میری بیوی حج کے لئے نکلی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو"۔

لیکن علماء کے درمیان اُس عورت کے سلسلہ میں اختلاف ہوا ہے جس کا شوہر نہ ہو اور اُس کا کوئی محرم اُس کے ساتھ نکلنے کے لئے آمادہ نہ ہو۔ ایک جماعت کی یہ رائے نقل کی گئی ہے کہ وہ عورت حج نہیں کرے گی، احناف کا یہی فتویٰ ہے، مالک، شافعی اور ایک جماعت کی رائے یہ ہے وہ پُرامن والی رفاقت کے ساتھ سفر کرے گی جیسا کہ شیخ جیطالی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

امام بخاری اور مسلم رحمہم اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کوئی شخص بھی کسی عورت سے محرم کے بغیر خلوت نہ کرے، اور محرم کے بغیر کوئی عورت بھی سفر نہ کرے، تو ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری بیوی حج کے لیے جا رہی ہے اور میں نے فلاں غزوہ میں اپنا نام لکھوا رکھا ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ جا کر حج کرو)۔

امام حسن، امام نخعی، امام احمد، اسحاق، ابن منذر، اور دیگر فقہاء کا بھی یہی قول ہے، اور مندرجہ بالا آیت اور عورت کو بغیر محرم اور خاوند سے سفر کی نہی والی احادیث کے عموم کی بنا پر صحیح قول بھی یہی ہے۔

اور امام شافعی، امام مالک، اوزاعی رحمہم اللہ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور ہر ایک نے ایک شرط رکھی ہے۔

شرط محرم میں فقہ حنفی کی ترجیح میں دلائل کا بیان:

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ ابْنُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا"

اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے باپ یا اپنے بھائی یا اپنے شوہر یا اپنے بیٹے یا کسی محرم کے بغیر تین دن یا اس سے زیادہ سفر کرے۔

انہوں نے یہ بھی روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ غزوے میں شریک ہے اور اس کی بیوی حج کے لئے چلی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہ فرمایا "حج مع امرأتك"، اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

ان دونوں اور دیگر نصوص کی روشنی میں عورت کے لئے حج فرض ہونے کی محرم کی شرط کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک شوہر یا محرم کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کی شرط نہیں بلکہ اس کی حفاظت شرط ہے۔ اور آپکے ساتھیوں نے کہا کہ شوہر یا محرم یا قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ ہونے سے تحفظ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اگر عورت بھی ساتھ ہو تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ اور کبھی اتنا امن اور حفاظت ہوتی ہے کہ کسی کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ خود قافلے کے ساتھ اکیلی ہی محفوظ ہوتی ہے۔

اور مالکیوں کے نزدیک اگر امن یقینی ہو تو عموماً سفر کے لئے محرم کی شرط نہیں، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کے نزدیک عورت پر حج فرض ہونے کے لئے شوہر اور محرم کا ہونا شرط ہے۔ اور انہی سے ایک روایت میں ہے کہ فریضہ حج کے لئے یہ شرط نہیں۔

ابن حزم نے اپنی کتاب المحلی میں اسکو ترجیح دی کہ سفر حج میں شوہر اور محرم کی موجودگی واجب نہیں ہے۔ اور اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی اسے نہ ملے تو وہ حج کرلے اس پر کوئی گناہ نہیں۔

اور جنہوں نے شوہر اور محرم کی موجودگی کی شرط رکھی وہ صرف عورت کو انکے بغیر سفر کرنے کی وجہ سے گناہ اور حرج کو ختم کرنے کے لئے ہے۔ لیکن اگر وہ انکے بغیر حج کے لئے گئی تو اگر (حج) کے ارکان اور شروط پوری ہوں تو اسکا حج صحیح ہے اور اس سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اور محرم کے ساتھ اسے لوٹانا ضروری نہیں ہے اگرچہ شرط لگانے والوں کے نزدیک وہ شوہر یا محرم یا ان دونوں کے قائم مقام کے بغیر نکلنے کی وجہ سے گناہگار ہے۔

سفر میں عورت کے لئے شوہر یا محرم کی موجودگی کی شرط میں حکمت یہ ہے کہ اسے دوران سفر تحفظ فراہم ہو۔ اور ان امور کے پورا کرنے میں اسے مدد حاصل ہو جن میں اختلاط یا تھکن کی وجہ سے اسے ضرورت ہوتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اب وسائل سفر میں ترقی، وطن سے دوری کی مدت میں کمی، آرام آسائش کی فراہمی اور امن امان قائم ہونے کی وجہ سے اس زمانے میں ماضی کے مقابلے میں شعائر حج آسانی سے ادا کئے جاتے ہیں. اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت کے اکیلے سفر سے متعلق، خاص حدیث مبارکہ سمجھنے میں ان تمام چیزوں کا اثر ہونا چاہئے۔

صحیح بخاری میں عدی بن حاتم کی صحیح حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیان فرمایا: "یستتب الأمن حتى ترتحل الظعينة من الحيرة وتطوف بالكعبة لا تخاف إلا الله".

"کہ اس طرح امن قائم کرے یہاں تک کہ عورت پالکی میں سفر کرے، وہ خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرے"۔

ائمہ اربعہ کے فقہی دلائل کے بعد یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ فقہ حنفی نے عورت کے لئے یہ شرط اس کی ناموس کی خاطر سخت کی ہے۔ اور یقیناً اس میں نرمی کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ اسی وجہ سے عورت نماز باجماعت کی بہ جائے گھر میں، جمعہ وعیدین کا عدم وجوب ،جہاد کی عدم فرضیت، اشاعت وتبلیغ کے ذرائع مسدود ومحدود وغیرہ بہت سے احکام ہیں جس طرح نماز جنازہ کا واجب نہ ہونا ہے۔ لہٰذا ان تمام احکام کے موافقت ومطابقت فقہ حنفی کے دلائل زیادہ رکھنے والے ہیں۔ اسی لئے ہم نے اس کی ترجیح کو بیان کیا ہے۔

بَاب: 71 اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ إِذَا رَكِبَ دَابَّتَهُ مُتَوَجِّهًا لِسَفَرِ حَجٍّ أَوْ غَيْرِهِ وَبَيَانِ الْأَفْضَلِ مِنْ ذٰلِكَ

جب انسان سواری پر سوار ہو کے سفر حج یا کسی اور سفر کے لیے روانہ ہونے لگے تو اس وقت (اللہ تعالیٰ کا) ذکر کرنا مستحب ہے۔ (سفر کی) افضل دعا کا بیان

927- وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ عَلَّمَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ) اللّٰهُمَّ نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹ سفر کے لیے روانہ ہونے لگتا تو آپ تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے:

"سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ) اللّٰهُمَّ نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ ."

"پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کیا ورنہ ہم تو اسے قابو میں نہیں کر سکتے تھے اور بے شک ہم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں واپس لوٹ جائیں گے۔ اے اللہ! میں اپنے اس سفر کے دوران تجھ سے نیکی تقویٰ اور اس

حدیث 927: ترمذی (3447) احمد (930) ابن خزیمہ (2542) مستدرک (3004)

عمل کا سوال کرتا ہوں جس سے تو راضی ہو جائے۔ اے اللہ! اس سفر کو ہمارے لیے آسان کر دے اور ہمارے لیے اس کی مسافت کو کم کر دے۔ اے اللہ! سفر میں تو ہی ہمارا رفیق ہے (اور ہماری غیر موجودگی میں) ہمارا گھر والوں کا تو ہی نگران ہے۔ اے اللہ! سفر کی تکلیف' پریشانی اور واپسی پر مال یا اہل و عیال کے نقصان سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(راوی کہتے ہیں) سفر سے واپسی پر بھی نبی اکرم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ کرتے تھے۔

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

"(ہم) واپس آنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں' اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں۔"

928- وَحَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَرْجِسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَسَافَرَ یَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی تکلیف' کسی بُری صورتِ حال کا سامنا کرنے' راحت کے بعد تکلیف' مظلوم کی بددعا (اور واپسی پر) اپنے اہلِ خانہ یا مال کے بارے میں کسی بُرے منظر (کو دیکھنے) سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

929-وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ ح وَحَدَّثَنِیْ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَاحِدِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَفِیْ رِوَایَةِ مُحَمَّدِ بْنِ خَازِمٍ قَالَ یَبْدَاُ بِالْاَهْلِ اِذَا رَجَعَ وَفِیْ رِوَایَتِهِمَا جَمِیْعًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب: 72 مَا یُقَالُ اِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِ الْحَجِّ وَغَیْرِهٖ

حج وغیرہ کے سفر سے واپسی پر کیا دعا پڑھی جائے؟

930- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا یَحْیٰی وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُیُوْشِ اَوِ السَّرَایَا اَوِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اِذَا اَوْفٰی عَلٰی ثَنِیَّةٍ اَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

حدیث928: ابوداؤد (2598) ترمذی (3439) نسائی (5498) ابن ماجہ (3888) داری (2672) احمد (9597) ابن خزیمہ (2533) بیہقی (10083)

حدیث930: احمد (15414)

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر' جنگ' حج یا عمرے سے واپس آتے تو جب کسی ٹیلے یا ہموار میدان میں پہنچتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے :

''اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے' وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے' ہر طرح کی حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ (ہم) لوٹ کر آنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں' سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے خاص بندے کی مدد کی اور اسی نے (کفار کے) لشکروں کو ہزیمت سے دوچار کیا۔

931- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَّا حَدِيثَ أَيُّوبَ فَإِنَّ فِيهِ التَّكْبِيرَ مَرَّتَيْنِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

932- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَبُو طَلْحَةَ وَصَفِيَّةُ رَدِيفَتُهُ عَلٰى نَاقَتِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ قَالَ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آ رہے تھے' میں اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (آپ کی زوجہ محترمہ) سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں۔ جب ہم مدینے کے قریب پہنچے تو آپ نے دعا کی:

''(ہم) واپس آنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں' اپنے پروردگار کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔''

(حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) مدینہ منورہ میں داخل ہونے تک آپ یہی کلمات دوہراتے رہے۔

933- وَحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

حدیث 932: بخاری (1462) نسائی (2660) مؤطا (337) احمد (5595) ابن خزیمہ (2616) بیہقی (10047) ابویعلیٰ (5460) معجم کبیر (13172)

بَاب: 73 اسْتِحْبَابِ النُّزُوْلِ بِبَطْحَآءِ ذِی الْحُلَيْفَةِ وَالصَّلٰوةِ بِهَا اِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ وَغَيْرِهِمَا فَمَرَّ بِهِمَا

حج یا عمرہ کرنے کے لیے یا اس کے علاوہ جب کوئی شخص ذوالحلیفہ سے گزرے تو وہاں پڑاؤ کر کے نماز پڑھنا مستحب ہے

934- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِیْ بِذِی الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں اپنی سواری کو بٹھایا اور وہاں نماز ادا کی۔ (راوی کہتے ہیں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

935- وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْمِصْرِیُّ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنِيْخُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِیْ بِذِی الْحُلَيْفَةِ الَّتِیْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنِيْخُ بِهَا وَيُصَلِّیْ بِهَا

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذوالحلیفہ میں وہیں اپنی سواری کو بٹھایا کرتے تھے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو بٹھا کے نماز ادا کی تھی۔

936- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِیُّ حَدَّثَنِیْ اَنَسٌ يَعْنِیْ اَبَا ضَمْرَةَ عَنْ مُّوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِیْ بِذِی الْحُلَيْفَةِ الَّتِیْ كَانَ يُنِيْخُ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ نافع بیان کرتے ہیں' جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حج یا عمرے کے سفر کے دوران ذوالحلیفہ سے گزرتے تو اپنی سواری کو وہاں بٹھاتے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو بٹھایا کرتے تھے۔

937- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِی ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُّوْسٰى وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ فِیْ مُعَرَّسِهٖ بِذِی الْحُلَيْفَةِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ

✧✧ سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصے میں ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ کو بتایا گیا کہ آپ برکت والی زمین (ذوالحلیفہ) میں پہنچے ہیں۔

938- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ وَسُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ وَاللَّفْظُ لِسُرَيْجٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ وَهُوَ فِیْ

حدیث 937: بخاری (1462) نسائی (2660) مؤطا (337) احمد (5595) ابن خزیمہ (2616) بیہقی (10047) ابویعلی (5460) معجم کبیر (13172)

مُعَرَّسِهٖ مِنْ ذِی الْحُلَیْفَةِ فِیْ بَطْنِ الْوَادِیْ فَقِیْلَ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ قَالَ مُوْسٰی وَقَدْ اَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یُنِیْخُ بِهٖ یَتَحَرّٰی مُعَرَّسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بِبَطْنِ الْوَادِیْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ وَسَطًا مِنْ ذٰلِكَ

✧✧ سالم بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ کو بتایا گیا کہ آپ مبارک سرزمین پر ہیں۔

(راوی کہتے ہیں) سالم نے ہمارے ساتھ اپنے اونٹ کو اسی جگہ بٹھایا' جہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے اور بطورِ خاص اس جگہ کو تلاش کرتے تھے جہاں نبی اکرم ﷺ رات کے وقت ٹھہرے تھے' وہ جگہ اس مسجد سے کچھ نیچے ہے جو مسجد وادی کے درمیان میں موجود ہے اور وہ جگہ مسجد اور قبلہ کے بالکل درمیان میں ہے۔

بَاب: 74 لَا یَحُجُّ الْبَیْتَ مُشْرِكٌ وَّلَا یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ وَّبَیَانِ یَوْمِ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ

مشرک بیت اللہ کا حج نہیں کرسکتا اور برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکتا' حج اکبر کی وضاحت

939- وَحَدَّثَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِیْدِ الْاَیْلِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ح وَحَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیَی التُّجِیْبِیُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَعَثَنِیْ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّیْقُ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ اَمَّرَهٗ عَلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِیْ رَهْطٍ یُؤَذِّنُوْنَ فِی النَّاسِ یَوْمَ النَّحْرِ لَا یَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یَقُوْلُ یَوْمُ النَّحْرِ یَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ مِنْ اَجْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حجۃ الوداع سے پچھلے سال جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا' اس سال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن مجھے اور چند دیگر افراد کو لوگوں کے درمیان یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور کوئی برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حمید' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی وجہ سے یہ کہا کرتے تھے کہ قربانی کا دن ہی حج اکبر ہے۔

شرح

ابن قیم کہتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ ہفتے کے دنوں میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے، اور یوم عرفہ و یوم نحر سال کے افضل ترین دن ہیں، اسی طرح لیلۃ القدر، اور جمعہ سے پہلے والی رات بھی افضل ترین راتیں ہیں، اسی لئے جمعہ کے دن یوم عرفہ کی دیگر تمام ایام کے مقابلے میں خصوصیات ہیں، اور اس کی متعدد وجوہات ہیں۔

حدیث 939: بخاری (1543) نسائی (2957) بیہقی (9091) ابویعلی (76)

پہلی وجہ: اس طرح سے دو افضل ترین دن اکٹھے ہوتے ہیں۔

دوسری وجہ: جمعہ کے دن دعا کی یقینی قبولیت کی گھڑی ہے، اور اکثر کا یہی قول ہے کہ وہ عصر کے بعد ہے، اور اسی وقت میں عرفات کا میدان کھڑے ہو کر دعائیں مانگنے والوں سے بھرا ہوتا ہے۔

تیسری وجہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی دن وقوف عرفہ فرمایا تھا، اس طرح آپ کی موافقت بھی ہوتی ہے۔

چوتھی وجہ: جمعہ کے دن ساری دنیا کے لوگ خطبہ اور نماز جمعہ کے لئے جمع ہوتے ہیں، اور یہ وقت عین وہی لحہ ہے جس وقت حجاج کرام عرفات میں موجود ہوتے ہیں، اس طرح پوری دنیا کی مساجد کے لوگوں اور عرفات میں حجاج کے درمیان دعا و گریہ زاری کے لئے ایک ایسی اجتماعیت پیدا ہو جاتی ہے، جو کسی اور دن میں حاصل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

پانچویں وجہ: جمعہ کا دن عید کا دن ہے، اور عرفہ کا دن عرفات میں موجود لوگوں کے لئے عید کا دن ہے، اسی لئے عرفات میں موجود لوگوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا گیا۔

یوم عرفہ، عرفات میں موجود لوگوں کے لئے عید ہے؛ کیونکہ وہ اسی دن اکٹھے ہوتے ہیں، جبکہ دیگر علاقوں کے لوگ آئندہ روز یوم نحر کو جمع ہوتے ہیں، تو ان کے لئے عید کا دن یوم نحر بنا، بات کا مقصد یہ ہے کہ: جس دن یوم عرفہ، اور جمعہ کا دن اکٹھے ہو جائیں تو اس طرح دو عیدیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔

چھٹی وجہ: جمعہ کے دن یوم عرفہ آنے کی وجہ سے اس دن کی موافقت ہوتی ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے نعمت مکمل کرتے ہوئے دین کامل کیا تھا، جیسے کہ صحیح بخاری میں طارق بن شہاب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ: "ایک یہودی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور کہا: امیر المؤمنین! ایک آیت آپ لوگ قرآن میں پڑھتے ہو، اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی، اور ہمیں اس دن کے نازل ہونے کا علم ہوتا تو ہم اسے اپنے لئے عید کا دن بناتے! آپ نے پوچھا: کونسی آیت؟ یہودی نے کہا: (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔ (المائدۃ: 3) تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن، کس جگہ، اور کس بارے میں نازل ہوئی، یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفات میں جمعہ کے دن نازل ہوئی، اور ہم آپ کے ساتھ عرفات میں وقوف کئے ہوئے تھے"

ساتویں وجہ: یہ دن ایک بڑے اجتماع سے بھی موافقت رکھتا ہے، اور بڑے اجتماع سے مراد قیامت کا دن ہے؛ کیونکہ قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی، جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سورج طلوع ہونے کا بہترین دن جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اور اسی میں جنت کا داخلہ ملا، اور اسی دن جنت سے نکالا گیا، اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، اور جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جس میں کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہی عطا فرماتا ہے)۔

آٹھویں وجہ: جمعہ کے دن اور اس سے پہلے والی رات میں مسلمان دیگر ایام کی بہ نسبت زیادہ اطاعت گزاری کرتے ہیں، حتی کہ بدکردار طبقہ بھی جمعہ کے دن اور اس سے پہلے آنیوالی رات کا احترام کرتے ہیں، انکا یہ ماننا ہے کہ: جو شخص بھی اس دن اللہ کی نافرمانی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے مہلت نہیں دیتا بلکہ اسے جلد از جلد سزا سے دوچار فرما دیتا ہے، یہ ایسا معاملہ ہے کہ انہیں اس بات پر

بہت زیادہ یقین ہے، اور انہیں مشاہداتی طور پر بھی اسکا یقین ہو چکا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن عظمت والا ہے، اللہ کے ہاں اسکا بہت بلند مقام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اسے دیگر تمام ایام سے الگ چنا ہے، لہٰذا اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس دن وقوف عرفہ کا امتیاز ہے جو دیگر ایام میں نہیں ہے۔

نویں وجہ: یہ وقوف جنت میں "یوم مزید" کے موافق ہے، اور وہ جمعہ کا دن ہے، چنانچہ جس دن یوم عرفہ جمعہ کے دن ہوا تو اس کی شان کو چار چاند لگ جاتے ہیں، اور خصوصیات بڑھ جاتیں ہیں جو کسی اور میں نہیں ہیں۔

دسویں وجہ: اللہ تعالیٰ یوم عرفہ کی شام کو عرفات میں وقوف کرنے والوں کے قریب ہوتا ہے، اور پھر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ چنانچہ ان وجوہات کی بنا پر جمعہ کے دن وقوفِ عرفہ کو دیگر ایام میں وقوف پر فضیلت دی گئی ہے۔ (زادالمعاد، 1/60 65)

بَاب: 75 فَضْلِ يَوْمِ عَرَفَةَ

عرفہ کے دن کی فضیلت

940- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْاَيْلِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ فَيَقُولُ مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سب سے زیادہ تعداد میں جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ (اس دن) اللہ تعالیٰ اپنے (حج کرنے والے) بندوں کے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے ان بندوں پر فخر کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے' ان لوگوں کا کیا مقصد ہے؟

بَاب: 76 فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

حج اور عمرے کی فضیلت

941- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک درمیان میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج "مبرور" کا بدلہ صرف جنت ہے۔

حدیث940: نسائی (3003) ابن ماجہ (3014) ابن خزیمہ (2827) مستدرک (1705) بیہقی (9263) ابویعلی (4106) دارقطنی (291)

حدیث941: بخاری (1683) ترمذی (933) نسائی (2622) ابن ماجہ (2888) مؤطا (767) دارمی (1795) احمد (7348) ابن حبان (3695) ابن خزیمہ (2513) بیہقی (8506) ابویعلی (6660) معجم کبیر (11429)

942- وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَّاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْاُمَوِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ جَمِيْعًا عَنْ سُفْيَانَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ سُمَىٍّ عَنْ اَبِى صَالِحٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

943- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِى حَازِمٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهُ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اس گھر (بیت اللہ) تک آئے اور اس دوران کوئی بیہودہ بات نہ کرے' کوئی گناہ نہ کرے تو وہ اس حالت میں (گناہوں سے پاک ہوکر) واپس لوٹتا ہے جیسے (اس دن تھا) جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

944- وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِى عَوَانَةَ وَاَبِى الْاَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَّسُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِىْ حَدِيْثِهِمْ جَمِيْعًا مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے آغاز میں یہ الفاظ ہیں جو شخص حج کرے اور اس میں کوئی بیہودہ بات نہ کرے اور کوئی گناہ نہ کرے۔

945- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ اَبِى حَازِمٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب: 77 النُّزُوْلِ الْحُجَّاجِ بِمَكَّةَ وَتَوْرِيْثِ دُوْرِهَا

حاجیوں کا مکہ میں پڑاؤ کرنا اور مکہ کے گھروں کی وراثت کا حکم

946- حَدَّثَنِى اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِى يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ

حدیث943: بخاری (1449) ترمذی (811) نسائی (2627) ابن ماجہ (2889) داری (1796) احمد (7136) ابن حبان (3694) ابن خزیمہ (2514) بیہقی (8950) ابویعلی (6198) دارقطنی (213)

حدیث946: بخاری (2893)' (4032)' (6383) ابو داؤد (2010)' (2909)' (2911) ترمذی (2107)' (2108) ابن ماجہ (2942)' (2729)' (2730) امام مالک (1082)' (1083) داری (2995)' (2997)' (2998) احمد (21800)' (21795)' (21857) ابن حبان (6033)' (5149) حاکم (2944)' (8008)' (4178) بیہقی (12005)' (12003)' (12004) معجم کبیر (391)' (412) دارقطنی (237)' (238)' (7)

شِهَابٍ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَخْبَرَهُ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنْزِلُ فِيْ دَارِكَ بِمَكَّةَ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِّنْ رِبَاعٍ اَوْ دُوْرٍ وَّكَانَ عَقِيْلٌ وَّرِثَ اَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَّلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَّلَا عَلِيٌّ لِاَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيْلٌ وَّطَالِبٌ كَافِرَيْنِ

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' انہوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مکہ میں اپنے گھر میں قیام کریں گے؟ تو آپ نے دریافت کیا' کیا عقیل نے مکہ میں ہمارے لیے کوئی جائیداد یا گھر چھوڑا ہے؟ (راوی کہتے ہیں) عقیل اور طالب جناب ابوطالب کے وارث بنے تھے' جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جناب ابوطالب کی وراثت نہیں ملی کیونکہ یہ دونوں صاحبان مسلمان تھے' جبکہ عقیل اور طالب کافر تھے۔

947- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا وَّذٰلِكَ فِيْ حَجَّتِهٖ حِيْنَ دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مَنْزِلًا

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر جب ہم لوگ مکہ کے قریب پہنچے' تو میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کل آپ کہاں قیام کریں گے؟ تو آپ نے دریافت کیا' کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے؟

948- وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ وَزَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَذٰلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِّنْ مَنْزِلٍ

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' یہ فتح مکہ کے موقع کی بات ہے' انہوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کل ان شاءاللہ آپ کہاں قیام کریں گے؟ تو آپ نے دریافت کیا: کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے؟

بَاب: 78 اِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ

باہر سے آنے والے شخص کا مکہ میں اقامت اختیار کرنا

949- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ وَاَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْاَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ هَلْ سَمِعْتَ فِي الْاِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِلْمُهَاجِرِ اِقَامَةُ ثَلَاثٍ بَعْدَ الصَّدَرِ بِمَكَّةَ كَاَنَّهُ يَقُوْلُ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا

✧✧ عمر بن عبدالعزیز نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' کیا آپ نے مکہ میں اقامت اختیار کرنے کے بارے میں کوئی حدیث سنی ہے؟ تو سائب نے جواب دیا' میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی ہے' آپ نے فرمایا ہے: باہر سے آنے والا شخص (منیٰ سے) واپس آنے کے بعد مکہ میں تین دن تک قیام کرسکتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) گویا آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: وہ اس سے زیادہ قیام نہ کرے۔

950- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَقُوْلُ لِجُلَسَائِهِ مَا سَمِعْتُمْ فِي سُكْنَى مَكَّةَ فَقَالَ السَّائِبُ ابْنُ يَزِيْدَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ اَوْ قَالَ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِيْمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا

✧✧ عمر بن عبدالعزیز نے حاضرین سے دریافت کیا' مکہ میں سکونت اختیار کرنے کے بارے میں آپ حضرات نے کوئی حدیث سُنی ہے؟ تو سائب بن یزید نے جواب دیا' میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی زبانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سُنی ہے' آپ نے فرمایا ہے: باہر سے آنے والا شخص حج ادا کر لینے کے بعد مکہ میں تین دن تک قیام کر سکتا ہے۔

951- وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْاَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثَلَاثُ لَيَالٍ يَمْكُثُهُنَّ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدَرِ

✧✧ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سائب بن یزید سے سوال کیا' تو سائب نے جواب دیا' میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی زبانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سُنی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے (منیٰ سے) واپس آنے کے بعد باہر سے آنے والا شخص مکہ میں تین راتوں تک قیام کر سکتا ہے۔

952- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ وَّاَمْلَاهُ عَلَيْنَا اِمْلَاءً اَخْبَرَنِيْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ اَخْبَرَهُ اَنَّ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ اَخْبَرَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَكْثُ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثٌ

✧✧ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: باہر سے آنے والا شخص اپنے مناسک ادا کر لینے کے بعد مکہ میں تین دن تک ٹھہر سکتا ہے۔

953-وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب: 79 تَحْرِيْمِ صَيْدِ مَكَّةَ وَغَيْرِهِ

مکہ وغیرہ میں شکار کرنا حرام ہے

954- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ

حدیث 954: بخاری (1284)' (1510)' (1652) ابوداؤد (1945) ترمذی (2159)' (3087)' (1406) نسائی (2875)' (2892) ابن ماجہ (3109)' (3055)' (3931) احمد (2036)' (11779)' (14405) ابن حبان (3720) ابن خزیمہ (2808)' (2973) حاکم (5982)' (3276)' (2327) بیہقی (11898)' (9395)' (9724) ابویعلی (1622) معجم کبیر (10943)' (11927)' (3572) دارقطنی (109)' (223)' (224)

فَانْفِرُوْا وَقَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب (مکہ سے) ہجرت باقی نہیں رہی البتہ جہاد اور نیت باقی ہے جب تمہیں جہاد کے لیے پکارا جائے تو روانہ ہو جاؤ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس دن اس شہر کو قابلِ احترام قرار دیا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت یہ قیامت تک قابلِ احترام رہے گا' مجھ سے پہلے کسی کے لیے بھی اس میں جنگ کرنا جائز نہیں تھا اور میرے لیے بھی دن کے ایک مخصوص حصے میں اسے جائز قرار دیا گیا اب یہ اللہ کے حکم کے تحت قیامت تک قابلِ احترام ہے اس کے کانٹوں کو توڑا نہیں جاسکتا اس کے شکار کو بھگایا نہیں جاسکتا اور اس میں گری ہوئی چیز کو اُٹھایا نہیں جاسکتا البتہ اعلان کر کے (مالک تک پہنچانے کے لیے) اسے اُٹھایا جاسکتا ہے اس کی گھاس نہیں کاٹی جاسکتی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ''اذخر'' (کاٹنے کی اجازت دیں) کیونکہ یہ لوہاروں وغیرہ کے کام آتی ہے اور گھروں میں استعمال ہوتی ہے' تو آپ نے فرمایا: ''اذخر'' (کاٹنے کی اجازت ہے۔)

955- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَقَالَ بَدَلَ الْقِتَالِ الْقَتْلَ وَقَالَ لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے الفاظ کچھ مختلف ہیں۔

956- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِيْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ اَنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِاَبِيْ شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا اَبَا شُرَيْحٍ اِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ

✧✧ سعید کہتے ہیں' جب عمرو بن سعید مکہ مکرمہ کی طرف لشکر روانہ کرنے لگا' تو حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا' اے امیر! آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں آپ کو ایک بات بتاؤں' فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی جسے

حدیث 956: بخاری (104)' (1735)' (4044) ترمذی (809) نسائی (2876) احمد (27208) بیہقی (13152)' (18563) معجم کبیر (484)

میرے کانوں نے سنا اور ذہن نے محفوظ کرلیا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو یہ کہتے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ نے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے' اسے لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا' اس لیے اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے کسی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ یہاں خون بہائے یا یہاں کا درخت کاٹے' اگر کوئی شخص اللہ کے رسول کے یہاں جنگ کرنے کو اپنے حق میں دلیل کے طور پر پیش کرے تو تم اسے بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ اجازت عطا کی تھی' تمہیں اجازت عطا نہیں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی دن کے ایک مخصوص حصے میں یہ اجازت عطا کی تھی' لہٰذا آج اس کی وہی حرمت واپس آ گئی ہے جو کل تھی' ہر موجود شخص غیر موجود تک یہ پیغام پہنچا دے۔

(راوی کہتے ہیں) حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا' عمرو بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا؟ تو انہوں نے جواب دیا' عمرو بولا' اے ابوشریح! مجھے اس بات کا تم سے زیادہ پتہ ہے' لیکن حرم کسی گناہ گار' مغرور' قاتل اور مفرور چور کو پناہ نہیں دیتا۔

957- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ جَمِيْعًا عَنِ الْوَلِيْدِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيْرٍ حَدَّثَنِي اَبُوْسَلَمَةَ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ وَّاِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ وَّمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُّفْدٰى وَاِمَّا اَنْ يُّقْتَلَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّا نَجْعَلُهُ فِيْ قُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَامَ اَبُوْشَاهٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ قَالَ الْوَلِيْدُ فَقُلْتُ لِلْاَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِيْ سَمِعَهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مکہ کی فتح عطا کی تو آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا' لیکن اپنے رسول اور اہلِ ایمان کو مکہ پر تسلط عطا کر دیا۔ (مکہ میں جنگ و جدال) مجھ سے پہلے کسی کے لیے جائز نہیں تھا' میرے لیے بھی دن کے ایک مخصوص حصے میں جائز ہوا اور میرے بعد کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہوگا' لہٰذا یہاں شکار نہ کیا جائے' یہاں کے کانٹے نہ توڑے جائیں' یہاں کی گری ہوئی چیز کو اُٹھایا نہ جائے البتہ (مالک تک پہنچانے کے لیے اُٹھایا جا سکتا ہے)' اگر کسی شخص کا کوئی عزیز قتل ہو جائے تو اسے اختیار ہے کہ وہ فدیہ وصول کرے یا (قاتل کو قصاص میں) قتل کر دیا جائے۔ (راوی کہتے ہیں) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ''اذخر'' (کاٹنے کی اجازت دیں)۔ کیونکہ ہم اسے قبروں پر اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ''اذخر'' (کاٹنے کی اجازت ہے) یمن کے رہنے والے ایک صاحب ''ابوشاہ'' کھڑے ہوئے اور درخواست

حدیث 957: بخاری (112)' (2302) ابوداؤد (4504)' (2017)' (2018) ترمذی (1405) دارمی (2600) احمد (15445)' (8352) ابن حبان (3715) حاکم (6633) بیہقی (15818)' (15842)' (9624) معجم کبیر (209) دارقطنی (60)

کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ احکام میرے لیے لکھوادیں تو آپ نے حکم دیا: انہیں ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔

(راوی) ولید کہتے ہیں: میں نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا' ابوشاہ نے کیا چیز لکھنے کی فرمائش کی تھی؟ تو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا' وہ خطبہ جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنا تھا۔

958- حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى أَخْبَرَنِي أَبُوْسَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيْلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوْهُ فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ أَلَا وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْبَطُ شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُعْطٰى يَعْنِي الدِّيَةَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيْلِ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُوْشَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِأَبِيْ شَاهٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِيْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے سال بنوخزاعہ نے اپنے ایک مقتول کے بدلے میں بنولیث کا ایک آدمی قتل کردیا اس کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا اور اپنے رسول اور اہلِ ایمان کو اس پر تسلط عطا کردیا۔"

خبردار! (یہاں جنگ کرنا) مجھ سے پہلے کسی کے لیے جائز نہیں تھا اور میرے بعد بھی کسی کے لیے جائز نہیں ہوگا اور میرے لیے بھی یہ صرف دن کے ایک مخصوص حصے میں جائز ہوا تھا اب اس وقت یہ قابلِ احترام ہے یہاں کے کانٹے کو توڑا نہیں جاسکتا یہاں کے درخت کو کاٹا نہیں جاسکتا یہاں کی گری ہوئی چیز کو اُٹھایا نہیں جاسکتا البتہ (مالک تک پہنچانے کے لیے اُٹھایا جاسکتا ہے) اگر کسی کا کوئی عزیز قتل ہوجائے تو اسے اختیار ہے کہ اسے (دیت) ادا کردی جائے یا وہ قصاص لے۔"

(راوی کہتے ہیں) یمن کے ایک صاحب جن کا نام "ابوشاہ" تھا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے یہ احکام لکھوادیں تو آپ نے حکم دیا' ابوشاہ کو لکھ کردے دو۔ (راوی کہتے ہیں) قریش کے کسی صاحب نے درخواست کی "اذخر" (نامی گھاس کاٹنے کی اجازت دیں) کیونکہ ہم اسے اپنے گھروں میں اور قبروں پر استعمال کرتے ہیں: تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اذخر" (کاٹنے کی اجازت ہے)

جنایت کا مفہوم:

حج کے بیان میں جنایت اس حرام فعل کو کہتے ہیں جس کی حرمت احرام یا حرم کے سبب سے ہو اور جس کے مرتکب پر کوئی چیز مثلاً قربانی یا صدقہ بطور جزاء یعنی بطور کفارہ واجب ہوتی ہو۔

جنایات کے احکام:

چنانچہ اس کی کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ اگر محرم اپنے کسی ایک پورے عضو پر خوشبو لگائے یا کوئی خوشبودار چیز کھا کر منہ کو خوشبو دار کرے بشرطیکہ وہ خوشبو خالص ہو اور اس میں کسی دوسری چیز کی آمیزش نہ ہو یا رقیق مہندی کا استعمال کرے خواہ سر میں لگائے یا داڑھی یا ہاتھ وغیرہ میں یا زیتون لگائے یا پورے ایک دن سلے ہوئے کپڑے رواج وعادت کے موافق استعمال کرے یا پورا دن اپنا سر ڈھانکے رکھے یا سر، داڑھی چوتھائی یا اس سے زیادہ منڈوائے یا پوری ایک بغل کے بال یا زیر ناف بال یا گردن کے بالوں کو دور کرے یا دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں یا ایک ہاتھ اور ایک پیر کے ناخن ترشوائے یا طواف قدوم یا طواف صدر حالت جنابت میں کرے یا طواف زیارت (یعنی طواف فرض) بے وضو کرے یا عرفات سے امام سے پہلے واپس آجائے یا سعی چھوڑے یا وقوف مزدلفہ چھوڑ دے یا تمام دنوں کی رمی یا ایک دن کی یا پہلے دن کی رمی نہ کرے،

یا حلق وتقصیر حرم سے باہر کرائے یا احرام کی حالت میں بیوی کا بوسہ لے یا اس کو شہوت کے ساتھ چومے یا حلق وتقصری یا طواف زیارت ایام نحر گزر جانے کے بعد کرے، یا افعال حج کی واجب ترتیب کو بدل دے مثلاً قربانی سے پہلے سر منڈوالے تو ان تمام صورتوں میں اس پر بطور جزاء ایک قربانی واجب ہوگی۔ اور اگر محرم تلبید کرے یعنی اپنے سر کے بال گوند وغیرہ لگا کر جمالے یا قارن ہونے کی صورت میں قربانی سے پہلے حلق یا تقصیر کرائے تو اس پر دو قربانی واجب ہوں گی۔ اور اگر محرم ایک عضو سے کم میں خوشبو استعمال کرے یا ایک دن سے کم اپنا سر ڈھانکے یا سلا ہوا کپڑا پہنے یا سر داڑھی چوتھائی حصہ سے کم منڈوائے یا پانچ ناخن سے کم ترشوائے یا پانچ ناخن مختلف مجلسوں میں ترشوائے یا طواف صدر یا طواف قدوم بے وضو کرے

یا یوم نحر کے بعد تینوں جمرات میں سے کسی ایک جمرہ کی رمی ترک کر دے تو ان سب صورتوں میں اس پر صدقہ واجب ہوگا جس کی مقدار نصف صاع گیہوں ہے۔ اگر محرم کسی عذر یا بیماری کی وجہ سے خوشبو استعمال کرے یا سر منڈوائے یا سلا ہوا کپڑا پہنے تو ان صورتوں میں اسے اختیار ہوگا کہ چاہے تو ایک بکری ذبح کرے چاہے چھ مسکینوں ایک ایک مقدار صدقہ فطر دے اور چاہے تین روزے مسلسل یا غیر مسلسل رکھ لے۔ خوشبو یا خوشبودار پھول یا خوشبودار میوہ سونگھنے سے محرم پر کچھ واجب نہیں ہوتا تاہم یہ مکروہ ہے۔ اگر کوئی محرم جوں مارے تو بطور صدقہ تھوڑی سی کھانے کی چیز مثلاً ایک مٹھی آٹا دے دے بشرطیکہ اس نے وہ جوں اپنے بدن سے یا سر سے یا کپڑے سے نکال کر ماری ہو، اور اگر زمین سے پکڑ کر مارے تو کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔

اور اگر اس نے اپنے کپڑے دھوپ میں اس نیت سے ڈال دیئے کہ اس میں موجود جوئیں مر جائیں اور پھر بہت ساری جوئیں مر جائیں تو اس پر نصف صاع گیہوں کا صدقہ واجب ہوگا۔ ہاں اگر کپڑے کو خشک کرنے کی نیت سے دھوپ میں ڈالے اور جوئیں مارنا اس کا مقصد نہ ہو اور پھر اس صورت میں جوئیں مر جائیں تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔ اگر محرم شکار مارے یا کسی کو شکار کی راہ بتائے یا شکار کی طرف کسی کو متوجہ کرے تو اس پر بطور جزاء اس شکار کی وہ قیمت واجب ہوگی جو دو عادل شخص تجویز کریں اور وہ قیمت اس مقام کے اعتبار سے ہو جہاں شکار مارا گیا ہے ہو یا اس کے قریب تر مقام کے اعتبار سے ہو،

اس بارہ میں محرم کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو وہ اس قیمت سے قربانی کا کوئی جانور خرید کر ذبح ہونے کے لئے حرم بھیج دے چاہے

اس قیمت سے گیہوں وغیرہ خرید کر ہر فقیر کو صدقہ فطر کی ایک مقدار تقسیم کر دے اور چاہے ہر فقیر کی مقدار صدقہ کے عوض ایک ایک روزہ رکھ لے۔

آخر میں یہ بات بھی بتا دینی ضروری ہے کہ ان تمام جنایات کے ارتکاب میں قصداً اور اضطرار علم اور لاعلمی، رغبت اور جبر سب برابر ہے یعنی محرم ممنوعات احرام میں سے جو بھی فعل کرے گا اس پر جزاء بہر صورت واجب ہوگی خواہ اس سے اس فعل کا ارتکاب قصداً ہوا ہو یا بلاقصد اس کے علم کے باوجود ہوا ہو یا اس کی لاعلمی کی وجہ سے اور اس نے وہ فعل اپنی رغبت سے کیا ہو یا کسی دوسرے کی زبردستی کی وجہ سے کیا ہو۔

بَاب:80 النَّهْيِ عَنْ حَمْلِ السِّلَاحِ بِمَكَّةَ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ

کسی ضرورت کے بغیر مکہ میں ہتھیار لے کر جانا منع ہے

960- وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مکہ میں ہتھیار اُٹھا کر چلنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔

بَاب:81 جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ

احرام باندھے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز ہے

961- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنَا الْقَعْنَبِيُّ فَقَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّاَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ فَقَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّقَالَ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهٖ مِغْفَرٌ فَلَمَّا نَزَعَهٗ جَائَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَقَالَ مَالِكٌ نَعَمْ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ فتح مکہ کے سال جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سر پر "خود" (آہنی ٹوپی) پہن رکھی تھی جب آپ نے اسے اُتارا تو ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی' (گستاخ رسول) "ابن خطل" کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے' تو آپ نے حکم دیا' اسے قتل کر دو!

حدیث 960 بخاری (1768)' (6876)' (1771) ابوداؤد (2034)' (2037)' (2038) ترمذی (2127) ابن ماجہ (3109) مالک (1578) احمد (615)' (9807)' (10816) ابن حبان (3738)' (3717) بیہقی (9733)' (9739)' (9740) ابویعلی (263)' (296)' (2151) معجم کبیر (5325)' (6632)' (12678)

حدیث 961: بخاری (1749)' (2879)' (4035) ترمذی (1693) نسائی (2867)' (2868)' (5344) مالک (946) دارمی (1938)' (2456) احمد (12087)' (12704)' (12875) ابن حبان (3719)' (3721)' (3805) ابن خزیمہ (3063) بیہقی (9621)' (12633)' (13151) ابویعلی (3540)' (3541)

962 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَقَالَ يَحْيَى اَخْبَرَنَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ الدُّهْنِيُّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ وَّفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے دن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا اور آپ نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا۔

963 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْاَوْدِيُّ اَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے دن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

964 - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَا اَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

✧✧ جعفر بن عمرو بن حریث اپنے والد کے حوالے سے' اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں (فتح مکہ کے موقع پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا' آپ نے اس وقت سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

965 - وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ قَالَ حَدَّثَنِي وَفِي حَدِيثِ الْحُلْوَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَلَمْ يَقُلْ اَبُوْبَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ

✧✧ جعفر بن عمرو بن حریث اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے' آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا جس کے دونوں کنارے آپ کے دونوں شانوں پر لٹک رہے تھے۔

بَاب: 82 فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَدُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا بِالْبَرَكَةِ وَبَيَانِ تَحْرِيمِهَا وَتَحْرِيمِ صَيْدِهَا وَشَجَرِهَا وَبَيَانِ حُدُوْدِ حَرَمِهَا

مدینہ منورہ کی فضیلت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں برکت ہونے کی دعا کرنا، اس کے حرم ہونے کا بیان، اس میں شکار کرنے کے حرام ہونے اور اس کے "حرم" کی حدود کا بیان

حدیث 962: بخاری (3242) ابو داؤد (4076) ترمذی (1735) نسائی (2869)' (5344)' (5345) ابن ماجہ (2822)' (3585)' (3586) دارمی (1939) احمد (12704)' (13437)' (13542) ابن حبان (3722)' (5425) بیہقی (5772)' (9622)' (9623) ابو یعلیٰ (2146) معجم کبیر (856)

حدیث 963: ابو داؤد (4077) نسائی (5346) ابن ماجہ (2821)' (3587) احمد (18756) بیہقی (5771)' (5770)' (5934) ابو یعلیٰ (1460)

966- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَإِنِّي دَعَوْتُ فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ

◇◇ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو "حرم" قرار دیا تھا اور وہاں رہنے والوں کے لئے دُعا کی تھی۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا۔ اسی طرح میں مدینہ کو "حرم" قرار دیتا ہوں میں یہاں کے "صاع" اور "مد" (یعنی رزق) میں اس سے دُگنی (برکت ہونے) کی دُعا کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لئے کی تھی۔

967-وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا حَدِيثُ وُهَيْبٍ فَكَرِوَايَةِ الدَّرَاوَرْدِيِّ بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ وَأَمَّا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ فَفِي رِوَايَتِهِمَا مِثْلَ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ

◇◇ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔ ایک روایت میں "دُگنی" کا لفظ منقول ہے اور دوسری میں اس کی مانند منقول ہے۔

968- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْمَدِينَةَ

◇◇ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا اور میں ان دونوں کناروں کے درمیانی حصے کو حرم قرار دیتا ہوں (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد "مدینہ منورہ" ہے۔

969- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ خَطَبَ النَّاسَ فَذَكَرَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا فَنَادَاهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ مَا لِي أَسْمَعُكَ ذَكَرْتَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ تَذْكُرِ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَقَدْ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَذَلِكَ عِنْدَنَا فِي أَدِيمٍ خَوْلَانِيٍّ إِنْ شِئْتَ أَقْرَأْتُكَهُ قَالَ فَسَكَتَ مَرْوَانُ ثُمَّ قَالَ قَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ ذَلِكَ

◇◇ نافع بن جبیر بیان کرتے ہیں' مروان بن حکم نے' لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے مکہ اور اہل مکہ (کی فضیلت) اور مکہ کی

حدیث966: بخاری (1768)' (6876)' (1771) ابوداؤد (2034)' (2037)' (2038) ترمذی (2127)' (3921)' (3922) ابن ماجہ (3109)' (3113) مالک (1578)' (1576)' (1577) احمد (615)' (9807)' (10816) ابن حبان (3738)' (3717)' (3751) بیہقی (9733)' (9739)' (9740) ابویعلی (263)' (296)' (2151) معجم کبیر (4325)' (6632)' (12678)

حرمت کا ذکر کیا۔ تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے، اس سے کہا یہ میں کیا سن رہا ہوں؟ کہ تم نے مکہ، اہل مکہ (کی فضیلت) اور مکہ کی حرمت کا ذکر کیا ہے۔ لیکن مدینہ منورہ، اہل مدینہ (کی فضیلت) اور مدینہ کی حرمت کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دونوں کناروں کے درمیانی حصے کو "حرم" قرار دیا ہے اور یہ حکم ہمارے پاس خولانی چمڑے پر، تحریری حالت میں موجود ہے۔

اگر تم چاہو تو میں اسے پڑھ کر سنادوں (نافع بن جبیر کہتے ہیں یہ سن کر) مروان خاموش ہو گیا۔ پھر بولا میں نے بھی اس بارے میں کچھ سنا ہوا ہے۔

970- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِیْ اَحْمَدَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَسَدِیُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو "حرم" قرار دیا تھا اور بے شک میں مدینہ کو "حرم" قرار دیتا ہوں، اس کے دونوں کناروں کے درمیان موجود کسی درخت کاٹا نہیں جا سکتا اور اس کے کسی جانور کو شکار نہیں کیا جا سکتا۔

971- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَیِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا اَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا وَقَالَ الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ لَا يَدَعُهَا اَحَدٌ رَّغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَلَا يَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَجَهْدِهَا اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ

✧✧ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں اس بات کو حرام قرار دیتا ہوں کہ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کسی درخت کو کاٹا جائے یا کسی شکار کو قتل کیا جائے (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا مدینہ لوگوں کے لئے "خیر" (سب سے زیادہ بہتر) ہے کاش! انہیں اس بات کا پتہ چل جائے، جو شخص اس سے منہ موڑ کے اسے چھوڑ دے گا، اللہ تعالیٰ اس میں، اس کی جگہ دوسرے شخص کو لے کر آئے گا، جو اس سے بہتر ہو اور جو شخص یہاں کی بھوک پیاس اور پریشانی پر صبر کرے گا (قیامت کے دن) میں اس کی شفاعت کروں گا (راوی کو شک ہے) کہ شاید آپ نے یہ کہا تھا، میں اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

حدیث 970: بخاری (1774)' (3187)' (3856) ترمذی (3921)' (3922) ابن (3113) مالک (1576)' (1577)' (1579) احمد (7217)' (7469)' (7740) ابن حبان (3751) بیہقی (9732) (9737)' (9742) ابو یعلیٰ (2151)' (2524)' (1010) معجم کبیر (4325)' (4326)' (4327)

حدیث 971: بخاری (1771)' (3001)' (3008) ابوداؤد (2034) ترمذی (2127) ابن ماجہ (3109)' (3114) احمد (615)' (798)' (874) ابن حبان (3717)' (3737) بیہقی (9731)' (9733)' (9740) ابو یعلیٰ (263)' (296)' (448) معجم کبیر (4323)' (4324)' (4325)

972- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ الْاَنْصَارِىُّ اَخْبَرَنِىْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَّزَادَ فِى الْحَدِيثِ وَلَا يُرِيدُ اَحَدٌ اَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَالَهُ اللّٰهُ فِى النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ اَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِى الْمَآءِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں جو شخص اہل مدینہ کو کوئی تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ جہنم میں اسے اس طرح پگھلا دے گا۔جیسے سیسہ پگھل جاتا ہے(راوی کہتے ہیں یا شاید آپ نے یہ فرمایا تھا) جیسے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔

973- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنِ الْعَقَدِىِّ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ سَعْدًا رَكِبَ اِلٰى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا اَوْ يَخْبِطُهُ فَسَلَبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَآئَهُ اَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوهُ اَنْ يَّرُدَّ عَلٰى غُلَامِهِمْ اَوْ عَلَيْهِمْ مَا اَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى اَنْ يَّرُدَّ عَلَيْهِمْ

✧✧ عامر بن سعد بیان کرتے ہیں' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ''عقیق'' (نامی آبادی میں موجود) اپنے گھر گئے۔ راستے میں انہوں نے دیکھا کہ ایک غلام درخت کاٹ رہا ہے(راوی کہتے ہیں یا شاید یہ دیکھا) کہ کانٹے توڑ رہا ہے۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے سامان چھین لیا۔جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس آئے تو اس غلام کے مالک آپ کے پاس آئے اور آپ سے درخواست کی کہ آپ وہ سامان اس غلام یا اس کے مالکوں کو واپس کر دیں جو آپ نے اس غلام سے چھینا تھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' معاذ اللہ! میں اسے وہ چیز واپس کر دوں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا کی ہے(یعنی آپ کے فرمان کی بدولت مدینے کی حرمت کا خیال رکھتے ہوئے میں نے حاصل کی تھی' راوی کہتے ہیں) تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وہ سامان واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

974- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ اِسْمٰعِيلَ قَالَ ابْنُ اَيُّوبَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ اَبِىْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِىْ طَلْحَةَ الْتَمِسْ لِىْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِىْ فَخَرَجَ بِىْ اَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِىْ وَرَآئَهُ فَكُنْتُ اَخْدُمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ وَقَالَ فِى الْحَدِيثِ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا بَدَا لَهُ اُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ اِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِىْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا مجھے کوئی بچہ لا کر دو جو میری خدمت کیا کرے۔(حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور ساتھ لے کر آ گئے۔میں نے (سفر کے دوران) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر پڑاؤ میں خدمت کرنا شروع کر دی (اس سے روایت میں آگے چل کر ان الفاظ میں)

حدیث973:ابوداؤد(2037)'(2038)حاکم(1789)'(1790)بیہقی(9752)'(9755)

حدیث974:بخاری(2736)'(5109)'(6002)نسائی(5503)احمد(1237)ابن حبان(4725)بیہقی(12535)'(18082)ابویعلی (3703)

پھر نبی اکرم ﷺ آگے تشریف لے آئے یہاں تک کہ احد پہاڑ نظر آنے لگا' تو آپ نے فرمایا' یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! میں ان دونوں پہاڑوں کی درمیانی جگہ کو اسی طرح حرم قرار دیتا ہوں جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا، اے اللہ! ان لوگوں (اہل مدینہ) کے ''مد'' ''صاع'' (رزق) میں برکت عطا کر!

975- وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالاَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِي عَمْرٍو عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ اِنِّي اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں ''دو پہاڑوں'' کی بجائے ''دو کناروں'' کا لفظ منقول ہے۔

976- وَحَدَّثَنَاهُ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ للّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا اِلٰى كَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي هٰذِهٖ شَدِيدَةٌ مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ لاَ يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلاَ عَدْلًا قَالَ فَقَالَ ابْنُ اَنَسٍ اَوْ آوٰى مُحْدِثًا

✧✧ عاصم بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' کیا نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں! (عاصم کہتے ہیں) پھر انہوں نے مجھ سے کہا' یہ بہت اہم ہے کیونکہ جو شخص یہاں کوئی جرم کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرضی یا نفلی عبادت قبول نہیں کرے گا۔ (ایک روایت میں یہ زائد ہے) جو شخص کسی مجرم کو پناہ دے (اس پر بھی لعنت ہوگی اور اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی)

977- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ نَعَمْ هِيَ حَرَامٌ لَّا يُخْتَلٰى خَلاَهَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ

✧✧ عاصم بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، کیا رسول اللہ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! یہ حرم ہے جس کی گھاس کو بھی کاٹا نہیں جا سکتا اور جو ایسا کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی لعنت ہوگی۔

978- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ

حدیث 978: بخاری (990)' (6681)' (2023) ترمذی (3953)' (2290)' (3454) ابن ماجہ (3329)' (3924) مالک (1567) داری (2575)' (2072) احمد (5642)' (5987)' (6064) ابن حبان (7301)' (3745)' (3284) حاکم (8628) ابو یعلی (804)' (5525) معجم کبیر (12553)' (13422)' (4790)

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا کی اے اللہ! ان (اہل مدینہ) کے پیمانوں میں برکت عطا کر! ان کے "صاع" میں برکت عطا کر! اوران کے "مد" میں برکت عطا کر! (یعنی ان کے رزق میں برکت عطا کر!)

979- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّامِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ يُوْنُسَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا کی، اے اللہ! مدینہ میں، مکہ سے دُگنی برکت کر دے۔

980- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ اَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةَ قَالَ وَصَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِيْ قِرَابِ سَيْفِهٖ فَقَدْ كَذَبَ فِيْهَا اَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَّذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَّانْتَهٰى حَدِيْثُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّزُهَيْرٍ عِنْدَ قَوْلِهٖ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهٗ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا مُعَلَّقَةٌ فِيْ قِرَابِ سَيْفِهٖ

✧✧ ابراہیم تیمی' اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ ہمارے پاس (کوئی خفیہ دستاویز ہے) اس کی یہ سوچ غلط ہے' ہمارے پاس صرف اللہ کی کتاب ہے اور تلوار کی میان میں موجود یہ صحیفہ ہے۔ جس میں اونٹ کے دانتوں اور چند دیگر زخموں (کی دیت سے متعلق چند احکام تحریر ہیں) اس میں یہ بھی تحریر ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "عیر" سے لے کر "ثور" تک مدینہ حرم ہے جو شخص یہاں کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے اُس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہوگی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفلی عبادت قبول نہیں کرے گا۔ تمام مسلمانوں کی دی ہوئی پناہ یکساں حیثیت رکھتی ہے۔ ان کا کوئی عام شخص بھی ایسا کرسکتا ہے جو شخص اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہوتے' یا جو غلام اپنے آزاد کرنے والے آقا کے علاوہ کسی اور شخص کی طرف خود کو منسوب کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ' تمام فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے لعنت ہوگی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔

(امام مسلم فرماتے ہیں:) ایک اور سند میں اس روایت کا آخری حصہ منقول نہیں ہے۔

981- وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْسَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا

حدیث 979: بخاری (1786) احمد (12475) ابویعلی (3578)' (3581)' (3620)

وَكِيعٌ جَمِيعًا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَةِ وَكِيْعٍ ذِكْرُ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ بات زائد ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کی دی ہوئی پناہ کی خلاف ورزی کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہوگی قیامت کے دن اس کی کوئی فرضی یا نفلی عبادت نہیں ہوگی۔

(امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ان دو روایات میں، خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنے کا ذکر نہیں ہے اور ایک روایت میں ''قیامت کے دن'' کا ذکر نہیں ہے۔

982- وَحَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَّوَكِيْعٍ اِلَّا قَوْلَهٗ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ وَذِكْرَ اللَّعْنَةِ لَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔

983- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مدینہ حرم ہے۔ جو شخص یہاں کسی جرم کا ارتکاب کرے یا کسی مجرم کو پناہ دے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہوگی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفلی عبادت قبول نہیں کرے گا۔

984- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ اَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنِيْ اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزَادَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں ''قیامت کے دن'' مذکور نہیں ہے اور یہ الفاظ زائد ہیں کسی کو پناہ دینے میں تمام مسلمان یکساں حیثیت کے مالک ہیں کوئی عام مسلمان بھی ایسا کر سکتا ہے جو شخص کسی مسلمان کی دی ہوئی پناہ کی خلاف ورزی کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہوگی۔ قیامت کے دن اس کی کوئی فرضی یا نفلی عبادت قبول نہیں ہوگی۔

985- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَاَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِيْنَةِ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا

حَرَامٌ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اگر میں مدینہ منورہ میں، ہرن چرتے ہوئے دیکھوں تو انہیں شکار کرنے کی کوشش نہیں کروں گا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس کے دونوں کناروں کے درمیان والی جگہ ''حرم'' ہے۔

986- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَلَوْ وَجَدْتُ الظِّبَاءَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا مَا ذَعَرْتُهَا وَجَعَلَ اثْنَيْ عَشَرَ مِيْلًا حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ حِمًى

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان والی جگہ کو ''حرم'' قرار دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اگر میں ان دونوں کناروں کے درمیان ہرن بھی دیکھ لوں گا تو اس کا شکار کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے اردگرد بارہ میل تک کے خطے کو ''حرم'' قرار دیا ہے۔

987- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِهِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا اللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ قَالَ ثُمَّ يَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' لوگوں کا یہ معمول تھا کہ پیداوار میں جو پہلا پھل پکتا اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا کرتے تھے آپ اسے قبول کر کے، یہ دُعا دیتے:

''اے اللہ! ہمارے پھل میں برکت عطا کر! ہمارے شہر میں برکت عطا کر! ہمارے ''صاع'' میں برکت عطا کر! ہمارے ''مد'' میں برکت عطا کر! اے اللہ! بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں، انہوں نے مکہ کے لیے تجھ سے دُعا کی تھی اور میں مدینہ کے لئے اس سے دگنی (برکت کی) دعا کرتا ہوں''۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بچے کو بلا کر وہ پھل اسے عطا کر دیتے۔

988- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِاَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَفِيْ ثِمَارِنَا وَفِيْ مُدِّنَا وَفِيْ صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعْطِيْهِ اَصْغَرَ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سب سے پہلا پھل، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو آپ یہ دُعا

دیتے: اے اللہ! ہمارے شہر میں اور ہمارے پھلوں میں اور ہمارے "مد" میں اور ہمارے "صاع" میں برکت ہی برکت عطا کر!

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ پھل وہاں موجود کسی چھوٹے بچے کو دے دیتے۔

989 - وَحَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ بِالْمَدِينَةِ جَهْدٌ وَّشِدَّةٌ وَّأَنَّهُ أَتَى أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ لَهُ إِنِّي كَثِيرُ الْعِيَالِ وَقَدْ أَصَابَتْنَا شِدَّةٌ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَنْقُلَ عِيَالِي إِلَى بَعْضِ الرِّيفِ فَقَالَ أَبُوسَعِيدٍ لَا تَفْعَلِ الْزَمِ الْمَدِينَةَ فَإِنَّا خَرَجْنَا مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ حَتّٰى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ وَاللّٰهِ مَا نَحْنُ هَا هُنَا فِي شَيْءٍ وَّإِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِكُمْ مَا أَدْرِي كَيْفَ قَالَ وَالَّذِي أَحْلِفُ بِهِ أَوْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ إِنْ شِئْتُمْ لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ لَآمُرَنَّ بِنَاقَتِي تُرْحَلُ ثُمَّ لَا أَحُلُّ لَهَا عُقْدَةً حَتّٰى أَقْدَمَ الْمَدِينَةَ وَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَّإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَّلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَّلَا تُخْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللّٰهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنَ الْمَدِينَةِ شِعْبٌ وَّلَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتّٰى تَقْدَمُوا إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا فَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَوَالَّذِي نَحْلِفُ بِهِ أَوْ يُحْلَفُ بِهِ الشَّكُّ مِنْ حَمَّادٍ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِينَ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ حَتّٰى أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمَا يَهِيجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ

✧✧ ابوسعید، جومہری کے آزاد کردہ غلام تھے، بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ اہل مدینہ قحط اور تنگی کا شکار ہو گئے تو "مہری" حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے' میرے بال بچے بہت زیادہ ہیں اور ہم سب تنگی کا شکار ہیں اس لئے میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں اپنے بال بچوں سمیت کسی سرسبز و شاداب مقام پر منتقل ہو جاؤں تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا 'ایسا نہ کرو! مدینہ منورہ میں ہی رہو۔ کیونکہ ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ "عسفان" گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں چند راتوں کا قیام کیا' تو بعض لوگ کہنے لگے۔ اللہ کی قسم! ہمارے پاس یہاں کوئی چیز نہیں ہے اور ہمارے بال بچے ہمارے پیچھے ہیں۔ جن کا کوئی نگران نہیں ہے یہ اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے فرمایا' یہ کس طرح کی بات مجھ تک پہنچی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا' اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں نے یہ ارادہ کیا ہے۔ (یا شاید آپ نے یہ فرمایا) میں اونٹنی تیار کرنے کا حکم دیتا ہوں اور پھر میں اس وقت تک اس کی گرہ نہیں کھولوں گا جب تک مدینہ نہیں پہنچ جاتا۔

(راوی کہتے ہیں) پھر آپ نے دُعا کی' اے اللہ! بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا اور اسے حرم بنا دیا تھا اور بے شک میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیان خون نہیں بہایا جا سکتا' یہاں جنگ کے لئے ہتھیار نہیں اٹھائے جا سکتے، صرف چارے کے طور پر استعمال کے علاوہ یہاں کے درختوں کے پتے نہیں' توڑے جا سکتے۔ اے اللہ! ہمارے مدینہ میں برکت عطا کر! اے اللہ! ہمارے "صاع" میں برکت عطا کر! اے اللہ! ہمارے "مد" میں برکت عطا کر! اے اللہ!

ہمارے مدینہ میں برکت عطا کر! اے اللہ! اس برکت کے ساتھ مزید دوگنا برکت عطا کر! اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے مدینہ کی ہر گھاٹی اور ہر درے پر دو فرشتے مقرر ہیں جو مدینہ کی حفاظت کرتے ہیں، یہاں تک کہ تم وہاں پہنچ جاؤ۔ (راوی کہتے ہیں) پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا، کوچ کرو! ہم لوگ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ آ گئے۔ اس ذات کی قسم! جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے۔ جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو بنوعبداللہ بن غطفان نے ہم پر حملہ کر دیا حالانکہ پہلے ان میں کوئی بے چینی موجود نہیں تھی۔

990- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْسَعِيْدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا وَاجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی، اے اللہ! ہمارے ''مد'' اور ہمارے ''صاع'' میں برکت عطا کر! اور اس برکت کے ہمراہ مزید دو برکتیں عطا کر۔

991-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا شَيْبَانُ ح وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

992- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ اَنَّهُ جَآءَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ لَيَالِيَ الْحَرَّةِ فَاسْتَشَارَهُ فِي الْجَلَاءِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَشَكَا اِلَيْهِ اَسْعَارَهَا وَكَثْرَةَ عِيَالِهِ وَاَخْبَرَهُ اَنْ لَا صَبْرَ لَهُ عَلٰى جَهْدِ الْمَدِيْنَةِ وَلَاْوَائِهَا فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ لَا اٰمُرُكَ بِذٰلِكَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَصْبِرُ اَحَدٌ عَلٰى لَاْوَائِهَا فَيَمُوْتَ اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِذَا كَانَ مُسْلِمًا

✧✧ ابوسعید، جومہری کے غلام ہیں بیان کرتے ہیں' جنگ حرہ کے زمانے میں مہری' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ منورہ سے ترک سکونت کے بارے میں مشورہ کیا انہوں نے مہنگائی اور اپنے اہل وعیال کی کثرت کی شکایت کی اور انہیں بتایا کہ اب وہ مدینہ (میں رہائش کی) مشکلات پر صبر نہیں کر سکتے تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہارا ستیاناس ہو۔ میں تمہیں یہ مشورہ نہیں دوں گا۔ کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مدینہ منورہ (میں رہائش کی) مشکلات پر صبر کرتے ہوئے انتقال کر جائے گا اگر وہ مسلمان ہو تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔ (یا شاید یہ فرمایا) اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

993- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنِّيْ حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ

الْمَدِيْنَةِ كَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ قَالَ ثُمَّ كَانَ اَبُوْسَعِيْدٍ يَاْخُذُ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَجِدُ اَحَدَنَا فِيْ يَدِهِ الطَّيْرَ فَيَفُكُّهُ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کی درمیانی جگہ کو اسی طرح حرم قرار دیتا ہوں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا۔

(راوی کہتے ہیں) اسی لئے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اگر کسی شخص کے ہاتھ میں پرندہ دیکھتے تو اس کے ہاتھ سے چھین کر اس پرندے کو آزاد کر دیتے۔

994- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ اَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّهَا حَرَمٌ آمِنٌ

✧✧ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے مدینہ منورہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: بے شک یہ حرم ہے اور امن کی جگہ ہے۔

995- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ وَبِيْئَةٌ فَاشْتَكٰى اَبُوْبَكْرٍ وَّاشْتَكٰى بِلَالٌ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكْوٰى اَصْحَابِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جب ہم مدینہ منورہ آئے تو وہاں وبا پھیلی ہوئی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی بیمار ہو گئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو بیمار دیکھا تو یہ دُعا دی: اے اللہ! جس طرح تو نے مکہ کو ہمارے لئے محبوب کیا تھا اسی طرح مدینہ کو ہمارے لئے محبوب کر دے بلکہ اس سے زیادہ محبوب کر دے۔ اس کو صحت افزاء مقام بنا دے اور یہاں کے ''صاع'' اور یہاں کے ''مد'' میں ہمارے لئے برکت عطا کر اور اس کے بخار کو ''جحفہ'' کی طرف منتقل کر دے۔

996-وَحَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

مدینہ منورہ کے فضائل و برکات کا بیان

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق، رازق و مالک ہے۔ اُس نے اشرف المخلوقات انسان کو پہچان کے لئے قوم، قبیلے اور علاقوں کی نسبتیں عطا فرمائیں۔ دنیا میں بڑے بڑے خوبصورت علاقے بھی ہیں اور بے آب و گیاہ میدان بھی۔ بلند و بالا پہاڑوں والی سر زمین بھی ہے اور لق و دق صحرا بھی، مگر کائنات میں یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ جس علاقہ، بستی یا شہر کی نسبت کسی بزرگ، صاحب علم و فن اور باکمال شخصیت سے ہو جاتی ہے وہ باقی علاقوں سے منفرد و معتبر بن جاتا ہے۔ بلکہ اس شہر کے نام کے ساتھ لوگ

حدیث 994: بخاری (1770)' (6876) ابن ماجہ (3133) احمد (1457)' (7740)' (7831) بیہقی (9742)' (9739)' (9745) ابو یعلی (1010) معجم کبیر (4323)' (4324)' (4325)

لفظ شریف کا اضافہ کر دیتے ہیں جس سے اُس شہر کی فضیلت دوسرے شہروں پر نمایاں ہو جاتی ہے۔ دنیا کے تمام شہر خوبصورت منفرد اور قابلِ دید ہیں۔ کسی کو کسی شہر سے محبت ہے اور کسی کو کسی دوسرے شہر سے۔ مگر بزرگ فرماتے ہیں کہ کسی عاشق کو کسی نے پوچھا تجھے کون سا شہر زیادہ پسند ہے تو اُس نے کہا جس شہر میں میرا محبوب رہتا ہے۔ یہ تو عشق مجازی والے کی پکار ہے تو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار مومن کہتا ہے کہ مدینہ تو مدینہ ہے۔ کیونکہ مدینہ منورہ میں کائنات کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ رب کائنات کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہے۔ مدینہ منورہ عشق کی بستی، عطا کی بستی، سخا کی بستی، شفا کی بستی، صبر کی بستی، جزا کی بستی، عفو کی بستی، غنا کی بستی، جذب کی بستی، ضیاء کی بستی بلکہ یوں کہوں نور کی بستی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بستی ہے۔ یہ کائنات کے شہروں میں سے ہزاروں منفرد خوبیوں کا حامل شہر ہے۔ کیونکہ اس میں کعبہ کے کعبہ رونق افروز ہیں۔ مدینہ منورہ کے فضائل پر احادیث نبویہ کے حوالے سے یہ تحریر ہدیہ قارئین کر رہا ہوں تا کہ عمرہ شریف کی ادائیگی یا حج بیت اللہ شریف پر جانے والے عشاقانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر معطرہ و معنبر میں 40 نمازوں کی ادائیگی کی نیت سے ہی نہ جائیں بلکہ اس مرکزِ عشق شہرِ بے نظیر میں حاضری کے پاکیزہ جذبے کو ملحوظ رکھیں۔ آیئے فضائل مدینہ منورہ پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

مدینے کا نام طابہ ہے: ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ یثرب کے نام سے مشہور تھا۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے اس شہر میں تشریف لے گئے تو یہ شہر مدینہ منورہ ہو گیا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔ (مسلم)

ایک روایت میں طابہ کی جگہ طیبہ آیا ہے لیکن ان دونوں لفظوں کے معنیٰ پاکی اور عمدگی کے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے یہ شہر شرک سے پاک ہو گیا اس لئے اسے طیبہ کہا گیا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مناسک میں اس شہر کے پانچ نام بیان کئے ہیں یعنی مدینہ، طابہ، دار، یثرب۔ ان میں سے یثرب زمانہ جاہلیت کا نام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں یہ مدینہ ہے۔ غالباً ناپسندیدگی کی وجہ سے یہ ہے کہ یثرب کے معنی ملامت اور حزن کے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ بُرا نام بدل کر بہتر نام رکھنے کی تھی۔ اس لئے آپ نے اس کا نام مدینہ رکھ دیا۔ امام نووی فرماتے ہیں۔ کہ مدینہ دین سے مشتق ہے جس کے معنی دار الطاعۃ کے ہیں۔ اس لئے یہ نام رکھا گیا کہ اس شہر میں اللہ کی اطاعت کی جاتی ہے۔

مدینہ غالب بستی ہے: وہ بستی جو مدینہ کے نام سے مشہور ہوئی تمام بستیوں پر غالب آ گئی اس کے بارے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسی بستی کی جانب ہجرت کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں پر غالب آ جائے گی جس کو لوگ یثرب کہتے ہیں لیکن وہ مدینہ ہے وہ بستی بُرے لوگوں کو اسی طرح صاف کر دے گی جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں ایام میں خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک چاند مکہ مکرمہ میں اترا جس کی وجہ سے سارا مکہ روشن ہو گیا پھر وہ چاند آسمان کی طرف چڑھا اور مدینہ طیبہ میں جا اترا جس کی وجہ سے مدینہ کی ساری زمین روشن ہو

گئی۔ یہ طویل خواب ہے اسی میں آخر میں ہے کہ پھر وہ چاند عائشہ کے گھر میں گیا اور ان کے گھر کی زمین شق ہوگئی جس میں وہ چاند پوشیدہ ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فنِ تعبیر سے پہلے ہی بہت مناسبت تھی اس خواب سے انہوں نے مدینہ کی ہجرت اور آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں دفن ہونا سمجھ لیا تھا۔ (خمیس)

حدیث پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بستی ساری بستیوں کو کھالے گی اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بستی سب بستیوں سے افضل ہے اس لئے دوسری بستیاں اس میں مدغم ہو جائیں گی اور یہ بستی سب پر غالب آ جائے گی۔

ہجرت کے لئے مدینہ کو پسند کیا گیا: حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ ان تین بستیوں میں سے جس میں اتر و وہ تمہاری جائے ہجرت ہوگی وہ مدینہ بحرین اور قنسرین ہیں۔ (ترمذی)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت دوسری بستیوں کی بجائے مدینہ طیبہ کو پسند فرمایا اور جسے اللہ کے محبوب نے پسند فرمایا اس شہر کے کیا کہنے۔

مدینہ سب شہروں سے بہتر ہے: حضرت سفیان بن ابی زہیر سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا یمن فتح ہوگا تو ایک قوم اپنے اہل وعیال اور متعلقین کو لے کر مدینہ سے چلی جائے گی اور اگر انہیں اس کا علم ہو تو مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اس طرح شام فتح ہوگا اور ایک جماعت اپنے اہل وعیال اور متعلقین کو لے کر مدینہ سے شام کی جانب کوچ کرے گی حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ اس کو جان لیں اسی طرح عراق بھی فتح ہوگا وہاں بھی لوگ اپنے خاندان اور متعلقین کو لے کر چلے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ اس کو سمجھیں مدینہ سب علاقوں سے بہتر ہے۔

اس حدیث پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے بارے میں ایک اسرار بیان کیا ہے کہ جب فتوحات ہوں گی اور مسلمان وسیع علاقوں میں پھیلنے لگیں گے تو مدینہ کے کچھ لوگ دوسرے علاقوں کو بہتر خیال کرتے ہوئے مدینہ طیبہ کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں چلے جائیں گے تو ان کا یہ خیال درست نہ ہوگا۔ کیونکہ مدینہ پاک کے تمام علاقوں سے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس شہر پر ہر وقت اللہ کی رحمت کا نزول رہتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک اس شہر میں ہے۔

حرم مدینہ: مدینہ منورہ کی سرزمین بھی مکہ مکرمہ کی طرح حرمت والی ہے مگر فرق صرف اتنا ہے کہ مکہ مکرمہ کے حرم میں جو چیزیں ناجائز ہیں ان کو کرنے سے دم واجب ہو جاتا ہے لیکن حرم نبوی میں بدلہ دینا واجب نہیں ہوتا یہ رحمت اللعالمین کی فیاضی ہے کہ آپ نے اپنی امت کو کتنی سہولت دی مگر حرم مدینہ کا احترام نہ کرنے والا گنہگار ہوگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن احادیث میں مدینہ کو حرم قرار دیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔ حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جناب ابراہیم علیہ السلام نے سرزمین مکہ کو حرمت دی ہے میں مدینہ کو حرمت دیتا ہوں اب اس کے دونوں کناروں کے درمیان نہ تو خونریزی کی جائے اور نہ یہاں جنگ کے لئے ہتھیار اٹھائے جائیں اور جانوروں کی غذا کے علاوہ یہاں کے درختوں کے پتے نہ جھاڑے جائیں۔ (مسلم)

اُن سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس

کو محبوب رکھتے ہیں جناب ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت دی اور میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان جو زمین (مدینہ) ہے اس کو حرمت دیتا ہوں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مدینہ کے دونوں کناروں کو حرام کرتا ہوں اس علاقہ میں نہ تو خاردار درخت کاٹا جائے نہ اس میں شکار کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ اس (کے تقدس) کو جانتے ہوں اگر کوئی شخص مدینہ سے بے رغبتی نہ رکھتے ہوئے اس کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل مہیا فرمادے گا اور جو شخص مدینہ کی سختی اور تنگی محنت و مشقت پر ثابت قدم رہے گا۔ میں قیامت میں اس کا شفیع و شہید ہوں گا۔ (مسلم)

برکات سرزمین مدینہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی خاطر سرزمین مدینہ کو بڑی برکات عطا کر رکھی ہیں۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سرزمین کی برکت کے لئے بہت دعا کی ہے۔: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی خداوندا تو نے جتنی برکت مکہ کو عطا فرمائی ہے اس سے دگنی برکت مدینہ کو عطا فرما۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کا معمول یہ تھا کہ جب موسم میں کوئی پھل آتا تو سب سے پہلا پھل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لے کر یہ دعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے شہر میں برکت فرما اور ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تھے تیرے خلیل تھے تیرے نبی تھے اور میں تیرا بندہ ہوں تیرا نبی ہوں اور انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی میں ویسی ہی دعا مدینہ طیبہ کے لئے کرتا ہوں اور اس سے دو چند دعا کرتا ہوں۔ اس کے بعد کسی چھوٹے بچے کو وہ پھل مرحمت فرمادیتے۔

ایک حدیث میں آیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے جب مدینہ سے باہر حرہ میں سقیا پر پہنچے (ایک جگہ کا نام ہے مدینہ کی آبادی سے باہر) تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا پانی منگایا اور وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ دعا کی۔ اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تھے تیرے خلیل تھے۔ انہوں نے مکہ والوں کے لئے برکت کی دعا کی اور میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا بندہ ہوں تیرا رسول ہوں، میں تجھ سے مدینہ والوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے مد میں اور ان کے صاع میں ایسی ہی برکت فرما جیسی کہ تو نے اہل مکہ کے لئے اور اسکے ساتھ دو چند برکتیں زیادہ کر (کنز) اس حدیث شریف میں تین گنا زیادتی کی دعا ہوئی۔ صاحب ترغیب نے اس کی سند کو عمدہ اور قوی بتایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں گرانی بہت ہوگئی اور لوگ مشقت میں پڑ گئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تلقین فرمائی اور یہ خوشخبری دی کہ میں نے تمہارے لئے تمہارے صاع میں اور تمہارے مُد میں برکت کی دعا کی ہے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کھانا علیحدہ علیحدہ نہ کھایا کرو اکٹھے ہو کر کھایا کرو اس صورت میں ایک کا کھانا دو کو کافی ہو جاتا ہے اور دو کا کھانا چار کو کافی ہو جاتا ہے اور چار کا پانچ کو کافی ہو جاتا ہے۔ اکٹھے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ جو شخص مدینہ طیبہ کی مشقت پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی اور گواہ بنوں گا۔ اور جو شخص مدینہ سے اعراض کر کے یہاں سے جائے گا حق تعالیٰ شانہ اس

کا بہترین بدل یہاں عطا کر دے گا اور جو مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا وہ اسی طرح پگھل جائے گا جیسا کہ پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ (ترغیب)

مدینے کی سرزمین میں شفا ہے: سرزمین مدینہ میں اللہ نے شفا رکھی ہے۔ یعنی جو لوگ اس سرزمین میں رہ کر اللہ سے صحت کی شفایابی کی دعا کرتے ہیں تو اللہ قبول کرتا ہے اور اس کی صحت یابی کا کوئی ذریعہ بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مدینہ طیبہ کی مٹی میں شفا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائے تو جناب صدیق اکبر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو بخار ہو گیا میں نے آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیہ کلمات کہے کہ خداوندا مدینہ کو ہمیں ایسا ہی محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اس خطہ کو صحت کا گہوارہ بنا دے یہاں کے صاع اور مُد میں ہمارے لئے برکتیں عطا فرما اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے لئے فرمایا کرتے تھے اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی بعض آدمیوں کے لب کے ساتھ مل کر ہمارے بیمار کو شفاء دیتی ہے۔ (رواہ البخاری)

علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں مدینہ پاک کی خصوصیات میں لکھا ہے کہ اس کا غبار جذام اور برص کے لئے خصوصیت سے شفاء ہے۔ علامہ زرقانی نے بعض لوگوں کے حالات بھی لکھے ہیں جن کو برص کی بیماری تھی اور مدینہ پاک کی مٹی ملنے سے وہ اچھے ہوئے۔ علامہ قسطلانی کہتے ہیں بلکہ ہر مرض کے لئے شفا ہے۔ علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قبیلہ بنوالحارث کے پاس گئے وہ لوگ بیمار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے؟ کہنے لگے حضور ہم لوگ بخار میں مبتلا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس تو صعیب موجود ہے۔ (یہ مدینہ کی ایک خاص جگہ کا نام ہے جو وادی بطحان میں ہے) انہوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صعیب کو کیا کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی مٹی لے کر پانی میں ڈال کر اس پر یہ پڑھ کر لب ڈالو۔ بسم اللہ تراب ارضنا بریق بعضنا شفاء لمریضنا باذن ربنا۔ ان حضرات نے اس کا استعمال کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخار جاتا رہا۔

اس واقعہ کے نقل کرنے والے ایک راوی کہتے ہیں کہ لوگوں کے اس جگہ سے مٹی اٹھانے کی وجہ سے وہاں گڑھا بھی پڑ گیا۔ بہت سے لوگوں نے اس کا تجربہ کیا۔ علامہ سمہودی کہتے ہیں کہ یہ جگہ اب تک بھی موجود ہے۔ لوگ اس کی مٹی بیماروں کے واسطے لاتے ہیں۔ حضرت ثابت بن قیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مدینہ کا غبار کوڑھ کی بیماری کے لئے شفاء ہے۔ (زرقانی)

سرزمین مدینہ میں موت کا شرف: سرزمین مدینہ میں جسے مرنے کا شرف حاصل ہو جائے اسے کیا چاہیے کیونکہ اس زمین پر مرنے والے کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے جو مرنے والے کا ذریعہ نجات بنے گی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ توفیق نصیب ہو کہ مدینہ میں اس کو موت آئے تو وہ اس کو ترجیح دے مدینہ میں مرنے والوں کی میں شفاعت کروں گا۔ (احمد اور جامع ترمذی)

ایمان کے ساتھ مدینہ طیبہ میں موت بڑی خوش نصیبی ہے کہ جس کو دیار رسول میں دو گز جگہ مل جائے۔ اس کے مقدر سنور گئے۔

ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک قبر کھودی جارہی تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے۔ایک صاحب تشریف لائے اور اس قبر کو دیکھ کر کہنے لگے کہ مومن کے لئے یہ کیسی بری جگہ ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کیسی بات کہی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد غالباً یہ تھی کہ مومن کی قبر کو بُری جگہ بتایا حالانکہ وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔وہ صاحب کہنے لگے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا مقصد تو یہ تھا کہ یہاں مرگئے۔کہیں جا کر اللہ کے راستے میں شہید ہوجاتے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہادت کے برابر تو کوئی چیز نہیں لیکن ساری زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں۔جہاں مجھے اپنی قبر بنائی جانی پسندیدہ ہو،بجز مدینہ طیبہ کے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہی الفاظ فرمائے۔(مشکوۃ)

مدینہ منورہ کے قیام کی فضیلت:مدینہ طیبہ کا قیام بہت بہتر ہے اس کے متعلق فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل ہے۔حضرت جابر سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی لیکن اس کے بعد اس اعرابی کو بخار ہو گیا تو وہ نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری بیعت ختم کر دیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا بعد میں اس نے آ کر پھر بیعت ختم کرنے کو کہا لیکن نبی علیہ السلام نے پھر انکار کر دیا لیکن اس نے پھر آ کر بیعت فسخ کرنے کو کہا لیکن پھر نبی علیہ السلام نے انکار کر دیا تو وہ وہاں سے نکل کر چلا گیا تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کو دور کر دیتی ہے اور خوشبو کو معطر کر دیتا ہے۔یعنی بہتر کو بہتر کر دیتا ہے۔(بخاری شریف)

اہل مدینہ کے ساتھ دھوکہ کرنے کی ممانعت:حضرت سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بھی اہل مدینہ کے ساتھ دھوکہ دہی کرے گا وہ اسی طرح ختم ہوگا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔(مسلم شریف)

مدینہ میں شکار کی ممانعت:حضرت سلیمان بن ابی عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب سعد بن ابی وقاص کو دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کو مدینہ منورہ میں شکار کرتے دیکھ کر اس کو پکڑ لیا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں شکار کرنا حرام قرار دیا ہے۔(ابوداود)

زیارت مدینہ کی تاکید:آل خطاب کے ایک فرد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان قصداً میری زیارت کو آتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ہمراہیوں میں ہوگا اور مدینہ کے دوران قیام یہاں کے مصائب پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کردوں گا اور جو مسلمان حرمین میں سے کسی جگہ فوت ہوا وہ قیامت کے دن امن یافتہ لوگوں کے ساتھ محشور ہوگا۔(شعب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے جو کوئی مدینہ کی سختیوں اور شدتوں پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کا سفارشی ہوں گا۔(مسلم)

مدینے سے برے لوگوں کا نکل جانا:حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ اپنے برے لوگوں کو اسی طرح نہ نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے۔(مسلم)

مدینے کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی:حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شہر ایسا نہیں جو دجال کی دستبرداری یا پامالی سے محفوظ رہ جائے سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اور اس کے داخلے کا کوئی راستہ نہیں کیونکہ ان شہروں پر فرشتوں کا پہرہ ہے جو صفیں بنا کر ان کی نگہبانی کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ ان شہروں سے باہر صحرا یا بنجر زمین میں اترے گا پھر مدینہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا پھر ہر کافر ومنافق مدینہ سے نکل جائے گا۔

معزز قارئین! غور فرمائیں جس شہر لازوال میں اتنی خوبیاں، انفرادیت اور فضائل وکمالات ہوں اُس شہر کی حاضری کیوں نہ ذریعہ نجات وباعثِ شفاعت نہ بنے گی۔ شہر مدینہ کی حاضری بھی خوش قسمت کے مقدر میں ہے اور اس کی جدائی عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدمہ عظیم ہے۔ اسی لئے مومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں شہادت کی موت کے خواستگار ہوتے ہیں کیونکہ یہ شہر نزولِ ملائکہ کا شہر ہے۔

بَاب: 83 اَلتَّرْغِيْبِ فِيْ سُكْنَى الْمَدِيْنَةِ وَفَضْلِ الصَّبْرِ عَلٰى لَلَاوَآئِهَا وَشِفْعَتِهَا

مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کرنے کی ترغیب اور یہاں کی تکلیف اور شدت پر صبر کرنے کی فضیلت

997- وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنِيْ عِيْسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَبَرَ عَلٰى لَاْوَائِهَا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص یہاں (مدینہ منورہ) کی مشکلات پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا یا (شاید یہ فرمایا) میں اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

998- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ قَطَنِ بْنِ وَهْبِ بْنِ عُوَيْمِرِ بْنِ الْاَجْدَعِ عَنْ يُحَنِّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ فَاَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَّهٗ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَرَدْتُّ الْخُرُوْجَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ اقْعُدِيْ لَكَاعِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ

✧✧ یحنس بیان کرتے ہیں' فتنے کے زمانے کی بات ہے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان کی آزاد کردہ کنیز ان کے پاس آئی اور انہیں سلام کرنے کے بعد کہنے لگی۔ اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے مدینہ منورہ چھوڑ کر جانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ یہ بہت مشکل وقت ہے' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: احمق عورت! یہیں رہو! کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

''جو شخص یہاں کی تکالیف کی شدت پر صبر کرے گا۔ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا (یا شاید یہ فرمایا) میں اس کے حق میں گواہی دوں گا۔''

999- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ قَطَنٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ يُحَنِّسَ

حدیث 997: ترمذی (3924)' (3918) مالک (1569) احمد (5935)' (6001)' (6440) ابن حبان (3739)' (3740) ابویعلیٰ (1266)' (5789)' (5790) معجم کبیر (373)' (747)

مَوْلَى مُصْعَبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَبَرَ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِىْ الْمَدِيْنَةَ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص یہاں کی تکالیف اور شدت پر صبر کرے گا قیامت کے دن میں اس کے حق میں گواہی دوں گا (یا شاید یہ فرمایا) اس کی شفاعت کروں گا (راوی کہتے ہیں''یہاں'' سے مراد) مدینہ منورہ ہے۔

1000- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِىْ اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ اَوْ شَهِيْدًا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: مدینہ کی تکالیف اور شدت پر، میری اُمت کا جو بھی شخص صبر کرے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (یا شاید یہ فرمایا) اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

1001-وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ هَارُوْنَ مُوْسَى بْنِ اَبِىْ عِيْسٰى سَمِعَ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1002-وَحَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصْبِرُ اَحَدٌ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے الفاظ میں کچھ فرق ہے۔

بَاب: 84 صِيَانَةِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ دُخُوْلِ الطَّاعُوْنِ وَالدَّجَّالِ اِلَيْهَا

طاعون اور دجال کے داخل ہونے سے مدینہ منورہ کا محفوظ ہونا

1003- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلٰٓئِكَةٌ لَّا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: مدینہ (میں داخل ہونے) کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکتے۔

1004- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِى الْعَلَاءُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِى الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَجْهَهٗ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ

حدیث1003: بخاری (1781)' (1783)' (6714) ترمذی (2242) مالک (1582) احمد (7233)' (8863)' (8904) ابن حبان (6810)' (6801)' (6804) ابویعلی (3051)' (3234)

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' دجال مشرقی سمت سے آئے گا۔ اس کا مقصد مدینہ منورہ میں داخل ہونا ہوگا جب وہ احد پہاڑ کے پیچھے پڑاؤ کرے گا تو فرشتے اس کا رُخ شام کی طرف کر دیں گے اور وہیں وہ ہلاکت کا شکار ہوگا۔

بَاب:85 اَلْمَدِيْنَةِ تَنْفِیْ خَبَثَهَا وَتُسَمّٰی طَابَةً وَطَيْبَةً

مدینہ، خبیث چیزوں کو نکال باہر کرتا ہے، اس کا نام "طابہ" اور "طیبہ" ہے

1005 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِى الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيْبَهُ هَلُمَّ اِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ اِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ اَحَدٌ رَّغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰهُ فِيْهَا خَيْرًا مِنْهُ اَلَا اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكِيْرِ تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِىَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِى الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب کوئی شخص اپنے چچا زاد بھائی اور قریبی رشتہ داروں کو ترقی یافتہ مقامات کی طرف آنے کی دعوت دے گا کہ ترقی یافتہ علاقے کی طرف آجاؤ۔ حالانکہ اگر انہیں (حقیقت حال کا) علم ہو تو مدینہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو شخص مدینہ سے منہ موڑ کر چلا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس شخص کو لائے گا جو اس سے زیادہ بہتر ہو۔ خبردار! مدینہ بھٹی؟ کی مانند ہے۔ جو "خبیث" کو باہر نکال دیتا ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک یہ شریر لوگوں کو اسی طرح باہر نہیں نکال دے گا جیسے بھٹی لوہے کے میل کو باہر نکال دیتی ہے۔

1006 - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبَ وَهِىَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِى النَّاسَ كَمَا يَنْفِى الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: مجھے اس بستی (کی طرف ہجرت کرنے کا) حکم دیا گیا ہے جو سب پہ حاوی آجائے گی لوگ اسے "یثرب" کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ "مدینہ" ہے جو بُرے لوگوں کو اس طرح نکال باہر کرے گا جیسے بھٹی لوہے کے میل کو باہر نکال دیتی ہے۔

1007 - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِىْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ جَمِيْعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا كَمَا يَنْفِى الْكِيْرُ الْخَبَثَ لَمْ يَذْكُرَا الْحَدِيْدَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں صرف یہی مذکور ہے جیسے بھٹی میل کو نکال باہر کرتی

حدیث 1005: احمد (8002)' (8576)' (9226) ابن حبان (3733)' (3734) ابویعلی (5868)

حدیث 1006: بخاری (1772) امام مالک (1571) احمد (7231)' (7364)' (8972) ابن حبان (3723)' (6775) ابویعلی (6374)

ہے۔اس روایت میں ''لوہا'' مذکور نہیں ہے۔

1008 - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَائَهُ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى ثُمَّ جَائَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی (یعنی اسلام قبول کیا) مدینہ میں اسے شدید بخار رہنے لگا' تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا۔اے محمد! میری بیعت مجھے واپس کر دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے انکار کر دیا (کچھ دن بعد) وہ پھر آپ کے پاس آیا اور بولا میری بیعت مجھے واپس کر دیں۔ آپ نے پھر انکار کر دیا (کچھ دن بعد) وہ پھر آپ کے پاس آیا اور بولا اے محمد! میری بیعت مجھے واپس کر دیں۔آپ نے پھر انکار کر دیا تو وہ دیہاتی (مدینہ منورہ چھوڑ کر) چلا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بھٹی کی طرح مدینہ میل کو باہر نکال دیتا ہے اور صاف چیز کو خالص کر دیتا ہے۔

1009 - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ وَاِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ

✧✧ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: یہ (یعنی مدینہ) ''طیبہ'' ہے یہ میل کو اسی طرح نکال باہر کرتا ہے۔جیسے آگ چاندی کے میل کو باہر نکال دیتی ہے۔

1010 -وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَمَّى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ

✧✧ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام ''طابہ'' رکھا ہے۔

بَاب: 86 تَحْرِيْمِ اِرَادَةِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ وَاَنَّ مَنْ اَرَادَهُمْ بِهٖ اَذَابَهُ اللّٰهُ

اہل مدینہ کے لئے برائی کا ارادہ کرنا حرام ہے اور جو شخص ان کے لئے

حدیث 1008: بخاری (6783)' (6785)' (6790) ترمذی (3920) نسائی (4185) مالک (1570) احمد (14323)' (14979)' (15254) ابن حبان (3732)' (3735)

حدیث 1010: احمد (18542)' (20854)' (20916) ابن حبان (3726) ابویعلی (7444) معجم کبیر (1892)' (1970)' (1976)

برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کی آگ میں) گھول دے گا

1011 - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يُحَنَّسَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْقَرَّاظِ أَنَّهُ قَالَ أَشْهَدُ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ أَهْلَ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ بِسُوْءٍ يَعْنِي الْمَدِينَةَ أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اس شہر (یعنی مدینہ) کے رہنے والوں کے لئے بُرائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کی آگ میں) اس طرح گھول دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

1012 - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ ح وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَرَّاظَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ أَهْلَهَا بِسُوْءٍ يُرِيدُ الْمَدِينَةَ أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ يُحَنَّسَ بَدَلَ قَوْلِهِ بِسُوْءٍ شَرًّا

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص یہاں (یعنی مدینہ) کے رہنے والوں کے لئے بُرائی کا ارادہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کی آگ میں) اس طرح گھول دے گا۔ جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

(امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ایک روایت میں ''برائی'' کی بجائے ''شر'' کا لفظ منقول ہے۔

1013 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَارُونَ مُوسَى بْنِ أَبِي عِيسٰى ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو جَمِيعًا سَمِعَا أَبَا عَبْدِ اللهِ الْقَرَّاظَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1014 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخْبَرَنِي دِينَارٌ الْقَرَّاظُ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوْءٍ أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ

✧✧ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اہل مدینہ کے لئے بُرائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کی آگ میں) اس طرح گھول دے گا۔ جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

1015 - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُنَبِّهٍ الْكَعْبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْقَرَّاظِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بِدَهْمٍ أَوْ بِسُوْءٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

حدیث 1011: بخاری (1778) ابن ماجہ (3114) احمد (1558)' (1593)' (7741) ابن حبان (3737) ابویعلیٰ (5991)

1016- وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَسَعْدًا يَقُوْلَانِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِىْ مُدِّهِمْ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ مَنْ اَرَادَ اَهْلَهَا بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِى الْمَآءِ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا کی۔اے اللہ! اہل مدینہ کے "مُد" (رزق) میں برکت عطا کر (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حدیث کا کچھ حصہ ہے۔ اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں "جو شخص یہاں کے رہنے والوں کے لئے بُرائی کا ارادہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کی آگ میں) اس طرح گھول دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"

بَاب: 87 التَّرْغِيْبِ النَّاسِ فِىْ سُكْنَى الْمَدِيْنَةِ عِنْدَ فَتْحِ الْاَمْصَارِ

دوسرے شہر فتح ہو جانے کے وقت، لوگوں کو مدینہ میں رہائش اختیار کرنے کی ترغیب دینا

1017- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِىْ زُهَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُفْتَحُ الشَّامُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَوْمٌ بِاَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَخْرُجُ قَوْمٌ بِاَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَوْمٌ بِاَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

✧✧ حضرت سفیان بن ابوزہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: شام فتح ہو جائے گا اور کچھ لوگ اپنے اہل خانہ کو لے کر شام چلے جائیں گے۔ حالانکہ اگر انہیں (حقیقت حال کا) علم ہوتو مدینہ ان کے لئے زیادہ وہ بہتر ہے۔ جب یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل خانہ کے ساتھ وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ اگر انہیں (حقیقت حال کا) علم ہوتو مدینہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ جب عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل خانہ کے ساتھ وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ اگر انہیں (حقیقت حال کا) علم ہوتو مدینہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

1018- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِىْ زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِىْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِىْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِىْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

✧✧ حضرت سفیان بن ابوزہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

حدیث 1017: بخاری (1776) ترمذی (3924)' (3918) مالک (1569)' (1573) احمد (5935)' (6001)' (6440) ابن حبان (3739)' (3740)' (3733) ابویعلی (1266)' (5789) معجم کبیر (373)' (747)' (6407)

یمن فتح ہو جائے گا کچھ لوگ اونٹ لائیں گے اور اپنے اہل خانہ اور جوان کی اطاعت کرے گا انہیں ان پر بٹھا کر وہاں لے جائیں گے حالانکہ اگر انہیں (حقیقت حال کا) علم ہو تو مدینہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ جب شام فتح ہو گا کچھ لوگ اونٹ لے کر آئیں گے اور اپنے اہل خانہ اور جوان کی اطاعت کرے گا۔ انہیں ان پر بٹھا کر وہاں لے جائیں گے۔ حالانکہ اگر انہیں (حقیقت حال کا) علم ہو تو مدینہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے جب عراق فتح ہو جائے گا۔ کچھ لوگ اونٹ لائیں گے اور اپنے اہل خانہ اور جوان کی اطاعت کرے گا۔ انہیں ان پر بٹھا کر وہاں لے جائیں گے۔ حالانکہ اگر انہیں (حقیقت حال کا) علم ہو تو مدینہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

بَاب: 88 اِخْبَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَرْكِ النَّاسِ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ

نبی اکرم ﷺ کا اس بات کی اطلاع دینا (مدینہ) کی تمام تر بھلائی کے باوجود لوگ اسے چھوڑ جائیں

1019 - وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ يَعْنِيْ عَبْدَاللهِ ابْنَ عَبْدِالْمَلِكِ الْاُمَوِيَّ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ ح وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَدِيْنَةِ لَيَتْرُكَنَّهَا اَهْلُهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ مُذَلَّلَةً لِلْعَوَافِيْ يَعْنِي السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ قَالَ مُسْلِمٌ اَبُوْ صَفْوَانَ هٰذَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ يَتِيْمُ ابْنِ جُرَيْجٍ عَشْرَ سِنِيْنَ كَانَ فِيْ حَجْرِهٖ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اہل مدینہ اس کی تمام تر بھلائی کے باوجود اسے درندوں کے لئے چھوڑ جائیں گے۔

1020 - وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِيْ يُرِيْدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ثُمَّ يَخْرُجُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اہل مدینہ اس میں موجود تمام تر بھلائی کے باوجود اسے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اور یہاں صرف درندوں کا قبضہ ہو گا۔ پھر "مزینہ" کے دو چرواہے مدینہ آنے کے لئے، اپنی بکریوں کے ہمراہ آئیں گے تو اسے بالکل خالی پائیں گے یہاں تک کہ جب وہ "وداع" پہاڑی کے پاس پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے۔

فضائل مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ اور عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے والوں

حدیث 1019: احمد (8987) ابن حبان (6772)

کوطرح طرح سے روزی دے جوان میں سے اللہ اور پچھلے دین پر ایمان لائیں فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا پھر اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کروں گا اور وہ بہت بُری جگہ ہے پلٹنے کی اور جب اُٹھاتا تھا ابراہیم اس کے گھر کی بنیادیں اور اسماعیل یہ کہتے ہوئے اے ربّ ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے اے ربّ ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک اُمت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان۔

اللہ رب العزت نے بعض رسولوں کو بعض رسولوں پر فضیلت عطا کی ہے۔اسی طرح دنوں میں سے جمعۃ المبارک کو،مہینوں میں سے ،ماہِ رمضان المبارک کو،راتوں میں سے لیلۃ القدر کی رات کو،اسی طرح شہروں میں سے مکۃ المکرّمہ اور مدینہ منورہ کوفضیلت عطا کی ہے۔شہر مکہ کی اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں قسم اٹھائی ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس شہر میں اللہ رب العزت کا گھر ہے،حجر اسود جنتی پتھر ہے میدان عرفات،مسجد نمرہ،جنت المعلیٰ قبرستان ہے۔اس لئے اللہ نے اس شہر کی قسم اٹھائی ہے۔نہیں ! بلکہ اللہ نے اس شہر کی قسم اس لئے اٹھائی ہے کہ اے محبوب اس (شہر مکہ) میں تم تشریف فرما ہو۔

(پارہ 30) قرآن پاک سے اس بات کا پتا چلا کہ جس جگہ محبوبان خدا کے پاؤں لگ جائیں وہ جگہ عام جگہ نہیں رہتی بلکہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول جگہ ہوتی ہے۔جس پہاڑی پر حضرت اسماعیلؑ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؓ دوڑیں اللہ نے ان پہاڑیوں کوشعائر اللہ قرار دیا یعنی یہ کوئی دنیا والی عام پہاڑیاں نہیں بلکہ میری نشانیاں ہیں۔پس قیامت تک جو آدمی حج یا عمرہ کرے وہ ان پہاڑیوں پر دوڑے تاکہ میری محبوب بندی حضرت ہاجرہؓ کی سنت زندہ رہے۔اسی طرح جو انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کرتا ہے وہ عام انسان نہیں رہتا۔بلکہ وقت کا غوث،قُطب،ابدال بن جاتا ہے۔

شہر مکہ کی فضیلت کے بارے میں حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح فرمایا تو اس روز فرمایا کہ اس شہر کو اللہ نے اس دن سے حرمت عطا فرمائی جس روز زمین اور آسمان کو پیدا کیا تھا۔یہ اللہ کی حرمت کے باعث تا قیامت حرام ہے اور اس میں جنگ کرنا کسی کے لئے نہ مجھ سے پہلے حلال ہوا اور نہ میرے لئے مگر دن کی ایک ساعت کے لئے ،پس وہ اللہ کی حرمت کے ساتھ قیامت تک حرام ہے نہ اس کا کانٹا توڑا جائے اور نہ اسکا شکار بھڑ کایا جائے اور اسکی گری پڑی چیز صرف وہ اٹھائے جس نے اعلان کرنا ہو اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔(بخاری)

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراءؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کو مقام حزورہ پر کھڑے ہوکر فرماتے ہوئے سنا اللہ کی قسم ! اے مکہ تو اللہ کی ساری زمین سے بہتر اور اللہ کو ساری زمین سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے تجھ سے نکل جانے پر مجبور نہ کیا جاتا تو میں ہرگز نہ جاتا۔(ترمذی،ابن ماجہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کسی کو یہ جائز نہیں کہ مکہ معظمہ میں ہتھیار اٹھائے پھرے۔(مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے فرمایا ایک لشکر کعبہ معظمہ پر حملہ کرے گا تو جب میدانی زمین میں ہوں گے تو انکے اگلے پچھلے سب کو دھنسا دیا جائے گا میں نے عرض کیا،یارسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ! انکے اگلے پچھلوں

کو کیسے دھنسا دیا جائے گا ان میں سوداگر بھی ہوں گے اور وہ بھی جو اس لشکر سے نہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے فرمایا دھنسایا تو سارے اگلے پچھلوں کو جائے گا پھر اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔ (مسلم، بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے مکہ معظمہ سے فرمایا تو کیسا پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے کیسا پیارا ہے اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کہیں نہ ٹھہرتا۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھر میں آدمی کی نماز ایک نماز کا ثواب رکھتی ہے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب پچیس نمازوں کے برابر ہے، جو جامع مسجد میں نماز پڑھے اسے پانچ سو نمازوں کا ثواب ملے گا۔ جو مسجد اقصیٰ اور میری مسجد یعنی مسجد نبوی میں نماز پڑھے اسے پچاس ہزار کا ثواب ملے گا اور مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ! زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت الحرام۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پھر عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد اقصیٰ! پھر میں نے عرض کی، یارسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ! ان دونوں (مسجدوں) کی تعمیر کے درمیان کتنا وقفہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس سال۔ لیکن تم جہاں وقت ہو جائے اسی جگہ نماز پڑھ لیا کرو اسی میں تمہارے لئے فضیلت ہے۔ حضرت عیاش ابن ابوربیعہ مخزومیؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے فرمایا یہ امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک اس حرمت کی پوری تعظیم کرتی رہے گی اور جب لوگ اسے ضائع کر دیں گے ہلاک ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

فضائل مدینہ منورہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔ (پارہ 5) اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونے کے بغیر بخشش ناممکن ہے۔ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ بیان فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے ظاہراً پردہ فرماتے ہوئے تین دن ہی گزرے تھے کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوا اور قبر انور سے چمٹ گیا اور قبر مبارک کی خاک سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خدا سے سنا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے لیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری سفارش فرمائیں۔ اعرابی جذبہ شوق سے یہ کلمات عرض کرتا ہے اور ادھر قبر انور سے آواز آتی ہے جاؤ تمہاری بخشش ہو گئی ہے۔ (جذب القلوب)

جہاں پر ذکر خدا ہوگا وہیں پر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اگر کوئی لاکھ مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہے گا۔ کیونکہ آقائے دو جہاں سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین حق کی شرط اول ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی

مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد یہ نام (یثرب) ممنوع قرار دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے۔ اِذْقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَآاَهْلَ يَثْرِبَ الایہ یثرب سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ نام جاہلیت کا تھا اس لئے منع فرمایا گیا۔ عیسیٰ ابن دینار مالکیؒ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص اس شہر کریم کو یثرب کہے گا وہ گناہگار ہوگا۔ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں ایک روایت بیان فرمائی کہ اگر کوئی ایک دفعہ اس شہر کریم کو یثرب کہہ دے تو اسے چاہیے کہ اس کی تلافی کے لئے دس بار مدینہ کہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو مدینہ پاک کو یثرب کہے اسے چاہیے کہ اللہ سے استغفار کرے کتنا خوش نصیب ہے وہ مسلمان جو مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر اپنے آقا و مولا اور اللہ پاک کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو۔ مدینہ منورہ اللہ پاک کو اتنا پیارا ہے کہ جتنے شہر بھی فتح ہوئے یہاں تک کہ مکہ معظمہ تلوار سے فتح ہوئے۔ وہاں تلوار چلی لڑائی ہوئی خون ریزی ہوئی مگر جب مدینہ منورہ فتح ہوتا ہے تو نہ تلوار چلتی ہے نہ خونریزی ہوتی ہے نہ ہی لڑائی کی نوبت آتی ہے۔ بلکہ خود بخود فتح ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک کو اتنا بھی پسند نہیں کہ مدینہ کی گلیوں میں خون رواں ہو۔ روایت ہے کہ تمام شہر تلوار سے فتح ہوئے مگر مدینہ منورہ قرآن پاک سے فتح ہوا۔ (جذب القلوب)

مدینہ منورہ وہ مبارک شہر ہے جس میں زمین کا ایک ٹکڑا جنت کا ٹکڑا ہے۔ مدینہ کی مٹی میں شفا ہے جو شخص مدینہ پاک کی تنگی اور سختی پر صبر کرے گا قیامت کے دن حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ اسی شہر مدینہ میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا گنبد خضریٰ ہے۔ یہ وہ گنبد خضریٰ ہے جس پر ہر وقت اللہ پاک کی نوری مخلوق ملائکہ کا ہجوم رہتا ہے۔ ستر ہزار فرشتہ صبح کو اور ستر ہزار فرشتہ شام کو درود پاک کے لئے حاضر ہوتا ہے جو فرشتہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود پاک پڑھنے کے لئے ایک مرتبہ حاضر ہو جائے پھر قیامت تک اسے دوبارہ حاضری کا موقع نہیں ملتا جس نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور مبارک کی زیارت کی حقیقت میں اس نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اور جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (بخاری)

ہم درِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم پہ سر اپنا جھکا لیتے ہیں سچ بتانا ارے دنیا ہم تیرا کیا لیتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری وفات کے بعد حج کرے اور میری قبر کی زیارت کرے اسکا زیارت کرنا ایسے ہوگا جیسے میری زندگی میں میری زیارت کرے۔ (بیہقی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے فرمایا جو میری زیارت کو آئے سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔ (طبرانی المعجم الکبیر)

ہم کو تو اپنے سایہ میں آرام ہی سے لائے حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کی تکلیف وشدت پر میری امت میں سے جو کوئی صبر کرے قیامت کے دن میں اسکا شفیع وں گا۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے لیتے تو فرماتے الٰہی ہمارے پھلوں میں ہمارے لئے برکت دے، ہمارے مدینہ میں برکت دے، ہمارے صاع میں ہمارے مد میں ہمارے واسطے برکت دے، الٰہی ابراہیم تیرے بندے تیرے خلیل تیرے نبی ہیں اور میں تیرا بندہ تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی اور میں مدینہ کے لئے ویسے ہی دعا کرتا ہوں جیسی انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی۔ پھر کسی چھوٹے بچے کو بلاتے اسے یہ پھل عطا فرما دیتے۔ (مسلم)

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا مزہ جو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی مدینہ ہمیں ایسا پیارا کر دے جیسے مکہ پیارا تھا یا اس سے بھی زیادہ اور اسے صحت بخش بنا دے اور اس کے صاع و مد میں ہمیں برکت دے اور یہاں کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ میں بھیج دے۔ (مسلم، بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے فرمایا مجھے ایسی بستی کا حکم دیا گیا جو تمام بستیوں کو کھا جائے لوگ اسے یثرب کہیں گے حالانکہ وہ مدینہ ہے لوگوں کو ایسے صاف کر دے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔ (مسلم، بخاری)

ایک اور روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ مدینہ منورہ برے لوگوں کو یوں نکال دے گا جیسے بھٹی لوہے کا میل نکال دیتی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے احد پہاڑ چمکا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں یقیناً ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظّمہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ کے گوشوں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں۔ (بخاری، مسلم)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اتنی محبت تھی کہ شہر کریم سے باہر نکلنا پسند نہ کرتے تھے محض اس اندیشہ سے کہ ایسا نہ ہو کہ میں اس شہر کریم سے باہر جاؤں اور وہاں میری موت آجائے تو مدینہ پاک کے غبار، مٹی پاک اور قبر کی سعادت سے محروم رہ جاؤں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ساری عمر میں اک فرضی حج ادا فرمایا اور اپنی تمام عمر مدینہ طیبہ میں بسر کر دی آخر وہاں ہی مدفون ہو کر سعادت ابدی حاصل کی۔ (جذب القلوب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی جو برکتیں تو نے مکہ مکرمہ کو دی ہیں اس سے دوگنی برکتیں مدینہ منورہ میں دے۔ (مسلم، بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ کی طرف اس طرح سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف سمٹ کر آجاتا ہے۔ (بخاری)

اللہ رب العزت ہم سب کو حج بیت اللہ اور بار بار روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب فرمائے، بروز محشر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ وطن عزیز پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد نصیب

فرمائے۔ اللہ رب العالمین آقائے دو جہاں سرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔ آمین

بَاب: 89 فَضْلِ مَا بَيْنَ قَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْبَرِهٖ وَفَضْلِ مَوْضِعِ مِنْبَرِهٖ

نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک اور آپ کے منبر کے درمیان والی جگہ کی فضیلت اور جس جگہ آپ کا منبر رکھا ہوا ہے اس کی فضیلت

1021 - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْمَازِنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِىْ وَمِنْبَرِىْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

✧✧ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان والی جگہ جنت کا ایک باغ ہے۔

1022 - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِىُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ مِنْبَرِىْ وَبَيْتِىْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ میرے منبر اور میرے گھر کے درمیان والی جگہ جنت کا ایک باغ ہے۔

1023 - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِىْ وَمِنْبَرِىْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِىْ عَلٰى حَوْضِىْ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان والی جگہ جنت کا ایک باغ ہے اور (قیامت کے دن) میرا منبر میرے حوض (کے کنارے) پر ہوگا۔

روضۂ اطہر کی فضیلت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا بَيْنَ بَيْتِىْ وَمِنْبَرِىْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِىْ عَلٰى حَوْضِىْ.

میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور (روزِ قیامت) میرا منبر میرے حوضِ (کوثر) پر ہوگا۔

1. بخاری، الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب فضل ما بین القبر والمنبر، 1,399، رقم: 11382، مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب ما بین القبر والمنبر، 2,1011، رقم 1391

2۔ ابوصالح ذکوان سمان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔

حدیث 1021: بخاری (1137)' (1138)' (1789) ترمذی (3915)' (3916) نسائی (695)' (696) مالک (463)' (464) احمد (7222)' (8872)' (9142) ابن حبان (3750)' (3749) حاکم (6268) بیہقی (10062)' (10068)' (10070) ابویعلی (118)' (1341) (1784) معجم کبیر (5779)' (16156)

مِنۡبَرِی هَذَا عَلَى تُرۡعَةٍ مِنۡ تُرَعِ الۡجَنَّةِ، وَمَا بَيۡنَ حُجۡرَتِی وَمِنۡبَرِی رَوۡضَةٌ مِنۡ رِيَاضِ الۡجَنَّةِ.

میرا یہ منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر (کوثر کے کنارے) پر (نصب) ہوگا اور میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (أحمد بن حنبل، المسند، 534,2)

.3 محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو روضۂ اَطہر کے پاس روتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے، یہی وہ جگہ ہے جہاں (محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں) آنسو بہائے جاتے ہیں۔ میں نے خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

مَا بَيۡنَ قَبۡرِی وَمِنۡبَرِی رَوۡضَةٌ مِنۡ رِيَاضِ الۡجَنَّةِ.

میری قبر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (بیہقی، شعب الإیمان، 491,3، رقم 4163)

4۔ اُم المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قَوَائِمُ مِنۡبَرِی رَوَاتِبُ فِی الۡجَنَّةِ.

میرے اس منبر کے پائے جنت میں پیوست ہیں۔

.1 نسائی، السنن الکبریٰ، 257,1، رقم 2893، 6،.. 7752 أحمد بن حنبل، المسند، 6،.. عبدالرزاق، المصنف، 182,3، رقم 5242

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اِمام بخاری اور اِمام مسلم جیسے اَجل ائمہِ حدیث نے اپنی کتب میں روضۂ اَطہر اور منبر مبارک کی درمیانی جگہ کی فضیلت سے متعلق اَحادیث بیان کرتے ہوئے اُس کا عنوان اِس طرح قائم کیا ہے۔ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (الصحیح 399,1) میں کتاب التطوع کے باب نمبر 18 کا عنوان فَضۡلُ مَا بَيۡنَ الۡقَبۡرِ وَالۡمِنۡبَرِ رکھا ہے۔ اِمام مسلم نے (الصحیح 2، 1010) میں کتاب الحج کے باب نمبر 92 کا عنوان مَا بَيۡنَ الۡقَبۡرِ وَالۡمِنۡبَرِ رَوۡضَةٌ مِنۡ رِيَاضِ الۡجَنَّةِ رکھا ہے۔

اِن اَحادیثِ مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبرِ انور کی نشاندہی کرتے ہوئے خود فرما دیا کہ میری قبرِ اَنور میری اَزواجِ مطہرات کے گھروں میں ہے، لہٰذا مَا بَيۡنَ بَيۡتِی کے الفاظ میں معناً قبرِ اَنور مراد ہے، جبکہ قبرِ اَنور کا ذکر لفظاً (مَا بَيۡنَ قَبۡرِی) بھی آیا ہے، اور اُن کی زیارت کے لئے جانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص جنت میں جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک زیارتِ قبرِ انور کی نیت سے سفر کرنا اُمتِ مسلمہ کا پسندیدہ اور محبوب عمل رہا ہے۔ ایسا محبوب عمل جس کی ادائیگی تو کجا اس کی محض یاد بھی موجب برکت وسعادت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے زیارتِ روضۂ اَطہر کی ترغیب

خود سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاداتِ گرامی میں روضۂ اقدس کی زیارت کی ترغیب دی اور زائر کے لئے شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے۔

.1 حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روضۂ اَطہر کی زیارت کے حوالے سے اِرشاد فرمایا، جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرِی، وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی.

جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

.1دار قطنی، السنن، 2، 2782، حکیم ترمذی، نوادر الاصول، 2، 673 بیہقی، شعب الایمان، 3، 490، رقم، 4159، 4160

4۔ذہبی نے (میزان الاعتدال 6، 567) میں کہا ہے کہ اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے مختصر المختصر میں نقل کیا ہے۔ایک دوسری روایت میں حلّت لہ شفاعتی کے الفاظ بھی ہیں۔امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ شواھد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق (ص، 77) میں لکھتے ہیں کہ ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی چند اسناد بیان کرنے اور جرح و تعدیل کے بعد فرماتے ہیں۔مذکورہ حدیث حسن کا درجہ رکھتی ہے۔جن احادیث میں زیارتِ قبرِ انور کی ترغیب دی گئی ہے ان کی تعداد دس سے بھی زیادہ ہے، اِن احادیث سے مذکورہ حدیث کو تقویت ملتی ہے اور اِسے حسن سے صحیح کا درجہ مل جاتا ہے۔(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام،3، 11)

عبدالحق اِشبیلی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔امام سیوطی نے مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا (ص، 71) میں اسے صحیح کہا ہے۔شیخ محمود سعید ممدوح رفع المنارہ (ص، 318) میں اس حدیث پر بڑی مفصل تحقیق کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور قواعدِ حدیث بھی اِسی رائے پر دلالت کرتے ہیں۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے زائر پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت محقق اور لازم ہوگئی یعنی اللہ تعالیٰ سے زائر کی معافی و درگزر کی سفارش کرنا لازم ہوگیا۔

2۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ زَارَنِی بِالْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا كُنْتُ لَهُ شَهِیْدًا وَشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

جس شخص نے خلوصِ نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہوکر میری زیارت کا شرف حاصل کیا، میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

.1 بیہقی، شعب الایمان، 3، 490، رقم، 41572. سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، 283. مقریزی، اِمتاع الاسماع، 14، 614 عسقلانی نے تلخیص الحبیر (2،267) میں اسے مرفوع کہا ہے۔

.3 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ جَاءَنِی زَائِرًا لَا یَعْمَلُهُ حَاجَةً إِلَّا زِیَارَتِی، كَانَ حَقًّا عَلَیَّ أَنْ أَكُوْنَ لَهُ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

جو بغیر کسی حاجت کے صرف میری زیارت کے لیے آیا اُس کا مجھ پر حق ہے کہ میں روزِ قیامت اُس کی شفاعت کروں۔

.1 طبرانی، المعجم الکبیر، 12، 225، رقم، 131492. طبرانی، المعجم الاوسط، 5، 275، 276، رقم، 45433. ہیثمی، مجمع الزوائد، 4، 2، 4۔ذہبی نے میزان الاعتدال (6، 415) میں اسے مرفوع کہا ہے۔

ابن السکن نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔انہوں نے اپنی کتاب السنن الصحاح ماثورۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں اس کتاب میں نقل کردہ روایات کو بالاجماع ائمہ حدیث کے نزدیک صحیح قرار دیا ہے۔اِس حدیثِ مبارکہ کو انہوں نے کتاب الحج

میں باب ثواب من زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نقل کیا ہے۔

.4 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہادیء برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرِی، أَوْ قَالَ , مَنْ زَارَنِی کُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا أَوْشَهِيْدًا.وَ مَنْ مَاتَ فِی أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللهُ مِنَ الآمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَة.

جس نے میری قبر (یا راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،) میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا اور جو کوئی دو حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اُسے روزِ قیامت ایمان والوں کے ساتھ اٹھائے گا۔

.1 طیالسی، المسند، 12، 13، رقم,.652 دارقطنی، السنن، 2،.2783 بیہقی، السنن الکبریٰ، 5،245، رقم,10053

.5 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے,

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِی بَعْدَ وَفَاتِی، فَکَأَنَّمَا زَارَنِی فِی حَيَاتِی.

جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

.1 دارقطنی، السنن، 2،.2782 طبرانی، المعجم الکبیر، 12، 310، رقم,.134973 طبرانی، المعجم الاوسط، 4، 223، رقم،3400،.4 خطیب تبریزی نے مشکوۃ المصابیح (2,128، کتاب المناسک، رقم,2756) میں اسے مرفوع حدیث قرار دیا ہے۔

جو لوگ اپنے باطل عقیدے کی بناء پر حدیث لاتشدّ الرّحال سے غلط استدلال کرتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کی نیت سے جانے کے ساتھ ساتھ انبیاء وصالحین کے مزارات کی زیارت سے منع کرتے ہیں اور اسے (معاذ اللہ) سفر معصیت وگناہ اور شرک قرار دیتے ہیں وہ بلاشبہ صریح غلطی پر ہیں۔ صحیح عقیدہ وہی ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری بلند درجہ باعث ثواب اعمال میں سے ہے۔ نیز قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک اہلِ اسلام کا یہ معمول ہے کہ وہ ذوق وشوق سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے جاتے ہیں اور اسے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر عظیم سعادت وخوش بختی سمجھتے ہیں۔

اِستطاعت کے باوجود زیارت نہ کرنے پر وعید

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے۔

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَ لَمْ يَزُرْنِی فَقَدْ جَفَانِی.

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری (قبرِ انور کی) زیارت نہ کی تو اس نے میرے ساتھ جفا کی۔

(.1 سبکی، شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام،.212 ابن حجر مکی، الجوہر المنظم,28،.3 نبہانی، شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق 82,)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بڑا واضح ہے۔ اِس میں اُمتِ مسلمہ کے لئے کڑی تنبیہ بھی ہے کہ جس مسلمان نے حج کی سعادت حاصل کی مگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری نہ دی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جفا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف وکرم سے محروم ہوا جبکہ زائرِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا منفرد اعزاز نصیب ہوگا۔ اس

حوالے سے امام سبکی شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام (ص, 11) میں لکھتے ہیں۔

روضۂ اقدس کی زیارت کرنے والے عشاق کو وہ شفاعت نصیب ہوگی جو دوسروں کے حصہ میں نہیں آئے گی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ زائرینِ قبرِ انور ایک خاص شفاعت کے مستحق قرار دیئے جائیں گے اور انہیں بالخصوص یہ منفرد اعزاز حاصل ہوگا۔اس سے یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کی برکت کے باعث شفاعت کے حقدار ٹھہرنے والے عمومی افراد میں زائر کا شامل ہونا واجب ہو جاتا ہے۔ بشارت کا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا زائر حالتِ ایمان پر اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگا۔ یہاں اس اَمر کی وضاحت ضروری ہے کہ فرشتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقرب بندے بھی شفاعت کرنے کا اعزاز رکھتے ہیں، لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کے شرف سے مشرف ہونے والوں کا اعزاز یہ ہے کہ خود آقا صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی شفاعت فرمائیں گے۔

حیاتِ مبارکہ میں صحابہ کرام کے معمول زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

یہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اوّل تا آخر محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کرتے تھے اسی محبت کا کرشمہ تھا کہ نہ انہیں اپنی جان کی پرواتھی، نہ مال واولاد کی۔ وہ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز جانتے تھے۔ان کی اسی طاقت نے انہیں ہر طوفان سے ٹکرانے اور ہر مشکل سے سرخرو ہونے کا ہنر سکھایا۔انہوں نے جس والہانہ عشق ومحبت کا مظاہرہ کیا انسانی تاریخ آج تک اس کی نظیر پیش کرسکی اور نہ قیامت تک اس بے مثال محبت کے مظاہر دیکھنے ممکن ہوں گے۔اُن کی محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ہی اپنی بھوک پیاس کو بجھالیتے تھے اور حالتِ نماز میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکتے رہتے تھے۔

کتبِ احادیث وسیر میں متعدد واقعات کا ذکر ہے جو انفرادی واجتماعی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش آئے۔ یہ واقعات اس اَمر کی غمازی کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے زندگی کی حرارت پاتے تھے۔انہیں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لمحہ کی جدائی بھی گوارا نہ تھی۔ان مشتاقانِ دید کے دل میں ہر لمحہ یہ تمنا دھڑکتی رہتی تھی کہ ان کا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی ان سے جدا نہ ہو اور وہ صبح وشام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اپنے قلوب و اذہان کو راحت وسکون بہم پہنچاتے رہیں۔ذیل میں اسی لازوال محبت کے چند مستند واقعات کا ذکر کیا جائے گا۔

صحابہ کی نماز اور زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین منظر

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرضِ وصال میں جب تین دن تک حجرہ مبارک سے باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا کرتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک دیکھنے کو ترس گئیں۔ جان نثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا انتظار تھے کہ کب ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ بالآخر وہ مبارک و مسعود لمحہ ایک دن حالتِ نماز میں انہیں نصیب ہوگیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایامِ وصال میں جب نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے

سپرد تھے۔ پیر کے روز تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں حسب معمول با جماعت نماز ادا کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک سے مسجدِ نبوی میں جھانک کر گویا اپنے غلاموں کو صدیق کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر اظہارِ اطمینان فرما رہے تھے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھا کر کھڑے کھڑے ہمیں دیکھنا شروع فرمایا۔ (ہم نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو یوں لگا) جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور کھلا ہوا قرآن ہو، پھر مسکرائے۔

(.1 بخاری، الصحیح، کتاب الأذان، باب أہل العلم والفضل أحق بالإمامۃ، 1، 240، رقم، 648، .2 مسلم، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الإمام إذا عرض لہ عذر من مرض وسفر، 1، 315، رقم، 419، .3 ابن ماجہ، السنن، کتاب الجنائز، باب فی ذکر مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 1، 519، رقم، 1624، .4 أحمد بن حنبل، المسند، 3، 163)

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم لوگ نماز چھوڑ بیٹھتے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے پلٹے تاکہ صف میں شامل ہو جائیں اور انہوں نے یہ سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے باہر تشریف لانے والے ہیں۔

(.1 بخاری، الصحیح، کتاب الأذان، باب أہل العلم والفضل أحق بالإمامۃ، 1، 240، رقم، 648، .2 بیہقی، السنن الکبریٰ، 3، 75، رقم، 4825، .3 عبدالرزاق، المصنف، 5، 433)

ان پر کیف لمحات کی منظر کشی روایت میں یوں کی گئی ہے۔ جب (پردہ ہٹا اور) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔

.1 بخاری، الصحیح، کتاب الأذان، باب أہل العلم والفضل أحق بالإمامۃ، 1، 241، رقم. 6492 مسلم، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الإمام إذا عرض لہ عذر من مرض وسفر، 1، 315، رقم، 419، .3 ابن خزیمہ، الصحیح، 2، 372، رقم، 1488

زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کا مداوا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت صحابہ کرام کے لئے اتنی بڑی قوت اور سعادت تھی کہ یہ بھوکوں کی بھوک رفع کرنے کا ذریعہ بھی بنتی تھی۔ چہرۂ اقدس کے دیدار کے بعد قلب ونظر میں اترنے والے کیف کے سامنے بھوک و پیاس کے احساس کی کیا حیثیت تھی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کبھی اس وقت باہر تشریف نہ لاتے تھے اور نہ ہی کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتا۔

دراصل ہوا یوں تھا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بھوک سے مغلوب باہر تشریف لے آئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفیقِ سفر اور یارِ غار سے پوچھا، اے ابوبکر! تم اس وقت کیسے آئے ہو؟ اس وفا شعار پیکرِ عجز و نیاز نے ازراہِ رقت عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف آپ کی ملاقات، چہرہ انور کی زیارت اور سلام عرض کرنے کی غرض سے حاضر ہوا

ہوں۔ تھوڑی دیر بعد ہی سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی اسی راستے پر چلتے ہوئے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے۔ نبیء رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے عمر! تمہیں کون سی ضرورت اس وقت یہاں لائی؟ شمعِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے نے حسبِ معمول لگی لپٹی کے بغیر عرض کی، یارسول اللہ! بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔

.1 ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الزہد، باب فی معیشۃ أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 4,583، رقم، 23692 ترمذی، الشمائل المحمدیۃ، 1، 312، رقم، 373، 3 حاکم، المستدرک، 4,145، رقم، 7178

شمائلِ ترمذی کے حاشیہ پر مذکورہ حدیث کے حوالے سے یہ عبارت درج ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس لئے تشریف لائے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت سے اپنی بھوک مٹانا چاہتے تھے، جس طرح مصر والے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے اپنی بھوک کو مٹا لیا کرتے تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل میں بھی یہی راز مضمر تھا۔ مگر مزاج شناس نبوت نے اپنا مدعا نہایت ہی لطیف انداز میں بیان کیا اور یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نورِ نبوت کی وجہ سے ان کا مدعا بھی آشکار ہو چکا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیوں طالبِ ملاقات ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نورِ ولایت کی وجہ سے واضح ہو چکا تھا کہ اس گھڑی آقائے مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار انہیں ضرور نصیب ہوگا۔

(شمائل الترمذی، 27، حاشیہ، 3)

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں جاں نثاروں کی حالت سے باخبر ہونے پر اپنی زیارت کے طفیل ان کی بھوک ختم فرما دی۔ یہ واقعہ باہمی محبت میں اخلاص اور معراج کا منفرد انداز لیے ہوئے ہے۔

ٹکٹکی باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

کائنات کا سارا حسن و جمال نبیء آخر الزماں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں سمٹ آیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت سے مشرف ہونے والا ہر شخص جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح کھو جاتا کہ کسی کو آنکھ جھپکنے کا یارا بھی نہ ہوتا اور نگاہیں اٹھی کی اٹھی رہ جاتیں۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے چہرۂ انور) کو (اِس طرح ٹکٹکی باندھ کر) دیکھتا رہتا کہ وہ اپنی آنکھ تک نہ جھپکتا۔

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس جاں نثار صحابی کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا، اِس (طرح دیکھنے) کا سبب کیا ہے؟ اس عاشقِ رسول صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔ (.1 قاضی عیاض، الشفاء، 2، 5662 قسطلانی، المواہب اللدنیۃ، 2، 94)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جاں نثارانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خود سپردگی کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال میں اس طرح کھو جاتے کہ دنیا کی ہر شے سے بے نیاز ہو جاتے۔

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خواہشِ زیارت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کس طرح چہرۂ نبوت کے دیدارِ فرحت آثار سے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کیا کرتے تھے اور ان

کے نزدیک پسند و دلبستگی کا کیا معیار تھا؟ اس کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار سے متعلق درج ذیل روایت سے بخوبی ہو جائے گا،

ایک مرتبہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں، خوشبو، نیک خاتون اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں، آپ صلی اللہ علیک وسلم کے چہرۂ اقدس کو تکتے رہنا، اللہ کا عطا کردہ مال آپ صلی اللہ علیک وسلم کے قدموں پر نچھاور کرنا اور میری بیٹی کا آپ صلی اللہ علیک وسلم کے عقد میں آنا۔ (ابن حجر، منبہات، 21-22، 5)

شیخین رضی اللہ عنہما کا منفرد اعزاز کا بیان

صدیقِ باوفا رضی اللہ عنہ کو سفرِ ہجرت میں رفاقتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز حاصل ہوا، جبکہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مرادِ رسول ہونے کے شرفِ لازوال سے مشرف ہوئے۔ ان جلیل القدر شخصیات کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظیم جماعت میں کئی دیگر حوالوں سے بھی خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے مہاجر اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہوتے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں ہوتے تو کوئی صحابی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ کرتا، البتہ ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو مسلسل دیکھتے رہتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو دیکھتے، یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسکراتے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو دیکھ کر تبسم فرماتے۔

1. ترمذی، السنن، کتاب المناقب، باب فی مناقب أبی بکر وعمر کلیھما، 5، 612، رقم، 36682. أحمد بن حنبل، المسند، 3، 150، 3. طیالسی، المسند، 1، 275، رقم، 2064، 6. سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کیفیت اضطراب

یوں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی آرزو اور تمنا ہر صحابی رسول کے دل میں اس طرح بسی ہوئی تھی کہ اُن کی زندگی کا کوئی لمحہ اس سے خالی نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکون کی دولت نصیب ہوتی اور معرفتِ الٰہی کے دریچے ان پر روشن ہو جاتے۔ اُن کے دل کی دھڑکن میں زیارتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اس درجہ سما گئی تھی کہ اگر کچھ عرصہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار میسر نہ آتا تو وہ بے قرار ہو جاتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر جو کیفیت گزرتی تھی اس کے بارے میں وہ خود روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض گزاری کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں (تو تمام غم بھول جاتا ہوں اور) دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، پس مجھے تمام اشیاء (کائنات کی تخلیق) کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی تخلیق پانی سے کی ہے۔ (1. احمد بن حنبل، المسند، 2، 323، 2. حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 4، 176، رقم، 7278)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر کوئی فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھا اُن کا جینا مرنا، عبادت ریاضت، جہاد تبلیغ سب کچھ

ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسوب تھا۔ اس لئے وہ اپنے آقا و مولا سے ایک لمحہ کی جدائی گوارا نہ کرتے تھے اور ہر لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں مست و بےخود رہتے۔

بعد از وصال صحابہ کرام کے معمول زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

گزشتہ دلائل میں مذکور واقعات سے ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح و شام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور دیدار سے اپنے مضطرب قلوب و اذہان کو راحت و سکون بہم پہنچاتے رہے اُن کے دل میں ہر لمحہ یہ تمنا رہتی تھی کہ اُن کا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی اُن سے جدا نہ ہو پس جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیاتِ محبت کا والہانہ اظہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ میں ہوا، اسی طرح بعد از وصال بھی وہ دیوانہ وار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری دیتے اور اس حاضری میں بھی ان کی کیفیات دیدنی ہوتیں۔ یعنی ادبِ بارگاہِ رسالت کے ساتھ ساتھ محبت اور عشق کی تمام تر بے قراریاں، جذب و شوق اور کیفیتِ فراق اور غمِ ہجر کی لذتیں ان کے ایمان کو جلا بخشتی تھیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کے حوالہ سے صحابہ کرام کے ان ہی کیفیاتِ شوق پر مبنی معمولات درج ذیل ہیں،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت کعب الاحبار کے قبولِ اسلام کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا، کیا آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت اور فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں گے؟ تو انہوں نے کہا، جی! امیر المؤمنین۔ پھر جب حضرت کعب الاحبار اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دی اور سلام عرض کیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدفن مبارک پر کھڑے ہو کر اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ (.1 واقدی، فتوح الشام، 1، 244، .2 ہیتمی، الجوہر المنظم، 2827،)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ آپ اکثر روضہ مبارک پر حاضر ہوا کرتی تھیں۔ وہ فرماتی ہیں؛ میں اس مکان میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد گرامی مدفون ہیں جب داخل ہوتی تو یہ خیال کر کے اپنی چادر (جسے بطور برقع اوڑھتی وہ) اتار دیتی کہ یہ میرے شوہرِ نامدار اور والدِ گرامی ہی تو ہیں لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تو اللہ کی قسم میں عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے بغیر کپڑا لپیٹے کبھی داخل نہ ہوئی۔

(.1 أحمد بن حنبل، المسند، 202،6، .2 حاکم، المستدرک، 61،3، رقم، 4402، .3 مقریزی، إمتاع الأسماع، 607،14)

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روضۂ اقدس پر حاضری کا ہمیشہ معمول تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ مدینہ کو قحط سالی کے خاتمے کے لئے قبرِ انور پر حاضر ہو کر توسل کرنے کی تلقین فرمائی۔ امام دارمی صحیح اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں، ایک مرتبہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی دِگرگوں حالت کی) شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک

روشندان آسمان کی طرف کھولو تا کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایسا کرنے کی دیر تھی کہ اتنی زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے خوب سبزہ اُگ آیا اور اُونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے۔ پس اُس سال کا نام ہی عام الفتق (سبزہ و کشادگی کا سال) رکھ دیا گیا۔

(.1 دارمی، السنن، 56,1، رقم,92، .2 ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، 818817، رقم,1534، .3 سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام,128)

ثابت ہوا کہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ مدینہ کو رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کو وسیلہ بنانے کی ہدایت فرمائی، جس سے اُن پر طاری شدید قحط ختم ہو گیا، اور موسلا دھار بارش نے ہر طرف بہار کا سماں پیدا کر دیا۔ جہاں انسانوں کو غذا ملی وہاں جانوروں کو چارا ملا، اِس بارش نے اہلِ مدینہ کو اتنا پر بہار اور خوشحال بنا دیا کہ انہوں نے اس پورے سال کو عام الفتق (سبزہ اور کشادگی کا سال) کے نام سے یاد کیا۔

بعض لوگوں نے اس روایت پر اعتراضات کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی سند کمزور ہے لہٰذا یہ روایت بطورِ دلیل پیش نہیں کی جا سکتی لیکن مستند علماء نے اِسے قبول کیا ہے اور بہت سی ایسی اسناد سے استشہاد کیا ہے جو اس جیسی ہیں یا اس سے کم مضبوط ہیں۔ لہٰذا اس روایت کو بطورِ دلیل لیا جائے گا کیونکہ امام نسائی کا مسلک یہ ہے کہ جب تک تمام محدثین ایک راوی کی حدیث کے ترک پر متفق نہ ہوں، اس کی حدیث ترک نہ کی جائے۔ (عسقلانی، شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر)

ایک اور اعتراض اس روایت پر یہ کیا جاتا ہے کہ یہ موقوف ہے یعنی صرف صحابیہ تک پہنچتی ہے، اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں ہے۔ اس لئے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ تک اس کی اسناد صحیح بھی ہوں تو یہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ ذاتی رائے پر مبنی ہے اور بعض اوقات صحابہ کی ذاتی رائے صحیح ہوتی ہے اور بعض اوقات اس میں صحت کا معیار کمزور بھی ہوتا ہے، لہٰذا ہم اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں۔

اس بے بنیاد اعتراض کا سادہ لفظوں میں جواب یہ ہے کہ نہ صرف اس روایت کی اسناد صحیح اور مستند ہیں بلکہ کسی بھی صحابی نے نہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تجویز کردہ عمل پر اعتراض کیا اور نہ ہی ایسا کوئی اعتراض مروی ہے جس طرح حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں اس آدمی پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا جو قبرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر بارش کے لیے دعا کرتا ہے۔ یہ روایتیں صحابہ کا اجماع ظاہر کرتی ہیں اور ایسا اجماع بہر طور مقبول ہوتا ہے۔ کوئی شخص اس عمل کو ناجائز یا بدعت نہیں کہہ سکتا کہ جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت نے جائز یا مستحب قرار دیا ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کے لزوم کے بارے میں امام شافعی فرماتے ہیں، ہمارے لیے ان کی رائے ہمارے بارے میں ہماری اپنی رائے سے بہتر ہے۔ (ابن قیم، أعلام الموقعین عن رب العالمین، 186,2)

ابنِ تیمیہ نے اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پوری زندگی میں روضۂ اقدس کی چھت میں اس طرح کا کوئی سوراخ موجود نہیں تھا۔ یہ اعتراض کمزور ہے کیونکہ امام دارمی اور ان کے بعد آنے والے ائمہ و علماء اس طرح کی تفصیل متاخرین سے زیادہ بہتر جانتے تھے۔ مثال کے طور پر مدنی محدث و مؤرخ امام علی بن احمد سمہودی نے علامہ ابن تیمیہ کے اعتراض کا رد اور امام دارمی کی تصدیق کرتے ہوئے (وفاء الوفاء 560,2) میں لکھا ہے۔

زین المراغی نے کہا، جان لیجئے کہ مدینہ کے لوگوں کی آج کے دن تک یہ سنت ہے کہ وہ قحط کے زمانہ میں روضۂ رسول کے گنبد کی تہہ میں قبلہ رُخ ایک کھڑکی کھولتے اگر چہ قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے دور میں بھی مقصورہ شریف، جس نے روضہ مبارک کو گھیر رکھا ہے، کا باب المواجہ یعنی چہرۂ اقدس کی جانب کھلنے والا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور لوگ وہاں (دعا کے لیے) جمع ہوتے ہیں۔ (سمہودی، وفاء الوفاء، 560,2)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسّل سے دعا کرنے کا معمول عثمانی ترکوں کے زمانے یعنی بیسویں صدی کے اوائل دور تک رائج رہا، وہ یوں کہ جب قحط ہوتا اور بارش نہ ہوتی تو اہلِ مدینہ کسی کم عمر سید زادہ کو وضو کروا کر اوپر چڑھاتے اور وہ بچہ اس رسی کو کھینچتا جو قبرِ انور کے اوپر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق سوراخ کے ڈھکنے کو بند کرنے کے لئے لٹکائی ہوئی تھی۔ اس طرح جب قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ نہ رہتا تو بارانِ رحمت کا نزول ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس لوٹتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے۔

السّلام علیك یا رسول اللہ! السّلام علیك یا أبا بکر! السّلام علیك یا أبتاہ!

اے اللہ کے (پیارے) رسول! آپ پر سلامتی ہو، اے ابو بکر! آپ پر سلامتی ہو، اے ابا جان! آپ پر سلامتی ہو۔

(1. عبدالرزاق، المصنف، 576,3، رقم، 6724. 2. ابن أبی شیبۃ، المصنف، 28,3، رقم، 11793. 3. بیہقی، السنن الکبریٰ، 245,5، رقم، 10051)

قاضی عیاض نے الشفاء (671,2) میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سو (100) سے زائد مرتبہ قبرِ انور پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا، اور مقریزی نے بھی إمتاع الاسماع (14, 618) میں یہی نقل کیا ہے۔ ابن الحاج مالکی نے المدخل (261,1) میں اِس کی تائید کی ہے۔ علاوہ ازیں ابنِ حجر مکی نے الجوہر المنظم (ص,28) اور زرقانی نے شرح المواہب اللدنیۃ (198,12) میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب سفر سے واپس لوٹتے تو مسجدِ (نبوی) میں داخل ہوتے اور یوں سلام عرض کرتے۔

السّلام علیك یا رسول اللہ! السّلام علی أبی بکر! السّلام علی أبی.

اے اللہ کے (پیارے) رسول! آپ پر سلام ہو، ابو بکر پر سلام ہو (اور) میرے والد پر بھی سلام ہو۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر دو رکعات نماز ادا فرماتے۔

1. ابن إسحاق أزدی، فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، 9190، رقم، 97-982. ابن حجر عسقلانی نے المطالب العالیۃ (1, 371، رقم، 1250) میں عمر بن محمد کی اپنے والد سے نقل کردہ روایت بیان کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت ابواُمامہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آتے دیکھا، انہوں نے (وہاں آکر) توقف کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ شاید میں نے گمان کیا کہ وہ نماز ادا کرنے لگے ہیں۔ پھر انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، اور واپس چلے آئے۔

.1 بیہقی، شعب الایمان، 491,3، رقم، 4164، .2 قاضی عیاض، الشفاء، 671,2، .3 مقریزی، امتاع الاسماع، 618,14

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فقط بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام عرض کرنے کا شرف حاصل کرنے کے لئے بھی مسجدِ نبوی میں آتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا معمول

امام محمد بن منکدر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب روتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے، یہی وہ جگہ ہے جہاں (فراقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (.1 بیہقی، شعب الایمان، 491,3، رقم، 4163، .2 احمد بن حنبل، المسند، 389,3، .3 ابویعلی، المسند، 190,2، رقم، 1778)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں زیارت کا حکم

عاشقِ مصطفیٰ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصال مبارک کے بعد یہ خیال کر کے شہرِ دلبر مدینہ منورہ سے شام چلے گئے کہ جب یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہ رہے تو پھر اس شہر میں کیا رہنا! حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے اور فرمایا۔ اے بلال! یہ فرقت کیوں ہے؟ اے بلال! کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم ہم سے ملاقات کرو؟

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اَشک بار ہوگئے۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو حکم سمجھا اور مدینے کی طرف رختِ سفر باندھا، اُفتاں وخیزاں روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی اور بے چین ہوکر غمِ فراق میں رونے اور اپنے چہرے کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ملنے لگے۔

.1 سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، 39، .2 ابن حجر مکی، الجوہر المنظم، 27، .3 ذہبی، سیر أعلام النبلاء، 358,1، .4 ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 137,7، .5 شوکانی، نیل الاوطار، 180,5

حضرت ابوایوب اَنصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت داؤد بن صالح سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مروان بن الحکم روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے۔ مروان نے اسے کہا، کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے

جواب دیا ہاں (میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں)، میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔

.1 أحمد بن حنبل، المسند، 422,5.، 2 حاکم، المستدرک، 560,4، رقم، 8571، 3. طبرانی، المعجم الکبیر، 158,4، رقم، 3999 امام احمد بن حنبل کی بیان کردہ روایت کی اسناد صحیح ہیں۔ امام حاکم نے اسے شیخین (بخاری و مسلم) کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام ذہبی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوت میں سلام

یزید بن ابی سعید المقبری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب میں نے انہیں الوداع کہا تو انہوں نے فرمایا، مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے، پھر فرمایا، جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک پر حاضری دے کر میری طرف سے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) سلام (کا تحفہ و نذرانہ) پیش کر دیجئے گا۔

.1 بیہقی، شعب الإیمان، 492,3، رقم، 4166۔ 41672. قاضی عیاض، الشفاء، 670,2، 3. مقریزی، إمتاع الأسماع، 618,14، 4. ابن حاج، المدخل، 261,1، 5. قسطلانی، المواہب اللدنیۃ، 573,4

ایک دوسری روایت میں ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ ایک قاصد کو شام سے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی طرف سے درود و سلام کا ہدیہ پیش کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔

(.1 بیہقی، شعب الإیمان، 491,3، 492، رقم، 4166، 2. ابن حاج، المدخل، 261,1)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صحابیہ آئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں گھائل تھی۔ اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کی زیارت کرنے کی درخواست کی۔ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے وقت وہ عورت اِتنا روئی کہ اُس نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

(.1 قسطلانی، المواہب اللدنیۃ، 581,4، 2. زرقانی، شرح المواہب اللدنیۃ، 196,12)

درج بالا علمی تحقیق سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں اور بعد از وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔ اُن کا حاضری دینے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ آقا علیہ السلام کی حیات اور بعد از وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوضات و برکات سے مستفید ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جمیع امتِ مسلمہ کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ وہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری دینے کو اپنے لئے باعثِ سعادت وخوش بختی سمجھتی ہے۔

بَاب: 90 فَضْلِ اُحُدٍ

اُحد (نامی پہاڑ) کی فضیلت

1024- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ

سَهْلِ السَّاعِدِيِّ عَنْ اَبِي حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوكَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِي الْقُرٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ مُسْرِعٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِي وَمَنْ شَاءَ فَلْيَمْكُثْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ وَهٰذَا اُحُدٌ وَّهُوَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

✧✧ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ،غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حدیث کا کچھ حصہ جس میں یہ منقول ہے، جب ہم واپس آئے اور وادیٔ قریٰ میں پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جلدی جانا چاہتا ہوں تم میں سے جو جلدی جانا چاہے وہ میرے ساتھ چلے اور جو چاہے وہ آرام سے آئے (حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہم لوگ آپ کے ساتھ آگئے جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا: یہ (مدینہ منورہ) ''طابہ'' ہے اور یہ اُحد (یعنی اُحد پہاڑ) ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

1025- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: بے شک اُحد (پہاڑ) ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

1026- وَحَدَّثَنِيْهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنِيْ حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اُحُدٍ فَقَالَ اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد (پہاڑ) کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: بے شک احد پہاڑ ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

بَاب: 91 فَضْلِ الصَّلٰوةِ بِمَسْجِدَيْ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ

مکہ اور مدینہ کی دو مسجدوں (مسجد حرام اور مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے کی فضیلت

1027- وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

حدیث1025: بخاری(2732)'(3787)'(3855) ترمذی(3823) ابن ماجہ(3115) مالک(1576)'(1585) احمد(8431)'(9013)'(12532) ابن حبان(3725) بیہقی(9737) ابویعلیٰ(2948)'(3139)'(3702) معجم کبیر(5720)'(6467)'(6469)

حدیث1027: بخاری(1133) ترمذی(325) نسائی(691)'(694)'(2897) ابن ماجہ(1404)'(1405)'(1406) مالک(462) دارمی(1418)'(1419)'(1420) احمد(1605)'(4646)'(4838) ابن حبان(1620)'(1621)'(1623) حاکم(8553) بیہقی(10056)'(10057)'(10058) ابویعلیٰ(4691)'(774)'(1165) معجم کبیر(1558)'(1562)'(1604)

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

1028 - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْ غَيْرِهٖ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا' مسجد حرام کے علاوہ اور کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔

1029 - وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ مَوْلَى الْجُهَنِيِّيْنَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدَهٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ وَاَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لَمْ نَشُكَّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ عَنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَا ذٰلِكَ اَنْ نَسْتَثْبِتَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حَتّٰى اِذَا تُوُفِّيَ اَبُوْهُرَيْرَةَ تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ وَتَلَاوَمْنَا اَنْ لَا نَكُوْنَ كَلَّمْنَا اَبَا هُرَيْرَةَ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى يُسْنِدَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ سَمِعَهٗ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ جَالَسَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ الْحَدِيْثَ وَالَّذِيْ فَرَّطْنَا فِيْهِ مِنْ نَصِّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْهُ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ قَارِظٍ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِيْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ

✧✧ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں' ان دونوں حضرات نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ اور کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد سب سے آخری مسجد ہے۔

ابوسلمہ اور ابوعبداللہ کہتے ہیں ہمیں اس بات کا یقینی طور پر پتہ نہیں تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے طور پر بیان کرتے ہیں؟ ہم اس کی تحقیق بھی نہیں کر سکے۔ یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر ہمیں یہ روایت یاد آئی تو ہمیں اس بات پہ افسوس ہوا کہ ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں بات چیت کیوں نہیں کی؟ تاکہ اگر انہوں نے یہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہوئی تھی تو آپ کے حوالے سے بیان کر دیتے۔ اسی دوران ایک مرتبہ ہم حضرت عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ہم نے ان سے اس روایت کا ذکر کیا اور اس بات کا تذکرہ کیا کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صراحت کے ساتھ یہ نہیں جان سکے کہ آیا یہ حدیث ہے؟ تو عبداللہ بن ابراہیم نے ہم سے کہا: میں حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ

میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک میں سب سے آخری نبی ہوں اور میری مسجد سب سے آخری مسجد ہے۔

1030- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ اَبِىْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ سَاَلْتُ اَبَا صَالِحٍ هَلْ سَمِعْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ فَضْلَ الصَّلٰوةِ فِىْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِىْ مَسْجِدِىْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ اَوْ كَاَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' میری اس مسجد میں ایک مرتبہ نماز پڑھنا، مسجد حرام کے علاوہ اور کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ (راوی کو شک ہے) یا شاید آپ نے یہ فرمایا: ایک ہزار نمازیں پڑھنے کی مانند ہے۔

1031- وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1032- وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِىْ مَسْجِدِىْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا، مسجد حرام کے علاوہ اور کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

1033-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْاُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ ح وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1034- وَحَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنِىْ ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ مُّوْسَى الْجُهَنِيِّ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1035- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1036- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً اشْتَكَتْ شَكْوٰى فَقَالَتْ اِنْ شَفَانِيَ اللّٰهُ لَاَخْرُجَنَّ فَلَاُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَبَرَاَتْ ثُمَّ تَجَهَّزَتْ تُرِيدُ الْخُرُوجَ فَجَائَتْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَاَخْبَرَتْهَا ذٰلِكَ فَقَالَتِ اجْلِسِي فَكُلِي مَا صَنَعْتِ وَصَلِّي فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ صَلٰوةٌ فِيهِ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک عورت بیمار ہوگئی اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عطا کی تو میں بیت المقدس جا کر وہاں نماز پڑھوں گی وہ صحت یاب ہوئی تو روانگی کی تیاری کرنے لگی۔ اسی دوران وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں سلام کیا اور انہیں اس بات کی اطلاع دی تو سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا' تم یہیں رہو (سفر کے لئے) جو کھانا وغیرہ تیار کیا ہے۔ اسے کھالو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھ لو کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اس (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا' مسجد کعبہ کے علاوہ' اور کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

بَاب:92 فَضْلِ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ

تین مساجد کی فضیلت

1037- وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هٰذَا وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے (نماز پڑھنے کے زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے۔ میری یہ مسجد' مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔

1038- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔

1039- وَحَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ سَعِيدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ اَبِي

حدیث 1036: احمد (26869) بیہقی (19923)

حدیث 1037: بخاری (1132) ابوداؤد (2033) ترمذی (326) نسائی (700) ابن ماجہ (1409)' (1410) داری (1421) احمد (7191)' (7248)' (7722) ابن حبان (1617)' (1619)' (1631) بیہقی (4166)' (10043' 10044) ابو یعلی (1160)' (1167)' (1326) معجم کبیر (2158)' (2159)' (2160)

اَنَسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ سُلَيْمَانَ الْاَغَرَّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا يُسَافَرُ اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ وَمَسْجِدِىْ وَمَسْجِدِ اِيْلِيَاءَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' (نماز پڑھنے کے زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے گا۔ مسجد کعبہ، میری مسجد اور مسجد ایلیاء (یعنی بیت المقدس)

بَاب: 93 بَيَانِ الْمَسْجِدِ الَّذِىْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

اس مسجد کی وضاحت جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے

1040- وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الْخَرَّاطِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ مَرَّ بِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ قُلْتُ لَهُ كَيْفَ سَمِعْتَ اَبَاكَ يَذْكُرُ فِى الْمَسْجِدِ الَّذِىْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ قَالَ لِىْ اَبِىْ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَيْتِ بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِىْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ فَاَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصْبَاءَ فَضَرَبَ بِهِ الْاَرْضَ ثُمَّ قَالَ هُوَ مَسْجِدُكُمْ هٰذَا مَسْجِدُ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنِّىْ سَمِعْتُ اَبَاكَ هٰكَذَا يَذْكُرُهُ

✧✧ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری میرے پاس سے گزرے تو میں نے ان سے دریافت کیا آپ نے اپنے والد سے اس بارے میں کیا سنا ہے؟ وہ کون سی مسجد ہے؟ جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ میرے والد نے مجھے بتایا تھا کہ میں نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کے حجرے میں، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' یارسول اللہ! وہ مسجد کون سی ہے؟ جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے مٹھی میں کچھ کنکر بھرے اور پھر انہیں زمین پر پھینک کر ارشاد فرمایا وہ تمہاری یہ مسجد ہے' مدینہ کی مسجد۔ (ابوسلمہ کہتے ہیں) میں نے عبدالرحمٰن سے کہا، میں حلفاً کہتا ہوں میں نے بھی آپ کے والد کو یہی بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

1041-وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِىُّ قَالَ سَعِيْدٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِىْ سَعِيْدٍ فِى الْاِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب: 94 فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَفَضْلِ الصَّلٰوةِ فِيْهِ وَزِيَارَتِهٖ

مسجد قباء کی فضیلت، اس میں نماز پڑھنے اور اس کی زیارت کرنے کی فضیلت

1042- وَحَدَّثَنَا اَبُوْجَعْفَرٍ اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ

حدیث1040: ترمذی (323)' (3099) نسائی (697) احمد (11061)' (11194)' (11203) ابن حبان (1604)' (1605)' (1606) حاکم (1791)' (3284)' (3285) بیہقی (10059) ابویعلی (985)' (1029) معجم کبیر (4828)' (4853)' (4854)

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُوْرُ قُبَاءً رَاكِبًا وَّمَاشِيًا

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ، (مسجد) قباء کی زیارت کے لئے' کبھی سوار ہو کر اور کبھی پیدل تشریف لے جایا کرتے تھے۔

1043- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْاُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِىْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا فَيُصَلِّىْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِىْ رِوَايَتِهٖ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَيُصَلِّىْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی) سواری پر اور (کبھی) پیدل مسجد قباء تشریف لایا کرتے تھے اور وہاں دو رکعات ادا کرتے تھے۔

1044- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِىْ قُبَاءً رَاكِبًا وَّمَاشِيًا

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی) سواری پر اور (کبھی) پیدل قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔

1045- وَحَدَّثَنِىْ اَبُوْمَعْنٍ الرَّقَاشِىُّ زَيْدُ بْنُ يَزِيْدَ الثَّقَفِىُّ بَصْرِىٌّ ثِقَةٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَّعْنِى ابْنَ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَحْيَى الْقَطَّانِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1046- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِىْ قُبَاءً رَاكِبًا وَّمَاشِيًا

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی) سواری پر اور (کبھی) پیدل قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔

1047- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِىْ قُبَاءً رَاكِبًا وَّمَاشِيًا

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی) سواری پر اور (کبھی) پیدل قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔

1048- وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَاْتِىْ قُبَاءً كُلَّ سَبْتٍ وَّكَانَ يَقُوْلُ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْهِ كُلَّ سَبْتٍ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے دن قباء تشریف لاتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں)

حدیث 1042: بخاری (6895) ابوداؤد (2040) نسائی (698) مالک (400) احمد (5218)' (5403)' (4485) ابن حبان (1628)' (1618)' (1630) حاکم (1793) بیہقی (10071)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ کہا کرتے تھے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے' آپ ہر ہفتے یہاں (قباء) تشریف لایا کرتے تھے۔

1049- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَاْتِیْ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ كَانَ یَاْتِیْهِ رَاكِبًا وَّمَاشِیًا قَالَ ابْنُ دِیْنَارٍ وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ یَفْعَلُهُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے دن، قباء تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ یہاں (کبھی) سواری پر آتے تھے اور کبھی پیدل آتے تھے (راوی کہتے ہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

1050-وَحَدَّثَنِیْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنِ ابْنِ دِیْنَارٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ یَذْكُرْ كُلَّ سَبْتٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں ''ہر ہفتے کے دن'' کا ذکر نہیں ہے۔

شرح

قباء ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمانے کے وقت مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے قیام فرمایا تھا اور یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد بنائی تھی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صریح ارشاد منقول ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ ادا کرنے کے مانند ہے۔

جلیل القدر اور باعظمت صحابی حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں دو مرتبہ حاضری دینے سے زیادہ میں اسے پسند کرتا ہوں کہ مسجد قبا میں نماز پڑھوں اور اگر لوگ جان لیں کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے تو وہ سفر کی مصیبت ومشقت جھیل کر دور دراز سے اس مسجد میں آنے لگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز مسجد قبا جاتے تھے اور اس میں دو رکعت تحیۃ المسجد یا کوئی دوسری نماز جو تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہوتی ہوگی پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک عمل سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہفتے کے روز علماء، صلحاء اور بزرگوں سے ملاقات کرنا سنت ہے۔

کِتَابُ الرِّضَاعِ

رضاعت کا بیان

1051-حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں قیام پذیر تھے۔ اسی دوران سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کی آواز سنی۔ جو سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' میں نے عرض کی' یارسول اللہ! ایک شخص آپ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال ہے۔ یہ فلاں شخص ہے جو حفصہ کا رضاعی چچا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' یارسول اللہ! اگر میرا فلاں رضاعی چچا زندہ ہوتا تو کیا وہ بھی میرے گھر آ جاتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! رضاعت ان سب (رشتوں کو) حرام کر دیتی ہے جنہیں ولادت (نسب) حرام کر دیتی ہے۔

1052-وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ الْبَرِيدُ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ولادت سے جو (رشتہ) حرام ہوتا ہے۔ رضاعت سے بھی وہ حرام ہو جاتا ہے۔

1053-وَحَدَّثَنِيهِ إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

حدیث 1051: بخاری (2503) نسائی (3313) ابن ماجہ (1945) مؤطا (1254) دارمی (2247) احمد (25492) ابن حبان (4229) بیہقی (13680)

حرمت رضاعت سے متعلق فقہی احکام کا بیان

وہ عورتیں جو رضاعت دودھ پلانے کی وجہ سے حرام ہیں چنانچہ تمام وہ رشتے جو نسبی اور سسرالی ہونے کی وجہ سے حرام ہیں رضاعت کی وجہ سے بھی حرام رہیں گے۔ اگر کسی عورت نے کسی بچہ کو اس کی شیر خوارگی کی عمر میں دودھ پلایا ہے تو ان دونوں میں ماں اور اولاد کا تعلق پیدا ہو جائے گا لہٰذا دودھ پلانیوالی عورت کا شوہر دودھ والے بچہ کا رضاعی باپ ہوگا جس کی وجہ سے رضاعی ماں اور باپ کے تمام وہ رشتے دار اس بچہ کے لئے حرام ہوں گے جو حقیقی ماں اور باپ کی رشتہ داری کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

شیر خوارگی کی عمر میں مطلقاً دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ زیادہ دودھ پیا ہو خواہ کم پیا ہو اور کم کی آخری حد یہ ہے کہ دودھ کا پیٹ میں مطلقاً پہنچ جانا یقینی کے ساتھ معلوم ہو جائے۔

شیر خوارگی کی عمر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کے مطابق تو تیس مہینہ تک ہے اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق دو برس تک ہے۔ اگر کسی بچہ نے شیر خوارگی کی عمر میں دودھ پینا بند کر دیا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے شیر خوارگی ہی کی عمر میں دودھ پیا تو یہ رضاعت کے حکم میں داخل ہوگا کیونکہ دودھ پلانا شیر خوارگی ہی کی مدت میں واقع ہوا ہے۔ شیر خوارگی کی مدت رضاعت گزر جانے کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دودھ پلانے کی اجرت کے استحقاق کے سلسلے میں شیر خوارگی کی مدت دو برس ہی تسلیم کی گئی ہے چنانچہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور اس مطلقہ نے اس کے بچہ کو دو برس کی عمر کے بعد دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ بچہ کے باپ یعنی اپنے سابق شوہر سے کیا تو اس کا مطالبہ تسلیم نہیں ہوگا اور بچہ کے باپ کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنی مطلقہ کو دو برس کے بعد کے عرصہ کے دودھ پلانے کی اجرت دے ہاں اس کی مطلقہ نے دو برس کے عرصہ میں جو دودھ پلایا ہے اس کی اجرت دینے پر اسے مجبور کیا جائے گا۔

حرمت رضاعت جس طرح رضاعی ماں یعنی دودھ پلانے والی کی رشتہ داروں میں ثابت ہوتی ہے اسی طرح رضاعی باپ کے رشتہ داروں میں بھی ثابت ہوتی ہے اور رضاعی باپ سے مراد دودھ پلانے والی کا وہ خاوند ہے جس کے جماع کی وجہ سے دودھ اترتا ہے۔ "رضیع، یعنی دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان رضاعی ماں باپ کے اصول یعنی ان کے باپ دادا وغیرہ) اور ان کے فروع یعنی ان کی اولاد خواہ وہ نسبی ہوں یا رضاعی سب حرام ہیں۔

یہاں تک کہ اس کے دودھ پینے سے پہلے اس کی رضاعی ماں کے ہاں جو اولاد ہو چکی ہوگی یا اس کے دودھ پینے کے بعد جو اولاد ہوگی اور وہ اولاد خواہ اس کے رضاعی باپ سے ہو خواہ اس کی رضاعی ماں کے کسی دوسرے شوہر سے ہو یا اس کی رضاعی بہن اور بھائی بہن کی اولاد اس کے بھتیجے، بھتیجی اور بھانجے بھانجی ہوں گے، اسی طرح رضاعی باپ کا بھائی اس کا چچا ہوگا رضاعی باپ کی بہن اس کی پھوپھی ہوگی رضاعی ماں کا بھائی اس کا ماموں ہوگا۔ رضاعی ماں کی بہن اس کی خالہ ہوگی اور رضاعی ماں کا دادا اور اس کی دادی و نانی رضیع کا دادا اور اس کی دادی و نانی ہوگی۔ جس طرح رضاعت میں نسبی رشتوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح رضاعت میں حرمت مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ کی حرمت بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ رضاعی باپ کی بیوی اور رضیع دودھ پینے والے پر حرام ہیں اور رضیع کی بیوی اس کے رضاعی باپ پر حرام ہے اسی دوسرے رشتوں کو بھی قیاس کیا جاتا ہے لیکن دو صورتیں مستثنیٰ ہیں اول تو یہ کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اپنے نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کرلے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے لیکن رضاعت یعنی دودھ کے رشتہ میں یہ جائز ہے کیونکہ کسی شخص کے نسبی بیٹے کی بہن اگر اس کے نطفہ سے ہے تو وہ اس کی حقیقی بیٹی ہوگی۔

اور اگر اس کے نطفہ سے نہیں ہے تو پھر یہ یعنی اس کی سوتیلی بیٹی ہوگی جب کہ دودھ کے رشتہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں چنانچہ اگر نسبی رشتہ میں بھی ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی بات نہیں پائی جائے گی تو نکاح درست ہوگا مثلاً کسی ایسی لونڈی کے بچہ پیدا ہوا جو دو آدمیوں کی مشترک مملوکہ ہے اور وہ دونوں شریک اس بچہ پر اپنا اپنا دعوی کرتے ہیں یہاں تک کہ اس بچہ کا نسب ان دونوں سے ثابت ہوگیا ہے، ادھر ان دونوں کے ہاں اپنی اپنی عورت سے ایک ایک بیٹی ہے تو اب ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دوسرے شریک کی بیٹی سے اپنا نکاح کرلے کیونکہ اس صورت میں دونوں باتوں میں اسے ایک بات بھی نہیں پائی گئی باوجودیکہ ان میں سے جس نے بھی دوسرے کی بیٹی سے نکاح کیا ہے اس نے گویا اپنے نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کیا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے نسبی بھائی کی ماں سے نکاح کرے اور دودھ کے رشتہ میں یہ جائز ہے کیونکہ نسبی رشتہ میں یا تو یہ صورت ہوگی کہ وہ دونوں اخیافی یعنی سسرالی صرف ماں شریک) بھائی ہوں گے اسی طرح دونوں کی ماں ایک ہی ہوگی یا یہ صورت ہوگی کہ وہ دونوں سوتیلے صرف باپ شریک بھائی ہوں گے اسی طرح بھائی کی ماں اپنے باپ کی بیوی ہوگی جب کہ دودھ کے رشتہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں۔

دودھ شریک بھائی کی بہن سے یعنی جس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جس طرح کہ نسبی رشتہ میں جائز ہے مثلاً زید کا ایک سوتیلا بھائی ہے جس کا نام بکر ہے اور بکر کی ایک اخیافی بہن ہے یعنی دونوں کی ماں تو ایک ہے مگر باپ الگ الگ ہیں تو بکر کی اس اخیافی بہن سے نکاح کرنا زید کے لئے جائز ہوگا جو بکر کا سوتیلا بھائی ہے۔

دودھ شریک بھائی کی ماں یعنی جس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے اس کی ماں) محرمات میں سے نہیں ہے اسی طرح رضاعی چچا رضاعی ماموں رضاعی پھوپھی اور رضاعی خالہ کی ماں بھی محرمات میں سے نہیں۔ اپنی رضاعی پوتی کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح اپنے رضاعی بیٹے کی دادی اور نانی سے بھی نکاح کرنا جائز ہے۔

رضاعی بیٹے کی پھوپھی اس کی بہن کی ماں اس کی بھانجی اور اس کی پھوپھی کی بیٹی سے بھی نکاح کرنا جائز ہے، اسی طرح عورت کو اپنی رضاعی بہن کے باپ اپنے رضاعی بیٹے کے بھائی اپنے رضاعی پوتے کے باپ اور اپنے رضاعی بیٹے کے دادا اور ماموں سے نکاح کرنا جائز ہے جب کہ نسبی رشتہ میں یہ سب محرمات میں سے ہیں جن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔

کسی شخص نے اپنی بیوی کو جس کے دودھ اترا ہوا تھا طلاق دیدی پھر اس مطلقہ نے عدت کے دن گزار کر ایک دوسرے شخص سے نکاح کرلیا اور اس دوسرے خاوند نے اس سے جماع کیا تو اس بارے میں علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب اس دوسرے خاوند کے نطفہ سے اس کے بچہ پیدا ہوگا تو اس عورت کے دودھ کا سبب بھی دوسرا خاوند قرار پائے گا اس کے دودھ سے پہلے خاوند کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا ہاں اگر دوسرے خاوند سے حاملہ نہیں ہوگی تو اس دودھ کا سبب پہلا ہی خاوند سمجھا جائے گا۔

لیکن اگر یہ صورت ہو کہ دوسرے شوہر سے حاملہ تو ہوئی مگر ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا ہے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جب تک اس دوسرے شوہر کا بچہ پیدا نہ ہو جائے دودھ پہلے شوہر ہی کا کہلائے گا۔ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا لیکن اس سے کبھی بھی کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا پھر (بغیر کسی ولادت کے) اس کے دودھ اتر آیا اور وہ دودھ اس نے کسی دوسرے کے بچے کو پلایا تو وہ دودھ اسی عورت کا کہلائے گا اس کے خاوند کا اس دودھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اس صورت میں اس دودھ پینے والے بچہ اور اس شخص کی اس اولاد کے درمیان جو دوسری بیوی سے ہو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

ایک شخص نے کسی عورت سے زنا کیا جس کے نتیجہ میں اس کے ہاں ولادت ہوئی اور پھر اس عورت نے کسی دوسری لڑکی کو دودھ پلایا تو اس زنا کرنیوالے اس کے باپ دادا اور اس کی اولاد کو اس دودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا ہاں زنا کرنیوالے کا چچا اور اس کا ماموں نکاح کرسکتا ہے جس طرح کہ زنا کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونیوالی لڑکی سے زنا کرنیوالے کا چچا اور ماموں نکاح کرسکتا ہے۔

کسی شخص نے شبہ میں مبتلا ہو کر یعنی کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر ایک عورت سے جماع کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی اور پھر اس نے کسی بچہ کو دودھ پلایا تو یہ بچہ اس جماع کرنیوالے کا رضاعی بیٹا ہوگا اس پر یہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ جن صورتوں میں بچہ کا نسب جماع کرنیوالے سے ثابت ہوتا ہے انہی صورتوں میں رشتہ رضاعت بھی اس سے ثابت ہوگا اور جن صورتوں میں بچہ کا نسب جماع کرنے والے سے ثابت نہیں ہوتا اس صورت میں رشتہ رضاعت دودھ پلانیوالی عورت سے ثابت ہوگا۔

کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ عورت نے اپنے بچہ کو دودھ پلایا اور بعد میں دودھ خشک ہوگیا کچھ عرصہ کے بعد دودھ پھر اتر آیا اور اس نے کسی دوسرے لڑکے کو وہ دودھ پلایا تو اس لڑکے کے لئے اس شخص کی اس اولاد سے نکاح کرنا جائز ہوگا جو اس دودھ پلانیوالی عورت کے علاوہ کسی دوسری بیوی کے بطن سے ہو۔

کسی کنواری لڑکی کے دودھ اتر آیا اور اس نے وہ دودھ کسی بچی کو پلایا تو یہ اس بچی کی رضاعی ماں ہوگی اور رضاعت کے تمام احکام دونوں کے حق میں ثابت ہوں گے لہٰذا اگر کسی شخص نے اس کنواری لڑکی سے نکاح کیا اور جماع سے پہلے اسے طلاق دیدی تو اس شخص کے لئے اس دودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہوگا (کیونکہ اس صورت میں بیوی کی بیٹی کا بھی یہی حکم ہے) اور اگر جماع کے بعد طلاق دی تو اس لڑکی سے نکاح کرنا ناجائز ہوگا۔

اگر کسی ایسی لڑکی کے دودھ اتر آیا جس کی عمر نو برس سے کم تھی اور پھر اس نے وہ دودھ ایک لڑکے کو پلایا تو اس سے دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ حرمت رضاعت اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے جب کہ دودھ نو برس یا نو برس سے زائد کی عمر میں اترے۔ اسی طرح اگر کسی کنواری لڑکی کی چھاتیوں میں زرد رنگ کا پانی اتر آیا تو اس کے پلانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ کسی عورت نے ایک بچہ کے منہ میں اپنی چھاتی داخل کردی لیکن بچہ کا اس کی چھاتی سے دودھ چوسنا معلوم نہیں ہوا تو اس صورت میں شک کی وجہ سے حرمت رضاعت کا حکم نافذ نہیں کیا جائے گا البتہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ حرمت ثابت ہوجائے۔

کسی عورت کی چھاتی سے زرد رنگ کی بہنے والی پتلی چیز بچہ کے منہ میں پہنچ گئی تو حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی اور یہی کہا

جائے گا کہ یہ دودھ ہی ہے جس کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔

اگر کسی مرد کی چھاتیوں میں دودھ اتر آیا اور اس نے کسی بچہ کو پلا دیا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہو گی اور حرمت ثابت ہونے کے لئے زندہ اور مردہ عورت کے دودھ کا یکساں حکم ہے۔

اور اگر دو بچوں نے کسی ایک چار پائے جانور کا دودھ پیا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہو گی۔ رضاعت کا حکم دار الاسلام اور دار الحرب دونوں جگہ یکساں ہے لہٰذا اگر کسی کافر عورت نے دار الحرب میں کسی کافر بچہ کو دودھ پلایا اور پھر وہ دودھ پلانیوالی اس کے قرابت دار اور دودھ پینے والا بچہ مسلمان ہو گئے یا وہ دار الحرب میں اسلام ہی کی حالت میں تھے اور پھر دار الحرب سے دار الاسلام میں آ گئے تو پھر رضاعت کے تمام احکام نافذ ہوں گے۔

جس طرح عورت کی چھاتی سے دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اسی طرح بچہ کے منہ میں دودھ ڈال دینے یا ناک میں نچوڑ دینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے البتہ کان میں ٹپکانے عضو مخصوص کے سوراخ میں ڈالنے حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے اور مقعد میں اور دماغ اور پیٹ کے زخم میں ڈالنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اگرچہ دودھ ان زخموں کے ذریعہ دماغ اور پیٹ میں پہنچ جائے۔ لیکن حضرت امام محمد کے نزدیک حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

اگر غذا کی کسی چیز میں دودھ مل گیا اور اسے آگ پر پکا کر کھانا بنالیا گیا جس کی وجہ سے دودھ کی حقیقت بدل گئی تو اس کو کھانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب ہو اور اگر دودھ ملی ہوئی چیز آگ پر پکائی نہیں گئی تو اس صورت میں بھی اس کو کھانے سے حرمت ثابت نہیں ہو گی۔ بشرطیکہ اس چیز میں دودھ غالب نہ ہو اور اگر وہ دودھ غالب ہو گا تو بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک حرمت ثابت نہیں ہو گی کیونکہ جب بہنے والی چیز جمی ہوئی چیز میں مخلوط ہو گئی تو بہنے والی چیز اس جمی ہوئی چیز کے تابع ہو گئی اور مشروبات کی قسم سے خارج ہو گئی یعنی پینے کے قابل نہیں رہی اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ جس چیز میں دودھ مخلوط ہو گیا اگر وہ غالب نہ ہو اور اب بھی وہ دودھ بہنے کے قابل ہو تو اس کے پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب نکاح ،بتصرف، بیروت)

1054 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں 'افلح' جو ابوالقعیس کا بھائی تھا اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا تھا۔ اس نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آنے کی اجازت مانگی یہ حجاب (کا حکم) نازل ہونے کے بعد کی بات ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے اسے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ نے مجھے

حدیث 1054: بخاری (4518) نسائی (3314) مؤطا (1256) دارمی (2248) احمد (25482) بیہقی (15385) ابو یعلی (4501) دارقطنی (21)

فرمایا (کہ آئندہ) میں اسے اپنے ہاں آنے کی اجازت دیدوں۔

1055 -وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَتَانِيْ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَفْلَحُ بْنُ اَبِيْ قُعَيْسٍ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ مَالِكٍ وَّزَادَ قُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ اَوْ يَمِيْنُكِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میرے رضاعی چچا' افلح بن ابوالقعیس میرے ہاں آئے (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے) تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے عرض کی' مجھے عورت نے دودھ پلایا تھا' مرد نے نہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

1056 -وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَآئِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُ جَآءَ اَفْلَحُ اَخُوْ اَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهَا بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ وَكَانَ اَبُو الْقُعَيْسِ اَبَا عَآئِشَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا آذَنُ لِاَفْلَحَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِي امْرَاَتُهُ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَلَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ جَآءَنِيْ يَسْتَاْذِنُ عَلَيَّ فَكَرِهْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَكَ قَالَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنِيْ لَهُ قَالَ عُرْوَةُ فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَآئِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ابوالقعیس کے بھائی' افلح آئے اوران کے ہاں آنے کی اجازت مانگی۔ یہ حجاب (کا حکم) نازل ہونے کے بعد کی بات ہے۔ ابوالقعیس' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی والد تھے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' میں نے کہا' اللہ کی قسم! میں اس وقت تک افلح کو اندر آنے کی اجازت نہیں دوں گی جب تک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت حاصل نہیں کر لیتی کیونکہ مجھے ابوالقعیس نے دودھ نہیں پلایا تھا بلکہ ان کی اہلیہ نے مجھے دودھ پلایا تھا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے تھے اور اندر آنے کی اجازت مانگ رہے تھے۔ مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں آپ سے اجازت حاصل کرنے سے پہلے انہیں (اندر آنے کی) اجازت دوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم انہیں اجازت دیدینا۔

عروہ کہتے ہیں اسی لیے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کہا کرتی تھیں' رضاعت کی وجہ سے تم ان تمام رشتوں کو حرام قرار دو جنہیں نسب کی وجہ سے حرام قرار دیتے ہو۔

1057 -وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ جَآءَ اَفْلَحُ اَخُوْ اَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهَا بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ وَفِيْهِ فَاِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ وَكَانَ اَبُو الْقُعَيْسِ زَوْجَ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ اَرْضَعَتْ عَآئِشَةَ رضی اللہ تعالٰی عنہا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ کہ ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے اور انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

سے (گھر کے اندر آنے کی) اجازت مانگی (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے) تاہم اس میں یہ بات زائد ہے (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) تمہارا بایاں ہاتھ خاک آلود ہو۔ وہ تمہارا چچا ہے (راوی کہتے ہیں) ابوالقعیس اس خاتون کے شوہر تھے۔ جس نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا تھا۔

1058-وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ جَآءَ عَمِّىْ مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَاْذِنُ عَلَىَّ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ حَتّٰى اَسْتَاْمِرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اِنَّ عَمِّىْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اسْتَاْذَنَ عَلَىَّ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ عَمُّكِ قُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِى الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِى الرَّجُلُ قَالَ اِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے رضاعی چچا آئے اور انہوں نے مجھ سے (گھر کے اندر) آنے کی اجازت مانگی میں نے انہیں اس وقت تک اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب تک میں نبی اکرم ﷺ سے اجازت حاصل نہ کرلوں۔ پھر جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کی' میرے رضاعی چچا نے مجھ سے (گھر کے اندر آنے کی) اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے چچا اندر آ سکتے ہیں۔ میں نے عرض کی' مجھے عورت نے دودھ پلایا تھا مرد نے نہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے چچا ہیں اور (تمہارے گھر کے) اندر آ سکتے ہیں۔

1059-عَنْ هِشَامٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ اَخَا اَبِى الْقُعَيْسِ اسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ اسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا اَبُو الْقُعَيْسِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ منقول ہے کہ ابوالقعیس نے اندر آنے کی اجازت مانگی تھی۔

1060-وَحَدَّثَنِىْ حَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْحُلْوَانِىُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَآئِشَةَ اَخْبَرَتْهُ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ عَلَىَّ عَمِّىْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَبُو الْجَعْدِ فَرَدَدْتُهُ قَالَ لِىْ هِشَامٌ اِنَّمَا هُوَ اَبُو الْقُعَيْسِ فَلَمَّا جَآءَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرْتُهُ ذٰلِكَ قَالَ فَهَلَّا اَذِنْتِ لَهُ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ اَوْ يَدُكِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے رضاعی چچا ابوالجعد نے مجھ سے (گھر کے اندر) آنے کی اجازت مانگی تو میں نے انہیں واپس کر دیا۔ (راوی کہتے ہیں' وہ ابوالجعد نہیں بلکہ) ابوالقعیس تھے۔ (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا: تمہارا ہاتھ خاک آلود ہو تم نے انہیں (اندر آنے کی) اجازت کیوں نہیں دی؟

1061-وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمّٰى اَفْلَحَ اسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ

فَاَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا لَا تَحْتَجِبِيْ مِنْهُ فَاِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ان کے رضاعی چچا جن کا نام افلح تھا۔ انہوں نے (گھر کے اندر آنے کی) اجازت مانگی تو میں نے پردہ کرلیا (اور انہیں اجازت نہیں دی بعد میں) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا' تم ان سے پردہ نہ کرو کیونکہ رضاعت کے ذریعے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کے ذریعے حرام ہوتے ہیں۔

1062 -وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ عَلَيَّ اَفْلَحُ بْنُ قُعَيْسٍ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ فَاَرْسَلَ اِنِّيْ عَمُّكِ اَرْضَعَتْكِ امْرَاَةُ اَخِيْ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لِيَدْخُلْ عَلَيْكِ فَاِنَّهُ عَمُّكِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' افلح بن القعیس نے مجھ سے (گھر کے اندر آنے کی) اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے پیغام بھجوایا میں تمہارا چچا ہوں۔ میرے بھائی کی بیوی نے تمہیں دودھ پلایا ہے لیکن میں نے پھر بھی انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا: وہ تمہارے پاس آ سکتے ہیں کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں۔

1063 -وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ بَكْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ تَتَوَّقُ فِيْ قُرَيْشٍ وَّتَدَعُنَا فَقَالَ وَعِنْدَكُمْ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ بِنْتُ حَمْزَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ قریش (کے دوسرے خاندانوں میں نکاح کرنے) کی طرف مائل ہیں لیکن ہمیں (بنو ہاشم کو) آپ نے چھوڑ دیا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا' کیا (بنو ہاشم میں) کوئی رشتہ ہے؟۔ میں نے عرض کی' جی ہاں! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' وہ میرے لیے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

1064 -وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1065 -وَحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

حدیث 1063: بخاری (2502) ابوداؤد (2055) ترمذی (1146) نسائی (3300) ابن ماجہ (1937) مؤطا (1268) دارمی (2249) احمد (620) ابن حبان (4223) مستدرک (3189) بیہقی (12388) ابویعلی (265) معجم کبیر (1432)

حدیث 1065: بخاری (2502) ابوداؤد (2063) ترمذی (1150) نسائی (3302) ابن ماجہ (1940) مؤطا (1257) دارمی (2251) احمد (24416) ابن حبان (4224) مستدرک (3189) بیہقی (15390) ابویعلی (688) معجم کبیر (10697) دارقطنی (3)

اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أُرِیْدَ عَلٰی ابْنَةِ حَمْزَةَ فَقَالَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِیْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِی مِنَ الرَّضَاعَةِ وَیَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا یَحْرُمُ مِنَ الرَّحِمِ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (کے ساتھ نکاح کرنے) کا ارادہ کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ میرے لیے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اور رضاعت کے ذریعے وہ تمام (رشتے) حرام ہو جاتے ہیں جو رحم (نسب) کے ذریعے حرام ہوتے ہیں۔

1066-وَحَدَّثَنَاهُ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یَحْیٰی وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی بْنِ مِهْرَانَ الْقُطَعِیُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ جَمِیْعًا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ كِلَیْهِمَا عَنْ قَتَادَةَ بِاِسْنَادِ هَمَّامٍ سَوَآءٌ غَیْرَ اَنَّ حَدِیْثَ شُعْبَةَ انْتَهٰی عِنْدَ قَوْلِهٖ ابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَفِیْ حَدِیْثِ سَعِیْدٍ وَّاِنَّهٗ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ وَفِیْ رِوَایَةِ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَیْدٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں 'رحم' کے بجائے لفظ 'نسب' منقول ہے۔

1067-وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِیْدِ الْاَیْلِیُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عِیْسٰی قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُسْلِمٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ حُمَیْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیْنَ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ ابْنَةِ حَمْزَةَ اَوْ قِیْلَ اَلَا تَخْطُبُ بِنْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ اِنَّ حَمْزَةَ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ

✧✧ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی' آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے؟ یا شاید یہ کہا گیا۔ آپ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو پیغام نکاح کیوں نہیں بھیجتے؟ تو آپ نے فرمایا: بے شک حمزہ میرے رضاعی بھائی ہیں۔

1068-حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْیَانَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ هَلْ لَكَ فِیْ اُخْتِیْ بِنْتِ اَبِیْ سُفْیَانَ قَالَ اَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُهَا قَالَ اَوَ تُحِبِّیْنَ ذٰلِكِ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِیَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِیْ فِی الْخَیْرِ اُخْتِیْ قَالَ فَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِیْ قُلْتُ فَاِنِّیْ اُخْبِرْتُ اَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ ابْنَتَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِیْبَتِیْ فِیْ حَجْرِیْ مَا حَلَّتْ لِیْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِیْ وَاَبَاهَا ثُوَیْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ

✧✧ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے عرض کی' آپ

حدیث1067: بخاری (2502) ابوداؤد (2063) ترمذی (1150) نسائی (3302) ابن ماجہ (1940) موطا (1257) داری (2251) احمد (24416) ابن حبان (4224) مستدرک (3189) بیہقی (15390) ابویعلی (688) معجم کبیر (10697) دارقطنی (3)

حدیث1068: بخاری (4813) ابوداؤد (2056) نسائی (3284) ابن ماجہ (1939) احمد (26536) ابن حبان (4110) بیہقی (13215) ابو یعلی (7001) معجم کبیر (412)

میری بہن جو ابوسفیان کی صاحبزادی ہیں چاہیں گے؟ آپ نے دریافت کیا' میں کیا کروں؟ میں نے عرض کی' آپ اس کے ساتھ شادی کرلیں۔ آپ نے دریافت کیا' کیا یہ تمہاری خواہش ہے؟ میں نے عرض کی' میں آپ سے علیحدگی اختیار کرنا نہیں چاہتی بلکہ میری یہ خواہش ہے کہ میری بہن کو بھی یہ شرف حاصل ہو جائے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ میرے لئے جائز نہیں ہے۔ میں نے عرض کی' مجھے تو یہ پتہ چلا ہے کہ آپ نے ابوسلمہ کی صاحبزادی ''درہ'' کو نکاح کا پیغام بھجوایا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی (کی بات کر رہی ہو؟) میں نے عرض کی' جی ہاں! تو آپ نے فرمایا' اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ بھی ہوتی تو بھی میرے لئے جائز نہ ہوتی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور اس کے والد کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے تم لوگ میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں (کے رشتے) پیش نہ کیا کرو۔

1069-وَحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ سَوَاءً

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1070-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ شِهَابٍ كَتَبَ يَذْكُرُ أَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْكِحْ أُخْتِي عَزَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُحِبِّينَ ذَلِكِ فَقَالَتْ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ ذَلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ ابْنَتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ

✧✧ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی' یارسول اللہ! آپ میری بہن ''عذہ'' کے ساتھ شادی کرلیں۔ آپ نے دریافت کیا' کیا یہ تمہاری خواہش ہے؟ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' جی ہاں یارسول اللہ! میں آپ سے علیحدگی اختیار نہیں کرنا چاہتی بلکہ میری یہ خواہش ہے کہ میری بہن کو بھی یہ شرف حاصل ہو تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ! ہم یہ بات کر رہی تھیں کہ آپ ابوسلمہ کی صاحبزادی ''درہ'' کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے دریافت کیا' کیا ابوسلمہ کی بیٹی؟ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' جی ہاں! تو آپ نے فرمایا' اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ بھی ہوتی تو بھی میرے لئے جائز نہ ہوتی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور اس کے والد ابوسلمہ کو ''ثویبہ'' نے دودھ پلایا تھا تم لوگ اپنی بیٹیوں اور اپنی بہنوں (کے رشتے) میرے سامنے پیش نہ کیا کرو۔

1071-وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ

الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ ابْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْهُ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ وَلَمْ يُسَمِّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَزَّةَ غَيْرُ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم ایک روایت کے علاوہ کسی اور سند میں ''عزہ'' کا نام مذکور نہیں ہے۔

1072-حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ح وَحَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُوَيْدٌ وَّزُهَيْرٌ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (بچے کا) ایک یا دو مرتبہ (کسی عورت کا) دودھ چوس لینے سے حرمت (رضاعت) ثابت نہیں ہوتی۔

1073-وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ كُلُّهُمْ عَنِ الْمُعْتَمِرِ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى اَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَيُّوْبَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ دَخَلَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِيْ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ كَانَتْ لِيْ امْرَاَةٌ فَتَزَوَّجْتُ عَلَيْهَا اُخْرٰى فَزَعَمَتِ امْرَاَتِي الْاُوْلٰى اَنَّهَا اَرْضَعَتِ امْرَاَتِي الْحُدْثٰى رَضْعَةً اَوْ رَضْعَتَيْنِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحَرِّمُ الْاِمْلَاجَةُ وَالْاِمْلَاجَتَانِ

✧✧ سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! پہلے میری ایک بیوی تھی پھر میں نے دوسری شادی کر لی۔ میری پہلی بیوی کا یہ کہنا ہے کہ اس نے میری نئی والی بیوی کو ایک یا دو چُلیاں دودھ پلایا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (بچے کا) ایک یا دو مرتبہ (کسی عورت کا) دودھ چوس لینے سے حرمت (رضاعت) ثابت نہیں ہوتی۔

1074-وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هَلْ تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ الْوَاحِدَةُ قَالَ لَا

✧✧ سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' بنو عامر (قبیلے) کے ایک شخص نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! کیا ایک چسکی سے حرمت (رضاعت) ثابت ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا' نہیں!

1075-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ

حدیث 1072: ابوداؤد (2063) ترمذی (1150) نسائی (3302) ابن ماجہ (1940) موطا (1257) داری (2251) احمد (24416) ابن حبان (4224) بیہقی (15390) ابویعلی (688) معجم کبیر (10697) دارقطنی (3)

حدیث 1073: ابوداؤد (2063) ترمذی (1150) نسائی (3302) ابن ماجہ (1940) موطا (1257) داری (2251) احمد (24416) ابن حبان (4224) بیہقی (15390) ابویعلی (688) معجم کبیر (10697) دارقطنی (3)

الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ اَوِ الرَّضْعَتَانِ اَوِ الْمَصَّةُ اَوِ الْمَصَّتَانِ

✧✧ سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' ایک یا دو چسکیوں یا (شاید یہ فرمایا) ایک یا دو گھونٹ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

1076-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ عَرُوْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا اِسْحٰقُ فَقَالَ كَرِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ اَوِ الرَّضْعَتَانِ اَوِ الْمَصَّتَانِ وَاَمَّا ابْنُ شَيْبَةَ قَالَ وَالرَّضْعَتَانِ وَالْمَصَّتَانِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔تاہم اس میں کچھ لفظی اختلاف ہے۔

1077-وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْاِمْلَاجَةُ وَالْاِمْلَاجَتَانِ

✧✧ سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' ایک یا دو گھونٹ حرمت ثابت نہیں کرتے۔

1078-حَدَّثَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُحَرِّمُ الْمَصَّةُ فَقَالَ لَا

✧✧ سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' کیا ایک چسکی حرمت ثابت کر دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں!

1079-وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيْمَا اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِىَ فِيْمَا يُقْرَاُ مِنَ الْقُرْاٰنِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' پہلے قرآن مجید میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس گھونٹ سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔پھر یہ حکم پانچ گھونٹوں (کے حکم) کے ساتھ منسوب ہو گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری تک یہ قرآن کی قرات میں شامل تھا۔

1080-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ وَهِىَ تَذْكُرُ الَّذِىْ يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَ فِى الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ ثُمَّ نَزَلَ اَيْضًا خَمْسٌ مَعْلُوْمَاتٌ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' پہلے قرآن میں دس گھونٹوں (کی بدولت حرمت کے ثبوت) کا حکم نازل ہوا اور پھر پانچ گھونٹوں کا حکم بھی نازل ہوا۔

1081-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِىْ عَمْرَةُ

حدیث1079: بخاری (2504) ابوداؤد (2062) نسائی (3307) ابن ماجہ (1942) موطا (1270) دارمی (2253) احمد (25117) ابن حبان (4221) بیہقی (15398) ابویعلی (383) دارقطنی (30)

اَنَّهَا سَمِعَتْ عَآئِشَةَ تَقُوْلُ بِمِثْلِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

مقدار رضاعت سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

قاضی ثناءاللہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان، وامھتکم التی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعة اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور دودھ شریک بہنیں باجماع علماء رضاعی پھوپھیاں خالائیں بھتیجیاں بھانجیاں بھی حرام ہیں اور نسب کی وجہ سے جس سے نکاح حرام ہے رضاعت کی وجہ سے بھی اس سے نکاح درست نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے: رضاعت سے (بھی) وہی حرام جونسب سے حرام ہے۔ دوسری روایت میں نسب کی جگہ ولادت کا لفظ آیا ہے۔ (رواہ الشیخان البخاری والمسلم) یہ حدیث حضرت عائشہ کی روایت سے مذکور ہے حضرت علی کی روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو اپنے چچا حمزہ کی لڑکی (سے نکاح کرنے) کی خواہش ہے وہ قریش میں حسین ترین عورت ہے فرمایا: کیا تم کو علم نہیں ہے کہ حمزہ میرے رضاعی بھائی ہیں اور اللہ نے جس نسبی رشتہ میں نکاح حرام کیا ہے اسی رضاعی رشتہ میں بھی حرام کیا ہے۔ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ میرا رضاعی چچا آیا اور میرے پاس اندر آنے کی اس نے اجازت طلب کی۔ میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا تاوقتیکہ رسول اللہ سے دریافت نہ کرلوں اتنے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لے آئے میں نے مسئلہ دریافت کیا فرمایا: وہ تیرا چچا ہے اس کو اجازت دیدے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو عورت نے دودھ پلایا تھا مرد نے نہیں پلایا فرمایا: بلاشبہ وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس اندر آ سکتا ہے۔ یہ واقعہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے پاس تشریف فرما تھے کہ میں نے ایک مرد کی آواز سنی جو حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر میں داخلہ کی اجازت مانگ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کوئی شخص آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر کے اندر داخلہ کی اجازت کا طلبگار ہے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے رضاعی چچا کے متعلق فرمایا: میرے خیال میں فلاں شخص ہوگا میں نے (یہ سن کر) اپنے رضاعی چچا کا نام لے کر کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر فلاں شخص زندہ ہوتا تو کیا وہ (میرے پاس) اندر آ سکتا تھا؟ فرمایا: ہاں جو حرمت ولادت (کے رشتہ) سے ہوتی وہی رضاعت (کے رشتہ) سے ہوتی ہے۔ (رواہ البغوی)

امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور امام مالک کے نزدیک رضاعت تھوڑی ہو یا بہت (چاہے ایک چسکی ہو) وہی حرمت پیدا کر دیتی ہے جونسب سے ہوتی ہے کیونکہ یہ آیت مطلق ہے نیز حدیث: یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب بھی مطلق ہے (آیت اور حدیث دونوں میں کمی زیادتی کی کوئی قید نہیں ایک روایت میں امام احمد کا قول بھی یہی آیا ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: رضاعت سے حرمت صرف اس وقت ہوگی جب بھوک کی حالت میں پانچ مختلف جدا جدا اوقات میں پانچ مرتبہ پیٹ بھر کر دودھ پیا ہو ایک روایت میں امام احمد کا قول بھی یہی آیا ہے ایک اور روایت میں امام احمد بجائے پانچ مرتبہ کے تین مرتبہ کے قائل ہیں۔ ابوثور، ابن المنذر، داؤد اور ابوعبید کا قول بھی یہی ہے۔ تین مرتبہ کی تعیین کی وجہ حضرت عائشہ کی روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ نے

فرمایا: ایک چسکی اور دو چسکیاں حرمت کی موجب نہیں۔ ام فضل کی مرفوع روایت میں چسکی اور دو چسکی کی جگہ ایک بار پینا اور دو بار پینا کا لفظ آیا ہے۔ بعض روایات میں املاجۃ واملاجتان کا لفظ آیا ہے مطلب ایک ہی ہے ا۔

احمد، نسائی، ابن حبان اور ترمذی نے یہ حدیث بحوالہ حضرت عبداللہ بن زبیر بوساطت حضرت زبیر (رضی اللہ عنہ) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی روایت سے بیان کی ہے لیکن طبری نے اس کو مضطرب کہا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ نے حضرت زبیر کی وساطت سے رسول اللہ کا فرمان نقل کیا ہے اور بعض روایات میں عبداللہ عن عائشہ عن رسول اللہ اور بعض بلا واسطہ عن عبداللہ عن رسول اللہ آیا ہے ابن حبان نے تینوں اسناد کی وجہ جامع اس طرح بیان کی ہے کہ ممکن ہے حضرت ابن زبیر نے اپنے باپ سے بھی سنا ہو اور حضرت عائشہ سے بھی اور خود حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان مبارک سے بھی۔

بخاری نے لکھا ہے کہ یہ حدیث عن ابن الزبیر عن عائشہ صحیح ہے بیچ میں حضرت زبیر کی وساطت صرف محمد بن دینار کے قول میں ہے اور اس میں ضعف ہے اور اختلاف بھی ہے بعض روایات میں حضرت عائشہ کا ذکر نہیں ہے اور سند میں ارسال ہے لیکن مرسل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نسائی نے یہ حدیث حضرت ابوہریرہ کی روایت سے بیان کی ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں ہے۔

علماء حنابلہ نے اسی حدیث کو اپنے مسلک کی تائید میں پیش کیا ہے کیونکہ حدیث میں صرف ایک یا دو بار دودھ پینے کو غیر محرم فرمایا ہے لہٰذا تین بار پینے سے حرمت ہو جائے گی۔ جو لوگ کم سے کم پانچ مرتبہ دودھ پینے کو موجب حرمت قرار دیتے ہیں ان کی دلیل حضرت عائشہ کی حدیث ہے ام المؤمنین نے فرمایا: کہ قرآن میں عشر رضعات معلومات نازل ہوا تھا پھر خمس معلومات سے اس کو منسوخ کر دیا گیا اور رسول اللہ کی وفات ہوئی تو قرآن میں اسی کو پڑھا جاتا تھا۔ ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ قرآن میں عشر رضاعت نازل ہوا تھا پھر اس سے پانچ منسوخ کر دیئے گئے اور پانچ رضعات رہ گئے اور رسول للہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے وفات پائی تو اس وقت تک امر یونہی تھا (یعنی اسی کو پڑھا جاتا تھا) ہم کہتے ہیں کہ قرآن کی نص متواتر کے مقابلہ میں حدیث آحاد ناقابل وقعت ہے اور تعارض کے وقت احتیاطاً تحریم کو ترجیح دی جائے گی اس کے علاوہ حضرت عائشہ کی حدیث اگرچہ سند کے لحاظ سے صحیح ہے مگر واقع میں متروک ہے ورنہ لازم آئے گا کہ حضور کی وفات تک قرآن میں خمس معلومات کی قراءت کی جاتی تھی ۲۔ اس صورت میں روافض کی بات صحیح ماننی پڑے گی کہ رسول اللہ کے بعد قرآن کا بہت حصہ ضائع ہو گیا حالانکہ یہ کلمہ کفر ہے اس سے آیت: وَاِنَّا لَهُ لحافظون کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اگر حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے قول کی توجیہ اس طرح کی جائے کہ رسول اللہ کی وفات ہونے سے مراد ہے ۳۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کا زمانہ قریب آجانا تو مطلب اس طرح ہو جائے گا کہ عشر معلومات کا نسخ تو خمس معلومات سے ہو گیا تھا پھر حضور کی وفات سے کچھ تھوڑا پہلے خمس معلومات بھی منسوخ ہو گیا یہی صحیح ہے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے جب کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں ایک بار دودھ پینے سے حرمت نہیں ہوتی تو فرمایا پہلے ایسا تھا پھر یہ منسوخ کر دیا گیا۔ حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: امر رضاعت آخر اس طرف لوٹ آیا کہ تھوڑی رضاعت ہو یا بہت سب موجب حرمت ہے حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: قلیل رضاعت بھی موجب حرمت ہے حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے کہا گیا کہ حضرت ابن زبیر تو فرماتے ہیں کہ ایک دو بار پینے سے حرمت نہیں ہوتی فرمایا: اللہ کا فیصلہ ابن زبیر کے

فیصلے سے بہتر ہے اللہ نے فرمایا ہے: و امھاتکم اللاتی ارضعنکم (یعنی اس آیت میں ایک دوبار پینے کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا) اگر حضرت عائشہ کے قول: تَوَفّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ هِیَ فِیْمَا یُقْرَاءُ کا مطلب یہ بیان کیا جائے کہ وفات کے وقت پانچ رضعات کا حکم قراءت میں موجود تھا تو یہ مطلب غلط ہے کیونکہ قراءت کا تعلق الفاظ سے ہوتا ہے حکم سے نہیں ہوتا۔

مسئلہ * مدت شیر خوارگی کے بعد دودھ پینا موجب حرمت نہیں کیونکہ اس سے نہ تولید ہوتی ہے نہ نمو۔ مدت رضاعت کے بعد دودھ پلانے والی کو ماں نہیں کہا جاتا داؤد (ظاہری) کے نزدیک ہر زمانہ میں شیر خوارگی سے حرمت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ ابوحذیفہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سالم (جو ابوحذیفہ کے حلیف ہیں) کے آنے سے میں ابوحذیفہ کے چہرہ پر کچھ ناگواری محسوس کرتی ہوں فرمایا: سالم کو تو پانچ بار دودھ پلا دے تو اس کی محرم ہو جائے گی۔ (رواہ الشافعی) مسلم وغیرہ نے اس حدیث میں تعداد کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ باجماع علماء یہ حدیث منسوخ ہے رسول اللہ کا یہ فرمان روایۃً صحیح ہے کہ صرف وہ رضاعت موجب حرمت ہے جو پستان سے ہو اور انتڑیوں کو پھاڑنے والی ہے۔

حضرت ام سلمہ کی روایت سے یہ حدیث ترمذی نے بیان کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے حضرت ابن مسعود کی روایت سے ابوداؤد نے رسول اللہ کی ایک حدیث بیان کی ہے کہ صرف وہی رضاعت موجب حرمت ہے جس سے گوشت پیدا ہو اور ہڈیوں میں نمو ہو۔ صحیحین میں حضرت عائشہ کی روایت آئی ہے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: رسول اللہ تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک آدمی موجود تھا فرمایا: عائشہ یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا میرا رضاعی بھائی ہے۔ فرمایا: عائشہ اپنے بھائیوں کو دیکھ لیا کرو رضاعت (وہی موجب حرمت ہے جو) بھوک سے ہو (یعنی دودھ پینے کے زمانہ میں ہو)۔

موجب حرمت رضاعت کی مدت دو سال ہے امام ابویوسف، امام محمد، امام شافعی، امام احمد، امام مالک، سعید بن مسیب، عروہ اور شعبی کا یہی قول ہے دارقطنی نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت ابن عباس کا بھی یہی قول نقل کیا ہے ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) اور حضرت علی کی طرف بھی اسی قول کی نسبت کی ہے۔ امام مالک کے تین قول اور بھی مروی ہیں ایک قول میں دو سال ایک ماہ دوسری روایت میں ایک سال دو ماہ آئے ہیں اور تیسری روایت میں کوئی محدود مدت نہیں ہے جب تک بچہ حاجتمند ہو وہی مدت رضاعت ہے۔ امام اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک دو سال چھ ماہ اور امام زفر کے نزدیک تین سال مدت رضاعت ہے۔ اوّل قول کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے: وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ اس آیت میں پوری مدت رضاعت دو سال بیان کی ہے پوری کے بعد زیادہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ ایک اور آیت میں: وَ فِصَالُه فِیْ عَامَیْنِ صاف فرمایا ہے ایک تیسری آیت ہے: وَ حَمْلُه وَ فِصَالُه ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا حمل اور فصال کی مدت تیس ماہ ہے اور چونکہ حمل کی مدت (کم سے کم) چھ ماہ ہے اس لیے دودھ پلانے کی مدت دو سال ہی باقی رہتی ہے۔ رسول اللہ کا بھی ارشاد ہے کہ رضاعت (معتبر) نہیں مگر وہی جو دو سال کے اندر ہو۔ دارقطنی نے یہ حدیث حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ صرف ہیثم بن جمیل نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے۔ مگر ہیثم ثقہ اور حافظ تھا۔ احمد اور عجلی نے بھی اس کو ثقہ کہا ہے ابن عدی نے کہا یہ غلطی کر دیتا تھا سعید بن منصور نے ابن عیینہ کی روایت سے اس کو موقوف

بیان کیا ہے (مرفوع نہیں کیا) ابن ہمام اور طحاوی نے صاحبین کے قول کو ہی اختیار کیا ہے۔ (تفسیر مظہری، سورہ نساء، لاہور)

1082- وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَرٰى فِیْ وَجْهِ اَبِیْ حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ وَّهُوَ حَلِيْفُهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضِعِيْهِ فَقَالَتْ وَكَيْفَ اُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيْرٌ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيْرٌ زَادَ عَمْرٌو فِیْ حَدِيْثِهِ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِیْ عُمَرَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' سہلہ بنت سہیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی' یارسول اللہ! سالم کے ہمارے ہاں آنے جانے کی وجہ سے مجھے حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پہ (ناراضگی کے) آثار نظر آتے ہیں (راوی کہتے ہیں سالم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا حلیف تھا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو۔ سہلہ نے عرض کی' میں اسے کیسے دودھ پلاسکتی ہوں؟ وہ جوان آدمی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور ارشاد فرمایا: مجھے پتا ہے کہ وہ جوان آدمی ہے۔ (امام مسلم فرماتے ہیں) ایک روایت میں راوی کے یہ الفاظ زائد ہیں کہ اسے (سالم کو) غزوہ بدر میں شریک ہونے کا شرف حاصل ہے اور ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''مسکرانے'' کی جگہ آپ کے ''ہنس دینے'' کا ذکر ہے۔

1083- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنِ الثَّقَفِیِّ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَالِمًا مَوْلٰى اَبِیْ حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ اَبِیْ حُذَيْفَةَ وَاَهْلِهٖ فِیْ بَيْتِهِمْ فَاَتَتْ يَعْنِیْ بِنْتَ سُهَيْلٍ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا عَقَلُوْا وَاِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَاِنِّیْ اَظُنُّ اَنَّ فِیْ نَفْسِ اَبِیْ حُذَيْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضِعِيْهِ تَحْرُمِیْ عَلَيْهِ وَيَذْهَبِ الَّذِیْ فِیْ نَفْسِ اَبِیْ حُذَيْفَةَ فَرَجَعَتْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِیْ فِیْ نَفْسِ اَبِیْ حُذَيْفَةَ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ابوحذیفہ کا آزاد کردہ غلام ''سالم'' ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کی اہلیہ بھی اسی گھر میں رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ (ان کی اہلیہ راوی کہتے ہیں) یعنی بنت سہیل' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کی' سالم اب بالغ اور سمجھدار ہو گیا ہے۔ وہ ہمارے گھر میں آتا جاتا ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ ابوحذیفہ کو اس سے الجھن ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (سہلہ بنت سہیل) سے کہا' تم اسے دودھ پلا دو۔ یوں تم اس پر حرام ہو جاؤ گی اور ابوحذیفہ کی الجھن بھی ختم ہو جائے گی (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) پھر وہ دوبارہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی' میں نے اسے دودھ پلا دیا تھا اور ابوحذیفہ کی الجھن ختم ہو گئی۔

1084- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ

حدیث 1082: نسائی (3320) ابن ماجہ (1943) احمد (24154) ابن حبان (4213) مستدرک (5002) بیہقی (15425) معجم کبیر (6376)

جُرَیْجٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَآئِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَیْلِ بْنِ عَمْرٍو جَآئَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ سَالِمًا مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ مَعَنَا فِیْ بَیْتِنَا وَقَدْ بَلَغَ مَا یَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَلِمَ مَا یَعْلَمُ الرِّجَالُ قَالَ اَرْضِعِیْهِ تَحْرُمِیْ عَلَیْهِ قَالَ فَمَکَثْتُ سَنَةً اَوْ قَرِیْبًا مِنْهَا لَا اُحَدِّثُ بِهٖ رَهْبَتَهُ ثُمَّ لَقِیْتُ الْقَاسِمَ فَقُلْتُ لَهُ لَقَدْ حَدَّثْتَنِیْ حَدِیْثًا مَا حَدَّثْتُهُ بَعْدُ قَالَ فَمَا هُوَ فَاَخْبَرْتُهُ قَالَ فَحَدِّثْهُ عَنِّیْ اَنَّ عَآئِشَةَ اَخْبَرَتْنِیْهِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' سہیل بن عمرو کی صاحبزادی سہلہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی' یارسول اللہ! ابوحذیفہ کا آزاد کردہ غلام سالم ہمارے ساتھ رہتا رہا ہے اب وہ بالغ اور سمجھدار ہوگیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو یوں تم اس پر حرام ہو جاؤ گی۔

(راوی کہتے ہیں) میں نے (جب یہ حدیث سنی) تو الجھن کی وجہ سے تقریباً ایک سال تک اسے کسی کے سامنے بیان نہیں کیا۔ پھر میری ملاقات (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے) قاسم سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا آپ نے مجھے ایسی حدیث سنائی ہے جو میں نے کسی اور کو نہیں سنائی اور اس سے خوفزدہ رہا۔ انہوں نے دریافت کیا' کونسی؟ میں نے انہیں بتایا تو وہ بولے۔ تم اسے میرے حوالے سے بیان کر سکتے ہو کیونکہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے۔

1085-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ لِعَآئِشَةَ اِنَّهٗ یَدْخُلُ عَلَیْكِ الْغُلَامُ الْاَیْفَعُ الَّذِیْ مَا اُحِبُّ اَنْ یَّدْخُلَ عَلَیَّ قَالَ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ اَمَا لَكِ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُسْوَةٌ قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةَ اَبِیْ حُذَیْفَةَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ سَالِمًا یَدْخُلُ عَلَیَّ وَهُوَ رَجُلٌ وَّفِیْ نَفْسِ اَبِیْ حُذَیْفَةَ مِنْهُ شَیْءٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْضِعِیْهِ حَتّٰی یَدْخُلَ عَلَیْكِ

✧✧ سیّدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تمہارے ہاں ایک نوجوان لڑکا آتا ہے مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ وہ میرے ہاں بھی آئے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' کیا ہم آپ کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ (کافی) نہیں ہے۔ پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابوحذیفہ کی اہلیہ نے عرض کی' یارسول اللہ! سالم ہمارے ہاں آتا جاتا ہے وہ نوجوان ہے اور ابوحذیفہ کو اس سے الجھن ہوتی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو تاکہ وہ تمہارے ہاں آ جا سکے۔

1086-وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُوْنُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَیْلِیُّ وَاللَّفْظُ لِهَارُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ مَخْرَمَةُ بْنُ بُکَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ حُمَیْدَ بْنَ نَافِعٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ زَیْنَبَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ لِعَآئِشَةَ وَاللّٰهِ مَا تَطِیْبُ نَفْسِیْ اَنْ یَّرَانِی الْغُلَامُ قَدِ اسْتَغْنٰی عَنِ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ لِمَ قَدْ جَآئَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَیْلٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرٰی فِیْ وَجْهِ اَبِیْ حُذَیْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْضِعِیْهِ فَقَالَتْ اِنَّهٗ ذُوْ لِحْیَةٍ فَقَالَ اَرْضِعِیْهِ یَذْهَبْ مَا فِیْ وَجْهِ اَبِیْ حُذَیْفَةَ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُهُ فِیْ وَجْهِ اَبِیْ حُذَیْفَةَ

✧✧ سیّدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا' اللہ کی قسم! مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ مجھے کوئی ایسا لڑکا دیکھے (یعنی میرا دودھ پئے) جو دودھ پینے کی عمر گزار چکا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' کیوں؟ سہلہ بنت سہیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تھی اور اس نے عرض کی' یارسول اللہ! سالم کے (ہمارے گھر میں عام) آنے جانے کی وجہ سے مجھے ابوحذیفہ کے چہرے میں (ناگواری کے اثرات) دکھائی دیتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہدایت کی تم اسے دودھ پلا دو۔ اس نے عرض کی' اس کی تو داڑھی بھی آ چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو۔ ابوحذیفہ کی ناگواری ختم ہو جائے گی (بعد میں سہلہ بنت سہل نے) یہ بتایا اللہ کی قسم! (اس کے بعد) مجھے ابوحذیفہ کے چہرے پہ (کبھی ناگواری کے اثرات) محسوس نہیں ہوئے۔

1087-حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ جَدِّىْ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ اَنَّ اُمَّهُ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِىْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُوْلُ اَبٰى سَائِرُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّدْخُلْنَ عَلَيْهِنَّ اَحَدًا بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ وَقُلْنَ لِعَآئِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نَرٰى هٰذَا اِلَّا رُخْصَةً اَرْخَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّةً فَمَا هُوَ بِدَاخِلٍ عَلَيْنَا اَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ وَلَا رَائِيْنَا

✧✧ سیّدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ان کی والدہ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بتایا کرتی تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا دیگر) تمام ازواجِ مطہرات نے اس قسم کی رضاعت کی بدولت (گھر میں) کسی کی آمد و رفت (کے جواز) کو تسلیم نہیں کیا۔ (سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا' اللہ کی قسم! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ صرف ایک رخصت تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی (سہلہ بنت سہیل) کو سالم کے لئے بطور خاص عطا کی تھی۔ اس نوعیت کی رضاعت کی وجہ سے کوئی ہمارے ہاں نہیں آ سکتا اور نہ ہی ہم (اسے درست) سمجھتی ہیں۔

1088-وَحَدَّثَنِىْ هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِى الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَآئِشَةُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِىْ رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِىْ وَجْهِهٖ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ اَخِىْ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ فَقَالَ انْظُرْنَ اِخْوَتَكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ میرے پاس ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بات آپ کو ناگوار محسوس ہوئی میں نے آپ کے چہرے پہ ناراضگی دیکھ کر عرض کی' یارسول اللہ! یہ میرا رضاعی بھائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے رضاعی بھائیوں (کی رضاعت کے ثبوت) کی تحقیق کر لیا کرو۔ کیونکہ رضاعت (کا حکم) بھوک کی وجہ (یعنی شیرخوارگی کے ایام میں ثابت) ہوتا ہے۔

حدیث 1087: نسائی (3324) ابن ماجہ (1947) احمد (26702) بیہقی (15428)

حدیث 1088: بخاری (4814) ابوداؤد (2058) نسائی (3312) احمد (24676) بیہقی (15411)

1089-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَا جَمِيْعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ جَمِيْعًا عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ كُلُّهُمْ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِى الشَّعْثَاءِ بِاِسْنَادِ اَبِى الْاَحْوَصِ كَمَعْنٰى حَدِيْثِهٖ غَيْرَ اَنَّهُمْ قَالُوْا مِنَ الْمَجَاعَةِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

حرمت رضاعت سے متعلق بعض فقہی جزئیات کا بیان

اگر عورت کا دودھ (کسی جانور مثلاً) بکری کے دودھ میں مخلوط ہو گیا اور عورت کا دودھ غالب ہے تو اس کے پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر عورت نے اپنے دودھ میں روٹی بھگوئی اور روٹی نے دودھ کو جذب کر لیا یا اپنے دودھ میں ستو گھولا اور پھر وہ روٹی یا ستو کسی بچہ کو کھلا دیا تو اگر اس میں دودھ کا ذائقہ موجود ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔

لیکن ذائقہ کی موجودگی کی شرط اسی صورت میں ہے جب کہ اُس کو لقمہ لقمہ کر کے کھلایا جائے اور اگر گھونٹ گھونٹ کر کے پلایا گیا تو پھر اگر ذائقہ موجود نہ ہو تب بھی حرمت ثابت ہو جائے گی، اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا جانور کے دودھ میں مخلوط ہو گیا تو اس میں غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر وہ دودھ غالب ہوگا تو اس کو پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔

اور اگر پانی وغیرہ غالب ہوگا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی) اس طرح اگر عورت کا دودھ کسی بھی پتیل سیال چیز یا کسی بھی جمی ہوئی چیز میں مخلوط ہو جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا اور غالب سے مراد یہ ہے کہ اس کا رنگ بو اور ذائقہ تینوں چیزیں یا ان میں سے کوئی ایک چیز محسوس و معلوم ہو۔ اور اگر دونوں چیزیں یعنی دودھ اور وہ چیز جس میں دودھ مخلوط ہو گیا ہے برابر ہوں تو حرمت کا ثابت ہونا ضروری ہو جائے گا کیونکہ دودھ مغلوب نہیں ہے۔

اگر دو عورتوں کا دودھ باہم مل گیا ہے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک اس عورت سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی جس کا دودھ زیادہ اور غالب ہو لیکن حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں دونوں عورتوں سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی حضرت امام ابوحنیفہ کا ایک قول بھی اسی کے مطابق ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور اقرب الی الاحتیاط ہے اور اگر دونوں عورتوں کا دودھ برابر ہو تو متفقہ طور پر یعنی ان تینوں ائمہ کے نزدیک مسئلہ یہی ہے کہ دونوں عورتوں کے ساتھ حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

اگر کسی عورت نے اپنے دودھ کا چھاچھ یا دہی یا پنیر اور یا ماوا وغیرہ بنا لیا اور اسے کسی بچہ کو کھلا دیا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ اس پر رضاعت یعنی دودھ پینے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بستی و گاؤں کی کسی عورت نے ایک بچی کو دودھ پلایا مگر بعد میں یہ کسی کو بھی یاد و معلوم نہیں رہا کہ وہ دودھ پلانیوالی عورت کون تھی اور پھر اس بستی کے کسی شخص نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔ عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بلا ضرورت کسی بچی کو اپنا دودھ نہ پلائیں اور اگر کسی بچہ کو اپنا دودھ پلائیں تو یاد رکھیں یا لکھ لیا کریں عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بلا ضرورت دوسروں کے بچوں کے منہ میں اپنی چھاتی دے دیتی ہیں اور انہیں دودھ پلا دیتی

ہیں اور پھر بعد میں انہیں یاد بھی نہیں رہتا کہ کس بچہ کو میں نے اپنا دودھ پلایا ہے اس کی وجہ سے حرمت رضاعت کے احکام کی صریحًا خلاف ورزی ہوتی ہے لہٰذا اس بارے میں احتیاط ضروری ہے۔

دودھ خواہ پہلے پلایا ہو خواہ بعد میں پلایا گیا ہو حرمت رضاعت بہرصورت ثابت ہو جائے گی پہلے اور بعد میں کوئی فرق نہیں ہو گا لہٰذا اگر کسی شخص نے ایک شیر خوار بچی سے نکاح کر لیا اور پھر بعد میں اس شخص یعنی خاوند کی نسبی یا رضاعی ماں نے یا بہن نے یا لڑکی نے آ کر اس کو اپنا دودھ پلا دیا تو یہ بچی اس شخص کے لئے حرام ہو جائے گی۔

اور اس پر نصف مہر واجب ہو گا لیکن اس نصف مہر کے طور پر جو رقم وہ ادا کرے گا اسے وہ مرضعہ یعنی دودھ پلانیوالی سے وصول کرلے گا بشرطیکہ اس دودھ پلانیوالی نے محض شرارت یعنی نکاح ختم کرانے کے لئے اپنا دودھ پلا دیا ہو اور اگر اس نے شرارت کی نیت سے دودھ نہ پلایا ہو بلکہ وہ بچی بھوک سے بلک رہی تھی اور اس عورت نے ہمدردی کے جذبہ سے اسے دودھ پلا دیا تو پھر خاوند اس سے اپنی رقم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

کسی شخص نے دو شیر خوار بچیوں سے نکاح کیا اس کے بعد ایک اجنبی عورت نے آ کر ان دونوں بچیوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دودھ پلا دیا تو وہ دونوں بچیاں شوہر کے لئے حرام ہو جائیں گی اور پھر اس کے بعد وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے جسے وہ پسند کرے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر اس کے نکاح میں دو کی بجائے تین بچیاں ہوں اور اس عورت نے ان تینوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا تو وہ تینوں حرام ہو جائیں گی اس کے بعد وہ ان تینوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔

اور اگر تینوں کو یکے بعد دیگرے پلایا تو پہلی دو تو حرام ہو جائیں گی اور تیسری اس کی بیوی رہے گی اور اگر پہلے تو دو بچیوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا اور اس کے بعد تیسری کو پلایا تو بھی یہی حکم ہو گا۔ اور اگر پہلے ایک لڑکی کو پلایا اور بعد میں دو کو ایک ساتھ پلایا تو تینوں حرام ہو جائیں گی اور ان میں سے ہر ایک بچی کا نصف مہر اس پر واجب ہو گا جسے وہ دودھ پلانے والی سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے شرارت کی نیت سے دودھ پلایا ہو اور اگر اس کے نکاح میں چار بچیاں ہوں اور اس عورت نے ان چاروں بچیوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے ایک ایک کر کے دودھ پلایا ہو تو چاروں حرام ہو جائیں گی اور اگر پہلے ایک کو اور پھر تین کو ایک ساتھ پلایا ہو تو بھی یہی حکم ہو گا اور اگر پہلے تین کو ایک ساتھ اور بعد میں چوتھی کو پلایا تو چوتھی حرام نہیں ہو گی۔

اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیر خوار بچی سے نکاح کیا اور پھر بڑی نے چھوٹی کو اپنا دودھ پلا دیا تو شوہر کے لئے دونوں حرام ہو جائیں گی اب اگر اس شخص نے بڑی سے جماع نہیں کیا تھا تو اس کو کچھ مہر نہیں ملے گا اور چھوٹی کو اس کا آدھا مہر دینا واجب ہو گا جسے وہ بڑی سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے شرارت کی نیت سے اسے دودھ پلایا ہو اور اگر اس نے دودھ شرارت کی نیت سے نہیں پلایا تو اس سے کچھ وصول نہیں کیا جائے گا اگرچہ اس بڑی کو یہ معلوم ہو کہ یہ چھوٹی بچی میرے شوہر کی بیوی ہے۔

رضاعت دودھ پلانے کا ثبوت دو باتوں میں سے کسی ایک بات سے ہو جاتا ہے ایک تو اقرار یعنی کوئی عورت خود اقرار کرے کہ میں نے فلاں کو دودھ پلایا ہے اور دوسرے گواہی یعنی گواہ یہ گواہی دیں کہ فلاں عورت نے فلاں بچے کو دودھ پلایا ہے) اور رضاعت کے سلسلہ میں گواہی یا تو دو مردوں کی معتبر ہوتی ہے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی بشرطیکہ وہ عادل ہوں۔ (حرمت رضاعت کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان) جو تفریق جدائی ہوتی ہے وہ قاضی کے حکم کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے اور جب دو عادل مرد یا ایک

مرد اور دو عورتیں کسی میاں بیوی کے درمیان رضاعت کے رشتہ کی گواہی دیں اور اس کی بنیاد پر قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کرادے تو عزت کو کچھ نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو اور اگر جماع ہو چکا ہوگا تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ مہر خاوند پر واجب ہوگا اور نفقہ وسکنہ یعنی کھانے پینے کا خرچ اور رہنے کے لئے مکان واجب نہیں ہوگا۔

اگر دو عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے نکاح ہو جانے کے بعد شادی شدہ عورت کے سامنے گواہی دی اور کہا کہ شوہر کے ساتھ تمہارا رشتہ رضاعت ثابت ہوتا ہے) تو اس عورت کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ شہادت صحیح ہے بایں طور کہ جس طرح یہ شہادت اگر قاضی کے سامنے دی جاتی تو رضاعت ثابت ہو جاتی اور وہ دونوں کے درمیان تفریق کرادیتا ہے) اسی طرح جب یہ شہادت عورت کے سامنے آئے گی تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا۔

اور اگر رضاعت کی یہ خبر صرف ایک شخص دے اور اس عورت کے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے تو شوہر سے پرہیز کرنا بہتر ہے لیکن واجب نہیں ہے۔ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد ایک دوسری عورت نے آکر ان دونوں میاں بیوی سے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تو اس مسئلہ کی چار صورتیں ہوں گی۔

1۔ اگر دونوں میاں بیوی نے اس عورت کا اعتبار کر لیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور عورت کو کچھ مہر نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو۔

2۔ اگر دونوں میاں بیوی نے اس عورت کا اعتبار نہ کیا تو نکاح بحالہ باقی رہے گا لیکن اگر وہ عورت جس نے رشتہ رضاعت کی خبر دی ہے) عادل ہے تو پھر احتیاط کا تقاضہ یہی ہوگا کہ خاوند اپنی بیوی کو چھوڑ دے اب اگر اس نے چھوڑ دیا تو بہتر ہے کہ خاوند نصف مہر دیدے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ کچھ نہ لے بشرطیکہ چھوڑنا جماع سے پہلے ہو اور اگر چھوڑنے سے پہلے جماع ہو چکا ہو تو مرد کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اس کا پورا مہر بھی دیدے اور عدت کے ایام پورے ہونے تک نفقہ وسکنہ بھی دے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ مہر مثل و مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہو وہ لے لے اور نفقہ وسکنہ نہ لے اور اگر خاوند نے بیوی کو نہیں چھوڑا (یعنی اس نے طلاق نہیں دی) تو بیوی کو خاوند کے پاس رہنا جائز ہے اسی طرح اگر دو عورتوں نے یا ایک مرد اور ایک عورت نے یا دو غیر عادل مردوں نے یا غیر عادل ایک مرد اور دو عورتوں نے رضاعت کی گواہی دی تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا یعنی خاوند کے لئے بہتر یہی ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔

3۔ اگر خاوند نے اس عورت کا اعتبار کیا اور بیوی نے اعتبار نہیں کیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور مہر دینا واجب ہوگا۔

4۔ اگر بیوی نے اس عورت کا اعتبار کیا مگر خاوند نے اس کا اعتبار نہیں کیا تو نکاح بحالہ باقی رہے گا لیکن بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ خاوند سے قسم کھلوائے کہ وہ واقعۃً اس عورت کی بات کو صحیح نہیں سمجھتا) اور اگر خاوند قسم کھانے سے انکار کر دے تو دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب نکاح بتصرف، بیروت)

بَاب: 1 جَوَازِ وَطْیءِ الْمَسْبِیَّةِ بَعْدَ الِاسْتِبْرَاءِ وَاِنْ کَانَ لَهَا زَوْجٌ انْفَسَخَ نِکَاحُهَا بِالسَّبْیِ

استبراء کے بعد قیدی عورت کے ساتھ صحبت کرنا جائز ہے۔ اگر وہ عورت شادی شدہ تھی تو قیدی بننے کی وجہ سے اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا

استبراء کے معنی ومفہوم کا بیان

شریعت میں استبراء کا مطلب ہے لونڈی کے رحم کی حمل سے پاکی صفائی طلب کرنا اس کی فقہی تفصیل یہ ہے کہ جب کسی شخص کی ملکیت میں کوئی لونڈی آئے خواہ اس نے اس کو خریدا ہو یا کسی وصیت میں ملی ہو، یا کسی نے ہبہ کی ہو اور یا میراث میں ملی ہو تو اس شخص کو اس لونڈی سے اس وقت تک جماع کرنا یا مساس کرنا اور یا بوسہ لینا وغیرہ حرام ہے جب تک کہ استبراء نہ کر لے یعنی اس کے قبضہ میں آنے کے بعد ایک حیض نہ آ جائے اگر اس کو حیض آتا ہو یا نہ آنے کی صورت میں اس پر ایک مہینہ کی مدت نہ گزر جائے اور یا حاملہ ہونے کی صورت میں ولادت نہ ہو جائے اور یہ استبراء ہر حال میں کرنا ضروری ہے خواہ وہ باکرہ ہی کیوں نہ ہو یا اس کو کسی عورت نے کیوں نہ خریدا ہو یا وہ کسی محرم یا اپنے نابالغ بچہ کے مال سے بذریعہ وراثت وغیرہ کیوں نہ حاصل ہوئی ہو اگرچہ ان صورتوں میں قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ استبراء واجب نہ ہونا چاہئے۔

کیونکہ استبراء میں حکمت یہ ہے کہ اس طریقہ سے اس کے رحم کا کسی غیر کے نطفہ سے پاک ونا معلوم ہو جائے تا کہ اس کے نطفہ کا کسی غیر کے نطفہ کے ساتھ اختلاط نہ ہو اور ظاہر ہے کہ ان صورتوں میں کسی غیر کے نطفہ کا کوئی احتمال نہیں ہے لیکن چونکہ یہ صریح نص ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کے غزوہ کے موقع پر حاصل ہونیوالی لونڈیوں کے بارے میں فرمایا کہ خبردار حاملہ لونڈی سے اس وقت تک صحبت نہ کی جائے جب کہ اس کے ولادت نہ ہو جائے اور غیر حاملہ سے اس وقت تک صحبت نہ کی جائے جب تک کہ اس کو ایک حیض نہ آ جائے اور ظاہر ہے کہ ان لونڈیوں میں باکرہ بھی ہوں گی اور ایسی لونڈیاں بھی ہوں گی جو باکرہ کی نطفہ کے اختلاط کا احتمال نہیں رکھتی ہوں گی اس لئے قیاس کو نظر انداز کر کے ان صورتوں میں بھی استبراء کو واجب قرار دیا ہے۔

1090-وَحَدَّثَنِی عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَیْسَرَةَ الْقَوَارِیْرِیُّ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ اَبِی الْخَلِیْلِ عَنْ اَبِیْ عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ بَعَثَ جَیْشًا اِلٰی اَوْطَاسٍ فَلَقُوْا عَدُوًّا فَقَاتَلُوْهُمْ فَظَهَرُوْا عَلَیْهِمْ فَاَصَابُوْا لَهُمْ سَبَایَا فَکَاَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّجُوْا مِنْ غِشْیَانِهِنَّ مِنْ اَجْلِ اَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ ذٰلِکَ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ) اَیْ فَهُنَّ لَکُمْ حَلَالٌ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غزوہ حنین کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر "اوطاس" کی طرف روانہ کیا۔ ان کا دشمن سے سامنا ہوا۔ انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کی اور اس پر غالب آ گئے۔ انہوں نے ان کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے (ان میں سے قیدی) عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے سے اس لئے احتراز کیا کیونکہ ان

حدیث 1090: بخاری (4068) ابوداؤد (2155) احمد (19585) ابن حبان (7191) بیہقی (12707) ابویعلی (7222)

کے شوہر مشرک تھے۔ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا اور شادی شدہ عورتیں (تمہارے لیے حرام ہیں) ماسوائے ان (کنیزوں) کے جو تمہاری ملکیت میں آجائیں''۔

(راوی کہتے ہیں) یعنی جب ان کی (مخصوص) عدت گزر جائے تو وہ تمہارے لیے حلال ہو جائے گی۔

مملوکہ باندیوں کی حلت سے متعلق فقہی مذاہب واحکام کا بیان

جب یہ ثابت ہو گیا تو پھر اس آیت کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے، حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما)، ابو قلابہ ابن زید (رضی اللہ عنہ)، مکحول، زہری اور حضرت ابو سعید خدری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا: یہاں (آیت) المحصنت سے مراد قیدی خاوندوں والی عورتیں ہیں یعنی وہ حرام ہیں مگر دار الحرب سے قیدی بن کر آنے کی وجہ سے تمہاری مملوکۃ بن جائیں تو حلال ہیں، اور یہ عورت اس کے لیے حلال ہوگی جس کے حصہ میں آئے گی اگرچہ اس کا خاوند بھی ہوگا۔

یہ امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے کہ قیدی ہونا، عصمت کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ ابن وہب، ابن عبدالحکم کا قول ہے۔ اور انہوں نے امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے، اشہب کا بھی یہی قول ہے۔اس پر صحیح مسلم کی روایت کردہ حدیث دلالت کرتی ہے حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حنین کے دن اوطاس کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، پس وہ دشمن سے ملے ان سے جنگ کی اور ان پر غالب آگئے، ان کو قیدی عورتیں ملیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان سے ہم بستری کرنے سے بچنے لگے، کیونکہ ان کے مشرک خاوند موجود تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) والمحصنت من النسآء الا ما ملکت ایمانکم ۔ وہ تمہارے لیے حلال ہیں، جب ان کی عدت گزر جائے یہ صریح اور صحیح نص ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خاوندوں والی قیدی عورتوں سے وطی کرنے سے بچنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں: (آیت) الا ما ملکت ایمانکم ۔ کا ارشاد نازل فرمایا: یہی قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور انکے اصحاب، امام شافعی، امام احمد، اسحاق اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہم کا ہے اور یہی صحیح ہے ان شاء اللہ۔

پھر اس میں اختلاف ہے کہ استبراء رحم کیسے ہوگا، حسن نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ ایک حیض کے ساتھ قیدی عورت کا استبراء کرتے تھے یہ حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) کی حدیث سے اوطاس کی قیدی عورتوں کے متعلق مروی ہے اور حاملہ سے وطی نہیں کی جائے گی حتی کہ بچہ جنم دے دے اور دوسری عورت سے وطی نہیں کی جائے گی حتی کہ اسے حیض آجائے، اور سابق خاوند کے فراش کا کوئی اثر نہیں ہوگا حتی کہ کہا جاتا ہے کہ قیدی عورت مملوکۃ ہے لیکن وہ بیوی تھی اس کا نکاح زائل ہو گیا، پس وہ لونڈیوں والی عدت گزارے گی، جیسا کہ حسن بن صالح سے منقول ہے انہوں نے فرمایا: اس پر عدت دو حیض ہیں جب اس کا دار الحرب میں خاوند تھا، اور اکثر علماء کا نظریہ یہ ہے کہ اس کا استبراء اور اس کا استبرا جس کا خاوند نہیں ہے، ایک جیسا ہے تمام کا استبرا ایک حیض ہے۔ امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) کا مشہور مذہب یہ ہے کہ میاں بیوی اکٹھے قیدی ہوں یا علیحدہ علیحدہ ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ابن بکیر نے ان سے روایت کیا ہے کہ میاں بیوی اگر اکٹھے قیدی کیے جائیں اور مرد کو زندہ رکھا گیا ہے تو

دونوں اپنے نکاح پر قائم رکھے جائیں گے اس روایت میں انہوں نے یہ دیکھا کہ اسے زندہ باقی رکھنا اس کی ملکیت باقی رکھنا ہے، کیونکہ اس کے لیے عہد ہو گیا اور اس کی بیوی بھی اس کی ملکیت سے ہے ان کے درمیان کوئی حائل نہ کیا جائے گا۔

یہ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے اور ابن القاسم (رحمۃ اللہ علیہ) کا یہی قول ہے اور انہوں نے یہ امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے اور صحیح پہلا قول ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) الا ماملکت ایمانکم۔ پس ملک یمین پر اس کی پھیر دیا اور اسے موثر بنایا پس عموم اور تعلیل دونوں کے اعتبار سے حکم اس کے ساتھ معلق ہو گا مگر دلیل جس کو خاص کر دے تو اس کا حکم علیحدہ ہو گا، اس آیت کے بارے میں دوسرا قول بھی ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سعید بن میسب، حضرت حسن بن ابی الحسن، حضرت ابی بن کعب، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابن عباس رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا قول ہے اور ایک روایت میں عکرمہ (رضی اللہ عنہ) کا بھی یہی قول ہے۔ اس آیت سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں یعنی وہ حرام ہیں مگر آدمی خاوند والی عورت کا استبرا کرے۔ لونڈی کا بیچنا اس کی طلاق ہے، اس کا صدقہ کرنا اس کی طلاق ہے، اس کو میراث میں دینا اس کی طلاق ہے اور خاوند کا اسے طلاق دینا اس کی طلاق ہے۔ حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب لونڈی بیچی جائے اور اس کا خاوند ہو تو مشتری کو اس کے بضع کا زیادہ حق ہے اسی طرح دار الحرب سے قیدی ہو کر آنے والی عورت کا حکم ہے، یہ تمام اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان جدائی کا موجب ہے، علماء نے فرمایا: جب معاملہ اس طرح ہو گا تو لونڈی کا بیچنا لونڈی کے لیے ضرور طلاق ہو گا۔ کیونکہ ایک شرمگاہ ایک حال میں دو شخصوں پر بالا جماع حرام ہے۔

میں کہتا ہوں: حدیث بریرہ اس کو رد کرتی ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت بریرہ کو خریدا تھا اور آزاد کر دیا تھا پھر نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو اختیار دیا اور وہ خاوند والی تھی، اس پر علماء کا اجماع ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خریدنے اور آزاد کرنے کے بعد اپنے خاوند مغیث کے پاس رہنے کا اختیار دیا گیا تھا یہ دلیل ہے کہ لونڈی کو بیچنا اس کی طلاق نہیں ہے۔

اس پر فقہاء اور ائمہ حدیث کا اجماع ہے، لونڈی کی طلاق نہیں ہے مگر طلاق، بعض ائمہ نے (آیت) الا ما ملکت ایمانکم ۔ کے عموم سے اور قیدی عورتوں پر قیاس سے حجت پکڑی ہے اور ہم نے جو حدیث بریرہ ذکر کی ہے وہ اسے خاص کرتی ہے اور اسے رد کرتی ہے۔ وہ حضرت ابو سعید (رضی اللہ عنہ) کی حدیث کی بنا پر مسبیات (قیدی عورتوں) کے ساتھ خاص ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہی قول حق اور درست ہے۔ اور اس آیت میں تیسرا قول بھی ہے ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجاہد (رحمۃ اللہ علیہ) سے انہوں نے ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا (آیت) المحصنت من النسآء الا ما ملکت ایمانکم ۔ سے مراد مسلمانوں اور مشرکوں کی بیویاں ہیں، حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: مشرکوں کی بیویاں ہیں، اور موطا میں سعید بن میسب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ (آیت) المحصنت ۔ سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں، یہ اس طرف راجع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا حرام کیا ہے ایک جماعت نے کہا اس آیت میں (آیت) المحصنت ۔ سے مراد پاک دامن عورتیں ہیں یعنی تمام عورتیں حرام ہیں جن پر احصان کے اسم کا اطلاق ہوتا ہے خواہ وہ خاوند والی ہے یا خاوند والی نہیں ہے، کیونکہ شرائع اسی بات کا تقاضا کرتی ہیں۔

(آیت) الا ما ملکت ایمانکم ۔ علماء نے فرمایا: اس کا معنی ہے نکاح کے ساتھ یا خریدنے کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے، یہ ابوالعالیہ، عبیدہ السلمانی، طاوس، سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہم علماء کا قول ہے، یہ عبیدہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے پس انہوں نے ملک یمین کے تحت نکاح کو داخل کیا ہے ان کے نزدیک اس ارشاد (آیت) الا ما ملکت ایمانکم ۔ کا معنی یہ ہوگا کہ تم جن کی عصمت کے نکاح کے ساتھ مالک ہوتے ہو اور جن کی گردن کے خریدنے کے ساتھ مالک ہوتے ہو، گویا وہ تمام ملک یمین ہیں اور اس کے علاوہ زنا ہے یہ حسن قول ہے، حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا (آیت) المحصنت ۔ سے مراد مسلمانوں اور اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں ہیں، ابن عطیہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: اس تاویل سے آیت کا معنی زنا کی تحریم کی طرف لوٹتا ہے، طبری نے اپنی سند کے ساتھ لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہ) سے کہا: کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا: کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے جب اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا؟ حضرت سعید (رضی اللہ عنہ) نے کہا: حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) اس کو نہ جانتے تھے، اور مجاہد (رحمۃ اللہ علیہ) سے سندا روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اگر میں کوئی ایسا شخص جانتا جو اس آیت کی تفسیر کرتا تو میں اس کی طرف اونٹوں کے جگر پگھلاتا (یعنی مشقت کے ساتھ سفر کر کے جاتا) (آیت) المحصنت ۔ سے حکیما تک کا قول مراد ہے۔ ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی طرف کیسے یہ قول منسوب کیا اور میں نہیں جانتا کہ مجاہد اس قول تک کیسے پہنچے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ نساء، بیروت)

1091-وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْخَلِيْلِ اَنَّ اَبَا عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِىَّ حَدَّثَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِىَّ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ يَوْمَ حُنَيْنٍ سَرِيَّةً بِمَعْنٰى حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْهُنَّ فَحَلَالٌ لَّكُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کے دن ایک سریہ روانہ کیا (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے) تاہم اس میں عدت گزر جانے کا ذکر نہیں ہے۔

1092-وَحَدَّثَنِيْهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِىُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِى ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1093-وَحَدَّثَنِيْهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِىُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْخَلِيْلِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ اَصَابُوْا سَبْيًا يَوْمَ اَوْطَاسَ لَهُنَّ اَزْوَاجٌ فَتَخَوَّفُوْا فَاُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ)

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مسلمانوں نے جنگ اوطاس کے دن کچھ عورتوں کو قیدی بنایا۔ جن کے شوہر (مشرک تھے اور زندہ) تھے۔ وہ (مسلمان) خوفزدہ ہوئے (کہ ان کنیزوں کے ساتھ صحبت کرنے کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی

نافرمانی کے مرتکب نہ ہوں اس بارے میں) یہ آیت نازل ہوئی۔

''اور شادی شدہ عورتیں (تمہاری لئے حرام ہیں) ماسوائے ان (کنیزوں) کے جو تمہاری ملکیت میں آجائیں''۔

1094-وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب: 2 الْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ وَتَوَقِّي الشُّبُهَاتِ

بچہ بستر (یعنی عورت کے ساتھ صحبت کرنے کا حق رکھنے والے شخص) کی طرف منسوب ہوگا اور شبہات سے پرہیز کرنا چاہئے

1095-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هَذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَوْلَهُ يَا عَبْدُ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک بچے کے بارے میں اختلاف ہوگیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یارسول اللہ! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابووقاص کا بیٹا ہے جس نے میرے سامنے یہ حلف اٹھایا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہے آپ اس کی' اس کے ساتھ مشابہت ملاحظہ کریں۔ عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے جو میرے باپ کے بستر (پر اس کے ساتھ سونے والی) کنیز کے ہاں پیدا ہوا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کا جائزہ لیا تو وہ واضح طور پر عتبہ کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا تو آپ نے فرمایا: اے عبد! یہ تمہارا (بھائی) ہے (کیونکہ اصول یہ ہے) بچہ بستر (یعنی عورت کے ساتھ صحبت کا حق رکھنے) والے کی (طرف منسوب) ہوتا ہے اور زنا کرنے والے (یعنی بچے کے ناجائز باپ) کو رسوائی ملتی ہے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' اس کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اے سودہ بنت زمعہ! تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' اس کے بعد اس لڑکے نے کبھی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا۔

1096-حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّ مَعْمَرًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِهِمَا الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلَمْ يَذْكُرْ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں صرف یہ الفاظ مذکور ہیں کہ بچہ بستر (والے کی

حدیث 1095: بخاری (6369) ابوداؤد (2273) ترمذی (1157) نسائی (3482) ابن ماجہ (2005) مؤطا (1418) داری (2236) احمد (9291) ابن حبان (4104) بیہقی (15106) ابویعلی (5148) معجم کبیر (11434) دارقطنی (16)

طرف) منسوب ہوتا ہے یہ مذکور نہیں ہے کہ زنا کرنے والے کو رسوائی ملتی ہے۔

1097-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ 'نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' بچہ بستر (والے کی طرف) منسوب ہوتا ہے یہ مذکور نہیں ہے کہ زنا کرنے والے کو رسوائی ملتی ہے۔

1098-وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَمَّا ابْنُ مَنْصُورٍ فَقَالَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى فَقَالَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوْ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ زُهَيْرٌ عَنْ سَعِيدٍ أَوْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ مَرَّةً عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ وَمَرَّةً عَنْ سَعِيدٍ أَوْ أَبِي سَلَمَةَ وَمَرَّةً عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

صاحب فراش سے وہ شخص مراد ہے جو ولد الزنا کی ماں کا خاوند یا مالک ہو مطلب یہ ہے کہ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو یا لونڈی ہونے کی صورت میں کسی کی ملک میں ہو تو اس کے زنا کے نتیجے میں جو بچہ پیدا ہوگا اس کا نسب اس کے خاوند یا مالک سے ثابت ہوگا اور اگر وہ عورت کسی کے نکاح یا کسی کی ملک میں نہ ہو تو پھر بچہ ماں ہی کی طرف منسوب ہوگا بہرصورت زانی کا اس بچہ سے کوئی نسبی تعلق نہیں ہوگا۔

بَاب:3 الْعَمَلِ بِإِلْحَاقِ الْقَائِفِ الْوَلَدَ

قیافہ شناسی کی مدد سے بچے کے نسب (کا اندازہ) کرنا

1099-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ بَعْضَ هَذِهِ الْأَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو بہت خوش تھے اور آپ کا چہرہ انور

حدیث 1097: بخاری (6369) ترمذی (1157) نسائی (3482) ابن ماجہ (2005) دارمی (2236) احمد (9291) ابن حبان (4104) بیہقی (15106) ابویعلی (5148) معجم کبیر (11434) دارقطنی (16)

حدیث 1099: بخاری (3362) ابوداؤد (2267) ترمذی (2129) نسائی (3493) احمد (24570) ابن حبان (4102) بیہقی (21042) معجم کبیر (4720) دارقطنی (129)

دمک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ نہیں چلا؟ ابھی کچھ دیر پہلے ایک قیافہ شناس نے زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے (صرف) پاؤں دیکھ کر یہ کہا ہے۔ ان دونوں پاؤں والوں میں سے ایک دوسرے کی اولاد ہے۔

1100- وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُورًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَّعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے آپ بہت مسرور تھے۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمہیں پتہ نہیں؟ بنو مدلج کا ایک قیافہ شناس میرے پاس آیا۔ اس نے اسامہ اور اس کے والد زید (کے پاؤں) کو دیکھا۔ وہ دونوں چادر اپنے سروں پر چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے لیکن ان کے پاؤں باہر تھے تو اس قیافہ شناس نے کہا ان دونوں پاؤں والوں میں سے ایک دوسرے کی اولاد ہے۔

شرح

حضرت زید بن حارثہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ (لے پالک) تھے بہت گورے اور خوبصورت تھے جب کہ ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ کالے تھے اور اپنی ماں کے ہم رنگ تھے ان کی ماں جن کا نام ام ایمن تھا ایک لونڈی اور کالے رنگ کی تھیں باپ بیٹے رنگت کے اس فرق کی وجہ سے منافق حضرت اسامہ کے نسب میں عیب لگاتے تھے اور دلیل یہ دیتے تھے کہ ایسے حسین اور خوبصورت باپ کا بیٹا اتنا کالا کیسے ہوسکتا ہے؟ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی اس بات سے بہت کبیدہ خاطر ہوتے تھے کہ اسی دوران میں یہ واقعہ پیش آیا۔ مجزر مدلجی عرب کا ایک مشہور قیافہ شناس اور اپنے فن میں یگانہ روزگار تھا وہ آدمی کی صورت دیکھ کر اس کے حالات وکوائف اور اوصاف وخصوصیات معلوم کرلیا کرتا تھا چنانچہ مسجد نبوی میں آیا اور اس نے حضرت زید اور حضرت اسامہ کے پیر دیکھے تو اس نے علم قیافہ کی رو سے یہ فیصلہ کیا کہ یہ پیر جن دو آدمیوں کے ہیں ان دونوں کو آپس میں باپ بیٹا ہونا چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے کیونکہ اہل عرب کے ہاں قیافہ شناس کا قول معتبر ہوتا تھا اور اس کے فیصلہ کو سند کا درجہ دیا جاتا تھا لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی اطمینان ہوگیا کہ اب جب کہ اسامہ کا نسب اس سند سے ثابت ہوگیا ہے تو منافقین بھی ان کے نسب کے بارے میں طعن کرنے کی ہمت نہیں کریں گے۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اس حدیث سے لازم نہیں آتا کہ شرعی احکام اور اثبات نسب میں قیافہ شناس کا قول معتبر ہوتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے البتہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ قیافہ شناس کے قول کو معتبر مانتے ہیں یہاں تک کہ ان کے مسلک میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی لونڈی دو آدمیوں کی مشترک ملکیت ہو اور اس کے بچہ پیدا ہو اور پھر وہ دونوں شریک اس بچہ کے نسب کا دعوی کریں یعنی ہر ایک یہ کہے کہ یہ میرا بچہ ہے تو اس صورت میں ان دونوں کو قیافہ شناس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور وہ قیافہ شناس اپنے قیافہ کی بنیاد پر جو فیصلہ کرے اس کو قبول کر لینا چاہیے جب کہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اس صورت میں وہ بچہ شرعی حکم کے اعتبار سے دونوں کا ہوگا اگرچہ واقعہ کے اعتبار سے وہ کسی ایک کا ہوگا اور وہ لونڈی دونوں کی ام ولد ہوگی۔

1101-وَحَدَّثَنَاهُ مَنْصُورُ بْنُ اَبِی مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ قَائِفٌ وَّرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَّاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعْجَبَهُ وَاَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک قیافہ شناس آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور زید بن حارثہ (چادر اوڑھ کر) لیٹے ہوئے تھے () ان کے پاؤں چادر سے باہر تھے؟ وہ قیافہ شناس کہنے لگا ان دونوں پاؤں والوں میں سے ایک دوسرے کی اولاد ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے اور آپ کو یہ بات اچھی لگی (بعد میں) آپ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی اس بارے میں فرمایا۔

1102-وَحَدَّثَنِی حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِی يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَّابْنُ جُرَيْجٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فِی حَدِيثِ يُونُسَ وَكَانَ مُجَزِّزٌ قَائِفًا

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب: 4 قَدْرِ مَا تَسْتَحِقُّهُ الْبِكْرُ وَالثَّيِّبُ مِنْ اِقَامَةِ الزَّوْجِ عِنْدَهَا عَقِبَ الزِّفَافِ

اگر بیوی کنواری ہو؟ اور اگر بیوہ یا مطلقہ ہو؟ تو شادی کی پہلی رات کے بعد شوہر کو کتنے دن مزید (لگاتار) اس کے ساتھ رہنا چاہئے

1103-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِی شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّيَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِاَبِی بَكْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِی بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَّقَالَ اِنَّهُ لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَاِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَآئِی

✧✧ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو ان کے ہاں تین دن (لگاتار) قیام کیا اور پھر فرمایا: اپنے شوہر کی نظر میں تمہاری حیثیت کم نہیں ہوئی۔ اگر تم چاہو تو میں سات دن تمہارے ساتھ رہوں لیکن اگر میں سات دن تک تمہارے ساتھ رہا تو اپنی دوسری بیویوں کے ساتھ بھی سات سات دن رہوں گا۔

1104-حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی بَكْرٍ وَعَنْ اَبِی بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ وَاَصْبَحَتْ عِنْدَهُ

حدیث 1103: ابوداؤد (2122) ابن ماجہ (1917) مؤطا (1102) دارمی (2209) احمد (26665) مستدرک (6760) بیہقی (14533) ابو یعلی (3789) معجم کبیر (506) دارقطنی (142)

فَقَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَاِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ ثُمَّ دُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ

✧✧ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو اگلے دن ان سے کہا۔ اپنے شوہر کی نظر میں تمہاری حیثیت کم نہیں ہوئی۔ اگر تم چاہو تو میں سات دن تک تمہارے ساتھ رہوں اور اگر چاہو تو تین دن تک تمہارے ساتھ رہوں اور پھر دورہ کروں (یعنی دیگر تمام ازواج کے ساتھ اسی مقدار میں دن گزاروں) تو سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' آپ تین دن رہیں۔

1105-وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ اَبِى بَكْرٍ عَنْ اَبِى بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَاَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَخَذَتْ بِثَوْبِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتِ زِدْتُّكِ وَحَاسَبْتُكِ بِهٖ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَّلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ

✧✧ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی اور ان کے ہاں رہے تو جب آپ وہاں سے تشریف لے جانے لگے تو انہوں نے آپ کا دامن تھام لیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں (تمہارے ہاں قیام میں) اضافہ کر دیتا ہوں اور پھر اسی حساب سے تمہاری باری آئے گی۔ (یہ شاید کسی راوی کے الفاظ ہیں کہ) کنواری دلہن کے پاس سات دن اور بیوہ یا طلاق یافتہ کے ساتھ تین دن (لگاتار) رہنا چاہیے۔

1106-وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1107-حَدَّثَنِى اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ اَيْمَنَ عَنْ اَبِى بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَذَكَرَ اَشْيَاءَ هٰذَا فِيْهِ قَالَ اِنْ شِئْتِ اَنْ اُسَبِّعَ لَكِ وَاُسَبِّعَ لِنِسَائِى وَاِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَآئِى

✧✧ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی شادی کا تذکرہ کیا تو اس میں دوسری باتوں کے ساتھ یہ بات بھی بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں (لگاتار) سات دن تمہارے ساتھ رہوں اور سات دن اپنی دوسری بیویوں کے ساتھ رہوں۔ اگر میں تمہارے ساتھ سات دن رہوں گا تو دوسری بیویوں کے ساتھ بھی سات' سات دن رہوں گا۔

1108-حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِى قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَّاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا قَالَ خَالِدٌ وَّلَوْ قُلْتُ اِنَّهٗ رَفَعَهٗ لَصَدَقْتُ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ السُّنَّةُ كَذٰلِكَ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب کوئی شخص کسی ثیبہ (مطلقہ یا سابقہ بیوہ) بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرے تو اس (نئی دلہن) کے ساتھ سات دن لگاتار رہے اور اگر کسی (پہلے سے) کنواری کی موجودگی میں کسی ثیبہ کے

حدیث 1108: بخاری (4915) ابوداؤد (2124) ترمذی (1139) ابن ماجہ (1916) بیہقی (14538) ابویعلی (4011) دارقطنی (139)

ساتھ شادی کرے تو اس (نئی دلہن) کے ساتھ تین دن رہے۔

(راوی) خالد کہتے ہیں اگر میں کہوں کہ یہ حدیث مرفوع ہے تو یہ بات درست ہوگی۔ (لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ) نے یہ کہا تھا ایسا کرنا سنت ہے۔

1109-وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ وَخَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يُقِيْمَ عِنْدَ الْبِكْرِ سَبْعًا قَالَ خَالِدٌ وَّلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' (پہلے سے) کنواری بیوی کے ساتھ سات دن رہنا سنت ہے (راوی) خالد کہتے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو یہ کہہ سکتا ہوں' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات مرفوع حدیث کے طور پر بیان کی ہے۔

بَاب:5 الْقَسْمِ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَبَيَانِ اَنَّ السُّنَّةَ اَنْ تَكُوْنَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ لَيْلَةٌ مَّعَ يَوْمِهَا

بیویوں کے درمیان (وقت کی) تقسیم اور اس بات کی وضاحت کہ سنت یہ ہے ہر بیوی کے ہاں ایک دن اور ایک رات رہا جائے

1110-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعُ نِسْوَةٍ فَكَانَ اِذَا قَسَمَ بَيْنَهُنَّ لَا يَنْتَهِي اِلَى الْمَرْاَةِ الْاُوْلٰى اِلَّا فِي تِسْعٍ فَكُنَّ يَجْتَمِعْنَ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي بَيْتِ الَّتِي يَاْتِيْهَا فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ فَجَائَتْ زَيْنَبُ فَمَدَّ يَدَهُ اِلَيْهَا فَقَالَتْ هٰذِهِ زَيْنَبُ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَتَقَاوَلَتَا حَتّٰى اسْتَخَبَتَا وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَمَرَّ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى ذٰلِكَ فَسَمِعَ اَصْوَاتَهُمَا فَقَالَ اخْرُجْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَى الصَّلَاةِ وَاحْثُ فِي اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ الْاٰنَ يَقْضِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ فَيَجِيءُ اَبُوْبَكْرٍ فَيَفْعَلُ بِي وَيَفْعَلُ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ اَتَاهَا اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهَا قَوْلًا شَدِيْدًا وَّقَالَ اَتَصْنَعِيْنَ

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی "نو" ازواجِ مطہرات تھیں۔ آپ نے ان کے درمیان (وقت کو) یوں تقسیم کیا تھا' آپ "نو" دن بعد پہلے والی زوجہ محترمہ کے ہاں قیام کرتے تھے۔ البتہ آپ کی ازواجِ مطہرات روزانہ رات کے وقت اس گھر میں اکٹھی ہوتی تھیں۔ جہاں آپ نے قیام کرنا ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا وہاں آئیں۔ آپ نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ زینب ہیں (یعنی میں نہیں ہوں کیونکہ اس وقت اندھیرا تھا) دونوں خواتین کے درمیان بحث شروع ہوگئی اور ان کی آوازیں اونچی ہوگئیں۔ اسی دوران نماز کا وقت ہوگیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے۔ انہوں نے دونوں خواتین کی آوازیں سنی تو عرض کی' یارسول اللہ! آپ نماز کے لئے تشریف لے آئیں اور ان کے منہ پر مٹی ڈالیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' اب جب

حدیث 1110: بخاری (1354) نسائی (2541) احمد (24943) ابن حبان (3314) مستدرک (6776) بیہقی (6641) ابویعلی (7430) معجم کبیر (133)

نبی اکرم ﷺ نماز پڑھ کر تشریف لائیں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آئیں گے اور وہ مجھے ڈانٹیں گے (راوی کہتے ہیں) جب نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہیں شدید سرزنش کی اور کہا' کیا تم ایسا کرتی ہو؟

متعدد بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنے کا بیان

اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے ساتھ شب باشی کے لئے نوبت باری مقرر کرنا واجب ہے یعنی ان بیویوں کے پاس باری باری سے جانا چاہئے۔اس سلسلہ میں چند باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

1- جب باری مقرر ہو جائے تو ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی کے ہاں شب باشی جائز نہیں ہے مثلاً جس رات میں پہلی بیوی کے ہاں جانا ہو اس رات میں دوسری بیوی کے ہاں نہ جائے۔

2- ایک رات میں بیک وقت دو بیویوں کے ساتھ شب باشی جائز نہیں ہے اگر وہ دونوں بیویاں اس کی اجازت دیدیں اور وہ خود بھی اس کے لئے تیار ہوں تو جائز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں ایک سے زائد بیویوں سے جماع کیا ہے تو یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ باری مقرر کرنا واجب نہیں تھا یا یہ کہ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان بیویوں کی اجازت حاصل تھی اس کے علاوہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ باری مقرر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہیں تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم اور اپنی عنایت سے اپنی ہر زوجہ مطہرہ کے ہاں رہنے کی باری مقرر کر دی تھی۔

3- سفر کی حالت میں بیویوں کو باری کا حق حاصل نہیں ہوتا اور نہ کسی بیوی کی باری کا لحاظ رکھنا ضروری ہے بلکہ اس کا انحصار خاوند کی مرضی پر ہے کہ وہ جس بیوی کو چاہے اپنے ساتھ سفر میں لے جائے اگرچہ بہتر اولیٰ یہی ہے کہ خاوند اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈال لے اور جس کا نام قرعہ میں نکلے اس کو سفر میں ساتھ رکھے۔

4- مقیم کے حق میں اصلی باری کا تعلق رات سے ہے دن رات کا تابع ہے ہاں جو شخص رات میں اپنے کام کاج میں مشغول رہتا ہو مثلاً چوکیداری وغیرہ کرتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ رات اپنے گھر میں بسر نہ کر سکتا ہو تو اس کے حق میں اصل باری کا تعلق دن سے ہوگا۔درمختار میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص کے ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس پر ان بیویوں کے پاس رات میں رہنے اور ان کے کھلانے پلانے میں برابری کرنا واجب ہے ان کے ساتھ جماع کرنے یا جماع نہ کرنے اور پیار و محبت میں برابری کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔کسی عورت کا جماع سے متعلق اس کے شوہر پر حق ہوتا ہے اور وہ ایک بار جماع کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے جماع کرنے کے بارے میں شوہر خود مختار ہے کہ جب چاہے کرے لیکن کبھی کبھی جماع کر لینا اس پر دیانۃً واجب ہے اور مدت ایلاء کے بقدر یعنی چار چار مہینہ تک جماع نہ کرنا خاوند کے لئے مناسب نہیں ہے ہاں اگر بیوی کی مرضی سے اتنے دنوں جماع نہ کرے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہر بیوی کے ہاں ایک ایک رات اور ایک ایک دن رہنا چاہئے لیکن برابری کرنا رات ہی میں ضروری ہے چنانچہ اگر کوئی شخص ایک بیوی کے ہاں مغرب کے فوراً بعد چلا گیا اور دوسری بیوی کے ہاں عشاء کے بعد گیا تو اس کا یہ فعل برابری کے

منافی ہوگا اور اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ اس نے باری کے حکم کو ترک کیا کسی بیوی سے اس کی باری کے علاوہ یعنی کسی دوسری بیوی کی باری میں) جماع نہ کرے اسی طرح کسی بیوی کے پاس اس کی باری کے علاوہ کسی رات میں نہ جائے ہاں اگر وہ بیوی بیمار ہو تو اس کی عیادت کے لئے جا سکتا ہے بلکہ اگر اس کا مرض شدید ہو تو اس کی باری کے علاوہ بھی اس کے پاس اس وقت تک رہنا جائز جب تک کہ وہ شفایاب نہ ہو یا اس کا انتقال ہو جائے لیکن یہ اس صورت میں جائز ہے جب کہ اس کے پاس کوئی اور تیمار داری اور غم خواری کے لئے نہ ہو اور اگر خاوند اپنے گھر میں بیماری کی حالت میں ہو تو وہ اپنی ہر بیوی کو اس کی باری میں بلاتا رہے۔

بَاب: 6 جَوَازِ هِبَتِهَا نَوْبَتَهَا لِضَرَّتِهَا

اپنے حصے کی باری اپنی سوکن کو دینا جائز ہے

1111- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ امْرَاَةً اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ مِسْلاَخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ مِنِ امْرَاَ ةٍ فِيْهَا حِدَّةٌ قَالَتْ فَلَمَّا كَبِرَتْ جَعَلَتْ يَوْمَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَآئِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِيْ مِنْكَ لِعَآئِشَةَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَآئِشَةَ يَوْمَيْنِ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' مجھے سب سے زیادہ سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا پسند تھیں اور میری یہ آرزو تھی کہ کاش! ان کی جگہ میں ہوتی۔ ان کا مزاج کچھ تیز تھا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب وہ بوڑھی ہوگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے ہاں تشریف آوری کا دن انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام کر دیا اور عرض کی' یارسول اللہ! میں اپنے حصے کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیتی ہوں (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دو دن قیام کیا کرتے تھے۔ ایک سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مخصوص دن اور دوسرا سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا مخصوص دن۔

شرح

حضرت سودہ کے والد کا نام زمعہ اور والدہ کا نام سموس تھا پہلے ان کی شادی حضرت سکران کے ساتھ ہوئی تھی یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی ایام میں اسلام لے آئے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے جب ان کے خاوند حضرت سکران کا انتقال ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد مکہ میں ان سے نکاح کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ان کے نکاح کے بعد ہوا۔ حضرت عمر یا حضرت معاویہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی کوئی بیوی اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دے تو جائز ہے بشرطیکہ اس میں شوہر کی طرف سے کسی لالچ یا جبر کا دخل نہ ہو نیز اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دینے والی عورت کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ جب چاہے اپنی پیش کش کو واپس لے لے۔

حدیث 1111: بخاری (4914) ترمذی (3014) نسائی (3197) ابن ماجہ (1972) احمد (24440) ابن حبان (4211) مستدرک (2353) بیہقی (13211) ابویعلی (4621) معجم کبیر (83)

1112-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا كَبِرَتْ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَّزَادَ فِىْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ قَالَتْ وَكَانَتْ اَوَّلَ امْرَاَةٍ تَزَوَّجَهَا بَعْدِىْ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔میرے بعد نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے انہی (سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ شادی کی۔

1113-وَحَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللَّاتِىْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَقُوْلُ اَوَتَهَبُ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (تُرْجِىْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِىْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ) قَالَتْ قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِىْ هَوَاكَ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' پہلے مجھے ان عورتوں پر بہت غصہ آتا تھا جو خود کو نبی اکرم ﷺ کے نکاح میں دینے کے لئے

پیش کر دیتی تھیں۔میں کہا کرتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو بھی پیش کر سکتی ہے؟لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''(اے رسول!) ان میں سے آپ جسے چاہیں الگ کر دیں اور جسے چاہیں اپنے قریب کر لیں اور جسے آپ الگ کر چکے ہوں اگر اسے (اپنے قریب) کرنا چاہیں''۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔میں نے (نبی اکرم ﷺ سے) کہا۔اللہ کی قسم! میں نے یہ بات نوٹ کی ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کی خواہش بہت جلد پوری کر دیتا ہے۔

1114-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ اَمَا تَسْتَحْيِىْ امْرَاَةٌ تَهَبُ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (تُرْجِىْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِىْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ) فَقُلْتُ اِنَّ رَبَّكَ لَيُسَارِعُ لَكَ فِىْ هَوَاكَ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' پہلے وہ کہا کرتی تھیں کہ اس عورت کو شرم نہیں آتی جو اپنے آپ کو کسی مرد کے ساتھ شادی کے لئے پیش کر دیتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''(اے رسول!) ان میں سے آپ جسے چاہیں الگ کر دیں اور جسے چاہیں اپنے قریب کر لیں''۔

تو میں نے (نبی اکرم) سے کہا۔بے شک آپ کا پروردگار آپ کی خواہش بڑی جلدی پوری کرتا ہے۔

1115-حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ

حدیث 1113: بخاری (4510) ابوداؤد (2136) نسائی (3199) احمد (24520) ابن حبان (6367) مستدرک (2762) بیہقی (13132) معجم کبیر (602)

حدیث 1115: بخاری (4780) نسائی (3196) احمد (2044) بیہقی (6641) ابویعلی (7430) معجم کبیر (11426)

جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْا وَلَا تُزَلْزِلُوْا وَارْفُقُوْا فَاِنَّهٗ كَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَّلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ قَالَ عَطَاءٌ الَّتِیْ لَا يَقْسِمُ لَهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ اَخْطَبَ

✧✧ عطاء کہتے ہیں میں ''سرف'' کے مقام پر نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ شریک ہوا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ جب تم ان کی میت اٹھاؤ تو اسے زیادہ نہ ہلانا اور جھٹکے نہ دینا بلکہ آرام سے اٹھانا (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بھی بتایا) نبی اکرم ﷺ کی ''نو'' ازواج تھیں جس میں سے آٹھ کی آپ نے باری مقرر کی تھی اور ایک زوجہ محترمہ کی کوئی باری مقرر نہیں کی۔ عطاء کہتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جس کی باری مقرر نہیں کی تھی وہ سیّدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا تھیں۔

1116- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ عَطَاءٌ كَانَتْ اٰخِرُهُنَّ مَوْتًا مَاتَتْ بِالْمَدِيْنَةِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں عطاء کے یہ الفاظ زائد ہیں۔ عطاء کہتے ہیں سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے' مدینہ منورہ میں تمام ازواجِ مطہرات کے بعد وفات پائی۔

بَاب: 7 اِسْتِحْبَابِ نِكَاحِ ذَاتِ الدِّيْنِ

دین دار عورت کے ساتھ شادی کرنا مستحب ہے

1117- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' کسی بھی عورت کے ساتھ چار (میں سے کسی ایک یا چند ایک) وجوہات کی بدولت شادی کی جا سکتی ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے' اس کے خاندان کی وجہ سے' اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے' تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں تم دین دار عورت (کے حصول) کی کوشش کرو۔

شرح

حسب ونسب والی سے مراد وہ عورت ہے جو نہ صرف اپنی ذات میں شرف وبلندی اور وجاہت رکھتی ہو بلکہ وہ جس خاندان وقبیلہ کی فرد ہو وہ خاندان وقبیلہ بھی عزت ووجاہت اور شرف وبلندی کا حامل ہو چنانچہ انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی

حدیث 1117: بخاری (4802) ابوداؤد (2047) ترمذی (1086) نسائی (3230) ابن ماجہ (1858) دارمی (2170) احمد (9517) ابن حبان (4036) مستدرک (2680) بیہقی (13244) ابویعلی (1012) دارقطنی (212)

عورت سے بیاہ کرے جو باحیثیت و باعزت خاندان وقبیلہ کی فرد ہوتا کہ اس عورت کی وجہ سے اپنی اولاد کے نسب میں شرف وبلندی کا امتیاز حاصل ہو۔ بہرکیف حدیث کا حاصل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ عورت سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں مذکورہ چار چیزوں کو بطور خاص ملحوظ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص تو مالدار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔

بعض لوگ اچھے حسب ونسب کی عورت کو بیوی بنانا پسند کرتے ہیں بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک حسین وجمیل عورت ان کی رفیقہ حیات بنے اور کچھ نیک بندے دین دار عورت کو ترجیح دیتے ہیں لہٰذا دین و مذہب سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دین دار عورت ہی کو اپنے نکاح کے لئے پسند کرے کیونکہ اس میں دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی بھی سعادت ہے۔ اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ ویسے تو یہ جملہ لفظی مفہوم کے اعتبار سے ذلت وخواری اور ہلاکت کی بددعا کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہاں اس جملہ سے یہ بددعا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد دین دار عورت کو اپنا مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے۔

حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی شخص نکاح کا پیغام بھیجے اور تم اس شخص کی دینداری اور اس کے اخلاق سے مطمئن ہو تو اس کا پیغام منظور کر کے اس سے نکاح کر دو اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔ (ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 312)

یہ ارشاد گرامی دراصل عورتوں کے سرپرست اور ولیوں سے ایک خطاب اور ان کے لئے ایک ضروری ہدایت ہے کہ اگر کوئی دیندار اور اچھے اخلاق واطوار کا حامل شخص تمہاری بیٹی یا تمہاری بہن وغیرہ سے نکاح کا پیغام بھیجے تو منظور کر لو اور اس سے نکاح کر دو اگر ایسا نہ کرو گے بلکہ ایسے شخص کے پیغام کو نظر انداز کر کے کسی مالدار یا ثروت دار شخص کے پیغام کی انتظار میں رہو گے جیسا کہ اکثر دینداروں کی عادت ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اکثر عورتیں بغیر خاوند کے بیٹھی رہ جائیں گی اور اکثر مرد بغیر بیوی کے پڑے رہیں گے اس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ بدکاری اور برائیوں کا عام چلن ہو جائے گا بلکہ ان عورتوں کے سرپرست اور ولی بڑی بری قسم کی عار وغیرت میں مبتلا ہوں گے پھر جو لوگ ان کو عار اور غیرت دلائیں گے وہ ان سے لڑنے جھگڑنے لگیں گے آخر کار اس برائی وفحاشی اور لڑائی جھگڑے سے ایک ہمہ گیر فتنہ وفساد کی شکل پیدا ہو جائے گی۔

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ ایک طرح سے یہ حدیث حضرت امام مالک کی دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کفائت زوجین میں سے ایک دوسرے کا کفو ہونے کا لحاظ صرف دین کے وصف میں کیا جائے گا گویا ان کے نزدیک ایک دوسرے کا کفو صرف دین میں ہو سکتا ہے جبکہ علماء کی اکثریت کا مسلک یہ ہے کہ ان چاروں اوصاف میں ایک دوسرے کا کفو شریک ہونے کا لحاظ کیا جائے۔ دین حریت نسب پیشہ چنانچہ کسی مسلمان عورت کا نکاح کافر سے نہ کیا جائے نہ کسی غیر معلوم النسب سے کیا جائے۔ اور کسی سوداگر یا اچھے پیشے والے کی بیٹی کا نکاح کسی حرام یا مکروہ پیشہ والے سے نہ کیا جائے۔ لیکن اس بارے میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ اگر کسی عورت کا ولی اور خود وہ عورت کسی غیر کفو والے سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔

بَاب: 8 اسْتِحْبَابِ نِكَاحِ الْبِكْرِ

کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرنا مستحب ہے

1118- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ اَخْبَرَنِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرٌ اَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ اَخَوَاتٍ فَخَشِيْتُ اَنْ تَدْخُلَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهُنَّ قَالَ فَذَاكَ اِذَنْ اِنَّ الْمَرْاَةَ تُنْكَحُ عَلٰى دِيْنِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں' میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کرلی۔ جب میری ملاقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو آپ نے دریافت کیا' اے جابر! تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ یا بیوہ (یا مطلقہ) کے ساتھ؟ میں نے عرض کی' بیوہ کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا: تم نے کسی کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کیوں نہیں کی؟ تاکہ تم سب کے ساتھ خوش فعلیاں کرتے اور وہ تمہارے ساتھ خوش فعلیاں کرتی۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ! میری بہنیں بھی ہیں۔ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ یہ (کنواری لڑکی) میرے اور ان کے درمیان آجاتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر ٹھیک ہے (آپ نے مزید ارشاد فرمایا) کسی عورت کے ساتھ اس کے دین یا اس کے مال یا اس کی خوبصورتی کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں تم دیندار عورت کو ترجیح دو۔

شرح

تم اس کے ساتھ کھیلتے الخ، سے آپ کی بے تکلفی اور کمال الفت ورغبت مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کنواری عورت سے نکاح کرنے میں آپس کی زندگی زیادہ الفت ورغبت کے ساتھ گزرتی ہے اور بے تکلفی اور چاہت زیادہ ہوتی ہے اس کے برخلاف بیوہ عورت جب کسی دوسرے کی زوجیت میں آتی ہے چونکہ اس کا دل پہلے خاوند کی یاد کی کسک محسوس کرتا ہے دوسرے یہ کہ اگر رہن سہن اور میل ملاپ میں اس دوسرے خاوند کو اپنے پہلے خاوند کی طرح نہیں پاتی تو اس کی طبیعت اچاٹ ہوجاتی ہے ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اتنی زیادہ بے تکلف اور خوش مزاج ثابت نہیں ہوتی جتنی ایک کنواری عورت ہوتی ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھروں میں جانے میں جلدی نہ کرو بلکہ کچھ دیر توقف کرو تاکہ تمہاری بیویاں رات سے پہلے اپنا بناؤ سنگھار کرکے تمہاری مجامعت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں اور جب تم رات میں ان کے پاس پہنچو تو تمہیں کسی قسم کا کوئی تکدر اور کوئی بے لطفی نہ ہو۔ اس موقع پر یہ خلجان پیدا ہوسکتا ہے کہ دوسری حدیثوں میں تو اپنے گھر واپس آنیوالے مسافر کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے جب کہ یہاں رات کے وقت گھروں میں داخل ہونے کو فرمایا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گھر لوٹنے والے مسافر کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے کی جو ممانعت ہے اس کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ بغیر اطلاع کے یکایک گھر میں چلا جائے اور اگر گھر والوں کو پہلے سے اطلاع ہو جیسا کہ اس موقع پر ہوا تو اس

صورت میں رات کے وقت اپنے گھر میں داخل ہونا ممنوع نہیں ہوگا۔

1119 -حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ فَاَيْنَ اَنْتَ مِنَ الْعَذَارٰى وَلِعَابِهَا قَالَ شُعْبَةُ فَذَكَرْتُهُ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ جَابِرٍ وَّاِنَّمَا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کرلی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا' کیا تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے دریافت کیا۔ وہ کنواری تھی یا بیوہ؟ میں نے عرض کی' بیوہ۔ آپ نے دریافت کیا تم نے کنواری لڑکی اور اس کی دل ربائی کے بارے میں کیوں نہیں سوچا۔ (راوی) شعبہ کہتے ہیں۔ میں نے عمرو بن دینار کو اس بارے میں بتایا میں نے یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے (اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں' تم نے شادی کنواری) لڑکی کے ساتھ کیوں نہیں کی؟ کہ تم اس کے ساتھ خوش فعلیاں کرتے اور وہ تمہارے ساتھ خوش فعلیاں کرتی۔

1120 -حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِىُّ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ اَوْ قَالَ سَبْعَ فَتَزَوَّجْتُ امْرَاَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ تَزَوَّجْتَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِكْرٌ اَمْ ثَيِّبٌ قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ اَوْ قَالَ تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ اَوْ سَبْعَ وَاِنِّىْ كَرِهْتُ اَنْ اٰتِيَهُنَّ اَوْ اَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَجِىْءَ بِامْرَاَةٍ تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ قَالَ فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْ قَالَ لِىْ خَيْرًا وَّفِىْ رِوَايَةِ اَبِى الرَّبِيْعِ تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' (میرے والد) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا۔ ان کی نو (راوی کو شک ہے) یا شاید سات بیٹیاں تھیں۔ میں نے ایک بیوہ کے ساتھ شادی کرلی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا' اے جابر! تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے دریافت کیا۔ کنواری کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ؟ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! بیوہ کے ساتھ۔ آپ نے دریافت کیا' (تم نے شادی کنواری) لڑکی کے ساتھ کیوں نہیں کی؟ کہ تم اس کے ساتھ خوش فعلیاں کرتے اور وہ تمہارے ساتھ خوش فعلیاں کرتی۔ تم اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے اور وہ تمہارے ساتھ ہنسی مذاق کرتی۔ میں نے عرض کی (والد صاحب) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا ہے اور ان کی نو بیٹیاں ہیں۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں ان کی ہم عمر لڑکی ان کے ہاں لے آؤں۔ میں نے چاہا کہ میں ایسی عورت بیاہ کرلاؤں جو ان کی نگران ہو اور ان کا خیال رکھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی۔ اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے (راوی کو شک ہے کہ شاید حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعائے خیر دی۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ایک روایت میں الفاظ کچھ مختلف ہیں۔

1121 -وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهٖ امْرَاَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ قَالَ اَصَبْتَ

وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا' اے جابر! کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے جس کے آخر میں یہ ہے) وہ عورت ان کا خیال رکھے اور ان کے بال وغیرہ سنوارے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ٹھیک کیا۔

1122- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا اَقْبَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِّيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيْرِيْ كَاَجْوَدِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الْاِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ يَا جَابِرُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَقَالَ اَبِكْرًا تَزَوَّجْتَهَا اَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى نَدْخُلَ لَيْلًا اَيْ عِشَاءً كَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ قَالَ وَقَالَ اِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوے میں شریک ہوئے جب ہم واپس آ رہے تھے۔ تو میں اپنے سست رفتار اونٹ کو تیز چلانا چاہ رہا تھا۔ میرے پیچھے سے ایک سوار آیا اس نے میرے اونٹ کو اپنی چھڑی ماری۔ پھر تو وہ اونٹ اتنی تیز چلا کہ تم نے کسی اونٹ کو اتنا تیز چلتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا۔ میں نے توجہ کی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے دریافت کیا' اے جابر! تمہیں جلدی کس بات کی ہے؟ میں نے عرض کی' میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ نے دریافت کیا' تم نے کنواری کے ساتھ شادی کی ہے یا بیوہ کے ساتھ؟ میں نے عرض کی' بیوہ کے ساتھ۔ آپ نے دریافت کیا (کنواری) لڑکی کے ساتھ کیوں نہیں کی؟ کہ تم اس کے ساتھ خوش فعلیاں کرتے اور وہ تمہارے ساتھ خوش فعلیاں کرتی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم مدینہ منورہ آئے اور اپنے گھروں میں جانے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات آنے تک ٹھہر جاؤ تاکہ بکھرے ہوئے بالوں والی عورت نے کنگھی کرنی ہو تو کر لے اور جس نے (بغلوں وغیرہ کے) بال صاف کرنے ہوں وہ کر لے۔ (آپ نے مزید ہدایت کی) جب تم (گھر جاؤ) تو سمجھداری کا مظاہرہ کرنا۔

1123- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الثَّقَفِيَّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَاَبْطَاَ بِيْ جَمَلِيْ فَاَتٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَاْنُكَ قُلْتُ اَبْطَاَ بِيْ جَمَلِيْ وَاَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ فَحَجَنَهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَكُفُّهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ اِنَّ لِيْ اَخَوَاتٍ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ امْرَاَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ اَمَا اِنَّكَ قَادِمٌ فَاِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ اَتَبِيْعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّيْ بِاُوْقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُهُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْاٰنَ حِيْنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ

جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لِي أُوقِيَّةً فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ فِي الْمِيزَانِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ قَالَ ادْعُ لِي جَابِرًا فَدُعِيتُ فَقُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ فَقَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوے میں شرکت کے لئے گیا۔ میرا اونٹ سست روی سے چل رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور مجھے آواز دی۔ میں نے عرض کی' جی! آپ نے دریافت کیا' کیا ہوا؟ میں نے عرض کی' میرا اونٹ سست روی سے چل رہا ہے اور میں تھک گیا ہوں اور پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپ نیچے اترے اور آپ نے اپنی ڈھال کے ذریعے اسے مارا اور حکم دیا اب سوار ہو' میں سوار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میں (بمشکل) اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکلنے سے روک رہا ہوں۔ آپ نے دریافت کیا' کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں! آپ نے دریافت کیا کنواری کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ؟ میں نے عرض کی' بیوہ کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا تم نے کسی لڑکی کے ساتھ کیوں نہیں کی؟ تاکہ تم اس کے ساتھ خوش فعلیاں کرتے اور وہ تمہارے ساتھ خوش فعلیاں کرتی۔ میں نے عرض کی' میری کچھ بہنیں ہیں۔ اس لئے میری خواہش تھی کہ میں کسی ایسی عورت کے ساتھ شادی کروں جو ان کا خیال رکھے اور ان کے بال وغیرہ سنوارے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تم (گھر واپس) جا رہے ہو۔ واپس جا کر سمجھداری سے کام لینا۔ پھر آپ نے دریافت کیا۔ کیا تم اپنا اونٹ بیچو گے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھ سے ایک اوقیہ کے عوض میں خرید لیا۔ نبی اکرم (مدینہ) پہنچ گئے اور میں اگلے دن پہنچا میں مسجد میں آیا تو آپ مسجد کے دروازے پر کھڑے تھے۔ آپ نے دریافت کیا' کیا تم اب پہنچے ہو میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے فرمایا اونٹ چھوڑ دو! اور اندر جا کر دو نفل پڑھ لو۔ میں اندر گیا اور نماز پڑھی جب واپس آیا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مجھے ایک اوقیہ تول کر دیدیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے میرے لیے وزن کیا تو (میری طرف والا پلڑا) بھاری تھا۔ پھر میں چل پڑا۔ ابھی میں مڑا ہی تھا کہ آپ نے حکم دیا' جابر کو میرے پاس بلا کر لاؤ! مجھے بلایا گیا تو میں نے سوچا اب آپ وہ اونٹ مجھے واپس کر دیں گے اور مجھے یہ بات پسند نہیں تھی لیکن آپ نے حکم دیا تم اپنا اونٹ لے لو اور قیمت بھی تمہاری ہوئی۔

1124 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لِي إِنَّمَا هُوَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ قَالَ فَضَرَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ نَخَسَهُ أُرَاهُ قَالَ بِشَيْءٍ كَانَ مَعَهُ قَالَ فَجَعَلَ بَعْدَ ذَلِكَ يَتَقَدَّمُ النَّاسَ يُنَازِعُنِي حَتَّى إِنِّي لَأَكُفُّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ قَالَ قُلْتُ هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ قَالَ قُلْتُ هُوَ لَكَ قَالَ وَقَالَ لِي أَتَزَوَّجْتَ بَعْدَ أَبِيكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ثَيِّبًا أَمْ بِكْرًا قَالَ قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُضَاحِكُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُلَاعِبُهَا قَالَ أَبُو نَضْرَةَ فَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُولُهَا الْمُسْلِمُونَ افْعَلْ كَذَا وَكَذَا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے۔ میں جس اونٹ پر

سوار تھا۔ وہ سب سے پیچھے تھا نبی اکرم ﷺ نے اسے مارا تو وہ سب سے آگے نکل گیا۔ یہاں تک کہ میں نے اسے بمشکل روکا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اتنی رقم کے عوض میں۔ یہ ہمیں فروخت کردو گے؟ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ میں نے عرض کی' یہ آپ ہی کا ہے۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا' کیا تم نے اپنے والد (کی وفات) کے بعد شادی کرلی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے دریافت کیا' بیوہ کے ساتھ یا کنواری کے ساتھ؟ میں نے عرض کی' بیوہ کے ساتھ۔ آپ نے دریافت کیا' تم نے کسی کنواری کے ساتھ شادی کیوں نہیں کی تاکہ وہ تمہارے ساتھ ہنسی مذاق کرتی اور تم اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے۔ وہ تمہارے ساتھ خوش فعلیاں کرتی اور تم اس کے ساتھ خوش فعلیاں کرتے۔

(راوی) ابونضرہ کہتے ہیں۔ مسلمانوں کا تکیہ کلام یہی ہوا کرتا تھا کہ تم ایسا ایسا کرلو اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا۔

بَاب: 9 الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَآءِ

خواتین (کے ساتھ حسن سلوک) کے بارے میں نصیحت

1125- حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِىْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِىْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَّاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی مخصوص حالت (چھوڑ کر) سیدھی نہیں ہوگی۔ اگر تم اس کی اس کجی (ٹیڑھاپن) سمیت اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو تو اٹھا لو لیکن اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو تو اسے توڑ دو گے۔ (غالباً راوی نے یہ کہا ہے) اسے توڑنے کا مطلب اسے طلاق دینا ہے۔

اہل وعیال سے حسن سلوک کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل بیوی بچوں اقرباء اور خدمت گاروں کے حق میں بہترین ہو اور میں اپنے اہل کے حق میں تم میں بہترین ہوں یعنی اپنے اہل وعیال سے جتنا بہتر سلوک میں کرتا ہوں اپنے اہل وعیال کے ساتھ اتنا بہتر سلوک تم میں سے کوئی بھی نہیں کرتا اور جب تمہارا صاحب مر جائے تو اس کو چھوڑ دو۔ (ترمذی ودارمی) اور ابن ماجہ نے اس روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لفظ لاھلی تک نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 454)

حدیث کے پہلے جزو کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اور اللہ کی مخلوق کے نزدیک تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی اپنے بچوں اپنے عزیزوں واقارب اور اپنے خدمت گاروں و ماتحتوں کے ساتھ بھلائی اور اچھا سلوک کرتا ہے کیونکہ اس کا بھلائی اور اچھا سلوک کرنا اس کی خوش اخلاقی وخوش مزاجی پر دلالت کرتا ہے۔ "اور جب تمہارا صاحب مر جائے الخ" کا مطلب یہ ہے کہ جب تمہارا کوئی عزیز ورشتہ دار یا دوست وغیرہ مر جائے تو اس کی برائیوں کو ذکر کرنا چھوڑ دو۔ گویا اس جملہ کے ذریعہ یہ تعلیم مقصود ہے کہ جو لوگ اس دنیا سے اٹھ چکے ہیں ان کی غیبت نہ کرو۔ جیسا کہ ایک روایت میں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے مرے ہوئے لوگوں کو بھلائی کے

ساتھ یاد کرو یعنی صرف ان کی خوبیاں ہی ذکر کرو ان کی برائیوں کا تذکرہ نہ کرو۔

بعض علماء نے اس جملہ کی یہ مراد بیان کی ہے کہ جب کوئی شخص مر جائے تو اس کی محبت اور اس کی موت پر رونا دھونا چھوڑ دو اور یہ سمجھ لو کہ اب اس کے ساتھ تمہارا کوئی جسمانی تعلق باقی نہیں رہا ہے۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ میں "صاحب" سے اپنی ذات مبارک مراد رکھی ہے جس کا مطلب امت کو یہ تلقین کرنا ہے کہ جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو تم تاسف اور تحیر و اضطراب کا اظہار نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے جس ذات پاک نے میری حیات کو تمہاری ہدایت و سعادت کا ذریعہ بنایا تھا، وہی ذات پاک میرے انتقال کے بعد بھی تمہیں اسی ہدایت و سعادت پر قائم رکھے گی۔

بعض حضرات نے اس جملہ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو تم مجھے چھوڑے رکھنا بایں معنی کہ میرے اہل بیت، میرے صحابہ اور میری شریعت کے متبعین یعنی علماء و اولیاء کو ایذاء پہنچا کر مجھے ایذاء پہنچانے کا سبب نہ بننا کیونکہ اگر تم انہیں تکلیف و ایذاء پہنچاؤ گے تو ان کی تکلیف سے مجھے تکلیف پہنچے گی۔

1126-وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَاِذَا شَهِدَ اَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ اَوْ لِيَسْكُتْ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ شَىْءٍ فِى الضِّلَعِ اَعْلَاهُ اِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو جب وہ کوئی چیز دیکھے تو (اس کے بارے میں) اچھی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی (میری) نصیحت پر عمل کرو کیونکہ عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی کا سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر والا حصہ ہوتا ہے جسے اگر تم سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھا رہے گا۔ عورتوں (کے بارے میں میری) اس نصیحت پر عمل کرو۔

شرح

ہرگز سیدھی نہیں ہوگی" کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم یہ چاہو کہ کوئی عورت کسی ایک حالت پر ہمیشہ قائم رہے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ اس کی خلقت ہی میں چونکہ کجی ہے اسی لئے اس کی حالت بدلتی سدلتی رہے گی کبھی شکر گزاری کی راہ چھوڑ کر ناشکری کا راستہ اختیار کرے گی کبھی طاعت و فرمانبرداری کے راستہ پر چلتے چلتے نافرمانی کی راہ پر پڑھ جائے گی کبھی قناعت کو بالائے طاق رکھ کر طمع و حرص کے جال میں پھنس جائے گی غرضیکہ اسی طرح اس کے مزاج و عمل میں دوسرے تغیرات پیدا ہوتے رہیں گے۔

1127-وَحَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عِيْسٰى يَعْنِىْ ابْنَ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ يَعْنِىْ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ اَبِىْ اَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِىَ مِنْهَا اٰخَرَ اَوْ قَالَ غَيْرَهُ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی مومن مرد (شوہر) کسی مومن

عورت (بیوی) سے نفرت نہ کرے کیونکہ اگر اسے اس عورت کی کوئی ایک بات پسند نہیں آئے گی تو کوئی دوسری پسند آجائے گی۔

شرح

حدیث کے آخری جزو کا مطلب یہ ہے کہ کسی انسان کے تمام افعال وخصائل برے نہیں ہوتے بلکہ اگر اس کے کچھ افعال و خصائل برے ہوتے ہیں تو اس میں کچھ اچھی عادتیں اور اچھے خصائل بھی ہوتے ہیں لہٰذا ہر مسلمان مرد کو چاہئے کہ وہ اپنی عورت کے ان اچھے افعال واخلاق کو پیش نظر رکھے جو اس کی نظر میں پسندیدہ ہیں اور جو افعال واخلاق برے ہوں ان پر صبر وتحمل کرے گویا اس ارشاد کا مقصد اس بات کی ترغیب دلانا ہے کہ عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو ان کی معیت میں خوشگوار و پُرمسرت زندگی گزارنے کی کوشش کرو اور اگر ان کی طرف سے کوئی ایسی کوتاہی یا غلطی ہو جائے یا ان میں کوئی ایسی بری عادت وخصلت ہو جس سے تکلیف پہنچتی ہے تو اس تکلیف پر صبر کرو۔ اس حدیث میں ایک بہت بڑے لطیف نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ بے عیب یار اور اپنے مزاج کے بالکل موافق ہاتھ نہیں لگا کرتا۔ اگر کوئی شخص بالکل بے عیب یار ڈھونڈھنے لگے تو وہ ہمیشہ بے یار ہی رہے گا کیونکہ ایسا کوئی انسان نہیں ہے جس میں کوئی عیب اور کوئی ناپسندیدہ بات نہ ہو اس طرح کوئی انسان خصوصاً مسلمان اچھے خصائل اور اچھی عادتوں سے بالکل بھی خالی نہیں ہوتا لہٰذا عقل کا تقاضا یہی ہونا چاہئے کہ اس کے ان اچھے خصائل کو تو پیش نظر رکھا جائے اور برے خصائل سے چشم پوشی کی جائے۔

1128-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ اَبِى اَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1129-حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِى عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَا يُوْنُسَ مَوْلٰى اَبِى هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اگر ''حوا'' نہ ہوتیں' تو کوئی عورت کبھی بھی اپنے شوہر کے ساتھ خیانت نہ کرتی۔

1130-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْبُثِ الطَّعَامُ وَلَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ

✧✧ ہمام بن منبہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث سنائی تھیں ان میں آپ کا ایک یہ ارشاد بھی ہے: اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا خراب نہ ہوتا اور گوشت خراب نہ ہوتا اور اگر ''حوا'' نہ ہوتیں تو کوئی عورت کبھی بھی اپنے شوہر کے ساتھ خیانت نہ کرتی۔

شرح

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ان کی قوم بنی اسرائیل یعنی یہودیوں کے لئے جنگل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے من و سلویٰ کا خوان نعمت اترا کرتا تھا اور اس کا یہ حکم تھا کہ انہیں جتنی ضرورت ہو اسی کے بقدر اس میں سے لے لیا کریں ضرورت سے زائد لے کر ذخیرہ نہ کریں مگر وہ یہودی کیا جو اپنی کج فطرتی اور اللہ کی نافرمانی سے باز آ جائیں چنانچہ اس موقع پر بھی انہوں نے حکم الٰہی کی نافرمانی کی اور اس خوان نعمت سے اپنی ضرورت سے زائد لے کر ذخیرہ کرنے لگے، مگر قدرت کا کرنا ایسا ہوتا کہ جب وہ ذخیرہ کرتے تو وہ گوشت سڑ جاتا تھا۔ چنانچہ یہ گوشت کا سڑنا ان کے اس فعل بد یعنی اللہ تعالیٰ پر توکل و اعتماد نہ کرنے اور محض حرص و طمع کی وجہ سے ذخیرہ کرنے کی سزا کے طور پر تھا اس کے بعد نظام قدرت نے ہمیشہ کے لئے گوشت کا سڑنا لازم کر دیا لہٰذا اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل اس بری عادت میں مبتلا نہ ہوتے اور ان کو یہ سزا نہ ملتی تو گوشت سڑا نہ کرتا بلکہ جب تک لوگ چاہتے اسے اپنی ضرورت کے مطابق رکھا کرتے۔

یہاں "خیانت" کے وہ معنی مراد نہیں ہیں جو امانت و دیانت کی ضد ہے بلکہ "خیانت" سے ناراستی یعنی کجی مراد ہے لہٰذا حضرت حوا کی کجی یہ تھی کہ انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کا وہ درخت کھانے کی ترغیب دی جس سے اللہ تعالیٰ نے روک رکھا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کجی حضرت حوا سے سرزد ہو گئی تھی وہ ہر ایک عورت کی سرشت کا جزو بن گئی ہے اگر حضرت حوا سے یہ کجی سرزد نہ ہوتی تو کسی بھی عورت میں کجی کا خمیر نہ ہوتا اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ کجروی کا کوئی بھی برتاؤ نہ کرتی۔

1131- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ اَخْبَرَنِي شُرَحْبِيْلُ بْنُ شَرِيْكٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' دنیا ساز و سامان (سے بھری ہوئی) ہے اور دنیا کی سب سے بہتری متاع (نعمت) نیک عورت ہے۔

1132- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَةَ كَالضِّلَعِ اِذَا ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَاِنْ تَرَكْتَهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عورت پسلی کی طرح ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو اس سے فائدہ حاصل کرتے رہو گے۔ اگرچہ اس میں کجی (ٹیڑھا پن) موجود ہے۔

حدیث 1131: نسائی (3232) ابن ماجہ (1855) احمد (6567) ابن حبان (4031) بیہقی (13246)

حدیث 1132: بخاری (3153) ترمذی (1188) داری (2221) احمد (9520) ابن حبان (4178) مستدرک (7333) بیہقی (14499) معجم کبیر (6992)

شرح

اس ارشادگرامی نے عورتوں کی خلقت وطبیعت کے بارے میں دو بنیادی نکتے بیان کئے ہیں اول تو یہ کہ عورتوں کی اصل و بنیاد حضرت حوا ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کی اوپر کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں جو بہت زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے لہٰذا عورتوں کی اصل خلقت ہی میں ٹیڑھا پن ہے جسے کوئی درست نہیں کرسکتا۔ دوم یہ کہ جس طرح پسلی کا حال ہے کہ اگر کوئی اسے سیدھا کرنا چاہے تو سیدھی نہیں ہوگی بلکہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی ٹھیک اسی طرح عورتوں کا حال ہے کہ ان کی اصل خلقت ہی میں چونکہ اعمال واخلاق کی کجی ہے اس لئے اگر مرد چاہیں کہ ان کی جی کو درست کردیں تو وہ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے بلکہ اس کو توڑ ڈالیں گے (توڑنے سے مراد طلاق دینا ہے جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہوگا)۔ لہٰذا عورتوں سے فائدہ اٹھانا اور ان کا کارآمد رہنا اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ ان کو ان کے خلقی ٹیڑھے پن پر چھوڑے رکھا جائے پس حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ عورتوں کی اصلاح ودرستگی کام، عاملہ بہت پیچیدہ اور نازک ہے ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر سخت روی اور غیظ وغضب کی بجائے ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے اور اس بنیادی نکتہ کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ ان کے ٹیڑھے پن کو درست کرنے کے لئے اگر سختی سے کام لیا جائے گا۔ اس کا انجام ان کی توڑ پھوڑ یعنی طلاق کی صورت میں ظاہر ہوگا جو ان عورتوں ہی کے لئے تباہی کا باعث نہیں ہوگا بلکہ خود اپنی زندگی کے لئے بھی نقصان دہ اور اضطراب انگیز ہوگا۔ اس لئے اپنی عورتوں کے ساتھ نرم معاملہ رکھو اور ان کے ٹیڑھے پن پر صبر کرو اور یہ طریقہ چھوڑ دو کہ وہ سب باتوں میں تمہاری مرضی اور تمہاری خواہش کے مطابق عمل کریں گی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان کا ٹیڑھا پن اگر روزمرہ کی گھریلو زندگی اور معاشرتی امور سے گزر کر گناہ ومعصیت کی حدود میں پہنچ جائے تب بھی اس پر صبر کیا جائے بلکہ ان کے ٹیڑھے پن پر صبر کرنا اور اس سے چشم پوشی کرنا اس وقت تک مناسب ہوگا۔ جب تک کوئی گناہ لازم نہ آئے۔ اگر گناہ لازم آئے تو پھر تغافل اور چشم پوشی بالکل مناسب نہیں ہوگی۔

1133 -وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلاهُمَا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَآءً

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

حدیث 1133: احمد (8345) بیہقی (14504) ابویعلی (6418)

كِتَابُ اللِّعَان

یہ کتاب لعان کے بیان میں ہے

لعان کے فقہی مفہوم کا بیان

لعان اور ملاعنہ کے معنی ہیں ایک دوسرے پر لعنت کرنا، شرعی اصطلاح میں لعان اس کو کہتے ہیں کہ جب شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا جو بچہ پیدا ہوا اس کے بارے میں یہ کہے کہ یہ میرا نہیں نہ معلوم کس کا ہے اور بیوی اس سے انکار کرے اور کہے کہ تم مجھ پر تہمت لگا رہے ہو پھر وہ قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے قاضی شوہر کو بلا کر اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے کہے چنانچہ اگر شوہر گواہوں کے ذریعہ ثابت کردے تو قاضی اس کی بیوی پر زنا کی حد جاری کرے اور اگر شوہر چار گواہوں کے ذریعہ الزام ثابت نہ کرسکے تو پھر قاضی پہلے شوہر کو اس طرح کہلائے کہ میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں نے جو زنا کی نسبت اس کی طرف کی ہے اس میں سچا ہوں عورت کی طرف اشارہ کرکے چار دفعہ شوہر اسی طرح کہے پھر پانچویں دفعہ مرد کی طرف اشارہ کرکے یوں کہے کہ اس مرد نے میری طرف جو زنا کی نسبت کی ہے اگر اس میں یہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔

جب دونوں اس طرح ملاعنت کریں تو حاکم دونوں میں جدائی کرادے گا اور ایک طلاق بائن پڑھ جائے گی اور وہ عورت اس مرد کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی ہاں اگر اس کے بعد مرد خود اپنے کو جھٹلائے یعنی یہ اقرار کرلے کہ میں نے عورت پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تو اس صورت میں اس پر حد تہمت جاری کی جائے گی اور عورت سے پھر نکاح کرنا اس کے لئے درست ہو جائے گا لیکن حضرت امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ اگر مرد خود اپنے کو جھٹلائے تب بھی عورت اس کے لئے ہمیشہ کو حرام رہے گی۔

لعان کے شرعی معنی میں مذاہب فقہاء کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ لعان کا شرعی معنی ہے ایسی شہادات جو قسموں سے موکد ہوں، اور لعنت کے ساتھ مقرون ہوں، اور امام شافعی فرماتے ہیں یہ دو قسمیں ہیں جو لفظ شہادت کے ساتھ موکد ہوں، امام شافعی کے نزدیک اس میں قسم کی اہلیت شرط ہے اس لئے مسلمان اور اس کی بیوی میں بھی لعان ہو جاتا ہے، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں شہادت کی اہلیت شرط ہے اس لئے لعان ایسے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ کے ساتھ خاص ہے جس پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔

(عمدۃ القاری جز۲۰ص۲۹۰)

حکم لعان کے نزول کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک صحابی ہلال ابن امیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی شریک ابن سحماء

صحابی کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی یعنی ہلال نے کہا کہ شریک ابن سحماء نے میری بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ہلال سے فرمایا کہ اپنے الزام کے ثبوت میں گواہ پیش کرو ورنہ جھوٹی تہمت لگانے کے جرم میں تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی یعنی اسی کوڑے مارے جائیں گے ہلال نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم میں سے کوئی کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ بدکاری میں مبتلا دیکھے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈھنے چلا جائے؟ یعنی اول تو ایسی صورت میں اتنا موقع کہاں کہ کسی کو گواہ کرے پھر یہ کہ کسی کو گواہ کرنے کی وہ جگہ کیا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرمائے جا رہے تھے کہ گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی پھر ہلال نے عرض کیا کہ قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں سچا ہوں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا حکم ضرور نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ کو حد سے بری رکھے گا، آخر کار کچھ ہی عرصہ بعد حضرت جبریل تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتیں نازل کی گئی ہیں آیت (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) 24۔النور:26) (یعنی اور جو لوگ کہ اپنی بیویوں کو تہمت لگاتے ہیں الخ پھر اس کے بعد کی آیتوں (اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ) 24۔النور:26) تک تلاوت کی اس کے بعد ہلال دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور گواہی دی یعنی لعان کی جو تفصیل پیچھے بیان کی جا چکی ہے اس کے ساتھ انہوں نے پانچ مرتبہ گواہی کے ذریعہ لعان کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں تم سے کوئی ایک جھوٹا ہے سو تم میں سے کون ہے جو توبہ کرے اس کے بعد ہلال کی بیوی کھڑی ہوئی اور لعان کیا یعنی چار مرتبہ اپنی پاکدامنی کی شہادت دی اور جب وہ پانچویں مرتبہ گواہی دینے چلی تو صحابہ نے اس کو روکا اور کہا کہ اچھی طرح سوچ سمجھ لو یہ پانچویں گواہی تم دونوں کے درمیان جدائی کو واجب کر دے گی یا اگر تم جھوٹی ہو گی تو آخرت میں عذاب کو واجب کر دے گی۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں یہ سن کر وہ عورت ٹھہر گئی اور پیچھے ہٹی یعنی وہ پانچویں مرتبہ کچھ گواہی دینے میں متامل ہوئی جس سے ہمیں یہ گمان ہوا کہ یہ اپنی بات سے پھر جائے گی لیکن پھر اس نے کہا کہ میں لعان سے بچ کر اور اپنے خاوند کے الزام کی تصدیق کر کے اپنی قوم کو ساری عمر کے لئے رسوا نہیں کروں گی یہ کہہ کر اس نے پانچویں گواہی کو بھی پورا کیا اس طرح جب لعان پورا ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میاں بیوی کے درمیان جدائی کرا دی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو دیکھتے رہنا اگر اس نے ایسے بچے کو جنم دیا جس کی آنکھیں سرمئی کولہے بھاری اور پنڈلیاں موٹی ہوں تو وہ بچہ شریک ابن سحماء کا ہوگا کیونکہ شریک اسی طرح کے ہیں چنانچہ جب اس عورت نے ایسے ہی بچہ کو جنم دیا جو شریک کے مشابہ تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کا مذکورہ حکم نہ ہوتا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لعان کرنے والوں پر تعزیر جاری نہیں ہو گی) تو پھر میں اس عورت کے ساتھ دوسرا ہی معاملہ کرتا یعنی شریک کے ساتھ اس بچہ کی مشابہت اس عورت کی بدکاری کا ایک واضح قرینہ ہے اس لئے اس کی اس بدکاری پر میں اس کو ایسی سزا دیتا کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہوتی۔ (بخاری)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے حضرت ہلال نے لعان کیا ہے اور اس موقع پر لعان کے سلسلہ میں مذکورہ آیت نازل ہوئی اس بارے میں جو تحقیقی تفصیل ہے وہ حضرت سہل کی روایت کی تشریح میں بیان ہو چکی ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے الخ، بظاہر زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ان دونوں کے لعان سے فارغ ہونے کے بعد ارشاد فرمائی اور اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ہے کہ جو بھی شخص کوئی جھوٹی بات کہے یا کسی پر جھوٹی تہمت لگائے تو

اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کرے بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات لعان سے پہلے ان دونوں کو جھوٹ کے عواقب سے ڈرانے کے لئے ارشاد فرمائی تھی۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ حاکم وقاضی کسی بھی معاملہ میں اپنے گمان وخیال قرائن اور کسی علامت کی بنیاد پر کوئی حکم نہ دے بلکہ وہی حکم دے جس کے دلائل وشواہد تقاضا کریں۔

لعان کے حکم کا بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اُس عورت سے وطی حرام ہے مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دیگا اور اب مطلقہ بائن ہوگئی لہٰذا بعد لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے ایلا وظہار کر سکتا ہے دونوں میں سے کوئی مرجائے تو دوسرا اُس کا ترکہ پائیگا اور لعان کے بعد اگر وہ دونوں علیحدہ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کر دی جائے گی۔ اگر لعان کی ابتدا قاضی نے عورت سے کرائی تو شوہر کے الفاظ لعان کہنے کے بعد عورت سے پھر کہلوائے اور دوبارہ عورت سے نہ کہلوائے اور تفریق کر دی تو ہوگئی۔ لعان ہو جانے کے بعد ابھی تفریق نہ کی تھی کہ خود قاضی کا انتقال ہو گیا یا معزول ہو گیا اور دوسرا اُس کی جگہ مقرر کیا گیا تو یہ قاضی دوم اب پھر لعان کی وجہ سے ہے۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب طلاق، باب کفارہ ظہار)

1134- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ اِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ اَرَاَيْتَ يَا عَاصِمُ لَوْ اَنَّ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَسَلْ لِيْ عَنْ ذٰلِكَ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰى اَهْلِهِ جَآئَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَاْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْاَلَةَ الَّتِيْ سَاَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا اَنْتَهِيْ حَتّٰى اَسْاَلَهُ عَنْهَا فَاَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَزَلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَاْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

✧✧ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' عویمر عجلانی' عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور ان سے کہا' اے

حدیث 1134: بخاری (4468)' (4469)' (4459) ابوداؤد (2245) نسائی (3402)' (3466)' (3470) ابن ماجہ (2066) مالک (1177)' (1416) دارمی (229)' (2230) احمد (22878)' (22881)' (22902) ابن حبان (4283)' (4284) بیہقی (12269)' (15082)' (15087) ابویعلی (5772) معجم کبیر (5674)' (5675)' (5676) دارقطنی (112)' (113)' (115)

عاصم! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اور مرد کو پائے تو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ اس طرح تو لوگ اسے قتل کر دیں گے تو پھر وہ شخص کیا کرے اے عاصم! تو میرے لئے، یہ سوال نبی اکرم ﷺ سے کرو! حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے یہی سوال نبی اکرم ﷺ سے کیا، نبی اکرم ﷺ نے اس سوال سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ جس سے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو بہت افسوس ہوا، جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو عویمران کے پاس آئے اور پوچھا' اے عاصم! نبی اکرم ﷺ نے تمہیں کیا جواب دیا؟ عاصم نے عویمر سے کہا: آپ کے لئے اچھی خبر نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے جب نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عویمر نے کہا' اللہ کی قسم! اب میں خود نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کروں گا۔

پھر عویمر لوگوں کی موجودگی میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے خیال میں، اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اور شخص کو پائے تو کیا اسے قتل کر دے؟ تا کہ لوگ اسے بھی قتل کر دیں؟ یا پھر کیا کرے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل ہو گیا ہے۔ تم جاؤ! اور اسے لے آؤ!

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر ان دونوں نے لعان کیا میں بھی اس وقت، لوگوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا۔ جب وہ دونوں فارغ ہوئے تو عویمر نے عرض کی، یا رسول اللہ! اگر میں اس عورت کو اب بھی اپنے ساتھ رہنے دوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے (حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کے کچھ ارشاد فرمانے سے پہلے ہی انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔ ابن شہاب کہتے ہیں اس کے بعد لعان کرنے والوں نے یہی طریقہ اختیار کر لیا۔

1135- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ اَنَّ عُوَيْمِرًا الْاَنْصَارِيَّ مِنْ بَنِي عَجْلَانَ اَتٰى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَاَدْرَجَ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَهُ وَكَانَ فِرَاقُهُ اِيَّاهَا بَعْدُ سُنَّةً فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَزَادَ فِيهِ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ حَامِلًا فَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى اِلٰى اُمِّهِ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ اَنَّهُ يَرِثُهَا وَتَرِثُ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' بنو عجلان سے تعلق رکھنے والے عویمر انصاری، عاصم بن عدی کے پاس آئے (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے) جس میں ابن شہاب کا یہ بیان بھی ہے ان کا اپنی بیوی سے الگ ہو جانا بعد میں لعان کرنے والوں کا معمول بن گیا۔ اس میں یہ بات بھی زائد ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ خاتون حاملہ تھی اور اس کے بیٹے کو اس کی ماں کی نسبت سے بلایا جاتا تھا (راوی کہتے ہیں) اس کے بعد یہ معمول بھی بن گیا ایسا بچہ اپنی ماں کا وارث ہوتا ہے یا اس کی ماں اس کی وارث ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو حصہ مقرر کیا تھا۔

1136- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيهِمَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَخِي بَنِي سَاعِدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَآءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَزَادَ فِيهِ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَاْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكُمُ التَّفْرِيقُ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، جن کا تعلق بنوساعدہ سے ہے، بیان کرتے ہیں' کہ ایک انصاری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ! آپ کے عیال میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اور مرد کو پائے (اس کے بعد پورا قصہ ہے جس میں یہ الفاظ زائد ہیں) ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا۔ میں اس وقت وہاں موجود تھا، اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کوئی ہدایت کرنے سے پہلے ہی عویمر نے اس خاتون کو تین طلاقیں دیدیں اور نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں اس عورت سے علیحدگی (اختیار کرنے کا اعلان کر دیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو لعان کرنے والوں کے درمیان اسی طرح تفریق ہوگی۔

1137-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِىْ اِمْرَةِ مُصْعَبٍ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ فَمَا دَرَيْتُ مَا اَقُوْلُ فَمَضَيْتُ اِلٰى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَاْذِنْ لِىْ قَالَ اِنَّهٗ قَائِلٌ فَسَمِعَ صَوْتِىْ قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ادْخُلْ فَوَاللّٰهِ مَا جَآءَ بِكَ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا حَاجَةٌ فَدَخَلْتُ فَاِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْذَعَةً مُتَوَسِّدٌ وِسَادَةً حَشْوُهَا لِيْفٌ قُلْتُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَانِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ نَعَمْ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اَنْ لَّوْ وَجَدَ اَحَدُنَا امْرَاَتَهٗ عَلٰى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ اِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِاَمْرٍ عَظِيْمٍ وَّاِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ فَسَكَتَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِىْ سَاَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيْتُ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰؤُلَآءِ الْاٰيَاتِ فِىْ سُوْرَةِ النُّوْرِ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَوَعَظَهٗ وَذَكَّرَهٗ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ قَالَ لَا وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ قَالَتْ لَا وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنَّهٗ لَكَاذِبٌ فَبَدَاَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْاَةِ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا

✧✧ سعید بن جبیر فرماتے ہیں، جب معصب گورنر تھا تو مجھ سے لعان کرنے والوں کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا ان دونوں کے درمیان علیحدگی کرادی جائے گی؟ تو مجھے سمجھ نہیں آئی کہ میں کیا جواب دوں؟ میں، مکہ میں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر گیا اور خادم سے کہا' میرے لئے اجازت طلب کرو۔ اس نے جواب دیا وہ آرام کر رہے ہیں۔ انہوں نے میری آواز سن لی تھی، (اندر سے ہی) دریافت کیا، ابن جبیر؟ میں نے کہا' جی ہاں! وہ بولے' اندر آ جاؤ! تم اس وقت کسی ضروری کام سے ہی آئے ہو گے' میں اندر آیا تو وہ کھجور کی چھال والے تکیے سے ٹیک لگا کر، ایک کمبل پر لیٹے ہوئے تھے، میں نے پوچھا' اے عبدالرحمٰن! دو لعان کرنے

حدیث 1137: بخاری (5000)' (5007)' (5008) ابوداؤد (2257)' (2258)' (2256) ترمذی (1203)' (1202)' (3178) نسائی (3477)' (3474)' (3475) ابن ماجہ (2069) مالک (1178) داری (2232)' (2231)' (2232)' (2965) احمد (4477)' (4945)' (4587) ابن حبان (4287)' (4286)' (4288) بیہقی (15072)' (15102)' (15130) ابویعلی (5651)' (5656)' (5772) معجم کبیر (5687)' (5691)' (5689) دارقطنی (113)' (116)' (119)

والوں کے درمیان کیا تفریق کر دی جائے گی؟ انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! ہاں۔ اس بارے میں سب سے پہلے فلاں شخص نے سوال کرتے ہوئے عرض کی تھی، یارسول اللہ! آپ کے خیال میں اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو کوئی فحش کام (زنا) کرتے ہوئے پائے تو وہ کیا کرے، اگر وہ بات کرتا ہے تو یہ بہت بڑا الزام ہوگا اور اگر وہ خاموش رہے تو اتنی بڑی (برائی پر) خاموش رہے گا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور اسے کوئی جواب نہیں دیا۔

بعد میں وہ شخص پھر آپ کے پاس آیا اور عرض کی، میں نے آپ سے جو سوال کیا ہے اس میں، میں خود مبتلا ہو چکا ہوں (راوی کہتے ہیں) اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی یہ آیات نازل کی۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ (جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات اس شخص کو پڑھ کر سنائیں اسے نصیحت کی، اسے سمجھایا اور اسے بتایا کہ دُنیا کا عذاب، آخرت کے عذاب کے مقابلے میں نہایت ہلکا ہے، اس نے عرض کی، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے، میں نے اس عورت پر جھوٹا الزام نہیں لگایا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بلایا اسے نصیحت کی، اسے سمجھایا اور یہ بتایا کہ دنیا کا عذاب، آخرت کے عذاب کے مقابلے میں نہایت ہلکا ہے۔ اس عورت نے عرض کی، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مرد سے یہ اعتراف کروایا اس نے اللہ (کے نام کی قسم اٹھا کر) چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ سچ کہہ رہا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ مرتبہ جھوٹ بول رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے یہ اعتراف کروایا اس عورت نے اللہ (کے نام کی قسم اٹھا کر) چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ شخص جھوٹ رہا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ شخص سچ کہہ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس عورت پر غضب نازل کرے (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔

لعان سے متعلق فقہی احکام و مسائل کا بیان

مسئلہ نمبر 1۔ اللہ کا ارشاد ہے: ولم یکن لهم شهداء الا انفسهم، انفسهم بدل کی بنا پر مرفوع ہے اور استثناء اور یکن کی خبر کی بنا پر نصب بھی جائز ہے۔ فشهادة احدهم اربع شهدات کوفیوں کی قرات مبتدا اور خبر کی بناء پر رفع کے ساتھ ہے یعنی ان میں سے ایک کی شہادت جس کی وجہ سے اس سے حد قذف زائل ہوگی وہ چار شہادتیں ہیں۔ اہل مدینہ اور ابو عمرو نے اربع کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے کیونکہ فشهادة کا معنی ان یشهد ہے۔ تقدیر اس طرح ہے: فعليهم ان يشهد احدهم اربع شهادات یا یہ تقدیر ہوگی: فالامر ان يشهد احدهم اربع شهادات دوسری صورت میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ شہادت کی وجہ سے منصوب ہے۔ الخامسة مبتدا کی حیثیت سے مرفوع ہے اور خبر ان اور اس کا صلہ ہے اور ان کا مخففہ کا معنی مثقلہ کے معنی کی طرح ہے کیونکہ اس کا معنی ہے انہ۔ ابو عبدالرحمٰن، طلحہ، اور عاصم نے حفص کی روایت میں الخامسة نصب کے ساتھ پڑھا ہے بمعنی وتشهد الشهادة الخامسة اور باقی قراء نے ابتدا کی بناء پر رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور خبر ان لعنت اللہ علیہ ہے یعنی الشهادة الخامسة قوله لعنة اللہ علیہ۔

مسئلہ نمبر 2۔ اس آیت کے نزول کا سبب وہ حدیث ہے جو داؤد نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی ہے کہ

حضرت بلال بن امیہ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ بدکاری کرنے کی تہمت لگائی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: دلیل پیش کرو ورنہ پیٹھ پر حد قذف ہوگی۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ جب ہم میں سے کوئی کسی کو اپنی بیوی پر دیکھے تو وہ دلیل پیش کرے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہی فرماتے رہے دلیل پیش کرو ورنہ تیری پیٹھ پر حد ہوگی۔ بلال نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: میں سچا ہوں۔ اللہ میرے معاملہ میں ایسی چیز نازل فرمائے گا جو پیٹھ کو حد سے بری کرے گی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ والذین یرمون ازواجھم آپ نے لمن الصدقین ۔ تک تلاوت کی۔ بعض علماء نے فرمایا جب سابقہ آیت والذین یرمون المحصنت نازل ہوئی اس کا ظاہر ازواج (خاوندوں) اور دوسرے کو شامل تھا۔ حضرت سعد بن معاذ نے کہا: یارسول اللہ اگر میری بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو میں اسے چھوڑے رکھوں حتیٰ کہ میں چار گواہ لے آؤں۔ اللہ کی قسم میں اسے تلوار کی دھار سے ماروں گا۔ نبی پاک نے فرمایا: کیا تم سعد کی غیرت پر تعجب کر رہے ہو میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ حضرت سعد کے الفاظ میں روایات مختلف ہیں مفہوم ایک جیسا ہے۔ پھر اس کے بعد بلال بن امیہ واقفی آئے اس نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء بلوی کے ساتھ بدکاری کی تہمت لگائی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے حد قذف لگانے کا عزم کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بلال اور اس کی بیوی کو مسجد میں جمع کیا اور انہوں نے لعان کیا۔ پانچویں مرتبہ قسم اٹھانے سے عورت ہچکچائی جب اسے نصیحت کی گئی اور کہا گیا کہ اس مرتبہ کی گواہی فیصلہ کن ہوگی۔ پھر کہنے لگی: میں ہمیشہ کے لئے اپنی قوم کو رسوا نہیں کرتی پس اس نے لعان مکمل کر دیا۔ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے درمیان جدائی کر دی اس نے ایک بچہ جنم دیا جو مٹیالے اونٹ کی طرح تھا، اس صفت پر جو ناپسندیدہ تھی پھر اس کے بعد وہ بچہ مصر کا امیر بنا جبکہ وہ اپنا باپ نہیں جانتا تھا۔ عویمر عجلانی آیا تھا اس نے بھی اپنی بیوی پر تہمت لگائی تھی اور لعان کیا تھا۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت ہلال کا واقعہ پہلے تھا اور وہی آیت کے نزول کا سبب تھا۔ بعض نے کہا: عویمر بن اشقر کا واقعہ پہلے تھا۔ یہ حدیث مشہور ہے ائمہ حدیث نے روایت کی ہے۔ ابوعبداللہ بن ابی صفرہ نے کہا: صحیح یہ ہے کہ اپنی بیوی پر تہمت لگانے والا عویمر بن زید بن الجد بن عجلانی تھا وہ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ جنگ احد میں شریک ہوا تھا اس نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ بدکاری کرنے کی تہمت لگائی تھی۔ سحماء اس کی والدہ تھی۔ بعض نے کہا: اس کو سحماء اس کے کالے ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اور وہ ابن عبدہ بن الجد بن عجلانی مورخین اور اہل الاخبار نے اسی طرح کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا: نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جمعہ کے دن خطبہ میں یہ آیات پڑھیں: والذین یرمون المحصنت تو عاصم بن عدی انصاری نے کہا: اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ اگر ہم میں سے کوئی کسی کو اپنی بیوی کے پیٹ پر پائے پھر اس نے بات کی اور جو مسئلہ جاری ہوا تھا اس کے متعلق خبر دی اسے اسی (80) کوڑے لگائے جائیں گے اور مسلمان اس کو فاسق کہیں گے اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ اس وقت ہم میں سے کسی کے لیے چار گواہ لانا کیسے ممکن ہے۔ اور اگر چار گواہ تلاش کرنے کے لیے جائے گا تو وہ مرد اپنی خواہش پوری کر چکا ہوگا۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "اے عاصم بن عدی! اسی طرح حکم نازل ہوا ہے"۔ عاصم یہ حکم سنتے ہوئے اور اطاعت کرتے ہوئے باہر نکلا۔ اسے ہلال بن امیہ انا الیہ رجعون (بقرہ) پڑھتے ہوئے ملا۔ عاصم نے پوچھا

کیا ہوا۔ اس نے کہا: بہت بُرا ہوا ہے۔ میں نے شریک بن سحماء کو پنی بیوی خولہ کے پیٹ پر اس کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھ ہے۔ یہ خولہ عاصم بن عدی کی بیٹی تھی۔ اس طریق میں اسی طرح ہے کہ جس نے اپنی بیوی کے ساتھ شریک کو پایا تھا وہ ہلال بن امیہ تھا۔ صحیح اس کے خلاف ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ کلبی نے کہا: اظہر یہ ہے کہ جس نے اپنی بیوی کے ساتھ شریک کو پایا تھا وہ عویمر عجلانی تھا کیونکہ کثرت سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عویمر اور اس کی بیوی میں لعان کرایا تھا۔ علماء کا اتفاق ہے کہ زانی شریک بن عبدہ تھا اس کی ماں سحماء تھی۔ عویمر اور خولہ بنت قیس اور شریک عاصم کے چچا کی اولاد تھے۔ یہ واقعہ شعبان 9ھ میں ہوا تھا جب نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تبعک دنے مدینہ لوٹے تھے؛ یہ طبری کا قول ہے۔ اور دار قطنی نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے فرمایا: میں نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر تھا عویمر عجلنی اور اس کی بیوی کے درمیان لعان ہوا تھا۔ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تھے۔ عویمر نے اس کے حمل کا انکار کیا تھا جو اس کے پیٹ میں تھا۔ عویمر نے کہا: یہ ابن سحماء کا ہے۔ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عویمر کو فرمایا: "اپنی بیوی کو لے آؤ تمہارے متعلق قرآن نازل ہوا ہے" (1)۔ پس ان کے درمیان عصر کے بعد ایک قالین پر منبر کے پاس لعان ہوا تھا۔ اس کے طریق میں سے واقدی عن ضحاک بن عثمان عن عمران بن ابی انیس بھی ہے فرمایا: میں نے عبداللہ بن جعفر کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ آگے پورا واقعہ بیان کیا۔

مسئلہ نمبر 3۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والذین یرمون ازواجہم یہ ہر تہمت لگانے والے میں عام ہے۔ خواہ وہ کہے: تو نے زنا کیا ہے یا کہ ہے: اے زانیہ! یا کہے: میں نے اسے زنا کرتے ہوئے دیکھا یا کہے: یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ یہ آیت تمام صورتوں کو شامل ہے۔ اگر وہ خاوند چار گواہ نہ لائے تو لعان واجب ہوگا؛ یہ جمہور علماء اور عام فقہاء اور اہل حدیث کی جماعت کا نظریہ ہے۔ امام مالک سے اس کی مثل مروی ہے۔ امام مالک سے اس کی مثل مروی ہے۔ امام مالک فرماتے تھے: لعان نہیں ہوگا مگر یہ کہ خاوند کہے میں نے تجھے زنا کرتے ہوئے دیکھا یا اس کے حمل کی نفی کرے یا اس کے بچہ کی نفی کرے۔ ابوالزناد، یحییٰ بن سعید اور البتی کا قول امام مالک کے قول کی طرح ہے کہ لعان تہمت لگانے سے واجب نہ ہوگا۔ یہ زنا کرتے ہوئے دیکھنے یا استبرا کے دعویٰ کے ساتھ حمل کی نفی کرے۔ یہ امام مالک کے نزدیک مشہور ہے یہ ابن القاسم کا قول ہے۔ صحیح پہلا قول ہے کیونکہ والذین یرمون ازواجہم کا قول عام ہے۔ ابن عربی نے کہا: قرآن کا ظاہر بغیر دیکھنے کے صرف تہمت لگانے سے لعان کے ایجاد کے لیے کافی ہے۔ پس قرآن کے ظاہر پر اعتماد کرو خصوصاً جبکہ حدیث صحیح میں بھی ہے۔ بتاؤ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے۔ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "جاؤ اور اپنی بیوی کو لے آ" (2)۔ آپ نے اسے دیکھنے کے ذکر کرنے کا مکلف نہیں کیا اور علماء کا اجماع ہے کہ اندھا جب اپنی بیوی پر تہمت لگائے گا تو لعان ہوگا اگر دیکھنا لعان کے لیے شرط ہوتا تو اندھا لعان نہ کرتا؛ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ ابن قصار نے امام مالک سے روایت کیا ہے کہ اندھے کا لعان صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کہے: میں نے مرد کی فرج کو عورت کی فرج میں چھوا۔ امام مالک اور اس کے متبعین کی حجت ابوداؤد کی روایت ہے جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے فرمایا: ہلال بن امیہ آیا یہ ان تین افراد میں سے ہے جن کی توبہ قبول کی گئی وہ عشاء کے وقت اپنی زمین سے واپس آیا اس نے اپنے گھر والوں کے پاس ایک شخص کو دیکھا اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا پھر اسے کچھ نہ کہا حتیٰ کہ صبح ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اپنے گھر والوں کے پاس عشاء کے وقت آیا میں نے ان کے پاس ایک شخص کو پایا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا (1)۔ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی بات کو پسند نہ فرمایا اور اس پر سختی کی تو یہ آیت نازل ہوئی: و الذین یرمون ازواجھم الخ (2) یہ نص ہے کہ وہ لعان جس کا نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فیصلہ فرمایا تھا وہ دیکھنے کی صورت میں تھا۔ پس اس سے تجاوز کرنا درست نہیں جس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی اور دیکھنے کا ذکر کیا تو اسے حد لگائی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عام ہے: والذین یرمون المحصنت۔

مسئلہ نمبر 4۔ جب حمل نفی کرے تو لعان ہوگا کیونکہ یہ دیکھنے سے اقویٰ ہے اس کے وطی کے نہ کرنے اور استبرا کا ذکر ضروری ہے۔ ہمارے علماء کا استبرا کے بارے میں اختلاف ہے۔ مغیرہ اور ایک قول میں امام مالک نے کہا: اس میں ایک حیض کافی ہے۔ امام مالک نے یہ بھی کہا کہ وہ نفی نہ کرے مگر تین حیض کے ساتھ (3)۔ صحیح پہلا قول ہے رحم کی برات تو ایک حیض سے بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ لونڈی کے استبرا میں ہے اور ہم نے عدت میں تین حیضوں کی رعایت رکھی ہے دوسرے حکم کی وجہ سے جس کا بیان ان شاء اللہ سورۃ طلاق میں آئے گا۔ لخمی نے امام مالک سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے فرمایا: استبرا کے ساتھ بچے کی نفی نہیں کی جائے گی کیونکہ حیض حمل میں بھی آتا ہے؛ یہی اشہب نے ابن المواز کی کتاب کہا ہے۔ یہی قول مغیرہ کا ہے اور انہوں نے کہا: بچے کی نفی نہیں کی جائے گی (4) مگر پانچ سال کے ساتھ کیونکہ یہ اکثر مدت حمل ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

مسئلہ نمبر 5۔ ہمارے نزدیک لعان میاں، بیوی کے درمیان ہوگا خواہ وہ آزاد ہوں، مومن ہوں یا کافر ہوں، فاسق ہوں یا عادل ہوں۔ یہی امام شافعی کا قول ہے۔ آزاد آدمی اور اس کی لونڈی کے درمیان اور ام ولد کے درمیان لعان نہیں ہے۔ بعض علماء نے کہا: لونڈی کے بچے کی نفی نہ ہوگی مگر ایک قسم کے ساتھ بخلاف لعان کے۔ بعض علماء نے کہا: جب ام ولد کے بچے کی نفی کرے گا تو لعان ہوگا۔ پہلا قول امام مالک کا مذہب ہے اور وہی صحیح ہے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: لعان صحیح نہیں ہے مگر دو آزاد مسلمان میاں بیوی کے درمیان کیونکہ لعان امام ابوحنیفہ کے نزدیک شہادت ہے۔ ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک قسم ہے اور ہر وہ شخص جس کی قسم صحیح ہے اس کا قذف اور لعان بھی صحیح ہے اور علماء کا اتفاق ہے کہ میاں بیوی کے لیے مکلف ہونا ضروری ہے اور عویمر کے قول " کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے " یہ دلیل ہے کہ لعان میاں، بیوی کے درمیان ہوگا کیونکہ کسی مرد سے مرد کو اور عورت کو عورت سے خاص نہیں کیا اور لعان کی آیت اس جواب پر نازل ہوئی فرمایا: والذین یرمون ازواجھم کسی خاوند کو خاص نہیں کیا فرمایا: یہی امام مالک اور اہل مدینہ کا مذہب ہے۔

امام شافعی، احمد، اسحاق، ابوعبید اور ابوثور کا قول ہے اور لعان نکاح کے فسخ کا موجب ہے پس یہ طلاق کے مشابہ ہے اور جس کے طلاق جائز ہے اس کا لعان بھی جائز ہے۔ لعان قسمیں ہیں شہادت نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو سب کہنے والوں سے سچا ہے: لشھادتنا احق من شھادتھما (المائدہ:107) یعنی ایماننا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اذا جاءك المنفقون قالو انشھد انك لرسول اللہ (المنافقون) پھر فرمایا: اتخذوا ایمانھم جنۃ (المجادلہ:16) اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "اگر قسمیں نہ ہوتیں تو میرے لیے اور اس کے لیے، اور معاملہ ہوتا" (1) اور رہے وہ دلائل جن سے امام ابوحنیفہ اور ثوری نے حجت پکڑی ہے وہ قوی نہیں ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جو عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے انہوں نے اس کے دادا

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے فرمایا نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: چار افراد ایسے ہیں جن کے درمیان لعان نہیں ہے آزاد اور لونڈی کے درمیان لعان نہیں ہے، آزاد عورت اور غلام خاوند کے درمیان لعان نہیں ہے، مسلمان مرد اور یہودی عورت کے درمیان لعان نہیں ہے"۔ اس حدیث کو دارقطنی نے کئی طریق سے روایت کیا ہے اور تمام کے تمام ضعیف ہیں۔

اوزاعی اور ابن جریج سے مروی ہے وہ دونوں امام ہیں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے یہ قول مروی ہے اور انہوں نے اس کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک مرفوع نہیں کیا ہے اور نظریں کی حجت سے اس طرح حجت پکڑی ہے کہ جب خاوند کی جملہ شہداء (گواہ) سے استثناء کی گئی ہے، ارشاد فرمایا: **ولم یکن لھم شھداء الا انفسھم** تو واجب ہے کہ لعان نہ کیا جائے مگر جس کی شہادت جائز ہو اگر یہ قسم ہوتی تو ردنہ کی جاتی اور ران کی تدید میں حکمت تعداد میں اس کو زنا میں شہود کے قائم مقام کرنا ہے۔ ہم کہتے ہیں: یہ قسامت کی یمین کے ساتھ باطل ہے اس کا تکرار کیا جاتا ہے۔ اور بالا جماع وہ شہادت نہیں ہے اور اس کے تکرار میں حکمت فروج اور خونون میں تغلیظ ہے۔ ابن عربی نے کہا: قول فیصل یہ ہے کہ یہ قسمیں ہیں شہادت نہیں کیونکہ خداوند اپنے لیے اپنے دعویٰ کے اثبات میں اور اپنے آپ کو عذاب سے بچانے کے لیے قسمیں اٹھاتا ہے اور کسی کے لیے یہ کیسے جائز ہوگا کہ وہ شریعت میں دعویٰ کرے کہ گواہ اپنے لیے ایسی گواہی دے گا جو غیر پر کوئی حکم ثابت کردے گی۔ یہ اصل میں بعید ہے اور نظر میں معدوم ہے۔

مسئلہ نمبر 6۔ گونگے کے لعان کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی نے فرمایا: وہ لعان کرے گا کیونکہ اس کی طلاق، ظہار اور ایلاء صحیح ہے جب اس کے اشارہ میں سمجھا جائے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: وہ لعان نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ اصل اہل شہادت میں سے نہیں ہے کیونکہ زبان سے دی جاتی ہے۔ پس لعان نہیں ہوگا اور ہامرے لیے اس پر حد لگانا ممکن نہیں ہے۔ یہ مفہوم سورۃ مریم میں گزر چکا ہے۔ اور دلیل بھی بیان ہو چکی ہے۔

مسئلہ نمبر 7۔ ابن عربی نے کہا: امام ابوحنیفہ آیت کے عموم کا اعتبار کرتے ہیں اس لئے فرمایا: جب کوئی مرد اپنی بیوی پر اس سے شادی کرنے سے پہلے تہمت زنا لگائے تو وہ لعان کرے گا۔ اور وہ یہ بھول گئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: **والذین یرمون المحصنت** اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے۔ اس نے محصنۃ پر تہمت لگائی ہے، زوجہ پر تہمت نہیں لگائی ہے۔ لعان اس قذف (تہمت) ہوتا ہے جس میں نسب لاحق ہو اور یہ ایسا قذف ہے جس میں نسب لاحق نہیں ہوتا۔ پس لعان کو ثابت نہیں کرے گا جیسے اگر وہ کسی اجنبیہ پر تہمت لگاتا ہے۔

مسئلہ نمبر 8۔ جب طلاق کے بعد عورت پر خاوند تہمت لگائے تو وہ دیکھے اگر وہاں نسب ہے جس کی وہ نفی کرنا چاہتا ہے۔ یا کوئی حمل ہے جس سے برائت چاہتا ہے تو لعان ہوگا ورنہ لعان نہیں ہوگا۔ عثمان البتی نے کہا: کسی حال میں لعان نہ ہوگا کیونکہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا: دونوں صورتوں میں لعان نہ ہوگا کیونکہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے۔

یہ اس مسئلہ کے خلاف ہو جاتا ہے جب زوجیت میں لانے سے پہلے تہمت لگاتا ہے۔ جیسا کہ ابھی ہم نے ذکر کیا ہے بلکہ یہ اولیٰ ہے کیونکہ نکاح ہو چکا ہے اور وہ نسب سے نفی کرنا چاہتا ہے اور اس بچے سے برائت چاہتا جو اسے لاحق کیا جانا تھا پس لعان ضروری ہے جب وہاں ایسا حمل نہ ہو جس کی امید ہو اور نہ نسب ہو جس کے تعلق کا خوف ہو۔ لعان کا کوئی فائدہ نہیں پس لعان کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ یہ مطلق قذف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول: والذین یرمون المحصنت کے عموم کے تحت داخل ہے۔ پس اس حد ہوگی

اور جو البیتی نے کہا اس کے فساد کے ظہور کی وجہ سے وہ باطل ہے۔

مسئلہ نمبر 9۔ عدت کے ختم ہونے کے بعد میاں، بیوی میں لعان نہ ہوگا مگر ایک مسئلہ میں وہ یہ ہے کہ مرد غائب ہو اور عورت بچہ جنم دے اس کے غائب ہونے کی حالت میں جبکہ اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے بچہ جنم دیا ہے۔ پس وہ اسے طلاق دیتا ہے پھر اس کی طلاق کی عدت گزر جاتی ہے بعد میں وہ آتا ہے اور اس بچہ کی نفی کرتا ہے تو اس کے لیے اس عورت سے عدد کے بعد لعان کرنا جائز ہے اسی طرح اگر وہ عورت کی وفات کے بعد آیا اور بچے کی نفی کی تو اپنے لیے لعان کرے گا جبکہ وہ عدت کی مدت کے بعد مر چکی ہے اور وہ مرد اس کا وارث بنے گا کیونکہ وہ ان کے درمیان فرقت کے وقوع سے پہلے فوت ہوگئی تھی۔

مسئلہ نمبر 10۔ جب حمل کی نفی کرے اور وہ اس کی شرط کے ساتھ واقع ہو تو وضع حم سے پہلے لعان کرے گا؛ یہ امام شافعی کا قول ہے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: وضع حمل کے بعد لعان کر کرے گا کیونکہ ممکن ہے کہ پیٹ میں ہوا ہو یا کوئی بیماری ہو اور ہماری دلیل نص صریح ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے وضع سے پہلے لعان کرایا اور فرمایا: اگر وہ ایسا ایسا بچہ جنم دے گی تو وہ اپنے باپ کا ہوگا اور اگر ایسا ایسا بچہ جنم دے گی تو وہ فلاں کا ہوگا (1) تو اس عورت نے ناپسندیدہ وصفت پر بچہ جنم دیا۔

مسئلہ نمبر 11۔ اگر مرد اپنی بیوی پر دبر میں وطی کی تہمت لگائے تو لعان کرے گا۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: لعان نہیں کرے گا۔ ان کی بنیاد ان کی اصل پر ہے کہ لواطت سے حد ثابت نہیں ہوتی۔ یہ فاسد ہے کیونکہ تہمت لگانا ایک فساد ہے اور یہ اس ارشاد کے عموم کے تحت داخل ہے: والذینؐ یرمون ازواجهم یہ مسئلہ سورۃ الاعراف اور سورۃ المومنون میں گزر چکا ہے۔

مسئلہ نمبر 12۔ ابن العربی نے کہا: اس شخص کے عجیب مسئلہ میں سے یہ ہے کہ جب کوئی اپنی بیوی اور بیوی کی ماں پر زنا کی تہمت لگائے اگر اسے ماں کی وجہ سے حد لگائی جائے گی تو بیٹی کی حد ساقط ہو جائے گی اگر بیٹی کی وجہ سے لعان ہوگا تو ماں کی وجہ سے حد ساقط نہ ہوگی۔ اس کی کوئی وجہ سے لعان ہوگا تو ماں کی وجہ سے حد ساقط نہ ہوگی۔ اس کی کوئی وجہ نہیں۔ میں نے اس میں ان کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو حکایت کی گئی ہو۔ یہ بالکل باطل ہے کیونکہ آیت کے عموم کو ماں کی حد کی وجہ سے بیٹی میں خاص کیا ہے اور وہ زوجہ ہے۔ اس میں نہ کوئی اثر ہے اور نہ اصل ہے جس پر اس نے قیاس کیا ہو۔

مسئلہ نمبر 13۔ جب اپنی بیوی پر تہمت لگائے پھر وہ لعان سے پہلے زنا کرلے تو نہ حد ہوگی اور نہ لعان ہوگا۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور اکثر اہل علم کا یہی قول ہے۔ ثوری اور مزنی نے کہا: قاذف سے حد ساقط نہ ہوگی اور تہمت لگائے جانے کے بعد مقذوف کا زنا اس کی متقدم حصانت میں قدح کا باعث نہیں ہے اور وہ اسے نہیں اٹھائے گا کیونکہ حصانت اور عفت کا اعتبار حالت قذف میں ہے نہ کہ اس کے بعد ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان پر قذف لگائے پھر مقذوف مرتد ہو جائے قذف کے اور قاذف کو حد لگانے سے پہلے تو اس سے حد ساقط نہ ہوگی۔ نیز حدود تمام وجوب کے وقت معتبر ہوتی ہیں نہ کہ حدود کے قائم کرنے کے وقت معتبر ہوتی ہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ لعان اور حد کے حصول سے پہلے ایک معنی ظاہر ہو چکا ہے اگر وہ ابتدا میں موجود ہوتا تو لعان کی صحت اور حد کے وجوب کے مانع ہوتا۔ اسی طرح عفت واحصان کا حکم ظاہر کے طریق سے ہوگا قطع اور یقین کی حیثیت سے نہ ہوگا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: مومن کی پیٹھ محفوظ ہے (صحیح بخاری، ظہر المومن حمی الا فی حد او فی حق، جلد 2، صفحہ 1003) قاذف کو حد نہیں لگے گی مگر دلیل قطعی کے ساتھ۔

مسئلہ نمبر 14۔ جس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی جبکہ وہ اتنی عمر میں بڑی ہو کہ اسے حمل نہیں ہوتا تو لعان ہوگا اور وہ حد کو دور کرنے کے لئے لعان کرے گا اور یہ عذاب کو دور کرنے کے لئے لعان کرے گی۔ ابن الماجشون نے کہا: اس قاذف پر حد نہیں ہے جو نابالغ پر تہمت لگائے۔ (المحر رالوجیز، جلد 4، صفحہ 167)۔ لخمی نے کہا: اس بناء پر چھوٹی بچی کے خاوند پر لعان نہیں ہے جو حاملہ نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ نمبر 15۔ جب کسی عورت پر چار گواہ زنا کی گواہی دیں ایک ان سے اس کا خاوند ہو۔ خاوند لعان کرے گا اور باقی تین کو حد لگے گی۔ یہ امام شافعی کا ایک قول ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ انہیں حد نہیں لگائی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ نے کہا: جب خاوند اور تین اور شخص ابتداء شہادت دیں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی اور عورت کو حد لگائی جائے گی۔ ہماری دلیل یہ ارشاد ہے۔ والذین یرمون المحصنت اللہ نے خبر دی کہ جس نے محصن پر تہمت لگائی اور چار گواہ نہ لایا تو اس کو حد لگائی جائے گی اسکا ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ تہمت لگانے والے علاوہ چار گواہ لائے اور خاوند اپنی بیوی پر تہمت لگانے والا ہے۔ پس ہو اس سے خارج ہو گیا کہ وہ گواہوں میں سے ایک ہے۔

مسئلہ نمبر 16۔ جب عورت کا حمل ظاہر ہوا پھر خاوند نے اس کی نفی کو ترک کر دیا تو سکوت کے بعد اس کو نفی کرنے کا حق نہیں۔ شریح اور مجاہد نے کہا: اس کو ہمیشہ نفی کرنے کا حق حاصل ہے۔ یہ خطا ہے کیونکہ علم کے بعد اس کا سکوت رضا ہے جیسے اگر پہلے اقرار کرے پھر نفی کرے تو اس کی نفی قبول نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر 17۔ اگر اس نے نفی کو موخر کیا یہاں تک کہ اس نے وضع حمل کر لیا اور اس نے کہا: ہوسکتا ہے ہوا ہو یا وہ اسے گرا دے تو قذف سے میں راحت پاؤں گا۔ کیا اس کے وضع حمل کے کچھ عرصہ بعد نفی کرسکتا ہے جب وہ اس عرصہ سے تجاوز کرے گا تو اسے نفی کا اختیار نہ ہوگا۔ اس میں اختلاف ہے ہم کہتے ہیں: جب اس کو سکوت میں کوئی عذر نہ ہو حتیٰ کہ تین دن گزر گئے اور وہ اس پر راضی تھا تو اب اس کے لئے نفی کرنا جائز نہیں؛ یہ امام شافعی کا قول ہے نیز انہوں نے فرمایا: جب اس کے لئے نفی کرنا ممکن تھا جیسا کہ عادت جاری ہے حاکم کی طرف اس کے لئے نفی ممکن تھی پھر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کے بعد اس کے لئے نفی کرنا جائز نہ ہوگا۔ امام ابوحنفیہ نے کہا: میں مدت کا اعتبار نہیں کرتا۔ ابن القصار نے کہا: ہمارے قول کی دلیل یہ ہے کہ اپنے بچے کی نفی کرنا اس پر حرام کیا گیا ہے۔ اور بچے کا لاحق کرنا اس پر حرام نہیں کیا گیا پس اس پر وسعت کرنا ضروری ہے تا کہ غور وفکر کرلے۔ کیا اس کے لئے نفی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک ان کا اعتبار، مدت ولادت اور رضاع کے اعتبار سے اولیٰ نہیں ہے کیونکہ شریعت میں ان کی کوئی شہادت نہیں ہے جبکہ ہم نے شریعت میں مصرحت کی مدت سے شاہد ذکر کر دیا ہے۔

مسئلہ نمبر 18۔ ابن القصار نے کہا: جب عورت اپنے خاوند یا کسی اجنبی شخص کو کہے: یازانیہ ھاء کے ساتھ اور اسی طرح اجنبی، اجنبی کو کہے تو اس میں اپنے اصحاب کی نص نہیں دیکھتا لیکن میرے نزدیک یہ قذف ہوگا اور ایسا کہنے والے پر حد ہوگی اور اس نے ایک حرف زائدہ کیا ہے۔

اور یہی امام شافعی اور امام محمد بن حسن کا قول ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف نے کہا: یہ قذف نہ ہوگا اور علماء کا اتفاق ہے جب کوئی اپنی بیوی کو کہے: یازان تو قذف ہوگا۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ یہ مراد میں قذف ہے یہ خطاب ہے جب اس کا معنی سمجھا جائے گا تو

اس کا حکم ثابت ہوگا خواہ وہ عجمی لفظ ہو یا عربی لفظ ہو۔ کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ اس نے جب عورت کو کہا: زینت تو قذف ہوگا کیونکہ اس کا معنی اس سے سمجھا جارہا ہے۔ کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے: وقال نسوة (یوسف:30) تو یازان کا قول مونث کے لئے قذف ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور جب مذکر کا فعل مونث لانا جائز نہیں جب وہ اس پر مقدم ہو اور مونث کو اس کے ساتھ خطاب کرنے کی وجہ سے حکم ثابت نہ ہوگا۔

مسئلہ نمبر 19۔ نکاح فاسد میں بھی اپنی بیوی سے لعان کرے گا کیونکہ وہ اس کی فراش ہوگئی تھی اور اس میں نسب لاحق ہوگا؛ پس اس میں لعان بھی جاری ہوگا۔

مسئلہ نمبر 20۔ جب خاوند لعان کرنے سے انکار کردے تو علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اس پر حد نہیں ہے کیونکہ اللہ نے اجنبی پر حد رکھی ہے اور خاوند پر لعان۔

امام مالک، امام شافعی اور جمہور نے کہا: جب خاوند لعان نہیں کرے گا تو اسے حد لگائی جائے گی کیونکہ اس کے لئے لعان پر برات تھی جیسے اجنبی کے لئے شہود (گواہ) ہوتے ہیں اگر اجنبی شخص چار گواہ نہ لائے اسے حد لگائی جائے گی اسی طرح خاوند لعان نہیں کرے گا تو اس کو حد لگائی جائے گی۔ عجلانی کی حدیث میں جو ہے وہ اس پر دلیل ہے اس نے کہا تھا: اگر میں خاموش ہوں گا تو غصہ پر خاموش ہوں گا اگر میں قتل کروں گا تو مجھے قتل کیا جائے گا اور اگر میں بولوں گا تو مجھے کوڑے لگائے جائیں گے۔

مسئلہ نمبر 21۔ اس میں اختلاف ہے کہ کیا خاوند کے لئے گواہوں کے ساتھ لعان ہوگا؟ امام مالک اور امام شافعی نے کہا: وہ لعان کرے گا خواہ اس کے لئے گواہ ہوں یا گواہ نہ ہوں کیونکہ گواہوں کو حد کو دور کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے۔ رہا فراش کا اٹھنا اور بچے کی نفی تو اس میں ضرور لعان ہوگا۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا: لعان خاوند کے لئے ہے جب اس کے لئے اپنی ذات کے علاوہ گواہ نہ ہوں کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے: **ولم یکن لھم شھداء الا انفسھم** ۔

مسئلہ نمبر 22۔ لعان میں آغاز اس سے ہوگا جس کے ساتھ اللہ نے آغاز فرمایا اور وہ خاوند ہے اس کا فائدہ اس کا حد کو دور کرنا ہے اور اپنے سے نسب کی نفی کرنا ہے کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔ دلیل پیش کرو ورنہ تیری پیٹھ پر حد لگے گی۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ جس کی طرف وہ لوٹے اور نہ کوئی ایسا مفہوم ہے جو اسے تقویت دے بلکہ ہمارے لیے معنی ہے کیونکہ عورت جب لعان سے آغاز کرے گی تو وہ اس کی نفی کرے گی جو اس نے ثابت بھی نہیں کیا اور اس کی کوئی وجہ نہیں۔

مسئلہ نمبر 23۔ لعان کی کیفیت یہ ہے کہ حاکم لعان کرنے والے مرد سے کہے تو کہہ: اشھد باللہ میں نے اسے زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے زانی کی فرج اس کی فرج میں اس طرح دیکھی ہے جس طرح سرمہ دانی میں سرچور اور میں نے اسے دیکھنے کے بعد اس سے وطی نہیں کی۔ اگر چاہے تو کہے اس نے زنا کیا ہے اور اس کے زنا کے بعد میں نے اس سے وطی نہیں کی۔ ان دو لفظوں میں سے جو چاہے چار مرتبہ بیان کرے اگر وہ ان قسموں سے یا ان میں سے ایک سے انکار کرے گا تو اسے حد لگائی جائے گی۔ اور جب وہ حمل کی نفی کرے گا تو کہے گا: اشھد باللہ میں نے اس سے استبرا کیا ہے اس کے بعد میں نے اس سے وطی نہیں کی تھی اور یہ حمل مجھ سے نہیں ہے اور حمل کی طرف اشارہ کرے اور وہ چار مرتبہ یہ قسم اٹھائے اور ہر قسم میں کہے: جب مرد لعان سے فارغ ہو جائے گا تو اس کے بعد عوت کھڑی ہوگی اور چار قسمیں اٹھائے گی وہ اس میں کہے گی: اشھد باللہ وہ جھوٹا ہے یا وہ میرے بارے

میں اس نے دعویٰ کیا اور جو میرے بارے اس نے ذکر کیا ہے اس میں جھوٹوں میں سے ہے۔

امام شافعی نے کہا: لعان کرنے والا کہے: اشھد باللہ میں سچوں میں سے ہوں اس میں جو میں نے اپنی زوجہ فلانتہ بنت فلاں پر تہمت لگائی ہے اور اگر وہ موجود ہو تو اس کی طرف اشارہ کرے۔ مرد یہ چار مرتبہ کہے: پھر امام اسے وعظ و نصیحت کرے اور اللہ کی ذات اسے یاد دلائے اور کہے: میں ڈرتا ہوں کہ اگر سچا نہیں ہوگا تو اللہ کی لعنت کا مستحق ہوگا اور اگر وہ دیکھے کہ وہ پانچویں مرتبہ کہنا چاہتا ہے تو حاکم کسی کو حکم دے کہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اور اسے کہے: تیرا یہ قول کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹوں میں ہوں، حکم کو ثابت کر دے گا اور وہ انکار کرے کہ وہ قسم اٹھائے گا تو وہ کہے: مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹوں میں ہوں اس میں جو فلاں پر زنا کی تہمت لگائی۔ انہوں نے ابوداؤد کی حدیث سے حجت پکڑی ہے جو انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی پاک نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لعان کرنے والے پر ہاتھ رکھے پانچویں مرتبہ کہنے سے پہلے اور اسے کہے کہ یہ حکم ثابت کر دے گی۔ (ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی اللعان، حدیث 1922، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

مسئلہ نمبر 24۔ علماء کا اختلاف ہے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی عورت پر کسی شخص کے ساتھ بدکاری کی تہمت لگائی اور اس مرد کا نام بھی لے لیا کیا اسے حد لگائی جائے گی یا نہیں؟ امام مالک نے فرمایا: اس پر اس کی بیوی کی وجہ سے لعان ہوگا اور جس شخص پر اس نے تہمت لگائی اس کی وجہ سے خاوند پر حد ہوگی۔ عجلانی نے اپنی بیوی پر شریک کے ساتھ بدکاری کی تہمت لگائی تھی اسی طرح ہلال ابن امیہ نے کہا تھا تو اسے ایک حد لگائی گئی۔ ابن عربی نے کہا: ہمارے لیے قرآن کا ظاہر ہے کیونکہ اللہ نے اجنبی اور بیوی کے قذف میں مطلق حد رکھی ہے پھر بیوی کی حد کو لعان کے ساتھ خلاصی پانے کے ساتھ خاص کیا ہے اور مطلق آیت پر اجنبی باقی ہے۔ عجلانی کو شریک کیوجہ سے اور ہلال کو شریک کیوجہ سے لگائی گئی نہیں تھی حد کیونکہ اس نے حد کا مطالبہ ہی نہیں کیا تھا اور حد قذف مطالبہ کے بعد امام ہی قائم کرے گا اس پر اجماع ہے۔

مسئلہ نمبر 25۔ جب لعان کرنے والے لعان سے فارغ ہو جائیں تو وہ آپس میں جدا ہو جائیں گے ہر ایک اپنے ساتھی سے جدا ہو کر مسجد کے اس دروازے سے نکلے گا جس اس کا ساتھی نہ نکلا ہوگا۔ اگر دونوں ایک دروازہ سے بھی نکلیں تو ان کے لعان کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اہل علم کی ایک جماعت نے مستحب قرار دیا ہے لعان جامع مسجد میں عصر کے بعد ہو اور نصرانی عورت اپنے مسلمان خاوند سے لعان اس جگہ کرے گی جس کی وہ تعظیم کرتی ہے۔

مسئلہ نمبر 26۔ امام مالک اور اس کے اصحاب نے کہا: لعان مکمل ہونے کے ساتھ لعان کرنے والیوں کے درمیان فرقت واقع ہو جائے گی۔ وہ کبھی جمع نہیں ہوں گے اور کبھی ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے اور مرد کے لئے بھی اس عورت سے رجوع حلال نہیں نئے خاوند سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

امام شافعی نے فرمایا: جب خاوند شہادت اور لعان کو مکمل کرے گا تو اس کی بیوی کا فراش ہونا زائل ہو جائے گا خواہ عورت لعان کرے یا نہ کرے۔ فرمایا عورت کا لعان کرنا یہ اپنے آپ سے حد کو دور کرنے کے لئے ہے اور کوئی اس کا مقصد نہیں اور عورت کے فراش کے زوال میں عورت کے لعان کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ ایسا قول ہے جو صحابہ میں سے کسی نے نہیں کیا ہے، نیز البتی کے نزدیک لعان کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ لعان کے بعد طلاق دے۔ اس سے پہلے اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔ مشہور مذہب یہ ہے کہ

میاں بیوی کے درمیان لعان کا مکمل ہونا فرقت ہے۔ اس مقالہ والوں نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ کتاب اللہ میں سے نہیں ہے جب مرد لعان کرے یا عورت لعان کرے گی تو فرقت واقع ہو جائے گی اور عویمر کے قول سے حجت پکڑی ہے کہ اگر میں اس کو روکوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا۔ پس اس نے اسے تین طلاقیں دے دیں۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس پر کوئی انکار نہ کیا اور اسے نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا؟ تو اس کا محتاج نہیں تھا کیونکہ لعان کے ساتھ طلاق ہو چکی تھی۔

امام مالک اور انکی موافقت کرنے والے علماء کی حجت نبی کریم کا ارشاد ہے: **لا سبیل لك علیها** اب تجھے اس پر کوئی اختیار نہیں۔ یہ اعلام ہے کہ لعان کا مکمل ہونا اس کی گرفت اس سے اٹھا دیتا ہے اور انکے درمیان جدائی کرنا نئے حکم کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ نافذ کرنا ہے جو اللہ نے ان کے درمیان دوری کو واجب کیا ہے یہی لغت میں لعان ہے۔

مسئلہ نمبر 27۔ جمہور علماء کا خیال ہے کہ لعان کرنے والے کبھی آپس میں نکاح نہیں کریں گے اگر مرد اپنے آپ کو جھٹلائے گا تو اسے حد لگائی جائے گی اور بچہ اس کے ساتھ لاحق کر دیا جائے گا اور عورت کبھی اس مرد کی طرف نہیں لوٹ سکتی یہی سنت ہے جس میں کوئی شک اور اختلاف نہیں۔ سلمہ کا قول ہے انہوں نے کہا: نکاح حلال ہو کر لوٹ آئے گا جس طرح بچہ بعد میں اس کے ساتھ لاحق کیا گیا کیونکہ اس معاملہ میں کوئی فرق نہیں ہوگا اور جماعت کی حجت یہ کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اب تجھے اس پر کوئی گرفت نہیں اور آپ نے یہ نہیں فرمایا مگر یہ کہ تو اپنے آپ کو جھٹلائے۔

ابن اسحاق اور ایک جماعت نے زہری سے روایت کیا ہے فرمایا: سنت یہ قائم ہو چکی ہے کہ جب میاں بیوی لعان کرین گے تو انکے درمیان جدائی کر دی جائے گی اور وہ کبھی جمع نہ ہوں گے۔ اس حدیث کو دار قطنی نے روایت کیا ہے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: لعان کرنے والے جب جدا ہو جائین گے تو کبھی جمع نہ ہوں گے۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ سے مروی ہے ان دونوں نے فرمایا: سنت قائم ہو چکی ہے کہ لعان کرنے والے جمع نہ ہوں گے۔ حضرت علی سے ہمیشہ کا لفظ بھی مروی ہے۔

مسئلہ نمبر 28۔ لعان کے لئے چار اشیاء ضروری ہیں۔

1۔ الفاظ کی تعداد: وہ چار شہادتیں ہیں

2۔ مکان۔ اس کے لیے شہر میں عمدہ اور معزز جگہ کا قصد کیا جائے اگر مکہ میں ہوں تو لعان رکن اور مقام کے پاس ہو۔ اگر مدینہ میں ہو تو منبر کے پاس ہو۔ اگر بیت المقدس میں تو صخرۃ کے پاس ہو اور دوسرے شہرون میں ہو تو مساجد میں ہو اور اگر وہ کافر ہوں تو انہیں ایسی جگہ بھیجا جائے گا جس کی وہ تعظیم کرتے ہوں۔ اگر وہ میاں بیوی یہودی ہوں تو کنیسہ میں ہوگا اگر مجوسی ہوں تو آگ کے کمرے کے پاس ہوگا، اگر ان کا کوئی دین نہ ہو جیسے بت پرست ہیں تو انکے درمیان مجلس حکم میں لعان ہوگا۔

3۔ وقت: یہ عصر کے بعد کا وقت ہے۔

4۔ لوگوں کو جمع کرنا۔ چار یا اس سے زاہد لوگ لعان کے وقت موجود ہوں، لوگوں کا جمع کرنا مشروط ہے، زمان اور مکان مستحب ہے۔

مسئلہ نمبر 29۔ جس نے کہا: فراق واقع نہیں ہوتا مگر لعان کے مکمل ہونے کیساتھ اس پر یہ لازم آتا ہے کہ اگر ایک لعان کے مکمل ہونے سے پہلے مر جائے تو دوسرا اس کا وارث ہوگا اور جس نے کہا: تفریق واقع نہیں ہوتی مگر امام کی تفریق کے ساتھ تو پھر

ایک اس سے پہلے مرجائے اور لعان کے مکمل ہونے سے پہلے مرجائے تو دوسرا اس کا وارث ہوگا اور امام شافعی کے قول پر اگر ایک مرجائے عورت کے لعان کرنے پہلے تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

مسئلہ نمبر 30۔ ابن القصار نے کہا: ہمارے نزدیک لعان کی تفریق فسخ نہیں ہے؛ یہ المدونۃ کا مذہب ہے کیونکہ لعان کی تفریق کا حکم طلاق کی تفریق کا حکم ہے۔ غیر مدخول بہا کو نصف مہر دیا جائے گا اور ابن الجلاب کی مختصر میں ہے ایسی عورت کے لئے کچھ نہیں ہوگا یہ اس بناء پر ہے کہ لعان کی تفریق فسخ ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ نور، بیروت)

1138-وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلاَعِنَيْنِ زَمَنَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَلَمْ اَدْرِ مَا اَقُولُ فَاَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ اَرَاَيْتَ الْمُتَلاَعِنَيْنِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

✧✧ سعید بن جبیر فرماتے ہیں، معصب بن زبیر (کی حکومت) کے زمانے میں مجھ سے لعان کرنے والے (میاں بیوی) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو مجھے سمجھ نہیں آئی کہ میں کیا جواب دوں؟ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' آپ کے خیال میں لعان کرنے والے (میاں بیوی) کے درمیان تفریق کروادی جائے گی (امام مسلم فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

1139-وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلاَعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لاَ سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالِي قَالَ لاَ مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا قَالَ زُهَيْرٌ فِي رِوَايَتِهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والے (میاں بیوی) سے کہا تھا کہ تم دونوں کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ تم دونوں میں سے کوئی ایک جھوٹا ہے (پھر آپ نے شوہر سے کہا) اب تم اس عورت کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اس نے عرض کی' یارسول اللہ! میرا مال (یعنی مہر کی رقم مجھے واپس ملنی چاہئے) تو آپ نے فرمایا تمہیں وہ رقم نہیں مل سکتی کیونکہ اگر اب تم سچ کہہ رہے ہو تو وہ (مہر کی رقم) اس چیز کا معاوضہ ہوگی جو تم اس عورت کی شرمگاہ سے لطف حاصل کرتے رہے ہو اور اگر تم نے اس پر جھوٹا الزام عائد کیا ہے تو پھر تو اس کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

1140-وَحَدَّثَنِي اَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلاَنِ قَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عجلان سے تعلق رکھنے والے (لعان کرنے والے) میاں بیوی کی علیحدگی کروادی تھی اور یہ فرمایا تھا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے کوئی ایک جھوٹا ہے تو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرے گا؟

1141-وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِی عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَیُّوْبَ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اللِّعَانِ فَذَکَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

✧✧ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کے بارے میں سوال کیا (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

1142-وَحَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ وَّاللَّفْظُ لِلْمِسْمَعِیِّ وَابْنِ الْمُثَنّٰی قَالُوْا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَّهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ لَمْ یُفَرِّقِ الْمُصْعَبُ بَیْنَ الْمُتَلَاعِنَیْنِ قَالَ سَعِیْدٌ فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ فَرَّقَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَخَوَیْ بَنِی الْعَجْلَانِ

✧✧ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' مصعب نے لعان کرنے والے (میاں بیوی) کے درمیان تفریق نہیں کی۔ سعید کہتے ہیں' میں نے اس بات کا ذکر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عجلان سے تعلق رکھنے والے (لعان کرنے والے) میاں بیوی کے درمیان تفریق کر دی تھی۔

1143-وَحَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّقُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَاَتَهٗ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِاُمِّهٖ

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی اور بچے (کے نسب) کو اس کی والدہ سے منسوب کر دیا۔

1144-وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَامْرَاَتِهٖ وَفَرَّقَ بَیْنَهُمَا

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے' انصار سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب اور ان کی اہلیہ کے درمیان لعان کروایا اور ان دونوں میں علیحدگی کروادی۔

1145-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَعُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا یَحْیٰی وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1146-حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَاللَّفْظُ لِزُهَیْرٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّا لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ فِی الْمَسْجِدِ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَتَکَلَّمَ جَلَدْتُّمُوْهُ اَوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوْهُ وَاِنْ سَکَتَ سَکَتَ عَلٰی غَیْظٍ وَّاللّٰهِ لَاَسْاَلَنَّ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْغَدِ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

حدیث 1146: بخاری (413)' (4469)' (5003) ابوداؤد (2252)' (2253)' (4523) ابن ماجہ (2066)' (2068)' (2605) مالک (1177)' (1415)' (1503) احمد (4001)' (4281)' (2204) ابن حبان (4281)' (4283)' (4285) بیہقی (12269)' (15087)' (15091) ابویعلی (5161) معجم کبیر (5674)' (5678)' (5680) دارقطنی (113)' (112)

وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ جَلَدْتُّمُوْهُ اَوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوْهُ اَوْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى غَيْظٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ افْتَحْ وَجَعَلَ يَدْعُو فَنَزَلَتْ اٰيَةُ اللِّعَانِ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ) هٰذِهِ الْاٰيَاتُ فَابْتُلِيَ بِهٖ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْنِ النَّاسِ فَجَآءَ هُوَ وَامْرَاَتُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا فَشَهِدَ الرَّجُلُ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ ثُمَّ لَعَنَ الْخَامِسَةَ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ فَذَهَبَتْ لِتَلْعَنَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ فَاَبَتْ فَلَعَنَتْ فَلَمَّا اَدْبَرَا قَالَ لَعَلَّهَا اَنْ تَجِيْءَ بِهٖ اَسْوَدَ جَعْدًا فَجَائَتْ بِهٖ اَسْوَدَ جَعْدًا

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جمعہ کی رات میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسی دوران ایک انصاری آیا اور اس نے دریافت کیا' اگر کوئی شخص بیوی کے ساتھ کسی اور مرد کو پائے اور یہ بات کہہ دے تو (گواہ مہیا نہ کرنے کی وجہ سے) آپ لوگ اسے کوڑے لگائیں گے۔ اگر وہ اس شخص کو قتل کر دے تو (قصاص میں) آپ لوگ اسے قتل کر دیں گے اور اگر وہ خاموش رہے تو انتہائی غصے کے عالم میں خاموش رہے گا۔ اللہ کی قسم! میں اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور سوال کروں گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' اگلے دن وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر اور آپ سے سوال کیا۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے مرد کو پائے تو اگر وہ الزام لگائے تو آپ اسے کوڑے لگائیں گے اگر وہ قتل کر دے تو آپ اسے قتل کر دیں گے اور اگر وہ خاموش رہے تو شدید ناراضگی (کی بات پر) خاموش رہے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! کشادگی عطا کر! (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے رہے یہاں تک کہ لعان والی آیت نازل ہوگئی۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام عائد کرتے ہیں اور صرف وہ خود ہی اس کے گواہ ہوں''۔ الی آخرہ

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اس آیت کے حکم پر عمل کرنے میں) سب سے پہلے وہی شخص مبتلا ہوا وہ اور اس کی بیوی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ ان دونوں نے لعان کیا۔ مرد نے اللہ (کے نام کی قسم اٹھاتے ہوئے) چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ سچا ہے اور پھر پانچویں مرتبہ لعان کرتے ہوئے یہ کہا کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر وہ عورت لعان کرنے لگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا ٹھہرو! (پہلے سوچ لو) اس نے (کسی گناہ کے ثبوت کا) انکار کیا اور لعان کر لیا۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) جب وہ دونوں چلے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عورت کے ہاں گھنگریالے بالوں والا سیاہ فام بچہ پیدا ہوگا۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اس عورت کے ہاں گھنگریالے بالوں والا سیاہ فام بچہ پیدا ہوا۔

1147- وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيْعًا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1148- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُّحَمَّدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّاَنَا اُرٰى اَنَّ عِنْدَهٗ مِنْهُ عِلْمًا فَقَالَ اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَاَتَهٗ بِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ وَكَانَ اَخَا الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ لِاُمِّهٖ وَكَانَ اَوَّلَ رَجُلٍ لَاعَنَ فِي الْاِسْلَامِ وَقَالَ فَلَاعَنَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ

جَائَتْ بِهِ اَبْيَضَ سَبْطًا وَضِبَيَّ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ وَاِنْ جَائَتْ بِهِ اَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ قَالَ فَاُنْبِئْتُ اَنَّهَا جَائَتْ بِهِ اَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ

✧✧ محمد (بن سیرین) بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے (لعان کے بارے میں) سوال کیا۔ میرا یہ خیال تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اس سے واقف ہوں گے۔ (تو انہوں نے جواب دیا:) ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر یہ الزام لگایا کہ اس کے شریک بن سحماء کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں۔ شریک' ماں کی طرف سے' براء بن مالک کے سوتیلے بھائی تھے۔ ہلال بن امیہ نے اسلام میں سب سے پہلے لعان کیا۔ انہوں نے اپنی بیوی سے لعان کرلیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا۔ اس عورت کا دھیان رکھنا اگر اس کے ہاں گوری رنگت' سیدھے بالوں اور سرخ آنکھوں والا بچہ پیدا ہوا تو وہ ہلال بن امیہ کی اولاد میں سے ہوگا اور اگر سرمگی آنکھوں' گھنگریالے بالوں اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا بچہ ہوگا۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) مجھے پتہ چلا کہ اس عورت کے ہاں سرمگیں آنکھوں' گھنگریالے بالوں اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا۔

1149- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ وَعِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيَّانِ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رُمْحٍ قَالَا اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَ مَعَ اَهْلِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَّا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهٖ خَدْلًا اٰدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ اَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' (سب سے پہلے) لعان کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا۔ عاصم بن عدی نے اس بارے میں کچھ کہا تھا۔ پھر وہ چلے گئے تو ان کی قوم کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور یہ شکایت کی کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک اجنبی آدمی کو پایا ہے تو عاصم کہنے لگے میں اپنی بات کی وجہ سے ہی اس آزمائش میں مبتلا ہوا ہوں۔ پھر وہ اس شخص کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ ان صاحب نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک اجنبی مرد کو پایا۔ (راوی کہتے ہیں) ان صاحب کی رنگت زرد تھی۔ اس کا گوشت کم تھا۔ (یعنی دبلا پتلا تھا) اس کے بال سیدھے تھے جبکہ جس شخص کے بارے میں انہوں نے یہ الزام عائد کیا تھا کہ وہ ان کی بیوی کے پاس موجود تھا۔ وہ شخص بھری ہوئی پنڈلیوں والا گندمی رنگت کا مالک

حدیث 1148: بخاری (4468)' (4469)' (4959) ابوداؤد (2245)' (2248)' (2255) ترمذی (3179) نسائی (3402)' (3466)' (3471) ابن ماجہ (2067)' (2066) مالک (1177)' (1416) دارمی (2229)' (2230) احمد (22878)' (22881)' (22902) ابن حبان (4283)' (4284)' (4285) حاکم (8111) بیہقی (12269)' (15082)' (15087) ابویعلی (2514)' (5772)' (2824) معجم کبیر (5674)' (5675)' (5676)

موٹا تازہ شخص تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ! (حقیقت حال کو) ظاہر کر دے! (راوی کہتے ہیں) اس عورت کے ہاں جو بچہ پیدا وہ اس شخص کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا جس پر اس عورت کے شوہر نے یہ الزام لگایا تھا کہ اس نے اس شخص کو اپنی بیوی کے پاس پایا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کے درمیان لعان کروادیا۔ (راوی کہتے ہیں) اس محفل میں ایک صاحب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا' کیا یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ اگر میں کسی کو گواہوں کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا نہیں وہ عورت تو اسلام قبول کر لینے کے باوجود کھلے عام گناہ کا کام کرتی تھی۔

1150-وَحَدَّثَنِيهِ احْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْاَزْدِيُّ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اَبِي اُوَيْسٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلاَلٍ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلاَعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ كَثِيْرَ اللَّحْمِ قَالَ جَعْدٌ قَطِطٌ

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے سامنے لعان کرنے والے (میاں بیوی) کا ذکر کیا گیا۔ (امام مسلم فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ وہ شخص موٹا تازہ اور سخت گھنگریالے بالوں والا شخص تھا۔

1151-وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالاَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ وَّذُكِرَ الْمُتَلاَعِنَانِ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ شَدَّادٍ اَهُمَا اللَّذَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لاَ تِلْكَ امْرَاَةٌ اَعْلَنَتْ قَالَ ابْنُ اَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهٖ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

✧✧ عبداللہ بن شداد بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے لعان کرنے والے (میاں بیوی) کا ذکر کیا گیا تو ابن شداد نے پوچھا' کیا یہ دونوں وہی تھے؟ جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ اگر میں کسی گواہی کے بغیر کسی کو رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔ نہیں! وہ (دوسری عورت تھی جو) اعلانیہ (طور پر بدکاری کرتی تھی)

1152-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَجِدُ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلاً اَيَقْتُلُهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ قَالَ سَعْدٌ بَلٰى وَالَّذِي اَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوْا اِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت سعد بن عبادہ انصاری نے عرض کی' یارسول اللہ! آپ کے خیال میں' اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اور شخص کو پائے تو کیا اسے قتل کر دے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی' اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ذریعے عزت عطا کی۔ اس شخص کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے (دوسرے صحابہ کرام) سے فرمایا۔ تم لوگ سنو! تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے؟

1153-وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنْ وَجَدْتُّ مَعَ امْرَاَتِي رَجُلًا اَوُمْهِلُهُ حَتّٰى اٰتِيَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَالَ نَعَمْ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کی' یارسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی اور شخص کو پاؤں تو کیا اس شخص کو اتنی مہلت دوں کہ میں چار گواہ اکٹھے کر کے لاؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں!

1154-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ وَجَدْتُّ مَعَ اَهْلِي رَجُلًا لَمْ اَمَسَّهُ حَتّٰى اٰتِيَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ كُنْتُ لَاُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوْا اِلٰى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ اِنَّهُ لَغَيُورٌ وَّاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّي

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کی' یارسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو پاؤں تو کیا اسے اس وقت تک ہاتھ نہ لگاؤں جب تک چار گواہ نہ لاؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ہاں! تو انہوں نے عرض کی' ہرگز نہیں! میں اس شخص کو فوراً تلوار کے ذریعے قتل کر دوں گا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسرے صحابہ سے کہا) تم سنو! تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے؟ یہ غیرت مند آدمی ہے لیکن میں اس سے زیادہ غیرت رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت رکھتا ہے۔

زانی کو از خود قتل کرنے کا حکم

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور یہ متحقق ہو جائے کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ شخص اس سبب سے اس زانی کو قتل کر دے تو جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ اس پر قصاص لازم آئے گا الا یہ کہ وہ زنا کے ثبوت پر چار گواہ پیش کر دے یا مقتول کے ورثاء اس کے زنا کا اعتراف کر لیں۔ اور یہ شرط بھی ہے کہ وہ زانی شادی شدہ ہو، یہ دنیاوی ضابطہ ہے اور اگر وہ سچا ہے تو آخرت میں اس پر کوئی وبال نہیں ہوگا۔ بعض شوافع کا قول یہ ہے کہ جو شخص بھی سلطان کی اجازت کے بغیر کسی شادی شدہ زانی کو قتل کرے گا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۴۸۸، کراچی)

امام ابوحنیفہ کا قول جمہور کے موافق ہے، اگر دو شخص گواہی دیں کہ اس شخص نے فلاں آدمی کو زنا کے سبب سے قتل کیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس سے قصاص لیا جائے گا اور امام احمد کے نزدیک اس پر قصاص نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۴۴۹، لاہور)

جمہور کی دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پہلے تو حضرت سعد کے جواب میں فرمایا تلوار کافی گواہ ہے، پھر فرمایا نہیں! مجھے خدشہ ہے کہ پھر لوگ نشہ اور غیرت میں آ کر دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیں گے۔
(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۰۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے قتل کرنے کی اجازت نہیں دی، البتہ جس پر چار گواہوں سے زنا ثابت ہو جائے اس کا معاملہ الگ ہے کیونکہ وہ مباح الدم ہے اس لئے اس صورت میں اس سے قصاص نہیں لیا

جائے گا، لیکن کسی شخص کو بھی قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے اور اس وجہ سے وہ مواخذہ کا مستحق ہوگا۔

لعان کے بعد تفریق میں مذاہب فقہاء

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ امام مالک، امام شافعی اور ان کے موافقین کا یہ نظریہ ہے کہ نفس لعان سے، لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق ہو جاتی ہے، امام مالک اور ان کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ عورت کے لعان سے فارغ ہونے کے بعد تفریق ہو جاتی ہے اور امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ مرد کے لعان سے فارغ ہوتے ہی تفریق ہو جاتی ہے۔ سحنون مالکی کا بھی یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری کا یہ قول ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی بلکہ لعان کے بعد قاضی کے تفریق کرنے سے تفریق ہوتی ہے، اور امام احمد بن حنبل کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں، ایک میں احناف کے ساتھ ہیں اور دوسرے میں شوافع کے۔ (عمدۃ القاری جز ۲۰ ص ۲۹۵ مصر)

علامہ ابوالحسن مرداوی حنبلی لکھتے ہیں کہ وجیز میں لکھا ہے کہ امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور محرر، نظم، رعایتین، حاوی صغیر، فروع وغیرہ کتب حنابلہ میں اسی قول کو مقدم کیا ہے، اور امام احمد بن حنبل کا دوسرا قول یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی جب تک کہ حاکم تفریق نہ کرے۔ خرقی (المغنی ابن قدامہ کا متن) کا یہی مختار ہے۔ قاضی، شریف، ابوالخطاب اور ابن البناء وغیرہم فقہاء حنابلہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، ہدایہ، مذہب، مسبوک الذہب اور دوسری کتب حنابلہ میں بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور انتصار میں لکھا ہے کہ عام اصحاب حنابلہ کا بھی یہی مختار ہے۔ (الانصاف ج ۹ ص ۲۵۲۔۲۵۱، بیروت)

1155- حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ وَاَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَاَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَاَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرُ مُصْفِحٍ عَنْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ فَوَاللّٰهِ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ مِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ اللّٰهُ الْمُرْسَلِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَلَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ

✧✧ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کہا۔ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی اور شخص کو پاؤں تو درگزر کیے بغیر اپنی تلوار کے ذریعے اسے قتل کر دوں پھر اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے فرمایا' کیا تم سعد کی غیرت پر حیران ہو رہے ہو؟ اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے ہی ظاہری اور چوری چھپے بدکاری کو حرام قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث کیا ہے جو بشارت دیتے ہیں اور ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اپنی حمد کو پسند کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے (اپنی حمد کرنے والوں کے ساتھ) جنت کا وعدہ کیا ہے۔

شرح

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی غیرت ہی کی وجہ سے گناہوں کو حرام کیا ہے یہ جملہ دراصل اللہ تعالیٰ کی غیرت کی وضاحت کے لئے ہے

کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کے معنی یہ ہیں کہ اس نے لوگوں کو حرام امور اختیار کرنے سے منع کیا ہے اور حرام امور کو اختیار کرنے پر عذاب مقرر کیا ہے چنانچہ اصل میں غیرت کا مطلب یہی ہے کہ آدمی اس بات کو ناپسند کرے اور اس پر ناراض ہو کہ کوئی اس کی ملکیت میں تصرف کرے۔ اور غیرت کا مشہور معنی یہ ہے کہ آدمی اس شخص پر غصہ کرے جو اس کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرے یا اس کو نظر بد سے دیکھے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ وہ اس شخص پر غصہ کرے جو گناہ کا مرتکب ہو۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ عذر کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں رکھتا میں عذر اعزار یعنی ازالہ عذر کے معنی میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ عذر ختم کر دینے کو پسند کرتا ہے اس طرح کوئی اور عذر کو ختم کرنے کو پسند نہیں کرتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پیغمبروں اور رسولوں کو بھیجا ہے تا کہ اس طرف سے اتمام حجت ہو جائے اور بندوں کو عذر کرنے کا موقع نہ ملے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایت (لئلا یکون علی اللہ حجۃ بعد الرسل) تا کہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے تعریف کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی پسند نہیں کرتا، کا مطلب یہ ہے کہ تعریف کرنے کو جتنا اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اتنا کوئی اور پسند نہیں کرتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی تعریف بھی فرمائی ہے اور اپنے محبوب بندوں کی بھی تعریف کی ہے اور ان لوگوں کو جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے جو اس کی حمد و تعریف کرتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔

1156-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ غَيْرَ مُصْفِحٍ وَّلَمْ يَقُلْ عَنْهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں الفاظ کا کچھ اختلاف ہے۔

1157-وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ فَزَارَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ اِنَّ فِيْهَا اَوْرَقًا قَالَ فَاَنّٰى اَتَاهَا ذٰلِكَ قَالَ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ وَهٰذَا عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهُ عِرْقٌ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بنوفزارہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' میری بیوی کے ہاں سیاہ فام بچہ پیدا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا' کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں۔ اس نے عرض کی' جی ہاں! ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کی' سرخ آپ نے دریافت کیا' کیا ان میں خاکی رنگ کا اونٹ بھی ہے؟ اس نے عرض کی' ان میں خاکی رنگ کا اونٹ بھی ہے۔ آپ نے دریافت کیا وہ خاکی اونٹ ان میں کیسے آئے؟ اس نے عرض کی' ہوسکتا ہے کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تمہارے بچے کے معاملے میں بھی) ہوسکتا ہے کہ کسی

حدیث 1157: بخاری (4999)' (6455)' (6884) ابوداؤد (2260)' (2261)' (2262) ترمذی (2128) نسائی (3478)' (3479)' (3480) ابن ماجہ (2003) احمد (7189)' (7190)' (7263) ابن حبان (4106)' (4107) بیہقی (14021)' (15140)' (15141) ابو یعلی (5869)' (5886)

رگ نے اسے کھینچ لیا ہو؟

1158-وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ جَمِيْعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَدَتِ امْرَاَتِيْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَهُوَ حِيْنَئِذٍ يُعَرِّضُ بِاَنْ يَّنْفِيَهٗ وَزَادَ فِيْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهٗ فِي الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ معمر کی روایت میں ہے کہ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیوی نے سیاہ فام بچے کو جنم دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) وہ شخص اشارۃً اپنی ذات سے بچے کے نسب کی نفی کرنا چاہ رہا تھا۔ (امام مسلم فرماتے ہیں) ایک سند میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ بچے کے نسب کی اپنی ذات سے نفی کرے۔

لعان کی وجہ سے بچہ کے نسب کی نفی میں مذاہب فقہاء

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عہد مبارک میں ایک شخص نے لعان کیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور بچہ کو ماں کے ساتھ لاحق کر دیا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۴۹۴)

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء تابعین اور ائمہ اربعہ کا مسلک یہ ہے کہ لعان کے بعد بچہ کو ماں کے ساتھ لاحق کر دیا جائے گا اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور باپ سے اس کا نسب منتفی ہوگا۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ عامر، شعبی، محمد بن ابی ذئب اور بعض اہل مدینہ نے اس مسئلہ میں جمہور سے اختلاف کیا ہے کیونکہ بچہ اس کا ہوتا ہے کہ جس کے بستر پر ہو اس لئے لعان کرنے والے شخص سے ہی نسب ثابت ہوگا، لیکن ان کے خلاف یہ حدیث جمہور کی قوی دلیل ہے اور اس قاعدہ میں اس حدیث سے تخصیص کی جائے گی۔ البتہ ایک اور اختلاف یہ ہے کہ ماں سے نسبت اس وقت منتفی ہوگا جب بچہ پیدا ہوتے ہی یا زیادہ دن گزرنے سے پہلے مرد اس کا انکار کر دے، امام ابوحنیفہ نے دن مقرر نہیں کیے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں سات دن کے کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔ اور امام محمد فرماتے ہیں چالیس دن کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔ یعنی اس سے پہلے انکار کا شرعاً اعتبار ہوگا اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر بچہ پیدا ہوتے ہیں فوراً انکار کر دیا تو اس کا انکار شرعاً معتبر ہوگا ورنہ نہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۳۰۲ منہ)

1159-وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّيْ اَنْكَرْتُهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ فَهَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنّٰى هُوَ قَالَ لَعَلَّهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَكُوْنُ نَزَعَهٗ عِرْقٌ لَهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا لَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ لَهٗ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک دیہاتی، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ!

میری بیوی نے سیاہ فام بچے کو جنم دیا ہے۔ میں اس بچے (کے اپنے ساتھ نسبی تعلق) کا انکار کرتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا' کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے دریافت کیا' ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کی' سرخ' آپ نے دریافت کیا: کیا ان میں کوئی خاکی بھی ہے؟ اس نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے دریافت کیا' وہاں کہاں سے آ گیا؟ اس نے عرض کی: ہوسکتا ہے کہ کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو؟ تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے کہا: یہاں بھی ایسا ہوسکتا ہے کہ اسے (بچے کو) کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

1160-وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ محض معمولی اور ضعیف علامتوں کی بناء پر اپنے بچہ کا انکار کرنا یعنی یہ کہنا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے ممنوع ہے بلکہ اس صورت میں مضبوط دلائل و وجوہ کا ہونا ضروری ہے مثلاً بیوی سے صحبت نہ کی ہو اور اس کے باوجود بچہ کی ولادت ہوئی ہو یا صحبت کی ہو مگر صحبت کے بعد چھ مہینہ سے کم مدت میں؟ بچہ پیدا ہوا ہو اور ان صورتوں میں اس بچہ کا انکار کر دینا جائز ہے۔

☆☆☆☆☆

شرح انتخاب احادیث

ترجمہ

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر

اداماللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور